ڈرہونٹ اور مایا
اے حمید

عنبر شبونگر میں

لیڈر کاڈ بوائے نہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے نظر نہ آنے والی اس طاقت کو محسوس کر کے خوف سے کانپ رہا تھا۔ اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے اس قدر جلدی جلدی نمودار ہو رہے تھے جیسے کسی نے ماتھے پر پسینے کا لیپ کر دیا ہو۔ اس کے ہاتھوں میں پکڑا ہوا تیز دھار اور چمکتا ہوا خنجر کانپ رہا تھا۔ کاوری اور اس کی ماں بھی اس منظر سے خوف زدہ نظر آ رہی تھیں کیونکہ یہ ان دونوں کی موت اور زندگی کا مسئلہ تھا دوسرے کاڈ بوائے درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان بھاگتے پھر رہے تھے اس دشمن کی تلاش میں جس نے ان کے بنے بنائے منصوبے کو خاک میں ملا دیا تھا۔ کہیں کہیں کسی جھاڑی سے جنگلی خرگوش یا کوئی گیدڑ بھاگ نکلتا تو کاڈ بوائے ڈاکوؤں کی گرفت اپنی اپنی تلواروں کے دستوں پر مضبوط ہو جاتی۔ پھر تلاش بسیار کے بعد جب وہ ناکام لوٹ رہے تھے تو انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ان کا سردار کسی نظر نہ آنے والی طاقت سے نبرد آزما

ہے کچھ اس طرح کہ اس طاقت نے ان کے قوی ہیکل سردار کو
اپنی لاتوں اور مکّوں کی زد میں لے رکھا ہے اور اس کے
منہ اور ناک سے خون نکل نکل کر تیزی سے بہہ رہا ہے۔
دیکھتے ہی دیکھتے سردار زمین پر ایک فلک شگاف چیخ کے
ساتھ گرا اور تڑپنے لگا۔ اس کے ساتھی حیرت اور خوف سے
یہ منظر دیکھ رہے تھے اور ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا
کہ وہ کیا کریں۔ جب کہ ان کے سردار نے ان کی آنکھوں
کے سامنے ہی دم توڑ دیا۔ ایک کاؤ بوائے جو دیگر ساتھیوں
میں زیادہ طاقت ور تھا آگے بڑھا اور اس نے غصے سے
جنگلی کبوتر کے خون کی طرح سرخ آنکھوں سے کاویری اور
اس کی ماں کو دیکھا۔ اپنی تلوار کو چوما اور کاویری سے کہا۔
لڑکی ہمارے سردار نے تجھے زندگی میں ہی اپنی بیوی بنانے
کا فیصلہ کر لیا تھا۔ میں تمہیں ابھی اس کے پاس بھیج دوں گا۔
پھر اس کی تلوار فضا میں بلند ہوئی۔

ماریا نے جب یہ دیکھا تو دوڑ کر اس کے ہاتھ پر ایک
ہاتھ مارا۔ تلوار دور جا گری۔ اس کے ساتھ ہی ماریا نے
اس کو اوپر اٹھا لیا۔ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ ماریا جس چیز
کو اٹھا لیتی ہے ماریا کی طرح وہ بھی دکھائی نہیں دیتی۔
ماریا کے اٹھاتے ہی وہ اپنے ساتھی غنڈوں کی نظروں

[illegible] اوجھل ہو گیا۔ اب وہ صرف اس کی چیخ و پکار کی آوازیں
[illegible] سُن رہے تھے اور ماریا اس کو اپنے سر پر اٹھا کر گھُما
رہی تھی کہ اتنے میں ایک غنڈہ تلوار نکالے چیخ و پکار کی
[illegible] میں اپنی تلوار لے کر بڑھا۔ ماریا نے یہ دیکھا تو
اس غنڈے کو گھُماتے ہوئے آنے والے غنڈے کی طرف
اچھال دیا۔ ماریا نے یونہی غنڈے کو پھینکا تو غنڈہ سیدھا
[illegible] غنڈے کی تلوار پر لگا۔ جس سے اس کا جسم درمیان میں
سے دو ٹکڑے ہو کر گرا اور خون کا ایک دریا بہہ نکلا اور تلوار
والا غنڈہ یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ماریا اب
[illegible] کسی غنڈے کو موقع نہیں دینا چاہتی تھی کہ جس سے
[illegible] یا اس کی ماں کو کوئی نقصان پہنچے۔ اس نے ایک غنڈے
کے سر پر پوری طاقت سے ہاتھ مارا۔ جس سے اس کا سر دب
کر گردن سمیت جسم میں گھُس گیا اور اس کی آنکھیں باہر کو اُبل
[illegible]۔ وہ دم توڑ گیا۔
اتنے میں ماریا نے دیکھا کہ ایک غنڈہ خنجر لے کر کاویری کی
طرف بڑھ رہا ہے۔ ماریا نے جھپٹ کر خنجر چھین لیا۔ خنجر ماریا کے
ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گیا کہ اتنے میں ایک اور غنڈہ تلوار
[illegible] ماریا کی طرف بڑھا۔ ماریا کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ لیکن
اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کا اٹھا ہاتھ فضا

میں ہی رہ گیا۔ اور اس کے پیٹ میں ایک تیز دھار خنجر
اتر چکا تھا اور زخم سے خون فوارہ بن کر بہہ نکلا اور
وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر آ گرا۔ دیگر ساتھیوں
نے جب یہ دیکھا تو خوف سے ان کا پتا پانی ہوگیا اور وہ
بھاگ نکلے۔ ماریا کاویری اور اس کی ماں کے پاس آئی اور
اپنی میٹھی اور سُریلی آواز میں کہا۔ کاویری تمہارے دشمن دُم
دبا کر بھاگ گئے۔ اب چلو میں تمہیں تمہارے گھر پہنچا دوں۔
ممکن ہے راستے میں وہ کہیں چھپے ہوں اور پھر تم ان ظالموں
کے پنجے میں پھنس جاؤ۔ کاویری نے کہا۔ اچھی روح ہم تمہارا
کیسے شکریہ ادا کریں تمہاری مہربانی۔ اگر تم ہماری مدد نہ کرتیں تو
مجھے ذلت کی زندگی سے بچنے کے لئے خودکشی کرنی پڑتی۔
ماریا نے جلدی سے اِن ڈاکوؤں کے دو گھوڑے پکڑ لئے ایک
پر کاویری کے ساتھ وہ خود بیٹھ گئی اور دوسرے پر اس کی
ماں سوار ہو گئی اور کاویری نے اپنے گھوڑے کا رُخ شہر اپنے
گھر کی طرف موڑ دیا۔ تب راستے میں ماریا نے اس سے اس
حادثے کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا یہ کاؤ بوائے بہت ہی
ظالم لوگ ہیں۔ ان کے سردار کا نام پیٹر تھا۔ یہ دولت مند
گھرانوں کی لڑکیوں کو اغوا کر لیتے ہیں اور پھر ان کے وارثوں
سے بڑی بڑی رقمیں اُن کے بدلے وصول کرتے ہیں میں اپنے

والدین کی اکلوتی بیٹی ہوں اور ایک بڑی جائداد کی مالک ہوں۔
وہ میرے بدلے میرے باپ سے بڑی بڑی رقمیں وصول کرنا
چاہتے تھے لیکن تم نے ان کے سارے منصوبے خاک میں ملا دئے
ہیں۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ سامنے سے گرد اُڑتی نظر آئی
اور بھاگتے ہوئے گھوڑوں کی ٹاپوں نے ان کی توجہ اپنی طرف
کھینچ لی۔ پھر جب گرد کے بادل ہٹے تو انہیں ایک بوڑھا انگریز
اور اس کے ہمراہ پولیس کے سپاہی ہتھیاروں سے لیس اپنی
طرف آتے نظر آئے۔ کاویری نے پہچان کر مسکراتے ہوئے کہا۔
یہ میرے ڈیڈی ہیں۔ شاید پولیس کو ساتھ لے کر ہماری ہی
تلاش میں چلے آ رہے ہیں۔ کاویری کی ماں نے اپنے خاوند
کو سامنے دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ شاید یہ خوشی
کے آنسو تھے۔ وہ ایک بار پھر اپنی آنکھوں سے اپنے خاوند کو
دیکھ رہی تھی۔ جب کہ وہ زندگی سے مایوس ہو چکی تھی وہ سب
قریب آ رہے تھے۔ اور انہوں نے بھی کاویری اور اس کی ماں کو
دیکھ لیا تھا۔ تب ماریا نے کاویری سے کہا۔ یہ بڑی خوشی کی
بات ہے کہ تم خیریت سے اپنے گھر لوٹ رہی ہو۔ تمہارے ڈیڈی
آ گئے ہیں اب مجھے اجازت دو تم لوگ تو بچھڑ کے مل گئے ہو۔ لیکن
مجھے ابھی بچھڑ جانے والوں کو تلاش کرنا ہے۔ اپنے پیارے
بھائیوں کو جو ایک دفعہ پھر تاریخ کی بھول بھلیاں میں گم ہو

گئے ہیں۔ کاویری نے کہا۔ کاش تم چند روز مجھے میزبانی کا
شرف بخشتیں۔ میں تم جیسی اچھی روح کی خدمت کرکے بہت خوش
ہوتی۔ ماریا نے کہا۔ اچھی بہن مجھے تو اس بات کی بے انتہا
خوشی ہے کہ میری وجہ سے ایک خاندان برباد ہونے سے بچ
گیا۔ مجھے صلے کی خواہش نہیں۔ مصیبت میں کسی کے کام آنا اور
خطرے میں گھری ہوئی انسانیت کی خدمت کرنا ہی میری زندگی
کا مقصد ہے۔ جب تک زندہ رہوں گی بدی کی طاقتوں سے
ٹکراتی رہوں گی۔ کاویری نے کہا۔ نیک روح کوئی خدمت تو
بتاؤ۔ میں بھی تمہارے کسی کام آسکوں۔ تب ماریا نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ میری خدمت کرنا چاہتی ہو تو بہن وعدہ کرو آج کے
بعد تم دکھ درد میں لوگوں کے کام آؤ گی، مصیبت میں گھرے
ہوئے انسانوں کی مدد کرو گی۔ دکھی لوگوں کا دکھ درد بانٹ کر
ان کی دل جوئی کرو گی۔ یہی میرے احسانوں کا بدلہ ہے کاویری
نے کہا۔ بہن میں نے آج تک ہمیشہ غریبوں سے نفرت کی ہے اور
امارت کے نشے میں دوسروں کو حقیر سمجھا ہے لیکن تم نے میری
آنکھیں کھول دی ہیں۔ میں وعدہ کرتی ہوں انسانیت کی بھلائی
کے لئے اگر جان بھی دینی پڑی تو میں پیچھے قدم نہیں ہٹاؤں
گی۔ تب ماریا نے پیار سے اس کا منہ چوم لیا اور کہا۔ اچھا
تمہارے ڈیڈی آگئے ہیں چلی خدا حافظ۔ ماریا گھوڑے سے

اتر گئی تو کاویری کے ڈیڈی جو پاس پہنچ گئے تھے، اپنے
گھوڑے سے کود کر بھاگتے ہوئے کاویری کے پاس آئے اور
محبت سے بیٹی کو گلے سے لگا لیا اور اس طرح یہ خاندان ماریا
کی وجہ سے خوش و خرم اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔
ماریا نے انہیں دیکھا تو اسے ناگ اور عنبر کی یاد آگئی۔

○

عنبر ہندوستان کی ایک ریاست شیونگر میں حیران اور پریشان
[illegible] اور ماریا کے متعلق سوچ رہا تھا کہ ایک دفعہ پھر تینوں
[illegible] گئے۔ نقاروں کی آواز سن کر اس نے اس سمت
دیکھا۔ ریاست کے ڈھنڈورچی راجہ کا ایک اعلان سنا رہے تھے
اس کا راجہ ایک عرصے سے بیمار تھا۔ جس کے جسم پر آبلے
اور پھوڑے رہتے تھے اور ان سے ہر وقت پانی بہتا رہتا
تھا۔ دور دور سے رشی، وید، حکیم آکر علاج کرتے۔ لیکن
[illegible] ہر دوا ناکارہ ثابت ہوتی اور وہ جو بڑے دعوے
لے کر آتے منہ لیسور کے لوٹ جاتے۔ یہ ایک قسم کا کوڑھ تھا
اور راجہ کے جسم پر پھوٹ نکلا تھا۔ ڈھنڈورچی نے وہی پرانا
اعلان دہرایا کہ جو کوئی بھی راجہ کے اس مرض کو اچھا کر دے
گا راجہ اسے آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی یشودھا کا رشتہ دے

کر اسے داماد بنائے گا۔ غریب سے غریب اور امیر سے امیر
اس لالچ میں رات دن اس مرض کی دوا تلاش کرتے پھر رہے
تھے لیکن راجہ کا مرض دن بدن بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ عنبر نے
یہ اعلان سنا تو راجہ کے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ عنبر اپنے
دھیان میں چلا جا رہا تھا کہ اسے رونے اور شور و غوغا کی
آوازیں سنائی دیں۔ اس کے قدم آوازوں کے تعاقب میں
تیز تیز اٹھنے لگے۔ ایک غریب گھر جو معمولی جھنڈیوں وغیرہ
سے سجا ہوا تھا۔ وہاں ایک بارات چھوٹے سے صحن میں بیٹھی
تھی۔ دولھا کا باپ غصے میں دلہن کی ماں پر برس رہا تھا
کہ جب تک میری مرضی کے مطابق جہیز نہ ہوگا بارات واپس تو
جا سکتی ہے یہ شادی نہیں ہو سکتی۔ دلہن کی ماں اور دلہن کا
بھائی بار بار دولھا کے باپ کے قدموں میں اپنے سر پٹخ پٹخ
کر رحم کی بھیک مانگ رہے تھے کہ ہماری عزت کا جنازہ نہ
اٹھاؤ۔ دلہن کی ماں بار بار التجا کر رہی تھی کہ اس کا خاوند
اگر مر نہ جاتا تو ان کی خواہش کے مطابق جہیز دے کر بیٹی کو
رخصت کرتی۔ لیکن تقدیر نے نہ صرف اس کا سہارا چھین لیا
بلکہ اس کی بچی بھی یتیم ہو گئی۔ ابھی تو اس بچی کے علاوہ
چار لڑکیاں اور بھی جوان ہیں جو جہیز نہ ہونے کی وجہ سے
گیلی لکڑی کی طرح سلگ رہی ہیں۔ دولھا کے باپ نے بیٹے

کا ہاتھ تھام کر باراتیوں سے کہا چلو واپس چلیں۔ ایسے
کنگالوں سے ناطہ کر کے ہم کیا کریں گے۔ دلہن کے بھائی کے
کے ہاتھ جڑے ہی رہے۔ اس کی ماں سینہ کوبی کرتی اور
آہیں ہی کرتی رہ گئی مگر بارات واپس لوٹ گئی اور خوشی کی یہ
محفل ماتم کدہ بن گئی۔ عنبر کو یہ سارا منظر دیکھ کر بہت
دکھ ہوا۔ سب لوگ جا چکے تھے۔ صحن سونا پڑا تھا اندر دلہن
بے ہوش پڑی تھی۔ باہر ماں سکتے کے عالم میں ایک ستون سے
لگی کھڑی تھی۔ زمین پر بیٹھے ہوئے بھائی کی سسکیاں فضا میں
دھوئیں کی طرح ابھر رہی تھیں۔ چولھوں کی آگ بجھا دی گئی
تھی اور اب ان میں سے دھواں اٹھ رہا تھا جیسے سب کچھ
جل جانے کے بعد راکھ میں سے دھواں اٹھتا ہے ٹھیک اسی
طرح دھواں اس گھر کے چاروں طرف پھیلا ہوا۔ عنبر کے دل میں
ہوک اٹھی۔ یہ انسان جو دنیا کی ہر شے میں افضل شمار ہوتا ہے
اپنے مقام سے کتنا نیچے گر گیا ہے اور ہمدردی کے نام
کی کوئی بھی شے اس کے دل کے کسی گوشے میں موجود نہیں.
[illegible] اس دکھ کو محسوس کر رہا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر دلہن
کے بھائی [illegible] کو گلے لگا لیا اور اسے بتایا کہ وہ اس کے
[illegible] کا دوست ہے جو عرصہ دراز کے بعد وطن لوٹا
[illegible] افسوس تمہارا باپ مر چکا ہے تم میرے بھتیجے ہو میں تمہاری

مدد کروں گا ۔ رندھیر نے آہ بھر کر کہا چاچا جی آپ دیر سے
پہنچے ہیں ۔ اب تو ہماری عزت کا جنازہ اٹھ چکا ہے ۔ عنبر نے
تسلی دیتے ہوئے کہا ۔ ایسا نہ کہو بیٹا ۔ لالچی لوگ اس قابل نہیں
ہوتے کہ ان سے رشتہ داری کی جائے جو آدمی انسانیت سے گر
جائے اسے نظروں سے بھی گرا دینا چاہئے جو انسان مصیبت
میں کسی کے کام نہ آئے وہ انسان نہیں پتھر ہے ۔ جس سے سر
تو پھوڑا جا سکتا ہے ہمدردی کی توقع نہیں کی جا سکتی ۔
دونوں نے مل کر دلہن کی ماں کو سنبھالا ۔ اسے تسلی دے کر
اندر بھیجا کہ جا کر دلہن کی خبر لے ۔ باہر رندھیر نے بتایا پتا
جی نے راجا کے کوڑھ کے لئے ایک دوائی تیار کی تھی وہ
بہت خوش تھے کہ راجا اچھا ہو کر انہیں بہت سا انعام دے
گا اور وہ اپنی بیٹیوں کو ٹھاٹھ سے بیاہ سکیں گے مگر شاید
قسمت کو یہ منظور نہ تھا ۔ پتا جی کی دوائی سے راجا کا کوڑھ
اور بگڑ گیا اور راجا نے پتا جی کو دشمن کا کوئی جاسوس
سمجھ کر قتل کروا دیا ۔ کیونکہ ساتھ والی ریاست ادھم پور کے
مہاراجہ سے اس راجا کی پرانی دشمنی چلی آ رہی ہے ۔ پتا جی
کو کچھ کہنے کی مہلت بھی نہ دی گئی ۔ عنبر نے رندھیر کو تسلی
دیتے ہوئے کہا ۔ تم فکر نہ کرو میں بھی وید ہوں ۔ میں راجا
کا علاج کروں گا اور انعام سے ملی دولت سے تمہاری بہنوں

کا بیاہ اچھے خاندان میں کروں گا ۔

○

[illegible] ناگ جس آدمی کا ملازم ہوا تھا اس کا نام فلپ تھا
اس کی چھٹی حس نے اسے بتا دیا تھا کہ یہ شخص جو لاکھوں
[illegible] اور کسی پُر اسرار شخصیت کا مالک ہے اور اسی اسرار
کو معلوم کرنے کے لئے ناگ اس کے پاس ملازم ہو گیا تھا ۔
[illegible] وہ جانتا تھا کہ سیاہ رنگ سے محبت کرنے والے روشنی
سے کتنی دور ہوتے ہیں ۔ کیونکہ سیاہ رنگ شیطان کی علامت ہے
اور سفید روشنی بزرگی اور اللہ تعالٰے کے نور کا پرتو ہے ۔ وہ
[illegible] کو اپنے کمرے میں پڑا اس نوکرانی کے متعلق سوچ رہا تھا
جس نے اشارے سے اسے چلے جانے کے لئے کہا تھا ۔ آسمان
پر بادل چھائے ہوئے تھے جس سے سارا شہر تاریکی میں ڈوبا
ہوا تھا ۔ تیز ہوائیں عفریتوں کی طرح چنگھاڑتی چل رہی
تھیں ۔ ناگ پلنگ سے اٹھ کر اپنے کمرے سے باہر نکل آیا ۔ در
اصل اسے اسی نوکرانی کی تلاش تھی جس نے اسے آتے ہی
[illegible] سے آگاہ کر دیا تھا ۔ وہ کمرے سے نکل کر راہ داری
میں آگیا اور یہاں سے باغیچہ پار کر کے وہ نوکروں کے کواٹروں
کی طرف جانا چاہتا تھا کہ باغیچے میں اسے کسی کی موجودگی کا احساس

ہوا۔ ناگ نے جلدی سے سانپ کی شکل اختیار کی اور رینگتا ہوا
باغ میں پہنچ گیا۔ اب ناگ کو تاریکی میں بھی صاف دکھائی دے
رہا تھا۔ کوئی شخص سر سے پاؤں تک سیاہ کپڑوں میں ایک سمت
بڑھ رہا تھا۔ ناگ نے اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ سیاہ پوش
جلدی ہی باغ کے دوسرے کونے میں جسے گنجان درختوں نے
چھپا رکھا تھا، میں غائب ہو گیا۔ ناگ نے جلدی جلدی باغ کو پار
کیا اور اسی کونے کی طرف رینگنا شروع کر دیا اور جلدی ہی
وہ بھی ان درختوں میں پہنچ گیا جہاں سیاہ پوش نے ایک
درخت کے تنے میں لگی ہوئی ایک موٹی سی کل کو زور سے
گھمایا۔ فضا میں ایک گڑگڑاہٹ ہوئی اور سامنے دیوار میں ایک
خلا پیدا ہو گیا۔ دیوار کا ایک حصہ ایک طرف ہٹ گیا جس
میں سیاہ پوش داخل ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ دیوار پھر اپنی
جگہ پر واپس آ کر اس خلا کو بند کر دے ناگ نے بھی
جست لگائی اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک تاریک راہ
داری تھی جہاں فاصلے فاصلے سے مشعلیں جل رہی تھیں۔
دیواروں کا رنگ سیاہ تھا اور بدبو سے تمام فضا میں تعفن پیدا
ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ناگ کو سانس لینے میں دشواری
محسوس ہو رہی تھی۔ فرش پر چمگادڑوں کی بیٹیں ہر طرف
بکھری پڑی تھیں اور کہیں ان کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ

آواز آ رہی تھی۔ سیاہ پوش بغیر کسی مزاحمت کے چلا جا رہا تھا۔
جیسے وہ اس بات کا عادی ہو۔ آخر ایک دفعہ پھر اس راہ
داری کا موڑ مڑ کر سیاہ پوش ناگ کی آنکھوں سے اوجھل
ہو گیا۔ ناگ نے بھی اپنی رفتار تیز کر دی اور موڑ مڑ گیا۔
یہاں روشنی کافی تھی جس سے سارا ماحول نظر آ رہا تھا۔ سیاہ
پوش ایک ہال میں کھڑا تھا جہاں پر ایک بہت بڑی چمگادڑ
کا بت کھڑا تھا اور حیرت کی بات یہ تھی کہ بت کی آنکھیں اپنے
حلقوں میں تیزی سے گردش کر رہی تھیں اور ان سے
روشنی کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ اس کے قدموں میں لاتعداد
انسانی ڈھانچے پڑے ہوئے تھے۔ ناگ نے محسوس کیا جیسے
بت کی خوفناک آنکھیں اسے گھور رہی ہیں جیسے اس نے ناگ
کو دیکھ لیا ہے۔ ناگ جلدی سے مکھی کا روپ دھار کر ایک
دیوار سے چپک گیا۔ اب سیاہ پوش نے اپنے چہرے سے
نقاب ہٹایا اور ناگ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ تو وہی
میزبان بگھی والا آدمی ہے جس کا چہرہ سرخ ہو رہا
تھا اور وہ آنکھیں جھپکائے بغیر بڑی چمگادڑ کے بت کے
سامنے دو زانو ہو گیا۔ پھر اس نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھا
اور کہا۔ اے بدی کے دیوتا، اے شیطانِ اعظم، اے
[illegible] علامات تیرا یہ خادم جسے مرے ہوئے سو سال ہو چکے

ہیں اور جسے تو نے پھر اپنا نام زندہ رکھنے کے لئے زندگی
عطا کی ہے تیرے مشن کو پوری محنت سے چلا رہا ہے آج
اس شہر میں تیرے پجاریوں کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے
جو تیرے نام پر زندہ لوگوں کا خون پی پی کر دن رات اپنی
تعداد میں اضافہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ تو جانتا ہے جس زندہ
شخص کے جسم میں تیرے کسی پجاری کے دانت چار مرتبہ
اُتر جائیں اور چار مرتبہ اس کا خون پیا جائے وہ انسان
خود بھی مرنے کے بعد تیری دی ہوئی زندگی سے تاریک راتوں
میں تیرا پجاری بن جاتا ہے۔ تیری امت میں دن بدن اضافہ
ہو رہا تھا مگر جب سے بڑے گرجے میں فادر مائیکل آیا ہے
اس نے ہماری راہ میں رکاوٹیں پیدا کر دی ہیں۔ اس نے شہر
کے ہر گھر کے دروازے میں صلیب لٹکوا دی ہے اور ہر شخص
کو تنبیہ کر دی ہے کہ انجیل کو چھوٹے سائز میں چاندی کے
تعویذ بنا کر اپنے گلوں میں ڈال لیں۔ تو خوب جانتا ہے
انجیل اور صلیب کے ہوتے ہوئے ہم اپنا مشن پورا نہیں
کر سکتے اور جب خون ہی نہ ملے تو تیرے خادم جنہیں
تو نے دوبارہ زندہ کیا ہے اپنی اصلی شکل سے ڈھانچوں
میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جس کا ثبوت تیرے قدموں میں
پڑے ہوئے تیرے پجاریوں کے یہ ڈھانچے موجود ہیں۔

سیاہ پوش ایک دفعہ پھر چمگادڑ کے سامنے سجدے میں جھک گیا
اسی لمحہ فضا میں بجلی کی گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی جس سے اس کمرے کے
در و دیوار ہل گئے۔ ناگ نے محسوس کیا جیسے زلزلہ آ گیا ہے
اور دیواروں سے بلاؤں کے چیخنے کی آوازیں بلند ہونی شروع
ہو گئیں اور فضا میں چمگادڑوں کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ شروع
ہو گئی۔ ناگ نے دیکھا دیواروں سے چھوٹے بڑے چمگادڑ
نکل نکل کر پھڑپھڑاتے پھرنے لگے۔ یکایک چمگادڑ کے بڑے
بت میں حرکت پیدا ہوئی اور آہستہ آہستہ اس کے جسم کے مختلف
حصوں میں جنبش ہوئی جو سر سے لے کر پاؤں پر ختم ہو گئی۔ اب
بت کی بجائے ایک خوف ناک قسم کا بہت بڑا چمگادڑ زندہ
حالت میں موجود تھا۔ سیاہ پوش سجدے میں گر گیا تب چمگادڑ
نے بولنا شروع کر دیا۔ اس نے کہا اے میرے بندے،
اے میرے پرستار تیرے شیطان اعظم نے تیری فریاد سن لی ہے
مائیکل کے پاس بہت سی روحانی طاقتیں ہیں لیکن وہ تیرے
شیطان اعظم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ وقتی مشکلات ضرور پیدا کر
سکتا ہے۔ میری بات دھیان سے سن۔ مائیکل کی طاقت چھیننے
کے لئے مجھے ایک ایسے انسان کو تلاش کرنا ہے جس کا سارا
جسم تو زندہ ہے لیکن اس کے ہونٹ مردہ ہیں اس سے پہلے
کہ میں تجھے اس کے متعلق کچھ بتاؤں۔ میں پیاسا ہوں میری

پیاس بجھا دے ۔ سیاہ پوش ایک مرتبہ پھر سجدے میں جھکا اور
اس نے تین مرتبہ تالی بجائی اور کچھ پڑھ کر پھونک ماری ناگ
نے حیرت سے اس سمت دیکھا جہاں ہڈیوں کے ڈھانچے زندہ
انسانوں کی طرح کسی عورت کو اٹھائے لا رہے تھے جو شاید
بے ہوش تھی اور پھر جب وہ ناگ کے قریب سے گزرے تو
ناگ کا دل دھک سے رہ گیا ۔ یہ وہی نوکرانی تھی جس نے
اشاروں میں ناگ کو بھاگ جانے کے لئے کہا تھا اور جس سے
ناگ کو اس طلسم کے متعلق معلومات کی توقع تھی ۔ ڈھانچوں نے
نوکرانی کو لاکر چمگادڑوں کے قدموں میں رکھ دیا اور خود ایک طرف
ہٹ کر کھڑے ہو گئے ۔ چمگادڑ کی آنکھوں میں ایک خوف ناک
چمک پیدا ہوئی اور اس نے جھک کر اپنی چونچ سے نوکرانی کی
شہ رگ کاٹ دی ۔ خون اس کی شہ رگ سے نکلنے لگا تو چمگادڑ
نے اپنا منہ اس پر رکھ دیا اور تیزی سے خون پینے میں
مصروف ہو گئی ۔ ناگ نے یہ منظر دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کریں ۔

O

عنبر نے دور سے راجا کا محل دیکھا جو بڑا ہی عالیشان
تھا ۔ جگہ جگہ سپاہی نیزے اور تلواریں لئے پہرہ دے رہے
تھے ۔ عنبر اندر جانے کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ شور و غوغا

کی صدائیں سنائی دیں ۔ لوگ بھاگ بھاگ کر ایک طرف ہٹ رہے
تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے کوڑے برساتے ہوئے سوار نمودار
ہوئے اور انہوں نے سڑک کو بالکل خالی کر دیا ۔ دراصل
راجکماری یشودھا کی سواری ادھر سے گزر کر محل میں جا رہی
تھی ۔ راجکماری مندر سے اپنے باپ کے لئے دعا مانگ کر واپس
محل جا رہی تھی ۔ عنبر بھی سڑک کے کنارے ایک بڑے سے درخت
کی اوٹ میں چھپ کر کھڑا ہو گیا ۔ اس درخت کے نیچے ایک کمہار
کی دکان تھی ۔ جہاں پر مختلف قسم کے چھوٹے بڑے برتنوں کے
ڈھیر پڑے تھے ۔ جب کہ خود کمہار سپاہیوں کے ڈر سے اپنے
گھر کے اندر جا چھپا تھا ۔ عنبر نے جلدی ہی ایک ترکیب سوچ لی ۔
اور مسکرا کر سواری کا انتظار کرنے لگا ۔ جلدی ہی سواری آتی
دکھائی دی ۔ آگے آگے ہتھیاروں سے لیس گھوڑ سوار تھے ان کے
پیچھے ایک آٹھ گھوڑوں کی بگھی تھی ۔ آٹھوں گھوڑے نہایت
خوبصورت اور سفید رنگ کے تھے جن کی لگام ایک موٹے سے
اور بڑی مونچھوں والے سائیس کے ہاتھ میں تھی ۔ بگھی کا رنگ
سنہری تھا اور اس پر سونے کا پترا جڑا ہوا تھا ۔ اس پر
ہیرے اور قیمتی موتیوں سے بڑے خوبصورت ڈیزائن بڑے بڑے
بنے ہوئے تھے ۔ دروازوں پر ہرے اور مخمل کے پردے
لٹکے ہوئے تھے جن میں راجکماری یشودھا بیٹھی تھی یشودھا نہایت

خوبصورت لڑکی تھی ۔ پندرہ سولہ سال کی لڑکی تھی لیکن آج کل
گلاب کے پھولوں جیسا تروتازہ چہرہ مرجھایا ہوا تھا وہ باپ
کی بیماری سے بہت پریشان تھی اور ہر روز کچھ کھائے بغیر ہی
مندر جاکر گھنٹوں رورو کر اپنے باپ کی صحت یابی کے لئے
دعائیں مانگا کرتی تھی ۔ جونہی راجکماری کی بگھی عنبر کے قریب
آئی عنبر نے ایک گھڑا اٹھا کر درخت کی اوٹ سے ایک سمت
اچھال دیا جو نیچے زمین پر گر کر ایک دھماکے سے ٹوٹ گیا اس
غیر متوقع آواز پر جب کہ ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی ۔ ہر
ایک نے اسی سمت دیکھا اور اس ایک لمحے کا فائدہ اٹھا کر
عنبر دروازہ کھول کر راجکماری کے پاس پہنچ گیا اس سے پہلے
کہ راجکماری ایک اجنبی کو اس طرح دیکھ کر چیخ مارے اس کے
منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا راجکماری گھبراؤ نہیں میں دشمن نہیں
دوست ہوں ۔ میں تمہارے باپ کا علاج کروں گا ۔ دراصل
تمہارے دشمن راجا کے کئی جاسوس تمہارے محل کے بڑے
بڑے عہدے داروں میں موجود ہیں جو کسی قابل حکیم یا وید کو
مہاراج تک نہیں پہنچنے دیتے ۔ مہاراج تک صرف ان کے اپنے
غدار وید اور حکیم ہی جا سکتے ہیں جن کے علاج سے فائدے کی
بجائے نقصان ہو رہا ہے ۔ میں نے جب علاج کے لئے محل میں
مہاراج کے پاس جانے کی کوشش کی تو ان ہی غداروں نے ۔

[illegible] دینا چاہا ۔ میرے انکار پر انہوں نے مجھے قتل کرنا چاہا لیکن
میں جان بچا کر بھاگ آیا ۔ مجبوراً مجھے مہاراج تک پہنچنے کے لئے
یہ کرنا پڑا ۔ اب اگر میرے خلوص پر شک ہے تو اپنے محافظوں
کو آواز دے کر بلا سکتی ہو ۔ راجکماری تذبذب میں پڑ گئی ۔ بھلا
وہ کیسے دوست اور دشمن میں تمیز کر سکتی تھی لیکن اس کا دل کہہ
رہا تھا ضرور بھگوان نے اس کی دعا سن لی ہے ۔ اور شاید
[illegible] نوجوان بھگوان نے ہی مہاراج کے علاج کے لئے بھیج دیا ہے ۔
راجکماری کو شیوجی کی مورت سے بہت پیار اور عقیدت تھی اور
اتفاق کی بات کہ عنبر کی شکل بھی شیوجی سے ملتی جلتی نظر آئی تھی ۔
راجکماری نے مسکرا کر عنبر کی طرف دیکھا اور سرگوشی کی ۔ "بھگوان
تیری داسی نے تجھے پہچان لیا ہے شیوجی مہاراج تو نے میری دعائیں
قبول کریں ۔ بھگوان میں تو تیرے چرنوں کی داسی ہوں میرے پاپا کو
جلدی اچھا کر دو بھگوان " ۔ عنبر سمجھ گیا کہ اندھا اعتقاد میرے کام آ
گیا ہے اور راجکماری نے مجھے شیو کا اوتار سمجھ لیا ہے ۔ وہ دل
ہی دل میں مسکرایا اور بگھی محل میں داخل ہو گئی جہاں راجکماری
کی کئی عدد نوکرانیاں موجود تھیں اور ان ہی نوکرانیوں کے جھرمٹ
میں چھپا کر راجکماری عنبر کو اپنے کمرے میں لے گئی ۔ عنبر کے
پاس اپنی کئی طاقتیں موجود تھیں جن میں زلالہ دیوی کی سہیلی کا
دیا ہوا موتی بھی موجود تھا وہ چاہتا تو اڑ کر بھی محل

میں پہنچ سکتا تھا۔ لیکن نہ جانے اسے ایسا کرنے میں کیا مزا محسوس
ہو رہا تھا۔ اور پھر اپنی طاقتوں کو کام میں لا کر وہ
صحیح حالات سے آگاہ نہیں ہو سکتا تھا اس لئے عنبر نے یہ طریقہ
اختیار کیا تھا۔ رات کے وقت جب تقریباً پہرے داروں کے سوا
سارا محل سویا پڑا تھا۔ عنبر چارپائی سے اٹھا کیونکہ اسے تو نیند
آتی ہی نہیں تھی۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ مہاراج کی بیماری
میں ضرور کسی سازش کا عمل دخل ہے۔ وہ پہریداروں سے چھپتا
چھپاتا محل کے مختلف حصوں میں گھوم پھر رہا تھا ایک کمرے کے
قریب سے گزرتے ہوئے اسے ہلکے ہلکے قہقہوں اور باتوں کی آواز
سنائی دی۔ عنبر کے قدم آواز کی سمت اٹھ گئے ایک کمرے کے بند
دروازے کے باہر پہرہ تھا اور یہ آواز کمرے کے اندر سے آ
رہی تھی۔ پہریدار پورے چوکس تھے عنبر چاہتا تو ان پہریداروں
کو موت کے گھاٹ اتار کر بھی اندر جا سکتا تھا مگر ایسا کرنے میں
وہ لوگ ہوشیار ہو جاتے جن کی آوازیں بند کمرے سے آ رہی تھیں
اس وقت اسے ماریا اور ناگ کی بہت یاد آئی۔ اگر وہ یہاں
موجود ہوتے تو پل بھر میں کمرے میں پہنچ جاتے پھر اسے یکایک
زلالہ دیوی کے موتی کا خیال آ گیا جسے وہ یکسر بھولا ہوا تھا۔
اس نے موتی جیب سے نکال کر منہ میں ڈال لیا اچانک اسے
محسوس ہوا اس کا وزن بالکل ہلکا ہو گیا ہے پھر اس نے اڑنے

کے متعلق سوچا تو زمین سے اس کے پاؤں خود بخود اٹھ گئے۔
اور وہ بالکونی سے باہر اڑ کر نکل گیا۔ ایسی ہی ایک بالکونی اس
کمرے میں بھی موجود تھی جہاں محل کے رہنے والے بیٹھ کر
محل کے پاس بہنے والے گنگا دریا کا نظارہ کیا کرتے تھے۔ عنبر اڑ
کر باہر نکل گیا اور پھر کمرے کی بالکونی کے قریب جا کر اس
کے اندر جھانکا۔ کیونکہ وہ اندھیرے میں تھا۔ اس لئے کسی کو
نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کے برعکس کمرے میں بیٹھے ہوئے لوگ
روشنی میں اسے نظر آ رہے تھے۔ وہ اپنی باتوں میں اس قدر محو
تھے کہ عنبر چپ چاپ بالکونی سے اندر داخل ہو گیا اور انہیں خبر
تک نہ ہوئی۔ یہ کمرہ اسلحہ خانے کے طور پر استعمال ہوتا تھا
اس لئے یہاں بڑے بڑے ہتھیاروں سے بھرے صندوق پڑے
ہوئے تھے جن کی آڑ میں بیٹھ کر عنبر اطمینان سے ان کی باتیں سننے
لگا۔ ان میں ایک سپہ سالار، دوسرا وزیر، تیسرا ساتھ والی ریاست
کے مہاراجہ اودھم پور کا بھیجا ہوا جاسوس اور چوتھا وہ حکیم موجود
تھا جس سے آج کل مہاراج علاج کروا رہے تھے اور وہ زخموں میں
[illegible] جائے آہستہ آہستہ سرایت کرنے والا زہر زخموں پر استعمال کر
رہا تھا۔ ان میں نوجوان سپہ سالار تو راجکماری یشودھا کو اپنی
[illegible] کے خواب دیکھ رہا تھا جبکہ ادھیڑ عمر وزیر سلطنت پر
[illegible] کی ٹھان کر بیٹھا تھا اور یہ سب اودھم پور کے

مہاراج کے ایمان پر ہو رہا تھا اس ریاست کے راجہ نے اپنی
بیٹی کی شادی اودھم پور کے راجہ کے بیٹے سے کرنے سے انکار
کر دیا تھا۔ اس لئے راجہ نے جاسوسوں کے ذریعہ اس ریاست
کے راجہ کے وزیر اور سپہ سالار کو لالچ دے کر اپنے ساتھ
ملا لیا تھا کہ وہ وزیر کو ریاست کا راجہ بنا دے گا اور یشودھا
کی شادی سپہ سالار سے کر دے گا حالانکہ اس کے دل میں
کھوٹ تھا۔ وہ ان لوگوں کی غداری سے فائدہ اٹھا کر ریاست
پر قبضہ کرنا چاہتا تھا اور ریاست پر قبضہ کرنے کے بعد
یشودھا کی شادی بھی اپنے بیٹے سے کرنا چاہتا تھا وزیر اور
سپہ سالار کو اس نے اپنا اہل کار بنایا ہوا تھا ریاست ادھم
پور کا راجہ طاقت میں اس راجہ سے کم تھا اس لئے وہ لڑائی
کے ذریعہ نہیں مکاری اور دھوکے سے یہ کام کرنا چاہتا تھا۔
کسی بات پر سپہ سالار نے بلند قہقہہ لگایا تو وزیر نے اسے ٹوکا ذرا
آہستہ برخوردار دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں اگر ہماری سازش کا علم
مہاراج کو ہو گیا تو جان سے ہاتھ دھونے پڑ جائیں گے
مگر جاسوس نے تسلی دیتے ہوئے کہا اتنی بھی ڈرنے کی بات نہیں
وزیر صاحب کسی بھی مصیبت کے وقت آپ کو ہمارے مہاراج امداد
یقین دلا چکے ہیں۔ وزیر نے مسکراتے ہوئے کہا یہ تو ان کی کر
ہے۔ بھلا ان کی مدد کے بغیر ہم کیا کر سکتے ہیں۔ پھر

سالار نے کہا۔ ہر کوشش کے باوجود یہ کمبخت مہاراج مرنے کا
نہیں لیتا۔ حالانکہ حکیم صاحب روزانہ زخموں کے راستے زہر
جسم میں داخل کر رہے ہیں۔ وزیر نے کہا مجھے تو ڈر
کہیں مہارانی یا کوئی اور وفادار خادم کسی اچھے سمجھ دار
وید کو نہ لے آئیں جو زخم دیکھ کر سب کچھ سمجھ
اسوس نے قہقہہ لگایا اور گلاس میں بچا ہوا پانی
میں اتارتے ہوئے کہا۔ دھرتی سے لے کر آکاش
بھی حکیم اور وید آ جائیں۔ مہاراج کے جسم کے زخم
نہیں ہو سکتے۔ سب نے وجہ جاننے کے لئے اس کی طرف
پھر اس نے وہ راز اگل ہی دیا اور سب کو بتا دیا یہ
ایک انتہائی خوف ناک جادوگر کے جادو کا اثر ہے جس
دوائیوں سے نہیں ہو سکتا اور جس کے لئے ہمارے مہاراج
ہی کشٹ کاٹے ہیں تب جا کر جادوگر تک رسائی ہوئی
اس جادو کا توڑ ہو ہی نہیں سکتا۔ وزیر اور سپہ سالار
نے خوشی سے جاسوس کو سینے سے لگا لیا۔ سپہ سالار نے
کا منہ چوم لیا اور سینے پر ہاتھ مار کر کہا۔
یشودھا میری ہو گی اور وزیر نے ہنستے ہوئے کہا یہاں
میری، دونوں نے ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا عنبر ساری
بیماری کے متعلق راز سے واقف ہو چکا تھا۔ اس کا

دل تو چاہ رہا تھا نمک حراموں اور غدّاروں کو عبرت ناک سزا دے مگر یہ وقت مہاراج کی جان بچانے کا تھا۔ یہ سوچ کر اس نے صبر کیا اور بالکونی کے راستے ہی اُڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ عنبر واپس کمرے میں آیا تو راجکماری سو رہی تھی پھر وہ مہاراج کے کمرے تک بھی اڑ کر پہنچا کیونکہ وہاں بڑا ہی سخت پہرہ تھا اس نے چھُپ کر مہاراج کی حالت دیکھی جو درد سے کراہ رہا تھا اور اس کے چھالوں سے زہر آلود پانی بہہ رہا تھا بے چارے کو کسی کروٹ بھی چین نہیں آ رہا تھا۔ پاس بیٹھی مہارانی اُونگھ رہی تھی۔ عنبر کا دل بھر آیا بیچارے کو کس ناکردہ گناہ کی سزا دی جا رہی تھی اس نے سوچا ایک عام آدمی ہونا بادشاہ ہونے سے کتنا اچھا ہے۔ عام آدمی اپنی نیند سوتا ہے اسے کسی کا بھی کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ لیکن ایک بادشاہ جو سارے جہان کے خطروں میں گھرا ہوتا ہے وہ نہیں جان سکتا غدار کون اور وفادار کون ہے۔ پھر اس نے عہد کیا وہ مہاراج کے ضرور کام آئے گا اور ہمدردی کا جذبہ لیے وہ جس راستے سے آیا تھا اسی راستے سے اُڑ کر نکل گیا۔

سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکیاں

ماریا سمندر کے کنارے بنے ہوئے ایک ہوٹل میں بیٹھی سوچ رہی تھی کہ نہ جانے عنبر اور ناگ کس جگہ ہوں گے اور مجھے ان کو کہاں تلاش کرنا چاہیے اور ان کے قریب بیٹھے ہوئے دو آدمیوں میں گفتگو ہو رہی تھی۔ جس سے پتہ چلتا تھا کہ وہ بھی فرانس جانے والے جہاز پر یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں ان کے سامنے پڑی پلیٹوں میں مرغ مسلّم پڑے تھے اور ان میں سے بھاپ نکل رہی تھی اور اس کی خوشبو سے ماریا کے منہ میں پانی بھر آیا۔ ان کی میز کے گرد صرف تین کرسیاں تھیں۔ دو پر وہ دونوں بیٹھے تھے اور تیسری پر جو خالی تھی اُن کی گفتگو سننے کے چکر میں ماریا بھی جا بیٹھی۔ ماریا نے قریب سے ان کو دیکھا تو معلوم ہوا وہ پرلے درجے کے عیار اور بدمعاش ہیں۔ جن کے چہروں پر کئی زخموں کے نشان بھی موجود تھے جو اب کافی حد تک مندمل ہو چکے ہیں۔ ان کے چہرے کھلی ہوئی کتاب کی طرح ان پُر اسرار زندگی کا پتہ دے

رہے تھے ۔ ماریا کان لگا کر ان کی گفتگو سننے لگی ۔ ایک جس کا نام ہیری تھا وہ دوسرے سے جسے اس نے تھامسن کہہ کر مخاطب کیا تھا کہہ رہا تھا میں نے جہاز کے کپتان سے ساری بات کر لی ہے چار کیبن اس نے مجھے دینے کا وعدہ کر لیا ہے جو بارہ سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکیوں کے لئے کافی ہیں ۔ لیکن تھامسن نے کہا تم نے اطمینان کر لیا ہے کہ جہاز میں سوار دوسرے مسافروں کو شک نہ ہوگا ہیری نے کہا میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں مائی فرینڈ اول تو ہمارے کیبن جہاز کے آخری حصے میں ہیں اور ایک قطار میں ہیں جہاں سے کسی کے گزرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔ دوسرا کھانے وغیرہ پر جو نوکران کیبنوں پر معمور ہوں گے وہ کپتان کے خاص آدمی ہوں گے ۔ تیسرا اس جگہ پر لائٹ بہت ہی معمولی انتظام ہوگا ۔ زیادہ حصہ تاریک ہی ہوگا ان سب انتظامات کے لئے ہی تو میں نے کپتان کو ٹکٹوں کے علاوہ پانچسو پونڈ دئے ہیں ۔ تھامسن نے پھر سوال کیا ۔ ڈیئر ہیری کیا تمہیں پوری طرح یقین ہے کہ یہ سودا فرانس جاتے ہی کیش ہو جائے گا ۔ کونٹ چارج اپنے وعدے پر قائم رہتے ہوئے بندرگاہ پر ہی ہمیں قیمت ادا کر دے گا ۔ تم تو جانتے ہی ہو دوست ان سنہرے بالوں نیلی آنکھوں والی لڑکیاں کو اغوا کرنے کے

… میں کتنا وقت لگا ہے اور کتنی دشواری اٹھانی پڑی ہے کئی دفعہ تو جان جاتی جاتی بچی ہے ۔ ہیری نے اسے اطمینان دلاتے ہوئے کہا ۔ میں کونٹ کے لئے اکثر کام کرتا رہتا ہوں تھامسن کونٹ وعدے کا پکا ہے اور بات کا دھنی ہے ۔ پھر ایک لاکھ پونڈ تو اس کے لئے ہتھیلی کے میل کے برابر ہے ۔ ماریا نے تمام گفتگو سنی تو اسے بہت دکھ ہوا ۔ انسان کس قدر گر گیا ہے ۔ لوگوں کو اپنی موت یاد نہیں کیا بیتی ہوگی ان ماؤں کے دلوں پر جن کی بیٹیاں یہ بدمعاش اغوا کر لائے ہیں ۔ لعنت ہے ایسے انسانوں پر جو عورت کو بیچنے کے لئے بازار لے آئے ہیں ۔ جو عورت ان کی ماں، ان کی بہن اور ان کی بیٹی بھی ہو سکتی ہے ۔ اس نے فیصلہ کیا وہ اسی جہاز سے فرانس جائے گی اور ان معصوم بچیوں کو جنہوں نے ابھی زندگی کی بہار بھی نہیں دیکھی ان ظالم درندوں کی قید سے نجات دلائے گی ۔

جہاز بندرگاہ پر موجود تھا ۔ سمندر کی وسعتوں پر جہاں اندھیرا ہی اندھیرا پھیلا ہوا تھا روشنیوں سے جگمگاتا ہوا جہاز دور آسمان پر چمکنے والا روشن ستارہ نظر آ رہا تھا ۔ ماریا ان دونوں بدمعاشوں کا پیچھا کر رہی تھی جو تیزی سے جہاز کی سمت بڑھ رہے تھے ۔ پھر اس نے دیکھا جہاز کا کپتان ان کو

دیکھ کر جہاز سے اتر کر ان کے پاس آیا ۔ تینوں میں کچھ
گفتگو ہوئی اور پھر ہیری نے چمکتے ہوئے سنہری سکوں سے بھری
دو تھیلیاں کپتان کو پیش کیں جنہیں لے کر کپتان کا رنگ خوشی سے
سرخ ہو گیا اور اس نے سرگوشی کی مال کہاں ہے ۔ دو سیاہ رنگ
کی بند بگھیاں ان کے قریب آ کر رکیں تو ہیری نے خوشی سے
اپنے ساتھی کا ہاتھ دبایا اور کپتان سے کہا ۔ مال ان بند بگھیوں
میں ہے اب اسے حفاظت سے کیبنوں میں پہنچانا تمہارا کام ہے ۔
کپتان نے فکر مند ہو کر کہا اگر کسی لڑکی نے چیخ و پکار شروع
کر دی تو مصیبت آ جائے گی ۔ اس بات کا بھی تم لوگوں نے
کوئی انتظام کیا ہے ۔ ہیری نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگاتے ہوئے
کہا ۔ کپتان صاحب ہیری کچی گولیاں نہیں کھیلا ۔ لڑکیوں کو بے
ہوشی کی دوا دی ہے ۔ جس سے وہ نیم بیہوشی کی حالت میں
ہیں اور انہیں اپنا ہوش ہی نہیں ۔ بگھی جہاز کے پاس لگا دو ۔
جارج ہیری نے تیسرے ساتھی کو کہا جو اس سیاہ بگھی کو ڈرائیو
کر کے یہاں تک لڑکیوں کو لایا تھا ۔ تب ہیری نے اپنے ساتھی
تھامسن سے کہا ۔ ہم دونوں دو دو لڑکیوں کو سہارا دیتے ہوئے
اور ان سے ہنسی مذاق کرتے ہوئے انہیں کیبنوں تک لے جائیں
گے اس میں مسافروں کو شک نہ ہو گا ۔ وہ انہیں ہماری بیویاں
سمجھ کر ہماری طرف متوجہ نہ ہوں گے ۔ کپتان نے کہا یہ بالکل

[illegible] میں چل کر انتظام کرتا ہوں ۔ تم لڑکیاں لے کر جہاز
[illegible] ۔ ماریا نے یہ ساری گفتگو سن لی ۔ وہ چاہتی تو یہیں
[illegible] کر کے لڑکیوں کو چھڑا لیتی ۔ مگر یہ تمام بیہوشی کی حالت
[illegible] لڑکیاں اس کے لئے مصیبت بن جاتیں جن کے گھروں اور
والدین کے متعلق اسے کوئی علم نہ تھا اور نہ ہی لڑکیاں بتانے
کے قابل تھیں ۔ پھر وہ ظلم کے درخت کی شاخ اور پتیوں کو
[illegible] دینے کی قائل نہ تھیں ۔ اس کا مشن تھا ایسے درخت کو
[illegible] اکھاڑ دیا جائے جو ساری برائیوں کی جڑ ہے ۔ لہذا
[illegible] کر اس نے بھی جہاز کا رخ کیا جہاں یہ دونوں بدمعاش
لڑکیوں کی کمروں میں ہاتھ ڈالے قہقہے لگاتے اور باتیں
[illegible] ہوئے انہیں جہاز تک لے جا رہے تھے مسافر اپنی اپنی دھن
میں اور اپنے اپنے مسائل میں الجھے ہوئے تھے لہذا کسی کو اتنی
فرصت ہی کہاں تھی کہ ان لوگوں کو شک و شبہ کی نظروں سے
دیکھتا ۔ ماریا ان کیبنوں کے پاس کھڑی سب کچھ دیکھ رہی تھی کہ
ظالم جس طرح بھیڑ بکریوں کی طرح لڑکیوں کو لا لا کر
کیبنوں میں بند کر رہے تھے اور پاس ہی کپتان اپنے خاص
[illegible] کے ساتھ کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا ۔ تھوڑی بعد ہیری
اور تھامسن خوشی خوشی کپتان کے پاس آئے اور اسے اپنے مشن کی
کامیابی کے متعلق مطلع کیا ۔ کپتان نے اپنے دو ملازموں کا تعارف

ان سے کروایا جو ان کیبنوں کی خدمت پر معمور کردئے
گئے تھے اور ہاتھ ملا کر انتظامی امور کا مشاہدہ کرنے کے لئے
دوسری طرف روانہ ہوگیا۔ ماریا نے قہرآلود نظروں سے ان
دونوں بدمعاشوں کو دیکھا جو منہ میں سگریٹ دبائے دھوئیں
کے مرغولے بنا بنا کر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی
کوشش کر رہے تھے۔ اس نے گزرتے ہوئے غصے سے ان
کے منہ پر تھوک دیا۔ ٹھیک اسی وقت ایک موٹا سا آدمی ان
کے پاس سے گزر رہا تھا۔ دونوں بدمعاش یہ اس کی حرکت سمجھ
کر اس سے الجھ گئے۔ وہ کوئی مشہور پہلوان معلوم ہوتا تھا
آنکھ جھپکتے ہی اس نے دونوں کو اپنے مکوں کی زد میں رکھ لیا
اور کئی نشان ان کے چہروں پر بنا ڈالے جن سے خون رسنے
لگا۔ ماریا کو بہت تسکین محسوس ہوئی اور وہ مسکراتی ہوئی ان
کیبنوں کی طرف روانہ ہوگئی۔ اس نے کیبنوں میں جا کر ان
معصوم لڑکیوں کو دیکھا جو اب بیہوش ہو چکی تھیں۔ انہیں یہ
خبر نہ تھی کہ موت کتنی تیزی کے ساتھ ان کی طرف بڑھ رہی
ہے۔ رات کے کھانے میں انہیں مزید نشہ آور دوا دی گئی
کہ وہ ہوش میں نہ آجائیں۔

اس طرح جہاز سمندر کے سینے پر تیزی سے رینگتا رہا
اور ایک صبح فرانس کی بندرگاہ پر لنگر انداز ہوگیا۔ اترنے

والے مسافروں کی بھیڑ میں ماریا بھی ایک طرف کھڑی بیقراری
سے ٹہلتے ہوئے ان بدمعاشوں کو دیکھ رہی تھی جنہیں کونٹ کا
انتظار تھا اور وہ قدرے بیقرار نظر آرہے تھے پھر ایک آدمی
سیاہ سوٹ پہنے اور سیاہ فلٹ ہیٹ چہرے پر جھکائے اوور
کوٹ کے کالر کھڑے کئے تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ ہیری کی
اس پر نگاہ پڑی تو خوشی سے پھول گیا اور اس نے اپنے
پھیپھڑے کا پورا سانس خارج کرتے ہوئے ایک چیخ کی صورت
میں ہیلو کونٹ کہا۔ کئی راہ چلتے مسافروں نے حیرت سے اس
کی طرف دیکھا تو کونٹ نے نہایت ہی سرد لہجے میں ہیری کو
ڈانٹا اور کہا اپنے جذبات پر قابو رکھو پاگل آدمی مجھے ایسے
جذباتی انسان بالکل پسند نہیں۔ ہیری نے کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے
معذرت کی۔ کونٹ نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ سوال کیا۔ مال
کہاں ہے۔ ہیری نے کیبنوں کی طرف اشارہ کیا۔ کونٹ نے بڑی
نفاست سے پیچھے مڑ کر دیکھا اور دور کھڑے چار ملازموں کو
اشارے سے بلایا۔ وہ بھی سیاہ رنگ کے سوٹوں میں ملبوس
تھے اور انہیں ہدایت کی مال لے کر فوراً پہنچ جاؤ۔ پھر تھامسن
اور ہیری نے کہا۔ تم لوگ ان کے ساتھ ہی بگھی میں آجاؤ قیمت
کے لئے تمہیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ ماریا نے نفرت
سے انہیں جاتے ہوئے دیکھا جو بالکل کسی بھوت کی طرح شیطنی

اندازمیں دور کھڑی سیاہ رنگ کی بگھی میں بیٹھ رہا تھا۔ کونٹ
ماریانے ہونٹوں کو کاٹتے ہوئے کہا تو تم ہو بدی کے وہ درخت
فکر نہ کرو بچو۔ تم سزا سے نہیں بچ سکتے اس نے دیکھا
کونٹ کے آدمی ہیری اور تھامسن کے ساتھ مل کر پہلے والے انداز
میں ہی لڑکیوں کو لے جا کر ایک سیاہ رنگ کی بگھی میں
بٹھا رہے ہیں۔ جس میں سیاہ پردے چڑھے ہوئے ہیں جس
سے تاریکی میں اندر کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ ماریا بھی اسی گاڑی
کی طرف بڑھی اور لڑکیوں کی اس بھیڑ میں اندر گھس گئی ڈرائیور
نے پچھلا دروازہ بند کیا اور راسیں سنبھال کر تیزی کے ساتھ
روانہ ہو گیا۔

○

آج پھر ناگ کونٹ کا پیچھا کرتے ہوئے شیطان کے مندر
میں داخل ہو گیا۔ کونٹ کے چار آدمی ایک جنگلی بھینسے کو
رسیوں سے جکڑے کھینچتے ہوئے لا رہے تھے۔ کونٹ چاروں
طرف بکھرے ہوئے انسانی ڈھانچوں کے درمیان سے گزر کر
بڑی چمگادڑ کے بت کے پاس پہنچ گیا جس کے سارے جسم سے
کئی زندہ چمگادڑیں چمٹی ہوئی تھیں۔ کاؤنٹ کی آمد پر چمگادڑوں
نے چیخ چیخ کر اپنے پر پھڑ پھڑانے شروع کر دیئے اور

اور بت کے گرد چکر کاٹنا شروع کر دیا۔ ناگ آج پھر
ایک کونے میں دیوار سے چپکا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ بھینسا لانے
والے تھوڑی دور ہی کھڑے ہو کر کاؤنٹ کے حکم کا انتظار
کر رہے تھے۔ تب کونٹ نے اپنا سر چمگادڑ کے بت کے
سامنے جھکا کر کہا۔ اے ہمارے شہنشاہِ ظلمات، اے شیطانِ
اعظم تیرا پرستار تیرا دیدار چاہتا ہے ایک دم مشعلوں کی روشنی
مدھم پڑ گئی۔ فضا پُر اسرار چیخوں سے گونج اٹھی اور ہال
میں ہر طرف چمگادڑوں نے چیخ و پکار سے آسمان سر پر اٹھا
لیا۔ در و دیوار ہلنے لگے اور ایسا دہشت انگیز ماحول بن گیا کہ
مردوں کے ڈھانچے تک کانپنے لگے دور کھڑے جنگلی بھینسے کی
آنکھیں بھی خوف سے حلقوں میں گردش کرنے لگیں اور اس کا
مضبوط قوی جسم رسیوں میں جکڑا کانپنے لگا۔ اس کے نتھنوں
سے نکلنے والا گرم سانس تیزی سے چلنے لگا کونٹ کے آدمی
تو کیا خود کاؤنٹ بھی کانپ کر رہ گیا اس کے ماتھے پر پسینے
کے لیپ ہونے لگے۔ بڑی چمگادڑ کے بت کی آنکھوں سے خون
بہنے لگا۔ فضا میں ایک ناخوشگوار سی بدبو پھیل گئی ——
چمگادڑ کے بت میں ایک دفعہ پھر حرکت ہوئی اور سر سے شروع
ہو کر پاؤں پر ختم ہو گئی اب بت کی بجائے ایک نہایت خوفناک
چمگادڑ اپنے بڑے بڑے پروں کو پھیلائے وہاں کھڑا تھا۔

جس کے گلے میں کئی سفید، سرخ اور کالے پھنیر سانپ اپنے پھن پھیلائے لٹک رہے تھے اور اپنے ناگ دیوتا کی پوجا کر تعظیم میں جھک رہے تھے۔ چمگادڑ نے ایک سانپ پر اپنی چونچ ماری اور منہ کھول کر اسے کھانا شروع کر دیا۔ کانٹ نے یہ منظر دیکھا تو ڈرتے ڈرتے کہا۔ شیطانِ اعظم میں تیری بھینٹ یہ جنگلی بھینسا لایا ہوں۔ جسے کئی روز پھل اور دودھ پلا پلا کر تیرے لئے تیار کیا ہے۔ تیرے حکم کے مطابق بارہ سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکیاں حاصل کر لی ہیں۔ تب پہلی مرتبہ چمگادڑ نے بولنا شروع کیا اور کہا اے ہمارے وفادار غلام مت گھبراؤ۔ میں تجھے فادر مائیکل کی موت کا اسرار بتا دوں گا لیکن دیکھ تیرے یہ ساتھی اور میرے وفادار ڈھانچوں کی صورت پڑے ہیں جن کو اس شہر کے لوگوں کا خون ملنا بند ہو گیا ہے۔ عنقریب میرا قہر فادر مائیکل کو فنا کر دے گا۔ شیطان عظیم ہے اور لافانی طاقتوں کا مالک ہے۔ مائیکل ایک معمولی راہب ہے اور فانی انسان ہے تو فکر نہ کر کہ تیرا شیطان عظیم تجھے سب کچھ سمجھا دے گا۔ پہلے میری بھینٹ لاؤ تاکہ اس خون سے میرے یہ وفادار غلام بھی فیض یاب ہو سکیں۔ کونٹ نے آدمیوں کو اشارہ کیا تو انہوں نے بھینسے کو رسیوں سے آزاد کر دیا۔ ناگ کو دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی کہ اتنا

طاقتور بھینسا جو پھل اور دودھ پر پلا ہو اور جسے قابو کرنے کے لئے کئی عدد رسیوں کی بندشیں درکار تھیں چمگادڑ کی ایک نگاہ پڑتے ہی اپنی جگہ تھر تھر کانپ رہا تھا۔ پھر چمگادڑ کی آنکھوں سے ایک روشنی نکل کر بھینسے پر پڑی اور وہ آہستہ آہستہ خود بخود چمگادڑ کی طرف چلنے لگا۔ بالکل لوہے کی طرح جسے مقناطیس دکھایا جائے تو حرکت میں آجاتا ہے ایسی ہی کیفیت اس بھینسے کی تھی جو چل کر خود بخود چمگادڑ کے سامنے جا کر رک گیا۔ تب چمگادڑ نے اپنے پر زور سے پھڑپھڑائے اور ان پروں سے دو ہاتھ نمودار ہوئے جن میں چمکدار تلواریں پکڑی ہوئی تھیں۔ چمگادڑ نے دونوں ہاتھوں سے تلواریں بھینسے کے جسم میں اتار دیں اور خون کے فوارے اس کے جسم سے اُبل اُبل کر زمین پر گرنے لگے۔ فضا میں ایک دفعہ پھر بجلی سی کوند گئی اور چمگادڑیں اپنے پر پھڑپھڑائے ہال میں چکر لگانے لگیں۔ کانٹ نے حیرت سے دیکھا انسانی ڈھانچے زمین سے اٹھ کھڑے ہوئے اور بھینسے کے گرد ناچنے لگے اور زمین پر جھک جھک کر بہتے ہوئے خون کو چاٹنے لگے۔ ایک زخم پر بت چمگادڑ نے بھی اپنا منہ رکھ دیا اور خون پینا شروع کر دیا۔ خون کا ڈھانچوں کے اندر جاتا تھا کہ ان پر گوشت کی تہہ جمنا شروع ہو گئی اور وہ زندہ انسانوں کی طرح ہاتھوں میں چھریاں پکڑے اور

اُن سے بھینسے کے جسم پر زخم لگا کر خون چوسنا شروع ہو گئے۔
ہال میں پھڑ پھڑاتی ہوئی چمگادڑیں بھی اس کے جسم سے اپنی
تیز چونچیں گاڑ کر گوشت نوچنا شروع ہو گئیں۔ بھینسا خون ختم
ہو جانے پر زمین پر گر پڑا تو ان لوگوں نے اپنی چھریوں
سے اس کا گوشت کاٹ کاٹ کر کھانا شروع کر دیا اور دیکھتے
ہی دیکھتے اسے چٹ کر گئے تب ایک گرجدار آواز ہال میں گونجی۔
اور شیطان نے کہا میرے غلاموں اپنے شیطانِ اعظم کی پوجا کرو
اور اس کے حضور سجدہ کرو جس نے تمہارے لئے رزق کا بندوبست
کیا اور تمہیں ایک بار پھر زندہ کر دیا۔ سارے ڈھانچے جواب
انسان بن چکے تھے اپنی بے حد خوفناک چہروں کے ساتھ سجدے
میں جھک گئے۔ جو انسان جس حالت میں مرا تھا اسی حالت میں
موجود تھا۔ جو تلوار کے زخم سے مرا تھا اس کے سینے میں تلوار
کا زخم موجود تھا۔ کئی آدمیوں کے چہرے مسخ ہو چکے تھے
اور کئی ایک کی زبانیں کتوں کی طرح باہر لٹک رہی تھیں وہ
حلقہ بنا کر ناچ رہے تھے اور شیطان کی پوجا کے گیت گا
رہے تھے جب کہ کاؤنٹ اب بھی سجدے میں گرا ہوا تھا آخر
شیطان نے اپنی گرجدار آواز میں کونٹ کو مخاطب کیا۔ اے
میرے غلام تیرا شیطانِ اعظم مائیکل راہب کے رب سے کسی
صورت بھی طاقت میں کم نہیں۔ یہ الفاظ ابھی شیطان کی زبان

سے ادا ہوئے ہی تھے کہ زور سے بجلی چمکی اور ایسا محسوس
ہوا بجلی اس عمارت کو جلا کر راکھ کر دے گی۔ لیکن شیطان
نے بلندی سے اپنا ہاتھ بڑھا کر بجلی کو پکڑ لیا جس سے
اس کا پورا جسم شعلے کی صورت دہکنے لگا۔ اس نے آسمانی بجلی
کو اپنے اندر جذب کر لیا تھا۔ کیونکہ شیطان آگ سے بنا ہوا
ہے لہٰذا یہ آگ اسے جلا نہیں سکتی۔ اگر وہ ایسا نہ
کرتا تو یہ ہال اب تک جل کے خاک ہو چکا ہوتا۔ تھوڑی
دیر تک شیطان کا جسم شعلوں میں تبدیل رہا مگر تھوڑی دیر کے
بعد ہی شیطان نے آسمانی بجلی کو اپنے جسم سے نوچ کر مٹھی
میں بند کر لیا اور اسے دیوار پر دے مارا جو اس دیوار
میں شگاف ڈالتی واپس لوٹ گئی۔ اس واقعہ پر ایک دفعہ پھر
سارے پجاری سجدے میں گر گئے۔ شیطان نے کونٹ کو مخاطب
کیا۔ اے میرے پرستار آج ہی رات شاہی قبرستان جا جس کے
تہہ خانے میں ڈیوڈ خاندان کے بادشاہوں کے تابوت پڑے ہیں۔
ان میں سب سے بڑا تابوت اس خاندان کے بانی ڈیوڈ مور کا
ہے جو کئی من سونے کا بنا ہوا ہے۔ تجھے اس تابوت تک
پہنچنا ہے پھر اس تابوت کا ڈھکنا اٹھا کر دیکھ اب وہاں ڈیوڈ
کے ڈھانچے کی جگہ بارہ سروں اور بارہ ہاتھوں والے راکشش
ابلیلوس کا جسم نظر آئے گا۔ پھر اس نے اپنا سیاہ ہاتھ

باہر پروں سے نکلا جس میں ایک انگوٹھی تھی اور اسے کونٹ کو
دیتے ہوئے ہدایت کی یہ انگوٹھی اس کے جسم پر سر سے پاؤں
تک پھیر دینا راکھش جبل طوس کی روح آسمانوں سے اس جسم میں
واپس آجائے گی۔ اس کے بارہ موہنوں کے لئے بارہ بھینٹ
تجھے دیتی ہوں گی۔ پھر وہ تجھ سے راضی ہو جائے گا۔ اور جو
کچھ وہ کہے گا اس پر عمل کرنا۔ یقیناً وہ تجھے فادر مائیکل کی
روحانیت کو تباہ کرنے کا گر بتا دے گا مگر خیال رکھنا اگر تجھ
سے کوئی کوتاہی یا غلطی ہو گئی تو پھر تباہی یا بربادی
سے تجھے کوئی نہیں بچا سکے گا کیونکہ جبل طوس ہی زمین اور
آسمان پر آباد تمام راکھشوں کے بادشاہ مقطوس راکھش کا نائب
ہے۔ جس کا جسم تو زندہ ہے مگر ہونٹ مردہ ہیں۔ خدا کی
شان میں گستاخی کرنے پر مقطوس راکھش جو میرا ہمراز اور
دوست تھا کے ہونٹ قیامت تک کے لئے بے جان کر دئے
گئے ہیں۔ وہ ہونٹوں سے بول نہیں سکتا صرف ناک سے آواز
نکال کر بات کرتا ہے اور جس طرح میرے پاس عظیم طاقتیں ہیں
اس طرح میرا دوست بھی جادو پر قدرت رکھتا ہے لیکن میرے
دوست کی موت ایک سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی
کے ہاتھوں ہوگی جو کئی ہزار سالوں سے زندہ ہے لیکن
یہ آسمانی راز ہیں۔ ان کا پردہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ یہ

[illegible] چمگادڑں نے ایک دفعہ پھر خوفناک چیخ منہ سے نکالی
اس سے در و دیوار ہل گئے۔ چھوٹی چمگادڑوں نے ایک دفعہ
پھر اس کے گرد چکر لگانے شروع کر دیئے اور بڑی چمگادڑ پتھر
کے بت میں تبدیل ہو گئی۔ بقایا چھوٹی چمگادڑوں نے اس
کے جسم کو ڈھانپ لیا اور اس کے جسم سے نکل گئیں ناگ
کو سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی پر ماریا بری طرح
اور آ گئی۔ اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ ضرور اس
موت تک راکھش مقطوس کی موت ماریا کے ہاتھوں ہی سے
ہوگی جس گستاخ کے ہونٹ رب تعالیٰ نے مردہ کر رکھے ہیں
میری بہن اس کے جسم کو مردہ کر دے گی۔

ایک بڑے سے کمرے میں کاؤنٹ کے حواریوں نے سنہری
بالوں والی لڑکیوں کو ہانک دیا تھا اور ان کے ساتھ ہی
ماریا بھی تھی جو ان مظلوم لڑکیوں کو دیکھ دیکھ کر غصے میں
پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ اس کا بس چلتا تو ان لوگوں کو کچا
ہی چبا ڈالتی۔ لیکن یہ تو ظالموں کے زرخرید غلام تھے اصل
مجرم تو وہ لوگ تھے جو روپے کے زور سے یہ تمام
برائیاں معاشرے میں پھیلا رہے تھے۔ پھر اسے دور چھت
کے پاس روشندان سے ناگ کی خوشبو آنے لگی اور اس کا
دل خوشی سے جھوم اٹھا۔ اس کا بھائی ناگ یہیں کہیں موجود

تھا۔ ناگ سے ملاقات کا وقت اس نے رات پر چھوڑ دیا
فی الحال وہ ایک لڑکی کی طرف متوجہ ہو گئی اور اس نے پوچھا
تھا۔ میں کہاں ہوں۔ ماریا اس کے پاس گئی جو اپنی حالت
پر سسکنے لگی تھی۔ ماریا نے اسے تسلی دی تو وہ نظر نہ آنے
والی کسی لڑکی کی آواز سن کر حیران ہو گئی۔ لیکن ماریا نے
اسے تسلی دے کر کہا۔ میں تمہاری دوست ہوں خداوند نے
مجھے تمہاری رہائی کے لئے بھیجا ہے تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں
صرف آواز سن سکتی ہو۔ لڑکی نے کہا تم بھی تو ہماری ہی
طرح تم قید ہو۔ پھر جھوٹی تسلی سے کیا فائدہ۔ ماریا نے اس
سے سوال کیا۔ تم کیسے ان لوگوں کے ہتھے چڑھ گئیں۔
لڑکی جس کا نام جوزفین تھا نے بتایا اس کی شادی کو
صرف ایک دن رہ گیا تھا اس کی شادی اس کے انکل کے
لڑکے جارج سے ہو رہی تھی لیکن یہ ظالم لوگ جب کہ
اس کے ماں اور باپ دونوں کسی کام سے باہر گئے ہوئے
تھے اسے زبردستی اغوا کر لائے اور پستول دکھا کر اپنے
ماں باپ کے نام ایک رقعہ بھی لکھوا کر وہاں چھوڑ آئے کہ
مجھے یہ شادی پسند نہیں۔ لہذا یہ گھر چھوڑ کر اپنی مرضی سے
جا رہی ہوں۔ میرا پیچھا نہ کیا جائے۔ جوزفین زور زور سے
رونے لگی اور کہنے لگی بتاؤ وہ رقعہ پڑھ کر میرے ماں باپ

کا کیا حال ہوا ہوگا اور سارے خاندان میں کیسی بدنامی ہوئی ہوگی
ان کی۔ لوگ سمجھیں گے ان کی بیٹی بھاگ گئی لیکن میں
بدنصیب یہاں قید ہوں کاش مجھے کہیں سے زہر مل جائے تو کھا
کر اس زندگی کو ختم کر دوں۔ ماریا نے کہا اچھی لڑکی تم
فکر نہ کرو۔ قید خانے کی یہ دیواریں اک دن ٹوٹ جائیں گی
اور تم سب آزاد ہو کر اپنے گھروں کو جاؤ گی۔
جوزفین نے آہ بھر کر کہا۔ اب کیا منہ لے کر
ماں باپ کے سامنے جاؤں گی کون گواہی دے گا کہاں سے
ثبوت لاؤں گی اپنی بے گناہی کا تم مجھ پر احسان کرو
اور میرا گلا گھونٹ دو۔ ماریا نے اسے غیرت دلاتے ہوئے
کہا۔ اگر مرنا ہی ہے تو ان ظالموں سے ٹکرا کر جان دو جنہوں
نے اتنی ساری زندگیاں برباد کی ہیں اپنے اندر انتقام کی
آگ بھڑکائے رکھو لڑکی۔ ظالموں سے جہاد کرو، بدی سے
لڑو اور اس کام کے لئے زندگی وقف کر دو۔ جوزفین کو
محسوس ہوا جیسے تڑپتے ہوئے دل کو قرار آ گیا ہو۔ اس
نے اپنے آنسو پونچھ ڈالے اور ایک عزم کے ساتھ کہا۔
اچھی بہن تم نے مجھے وہ راہ دکھائی ہے جسے میں بھول
گئی تھی۔ حضرت عیسیٰ نے بھی ظلم کے خلاف جہاد کرنے
کا حکم دیا ہے۔ میں ظلم کے خلاف جہاد کروں گی۔

ماریا نے کہا شاباش اب آرام سے بیٹھ جاؤ اور باقی لڑکیوں کے ہوش میں آنے کا انتظار کرو لیکن ان کو میرے متعلق کچھ نہ بتانا ۔ ورنہ وہ ڈریں گی اور پریشان ہوں گی ٭

○

بُت چمگادڑ کی موت

دوسری طرف شہزادی یشودھا بیدار ہوئی داسیاں اس کے لئے ناشتہ لے کر آئیں ۔ یشودھا نے داسیوں کو رخصت کیا اور خود عنبر کے کمرے میں آ گئی جو مستقبل کے متعلق پروگرام بنانے میں مصروف تھا ۔ یشودھا کو دیکھ کر عنبر اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ۔ راجکماری آج پوجا کو نہیں جائیں گی ۔ یشودھا نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ جب دیوتا خود چل کر داسی کے خود یہاں ہو گئے تو داسی کو کہیں جانے کی کیا ضرورت ہے ۔ عنبر راجکماری کی بے عقلی پر مسکرایا تو راجکماری نے کہا ۔ دیوتا جی پتا جی کو اچھا کر دیں ۔ چاہیں تو ان کے بدلے میری جان حاضر ہیں ۔ عنبر نے کہا ۔ راجکماری مہاراج کا یہ روگ کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ جادو کے زور سے ہے اور اس کا علاج دوائی سے ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ یہ سب کیا دھرا تمہارے ہمسایہ دشمن ادھم پور کے مہاراجہ کا ہے جس نے ایک بہت بڑے جادوگر کی مدد سے یہ کام سرانجام

دیا ہے۔ یشودھا کا چہرہ بجھ سا گیا۔ اس نے التجا سے
کہا۔ کیا میرا دیوتا شکتی میں اس جادوگر سے کم ہے۔ ایسی
بات نہیں یشودھا۔ در اصل آکاش کی دنیا میں بھی دو بڑی
طاقتیں ہیں۔ ایک دیوتاؤں کی طاقت ہے۔ دوسری راکھش لوگوں کی
جو بدی کے پرستار اور شیطان کے چیلے ہیں۔ کیونکہ بدی کو
بھی قیامت تک زندہ رہنا ہے اس لئے کئی مقابلوں کے
باوجود دیوتا لوگ انہیں ختم نہیں کر سکے۔ جلدی ہی اس
کام کے لئے یہاں سے چلا جاؤں گا۔ میں وعدہ کرتا ہوں مہاراج
ضرور ٹھیک ہو جائیں گے مگر تھوڑی دیر لگے گی۔ یہ ساری
باتیں وزیر کی ایک جاسوس نوکرانی جو راجکماری کے بہت قریب
اور منہ چڑھی تھی سن رہی تھی۔ یشودھا کو اس پر بہت
اعتماد تھا۔ عنبر نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ایک
کام کرنا۔ سونے کے سکوں سے بھرے پانچ تھیلے رندھیر
کے گھر بھیج دینا۔ رندھیر اسی وید کا بیٹا ہے جس کو مہاراج
نے جاسوس قرار دے کر قتل کروا دیا تھا۔ حالانکہ یہ سب وزیر
اور سپہ سالار کی شرارت تھی۔ اس غریب کی پانچ جوان بیٹیاں
کنواری جہیز نہ ہونے کی وجہ سے بیٹھی تھیں راجکماری نے
ادب سے سر جھکا کر کہا۔ میرے دیوتا آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی
ابھی بات یہیں تک پہنچی تھی کہ سپہ سالار اور وزیر مع سپاہیوں

کے یہاں پہنچ گئے اور آتے ہی وزیر نے حکم دیا اس جاسوس
کو گرفتار کر لو۔ راجکماری نے کہا چاچا جی یہ تو دیوتا ہیں۔
تو وزیر نے قہقہہ لگا کر کہا۔ بیٹی تم ابھی نادان ہو، دوست
اور دشمن میں تمیز نہیں کر سکتیں۔ یہ بہت بڑا ٹھگ ہے۔
اور ادھم پور کے مہاراج کا بھیجا ہوا جاسوس ہے۔ راجکماری
کے احتجاج کے باوجود عنبر کو گرفتار کر لیا گیا۔ عنبر چاہتا تو
ان کا خاتمہ یہیں کر دیتا۔ مگر مہاراج کے علاج اور جادوگر سے
لڑائی تک سلطنت چلانے کے لئے ابھی ان لوگوں کی ضرورت
تھی۔ عنبر نے یشودھا کی طرف مسکرا کے دیکھا۔ جس کی
آنکھوں میں عقیدت کے آنسو تھے اور کہا راجکماری میری
فکر نہ کرو یہ لوگ میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔ وزیر نے
طنز کی اور سپاہیوں سے کہا۔ ان کو نہایت عزت سے
لے چلو اور کل صبح سورج نکلنے سے پہلے اعلان کروا دو
کہ غداروں اور جاسوسوں کو سب لوگوں کی موجودگی میں کھلے
میدان میں محل کے سامنے تیروں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔
سپاہی عنبر کو لے کر روانہ ہو گئے۔ صبح اعلان کے مطابق
محل کے سامنے میدان میں بے شمار لوگ موجود تھے اور یہ
تماشا دیکھنے کے لئے شہزادی یشودھا خود اپنی داسیوں
سمیت محل کی بالکونی میں موجود تھی۔ اس نے عنبر کے حکم

کے مطابق سویرے ہی سونے کے سکوں سے بھرے پانچ
تھیلے رندھیر کو بھجوا دئے تھے اس کا دل کہتا تھا دیوتا کا
وزیر اور سپہ سالار کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ نقارے پر چوٹ
پڑی ۔ عنبر کو سپاہی زنجیریں پہنائے میدان میں لائے اور اس
پلیٹ فارم کے سامنے جہاں وزیر، سپہ سالار اور دیگر افسر
بیٹھے تھے ۔ عنبر کو ایک درخت کے تنے سے باندھ دیا گیا
پھر تیراندازوں کی ایک ٹولی تیر کمان لئے ہوئے مارچ کرتی وزیر
اور سپہ سالار کے سامنے آئی ۔ جھک کر تعظیم بجالائی اور ایک
لائن میں کھڑے ہو کر تیر کمان پر چڑھانے لگے۔ یشودھا کا دل
دھک دھک کرنے لگا ۔ وزیر نے مسکرا کر عنبر کی طرف دیکھا
تو عنبر نے زمین پر تھوک دیا ۔ وزیر کے ماتھے پر بل پڑ گئے
اور اس نے تیراندازوں کو حکم دیا کہ عنبر کا سینہ چھلنی
کر دیں ۔ تیر کمان سے نکلے اور عنبر کے سینے سے ٹکرا کر
ٹوٹ گئے اور زمین پر گر پڑے ۔ تمام مجمع پر سکتہ چھا
گیا ۔ وزیر نے حیران ہو کر سپہ سالار اور سپہ سالار نے
وزیر کو دیکھا ۔ راجکماری کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر سپہ
سالار نے نیزہ بردارو کو حکم دیا کہ اپنے سرکش گھوڑوں کو
ایڑ لگائیں اور اپنے نیزوں کو عنبر کے سینے میں اتارتے ہوئے
نکل جائیں ۔ سرکش گھوڑوں پر بیٹھے سواروں نے اپنے نیزوں

[illegible] سامنے جھکا کر ان کا رُخ عنبر کے سینے کی
[illegible] کیا اور گھوڑوں کو ایڑ لگا دی ۔ تیزی سے آتے ہوئے
[illegible] باری اپنے نیزے عنبر کے سینے پر مارے مگر نیزوں کی
انی ٹوٹ کر زمین پر گر پڑی ۔ مجمع میں شور اٹھا ۔ وزیر اور
سپہ سالار گھبرا گئے ۔ راجکماری نے قہقہہ لگایا ۔ عنبر نے اپنی
زنجیریں ایک جھٹکے سے توڑ ڈالیں وہ وزیر اور سپہ سالار کے
سامنے آیا جو پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے اور
کہا وزیر صاحب یہ ادھورا تماشا آج پورا نہیں ہو سکا
اس لئے کہ میرے پاس وقت نہیں میں جا رہا ہوں لیکن جب
واپس آؤں گا تو اس روز اس تماشے کا انجام عوام کے سامنے
آ جائے گا ۔ عنبر نے مڑ کر محل کی بالکونی میں کھڑی شہزادی
کی طرف دیکھا مسکرایا ۔ دیوی زلالہ کا موتی منہ میں رکھا
اور آسمان کی طرف اُڑ گیا ـــــ اب اس کا
ارادہ اُدھم پور جا کر راجا سے دو دو ہاتھ کرنے کا تھا ۔
راستے میں وہ سستانے کے لئے ایک جنگل میں ٹھہر گیا ۔
ادھر مہاراجہ اُدھم پور کو اس کے جاسوسوں نے اطلاع
دی کہ ایک عنبر نامی شخص جو کہ جادوگر ہے اور ہوا میں
اڑنے کی طاقت بھی رکھتا ہے ۔ آپ کی ریاست میں آ رہا
ہے کہ آپ کے جادوگر کو ہلاک کر دے تاکہ راجہ کالی

چرن تندرست ہو سکے۔ مہاراج اُدھم پور کو جب علم ہوا
تو انگاروں پر لوٹنے لگا۔ ایک سو ایک نو زائد بچوں
کی قربانی دے کر جو اس نے مہا جادوگر مجمر اور
اس کے گرو مسطور کو راضی کیا تھا اور اس نے جادو
کروا کے اپنے دشمن راجا کالی چرن کو جسم کے کوڑھ
میں بتلا کیا تھا۔ اسے یہ قربانی رائیگاں جاتی نظر آئی
اس کے جاسوسوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا سارا ماجرا بیان
کیا تو راجا نے ماتا شیراں والی کے پجاری مہا پنڈت گنجال
دیو کی کٹیا میں حاضری دی اور التجا کی کہ آپ کی وساطت
سے جو قربانی میں نے دی تھی ایک شعبدہ باز عنبر اس کا
توڑ کر کے میری محنت پر پانی پھیرنا چاہتا تھا۔ میرا
دشمن ٹھیک کرنا چاہتا ہے جس کی موت کا میں انتظار
کر رہا تھا۔ وہ پرندے کی طرح اُڑتا ہے۔ آپ اپنی
شکتی سے اسے گرفتار کر کے میرے حوالے کر دیں۔ میں
اس کی بوٹیاں بھوکے شیروں کے آگے ڈلوا دوں گا۔
تب جا کر میرے شریر کی آگ ٹھنڈی ہوگی۔ مہا گرو
گنجال دیو جو کالا بھجنگ لمبوترے منہ، گھنی پلکوں، طوطے کی
طرح لمبی اور مڑی ہوئی ناک، موٹے موٹے ہونٹ، سانپ
کی طرح گول اور بے خوف آنکھیں، گنجان پلکیں، جن میں

سفید اور کالے بال آنکھوں پر ٹھہر رہے تھے سر پر نیولے
کو بٹھائے جو ان کی لمبی اور گھنی چوٹی میں اپنا منہ چھپائے
ہوا تھا۔ غصے میں راجا کی باتیں سنتا رہا اور پھر
اس نے ایک دم وحشت میں آ کر راجا کو ہاتھ سے روک
دیا۔ پھر اپنے تھیلے سے ایک بہت بڑی انسانی کھوپڑی
نکالی۔ اس کے ساتھ انسانی ٹانگوں کی دو ہڈیاں بھی
نکالیں۔ پھر اپنی انگلی کو ایک تیز دھار چاقو سے کاٹا اور
اس میں سے نکلتے اور ابلتے خون کو انسانی کھوپڑی پر
جو وہ سامنے رکھے ہوئے تھا خون سے تر کیا اور منہ
ہی منہ میں کچھ منتر پڑھا اور زور سے کہا۔ اے مسطور
جادوگر روح بتا وہ چھوکرہ عنبر اس وقت کہاں ہے کھوپڑی
کے سر پر منظر اُبھر آیا۔ عنبر ایک جنگل میں ستانے کے لئے
درخت کی چھاؤں میں بیٹھا تھا تب گنجال دیو نے کہا۔
مہاراجہ دیکھ لو یہی وہ تمہارا دشمن ہے جس نے حضور
کی گستاخی کی ہے اور میں اسے ایسی سزا دوں گا کہ پھر
کوئی اور اس قسم کی گستاخی نہ کر سکے اس کی سزا لوگوں
کے لئے عبرت کا مقام بن جائے۔ راجا نے کہا۔ نہیں
پنڈت جی مہاراج یہ میرا مجرم ہے آپ اسے ایک
دفعہ میرے حوالے کر دیں۔ میرے شیر کئی روز سے بھوکے

ہیں اور میری رعایا کو کوئی دلچسپ کھیل دیکھے ہوئے کئی دن ہو
گئے ہیں ۔ آپ کرپا کریں اور اس مورکھ کو باندھ کر میرے
حوالے کر دیں ۔ تب گنجال دیو نے کچھ پڑھ کر پھونکا۔دوسری
طرف عنبر ستانے کے لئے بیٹھا تھا کہ غیب سے رسیاں
آئیں اور انہوں نے عنبر کو جکڑ لیا ۔ عنبر نے اپنے
آپ کو گرفتار پایا تو اس نے ایک ہی جھٹکے سے تمام
رسیاں توڑ ڈالیں ۔ یہ منظر راجا اور گنجال دیو بھی کھوپڑی
پر دیکھ رہے تھے ۔ گنجال دیو کا سارا بدن سرخ ہو گیا
جیسے لوہے کو آگ سے تپا کر نکالا جاتا ہے۔

اس نے شیراں والی ماتا
کا نعرہ لگاتے ہوئے کہا ۔ ماتا مجھے شکتی دے یہ تیرے
داس کا ایمان ہے ۔ پھر اس نے ہاتھ جھٹکا تو ایک
نہایت خوفناک قسم کا دیو جس کے جبڑوں پر گوشت نہیں
تھا اور اس کے ایک طرف نوکیلے لمبے اور خوں خوار
دانت جھانک رہے تھے ۔ ناک بھی غائب تھی صرف اس
کی ہڈی نظر آ رہی تھی جس نے اس کی شکل کو بہت
ڈراؤنا کر دیا تھا ۔ دونوں آنکھیں اپنی جگہ کی بجائے ماتھے
پر لگی تھیں ۔ گلے میں انسانی ہڈیوں کے کئی ہار پڑے تھے
ہاتھ میں ایک تازہ بچے کا کٹا ہوا سر تھا جس کا مغز

کھانے میں وہ مصروف تھا اور منہ سے مغز کے ساتھ ساتھ
خون بھی ٹپک رہا تھا ۔ اس کا اوپر کا دھڑ اس قسم کا
تھا اور نیچے کا دھڑ جانور کا تھا، چار ٹانگیں اور چوڑے
چوڑے کھر، سر پر بالوں کی جگہ باریک باریک اور لمبے لمبے
سانپ لہرا رہے تھے، سامنے حاضر ہو گیا اور جھک کر
کہا کیا حکم ہے آقا ۔ تب گنجال نے غصے کہا جا اور
اس مغرور چھوکرے عنبر کو گردن سے پکڑ کر زندہ حاضر
کر ۔ دیو غائب ہو گیا اور گنجال دیو نے پھر کھوپڑی
میں دیکھنا شروع کر دیا ۔ عنبر اس جنگل سے روانہ ہونا
ہی چاہتا تھا کہ سامنے سے دیو نمودار ہوا اور خوفناک
قسم کا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا ۔ ابے او چھوکرے چل
میرے گرو نے تجھے بلایا ہے اپنی گردن میرے ہاتھ میں
دے دے ۔ عنبر کو یہ توہین آمیز الفاظ بہت برے
معلوم ہوئے اور اس نے کہا آگے آجا اور میری گردن
حاضر ہے اسے پکڑ لے دیو آگے بڑھا اور ایک ہاتھ سے
عنبر کی گردن پکڑ لی تب عنبر نے زور کا ایک ہاتھ اس
کے ہاتھ پر مارا اور کھٹاک سے اس کی ہڈی ٹوٹ گئی ۔
اور ہاتھ جھول گئی دیو کے منہ سے چیخ نکل گئی ۔ لیکن
دیکھتے ہی دیکھتے ایک دوسری ہاتھ وہیں سے نکل آئی اس

طرح عنبر نے کوئی دس دفعہ اس کے ہاتھوں کی ہڈیاں توڑیں
اور ہر دفعہ ایک نیا ہاتھ اس کی جگہ نکل آتا ۔ تب عنبر
نے پوچھا تو کون ہے اور مجھے اپنے کس کے حکم سے
گرفتار کرنے آیا ہے ۔ دیو نے کہا ادھم پور ریاست کے گنجال
دیو جو شیراں والی مائی کے پجاری ہیں اسی کے حکم سے میں
گرفتار کر کے لے جانے آیا ہوں ۔ عنبر نے سوچا کہ یہ سارا
کیا ہوا اُدھم پور کے راجا کا ہے ذرا اس کے بھی
دیدار ہو ہی جائیں تو اچھا ہے ۔ تب اس نے ایک
جست لگائی اور دیو کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور کہا۔
اے غلام ہم کسی مجرم کی طرح سے نہیں شکتی میں برابر
ہونے کے ناطے شان سے تیرے آقا کے سامنے جائیں
گے ۔ ہمیں اپنی پیٹھ پر لاد کر لے جا۔ عنبر کی باہوں کا
شکنجہ اتنا مضبوط تھا کہ دیو سمجھ گیا یہ بلا میرے بس
کی نہیں ۔ بہتر یہی ہے گرو جی خود اس کو سزا دیں۔
پھر مجھے تو حکم ہی اسے زندہ لانے کا ہے پیٹھ پر
لاد کر ہی سہی ۔ تب جانور نما دیو نے عنبر کو پیٹھ
پر لادے ہی دوڑ لگائی اور نظروں سے غائب ہو
گیا ۔ ایک منٹ میں وہ اسے گنجال دیو اور راجا کے
سامنے لئے کھڑا تھا ۔ گنجال دیو نے قہقہہ لگایا اور کہا

گستاخ لڑکے اب اپنی سزا کے لئے تیار ہو جا ۔ میرا
ایک معمولی نوکر تجھے اٹھا لایا ہے ۔ عنبر نے کہا گنجال
دیو تجھے نظر نہیں آتا کہ تیرا یہ دیو مجھے گرفتار کرنے
کی بجائے اپنی پیٹھ پر لاد کر لایا ہے تو اور تیرا یہ
راجا اُدھم پور غرور میں اندھے ہو رہے مگر ہمیشہ یاد
رکھو غرور کا سر نیچا ہی ہوتا ہے بتا تو کیا چاہتا
ہے ۔ گنجال نے کہا ۔ میرا راجا اپنی رعایا کو ایک کھیل
دکھانا چاہتا ہے ۔ اس کے شیر دو روز سے بھوکے اپنی
خوراک کا انتظار کر رہے ہیں وہ اپنے عوام کے سامنے
تجھے شیروں کے ـــ سامنے ڈالنا چاہتا ہے اور میں نے
تمہیں یہاں لا کر اس کی یہ خواہش پوری کر دی ہے
کیونکہ تو نے اس کے دشمن کالی چرن کو اچھا کرنے کا
ارادہ کرکے ہم سے ٹکرانے کی کوشش کی ہے۔ عنبر نے کہا۔
گنجال دیو اگر میں نہ چاہتا تو تم اور تمہارا مہاراج مجھے
یہاں لانے کا خواب ہی دیکھتے رہتے ۔ میں تیرے اس
ظالم راجا کو یہ تماشا ضرور دیکھنے کا موقع دوں گا تاکہ
جس عوام کو یہ تماشا دکھانا چاہتا ہے وہ بھی دیکھ
لیں ۔ غرور کا سر کیسے نیچا ہوتا ہے ۔ تب راجہ نے کہا
بے ادب گستاخ اور نادان لڑکے تو نہیں جانتا مہاگرو

جی کا حسب نسب مہاجادوگر " مجمر " سے اور اس کے
گرو مسطور سے ملتا ہے جو آسمانوں پر بیٹھا راکھش لوگوں پر
حکومت کرتا ہے ۔ تو نے ان مہان طاقتوں کا بھی اپمان کیا
ہے اور تیری سزا شیروں کی خوراک ہے ۔ عنبر نے کہا
راجا میں تیری یہ خواہش ضرور پوری کروں گا ۔ صرف تم
تماشے کا انتظام کرو میں خود ہی آجاؤں گا ۔ گنجال نے
قہقہہ لگاتے ہوئے کہا ۔ بالک یہ تیری بھول ہے اب تو جا
بھی کہاں سکتا ہے ۔ تُو قیدی ہے اور قیدیوں کی طرح
سے پیش ہوگا ۔ عنبر نے کہا تو پھر مجھے روک سکتے ہو تو
روک لو ۔ میں تمہارے بڑوں سے ٹکرانے سے پہلے تمہارا
بھی خاتمہ کر ہی لوں تو اچھا ہے ۔ گنجال نے منتر پڑھ کر اشارہ
کیا تو بونوں کی فوج ہاتھوں میں چمک دار بلم لئے حاضر
ہو گئی ۔ تب گنجال نے کہا ہم اپنے بزرگوں کی شان میں
گستاخی کرنے والوں کو یہی سزا دیتے ہیں کر بلموں سے
مار مار کر ہلاک کر دیا کرتے ہیں ۔ غلاموں شروع ہو جاؤ
گرجدار آواز میں گنجال دیو نے حکم دیا ۔ بونے آگے بڑھے
عنبر نے تین چار کو جو پہلے آگے بڑھے تھے اٹھایا اور
سامنے پتھر کے چبوترے پر دے مارا ۔ ان کے سروں
سے مغز تک بہہ گیا اور ہڈیاں ٹوٹ کر جھونے لگیں

وہ خون اور گوشت کا ڈھیر دکھائی دینے لگے اور دیکھتے ہی
دیکھتے یہ ساری فوج اپنے انجام کو پہنچ گئی ۔ پھر گنجال نے
شیراں والی ماتا کا نعرہ لگایا اور اشارہ کیا دیوی کے بُت
پر جو پتھر کے ناگ بنے ہوئے تھے ان میں جان پڑ گئی
اور وہ پھن اٹھائے غصے سے اتر کر باہر آگئے ۔ یہاں
آ کر انہیں عنبر میں اپنے آقا ناگ کی خوشبو آئی ۔ اور
وہ بڑے غصے سے پھن اٹھائے ہوئے تھے پھن جھکا کر
اپنی زبان میں بولے ۔ اے ہمارے آقا کے بھائی ہم اس
پنڈت کو سزا تو نہیں دے سکتے لیکن اس کے حکم کو
نظر انداز کر کے واپس جا رہے ہیں

یہ پیغام ہوا کی لہروں پر عنبر نے محسوس کیا اور وہ
سمجھ گیا ۔ تب سارے سانپ عنبر کے سامنے جھکے سلام
کیا اور واپس چلے گئے ۔ گنجال کے ماتھے پر بل پڑ گئے ۔
عنبر نے کہا ماتھے کا پسینہ بھی پونچھ لو ۔ مہاراج ابھی —
صرف تم وار کر رہے ہو ۔ میری باری نہیں آئی ۔ مگر
پہلے تم اپنی حسرت نکال لو ۔ تب راجا نے غصے سے شاہی
دستے کو حکم دیا ۔ اس کے جسم کی تلواروں سے بوٹیاں
اڑا دو ۔ پورا دستہ تلواریں لے کر آگے بڑھا اور حملہ
کر دیا مگر جسم پر پڑنے والی ہر تلوار ٹوٹ کر دو ٹکڑے

ہو جاتی اور عنبر کے جسم پر خراش تک نہ آئی۔
البتہ سپاہی دہشت سے منہ اٹھا کر بھاگ گئے۔ تب گنجال
نے غصے میں اپنے نیولے کو حکم دیا "راہو" منہ کیا دیکھ رہا ہے۔
میں اس چھوکرے کو گرفتار زندہ چاہتا ہوں۔ نیولے نے غصے
اور نفرت سے عنبر کی طرف دیکھا اور زمین پر چھلانگ
لگائی۔ پھر لوٹ لگا کر وہ ایک آگ کے شعلے میں تبدیل
ہو گیا اور رسی کی طرح لمبا ہوا اور آگ کی یہ رسی
پھندے کی صورت آکر عنبر کی گردن میں پڑ گئی۔ اور
بقایا حصے نے اس کے ہاتھ اور پاؤں کو جکڑ لیا۔
عنبر نے کوشش کی مگر یہ رسی ٹوٹنے کی بجائے مضبوط
سے مضبوط ہوتی گئی اور عنبر نے بے بسی محسوس کرتے
ہوئے دل ہی دل میں ـــــ زلالہ دیوی کو یاد کیا۔
تھوڑی دیر بعد عنبر نے محسوس کیا کہ اس کے جسم
سے رسی اتر کر پھر شعلے کی صورت اختیار کرتے ہوئے
نیولا بن گئی ہے اور وہ نیولا کسی سے ڈر کر ایک طرف
کو بھاگ گیا۔ گنجال نے جب یہ وار ناکام ہوتے دیکھا تو
بھاگ کر دیوی کے قدموں میں گرا اور کہا ماتا تیرے
سیوک کا ایمان ہو اور تو اپنی آنکھوں سے یہ سب
کچھ دیکھ رہی ہے اور یہ لونڈا جیت گیا تو میں اپنا

سر کاٹ کر تیرے چرنوں میں قربان کر دوں گا اس کے ساتھ
ہی آسمان پر بجلی کوند گئی اور بڑے زور سے زلزلہ آ گیا۔
آسمان سے بجلی ایک درخت پر گری اور آگ لگ گئی۔
ایک جگہ زمین پھٹ گئی اور پانی نکل آیا۔ شیراں والی ماتا
کے بت میں حرکت ہوئی اور وہ غیض و غضب میں ہاتھ میں
ترشول پکڑے شیر پر سوار عنبر کے سامنے آ گئی راجا سجدے
میں گر گیا اور جے ماتا کا نعرہ لگایا گنجال دیو نے فخر
سے عنبر کی طرف دیکھا اور دیوی کے سامنے جھک
گیا تب دیوی نے کہا اور گستاخ چھوکرے مجھے افسوس ہے
آسمانوں کا راز زمین والوں کو بتانا پڑ گیا ہے۔ گنجال دیو
کئی ہزار سال سے زندہ ہے اسے موت نہیں آ سکتی مہان
شکتی وان بھگوان نے اسے زندہ رکھنا ہے کیونکہ اس کا بھید
وہی جانتا ہے۔ مگر تیری دیوی اتنی بھی نہیں تو اسے گرفتار
کر کے قیدی بنانا چاہتا ہے۔ تیری اچھیا میں پوری کئے دیتی
ہوں پھر دیوی نے اپنی ترشول کو ہوا میں لہرایا۔ لوہے کی
زنجیریں اپنے آپ عنبر کو جکڑ چکی تھیں۔ عنبر نے زور لگا کر
انہیں توڑنا چاہا۔ مگر یہ اس کی طاقت سے باہر معلوم ہوا۔
دیوی نے گنجال سے کہا۔ میرے سیوک اب لے جا اسے بند
کر دے۔ تیری اچھیا پوری ہو گئی ہے پھر دیوی واپس

اپنی پتھر کی مورتی میں سماگئی ۔ گنجال نے فخر اور غرور
سے عنبر کی طرف دیکھا ۔ نیولہ پھر بھاگ کر نہ جانے کہاں سے آکر
اس کے سر پر سوار ہو گیا تھا ۔ گنجال نے عنبر سے کہا ۔
دیکھ لیا میری شکتی سے ٹکرانے کا انجام ۔ پھر راجا سے کہا ۔
اپنے سپاہیوں سے کہو اسے لے جائیں اور پھر تم اپنی
اچھیا بھی پوری کر لو ۔ اب یہ تمہارا قیدی ہے ۔ وہ
واپس مڑ کر مندر میں چلا گیا ۔ راجا کے سپاہی اسے لے
کر ایک طرف کو چل دیئے ۔ دوسرے دن عام منادی کرا دی
گئی کہ ایک باغی کو کل سزا دی جائے گی اور عوام کو
یہ منظر دیکھنے کی اجازت ہو گی ۔ قلعہ کے اندر میدان میں
جس کے درمیان میں ایک بڑا لوہے کا جنگلا ہوگا ، اور
اس میں بھوکے شیر موجود ہوں گے ۔ ان کے آگے
اس باغی کو زندہ ڈال دیا جائے گا ۔ مہاراجا کا حکم ہے
اس کی تمام پرجا وہاں حاضر ہو اور باغی کا انجام اور
مہاراج کی دی ہوئی سزا کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور
عبرت حاصل کریں ۔ دوسرے دن قلعہ کے اندر بنے ہوئے زینے
میں مہاراج اور مہارانی کے بیٹھنے کے لئے تخت کے دائیں
بائیں سرداروں اور عہدہ داروں کے لئے کرسیاں موجود تھیں
دوسری سمت عوام کے لئے قلعہ کے تمام دروازے کھول دیئے

تھے ۔ گھوڑا سوار سپاہی کوڑے لہراتے ہوئے انتظام میں
مصروف تھے ۔ میدان میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی ساری ریاست کے
لوگ موجود تھے ۔ تب بگلوں کی سلامی ہوئی ۔ جس سے راجا کی
آمد کا پتہ چلا ۔ ہر سر راجا کے سامنے جھک گیا اور راجا
شان کے ساتھ اپنی مہارانی اور اپنے ولی عہد کے ساتھ محل
کے دروازے سے گارڈ کے ہمراہ نکلے اور آکر تخت پر بیٹھ
گئے ۔ راجا کے بیٹھتے ہی تمام سردار اور عہدیداروں نے بھی
کرسیاں سنبھال لیں ۔ تب راجا کے حکم سے شیروں کے محافظ
نے بارہ شیروں کو پنجرے سے آزاد کر دیا اور وہ دہاڑتے
ہوئے لوہے کے جنگلے کے اندر نکل آئے پھر دوسرے اشارے
پر ایک بند پنجرا میدان میں لایا گیا ۔ جس کے اندر عنبر
تھا اور اسے شیروں کے درمیان لاکر رکھ دیا گیا ۔
سارے شیر آدمی کو دیکھ کر پنجرے پر جھپٹ پڑے ۔ کیونکہ
وہ بھوکے تھے ۔ شیر چاروں طرف سے دہاڑتے ہوئے پنجرے
کے گرد آچکے تھے ۔ عنبر نے انہیں دیکھا اور کود کر
پنجرے سے باہر آگیا ۔ ایک شیر اس پر جھپٹا اور اپنے ہاتھ کا
وار عنبر پر کیا ۔ مگر عنبر کا جسم لوہے کا بنا ہوا تھا ۔
شیر اپنے ناخن تڑوا بیٹھا اور دہاڑتا ہوا زمین پر بیٹھ گیا ۔
دوسرے شیر نے حملہ کیا اور اپنے منہ میں عنبر

کو پکڑ کر اپنے دانت اس کے جسم میں گاڑنے چاہے۔
دانت ٹوٹ کر منہ میں آ گئے اور خون منہ سے بہنے لگا۔
راجا سمجھا یہ عنبر کا خون ہے۔ وہ بہت خوش ہوا۔ لیکن
شیر نے اسے چھوڑ دیا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ جہاں
شیر اپنے پنجے کو چاٹ رہا تھا۔ جس کے ناخن ٹوٹ گئے
تھے۔ عنبر نے دونوں شیروں کو دُموں سے پکڑا اور اٹھا
کر زمین پر دے مارا۔ شیروں کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور
وہ مُردہ کتوں کی طرح زمین پر گھسٹتے ہوئے ایک طرف
بھاگ گئے۔ پھر اسی طرح باری باری دوسرے شیروں کا بھی یہ
حشر ہوا۔ فضا داد و تحسین سے گونج رہی تھی۔ اور عوام
بہادر انسان کی تعریف کر رہے تھے لیکن راجا بہت پریشان
تھا۔ اس نے فوج کے بہترین دستے کو جو حبشیوں پر
مشتمل تھا حکم دیا اپنے نیزے اس کے سینے میں اتار دیں
حبشی اپنے لمبے لمبے نیزے لے کر میدان میں کود پڑے
لیکن ایک نیزہ بھی عنبر کے جسم کو زخم نہ لگا سکا
بلکہ اُن کی انیاں یا تو مڑ گئیں یا ٹوٹ گئیں۔ پھر حبشی
بہادر سپاہی ہتھیاروں کے بغیر ہی اس سے لپٹ گئے لیکن
تھوڑی ہی دیر میں ان کا انجام شیروں سے بھی بُرا ہوا اور
میدان میں گوشت اور خون کا ڈھیر بن کر رہ گئے۔ را

غصے اور خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ تمام درباری بھی ڈر رہے
تھے کہ یہ کونسی بلا ہے جس نے انسان کا روپ دھار رکھا
ہے۔ تب عنبر لوگوں کی داد وصول کرتا ہوا راجا کے سامنے
آیا اور کہا میری بات یاد رکھنا۔ غرور کا سر ہر دور میں
نیچا ہوا ہے اور رہے گا۔ تکبر انسان کی ہلاکت کا سبب
بن جاتا ہے۔ بدلہ لینے کا جنون انسان کو کہیں کا نہیں
رہنے دیتا۔ کالی چرن ایک نیک دل اور اچھا انسان ہے۔
اس سے دشمنی کی بجائے دوستی کر لو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔
راجا نے کہا۔ اپنی وقتی فتح پر خوش نہ ہو۔ عنبر ابھی
بڑی بڑی مہان طاقتیں پڑی ہیں جن کے سامنے تیری حیثیت
ایک چیونٹی سی ہے اور وہ تجھے مسل کر رکھ دیں گی۔ ہماری
دشمنی کی راہ سے ہٹ جا۔ میرے اور کالی چرن کے درمیان
آنے والی ہر دیوار گرا دی جائے گی۔ اگر تو اپنی غلطی
مان کر میری رعایا کے سامنے میرے آگے سر جھکا دے اور
وفاداری کا وعدہ کرے تو میں تجھے بڑے سے بڑا عہدہ دینے
کے لئے تیار ہوں۔ عنبر نے نفرت سے کہا۔ تیری ملازمت
تم جیسے آدمی کے پاس بیٹھنا بھی گناہ ہے تب راجا نے دیکھا
کہ پنڈت گنجال دیو ایک طرف سے نکل کر پاس آیا اور ایک
منتر پڑھ کر عنبر کی طرف پھونکا ایک دروازے سے بدمست

ہاتھی چنگھاڑتا ہوا نمودار ہوا جس کے چار ہاتھ بھی تھے اور
ان میں خطرناک ہتھیار پکڑے ہوئے تھے۔ ہاتھی جب عنبر کی
طرف بڑھا تو عنبر نے اپنی پوری طاقت سے اس کی سونڈ
پر اپنا ہاتھ مارا۔ ہاتھی کی سونڈ اس سے الگ ہو کر اسی
طرح گر پڑی جیسے اسے تلوار سے کاٹا گیا ہو۔ ہاتھی
سونڈ الگ ہونے پر اور زیادہ بپھر گیا اور بڑے غصے
کے ساتھ عنبر کی طرف پھر بڑھا۔ ہاتھی جب عنبر کے قریب آیا
تو عنبر ایک طرف ہٹ گیا۔ اس کے پیچھے گنجال دیو کھڑا تھا
ہاتھی نے زور سے اسے ٹکر ماری تو وہ لڑکھڑاتا ہوا
نیچے گر پڑا۔ اس کے گرتے ہی ہاتھی نے اس پر اپنا پاؤں
رکھ دیا جس کے وزن سے اس کا جسم کئی ٹکڑوں میں تقسیم
ہو گیا۔ ہاتھی پھر عنبر کی طرف بڑھا۔ عنبر کود کر ہاتھی
پر سوار ہو گیا اور اس کے کانوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا
ہاتھی بڑی کوشش کرتا رہا کہ وہ عنبر کو نیچے گرا دے۔ لیکن
ایسا نہ کر سکا۔ ہاتھی تھک کر ذرا رکا تو عنبر نے اس کے
دونوں کان چھوڑ کر دونوں ہاتھ اس کے سر پر پوری طاقت
سے مارے۔ عوام نے اور راجہ نے دیکھا کہ ہاتھی کا سر چکنا
چور ہو گیا ہے اور اس سے گاڑھا گاڑھا خون اور مغز بہہ
نکلا ہے اور ہاتھی دھڑام سے نیچے گرا۔ اس اثنا میں

عنبر ہاتھی سے کود چکا تھا۔ راجا نے جب یہ صورت دیکھی تو
دوڑ کر عنبر کے قدموں میں گر گیا اور معافی مانگنے لگا۔ اور
عنبر سے وعدہ کیا کہ وہ راجا کالی چرن کی دشمنی چھوڑ
کر دوستی کرے گا اور اپنی رعایا کو خوش رکھے گا۔
مگر یہ سب اس کا فریب تھا۔ وہ دل ہی دل میں ارادہ
کر چکا تھا کہ اگر عنبر نے معاف کر دیا تو وہ اپنی دشمنی
راجا سے بھی اور عنبر سے بھی رکھے گا اور بدلہ ضرور
لے گا۔ عنبر نے جو راجا کو گڑگڑاتے دیکھا تو اسے
معاف کر دیا اور خود وہاں سے چل دیا۔ ادھر گنجال دیو
کے ہلاک ہوتے ہی راجا کالی چرن کا کوڑھ اچھا ہو گیا
اور وہ تندرست ہو گیا۔

ناگ اور خونی شیطان

کونٹ نے آج پہلی مرتبہ ناگ
کو بلوایا اور کہا۔ میں انجانے دشمنوں میں پھنسا ہوا ہوں
مجھے چند جانثار اور وفادار ساتھیوں کی ضرورت ہے ایسے
نمک حلال جو صرف میرا حکم مانیں خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو
اس کی وجہ دریافت نہ کریں کیونکہ میں جن حالات سے گزر
رہا ہوں ان میں خون خرابا بھی ہوگا اس راہ میں جادو بھی
چلیں گے اور تلواریں بھی۔ میں اپنے وفاداروں کو سونے میں
تو تول سکتا ہوں لیکن ان کی کسی بات پر حکم عدولی
برداشت نہیں کر سکتا۔ تم مجھے ایک بہادر اور نڈر شخص
نظر آئے تھے۔ اس لئے تمہیں اپنے ہمراہ لے آیا۔ آگے
تمہاری مرضی ہے۔ تم جانا چاہو تو اس گھر کے دروازے کھلے
ہیں۔ ساتھ دینا چاہو تو خزانوں کے منہ تمہارے لئے کھول
دوں گا۔ ناگ جو سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔
بھلا اس ظالم کو زندہ چھوڑ کر کیسے چلا جاتا۔ اس نے
جھک کر تعظیم بجا لاتے ہوئے کونٹ سے کہا۔ کئی پشت

سے ہمارا پیشہ سپہ گری ہے۔ جان چلی جائے گی وفاداری پر
حرف نہیں آئے گا۔ کونٹ نے مشینی انداز میں اپنے میز
کی دراز سے سونے سے بھری تھیلیاں نکالیں اور ناگ کے
سامنے پھینکتے ہوئے کہا۔ یہ قدر دانی کا پہلا انعام ہے آج ہی
رات تمہیں ایک خطرناک کام کے لئے روانہ ہونا ہے تیار رہنا۔
ماریا کمرے سے نکل کر ناگ کی تلاش میں باہر آ گئی۔
کیونکہ کھانے میں کاؤنٹ کے حواریوں نے بیہوشی کی کوئی
دوا ملا دی تھی۔ جسے کھا کر ایک دفعہ پھر لڑکیاں بیہوش
ہو گئی تھیں۔ جب لڑکیاں بے خبر ہو کر بیہوش ہو گئیں تو
ماریا آرام سے پتھریلی دیواروں سے نکل کر ناگ کی خوشبو
کی طرف ہو لی۔ دوسری طرف ناگ ایک کمرے میں بیٹھا
رات کے متعلق پروگرام بنا رہا تھا کہ اسے ماریا کی خوشبو
آئی۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ماریا بہن تم ہو۔ ماریا
نے کہا۔ میں تو کل سے یہاں ہوں اور ایک گورکھ دھندے
میں الجھی ہوئی ہوں۔ ناگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ہم لوگوں
کی تو زندگی ہی گورکھ دھندوں میں گزر رہی ہے۔ یہ تو
کوئی نئی بات نہیں۔ شاید تم سنہری بالوں والی لڑکیوں کے
متعلق کہہ رہی ہو۔ دونوں ہنسنے لگے۔ پھر ماریا نے کہا۔
لڑکیوں کی بری حالت ہے۔ میں تو ان لوگوں کو سزا

دینے کے لئے یہاں چلی آئی ہوں ۔ مجھے کیا خبر کہ آپ بھی
یہاں موجود ہیں ۔ ناگ نے ہنس کر کہا ۔ موجود نہیں سازش
میں بھی شریک ہوں اور آج ہی رات کسی معرکے میں
کونٹ کے ساتھ جا رہا ہوں ۔ ماریا نے کہا ۔ میں بھی آپ
کے ساتھ جاؤں گی ۔ بڑی مشکل سے آپ سے ملے ہیں
ابھی تو عنبر بھائی کو بھی تلاش کرنا ہے ۔ ناگ نے کہا
فکر مت کرو ہم تو کئی ہزار سالوں سے ملتے اور بچھڑتے
چلے آ رہے ہیں ۔ مگر آج رات مجھے اکیلا ہی جانے دو
حالات بہت سنگین ہیں ۔ مختصر طور پر یہ سمجھ لو کاؤنٹ
شیطان کا وہ چیلا ہے جسے مرے سو سال ہو چکے ہیں یہ
ایک خونی شیطان ہے اور اس شہر میں ایک بڑی جماعت
ان لوگوں کی موجود ہے جو زندہ انسانوں کا خون پی رہے
ہیں ۔ مگر چند روز سے گرجے کا پادری مائیکل جو نیا نیا یہاں
آیا ہے اپنی روحانی طاقتوں سے اِن کے کام میں حائل
ہو گیا ہے اور یہ لوگ اسے ختم کرنا چاہتے ہیں ۔ اس
لئے میں کاؤنٹ کے ساتھ تنہا جاؤں گا اس لئے کہ اگر
کوئی چال ہے تو اس میں دونوں کیوں پھنسیں ۔ ایک کو تو
باہر مدد کے لئے رہنا چاہیئے اور پھر تمہارا مشن تو
اِن مظلوم لڑکیوں کی حفاظت اور رہائی ہے اس لئے بھی

تمہیں اس آگ میں ہاتھ نہیں ڈالنے چاہیئیں ۔ وقت ملے
تو فادر مائیکل سے ضرور ملو ۔ وہ تنہا یہ جنگ لڑ رہا
ہے ۔ ہو سکے تو اس کی مدد بھی کرو ۔ ماریا نے کہا یہ
بالکل ٹھیک ہے میرے پاس ابھی وقت ہے میں فادر مائیکل
کی طرف جا رہی ہوں ۔ ماریا ناگ کو سوچتا چھوڑ کر چلی
گئی تھی اور ناگ آنے والے حالات پر سوچ بچار کرنے لگا ۔

فادر مائیکل گرجے کے ایک کمرے میں بیٹھا انجیل مقدس
کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک اسے کسی خوشبو کا احساس ہوا اور
پھر خود بخود اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس
کے چہرے پر عبادت اور ریاضت کی وجہ سے نیند کے
خمار میں ڈوبی ہوئی آنکھوں میں خوشی کی جھلک عود آئی ۔
اس نے ملائمت سے کہا ۔ اچھی بچی ماریا اپنے ہولی فادر
مائیکل کے پاس چلی آؤ ۔ میں تو کئی روز سے تیرا انتظار
کر رہا تھا ۔ آج جب کہ بدی کی ساری طاقتیں اکٹھی
ہو رہی ہیں ۔ میرے مرحوم استاد نے مجھے بتایا تھا کہ
ایسے کٹھن وقت میں میری مدد کے لئے صدیوں کی زندہ
جاوید بیٹی ماریا اس جہاد میں شرکت کے لئے ضرور آئے
گی ۔ یہ شہر شیطان کے چیلوں سے بھرا پڑا ہے ۔ بیٹی
حضرت مسیحؑ نے مجھے خواب میں بشارت دی ہے کہ جاؤ

مائیکل شیطانوں کے اس شہر میں خداوند کے نام پر جہاد
کرو۔ خداوند نے یہ بھی ارشاد کیا تھا شیطان کا دستِ
راس مقطوس جادوگر جس کے ہونٹ خدا کی شان میں
گستاخی کی وجہ سے مُردہ ہو چکے ہیں۔ دس ہزار سال کی
عمر کے بعد تیرے ہاتھوں مارا جائے گا یہ فیصلہ آسمانوں
پر ازل سے لکھا جا چکا تھا۔

ماریا نے کہا۔ اے مقدس بزرگ آپ جیسے زاہد اور
عابد ہستیوں کے ہوتے ہوئے میری کیا مجال ہے ہاں اس
نیک کام میں جہاد کرنے کے لئے میں بھی آئی ہوں۔ مائیکل
نے ماریا کے سر پر ہاتھ پھیرا جس سے ظاہر ہو گیا
کہ وہ ماریا کو دیکھ سکتا ہے۔ پھر کہا۔ بیٹی تو ہزاروں
سال سے یہ جنگ لڑ رہی ہے۔ میری ستر سال زندگی تیری
عمر کے مطابق تو بہت مختصر ہے۔ تم نے ہمیشہ اور ہر
دَور میں اچھے کام کئے ہیں، لوگوں کی مدد کی ہے۔
اور یہی سب سے بڑی عبادت ہے کہ انسان دوسروں
کے لئے جئے، دکھ درد میں دوسروں کے کام آئے۔ مجھے اپنے
عرفان سے معلوم ہوا ہے کہ شیطان کا چیلا کاؤنٹ جبل
طوس اور مقطوس کی مدد حاصل کر رہا ہے۔ میں نے صلیب
مقدس کے دستوں والے یہ خنجر بنواتے ہیں۔ ان کو جب

کوئی شیطان کے سینے میں اتار دیا جائے تو یہ ہمیشہ کے
لئے فنا ہو جاتے ہیں۔ وہ مجھے ختم کرنے کے لئے یہ سب
کچھ کر رہے ہیں۔ ممکن ہے میری زندگی اس جہاد میں کام
آ جائے۔ میری بات دھیان سے سن لے بیٹی۔ مقطوس نے
ایک بہت قدیم جادوگر زاغولہ کے خون سے غسل کر رکھا ہے
اس کی وجہ سے نہ تو اس کے جسم پر کسی ہتھیار کا
اثر ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی جادو اس پر چل سکتا
ہے۔ اس کی ناف کا حصہ اس خون سے تر نہیں ہوا۔
اگر کسی ہتھیار کو ٹھیک ناف پر اتار دیا جائے تو مقطوس
کی موت واقع ہو جائے۔

آج رات کاؤنٹ ڈیورڈ خاندان کے شاہی قبرستان میں
جادوگر جبل طوس کے پاس بھینٹ کے لئے جانور لے جا رہا
ہے۔ اس کا قلعہ نما محل خالی ہوگا معمولی پہریداروں سے ہم
نمٹ لیں گے۔ ہمیں بہر حال اس شیطان کے مندر میں پہنچنا
ہے اور صلیبی خنجر ڈھانچہ اور شیطان کے چیلوں کے سینے
میں اتار دینے ہیں۔ تم ابھی واپس جاؤ اور شیطان کے
مندر کا راستہ معلوم کرو تاکہ دشمن پر شب خون مارا
جا سکے۔ اس کام کے لئے صلیب کے دستے والے تیر اور
کمان بھی میں نے تیار کروا رکھی ہے جو میرے پاس ہوگا

اور میں خنجروں کی بجائے تیر ان کے سینوں میں اتار دوں گا۔ وہ تمہیں نہیں دیکھ سکتے۔ اس لئے تم ان پر خنجروں سے وار کرنا۔ بس اب وقت ضائع نہ کرو اور فوراً جاؤ میں تمہارا انتظار کروں گا۔

O

ناگ کو کاؤنٹ کا بلاوا آچکا تھا اور وہ جانے کے تیار ہو ہی رہا تھا کہ ماریا کی خوشبو نے اسے روک لیا اور اس نے سرگوشی کی ماریا بہن۔ جواب میں ماریا نے کہا وقت بہت کم ہے مجھے شیطان کے مندر کا راستہ بتا دو۔ ناگ نے اسے کھڑکی سے وہ کونا دکھا اور پھر سمجھا دیا کہ درخت کے تنے میں لگی کل کو کس طرح ہلانے سے دیوار میں راستہ پیدا ہو جاتا ہے ابھی اس نے گفتگو بند ہی کی تھی کہ کاؤنٹ کمرے میں داخل ہوا۔ یہ تو اچھا ہوا اس نے کچھ سن نہیں لیا۔ ورنہ سارا کام بگڑ جاتا۔ وہ ماریا کو نہیں دیکھ سکتا تھا لہذا آتے ہی اس نے ناگ کو اپنے پیچھے آنے کا حکم دیا اور خود تیزی سے باہر نکل گیا۔ ناگ نے ماریا سے خدا حافظ کہا اور کاؤنٹ کے پیچھے ہی روانہ ہو گیا۔

کاؤنٹ کے جاتے ہی ماریا نے تیزی سے گرجے کا رخ کیا۔ جہاں فادر مائیکل بالکل تیار کھڑا تھا ماریا نے خنجروں کا تھیلا اٹھایا اور مائیکل نے تیروں سے بھرا ترکش اور کمان سنبھالی۔ ماریا نے کہا فادر میرا ہاتھ تھام لو۔ مائیکل سمجھ گیا کہ ماریا اسے تیزی سے لے جانا چاہتی ہے اور پھر پلک جھپکتے ہی دونوں گرجے کی عمارت سے نکل گئے۔
کاؤنٹ جیسے خطرناک شخص کی حویلی کو سارا شہر طلسم کدہ اور آسیب زدہ سمجھتا تھا اس لئے کوئی بھول کر بھی ادھر کا رخ نہ کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں ملازموں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہوتی تھی اور پھر جب کسی ملازم کو یہاں کے حالات کا علم ہوتا یا تو وہ شیطان کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا یا پھر گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو جاتا۔ پھر ماریا نے سارا دن خوب گھوم پھر دیکھ لیا تھا۔ اسے پتہ تھا کہ کس جگہ ملازموں سے چھپ کر وہ اپنا کام کر سکتے ہیں۔
یہ ایک تاریک رات تھی۔ آسمان سیاہ بادلوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سرخ رنگ کی آندھی نے اس شہر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ کئی درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ پھر موسلا دھار بارش ہونے لگی اور بجلی اس

زور سے کڑکنے لگی کہ لوگوں نے اپنے گھروں کے دروازے
بند کر لئے اور کمروں میں سہم کر بیٹھ گئے ۔ کئی مقام پر
بجلی بھی گری لیکن ان تمام آفتوں کے باوجود ماریا اور
فادر مائیکل کاؤنٹ کی مضبوط ترین حویلی میں پہنچ چکے تھے
ماریا فادر مائیکل کو لے کر باغ کے کونے میں گئی
جہاں ایک درخت کے تنے میں لوہے کی کل لگی ہوئی تھی ۔
حویلی کے ملازم اپنے اپنے کمروں میں بند پڑے تھے ۔ ماریا
نے کل کو گھمایا تو دیوار ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ اپنی جگہ
سے ہٹ گئی ۔ ماریا اور مائیکل اس خلا میں داخل ہو
گئے تو دیوار پھر برابر ہو گئی ۔ اندر بہت کم روشنی تھی
اور بدبو سے دونوں کا دماغ پھٹا جا رہا تھا ۔ انہیں
اندھیرے میں دیواروں اور چھت سے کئی شیطانی چہرے
گھورتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے ۔

اچانک کسی چمگادڑ کی چیخ ویرانی میں گونج گئی دونوں نے
اپنے جسم میں برف کی طرح سرد لہر محسوس کی جس سے جسم
کانپ کر رہ گیا لیکن وہ آگے ہی بڑھتے رہے اب فضا
میں چمگادڑوں کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ سنائی دینے لگی
جیسے بہت سے چمگادڑ ایک ساتھ اُڑ رہے ہوں یکایک ایک
چمگادڑ زور سے مائیکل سے آٹکرایا اور فادر مائیکل کے

ہ سے چیخ نکلتے نکلتے رہ گئی ۔ اس نے انجیل کی کوئی آیت
ل ہی منہ میں پڑھنی شروع کر دی ۔ اب تو درو دیوار بھی
شروع ہو گئے اور بھونچال کی کیفیت طاری ہو گئی ۔ فضا
یں شیطانی چیخوں کا شور بڑھتا جا رہا تھا جن کے ساتھ ہی
نسیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز کا اور اضافہ ہو گیا ۔ مائیکل اور
ماریا کو محسوس ہوا جیسے زمین ان کے پاؤں کو جکڑ لے گی ۔ طاغوتی
طاقتوں کا خوف ان کے دماغوں کو جکڑے ڈال رہا تھا ۔ پھر
وہ موڑ آ گیا جس کے بڑے سے ہال میں شیطان کا مندر تھا ۔
موڑ مڑتے ہی دونوں کے قدم رک گئے اور جسم میں
پی سی طاری ہو گئی ۔ اُن کے سامنے بڑی چمگادڑ کا بُت
ی خوفناک آنکھوں سے انہیں گھور رہا تھا ۔ بت پر کئی
ر اور کالے رنگ کے بچھو اپنے ڈنک اٹھائے دائرہ
ئے سر پر گھوم رہے تھے جبکہ گلے میں پڑے ہوئے مختلف
گ کے سانپوں نے اپنے پھن اٹھا کر غصے سے انہیں دیکھا ۔
ی خون پی پی کر یہ سانپ اپنی حس کھو بیٹھے تھے ، اور
یں ماریا سے بالکل ناگ کی بُو محسوس نہ ہوئی ۔ ماریا نے
نگاہوں سے لہریں بھی ان تک پہنچائیں اور اپنا تعارف
روایا ۔ لیکن ان کا تو دماغ ہی مر چکا تھا ۔ ماریا تک
کوئی جواب لہروں کی صورت واپس نہ آیا ۔

بڑی چمگادڑ کے قدموں میں خونی شیطان کے چیلے خون
کے خمار میں مست پڑے تھے۔ جنگلی بھینسے کے خون نے
انہیں مستی کی نیند میں سُلا رکھا تھا۔ فادر مائیکل نے
مقدس صلیب جو گلے میں پڑی تھی ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔
سینکڑوں چمگادڑ اپنی بھیانک چیخوں سے سونے والوں کو بیدار
کر رہے تھے لیکن خون کی خماری اور پھر ان چیخوں کے
عادی ہونے کے سبب کوئی بھی بیدار ہونے کے لئے تیار
نہ تھا۔ بڑی چمگادڑ کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے
ماریا نے فادر مائیکل سے کہا۔ اس سے پہلے کہ تمام خونی
شیطان بیدار ہوں، فادر خنجر ان کے دلوں میں اتار دو۔
سب طلسمی ماحول ہے۔ اِس سے مت ڈرو اس سے پہلے
کوئی شیطانی طاقت مقابلے کے لئے آ جائے ہمیں انہیں ختم
کر دینا چاہیے۔ ماریا کے الفاظ صورِ اسرافیل ثابت ہوئے
اور فادر مائیکل پر جو اس طلسمی ماحول کا اثر ہوا تھا غائب
ہو گیا۔ دونوں نے صلیبی خنجر تھیلے سے نکالے اور جلدی جلدی
سوئے ہوئے خونی شیطانوں کے سینوں میں اتار دیے
ماریا اور مائیکل یہ کام تیزی سے انجام دے رہے تھے
تب ایک خوفناک چمک کے ساتھ زبردست گڑگڑاہٹ
ہوئی اور مائیکل گرتے گرتے بچا۔ فضا چیخوں گونج گئی

ال میں بجلیوں کے کڑاکے گونجنے لگے۔ آنکھوں کے سامنے
بڑے چمگادڑ کے بُت میں حرکت پیدا ہوئی۔ ماریا نے جلدی
سے تیر کمان مائیکل سے لے کر اس پر صلیبی دستے والا تیر
چڑھا لیا اور مائیکل نے اپنی صلیب کا رخ اس سمت کر دیا
بُت کی آنکھوں سے بجلیاں نکل نکل کر ان تک آتی۔ لیکن
چھوئے بغیر لوٹ جاتیں۔ پھر بُت نے غضب ناک ہو کر کہا تم
نے میرے کئی پرستار ہلاک کر دیے ہیں۔ تم بچ کر زندہ نہیں
جا سکتے۔ بُت نے اپنے پر زور سے پھڑپھڑائے اور ان میں
سے کئی ہاتھ نکل آئے جن میں مختلف قسم کے ہتھیار پکڑے
ہوئے تھے۔ ماریا نے تیر بُت کی طرف مارا لیکن شیطان
نے اپنے پروں کی ہوا سے اس کا رخ موڑ دیا اور تیر ایک
اُڑتی ہوئی چمگادڑ کے جسم سے پار ہو گیا۔ اب چمگادڑ نے
جست لگائی۔ اور وہ فادر مائیکل کے سامنے پہنچ گیا۔ اس
سے پہلے کہ وہ بارہ ہاتھوں سے مائیکل پر وار کرے ماریا
نے جھٹ ایک خنجر اس پر دے مارا جو اس کے بازو میں
جا کر لگا۔ خون کا ایک فوّارہ اُبل پڑا اور ایک خوف ناک
چیخ کے ساتھ چمگادڑ نے اپنے پر کھول دیے اور وہ زور
سے اُڑتے ہوئے ایک دیوار سے ٹکرائی اور اسے گراتی ہوئی
باہر نکل گئی۔ اُسی شگاف سے باقی چمگادڑیں بھی نکل بھاگیں۔

زمین پر چاروں طرف خونی شیطانوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ جن کے سینوں میں صلیب کے دستوں والے خنجر گھڑے ہوئے تھے۔ ماریا نے کہا۔ فادر اس سے پہلے کہ کوئی اور آفت نازل ہو یہاں سے نکل چلو۔ مائیکل نے کہا۔ اب تم بھی میرے ہی ساتھ گرجا چلو۔ لیکن ماریا نے کہا۔ نہیں فادر یہ وقتی فتح ہے ہمیں خوش نہیں ہونا چاہئے۔ میرا دل کہتا ہے مجھے بھی اپنے بھائی ناگ کے پاس جانا چاہئے۔ آپ مجھے شاہی قبرستان کا راستہ بتا دیں۔ مائیکل نے کہا۔ بیٹی اگر تمہارا جانا اتنا ہی ضروری ہے تو آؤ میں بھی تمہارے ساتھ ہی چلتا ہوں۔

O

جیل طوس اور مقطوس

کاؤنٹ بارہ بھیڑوں کو ہانکتا ہوا ناگ کے ہمراہ شاہی قبرستان میں پہنچ چکا تھا۔ باہر کے ویران پھاٹک کے دونوں پٹ زمین پر گرے ہوئے تھے جن کی لکڑی کو دیمک چاٹ گئی تھی اب ان پر گرد و غبار اور پتے پڑے ہوئے تھے۔ دونوں کسی مزاحمت کے بغیر ہی اندر داخل ہو گئے۔ اندر ایک وسیع و عریض قبرستان تھا۔ جس میں بیشتر قبریں زمین میں دھنسی ہوئی تھیں۔ بعض تو بالکل مسمار ہو چکی تھیں۔ کئی ایک کے کتبے زمین پر گرے پڑے تھے۔ آہٹ سن کر قبروں کے بجو اور گیدڑ جنہوں نے ان گری قبروں کے گڑھوں کو اپنا مسکن بنا لیا تھا۔ ادھر ادھر بھاگ دوڑ کر چھپنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ناگ رات کے سناٹے میں سانپوں کی سیٹیاں سن رہا تھا۔ وہ اس کی بو پا کر اسے خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ فضا میں الوؤں کی چیخیں کبھی دور اور کبھی نزدیک سنائی دے رہی تھیں اور درختوں سے ابھی تک بارش کے پانی کی بوندیں

ٹپک رہی تھیں ۔ یکایک ایک قبر سے تین چار ڈھانچے ہاتھوں
میں تلواریں لے کر اُن کے سامنے حائل ہو گئے ۔ کاؤنٹ نے
بغیر کسی خوف کے "شہنشاہِ ظلمات" کہا ۔ ڈھانچے سر جھکا کر
ایک طرف ہٹ گئے ۔ پھر کاؤنٹ نے کہا ۔ تہہ خانے کا راستہ
بتاؤ ۔ ڈھانچوں نے ہاتھ سے ایک طرف اشارہ کیا اور وہ
دونوں بھیڑوں کو ہانکتے ہوئے اس سمت روانہ ہو گئے ۔ اب
سانپ اپنے سردار کے قدموں میں قدم بوسی کرتے رینگ رہے
تھے ۔ لیکن کاؤنٹ اِن سے بھی بے پروا تیزی سے چلا جا
رہا تھا ۔ آخر ناگ نے انہیں مخصوص اشارہ دے کر چلے
جانے کو کہا ۔ اب وہ دونوں تہہ خانے کے دروازے پر پہنچ
گئے جہاں ایک بڑا سا زنگ آلود تالا پڑا تھا ۔ کاؤنٹ نے جیب
سے کوئی چیز نکال کر اس میں پھنسائی اور زور سے جھٹکا دیا ۔
تالا کھل گیا ۔ کاؤنٹ نے پیچھے کھڑے ناگ سے کہا میں آگے
چل رہا ہوں تم بھیڑوں کو اندر اتار لو ۔ کاؤنٹ نے تھیلے
سے مشعل نکال کر روشن کی اور اس کے قدم ایک دم رُک
گئے ۔ ایک بڑے سے سیاہ ناگ نے اپنا پھن اٹھا کر ان کا
راستہ روک لیا ۔ کاؤنٹ نے ایک دفعہ پھر کہا "شہنشاہِ ظلمات"
لیکن ناگ نے ہٹنے کی بجائے ایک زبردست پھونک ماری
اور مشعل کاؤنٹ کے ہاتھ سے دور جا گری ۔ پیچھے آتے ناگ

نے اپنی زبان میں اسے پیغام دیا کہ راستہ دے دو لیکن قبرستان
کے ناگ نے جواب دیا ۔ آقا یہ شیطان کا پرستار ہے ۔ حکم ہو
تو میں اسے نگل لوں ۔ مگر ناگ نے اسے روک لیا اور حکم دیا
اسے جانے دو ۔ قبرستان کا سانپ ایک طرف ہٹ گیا ۔ کاؤنٹ
کچھ بھی نہ سمجھ سکا اور راستہ دینے پر اس نے مشعل پھر زمین
سے اٹھائی اور پیچھے آتے ناگ کو چلے آنے کا اشارہ کیا ناگ
بھیڑوں کو ہانکتا ہوا نیچے اُتر گیا ۔ اندر تہہ خانے میں بارش
کا پانی جگہ جگہ ٹوٹی ہوئی چھت سے ٹپک رہا تھا ۔ چھت پر کئی
جگہ سے پلستر بالکل اُتر گیا تھا اور سوراخ پیدا ہو گئے تھے
جن سے زمین پر کیچڑ سا ہو گیا تھا ۔ سیلن کی بو ہر طرف پھیلی
ہوئی تھی اور دیواروں پر کائی سی جمی ہوئی تھی ۔ زمین پر بنے
ہوئے پختہ چبوتروں پر بڑے بڑے کئی من وزنی تابوت
پڑے تھے جن پر گرد و غبار اور مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی ۔
کاؤنٹ آگے بڑھتا رہا اور ناگ بھیڑوں کو ہانکتا ہوا اس
مقام پر پہنچ گئے جہاں ایک بہت بڑا سنہری تابوت پڑا تھا
لیکن ناگ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ باقی تابوت تو گرد و
غبار سے اَٹے پڑے تھے لیکن یہ تابوت آج بھی کئی ہزار سال
گزر جانے کے بعد چمک رہا تھا ۔ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی ضرور
اس کی حفاظت اور صفائی پر معمور ہے ۔ کاؤنٹ سنہری

تابوت کے قریب رُک گیا۔ اس نے ایک بار پھر کہا۔ "شہنشاہِ
ظلمات" فضا میں ایک بجلی سی کوند گئی۔ تہہ خانے میں درودیوار
سے لٹکتی ہوئی چمگادڑیں زور زور سے اپنے پَر پھڑپھڑانے
لگیں۔ تہہ خانے میں زلزلے کی کیفیت محسوس ہونے لگی۔
کاؤنٹ کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشعل کا شعلہ پھڑپھڑا کر مدھم
پڑ گیا اور تہہ خانے میں تاریکی گہری ہوتی محسوس ہوئی اور
پھر قریب ہی کہیں تہہ خانے کی چھت کا ایک کونا ایک خوف
ناک آواز سے زمین پر آگرا۔ کاؤنٹ اور ناگ اس صورت
حال سے کافی پریشان ہو رہے تھے۔ پھر گری ہوئی چھت سے
چنگھاڑتے ہوئے بڑا چمگادڑ پھڑپھڑاتا ہوا زخمی حالت میں
اتر آیا۔ اس کا ایک بازو زخمی تھا جس سے خون بہہ رہا تھا اور
اس پر صلیب کے دستے والا تیر گڑا ہوا تھا۔ چمگادڑ آتے ہی
کاؤنٹ کو دیکھ کر دہاڑا۔ اے کاؤنٹ تجھ سے ضرور کوئی
غلطی ہوئی ہے جس کی وجہ سے مائیکل اپنی روحانی طاقتوں
سمیت میرے مندر تک پہنچ گیا۔ اس نے میرے چیلے جو خون
پی کر خمار اور مستی میں پڑے تھے کو ہلاک کر دیا ہے اور ہر
ایک کے سینے پر صلیب کے دستے والا خنجر گڑا ہوا ہے۔
تیرا راز فاش ہو گیا ہے۔ اب میں اس معبد میں نہیں جا سکتا۔
وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ میری سیاہ طاقتوں نے مجھے بتا

دیا ہے کہ مائیکل اپنی روحانی طاقتوں سے ہمارا پیچھا کر رہا ہے۔
اب آخری معرکہ یہیں ہوگا۔ میں تمام بدی کی طاقتوں کو اکٹھا کروں
گا۔ تم اپنا آدمی بھیج کر ساری لڑکیاں یہاں منگوا لو۔ کاؤنٹ
نے ناگ کو حکم دیا کہ فوراً جائے اور لڑکیاں لے آئے لیکن
شیطان نے کہا تو خود جا اور اس کام کو سرانجام دے۔
کاؤنٹ جلدی سے روانہ ہو گیا۔ پھر اس نے زمین پر لوٹ
لگائی اور ایک سیاہ قوی اور خوفناک جسم کے ساتھ اٹھ کھڑا
ہوا۔ اب اس کے کئی ہاتھ تھے جس میں مختلف قسم کے ہتھیار
تھے۔ اس کے سر پر بارہ سینگ تھے جو برچھیوں کی طرح
نوکیلے تھے۔ اس کے ہاتھوں کے ناخن بہت لمبے اور نوکیلے تھے
سر پر بالوں کی جگہ سیاہ رنگ کے بچھو اپنے ڈنک اٹھائے اپنی
خونخوار آنکھوں سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے اس کے منہ
پر چار آنکھیں تھیں۔ دو سامنے دیکھنے کے لئے اور دو پیچھے جن
سے پیچھے دیکھا جا سکتا تھا۔ شیطان نے آگے بڑھ کر اپنی ایک
انگلی سے کئی من وزنی سنہری تابوت کا ڈھکنا اٹھا دیا اندر جبل
ہوس کی نعش پڑی تھی۔ شیطان نے کچھ پڑھ کر پھونکا۔ ایک
دفعہ پھر تہہ خانے میں بجلیاں سی کوندنے لگیں۔ درودیوار ہلنے
لگے اور ان سے خوفناک آوازیں آنے لگیں۔ جیسے کئی بلیاں
مل کر رو رہی ہوں۔ چمگادڑوں نے چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھا لیا

تھا۔ پھر ناگ اور کاؤنٹ نے دیکھا چھت کے شگاف سے آسمان
سے بجلی سنہری تابوت پر گری اور جبل طوس کی نعش میں حرکت
پیدا ہو گئی اور وہ سنہری تابوت سے باہر نکل آئی۔ جبل طوس
کے بارہ سر اور چوبیس آنکھیں اور پچاس ہاتھ تھے۔ جن میں
ہتھیاروں کے علاوہ جانوروں اور انسانوں کی کھوپڑیاں بھی شامل
ہیں۔ جن سے خون رِس رہا تھا۔ جبل طوس نے اپنے مُنہ کھولے
اور مختلف جانوروں اور انسانوں کی کھوپڑیاں چبانے لگا۔ اس کی
آنکھیں مشعل کی طرح سُرخ اور چمکدار تھیں جن سے خون کے رنگ
کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں اور مُنہ کی باچھوں سے خون بہہ
رہا تھا۔ اس نے چمگادڑ بت پر نگاہ ڈال کر دیکھا اور کہا
اے میرے گُرو کے دوست، اے بدی کے شیطان اور تاریکی
کے شہنشاہ میرے لئے کیا حکم ہے۔ شیطان نے کہا۔ جبل طوس
یہ بارہ بھیڑیں تیری بھینٹ ہیں جب تک تو انہیں کھا۔ میں تیرے
آقا اور گرو مقطوس کو بھی یہاں آنے کی دعوت دوں گا۔ آج
ساری بدی کی طاقتیں یہاں اکٹھی ہوں گی، اور ایک فیصلہ کُن
جنگ نیکی سے ہو گی۔ یا روشنی اندھیرے کو نگل جائے گی، یا
اندھیرا روشنی کو بُجھا دے گا۔ جبل طوس نے بارہ بھیڑوں کو
دیکھا جن کے پاس ہی ناگ کھڑا تھا۔ وہ پہلے مسکرایا اور
ناگ کو چوبیس آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ ناگ کو اپنے پاؤں تلے

کی زمین کھسکتی محسوس ہوئی۔ جبل طوس نے قہقہہ لگایا۔ یہ اتنا
خوف ناک تھا کہ تہہ خانے کی چھت سے مٹی گرنے لگی اور
ناگ نے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں ٹھنڈک سی محسوس کی۔ جبل
طوس نے بارہ بھیڑوں کو ایک ساتھ زمین سے اٹھایا اور
بارہ مُنہ میں لے کر ان کی کھوپڑیاں چبا ڈالیں۔ اسی وقت
کاؤنٹ بجلی کی تیزی سے بارہ لڑکیوں کو لے کر داخل ہوا
تو جبل طوس نے غصے سے اسے دیکھا۔ پھر اس نے کاؤنٹ
پر نگاہ ڈالی جو تھر تھر کانپ رہا تھا اور چوٹی سے ایڑی
تک پسینے میں نہایا ہوا تھا اور غصے سے کہا یہ بد بخت
اپنی آستین میں سانپ لئے پھرتا ہے۔ ناگ کانپ کر رہ
گیا۔ اس نے بھاگ جانا چاہا مگر زمین نے اس کے پاؤں
پکڑ لئے۔ پھر اس نے شیطان سے کہا۔ بدی کے سلطان یہ
پانچ ہزار سالہ مصری ناگ تمہاری نگاہوں سے بھی پوشیدہ
رہا ہے۔ شیطان نے غضب ناک ہو کر ناگ کی سمت دیکھا
اور کہا تو یہی وہ چور دروازہ ہے جس سے گزر کر مائیکل
میرے مندر تک پہنچا تھا۔ جبل طوس نے کہا۔ یہ میری
بھینٹ ہے اور مجھے اس کی ضرورت ہے۔ میں اسے کچا
چبا جاؤں گا۔ جونہی جبل طوس نے اپنا ہاتھ ناگ کی طرف
بڑھایا جو دُور ہی سے لمبا ہوتا ہوا ناگ کے قریب

پہنچ رہا تھا کہ شیطان نے کہا ۔ ابھی رُک جاؤ جبل طوس اس
کے بقایا ساتھیوں کو بھی یہاں جمع ہو لینے دو تاکہ یہ سارے
اپنی تباہی کا تماشا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں ۔ جبل طوس کا
بڑھتا ہوا ہاتھ سُکڑنے لگا اور پھر اپنی اصلی حالت میں آ
گیا ۔ اب شیطان نے مقطوس کے لئے کوئی منتر پڑھنا شروع
کر دیا ۔ چند ہی سیکنڈ بعد قیامت کا سماں بندھ گیا آسمان پر
بجلیوں کا جال سا بن گیا ۔ بادل کسی بم کی طرح پھٹ پھٹ کر
ایک ہونے شروع ہو گئے ۔ زمین زور زور سے ہلنے لگی ۔
اور یوں محسوس ہوا جیسے زمین اور آسمان ٹکرا جائیں گے ۔
فضا میں ایسی خوفناک آوازیں پیدا ہو رہی تھیں جیسے دنیا بھر
کی بد رُوحیں مل کر کوئی راگ گا رہی ہیں ۔ ڈراؤنا ، تہہ خانے
میں پڑے ہوئے کئی من وزنی تابُوتوں کے ڈھکنے بجنے لگے ۔
ایک سیاہ رنگ کے بادل کا ٹکڑا تیزی سے آسمان سے ـــــ
ـــ زمین کی طرف آتا دکھائی دیا اور ایک دفعہ پھر تہہ خانے
کی چھت دھڑام سے زمین پر گری اور ایک بڑا سا سوراخ پڑ
گیا جس میں سے ایک عجیب سی شکل کا دیو سامنے آ گیا ۔ اس
کا جسم ایک ہاتھی ، ایک گینڈے ، ایک شیر اور ایک بھینسے کو
ملا کر بنا ہوا تھا لیکن ٹانگیں انسانوں کی طرح سے تھیں اور
کئی عدد تھیں جو ان چاروں جانوروں کے جسموں کو اٹھائے ہوئے

تھیں ۔ ناف تک اس کا دھڑ انسانوں کا سا تھا ۔ درمیان میں
اس کا اپنا بھیانک چہرہ تھا ۔ لیکن ہونٹ پتھر کی طرح بے حس
اور مُردہ تھے اس نے آتے ہی دہاڑا ۔ میرے دوست مجھے
کیوں یاد کیا ہے ۔ یہ آواز اس کے ہونٹوں کی بجائے ناک کے
نتھنوں سے نکل رہی تھی ۔ چمگادڑ بُت نے کہا اے بدی کی
ناقابلِ تسخیر طاقتوں ہم نیکی کے خلاف ایک فیصلہ کن جنگ
لڑ رہے ہیں ۔ مقطوس نے حقارت سے ناگ کی طرف دیکھا
اور تمسخر اُڑانے والے انداز میں کہا ۔ اگر نیکی سے یہ معرکہ
ہوا ہے ۔ تو مجھے بُلا کر تو نے میری توہین کی ہے ۔ آسمانوں
اور زمینوں کی کوئی طاقت میرا مقابلہ نہیں کر سکتی ۔ ناگ نے
ایک قسم کی توانائی اپنے جسم میں محسوس کی اور اس کی زبان
سے خود بخود الفاظ نکلنے لگے ۔ اس نے کہا تکبّر نے شیطان
کو بھی ذلیل و خوار کیا تھا اور تکبّر تیری بھی موت بنے گا ۔
کیونکہ تکبّر صرف خدا و ذوالجلال کی شان ہے ۔ مقطوس نے
غصے سے کہا ۔ تو پھر بلا لے اپنے خدا کو ۔ یہ الفاظ ادا
ہوتے ہی تہہ خانے کی چھت ایک زور دار دھماکے کے
ساتھ زمین پر آ گری ۔ اب وہ کھلے ہوئے آسمان کے نیچے
کھڑے تھے ۔ چاروں طرف سے بجلیاں کوندنے لگیں انھوں
نے دیکھا قبرستان کے چاروں کونوں میں صلیبیں کھڑی ہوئی تھیں

اور یہ بجلیاں اُن سے نکل رہی تھیں جن سے کئی چمگادڑیں
جل کر راکھ ہو رہی تھیں۔ ان کے درمیان ماریا اور فادر
مائیکل انجیل مقدس کو لئے کھڑا تھا۔ مائیکل نے مسکراتے ہوئے
کہا۔ اے شیطان کے ساتھیوں تمہارے گرد خدا کے غضب کی ایک
دیوار کھڑی ہے اور تم سب اس میں قید ہو۔ مقطوس تکبر کا
انجام دیکھ لے۔ اب نہ زمین تجھے راستہ دے گی اور نہ
آسمان۔ مقطوس نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور اس کی ناک کے
سوراخ سے آواز نکلی اور کہا ایک مصری سانپ اور ایک
سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی کے بل بُوتے پر یہ جنگ
لڑنے آئے ہو۔ یکایک شیطان نے اپنی بغل سے ایک سیاہ
کتاب نکال لی جس میں تحریر تھا کہ مقطوس کی موت ایک "سنہری
بالوں اور نیلی آنکھوں والی لڑکی کے ہاتھوں ہوگی جو دوسروں
کو نظر نہ آئے گی۔" شیطان سمجھ گیا اس معرکے کا انجام اُس
کے دوستوں کی موت ہے۔ لیکن اسے تو ابدی زندگی ملی
ہوئی تھی۔ لیکن وہ غمگین ہو گیا کہ ایک دفعہ پھر وہ اپنے تمام
ساتھیوں سے محروم ہو کر تنہا رہ جائے گا۔ مقطوس نے اپنی
سونڈ لمبا کیا اور وہ بڑھتے بڑھتے مائیکل اور ماریا تک پہنچ
گیا۔ لیکن جلدی ہی بجلی کوندی اور سونڈ کے دو ٹکڑے
ہو کر جلنے لگے جس سے مقطوس کی بیخ نکل گئی۔ جبل طوس

نے فوراً اپنے بارہ مونہوں سے ماریا اور مائیکل کی طرف
آگ اگلنا شروع کر دی جس سے راستے میں کھڑے کئی
درختوں کو آگ لگ گئی لیکن مائیکل نے صلیب آگے بڑھائی تو
آگ وہیں رُک گئی۔ مقطوس نے اشارہ کیا چاروں طرف
سے تیروں کی بارش مائیکل اور ماریا کی طرف ہونے لگی۔ لیکن
ان کے پاس جا کر تیر غائب ہو جاتے تھے کیونکہ ماریا نے
قرآن پاک کو سامنے رکھا ہوا تھا اور اس کی برکت سے
کوئی بھی تیر ان تک نہ پہنچ رہا تھا۔ اب شیطان کی باری تھی
اس نے پڑھ کر پھونک ماری تو قبروں سے ہڈیوں کے
ڈھانچے ہاتھوں میں تلواریں اور نیزے لئے دونوں کی
طرف بڑھے۔ ماریا نے فوراً قرآن پاک کو چوم کر سامنے
کر دیا۔ آسمان سے بجلی ان پر گری اور تمام ڈھانچے جل
کر راکھ ہو گئے۔ غصے میں آ کر مقطوس نے اپنے جسم پر
پھونک ماری تو اس پر کئی ہاتھ نمودار ہو گئے۔ جن میں
مختلف ہتھیار تھے۔ یہی جبل طوس نے کیا اس کے بارہ
ہاتھوں میں بھی خطرناک ہتھیار پکڑے ہوئے تھے۔ پھر
مقطوس نے زمین کے اس ٹکڑے کو کہا ہمیں اُن تک
لے چل۔ زمین کا ٹکڑا حرکت میں آ گیا اور مائیکل اور ماریا
کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن ان کے قریب جا کر رُک گیا۔

اس بات سے ناگ نے فائدہ اٹھایا اور وہ ناگ بن کر
رینگتا ہوا مائیکل اور ماریا کے پاس پہنچ گیا۔ مائیکل نے کہا
اسے بدی کے پرستاروں اب حملے کی باری ہماری ہے اس
نے صلیب کے دستے والا خنجر اٹھایا اور اسے جبل طوس
کی طرف پھینکا جو سیدھا اس کے سینے میں گڑ گیا اور وہ ایک
فلک شگاف چیخ کے ساتھ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ مقطوس
غضب میں آ گیا۔ اس نے کہا۔ آندھیوں آؤ اور ان کو
تنکوں کی طرح اُڑا کر لے جاؤ۔ چاروں طرف سے خوف
ناک آندھیاں اٹھیں۔ کئی درخت جڑوں سے اُکھڑ گئے مگر قرآن
پاک اور انجیل مقدس کی برکت سے ماریا ناگ اور مائیکل
سے آندھی کئی گز دُور ہی رُک گئی۔ اب ماریا نے صلیب
کے دستے والا تیر کمان پر چڑھایا اور مقطوس کی ناک کی
نشست باندھ کر اسے چھوڑ دیا جو سیدھا اس کی ناف
پر گڑ گیا۔ زمین پر ایک دفعہ پھر زلزلہ آ گیا۔ آسمان پر
بجلیوں کا جال سا پھیل گیا جن کی کڑک اور چمک سے
دل دہل گئے۔ مقطوس چنگھاڑتا ہوا اس تیر کو نکالنے کی
کوشش کر رہا تھا جو اندر ہی اندر دھنستا جا رہا تھا۔ پھر
دیکھتے ہی دیکھتے اس کے زخم سے خون کی ندیاں بہہ نکلیں
اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر گرا اور زمین

نے اسے نگل لیا۔ اب صرف شیطان باقی رہ گیا تھا۔ فادر
مائیکل نے اس کی طرف بھی صلیب کے دستے والا خنجر اُچھالا
لیکن اس سے پہلے ہی وہ غائب ہو گیا۔ کاؤنٹ نے جب
یہ منظر دیکھا تو بھاگنے لگا۔ مگر فادر مائیکل نے ایک خنجر
پھینک مارا جو اس کے جسم کے آر پار ہو گیا اور گرتے
ہی اس کا جسم گلنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے ڈھانچے
میں تبدیل ہو گیا۔ اس فتح پر ناگ اور ماریا نے
مائیکل کو مبارکباد دی اور بارہ سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں
والی لڑکیوں کو اس کے سپرد کر کے کہ انہیں ان کے والدین
تک پہنچا دیا جائے۔ ناگ اور ماریا عنبر کی تلاش میں روانہ
ہو گئے۔

زمینی کٹنی اور بگڑم ناتھ

مہاراج کے اچھا ہونے پر ساری ریاست میں خوشیاں منائی جا رہی تھیں ۔ غریبوں اور مسکینوں میں راجکماری نے دل کھول کر خیرات کی اور زبردست جشن کی تیاری کی ۔ ہمسایہ کئی ریاستوں کے علاوہ اُدھم پور کے مہاراجہ کو بھی دعوت نامہ بھیجا گیا ۔ گویا یہ راجکماری کی طرف سے کھلا ہوا چیلنج تھا اس جشن کے دعوت نامے نے جلتی پر تیل کا کام کیا ۔ مہاراج کو پہلے ہی جاسوسوں نے تمام قصہ سنا دیا تھا ۔ مہاراج سخت پریشان تھا کہ اتنے پاپڑ بیلنے کے باوجود اس کی ساری محنت برباد ہو گئی تھی ۔ وہ اس یقین میں تھا کہ مجمر اور مسطور جیسے مہا جادوگروں کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا لیکن اس کے خیال میں یہ عنبر کا کارنامہ تھا وہ ماریا اور ناگ سے واقف نہ تھا ۔ عنبر نے نہ جانے کونسا جادو کیا کہ اتنی بڑی طاقتیں زیر ہو کر رہ گئیں ۔ اس نے عنبر کی تلاش میں اپنی فوج کے کئی بہترین جرنیل

چاروں طرف روانہ کر دیئے گئے تھے ۔ اس کا بس چلتا تو اس عنبر کی تکا بوٹی کر کے اپنے شکاری کتوں کی خوراک بنا دیتا ۔ مہاراج اُدھم پور کو اطلاع ملی کہ ایک کٹنی جو اپنے فن میں یکتائے روزگار ہے ملاقات کی اجازت چاہتی ہے فوراً حاضر ہونے کا حکم دے کر مہاراج دیوانِ خاص میں اس کا انتظار کرنے لگا ۔

اس کٹنی کا نام زینی تھا اور اس کا دعویٰ تھا کہ وہ آسمان سے تارے اس طرح توڑ کر لے آتی ہے کہ کسی کو کانوں کان تک خبر نہیں ہوتی اور پھر اسی خوبی کے ساتھ انہیں واپس اپنی جگہ پہنچا آتی ہے کٹنی کو مہاراج کے سامنے پیش کر دیا گیا ۔ مہاراج نے ایک نظر اس پر ڈالی ۔ اس کا چہرہ تجربے کی جھریوں سے بھرا ہوا تھا ۔ دو دانت بقایا سے زیادہ لمبے اور باہر نکلے ہوئے تھے ۔ آنکھوں کا رنگ خون کی طرح سرخ تھا ۔ کان ضرورت سے زیادہ ہی لمبے تھے ۔ دونوں ہاتھوں کے ناخن برچھیوں کی طرح نوکیلے اور بڑھے ہوئے تھے ۔ اس کے جسم سے مُردہ گوشت اور خون کی بدبو آ رہی تھی ۔ اس نے سیاہ کپڑے پہن رکھے تھے اور ایک بندر کا بچہ اس کے کندھے پر بیٹھا چاروں طرف گھوم رہا تھا ۔ مہاراج نے کہا بڑی بی مجمر اور

مسٹور جیسی طاقتوں کی شکست کے بعد تم کس حوصلے سے میرے
پاس آئی ہو۔ کنکنی زور زور سے ہنسی۔ اس کی ہنسی میں بھی
عفریتوں جیسی پھنکاریں پائی جاتی تھیں۔ اس نے کہا مہاراج عیاری
میری لونڈی، مکاری میری باندی، کالا علم میرا پیشہ، تباہ و بربادی
میرا انتقام، آسمانی بجلی میرے غصے کا دوسرا نام ہے۔ میں
تمہیں ایک ایسے مہان پنڈت کا پتہ دیتی ہوں جو ہو چکا ہے۔
وہ اور جو ہونے والا ہے تجھے بتا دے گا۔ تیرا بگڑا کام بنا
دے گا۔ مہا گرو بگڑم ناتھ اس دور کا بہت بڑا جادوگر
ہے۔ وہ ہمالیہ پہاڑ کی ایک غار میں بیٹھا ہے۔ میرے ساتھ چلو
نامراد نہیں لوٹو گے۔ مہاراج کے تو تن بدن میں آگ لگی
تھی۔ کنکنی نے جو سہارا دیا تو دل میں کچھ ٹھنڈک پڑی فوراً
وزیر کو بلا کر کنکنی کے ہمراہ جانے کی تیاری کا حکم دیا۔

بگڑم ناتھ دیو قامت، سیاہ رنگ اور نہایت ہی کریہہ شکل و
صورت کا آدمی تھا۔ بدن پر صرف ایک لنگوٹی تھی اور جسم پر خاک
ملی ہوئی تھی۔ اس کا سر بالکل صفاچٹ تھا۔ صرف درمیان میں
گھنے اور سیاہ بالوں کی ایک لمبی چوٹی تھی جس کے درمیان
پدم کی مادہ ناگن کنڈلی مارے بیٹھی تھی۔ مادہ کا رنگ سبزی نما
سیاہی مائل تھا اور اس پر سفید لکیریں پڑی تھیں۔ آنکھیں
بالکل سیاہ اور حلقوں سے ابلی پڑ رہی تھیں۔ بھنویں سیاہ

اور کافی گھنی تھیں۔ جن میں چھوٹے چھوٹے کیڑے کلبلاتے
نظر آتے تھے۔ ہونٹ اوپر سے کٹا ہوا تھا جس سے اس کے
پیلے دانت نظر آتے بہت بڑے معلوم ہوتے تھے۔ غار میں
ایک مشعل جل رہی تھی اور اس کے چاروں طرف مختلف جانوروں
کی ہڈیاں پڑی سڑ رہی تھیں۔ اس کے سامنے دیوار پر ایک
انسانی ہڈیوں کا پورا ڈھانچہ لٹک رہا تھا اور وہ زمین پر
ایک سیاہ ریچھ کی کھال پر بیٹھا تھا۔ یکایک آہٹ پر سر پر
بیٹھی ناگن نے غضب ناک ہو کر اپنا پھن اٹھایا اور چکی کے
پاٹ کی طرح پھنکارتی سر پر چکر لگانے لگی۔ بگڑم ناتھ نے جو
دھیان گیان میں آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا۔ سامنے ڈھانچے پر
نگاہ ڈالی اور کچھ پڑھ کر اشارہ کیا۔ ڈھانچے کے پیٹ میں
مہاراج اور زینی کنکنی غار کی طرف آتے دکھائی دیئے بگڑم نے
دوبارہ اشارہ کیا تو وہ منظر غائب ہو گیا۔

ناگن اپنی دُم پر کھڑی غصے سے آہٹ کی سمت اپنا پھن
اٹھائے کھڑی تھی۔ بگڑم نے پیار سے کہا۔ شانت ہو جا دشمن
نہیں سجن پرش پدھارے ہیں۔ ناگن پھر اطمینان کے ساتھ چوٹی
کے بالوں میں منہ چھپا کر بیٹھ گئی۔ زینی مہاراج کو لے کر
اندر داخل ہوئی اور آتے ہی بگڑم کے پاؤں پر سر رکھ
دیا۔ مہاراج نے بھی ہاتھ جوڑ کر سلام کیا۔ بگڑم کے

ہونٹوں پر مسکراہٹ نمودار ہوئی جو کسی بھیڑیئے کی مسکراہٹ سے
کم نہ تھی۔ تب بگڑم نے کہا۔ ہم من کے بھید جان لیتے ہیں
مہاراج آنے کی وجہ بتاؤں یا اس کا توڑ۔ مہاراج پہلی بار
سن کر عقیدت سے جھک گیا اور اس نے کہا۔ مہاراج یہ راج
پاٹ ہے اور راجپوت قوم کا راجا اپنا جیون تو ہار سکتا ہے
اپنی ہٹ سے باز نہیں رہ سکتا۔ یا تو ہم دشمنی مول ہی نہیں
لیتے۔ اگر دشمنی ہو جائے تو جان تو جا سکتی ہے
دشمنی کا خیال نہیں دل سے نکل سکتا۔ مجرا اور مسطور جیسے
مہان جادوگروں کو ایک لونڈا عنبر شکست دے کر میرے
دشمن راجا کے کوڑھ زدہ شریر کو اچھا کر گیا ہے۔ یہ
ان مہان ہستیوں کا اپمان ہے۔

بگڑم نے غراہٹ بھری آواز اپنے حلق سے نکالی
اور کہا مہاراجہ یہ دونوں ہستیاں اب ختم ہو چکی ہیں مگر
ان کے نام لیوا ابھی زندہ ہیں اور ان سے ٹکرانے والوں
سے بدلے لے کر رہیں گے۔ میں اس عنبر کی بوٹیاں اپنے
جنگلی بھیڑیوں کے آگے ڈال دوں گا۔ مہاراج نے کہا تو
پھر اپنی شکتی سے معلوم کریں وہ لونڈا کہاں چلا گیا ہے
ہمیں سب سے پہلے اسے ہی گرفتار کرنا چاہئے۔ بگڑم نے
ایک دفعہ پھر ڈھانچے کی طرف دیکھا اور کچھ پڑھ کر پھونکا

اس کے پیٹ میں ایک منظر ابھر آیا۔ عنبر درختوں میں گھرے
ہوئے ایک دریا میں نہا رہا تھا جس کے کنارے پر بڑی
بڑی جٹاؤں والے بڑ کے درخت اپنی جڑیں پھیلائے کھڑے
تھے۔ مہاراج نے دیکھ کر کہا۔ اب یہ بھی بتا دیں یہ علاقہ
کونسا ہے۔ بگڑم نے کہا۔ راجا یہ علاقہ کپل وستو جنگل کا
ہے جہاں تیری فوج کام نہیں آئے گی اور نہ ہی اتنی دور
جا سکتی ہے۔ اسے صرف میری شکتی ہی واپس لا سکتی ہے
راجا نے بے صبری سے کہا۔ تو مہاراج اسے پکڑ کر میرے
حوالے کر دیجئے میں خود اس سے نپٹ لوں گا۔ بگڑم پھر
غرایا اور اس نے کہا۔ اس سے نپٹنا اتنا آسان کام بھی
نہیں۔ اسے موت نہیں آ سکتی یہ کئی ہزار سال سے زندہ ہے۔
مجھے آج رات اس کے لئے جاپ کرنا ہو گا پھر بدی کی
طاقتیں مجھے بتا دیں گی کہ اسے کیسے قابو کیا جا سکتا ہے۔
زمینی اب مہاراج کو لے جا۔ میرے پاس سماں زیادہ نہیں۔
مہاراج نے گلے سے موتیوں کا ہار اتار کر بگڑم کو پیش کیا۔
تو اس نے ایک نہایت بھدا سا قہقہہ لگایا پھر چند کنکر اکٹھے
کر کے پھونک ماری تو وہ چمکتے ہوئے ہیرے بن گئے۔ مہاراج
حیران ہو کر دیکھنے لگا۔ بگڑم نے کہا اب جا، شاید تجھے
معلوم نہیں یہ حقیر پتھر اس کام کا بدلہ نہیں اس کی قیمت تجھ

سے ضرور وصول کی جائے گی ۔ پہلے مجھے جاپ کر لینے دے
زمینی کل میرے پاس آئے گی اور پھر سودا ہمارے درمیان
ہو جائے گا۔ مہاراج حیران تھا کہ جس آدمی کی ایک پھونک
سے پتھر ہیرے بن سکتے ہیں اس کی قیمت وہ کیسے چکائے گا
اسی سوچ بچار میں مہاراج زمینی کے ساتھ واپس لوٹ گیا
اور زمینی نے جلدی سے وہ قیمتی ہار مہاراج سے انعام میں
لے کر اپنے جھولے میں ڈال لیا۔

دوسری طرف یشودھا نے باپ کا غسلِ صحت اس دھوم
دھام سے منایا کہ آس پاس سے آئے ہوئے راجا حیران رہ
گئے۔ رشی، منی، سادھوؤں، پنڈتوں اور غریبوں کو مالا مال
کر دیا گیا۔ رات بھر راگ رنگ کی محفلیں جمی رہیں اور دنیا بھ
کے کھانوں اور پھلوں سے دستر خوان آراستہ کیے گئے۔ جب
یہ دھوم دھام اور خوشی کی محفلیں ختم ہوئیں تو ایک دن زمی
گھنی نے یشودھا کے باپ مہاراج کالی چرن کی خدمت میں
حاضر ہونے کی اجازت طلب کی جو بخوشی منظور کر لی گئی
مہاراج شاہی پوشاک پہنے اپنے آراستہ کمرے میں ایک سو
کی بنی ہوئی کرسی پر بیٹھے تھے جس میں ہیرے اور لعل
جڑے ہوئے تھے ۔ کئی قیمتی ہیرے مہاراج کے لباس میں
بھی لگے ہوئے تھے اور سر کا تاج تو پورے کا پورا ہی

روں سے جگمگا رہا تھا ۔ گلے میں جواہرات اور لعل جڑی
الائیں پڑی تھیں ۔ ہاتھوں کی انگلیوں میں سونے کی نہایت
یمتی یاقوت، ہیرے جڑی انگوٹھیاں پڑی تھیں ۔

زمینی نے یہ سب دیکھا تو منہ میں پانی بھر آیا ۔ زمینی
نے اپنا تعارف کرتے ہوئے کہا۔ مہاراج میں وہ انت ہوں کہ
س کے سامنے آفت بھی پناہ مانگتی ہے، میں وہ آندھی ہوں
جو سمندروں کا رُخ موڑ دیتی ہے، میں وہ بجلی ہوں جو چمکتی
بعد میں اور جلا کر راکھ پہلے کر دیتی ہے ۔ مہاراج کو ایک
طرے سے آگاہ کرنے آئی ہوں ۔ مہاراج کا ہشاش بشاش چہرہ
ایک دم مرجھا گیا ۔ مہاراج نے مہارانی، یشودھا اور دیگر نزدیکی
رشتہ داروں کو تخلیہ کا حکم دیا۔ سب حیران پریشان اٹھ کر چلے
گئے ۔ تب مہاراج نے زمینی سے کہا۔ کہو کیا کہنا چاہتی ہو۔
زمینی نے کہا۔ جان کی امان پاؤں تو کہوں ۔ مہاراج نے کہا
ہم نے امان دی بیان کرو ۔

زمینی نے اپنی عیار اور چالاک آنکھوں کو چاروں طرف
گھمایا اور اطمینان کر لینے کے بعد کہ کوئی قرب و جوار موجود
نہیں ۔ کہنا شروع کیا ۔ مہاراج کی صحت یابی کی خبر ملتے ہی
دھرم پور کا مہاراجا انگاروں پر لوٹ رہا ہے ۔ اب اس نے
ایک بہت بڑے جادوگر بگڑام سے مدد مانگی ہے اور آپ

کے خلاف پھر کوئی خطرناک قسم کا جادو کروانا چاہتا ہے جس
سے آپ کی جان بھی جا سکتی ہے۔ سات پشتوں سے میرا خاندان
آپ کی راجدھانی میں آباد ہے اور آپ کا نمک خوار ہے۔
میں خود کالے علم میں بگڑم جادوگر کی شاگرد ہوں اس لئے
یہ سب کچھ مجھے معلوم ہوا ہے۔ مہاراج نے سوچتے ہوئے
کہا۔ اُدھم پور کا راجا ہمارا دشمن ہے۔ حالانکہ ہم نے آج
تک اس پر کوئی وار نہیں کیا۔ لیکن اس نے اب یہ دوسرا
حملہ ہم پر کیا ہے۔ اس نے ہماری شرافت کو ہماری کمزوری سمجھ
لیا ہے۔ ہم جنگ کو اس لئے ٹال رہے ہیں کہ دو راجاؤں کی
دشمنی میں کئی گھر برباد ہو جائیں گے۔ بچے یتیم اور عورتیں
بیوہ ہو جائیں گی۔ ہم نہیں چاہتے کہ دونوں طرف سے انسان
قتل ہوں۔ یہ راج بھگوان نے ہمیں اس لئے نہیں دیا کہ ہم
انسانوں کو قتل و غارت کریں۔ بلکہ انسان کی سیوا کے لئے
اس کی بھلائی کے لئے اور نیک کام کرنے کے لئے دیا ہے
اب تم ہی مشورہ دو ہم کیا کریں۔
زینی نے کٹنیوں والی چال چلتے ہوئے کہا۔ مہاراج
دشمن نے فوج سے حملہ نہیں کیا۔ جس قسم کا ہتھیار دشمن
استعمال کر رہا ہے ویسے ہی ہتھیار سے اس کا جواب دینا چاہئے
مہا جادوگر بگڑم میرے گرو ہیں اور میں ان کو آپ پر وار کرنے

روک سکتی ہوں اور پھر انہیں آپ کے حق میں استعمال کرنے
کی طاقت بھی رکھتی ہوں۔ مہاراج نے تعریفی انداز میں زینی کو
دیکھتے ہوئے کہا۔ بہت خوب ہم تمہاری عقل کی داد دیتے
ہیں۔ اگر تم بگڑم جادوگر کو ہمارے حق کر لو تو ہم تمہیں منہ مانگا
انعام دینے کے لئے تیار ہیں۔ مہاراج نے تالی بجائی تو نوکر
آیا تو حکم دیا خزانچی سے کہو سونے کے سکوں سے بھری دس
تھیلیاں لے کر حاضر ہو۔ زینی کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا۔
مہاراج نے کہا۔ اب بتاؤ تم کب ملاقات کروا رہی ہو۔ بگڑم
سے۔ زینی نے کہا۔ ملاقات کل ہی کروا دوں گی۔ سودا آپ
خود کر لیں۔ کیونکہ یہ کام جلدی ہی ہونا چاہئے۔ کہیں مہاراج
اُدھم پور بگڑم کو راضی نہ کر لیں اور وہ ہماری مدد کرنے
سے انکار کر دے۔ خزانچی تھیلیاں لے کر آگیا اور مہاراج نے
یہ تھیلیاں زینی کو دیتے ہوئے کہا۔ ابھی جاؤ بگڑم مہاراج
کو ہمارا سلام دو اور ملاقات کا وقت لے کر آؤ۔
زینی نے تھیلیاں سمیٹیں اور راجا سے اجازت لے کر
یہاں سے رخصت ہوئی۔ ایسی کئی تھیلیاں پہلے وہ اُدھم پور
کے راجا سے بھی وصول کر چکی تھی۔ وہ دو ضرورت مندوں
کی ضرورت سے فائدہ اٹھا رہی تھی اور تیسرے ضرورت مند
کے لئے راستہ بنا رہی تھی۔ دراصل بگڑم جادوگر نے راجکماری

یشودھا کو ایک روز شیوجی کے مندر میں دیکھ لیا تھا۔ بس اسی
روز سے وہ اسے دل دے بیٹھا تھا۔ مگر وہ جادو کے زور یا
جبر سے یشودھا کو حاصل نہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کی خواہش تھی
خود یشودھا کے ماں باپ اسے دلہن بنا کر اس کے حوالے کریں
تاکہ یشودھا اس سے نفرت نہ کر سکے اور اس کی محبت کا
جواب محبت سے دے۔ وہ اس آگ میں عرصے سے جل رہا
تھا۔ پھر ایک روز اسے زمینی کٹنی کا خیال آیا جو جادو میں
اس کی شاگرد تھی۔ اس نے سارا ماجرا زمینی کو بتایا اور مشورہ
طلب کیا۔

زمینی مشہور زمانہ کٹنی تھی۔ اس نے دونوں راجاؤں کی دشمنی
سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایسا جال بُنا جس میں دونوں راجا
آ پھنسے۔ اس نے ایک ترکیب بگڑم کو بتائی۔ جس سے وہ
خوش ہوگیا اور اسے فوراً عمل کرنے کے لئے کہا۔ لہٰذا زمینی
نے آکر یہ خوش خبری سنائی کہ یشودھا کا باپ ملاقات کے لئے
آرہا ہے۔ بگڑم نے زمینی کے فن کی تعریف کی اور تیاریوں
میں مصروف ہوگیا اور زمینی اپنی ترکیب پر عمل کرنے کے لئے
اُدھم پور روانہ ہوگئی۔ جہاں اسے ہاتھوں ہاتھ لیا گیا اور
مہاراج کے حکم کے مطابق فوراً اسے مہاراج کے پاس پہنچا
دیا گیا۔ جہاں مہاراج اُدھم پور بڑی بے صبری سے اس کا

انتظار کر رہے تھے۔ زمینی کو دیکھتے ہی انہوں نے تخلیہ کا
حکم دیا اور کہا بتاؤ زمینی کیا خبر لائی ہو۔ زمینی نے پورا
کٹنیوں والا انداز اختیار کرتے ہوئے جواب دیا۔ مہاراج
بات ہٹ کی ہو، عزت اور غیرت کی ہو تو انسان گھر
پھونک کر بھی تماشا دیکھتا ہے۔ آپ نے دیکھ لیا جو
اپنی طاقت سے پتھروں کو ہیروں میں تبدیل کر سکتا ہے
اسے سستے داموں نہیں خریدا جا سکتا۔ مہاراج نے بجھے
ہوئے دل کے ساتھ کہا۔ یہ تو میں جانتا ہوں تم صرف یہ
بیان کرو بگڑم مہاراج نے ہم سے کیا قیمت طلب کی ہے
زمینی نے کہا۔ جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔ میں تو
اس کی داسی ہوں۔ مہاراج نے اضطرابی کیفیت میں کہا ہم
نے تمہیں امان دی اب بتاؤ۔

زمینی نے اپنے پیشہ ورانہ اداکاری کرتے ہوئے کہا۔
بگڑم مہاراج نے اس کام کے لئے آپ کی آدھی سلطنت
مانگی ہے۔ راجا ایک دم شعلے کی طرح بھڑک اٹھ کھڑا ہوا
اور اس کا ہاتھ تلوار کے دستے پر پڑا لیکن جلدی ہی اس
نے اپنے اوپر قابو پا لیا۔ وہ زمینی کو امان دے چکا تھا۔
پھر اپنی کیفیت کو قابو میں رکھ کر کہا۔ زمینی ہمیں یہ سودا
منظور نہیں۔ معلوم ہوتا ہے ہمیں کوئی اور انتظام کرنا ہوگا۔

یہی ہمارا جواب بگرام مہاراج تک پہنچا دو۔ پھر اپنے گلے سے
مالا اتار کر زینی کی طرف اچھال دی اور تیزی سے وہاں سے
چلا گیا۔ زینی نے مالا اٹھائی اور وہاں سے باہر نکل گئی۔

مہاراج کالی چرن کا رتھ بالکل تیار کھڑا تھا۔ جس میں آٹھ
منہ زور سفید گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ سواروں کا ایک دستہ
ہتھیاروں سے لیس آگے اور ایک پیچھے اپنی خوب صورت
وردیوں میں ملبوس مہاراج کے انتظار میں کھڑا تھا۔ ان کے
منہ زور گھوڑے بار بار پتھر کی سڑک پر اپنے کھر زور زور
سے مارتے اور اپنی مورچھل کی طرح خوبصورت دُموں کو
ہلاتے سرکش ہو رہے تھے اور اپنے سواروں سے کہہ رہے
تھے کہ ان کی لگامیں ڈھیلی چھوڑ دیں اور وہ ہوا سے باتیں
کرنے لگیں۔ محل کے صدر دروازے پر پہریدار رنگ برنگی وردیوں
میں اپنے قوی بازوؤں میں لمبے لمبے نیزے پکڑے پتھر کے
بُتوں کی طرح سینہ تانے کھڑے تھے۔ ان کے نیزوں پر
لگی رنگ برنگی جھنڈیاں ہوا سے پھڑ پھڑا رہی تھیں۔ ایک
بُرجی میں آٹھ بگل بردار بگلوں کو پکڑے تیار تھے کہ جونہی
مہاراج کی آمد کا پتہ چلے وہ سلامی پیش کریں۔ با ادب
با ملاحظہ ہوشیار کی صدا کے ساتھ ہی فضا بگلوں کی آواز سے
گونج اٹھی۔ مہاراج کالی چرن اپنے فوجی لباس میں محل سے

باہر نکل کر بگھی کی طرف آئے۔ ان کے دائیں طرف وزیر اعظم
اور بائیں طرف سپہ سالار موجود تھے۔ ملازموں نے فوراً حریر
اور دیبا کے پردوں والا بگھی کا دروازہ کھولا اور مہاراج مع
اپنے وفاداروں کے بگھی میں سوار ہو گئے جہاں زینی گنگنی پہلے
ہی سے موجود تھی۔ کوچوان نے گھوڑوں کی لگامیں ڈھیلی چھوڑ دیں
تو گھوڑے آسمان سے باتیں کرنے لگے اور آن کی آن میں نظروں
سے اوجھل ہو گئے۔ دوسری طرف راجکماری یشودھا شیو جی
کے بُت کے سامنے جھکی کہہ رہی تھی۔ بھگوان اپنے درشن دیئے
اور پھر داسی کو چھوڑ کر چلے گئے۔ دیوتا میرا دل چاہتا ہے
تم ہمیشہ اسی روپ میں میرے پاس رہو۔ انسان کے رُوپ
میں میں دن رات تمہاری پُوجا کرتی رہوں اور تمہارے چرنوں
میں پھول نچھاور کرتی رہوں۔ مگر میں بھی کیا پگلی ہوں۔ تم تو
سب کے ہو۔ پھر کسی ایک داسی کے پاس کیسے رہ سکتے ہو۔
تمہارا کام تو دکھیوں کی رکشا کرنا ہے۔ تمہارے متعلق ایسی
باتیں سوچنا بھی پاپ ہے۔ پھر اس نے بہت سے پھول
دیوتا کے قدموں میں نچھاور کئے، اپنا ماتھا ٹیکا، پرنام کیا
اور اُلٹے پاؤں وہاں سے چلی گئی۔

بگرم جادوگر کی شکل دیکھ کر ایک دفعہ راجا کالی چرن
بھی کانپ گئے۔ اس کی آنکھوں میں خدا جانے کیسی کشش

تھی کہ نگاہیں ملاتے ہی آدمی اپنے جسم میں کپکپی محسوس کرنے
لگتا ہے۔ بگرام کے سر پر بیٹھی پدم ناگن پورے آب و تاب
سے دُم پر کھڑی تھی اور راجا کو گھور رہی تھی۔ راجا کے
ساتھ صرف زیبنی گھٹنی ہی غار میں آئی تھی۔ باقی تمام لوگ باہر
تھے۔ بگرام آنکھیں بند کئے نہ جانے کس دنیا میں پہنچا
ہوا تھا۔ زیبنی نے آخر کار اس سکوت کو توڑتے ہوئے
بگرام کو پکارا۔ مہاشکتی وان۔ کل عالم گرو۔ مہاراجا کالی چرن
ملاقات کے لئے چرنوں میں آ گئے ہیں۔ ایک گڑگڑاہٹ کی
آواز گونج گئی۔ جیسے کئی من وزنی پتھر ایک ساتھ کسی پہاڑ
سے گرا دیئے گئے ہوں۔ راجا خوف سے کانپ گیا۔ بگرام
نے موٹی موٹی سرخ آنکھیں کھول کر دیکھا اور پھر زیبنی کو
جھڑک دیا۔ نامراد گھٹنی میں آکاش پر دیوتاؤں کی سبھا میں بیٹھا
تھا۔ تو نے آواز دے کر مجھے بلا لیا۔ اگر تو میری شاگرد نہ
ہوتی تو تیرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھیڑیوں کو کھلا
دیتا۔ زیبنی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ مہاگرو داسی کی خطا معاف
کر دیں۔ مہاراج کالی چرن مہاگرو کے چرن چھونے آئے
ہیں۔ بگرام نے کالی چرن کی طرف بے پرواہی سے دیکھا اور
کہا مہاراج ایک فقیر کی غار میں کیا لینے آئے ہیں۔
کالی چرن نے کہا۔ مہاگرو اُدھم پور ریاست کا راجا

میرا جانی دشمن ہے۔ وہ مجھ پر نت نئے وار کرتا رہتا ہے۔
میں آپ کی پناہ لینے آیا ہوں۔ سنا ہے وہ آپ کے پاس
بھی آ چکا ہے۔ میں بنتی کرنے آیا ہوں کہ آپ اس کی
بجائے میرا ساتھ دیں۔ کیونکہ میں سچائی کے راستے پر
ہوں۔ میں جنگ کر کے لاکھوں آدمی مروانے نہیں چاہتا۔
مجھے امید ہے مہاگرو میرا ساتھ ضرور دیں گے۔ بگرام نے
بڑی مکاری سے مہاراج کی طرف دیکھا اور کہا پاپ کیا
ہے۔ سچائی کسے کہتے ہیں۔ تم دنیادار اسے نہیں سمجھ سکتے۔
مایا کا لالچ ہمیں نہیں خرید سکتا۔ مایا تو ہمارے ہاتھوں کی
میل کا نام ہے تم بھی دیکھ لو وشواش ہو جائے گا۔
بگرام نے چند کنکر زمین سے اٹھائے۔ ان پر پھونکا تو
وہ ہیرے بن گئے۔ کالی چرن حیران رہ گیا۔ بگرام نے ہیرے
اس کی طرف اچھال دیئے۔ جنہیں جلدی سے زیبنی نے اٹھا
اٹھا لیا۔ ہمیں تو پریم ہی سے خرید جا سکتا ہے۔ ہم نے
امتحان لینے کے لئے اُدھم پور مہاراج سے آدھی سلطنت
مانگی جو میرے پاس تمہیں کشٹ دلانے کے لئے آئے تھے
مگر ان کی عقل میں یہ بات نہ آئی کہ جو شخص پتھروں کو
ہیرا بنا سکتا ہے بھلا وہ آدھی سلطنت لے کر کیا کرے
گا۔ یہ اس کا امتحان تھا جس میں وہ ناکام ہو گیا۔ اس نے

انکار کر دیا ۔ اب تم آئے ہو تو ان تمام پہاڑ کے پتھروں کو ہیرے بنا دوں اور بڑے بڑے پتھر سونے میں تبدیل کر دوں ۔ اتنی دولت تو سات پشت بھی تم لوگ اکٹھی کر تو نہیں ہو سکتی تم بتاؤ کیا قیمت دے سکتے ہو میری ۔

کالی چرن نے سر جھکا کے کہا ۔ مہاگرو میرے سارے خزانے میں اتنے ہیرے نہیں ۔ سات پشتوں کی دولت بھی اکٹھی کر دوں تو اتنا سونا تمہاری بھینٹ نہیں کر سکتا ۔ بگڑام نے قہقہہ لگایا اور کہا ۔ مہاراج ہم بہت ہی سستے داموں آپ کے ہاتھ بک جائیں گے ۔ صرف ایک ہیرے کے بدلے جو آپ کے پاس ہے ۔

کالی چرن نے حیرت سے کہا ۔ ایسا کونسا قیمتی ہیرا میرے پاس ہے مہاگرو آپ حکم کریں ۔ میں آپ کی بھینٹ کے لئے پیش کر دوں گا ۔ تب بگڑام نے کہا ۔ امتحان کے سمے آپ بھی وعدے پر قائم نہ رہیں گے ۔ کالی چرن نے کہا ۔ مہاگرو حکم تو کریں ۔ کالی چرن نے عیاری سے زمینی کی طرف دیکھ اور کہا وہ ہیرا ہے تمہاری بیٹی یشودھا ۔ ہمیں یہ ہیرا اپنا ہے ۔ بتاؤ کیا تم اسے ہمیں دے دو گے ۔

کالی چرن سر سے پاؤں تک پسینے میں ڈوب گیا ۔ اس نے ڈرتے ڈرتے کہا ۔ لیکن مہاراج آپ تو دنیا تیاگ

بیٹھے ہیں ۔ بھلا راجکماری جیسی کومل کنیا آپ کے کس کام آ سکتی ہے ۔

بگڑام نے حقارت سے کہا ۔ یہ سوچنا تمہارا کام نہیں بتاؤ میں صرف تمہارا فیصلہ سننا چاہتا ہوں ۔ تم راجکماری کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو میں تمہارے دشمن کو نشٹ کر دوں گا ۔

کالی چرن نے دل کو تسلی دی کہ شاید یہ بھی امتحان ہے ورنہ مہاگرو کو بھلا کسی کنیا کی کیا ضرورت ہے اس کے ایک اشارے پر آکاش سے اپسرا آ سکتی ہے ۔

بگڑام نے خاموش دیکھ کر کہا ۔ تم نے کوئی جواب نہیں دیا ۔ کالی چرن نے اطمینان سے اپنا سر اٹھایا اور کہا ۔ مہاراج مجھے منظور ہے ۔

بگڑام کے موٹے موٹے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اور اس نے کہا بتاؤ کب کنیادان کرنے کے لئے تیار ہو ۔

کالی چرن نے جواب دیا کم از کم ایک مہینے کی مہلت دیں ۔

بگڑام نے خوشی سے کہا ۔ ہمیں منظور ہے ۔ اب آرام سے جاؤ اور بے خوف ہو کر اپنی رعایا پر حکومت کرو ۔ تمہاری طرف کئے جانے والا وار ہم اپنے سینے پر روک لیں گے اس دوران میری شاگرد زمینی آپ سے ملتی رہے گی ۔ مہاراج ہاتھ جوڑ کر پرنام کرتے ہوئے زمینی کے ساتھ لوٹ گئے ۔

دوسری طرف جب اس کی اطلاع اُدھم پور کے مہاراج کو
پہنچی تو وہ بے چین ہو گیا۔ اس نے اپنے دربار میں سارے
سلطنت کے دانشوروں کو اکٹھا کیا اور مشورہ طلب کیا کہ بگڑام
جادوگر کے مقابلے کے لئے اس سے بھی کسی بڑے جادوگر
کی خدمات حاصل کی جائیں۔ آخر ایک بوڑھے مشیر نے اٹھ کر
کہا۔ مہاراج اس کا توڑ تو صرف کالے پہاڑ کی چڑیل ہی کر
سکتی ہے اُس کے پاس ایسا جادو بھی ہے کہ آج چاہے تو
آسمان اور زمین ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ وہ غصے کی
نگاہ سے پہاڑوں کو دیکھ لے تو بڑے بڑے پتھر سرے
میں تبدیل ہو جائیں۔ ایک جنگلی ہاتھی روزانہ اس کی خوراک
ہے۔ پانی پینے کے لئے جھیل کو منہ لگا دے تو منٹ بھ
میں جھیل خشک ہو جائے۔ وہ چاہے تو ساری دنیا کو لپیٹ
کر اپنے جھولے میں ڈال لے۔ اس کی بُو سُونگھ کر جنگل کے
ببر شیر ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔ سُنا ہے تمام دنیا کے سوَر
کی آنکھ میں اس چڑیل کا ہی بال ہے۔ اس کے سر پر شیش
ناگ کی مادہ انڈے دیتی اور بچے نکالتی ہے۔ وہ اگر ا
جسم بڑھانا شروع کردے تو ساری دنیا کی زمین تنگ
جائے۔ وہ اگر کھڑی ہو تو سر ساتوں آسمانوں کو چیر کر
نکل جائے اور اگر سمٹنے پر آئے تو رائی کا دانہ بھی اس

ہ بڑا معلوم ہو۔ مہاراجہ نے کہا۔ مشیر صاحب بس کرو ا
ر بھگوان کے لئے کسی صورت مجھے اس تک پہنچا دو۔
یر نے کہا۔ مجھے اس کام کے لئے ایک ہفتے کی مہلت
ں۔ جسے مہاراج نے منظور کر لیا۔

۵

ناگ اور ماریا کو عنبر کی بے حد یاد ستا رہی تھی۔ وہ دونوں
سے دُور اس مقام پہنچ گئے جہاں ایک جہاز ہندوستان
روانہ ہونے والا تھا۔ ان کا دل گواہی دے رہا تھا۔
ضرور عنبر ہندوستان کے کسی علاقے میں ہے۔ لہذا وہ
نوں بھی اسی جہاز میں سوار ہو گئے۔ جہاز رات کے
روانہ ہوا۔ وہ دونوں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ
ٹھے جہاز پر شعبدہ بازوں کے کھیل دیکھنے میں مصروف
گئے۔ جو خود بھی ہندوستان ہی جا رہے تھے۔ کئی
جہاز ہندوستان کی طرف سفر کرتا رہا۔ لیکن اچانک ایک
دن کے وقت ہوائیں تیز چلنا شروع ہو گئیں اور
ہواؤں نے طوفان کی صورت اختیار کر لی۔ سمندر میں
وست طوفان آ گیا۔ جہاز کے کپتان اور عملے نے
کو بچانے کی بہت کوشش کی۔ لیکن جہاز سمندری

طوفان کا مقابلہ نہ کرتے ہوئے طوفان کی نذر ہوگیا اور خونی لہریں تنکوں کی طرح ہر چیز بہا کر لے گئیں۔ ناگ اور ماریا کو جب ہوش آیا تو وہ ساحلِ سمندر کے قریب ہی ایسے علاقے میں پڑے تھے جس کے تین طرف کالے پہاڑ تھے اور ایک طرف سمندر تھا۔ مجبوراً وہ ان ہی پہاڑوں کی طرف کسی آبادی کی تلاش میں روانہ ہو گئے

جادو کا شہر

ناگ اور ماریا ایک مقام پر پہنچے جسے چاروں طرف سے کالے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا درمیان میں ایک سرسبز میدان تھا۔ جس میں کثرت سے پھل لگے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے پھل مثلاً سیب، تربوز کے برابر، انگور کا دانا خربوزے کے برابر، کیلا ایک آدمی کے قد برابر غرض کے ہر پھل اپنی جسامت سے کئی گنا بڑا تھا۔ درمیان میں ایک شفاف پانی کی جھیل تھی جو بہت گہری تھی اور جس کا پانی نیلے رنگ کا نظر آتا تھا۔ یہاں خوشگوار قسم کی ٹھنڈی ہوائیں چلتی رہتی تھیں۔ کئی قسموں کے رنگ برنگے پرندے اپنی میٹھی اور سریلی آوازوں میں گیت گاتے تھے اور اڑتے پھر رہے تھے۔ جھیل کے پانی سے مختلف رنگ کی مچھلیاں پانی میں آنکھ مچولی کھیلتی نظر آتیں تھیں۔ لیکن دور دور تک کسی انسان کا پتہ نہیں تھا۔ ناگ اور ماریا اس جنت اراضی کو دیکھ کر یہیں سستانے کے لئے ٹھہر گئے ناگ جھیل کے اس شفاف پانی کو دیکھ رہا تھا جو ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔ آخر اس نے ماریا سے کہا ماریا بہن میں ذرا نہا لوں اس پانی کو دیکھ کر میرا دل چاہنے لگا ہے۔ ناگ پانی میں اتر گیا۔ لیکن

اسے حیرت ہوئی کہ جھیل کی مچھلیوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ اجنبی بھاگ جاؤ یہ سب طلسمی ماحول ہے۔

دراصل یہاں آج سے سو سال پہلے ایک خوبصورت شہر تھا۔ جسے کالی پہاڑوں کی چڑیل نے اپنے جادو سے تمام انسانوں کو پرندوں، مچھلیوں اور پھلوں میں تبدیل کر کے قید کر دیا ہے دوسری طرف انگور کی بیل کے پاس جا کر جونہی ماریا نے انگور توڑنے چاہے گچھے کے ہر دانے میں ایک ایک خوبصورت لڑکی نمودار ہو گئی جیسے بوتلوں میں چھوٹی رنگین مچھلیاں بند ہوتی ہیں اسی طرح یہ خوبصورت لڑکیاں انگور کے دانوں میں تیرتی پھر رہی تھی ان میں سے ایک نے ماریا کے ہاتھ کا دباؤ محسوس کیا تو کہا کہ تم کون ہو جو نظر نہیں آرہی لیکن ہمیں اس بیل سے توڑ لینا چاہتا ہے۔ تم جو کوئی بھی بھاگ جاؤ اس سے پہلے کہ کالے پہاڑوں کی چڑیل بیدار ہو جائے۔ اس طلسماتی زمین سے نکل جاؤ ورنہ تمہارا بھی انجام ہم جیسا ہوگا۔

ماریا حیرانی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے سیب کے کے ایک درخت سے سیب توڑنے کے لئے ہاتھ بڑھایا جونہی ایک سیب کو اس نے توڑنے کے لئے زور لگایا تمام درخت کے سیبوں میں حسین و جمیل نوجوان لڑکے نمودار ہو گئے جو سیب میں قید تھے انہوں نے بھی یہی کہا ہمیں کون توڑنے کی کوشش کر رہا ہے تم جو کوئی بھی ہو ہمیں نظر نہیں آ رہے یہاں سے بھاگ جاؤ یہ طلسمی ماحول ہے اور کالے پہاڑوں کی چڑیل کا کارنامہ ہے۔ کبھی ہم بھی آزاد خوش و خرم انسان تھے جو آج قیدیوں کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور بھولے بھٹکے مسافروں کو خطرے سے آگاہ کر دیتے ہیں یہ کہہ کر سب نوجوان پھر سیبوں میں غائب ہو گئے۔

ماریا نے سوچا اسے جلدی ہی ناگ کو بتا دینا چاہیئے لیکن اس سے پہلے وہ جھیل کی طرف جائے، چاروں طرف کے پہاڑوں میں زلزلہ آگیا اور بڑے بڑے پتھر چوٹیوں سے زمین کی طرف ڈھلکنے لگے ان کی زد میں اگر کوئی تناور درخت بھی آجاتا تو تنکے کی طرح تنے سے ٹوٹ جاتا۔ آندھی زور زور سے چلنے لگی مگر ایک بھی سیب ٹوٹ کر زمین نہ گرا۔ ماریا نے تیزی سے بھاگ کر ناگ کے پاس جانا چاہا لیکن زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لئے۔ فضا میں طاغوتی طاقتوں کے چیخ و پکار کی آوازیں گونجنے لگیں۔

دوسری طرف ناگ نے جو پانی میں غوطہ لگایا تو اسے حیرت ہوئی کہ پانی کی لہروں نے زنجیروں کی صورت اختیار کر لی اور وہ اس کے جسم سے لپٹ کر رہ گئیں ناگ نے اپنے آپ کو تبدیل کرنا چاہا لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکا وہ کسی چھوٹی سی چیز میں تبدیل ہو کر زنجیروں سے نجات پانا چاہتا تھا مگر باوجود کوشش کے وہ ایسا نہ کر سکا اس کی ساری طاقتیں سلب ہو کر رہ گئیں وہ سمجھ گیا اس طلسم کی طرف مچھلیوں نے اشارہ کیا تھا وہ سوچنے لگا نا جانے

ماریا کا کیا حال ہو گا کہیں اس کی طاقت تو سلب نہیں ہو گئی وہ یہ
سوچ ہی رہا تھا کہ جھیل میں زور کا طوفان آیا اور لہروں نے اسے
زنجیروں سمیت باہر پھینک دیا باہر کی حالت دیکھ کر اسے اندازہ
ہوا کہ یہاں بھی خیریت نہیں ہے۔

اس نے زور سے ماریا کو پکارا مگر آواز گلے ہی میں دب کر رہ
گئی۔یہی حالت ماریا کی تھی اس نے بھی چیخ کر ناگ کو اپنی مصیبت
سے آگاہ کرنے کی کوشش کی مگر آواز باوجود زور لگانے کے بھی گلے
سے نہ نکل سکی اور وہ بے بسی سے آنے والے وقت کا انتظار کرنے
لگی کیونکہ ان کے لئے یہ کوئی نئی بات نہ تھی ہزاروں سالوں سے یہ
لوگ ان خطرات سے کھیلتے پھر رہے تھے۔دوسری طرف ناگ نے
دیکھا دو بہت بڑے بڑے پاؤں جو تقریباً پچاس پچاس گز ضرور لمبے ہوں
گے اور جو آگے کی بجائے پیچھے کی طرف مڑے ہوئے تھے اس کی سمت
بڑھ رہے تھے بلکہ جب پاؤں زمین پر پڑتا تو وزن کی وجہ سے گھٹنے
تک زمین میں دھنس جاتا۔ناگ نے پاؤں کے ساتھ ساتھ اوپر دیکھنے کی
کوشش کی تو حیران رہ گیا کہ اس کی لمبائی اتنی لمبی تھی کہ سر آسمان کو چھو
کر چلا گیا تھا جو نظر نہیں آرہا تھا۔دونوں پاؤں ناگ کے دونوں سمت
آکر رک گئے۔ناگ ان دونوں پاؤں میں چیونٹی کی مانند معلوم ہو رہا
تھا۔پھر ایک پاؤں نے ٹھیک اس کے سر پر آکر چھت کی طرح ڈھانپ
دیا اور یہ چھت آہستہ آہستہ نیچے کی طرف آنے لگی۔

ناگ سمجھ گیا یہ بلا ضرور کوئی چڑیل ہے۔کیونکہ مڑے ہوئے پاؤں سے
اس نے اندازہ لگا لیا تھا۔اور مجھے پاؤں کے نیچے کچلنا چاہتی ہے ایک
دفعہ پھر اس نے کوشش کی کہ پرندہ بن کر اڑ جائے مگر ایسا ممکن نہ ہوا۔
چھت بالکل قریب آرہی تھی اور اس کے ساتھ ہی خوفناک ہنسی کی
آواز جس سے ایک دفعہ پھر پہاڑوں سے چھوٹے بڑے پتھر گرنے لگے
ناگ رینگ کر تیزی سے اس چھت کے نیچے سے نکل گیا۔مگر ایک
ہاتھ ناگ کی طرف بڑھا اور اسے چیونٹی کی طرح اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر بٹھا لیا

دوسری طرف ماریا کا بھی یہی حال تھا اس قد و قامت کی بلا اس
نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔اس نے ایک دفعہ پھر زور لگا کر بھاگنے
کی کوشش کی مگر زمین نے اس کے پاؤں نہیں چھوڑے پھر اس نے محسوس
کیا ایک بہت بڑا ہاتھ نیچے کی طرف آیا اور اس نے اسے ایک کیڑے
کی طرح سے اٹھا کر اپنی بہت بڑی ہتھیلی پر بٹھا لیا۔

ماریا نے دیکھا ایک بڑے سے میدان میں ناگ زنجیروں میں جکڑا
ہوا تھا۔غور کرنے پر اسے معلوم ہوا کہ وہ دونوں ایک بہت بڑے ہاتھ
کی ہتھیلی پر پڑے ہوئے ہیں۔ناگ نے ماریا کی بو محسوس کر لی تھی اور سمجھ
گیا تھا کہ ماریا بھی اس کی طرح سے مصیبت کا شکار ہو چکی تھی۔ناگ نے
ہتھیلی سے اوپر مونہہ اور ہاتھ کو دیکھنے کی کوشش کی تو دیکھ کر حیران
ہو گیا یہ دو مونہہ والی بلا تھی ایک مونہہ آگے اور دوسرا اس سے جڑا
ہوا پیچھے تھا اس کی تین آنکھیں تھیں۔تیسری آنکھ ماتھے پر تھی۔اسی طرح

تین آنکھیں دوسری طرف تھیں۔ اس کے بڑے بڑے بالوں میں بچھو
کیڑوں کی طرح رینگتے پھر رہے تھے۔ اس کے تین دانت اتنے لمبے
تھے کہ سینے تک پہنچ رہے تھے۔ بالکل ہاتھی کے دانتوں کی طرح نوکیلے
اور گول تھے۔ آنکھیں الوؤں کی طرح گول اور چمکدار تھیں۔ ماریا
یہی کچھ دیکھ رہی تھی۔

تب اس کے بڑے سارے مونہہ کو جو غار کا دہانہ معلوم ہوتا تھا
جنبش ہوئی اور اس نے کہا کہ تاریخ کے حقیر کیڑوں میری سلطنت میں
آنے کی سزا موت ہے۔ لیکن مجھے علم ہے کہ تم لوگ کئی ہزار سال سے
زندہ ہو اور زندہ رہو گے۔ مجھے ابھی جلدی ہے شہنشاہ طلسم ناگوار نے
مجھے بلوایا ہے جو سمندروں کی تہہ میں کئی ہزار سال سے بیٹھا حکومت کر رہا
ہے اس کی حکومت سات سمندروں پر ہے۔ فی الحال میرے پیٹ میں
قیدی بن کر رہو فیصلہ بعد میں ہو گا کہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے
اس نے اپنا غار نما منہ کھولا اور زور سے اندر سانس کھینچا۔ ماریا اور ناگ
کو محسوس ہوا کہ تیز آندھی انہیں اڑا کر کسی غار میں لے گئی۔ اس پیٹ میں
غار کی طرح وسعت تھی کافی لمبائی اور چوڑائی تھی۔ لیکن اندھیرا تھا جب کبھی
یہ چڑیل سانس لینے کے لئے منہ کھولتی تو روشنی کی کرن اندر بھی آجاتی اب
دونوں کی قوت گویائی واپس آچکی تھی ناگ نے ہی پہل کی اور ماریا کو
پاکر کہا ماریا بہن کیا حال ہے ماریا نے کہا بھائی ناگ برے پھنسے۔

عنبر شہر میں ایک ہوٹل کے قریب کھڑا ناگ اور ماریا کے متعلق ہی
سوچ رہا تھا کہ قریب کی دکان پر دو آدمیوں کی باتیں سن کر کان ادھر
لگا دیئے جو مہاراج کالی چرن کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ مہاراج اچھے
ہو گئے ہیں مگر اب ایک اور مصیبت ان پر آن پڑی ہے کہ انہوں نے
یشودھا کی شادی کا فیصلہ کسی پہاڑوں میں رہنے والے جادوگر سے کر دیا ہے
جس پر سارے درباری، مہارانی، راجکماری یشودھا سب پریشان ہیں۔ دوسرے
نے کہا کہ تم نے اور کچھ بھی سنا مہاراج نے یہ سودا اپنے دشمن ادھم پور کے
مہاراج کی دشمنی سے بچنے کے لئے کیا ہے اب تازہ خبر آئی ہے کہ ادھم پور
کا مہاراج کالی پہاڑوں کی چڑیل سے مدد لینے کے لئے جانے والا ہے۔
کیونکہ جادوگر گرگام نے راجکماری یشودھا کے لالچ میں اس کا ساتھ دینے
سے انکار کر دیا ہے اور مہاراج کالی چرن کی حمایت کا اعلان کیا ہے۔

عنبر نے سوچا چلو پہلے چل کر کالے پہاڑوں کی چڑیل ہی سے نپٹ
لیں۔ ناگ اور ماریا تو ہمیشہ کی طرح مل ہی جائیں گے نا جانے اسے
یہ بات پسند کیوں نہ تھی کہ گلاب کے پھول کی طرح خوبصورت یشودھا
بدلے کی آگ میں جھونک کر کسی بدصورت جادوگر سے بیاہ دی جائے۔

عنبر نے ایک بہت بوڑھے پھل فروش سے پوچھا جو پھلوں کی ٹوکری
سامنے رکھے پھل بیچ رہا تھا کہ بابا کالے پہاڑ کدھر ہیں۔ پھل فروش اس
طرح اچھل پڑا جیسے اسے کسی بچھو نے ڈنک مار دیا ہو۔ پھر اس نے عنبر کو
ہمدردی اور رحم کے جذبات کے ساتھ دیکھا اور کہا کہ نوجوان اپنی جوانی پر

ترس کھاؤ. بیٹا کسی دشمن نے تمہیں اس راہ پر لگا دیا ہے یا کوئی دوردراز سے آئے ہوئے پردیسی ہو جو یہ نہیں جانتے کالا پہاڑ ایک بڑی خوفناک چڑیل کا مسکن ہے کوئی زندگی سے اکتایا ہوا انسان ہی ادھر کا رخ کرتا ہے کیا تمہیں اپنی جوانی پر ترس نہیں آتا بیٹا یہ کہہ کر بوڑھا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا.

عنبر کو اس بزرگ پر رحم آگیا جو جھکی ہوئی کمر کمزور بینائی کے باوجود محنت مزدوری کرکے روزی کما رہا تھا یا شائد اس بیچارے کا کوئی بیٹا نہیں تھا جو اس بڑھاپے میں اس کے کام آتا. عنبر نے کہا محترم بزرگ آپ رونے کیوں لگے.

بوڑھے نے اپنے میلے کرتے کے دامن سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا بیٹا تیری ہی عمر کا میرا ایک بیٹا تھا۔ اس کے سر پر بھی یہی بھوت ہی سوار تھا کہ کالے پہاڑوں کا راز معلوم کرے۔ میں نے اسے بہت سمجھایا۔ اس کی ماں نے اپنے بڑھاپے کا واسطہ دیا لیکن وہ بضد تھا کہ غربت اور افلاس صرف مزدوری کرکے دور نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنی آنے والی نسلوں کو امیر دیکھنا چاہتا ہے. کسی دشمن نے اسے بتایا تھا کہ کالے پہاڑوں میں سونے کی کان ہے۔ اس کے سر میں یہ سودا سمایا ہوا تھا کہ وہ سونا لے کر آئے گا اور ایک امیر اور دولت مند آدمی کی طرح زندگی بسر کرے گا.

میں نے بہت سمجھایا بیٹا لالچ بری بلا ہے. خدا جس حال میں رکھے

اس کا شکر ادا کرو محنت اور مزدوری سے کمائی ہوئی دولت ہی رزق حلال کہلاتی ہے. اگر ہم غریب ہیں تو ضرور اس میں کوئی اللہ تعالےٰ کی مصلحت ہو گی لیکن وہ نہ مانا. بابا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے جن سے عنبر کا دل پسیج گیا تھا پھر عنبر نے پوچھا پھر کیا ہوا بابا. پھر کیا ہونا تھا بیٹا شائد خدا کو یہی منظور تھا کہ میں اپنی بوڑھی ہڈیاں رگڑتا پھروں ایک رات ہمیں بتائے بغیر ہی میرا بیٹا کالے پہاڑوں کی طرف چلا گیا اور ان جادوئی پہاڑوں نے اسے نگل لیا ایک سال ہو گیا ہے وہ لوٹ کر نہیں آیا. بوڑھا پھر رونے لگا.

عنبر نے تسلی دیتے ہوئے کہا بابا تمہارے بیٹے کا کیا نام تھا. امجد تھا بیٹے. عنبر نے اس نام کو دہرایا اور بابا کو تسلی دیتے ہوئے کہا بابا آپ گھبرائیں نہیں اگر خدا کو منظور ہوا تو ایک دن آپ کا بیٹا ضرور آپ سے آن ملے گا. میں اسے لاؤں گا. عنبر نے جیب سے چند سونے کے سکے بابا کو دیتے ہوئے کہا ان سے اپنے کاروبار کو وسعت دو تاکہ آرام سے زندگی بسر ہو. ہاں تم نے امجد کی ماں کے متعلق نہیں بتایا. بوڑھے نے ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے کہا وہ دن رات بیٹے کی جدائی میں رو رو کر اندھی ہو گئی. اور آخر ایک روز اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی. بیٹا مرتے وقت بھی اس نے یہی ہدایت کی تھی میرا منہ دروازے کی طرف کر دو شاید میرا لعل لوٹ آئے. لیکن وہ بدنصیب یہ حسرت لے کر دنیا سے رخصت ہو گئی.

عنبر کے دل پر ٹھیس سی اٹھی اس کے اندر ایک طوفان سا اٹھا۔
اور اس نے قسم کھائی وہ کالے پہاڑوں کی چڑیل سے ایک خوفناک
انتقام لے گا۔ اس نے بوڑھے کو مزید دکھ دینا مناسب نہ سمجھا اور اسے
خدا حافظ کہہ کر چل دیا ایک ویران سی جگہ آ کر اس نے زلالہ دیوی کا موتی
منہ میں ڈال لیا اور اڑنے کا ارادہ کیا اور اس کے پاؤں خود بخود زمین سے
اٹھ گئے۔ وہ بہت بلندی پر پرواز کرنے لگا دراصل اس کا مقصد تھا کر
بلندی پر جا کر اسے خود بخود کالا پہاڑ نظر آنے لگے گا کوئی ایک گھنٹہ
تک وہ بلندی پر اڑتا رہا آخر مغرب کی جانب دور اسے کالا پہاڑ نظر آیا۔
اس نے اپنا رخ اس طرف موڑ لیا اور تیزی سے اڑتا ہوا اسی سمت
روانہ ہو گیا۔

ایک ہفتہ گزر جانے کے بعد ادھم پور کے مہاراج نے بوڑھے مشیر
کو بلوایا اور اس سے پوچھا کہ کیا اس نے کالے پہاڑی کی چڑیل سے ملاقات
کا کوئی بندوبست کیا ہے یا نہیں۔ بوڑھے مشیر نے کہا مہاراج کالے پہاڑوں
کی چڑیل کالی ماتا کی سیوک ہے یہاں سے پچھم کی طرف سنگلاخ اور
سرخ پہاڑ ہیں جن کا فاصلہ کوئی سو کوس ہے۔ ہماری ریاست سے ان
پہاڑوں میں کئی غاریں ہیں۔ اس پہاڑ کی سب سے بلند چوٹی پر ایک بہت
بڑا غار ہے جس کے اندر کالی ماتا کا مندر ہے۔ سنا ہے کئی ہزار سال پہلے
سب دیوتاؤں نے مل کر اس مندر کو اپنے ہاتھ سے بنایا تھا اور اس

مندر کی تعمیر میں کئی دیوی بھی شامل تھے جو ہزاروں من وزنی بڑے بڑے
پتھر ان پہاڑوں سے کاٹ کر چوٹی پر لے جاتے تھے اس مندر کا راز
بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ کس جگہ پر ہے۔ کیونکہ اب بھی دیوتا لوگ
یہاں پر ماتا کے چرن چھونے آتے ہیں۔ میرے دادا نے اپنے دادا سے
سنا تھا اور پھر میرے دادا نے ایک منت ماننے کیلئے وہاں کا سفر کیا تھا
اب بھی ہرن کی کھال پر بنا ہوا وہ نقشہ ہمارے خاندان کے پاس موجود
ہے جو نسل در نسل ورثے میں چلا آ رہا ہے۔ یہ ایک بہت ہی کٹھن مرحلہ
ہے کالی ماتا کی بھینٹ کے لئے ہمیں ایک ایسے بچے کو تلاش کرنا ہے
جو پورنماشی کی رات پیدا ہوا ہو اور اس کے گال پر چاند گرہن کا سیاہ پیدائشی
نشان ہو اس کی عمر پانچ سے زیادہ نہ ہو۔

راجا نے پریشان ہو کر کہا میں جتنا جلدی چاہتا ہوں اتنی ہی دیر ہو
رہی ہے۔ بگرم جادوگر سے گٹھ جوڑ کے بعد راجا کالی چرن کسی وقت بھی
یلغار کر سکتا ہے۔ آج ہی ریاست کے اندر اور ریاست کے باہر اپنے
جاسوس روانہ کر دو جو ایسے بچے کو حاصل کر کے لائیں مشیر صاحب یہ کام
آپ اپنے ذمہ داری پر کروائیں جتنی دولت کی ضرورت ہو میں خزانچی
سے کہے دیتا ہوں آپ خود اس سے وصول کر لیں۔ دولت کی پروانہ کریں
کام جلدی سے ہونا چاہیئے۔

بوڑھا مشیر چلا گیا تو مہارانی کلاوتی مہاراج کے پاس آئی اور اسے سمجھانے
لگی یہ راج ہٹ چھوڑ دو دشمنی بزرگوں کے درمیان تھی انہی کے ساتھ چتا کی

آگ میں جل گئی تم نے پہلے بھی راجا کالی چرن کو کافی کشٹ پہنچایا تھا لیکن اس نیک دل نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اب بھی وقت ہے دوستی کا ہاتھ اس کی طرف بڑھاؤ، دشمنی سے کوئی فائدہ نہ ہوگا بدلہ لینے والے سے معاف کر دینے والا بہت بڑا ہوتا وقت گزر گیا تو ہاتھ ملتے ہی رہ جاؤ گے۔ اپنی رعایا کی بھلائی اور اپنے غریب لوگوں کے لئے جو رقم خرچ کرنی چاہئے اسے بدلہ لینے اور دوسرے کو تباہ و برباد کرنے پر مت خرچ کیجئے۔

لیکن راجا نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا کہ مجھے تمہاری نصیحت کی ضرورت نہیں میرے پتا کی آتما آج بھی جلی ہوئی راکھ میں انتقام انتقام پکار رہی ہے۔ اس آگ میں میرا سب کچھ جل کر راکھ تو ہو سکتا ہے مگر کالی چرن کو تباہ کئے بغیر یہ آگ ٹھنڈی نہیں ہو سکتی تم یہاں سے دفع ہو جاؤ میں تمہاری صورت نہیں دیکھنی چاہتا۔ مہارانی دل ہی دل میں ڈرتی ہوئی چلی گئی کہ برائی کا انجام آخر برا ہی ہوتا ہے۔

دوسری طرف راجا کالی چرن کے اصرار پر گرگوم جادوگر اس کے محل ہی میں چلا آیا تھا ایک ہفتہ گزر چکا تھا یشودھا، رانی اور درباریوں کی مخالفت کے باوجود راجا نے اس کی شرط منظور کرلی تھی اور آج ہی گرگوم نے مہاراجا سے کہا تھا کہ وہ مہاراجا ادھم پور کو کشٹ دینے کے لئے جاپ کرے گا اور کل ہی اس کے شریر پر اسی قسم کے چھالے پھوٹ نکلیں گے جیسے اس کی وجہ سے مہاراجا کالی چرن اس بیماری کا شکار ہو چکا تھا۔

اس بات کے لئے کئی جاسوس ادھم پور روانہ کر دیئے گئے تھے جو آکر اطلاع دیں گے کہ اس کشٹ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

اسی رات گرگوم مہاراج ادھم پور سے بدلہ لینے کے لئے جاپ کر رہا تھا دوسری طرف راجکماری یشودھا شیوجی کے چرنوں میں سر رکھے دیوتا کے چرن اپنے آنسوؤں سے دھو رہی تھی کہ مجھے اس منحوس اور بدشکل جادوگر سے نجات دلاؤ۔

کالے پہاڑوں کی چڑیل اپنی غار میں پڑی خراٹے لے رہی تھی۔ اس کے پیٹ کے اندر ماریا اور ناگ یہ محسوس کر رہے تھے کہ وہ سو رہی ہے اب انہوں نے اس کے مونہہ کا رخ کیا جہاں سے انہیں روشنی آتی دکھائی دے رہی تھی۔ دونوں آہستہ آہستہ اوپر منہ کی طرف چلے آ رہے تھے۔ چڑیل کا پیٹ کیا تھا اچھا خاصا عجائب گھر تھا۔ اس میں مختلف قسم کے جانور اور پرندے اس طرح بند تھے جیسے انہیں کسی کوٹھڑی میں بند کر رکھا ہو۔

چڑیل بہت سے جانور ضرورت کے تحت نگل کر جمع کر لیا کرتی تھی اور پھر وقت ضرورت انہیں اگل کر باہر نکالتی ان کا خون پیتی اور گوشت کھا جاتی۔ اس کے پیٹ میں خاص طور پر ایک حصہ ایسا تھا جو جیل خانے کا کام دیتا تھا اس جگہ اس کی انتڑیاں، دل، پھیپھڑے وغیرہ کچھ نہ تھے صرف ایک کوٹھڑی نما بڑا سا جیل خانہ ضرور تھا۔ بالآخر دونوں یہ سفر طے کر کے اس دروازے تک پہنچنے کے قابل ہو گئے جو کبھی بند اور کبھی کھل رہا تھا قریب جا کر انہیں احساس ہوا کہ باہر کوئی زبردست آندھی چل رہی ہوا

پھر بہت بڑے چکی کے پاٹ ایک دوسرے سے رگڑ کھا کر آواز پیدا کر رہے ہو. بہر صورت خدا خدا کر کے یہ سفر ختم ہوا اور دونوں اس دروازے کے پاس پہنچ گئے جونہی یہ دروازہ کھلا دونوں نے باہر چھلانگ لگا دی لیکن تیز آندھی کے زور سے دور جا گرے اب انہیں معلوم ہوا کہ یہ آندھی نہیں چڑیل کے خراٹوں کی آواز تھی انہوں نے تاریخ کے کسی بھی دور میں اس قدر ڈراؤنی اور ظالم چڑیل نہیں دیکھی تھی۔ غار میں چاروں طرف نوزائیدہ بچوں کی کھوپڑیاں اور پنجر پڑے تھے جگہ جگہ خون کے بڑے بڑے دھبے اور چھینٹیں پڑی ہوئی تھی۔

ایک کونے میں جنگلی بھینسے کا آدھا کھایا ہوا جسم پڑا تھا اور چاروں طرف خون کا چھپڑ سا لگا تھا۔ ہر طرف کچے گوشت اور خون کی بدبو پھیلی ہوئی تھی جس میں سانس لینا بھی دشوار ہو رہا تھا۔ وہ باہر جانے کا راستہ تلاش کرتے پھر رہے تھے لیکن بے سود کیونکہ راستے کو ایک بہت بڑے پتھر کے ساتھ بند کیا ہوا تھا۔ اگر ناگ اور ماریا اپنی طاقت نہ کھو چکے ہوتے تو ضرور اس پتھر کو ہٹانے کی کوشش کرتے لیکن وہ عام انسانوں کی طرح سے اسے ہلا بھی نہیں سکتے تھے۔

عنبر کالے پہاڑوں میں

عنبر اب کالے پہاڑوں کے اوپر اڑتا پھر رہا تھا اس نے نیچے دیکھا ان پہاڑوں کے درمیان ایک میدان نظر آیا جو درختوں سے بھرا ہوا تھا اور درمیان میں ایک جھیل جو اوپر سے انگوٹھی میں جڑے ہوئے نگینے کی مانند نظر آ رہی تھی جس میں کوئی شفاف اور بے داغ ہیرا اجڑا ہوا ہو. کیونکہ سورج کی شعاعوں سے پانی بالکل ہیرے کی طرح چمک رہا تھا۔ اس گلزار کو دیکھ کر عنبر نے یہیں اترنے کا فیصلہ کیا اور وہ آہستہ آہستہ بلندیوں سے زمین پر آنے لگا۔ وہ جوں جوں قریب آتا جا رہا تھا اسے پھلوں سے لدے باغات نظر آ رہے تھے اور پھر جب اس کے پاؤں زمین سے لگے تو پھلوں کو دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جو اپنی جسامت کے اعتبار سے بہت بڑے تھے اس نے بڑھ کر ایک درخت سے ایک سیب توڑنا چاہا تو اس میں سے ایک حسین اور نوجوان لڑکے کو جھانکتے ہوئے پایا جو کہہ رہا تھا یہاں سے بھاگ جاؤ یہ طلسمی دنیا ہے ورنہ تم بھی ساری زندگی قیدی بن کر رہ جاؤ گے یا کالے پہاڑوں کی چڑیل کی خوراک بن جاؤ گے۔

عنبر کو اب معلوم ہو چکا تھا کہ وہ صحیح مقام تک آ پہنچا ہے یہ مقام بلاشبہ

کالے پہاڑوں کی چڑیل کا مسکن ہے اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی
اس سبزہ زار کے قطع زمین کے چاروں طرف کالے اور بلند پہاڑ تھے جن
کی وادیوں میں چمن کھلا ہوا تھا خلاف فطرت معلوم ہو رہا تھا۔ ایسے پتھریلے
اور سنگلاخ پہاڑوں کی وادی میں سبزہ ضرور کسی جادوگر کا ہی کارنامہ معلوم
ہوتا تھا۔ اس نے ایک دفعہ پھر ان بلند پہاڑوں کی طرف نگاہ کی اپنے
آپ کو اس چڑیل سے ٹکرانے کے لئے تیار کیا اور اسی سمت روانہ ہو گیا۔

O

راجکماری یشودھا کی اچانک بیماری کی وجہ سے کالی چرن نے بگڑم سے
تھوڑی اور مہلت مانگ لی جسے بگڑم نے بخوشی قبول کر لیا۔ کالی چرن اب
تک اس شادی کو امتحان سمجھ رہا تھا لیکن جب بگڑم کے مطالبے نے شدت
اختیار کی تو اسے بڑا دکھ ہوا کہ یہ امتحان نہیں حقیقت ہے اب تک راجکماری
مہارانی اور درباریوں کی مخالفت پر وہ مطمئن تھا کہ بگڑم میرا امتحان لے رہا ہے
اور بالآخر وہ کہہ دے گا کالی چرن تم امتحان میں پورے اترے ہو۔ تمہارے
دشمن کو سزا دے کر میں پھر اپنے پہاڑی غار میں واپس جا رہا ہوں کیونکہ میں
دنیا کو چھوڑ چکا ہوں لیکن اس کی امیدوں پر پانی پھر گیا تھا اب اسے محسوس
ہو رہا تھا وہ انہی کے جال میں جیسے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بگڑم
کی مرضی سے تیار کیا گیا تھا پھنس کر رہ گیا ہے۔ ایک طرف اس کی پھول سی بچی
تھی۔ دوسری طرف ایک بدشکل اور قابل نفرت جادوگر وہ اپنی غلطی پر
پچھتا رہا تھا۔

یشودھا دن رات رو رو کر بیمار ہو گئی تھی دوسری طرف بگڑم اپنے
مطالبے سے دستبردار ہونے کے لئے تیار نہیں تھا یہ گتھی جتنی وہ سلجھانے کی
کوشش کر رہا تھا اتنی ہی الجھتی جا رہی ہے۔ اس نے زینی کو طلب کیا
اور خزانے کا منہ کھول کر کہا جتنی دولت چاہے لے لو مگر اس مصیبت سے
چھٹکارا دلادو۔ زینی نے کہا مہاراج دولت کی ضرورت تو صرف مجھ جیسی عورت
کو ہو سکتی ہے بگڑم کے لئے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ وعدہ خلافی ہے تم
نے اسی شرط پر اس کی امداد حاصل کی تھی وہ تمہیں دشمن سے محفوظ رکھے
اور اسے ویسی ہی بیماری میں مبتلا کر دے جس سے تم گزر چکے ہو۔ تمہارے
جاسوس یہ اطلاع لے کر آ چکے ہیں کہ ادھم پور کا مہاراجہ جسمانی کوڑھ میں
مبتلا ہو چکا ہے آپ اپنی بیٹی کو سمجھائیں کہ وہ باپ کے وعدہ کی لاج رکھے۔
زینی کو روانہ کرنے کے بعد کالی چرن ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ یشودھا
کے کمرے میں گیا جو اپنی چھپرکھٹ پر بے ہوش پڑی تھی اور اس کی ماں
پاس بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ شاہی وید بیٹھا تسلی دے رہا تھا کہ گھبرانے کی
کوئی بات نہیں جو دوائی میں نے دی ہے اس سے راجکماری کو تھوڑی
دیر کے بعد ہوش آ جائے گا۔ بخار بھی اتر جائے گا۔ لیکن اس صدمے سے
راجکماری کا دماغ بری طرح متاثر ہوا ہے اس کے نتائج ان کے ہوش
میں آنے کے بعد ہی معلوم ہو سکیں گے۔
کالی چرن نے رو دینے والے انداز میں کہا ایسا نہ کہو حکیم صاحب آپ
بہت تجربہ کار اور سمجھ دار ہیں بھگوان کے لئے کوئی ایسی دوائی راجکماری

کو دیں جس سے اس کا دکھ چلا جائے۔ راجکماری نے آہستہ آہستہ کراہ
شروع کر دیا تو سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس نے دھیرے دھی
آنکھیں کھول کر اپنے گرد کھڑے ہوئے ماں اور باپ کو دیکھا اور دو مو
موٹے آنسو اس کے گالوں پر بہہ نکلے۔

کالی چرن نے کہا بیٹی ہماری تاریخ بھری پڑی ہے کہ باپ کی با
کا پاس اور اس کی عزت رکھنے کے لئے اولاد نے بڑی بڑی قربانیاں
دی ہیں۔ کیا بھگوان رام چندر جی نے اپنے باپ کے وعدے کی لاج رکھنے
کے لئے بارہ سال بن باس نہیں کاٹا۔ وہ بھی تو راجا کی اولاد تھے اور ناز و نع
سے پلے ہوئے تھے۔ ریشمی گدوں پر سونے والے رام لچھمن اور سیتا بارہ
سال تک پتھریلی زمین پر سوتے رہے۔ قسم قسم کے کھانے جن کے دستر
پر رہے ہوں انہوں نے باپ کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ کو نبھا
کے لئے پھل اور پتوں کو کھا کر گذارہ کیا اگر مجھ سے بھول ہو گئی ہے تو ا
سر دربار رسوا کرنے کی بجائے بہتر ہے اپنے ہاتھوں میری زندگی کا خات

راجکماری بیماری اور کمزوری کے باوجود اٹھ کر بیٹھ گئی اور اس نے ا
کے قدموں کو چھو کر کہا ایسا نہ کہیں پتا جی۔ ماں باپ کے قدموں میں تو
سورگ یعنی جنت ہوتی ہے۔ میں اپنی جان دے کر بھی آپ کے وع
کا پالن کروں گی آپ بیٹی کو جس نرگ میں چاہیں ڈال دیں۔

کالی چرن نے دکھی انداز میں کہا بیٹی ہم مجبور رہیں ہم سے بھول ہوئی ہم
انتقام کی آگ میں اندھے ہو کر بزرگوں کے اصول کو بھی بھلا دیا کر بدلہ لی

والے سے معاف کر دینے والا بڑا ہوتا ہے۔ ہم نے انسان ہوتے ہوئے
دوسرے انسان کو تکلیف پہنچانی چاہی۔ شائد اسی بات کی یہ سزا ہمیں مل
رہی ہے۔ وقتی طور پر بدلہ لینے کا بھوت ضرور ہمارے سر پر سوار ہو گیا تھا
مگر جب ہمارے جاسوسوں نے اطلاع دی ہے کہ ادھم پور مہاراج جسمانی
کوڑھ میں مبتلا ہو گئے ہیں ہمیں خوشی کی بجائے دکھ ہوا ہے۔ ہمیں اپنی تکلیف
یاد آ گئی ہے۔ ہم نے یہ بھی نہ سوچا کہ اچھے اور برے میں کیا فرق ہوتا
ہے۔ ظالم اور مظلوم کا فرق مٹا کر ہم نے خود اپنے آپ کو ظالموں میں شمار
کر لیا ہے۔ بھگوان مجھے معاف کرے مگر اس غلطی کی سزا ہم سب کو بھگتنی ہے
شادی سے انکار کر دیا تو یہ ظالم جادوگر ہمیں تباہ و برباد کر دے گا۔

راجکماری نے کہا پتا جی کوئی بیٹی بھی اپنے ماں باپ کو تباہ ہوتے نہیں
دیکھ سکتی میرا جیون بلیدان دے کر اگر آپ کی حکومت آپ کی خوشیاں
قائم رہتی ہیں تو اس زندہ لاش کو جس سے چاہیں بیاہ دیں یہ کہہ کر راجکماری
کو ایک دفعہ پھر غش آ گیا۔

کالی چرن مہارانی اور وید سب پریشان ہو گئے۔ ماں نے اپنا سینہ پیٹ
لیا۔ مہاراج نے اپنا گریبان نوچ لیا۔ وید نے نبض دیکھی آنکھیں دیکھیں اور
کہا گھبرائیں نہیں مہاراج چراغ کی لو کم ضرور ہو گئی ہے مگر تیل ابھی ختم نہیں
ہوا جب تک جان میں جان ہے میں خدمت کرتا رہوں گا مگر ان کے
دکھ کا علاج صرف یہی ہے کہ کسی صورت یہ شادی روک دی جائے ورنہ
ہو سکتا ہے راجا کو اپنی بیٹی کی ڈولی اٹھانے کی بجائے اس کی ارتھی اٹھانی

پڑجائے۔

کالی چرن چیخ پڑا بھگوان کے لئے ایسا نہ کہیں وید جی آپ کے بزرگوں کے پاس تو ایسی ایسی دوائیں تھیں جو سمندر کے پانی میں ڈال دیں تو سمندر جم کر برف ہو جائے۔ وید نے سر جھکا کر کہا دوائیں اب بھی وہی ہیں مہاراج وہ انسان ہی نہیں رہے۔ وہ لعب ولالچ سے بہت دور ہر ایک سے نیکی اور بھلائی کرنے والے انسانیت سے پیار کرنے والے دکھیوں کی دادرسی اور مصیبت میں ہر ایک کے کام آنے والے نیک لوگ ہیں ہم کیا ہیں اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھ لینا چاہیئے جب سے انسان کی نیت میں فتور آگیا ہے جب سے محبت نے دشمنی کا روپ دھار لیا ہے۔ جب سے انسان نے اپنی ہوس کو پھیلا کر ساری دنیا پر حکومت کرنے کے خواب دیکھنے شروع کر دیئے ہیں۔ دوائیوں کا اثر بھی ختم ہو گیا۔ جب انسان بھگوان کا حکم نہیں مانتا تو دنیا کی ہر شے نے اس کا حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ انسان جو بوتا ہے وہ کاٹتا ہے یہ سب ہمارے اعمالوں کا پھل ہے۔

کالی چرن نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں وید جی ہم نے کانٹے بوئے تھے پھر پھول کہاں سے اگ آتے۔ ٹھیک ہے آپ علاج جاری رکھیں جو بھگوان کی مرضی ہو گی وہی ہو گا۔

دوسری طرف ادھم پور کا مہاراج اپنے پلنگ پر پڑا تھا اس کے جسم پر کوڑھ پھوٹ نکلا تھا تمام ریاست کے حکیم، وید، رشی منی موجود تھے لیکن علاج

سے فائدے کے بجائے نقصان ہی ہو رہا تھا بیماری اور بڑھتی جا رہی ہے چھالے بنتے اور پھوٹ جاتے مہاراج بڑی ہی تکلیف میں مبتلا تھا۔ اس نے اسی وقت مشیر خاص کو طلب کیا اور پوچھا مشیر صاحب بتائیں کوئی کام بنا۔

مشیر نے کہا مبارک ہو مہاراج ہمارے آدمیوں نے ایک ایسے بچے کا پتہ لگا لیا ہے جو پورنماشی میں پیدا ہوا ہے اور اس کے گال پر چاند گرہن کا نشان موجود ہے۔ پھر دیر کس بات کی ہے راجا نے بے کل ہو کر کہا مشیر نے کہا وہ اپنے ماں باپ کا اکیلا ہی بیٹا ہے جسے بڑی منتوں مرادوں سے اس کے ماں باپ نے بھگوان سے لیا ہے ڈر ہے اگر اس کی ماں کی گود سے بچہ لے لیا تو وہ پاگل ہو جائے گی مر جائے گی۔ کیونکہ ماں باپ دونوں کو اس سے بے انتہا پیار ہے۔

راجا نے غصے سے کہا کیا بکتے ہو خواہ سارے جہاں کے انسان مر جائیں میری جان بچنی چاہیئے ابھی جا کر بچہ اٹھا لاؤ اور قربانی کی تیاری کرو۔ مشیر اور تمام لوگ وہاں سے رخصت ہوئے کیونکہ مہارانی نے ملاقات کے لئے اجازت مانگی تھی۔

مہارانی نے آکر پھر مہاراج کو سمجھایا کہ اپنے کرموں کا پھل آپ کو مل رہا ہے آپ نے دوسروں کا برا کیا ہے آج آپ خود اسی بیماری کا شکار ہو گئے ہیں ایک جان کے بدلے کئی جانیں قربان کر دینا کہاں کا انصاف ہے۔ آپ دوسروں کے ساتھ انصاف کریں۔ رحم کریں۔ شاید بھگوان کو آپ پر رحم آجائے

راجا نے اسی وقت تالی بجائی پہریدار اندر آئے تو راجا نے حکم دیا
رانی کو گرفتار کرلو اور اسے کسی آشرم میں چھوڑ دو جہاں یہ نیکی بھلائی اور
شرافت کا سبق پڑھا کرے اس میں رانی بننے کی بجائے دیو داسی بننے والی
تمام خوبیاں موجود تھیں اسے اپنے پتی کی تکلیف کا احساس نہیں انسانیت کے
دکھ اور درد کا احساس زیادہ ہے لے جاؤ اور اسے بھیک منگوں، یتیموں اور
مفلس لوگوں کے کسی آشرم میں چھوڑ آؤ۔ رانی نے بڑے صبر سے اپنی سزا سنی
پھر خاوند کے پاؤں چھوئے اور جاتے ہوئے کہا یاد رکھیں ایک روز آپ کو
ضرور ان باتوں کا احساس ہوگا میرے نصیبوں میں جو ہے وہ ہو کر ہی رہے گا،
اور پہرے داروں کے ساتھ کمرے سے نکل گئی۔

پانچ سال کا بچہ جس کا باپ ایک بڑھائی تھا۔ ماں باپ کی آنکھ کا تارا تھا۔
دونوں ماں باپ اسے ایک منٹ کے لئے بھی نظروں سے اوجھل نہ ہونے
دیتے لاڈ اور پیار نے تارا کو ضدی بنا دیا تھا وہ بات بات پر ضد کرتا اور ماں
باپ اس کی ضد پوری کرنے کے لئے اپنے آپ کو بیچ دینے کے لئے بھی تیار
ہو جاتے تھے رات کا وقت تھا اور آج چاند آسمان پر پوری آب و تاب سے
چمک رہا تھا آج چودھویں رات تھی، تارا ماں کی گود میں بیٹھا تھا ماں نے اسے
پیار کرتے ہوئے کہا وہ دیکھو بیٹا چاند کتنا سندر ہے۔

بچے نے چاند کی طرف دیکھا اور کہا ماں بہت سندر ہے،
ماں نے کہا تم سے زیادہ سندر تو نہیں کاش والا چاند آخر میرے چاند کو
لے تو شرما جائے۔

بچے نے معصومیت سے کہا ماں مجھے چاند لے دو نا۔
اب ماں بہت گھبرائی کہ چاند کہاں سے لے کر دے۔ ماں نے بچے کو
بہلانا چاہا بچہ ضد کر بیٹھا کہ وہ چاند لے گا۔ ماں نے بہت سارے کھلونے
لاکر کھیلنے کو دیئے مگر بچہ ضد کرنے لگا وہ چاند ہی لے گا اور رو رو کے آسمان سر
پر اٹھانے لگا۔

باپ نے جو رونے کی آواز سنی تو بیوی کو ڈانٹا کیوں تارا کو رلا رہی ہے
ماں نے رو دینے والے انداز میں کہا کہ تارا ضد کر بیٹھا ہے کہ چاند لوں گا۔ اب
تو باپ بھی بڑا پریشان ہوا کہ وہ چاند کہاں سے لا کر دیں۔ اس نے بھی بیٹے
کو بہلانے کی کوشش کی مگر بیٹا ضد کر بیٹھا تھا اور ماں باپ کی جان پر بن
گئی تھی۔ آخر باپ کو ایک ترکیب سوجھ گئی اسے یاد آیا اس نے کسی امیر آدمی
کی بیوی کے لئے لکڑی کا ایک سنگھار بکس بنایا ہے جس کے ڈھکنے پر شیشہ لگا
ہے وہ جلدی سے دکان کی طرف بکس لینے کے لئے چلا گیا اور ماں روتے ہوئے
بچے کو بہلانے کی کوشش کرنے لگی اور کہنے لگی تیرے پتا بازار گئے ہیں چاند کو
خرید کر تیرے لئے لائیں گے پھر میرا منا چاند سے کھیلے گا۔ بچہ چپ کر گیا۔

اتنے میں راجا کے آدمی جو چھپے ہوئے تھے گھر کے صحن میں کود گئے جہاں
ماں بیٹے کو لئے کھڑی تھی اور بچہ ماں کی گود سے نوچ کر الگ کر دیا گیا۔ ماں نے
مزاحمت کی تو اس کی کمر میں خنجر گھونپ کر وہ بچے کو لے کر رفو چکر ہو گئے۔ ماں
پھٹی ہوئی آنکھوں سے دیوار کے سہارے کھڑی اپنے لعل کو دیکھ رہی تھی
اس نے چیخنا چاہا بھی لیکن چیخ اس کے حلق میں دب کر رہ گئی۔ باپ خوشی

خوشی ڈبے کر آیا، پھر وہ بیوی کے پاس کھڑا ہوگیا اور کہا کہاں ہے میرا
لعل اس شیشے میں دیکھ میں نے چاند کو ڈبے میں بند کر دیا ہے۔ دیکھ اس
نے بیوی کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر
آرہی اس کی آنکھیں اب بھی کھلی اسی سمت دیکھ رہی تھیں جہاں اس کا لعل
گیا تھا اس کی کمر میں خنجر لگا دیکھ کر
باپ سمجھ گیا
اس نے اپنا سر پیٹ لیا دیواروں سے ٹکریں مارنے لگا۔ اس کی چیخ و پکار سن
کر اس کے ہمسائے اکٹھے ہوگئے ان کو جو یہ ماجرہ معلوم ہوا تو کچھ بچے کی تلاش
میں چل دیئے بعض بڑے بوڑھوں نے مشورہ کیا کہ چل کر مہاراج سے شکایت کریں
شاید بچہ مل جائے کچھ لوگوں نے ستم رسیدہ باپ کو پکڑ رکھا تھا جس نے دیوارا
سے ٹکریں مار مار کر اپنا سر پھوڑ لیا تھا۔ بچہ مہاراج کے سامنے پیش کر دیا گیا اور فوراً
قربانی کے لئے تیاری شروع ہوگئی اور ایک پارٹی مع راجا کے جس کا پلنگ ایک
ریڑہ نما لکڑی کے تختوں کو جوڑ کر بنائے ہوئے چبوترے پر رکھ دیا گیا جس کے
نیچے کئی عدد پہیے لگائے گئے تھے اور اس میں کئی عدد گھوڑے جوئے گئے تھے
یہ سارا قافلہ کالی کے مندر کی طرف روانہ ہوگیا۔

O

عنبر جونہی کالے پہاڑ کے دامن میں پہنچا اور اس نے پڑھنا شروع کیا تو
آسمان پر کئی عدد خونی بڑے بڑے گدھ چیختے ہوئے نمودار ہوئے۔ عنبر انہیں حیرت
سے دیکھنے لگا۔ اتنے بڑے بڑے گدھ اس نے آج تک نہ دیکھے تھے۔ گدھوں نے
اسے اپنے نرغے میں لے لیا۔ بلاشبہ یہ گدھ اتنے بڑے تھے کہ آدمی کو اپنے پنجوں

[پنجوں] میں اٹھا کر آرام سے لے جائیں، ایک گدھ نے نیچے غوطہ لگایا اور اپنے خونی
پنجے جو کسی طرح بھی نیزے کی انی سے کم نہ تھے عنبر کے جسم میں گاڑنے کے
لئے حملہ کر دیا مگر اس کو لگا ناخن گوشت کی بجائے کسی چٹان پر پڑے ہوں اور
کڑک کی آواز کے ساتھ ہی کئی ناخن ٹوٹ گئے۔ گدھ کے حلق سے ایک
خوفناک چیخ نکلی اور اس نے غصہ میں آکر دوبارہ حملہ کر کے عنبر کی آنکھیں نکال
لینا چاہیں مگر اب عنبر نے اس کے دونوں پنجے قابو میں کر لئے اور زور لگا کر
گدھ کو چیر کر رکھ دیا گدھ کی بھیانک چیخوں کو سن کر سارے گدھ عنبر پر حملہ آور
ہوگئے۔ عنبر نے اپنی تلوار نکال لی اور ان کو کاٹنے لگا۔ عنبر کے جسم پر جس کسی
نے چونچ ماری ٹوٹ گئی کئی ایک کے پنجے زخمی ہو کر ناخنوں سے محروم ہوگئے
تلوار چلا چلا کر عنبر کا سارا جسم گدھوں کے خون سے نہا چکا تھا مگر اس کی حیرت
کی یہ دیکھ حد نہ رہی کہ گدھوں کی تعداد میں کوئی کمی نہیں آرہی تھی ایک گدھ
کے مرنے کے بعد غائب سے کوئی دوسرا گدھ پیدا ہو کر حملہ آور ہو جاتا تھا۔
اور یہ جادو کا چکر ختم ہی ہونے میں نہ آتا۔
آخر تنگ آکر اس نے زلالہ دیوی کا تصور کیا۔ فضا میں ہر طرف خوشبو پھیل
گئی اور گھنٹیوں کی آوازیں آنے لگیں پھر بہت سے جل ترنگ ایک ساتھ بج
اٹھے آسمان سے ایک نور کی لکیر زمین تک کھنچ گئی اور روشنی کا ایک بالہ نمودار
ہوا جس نے زلالہ دیوی کی صورت اختیار کر لی دیوی نے کہا عنبر یہ جادوئی گدھ
ہیں تم تمام عمر انہیں مارتے رہو گے تو بھی یہ ختم نہ ہوں گے۔ جیب سے موتی
نکال کر سورج کے سامنے رکھ دو اس موتی سے شعاعیں نکلیں گی اور ان

سے انہیں آگ لگ جائے گی۔ اسی پہاڑی کی چوٹی پر چڑیل ایک غار میں رہتی ہے۔ یہ کہہ کر دیوی دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہوگئی۔

عنبر نے موتی نکال کر سورج کے سامنے پتھر پر رکھ دیا۔ جونہی سورج کی کرنیں اس پر پڑیں اس سے بجلیاں کوندگئیں اور شعاعیں بجلیوں کی صورت کڑکتی ہوئی گدھوں پر ٹوٹ پڑیں۔ فضا خوفناک چیخوں سے گونج اٹھی اور پہاڑ بیک بل گئے۔ ہر طرف گوشت کے جلنے کی بو پھیل گئی کیونکہ ان بجلیوں نے گدھوں کو جلا کر رکھ دیا تھا۔ عنبر خوش تھا کہ اس بلا سے تو نجات ملی۔

آسمان گدھوں سے بالکل صاف ہوگیا تھا کہ اچانک ایک پرندہ فضا میں اڑتا ہوا عنبر کی طرف آیا اور پاس پڑے موتی کو چونچ میں لے کر اڑ گیا۔ عنبر بہت پریشان ہوا کیونکہ اس موتی کی مدد سے وہ اڑ کر جلدی ہی پہاڑ پر پہنچ سکتا تھا۔ مگر مجبوری کے تحت وہ پہاڑ پر چڑھنا شروع ہوگیا۔ ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ ایک بڑے سے پتھر کے پیچھے سے انسانی ڈھانچوں کی فوج نمودار ہوئی جن کے ہاتھ میں تلواریں اور نیزے تھے اور انہوں نے عنبر پر حملہ کر دیا۔ عنبر نے بھی تلوار نکال لی اور زبردست مقابلہ شروع ہوگیا۔ عنبر کے جسم پر کسی ہتھیار کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا تھا بلکہ کوئی تلوار بھی زور سے اس کے جسم کے کسی حصے پر پڑتی ٹوٹ جاتی۔ جو نیزہ بھی اس سے ٹکراتا اس کی انی مڑ جاتی یا ٹوٹ جاتی۔ لیکن ایک تلوار ٹوٹتی تو دوسری غائب سے اس ہاتھ میں آجاتی۔ ایک نیزہ ٹوٹتا تو دوسرا اس کی جگہ لے لیتا۔

دوسری طرف عنبر کی تلوار جس ڈھانچے پر بھی پڑتی معلوم ہوتا کسی پتھر سے ٹکرا رہی ہے۔ عنبر کی تلوار کی دھار ان ہڈیوں کو کاٹنے میں ناکام رہ رہی تھی۔ سارا دن تلوار چلتی رہی لیکن نہ تو کچھ عنبر کا نقصان ہوا اور نہ ہی کوئی ڈھانچا کم ہوا۔ عنبر ایک دفعہ پھر اس صورت حال سے پریشان ہو کر رہ گیا تھا۔ ان پتھروں میں کہیں کہیں خشک جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ عنبر نے ایک ڈھانچے پر پورے زور سے جو وار کیا تو وہ ایک طرف ہٹ گیا۔ تلوار پتھر پر پڑی۔ جس سے آگ کی چمک پیدا ہوگئی۔ اس سے عنبر کی سمجھ میں ایک بات آگئی اس نے کئی خشک جھاڑیوں کے درمیان ایک پتھر پر تلوار ماری ایک شرارہ سا پیدا ہوا اور خشک جھاڑیوں نے آگ پکڑ لی یہی عنبر چاہتا تھا اس نے آرام سے ان جھاڑیوں کو تلوار سے کاٹ لیا اور اپنے گرد گھیرا ڈالے ڈھانچوں پر دے مارا اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ڈھانچے کو آگ لگ گئی اور وہ سوکھی لکڑی کی طرح جلنے لگا۔ فضا میں زندہ انسانوں کی طرح چیخ و پکار کی آوازیں اس سناٹے میں گونج گئیں۔ یہ ترکیب کارگر ثابت ہوئی اور عنبر نے ان ڈھانچوں کو آگ سے جلانا شروع کر دیا۔ چیخ و پکار سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ اسے اپنے قدموں کے نیچے زمین ہلتی محسوس ہو رہی تھی آخر دیکھتے ہی دیکھتے آسمان کو سیاہ بادلوں نے ڈھانپ لیا بجلی کوندنے لگی اور زلزلے کے کئی جھٹکے محسوس ہوئے جن کے ساتھ ہی موسلادھار بارش شروع ہوگئی اور جلتے ہوئے ڈھانچوں میں ابھی

تک آگ لگی ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی پہاڑ کی چوٹی سے پتھر لڑھکنے لگے عنبر نے بچنے کی بہت کوشش کی لیکن ایک پتھر اسے لیتے ہوئے ایک دفعہ پھر وادی میں لے آیا۔ کوئی اور ہوتا تو اس کی ہڈیاں چکنا چور ہو کر سرمہ بن جاتا مگر یہ عنبر تھا تاریخ کا بیٹا جو کئی صدیوں سے زندہ تھا۔ عنبر لڑھکتے ہوئے ایک خشک کنویں میں جا گرا جو کافی گہرا تھا اور اس کے پیچھے آنے والے پتھر نے اس کنویں کا منہ بند کر دیا۔ گویا عنبر اس قبر نما کنویں میں قید ہو چکا تھا۔ بارش کے باوجود ڈھانچے آگ میں جل رہے تھے۔ بارش تیز سے تیز ہو گئی لیکن ڈھانچوں کی آگ بجھنے کی بجائے اور بھڑکتی جا رہی تھی۔ عنبر نے غور کیا کنویں کی دیواریں بالکل سیدھی اور سپاٹ اور ان میں کہیں بھی پاؤں یا ہاتھ رکھنے کی گنجائش نہ تھی۔ گویا یہ خاص طور پر اسی لئے بنایا گیا تھا کہ اس میں بند قیدی کسی بھی حالت میں اوپر نہ آ سکے پتھر کے ڈھکنے میں کئی خلا موجود تھے جن سے روشنی چھن چھن کر نیچے آ رہی تھی اور عنبر کی پریشانی میں یہ دیکھ کر اور اضافہ ہو گیا کہ تیز بارش کی وجہ سے پہاڑ کی بلندیوں سے بارش کا پانی بہتا اس کنویں میں جمع ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اوپر غار میں چڑیل قہقہے لگاتی ناگ اور ماریا سے کہہ رہی تھی تمہارے ساتھی عنبر کو میں نے ایک قبر میں بند کر دیا ہے اور وہ تمام زندگی اسی قبر میں پڑا رہے گا میں تم لوگوں سے واقف ہوں تمہیں آزاد نہیں کیا جا سکتا اس نے انگلی سے اشارہ کیا۔ ماریا اور ناگ جنگلی خرگوشوں میں تبدیل ہو گئے۔ تب چڑیل نے ان دونوں کو کانوں سے پکڑ کر اٹھایا اور کہا اب یہاں سے دفع ہو

اور ان سنگلاخ پہاڑوں میں اپنے سر پٹختے پھرو اور انہیں غصے سے غار کا پتھر ہٹا کر باہر پھینک دیا۔ دونوں معصوم جانوروں کے جسموں کے ساتھ لڑھکتے ہوئے غار سے باہر دور جا گرے دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور اس مجبور زندگی پر افسوس کرنے لگے۔ اچانک ایک اڑتا ہوا گدھ ان پر جھپٹا دونوں نے اپنی پوری طاقت سے ایک پتلی سی دراڑ میں چھلانگ لگائی اور بڑی مشکل سے گدھ کے خونی پنجوں سے بچ سکے انہوں نے ان پتھروں میں ایک چھوٹا سا سوراخ دیکھا اور اس میں گھس گئے جو اندر جا کر کافی کھلا ہو گیا تھا اور یہ جگہ ان کے لئے بہترین پناہ گاہ ثابت ہو سکتی تھی اور وہ اس میں بیٹھ کر مستقبل کے متعلق غور کرنے لگے۔

چاند گرہن والا تارا

ادھم پور ریاست کے مشیر سرخ پہاڑوں کے پاس جاکر رک گئے۔ تب مشیر خاص نے ہرن کی کھال پر بنا ہوا نقشہ نکالا اور اس کے مطالعہ میں مصروف ہوگیا وہ بار بار کبھی پہاڑوں اور کبھی نقشے کو دیکھ رہا تھا اور بالآخر وہ راستہ معلوم کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ تارا رو رو کے اپنی ماں کے پاس جانے کی ضد کرتا تھا۔ راجا نے اسے ایک جلاد کے حوالے کر رکھا تھا جو موت کی طرح سیاہ اور خوفناک تھا اور اس نے اس معصوم کے پھول سے چہرے پر کئی طمانچے لگائے تھے، نازو نعم میں پلا تارا بار بار اپنے ماں باپ کو یاد کر کے روتا تھا اور جلاد سے مار کھا رہا تھا۔ پھر ساری پارٹی مشیر خاص کی معیت میں آڑھے سیدھے راستے سے ہوتے ہوئے پہاڑ کی چوٹی کی طرف جانے لگے۔ اچانک پہاڑوں میں انہیں شیر کی دھاڑ سنائی دی، سب ڈر کر بھاگ کر چھپنے لگے لیکن مشیر خاص نے انہیں حوصلہ دیا اور ساتھ لائے ہوئے ایک بکرے کو ذبح کر کے شیر کے سامنے ڈال دیا، شیر شراب شراب کی آواز کے ساتھ خون پینے لگا اور پھر ایک طرف چلا گیا۔ مشیر خاص نے سب آ

کو سمجھایا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں یہ کالی ماتا کے سیوک ہیں۔ ابھی چھ جگہ اور بھینٹ دینا ہوگی، تب ماتا ہماری حاضری قبول کریں گی پارٹی کے آدمی ایک بار پھر چوٹی کی طرف روانہ ہو گئے لیکن اب راستہ بہت تنگ اور خطرناک ہو چکا تھا جن پر احتیاط سے پاؤں جما جما کر چلنا پڑ رہا تھا۔ اچانک ایک فلک شگاف چیخ کے ساتھ ایک آدمی پتھر سے پھسل گیا اور نیچے پہنچتے پہنچتے اس کی ہڈیوں کا سرمہ بن گیا۔ سب لوگ سہم گئے اور ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے آگے بڑھتے رہے۔ آگے جانے کے بعد انہیں ایک غار میں سے ہو کر گزرنا تھا جو کافی لمبی تھی اور دوسرے اس کا دوسرا دہانہ ایک انگوٹھی کے برابر سوراخ کی طرح نظر آرہا تھا۔ مشیر خاص کے حکم پر سب لوگ اس کے اندر داخل ہونا شروع ہو گئے اور دوسرے دہانے تک پہنچتے پہنچتے ان کے تین آدمیوں کو سانپ اور بچھوؤں نے ڈس لیا جو اتنے زہریلے تھے کہ ان تینوں کا جسم پانی کی طرح بہہ گیا۔ پورے کا پورا قافلہ خوف و ہراس کا شکار ہو گیا تھا پتہ بھی کھڑکتا تو وہ ڈر جاتے کچھ لوگ دبے لفظوں سے کہہ رہے تھے اس معصوم بچے پر جو ظلم ہو رہا ہے اس کی وجہ سے کوئی بھی یہاں سے بچ کر نہیں جائے گا تھوڑی دور جاکر انہیں ہنومان کے درشن ہوئے جو مع اپنی فوج جو بندروں پر مشتمل تھی ان کی راہ میں حائل تھے، سارے ہندوؤں نے ہنومان جی کو سجدہ کیا اور بھینٹ کے لئے جانور ذبح کر کے ان کے حوالے کئے تب جاکر اس قافلے کو راستہ ملا۔ ایک جگہ چوٹی کے قریب مشیر نے پھر نقشہ نکال کر دیکھا

اور ایک تنگ اور دشوار گزار راستے پر ہو لئے یہاں اس راستے پر
بھی ان کے دو آدمی صاف سلیٹ کی طرح پہاڑوں پر پھسل کر ختم
ہو گئے ۔مہاراج کو یہ لوگ خطرناک راستے کی وجہ سے نیچے ہی ایک دستہ
فوج کی حفاظت میں چھوڑ آئے تھے ایک مقام پر آکر ان کی راہ میں
شیش ناگ نے روک لی جو کئی گز لمبا اور کسی درخت کے تنے کی طرح
موٹا تھا اس کے چھتری کی طرح پھیلے ہوئے پھن پر ایک اڑنے والا
سانپ جو سنہری رنگ کا تھا بیٹھا تھا جس نے اڑ کر ایک آدمی کی پیشانی
پر ڈنگ مار دیا اور اس آدمی کو آگ لگ گئی ساری پارٹی سہم کر رک گئی
مشیر آگے بڑھا اور جھک کر کہا ناگ مہاراج تمہاری بھینٹ حاضر ہے اور ذبح
کیا ہوا جانور آگے ڈال دیا ناگ نے اس کے جسم سے گوشت نوچ نوچ کر
کھانا شروع کر دیا اور اس قافلے کو راستہ دے گیا ۔ بالآخر کئی اور جگہ
رکاوٹوں کے بعد یہ قافلہ ماتا کے مندر کے دروازے تک پہنچنے میں
کامیاب ہو گیا ۔مندر اس ویران مقام پر ہونے کے باوجود صاف
ستھرا نظر آ رہا تھا ۔دیواروں پر کئی دیوتاؤں کی تصاویر بنی ہوئی تھیں
اور کالی ماتا کے کئی روپ دکھائے تھے کہیں وہ قہر و غضب میں
ہاتھوں میں تلوار اور انسانی کھوپڑی لئے کھڑی تھی کہیں رحم اور
مہربانی کی تصویر ہاتھ میں کنول کا بڑا سا پھول لئے مسکرا رہی تھی سامنے
کالی ماتا کا بہت بڑا بت کھڑا تھا جس کے کئی ہاتھ تھے ۔ لوگوں کو یہ
دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ پتھر کی تلواروں سے خون ٹپک رہا تھا ہاتھ

میں پکڑی ہوئی انسانی کھوپڑی سے بھی خون کی بوندیں ٹپک رہی
تھیں اور یہ پتھر کی بجائے کسی انسان کے تن سے جدا کی ہوئی معلوم
ہو رہی تھی ۔اس کے گلے میں لٹکتے ہوئے زہریلے ناگ اپنے
پھن اٹھائے قہر و غضب کی تصویر بنے آنے والوں کو گھور رہے
تھے ۔کالی ماتا کے مونہوں سے خون بہہ بہہ کر اس کے جسم کو غسل
دے رہا تھا ۔اب مشیر خاص کی بجائے درباری پنڈت کی باری
تھی جس نے آتے ہی کالی ماتا کی شان میں شلوک پڑھنے شروع
کر دیئے تھے ۔جب کہ اس کے چیلے اس کا ساتھ دے رہے تھے
جنہوں نے مردنگ گلے میں ڈالے ہوئے تھے اور پاؤں میں گھنگھرو
باندھ رکھے تھے ۔آخر پنڈت کے اشارے پر بچے کو لایا گیا اور اسے
ماتا کے قدموں میں ڈال دیا گیا اب پنڈت اور چیلے خاموش ہو گئے
بڑے پنڈت نے جلاد سے تلوار لی اور آگے بڑھ کر بچے کی گردن
کاٹ دی ۔ ماتا کے گلے میں مالا کی طرح لٹکتے ناگ اتر اتر کر آتے
اور خون چاٹنے میں مصروف ہو گئے ۔تب بڑے پنڈت کے کہنے پر مردنگ
بجنے لگے اور چیلوں نے ناچ ناچ کر کالی ماتا کی کتھا شروع کر دی
مندر میں لٹکتی گھنٹیوں میں خود بخود جنبش شروع ہو گئی در و دیوار سے گانے کی
صدائیں آنے لگیں اور تمام مندر میں خوشبو پھیل گئی بڑا پنڈت بت
کے آگے جھک گیا تب کالی ماتا کے بت میں جنبش ہوئی اور پتھر کے
بنے ہوئے بال سیاہ لٹوں میں کھل کر پھیل گئے اور کالی ماتا لکشمی

کے بھیس میں سامنے آگئی۔ سب سجدے میں جھک گئے۔ تب ا
نے کہا پنڈت امرناتھ اپنی اچھیا بیان کرو۔ پنڈت نے کانپتے ہو
سر اٹھایا اور کہا ماتا تیرا سیوک اور ہمارا راجہ ادھم پور شریر کے کوڑھ
تڑپ رہا ہے اور یہ سب کچھ اس کے دشمن کالی چرن مہاراجہ نے بگرم
جادوگر سے جادو کے زور پر کروایا ہے۔ کالی ماتا نے جواب دیا۔ بگرم بڑا
مکار جادوگر ہے اس کی جان اس کی غار میں ایک پوشیدہ جگہ ا
پنجرے میں بند شیر میں ہے۔ لیکن اس کی موت کئی ہزار سال سے
زندہ ایک آدمی کے ہاتھوں ہوگی جو آج کل کالے پہاڑوں کی چڑ
کی قید میں ہے۔ یہ تقدیر کا چکر ہے تمہارے راجا نے جو بویا تھا
کاٹنا پڑے گا۔ راجا نے اتنا ہی عرصہ اس بیماری میں مبتلا رہے گا جت
دیر کالی چرن مبتلا رہا تھا۔ میں نے تمہاری قربانی کو سیوکار کر لیا ہے
اس لئے میں اس آدمی کی مدد کروں گی اور کوشش کروں گی کہ یہ
جلد ہی بیت جائے۔ جاؤ اور انتظار کرو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

گھاٹیوں سے پانی بہہ بہہ کر اس کنویں میں بھرتا رہا اور عنبر اس کی
سطح کے ساتھ ساتھ اوپر اور اوپر آ گیا بالآخر پانی پتھر کی چھت کو چھو
لگا۔ عنبر کے لئے اس قید سے رہائی کا یہ سنہری موقع تھا اس
نے اپنے دونوں ہاتھوں کے زور سے پتھر کو اوپر اٹھا دیا اور ایک
جھٹکے کے ساتھ اسے اوپر اچھال دیا پتھر لڑھکتا ہوا ایک طرف جا
اور عنبر کئی دنوں کی قید کے بعد اس گھٹی ہوئی قبر سے آزاد ہو

ں کامیاب ہو گیا۔ اس نے باہر آکر زور زور سے سانس لئے اور
ٹھنڈی اور تازہ ہوا نے اس کے پھیپھڑوں کو تقویت بخشی اس
نے پہاڑ کی چوٹی کی طرف غصے سے دیکھا اور اوپر چڑھنے لگا۔
گے ایک تنگ کھائی میں ماریا اور ناگ جو خرگوشوں میں تبدیل
ہو چکے تھے عنبر کی خوشبو سونگھ کر بہت خوش ہوئے اور چوکڑیاں
بھرتے ہوئے خوشبو کی سمت چلے۔ اور عنبر کو دیکھ کر پاؤں میں لوٹنے
لگے۔ لیکن عنبر کو کیا علم کہ یہ دونوں جنگلی خرگوش ماریا اور ناگ ہیں
وہ دونوں خرگوشوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور انہیں پیار کرنے
لگا پھر دونوں سے کہا دوستوں میرے پاس وقت بہت کم ہے مجھے
اس چڑیل کو ختم کر کے اپنی بہن اور بھائی کو بھی تلاش کرنا ہے دونوں
اسے کیسے سمجھاتے کہ بچھڑے ہوئے بھائی بہن تو تیرے سامنے
ں آخر پھر وہ دونوں اڑتے گئے گدھ کو دیکھ کر پتھر کے پیچھے چھپ گئے
عنبر تیزی سے سفر طے کرتا بلندی کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں ایک
جگہ اسی رنگدار پرندے کو دیکھ کر عنبر کو وہ موتی یاد آ گیا جسے یہ لے اڑا
تھا اس نے پرندے کو ایک پتھر سے نکلتے دیکھ لیا تھا۔ عنبر نے اسی پتھر
کا رخ کیا اور پتھر کے پاس پہنچ گیا اس کے چاروں طرف گھوم کر عنبر
نے دیکھا تو ایک چوڑی دراڑ میں اس پرندے کا آشیانہ تھا جہاں دو
چھوٹے چھوٹے بچے ایک دوسرے سے چونچیں لڑا رہے تھے اور
درمیان میں اس کا موتی پڑا چمک رہا تھا۔ جس نے اس دراڑ کی تاریکی

ہیں روشنی کر رکھی تھی کیونکہ وہ اس جگہ چراغ کا کام دے رہا تھا
عنبر نے ہاتھ ڈال کر موتی اٹھا لیا۔ اسے کیا علم تھا کہ یہ سارے
کام جو آسانی سے ہو رہے ہیں کالی ماتا کی مدد سے ہیں۔ اس نے
موتی منہ میں ڈالا اور اڑتا ہوا کالے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گیا یہاں
ایک غار کے دہانے پر کئی من وزنی پتھر پڑا تھا۔ عنبر نے اندر
جھانک کر دیکھا تو کچھ گوشت کی بو سے اسے ابکائی آنے لگی وہ سمجھ
گیا ضرور یہی چڑیل کا ٹھکانہ ہے۔ اس نے پتھر کو غار کے دہانے
سے سرکانے کی کوشش کی جو بہت وزنی تھا۔ اچانک ایک چنگھاڑ
سن کر اس نے دیکھا ایک ہاتھی جو ڈیل ڈول میں بہت بڑا تھا ایک
طرف سے نمودار ہوا۔ عنبر اسے دیکھ کر ایک پتھر کی آڑ میں ہو گیا
اور سوچنے لگا اس پہاڑ کی بلندی پر ہاتھی کا کیا کام ہے۔ یہ ضرور کوئی
جن بھوت ہے۔ ہاتھی غار کے دہانے پر آیا اور اس نے اپنی
سونڈ سے اس پتھر کو پرے ہٹا دیا پھر وہ سونڈ آسمان کی طرف کر
کے چنگھاڑا اور غائب ہو گیا۔ عنبر خوش تھا کہ کوئی غیبی طاقت ضرور
اس کی مدد کر رہی ہے وہ بلاخوف و خطر غار میں داخل ہو گیا۔ یہاں
صرف انسانوں اور جانوروں کے کئی ڈھانچے بکھرے پڑے تھے اور کئی جگہ
کھائے ہوئے جانور کے گوشت سے سڑاند سی اٹھ رہی تھی۔ وہ غار میں گھومتے ہوئے
کافی آگے نکل گیا آگے موڑ مڑ کر ایک جگہ ایک آدمی کی زندہ کھوپڑی کٹی ہوئی لٹک
رہی تھی اور اس سے خون کے قطرے بہہ رہے تھے اور اس سے آواز آ رہی تھی

خدا کے لیے میرا سر میرے دھڑ سے جوڑ دو۔ عنبر نے حیرت سے دیکھا کھوپڑی
زندہ انسانوں کی طرح دیکھ رہی تھی اور صدا لگا رہی تھی۔ عنبر نے سوچا شاید اس کا
دھڑ کہیں قریب ہی ہو وہ اور آگے بڑھ گیا اب راستہ تنگ ہونا شروع ہو گیا بل
آخر آگے جا کر بند ہو گیا اور اسی جگہ چھت سے ایک انسانی دھڑ لٹک رہا تھا عنبر نے سوچا
یہ ضرور اسی آدمی کا دھڑ ہے وہ واپس اسی جگہ پر آیا یہاں کھوپڑی لٹک رہی تھی اور
اس نے اسے رسیوں کی بندش سے آزاد کر کے ہاتھوں میں اٹھا لیا اور دھڑ کی طرف
چل دیا۔ وہاں جا کر اس نے سر کو دھڑ کے ساتھ ملا دیا۔ عنبر کو حیرت ہوئی۔ مقناطیس
کی طرح جو لوہے سے جا چپٹتا ہے اسی طرح سر دھڑ سے جا ملا اور دیکھتے ہی دیکھتے
ایک لڑکا عنبر کے سامنے کھڑا ہنسنے لگا اور پھر رونا شروع کر دیا۔ عنبر نے پوچھا
تمہارا نام کیا ہے۔ تم روئے کیوں اور ہنسے کیوں ہو؟ لڑکے نے کہا میرا نام امجد
ہے۔ میں ہنسا اس لیے ہوں کہ کئی سال بعد انسان کی شکل دیکھی ہے اور رویا اس لیے
ہوں کہ ابھی وہ چڑیل آ کر تمہیں کھا جائے گی۔ عنبر نے کہا اچھا ہوا تم مل گئے ہو، میں
تمہارے باپ سے وعدہ کر کے آیا تھا کہ اس کے بیٹے کو تلاش کر کے رہوں گا۔
یہ چڑیل کہاں گئی ہے۔ لڑکے نے کہا یہ مجھے معلوم نہیں۔ تب غار میں ایک ہلکی
سی خوشبو کا احساس ہوا اور کالی ماتا بجلی کے کڑاکے کے ساتھ نمودار ہوئی اور اس
نے کہا عنبر انسان کی طاقت سے باہر ہے کہ وہ یہاں تک پہنچ جائے۔ یہ میں نے
تیری مدد کی ہے۔ اس کی وجہ تجھے معلوم ہو جائے گی۔ یہ چڑیل بڑی طاقتور جادوگنی
ہے اس نے اس پورے شہر کے لوگوں کو پھلوں میں قید کر رکھا ہے اور ان پہاڑوں
میں اڈا بنا رکھا ہے وہ سمندر کی تہہ میں آباد جہاں اس کے بھائی کی سلطنت اور حکمرانی

ہے۔ ناگوار دیوتا کے پاس گئی ہے جو اس کا بھائی ہے اور سات سمندروں پر حکومت کرتا ہے۔ کالے پانی کے سمندر میں جزیرہ سیاہ کے پاس ہی سمندر کی تہ میں اس کا محل ہے جو بڑی بڑی سیپیوں کو جوڑ کر بنا ہوا ہے اور سفید موتیوں سے آراستہ ہے۔ اس کی سجاوٹ بیان کرنے سے نہیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس محل کے ایک کمرے میں جہاں ناگوار اپنا دربار آراستہ کرتا ہے۔ وہاں سونے کے کئی پنجروں میں رنگ برنگے پرندے لٹک رہے ہیں۔ ان میں سے ایک پرندے میں اس کی جان ہے۔ عنبر نے کہا مگر اتنے بہت سارے پرندوں میں کیسے تلاش کیا جائے گا کہ اس کی جان کس میں ہے۔ دیوی نے کہا بہت آسان ہے۔ ان سارے پرندوں کے پاس جا کر کہو کہ میں کالے پہاڑوں کا باسی ہوں " جو پرندہ کبھی جواب دے سمجھ لو اس میں چڑیل کی جان ہے۔ دیر مت کرو اس سے پہلے کہ وہ واپس آجائے یہاں سے چلے جاؤ۔ نلاز کا موتی بھی میری مدد سے تمہیں مل گیا ہے۔ دیوی غائب ہو گئی۔ عنبر نے جلدی سے دیوی موتی منہ میں رکھا اور امجد کا ہاتھ پکڑ کر غار سے باہر آگیا۔ اس نے دیکھا دونوں خرگوش اسے حسرت سے دیکھ رہے تھے، لیکن عنبر نے صرف ان کو پیار کیا اور امجد کو لے کر پہاڑ سے اتر آیا۔ دونوں خرگوش مایا اور ناگ اسے دیکھتے ہی رہ گئے۔ عنبر تیزی سے کالے پہاڑوں کو پیچھے چھوڑتا ہوا امجد کے شہر پہنچ گیا۔ شہر میں اسی جگہ امجد کا بوڑھا باپ پھلوں کی ٹوکری سامنے رکھے پھل بیچ رہا تھا۔ عنبر امجد کو لے کر بوڑھے کے پاس آیا اور اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا دیکھو بابا کون آیا ہے۔ بوڑھے نے اپنی کمزور بینائی سے دیکھا لیکن پھر بھی پہچان لیا یہ تو اس کا لختِ جگر تھا اس کے بڑھاپے کا سہارا۔ وہ روتے ہوئے

آگے بڑھا اور بیٹے سے لپٹ گیا۔ دونوں باپ بیٹا کافی دیر تک روتے رہے آخر عنبر نے کہا اچھا امجد میں چلتا ہوں۔ دیکھو اب اپنے بوڑھے باپ کو کوئی تکلیف نہ دینا اور ساری زندگی ان کی خدمت کرنا۔ بوڑھے نے عنبر کو بہت سی دعائیں دیں اور عنبر ان سے جدا ہوا۔ شام کے اندھیرے میں اس نے ایک طرف جا کر پھر تیزی سے اڑنا شروع کر دیا، اور تیزی سے منزلیں مارتا کالے پانی کے سمندر جزیرہ سیاہ کی طرف پرواز کرنے لگا ــــ

ماریا اور ناگ خرگوش بن گئے

ماریا اور ناگ خرگوشوں کے جسموں میں غار کے باہر پریشانی کے عالم میں گھومتے پھر رہے تھے انہیں اس بات کا ملال تھا کہ عنبر ان کے پاس آکر بھی واپس چلا گیا اور وہ کسی صورت بھی اس کو محسوس نہ کرا سکے کہ وہ کس مصیبت میں ہیں اور اس پریشانی میں وہ لاپروا ہو گئے۔ اسی وقت ایک طرف سے عقابوں کے جوڑے کا گزر ان پہاڑوں پر سے ہوا۔ انہوں نے جو جنگلی خرگوش دیکھے تو دونوں نے غوطہ لگایا اور ایک ہی جھپٹے میں ماریا کو نر اور ناگ کو مادہ نے اٹھا لیا اور انہیں اپنے بچوں کی خوراک کے لیے لے چل دیئے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ پریشان تھے کہ ایک مصیبت سے ابھی چھٹکارہ نہ ہوا تھا کہ دوسری مصیبت نے آلیا ہے۔ دونوں عقاب تیزی سے پرواز کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ اس دوران میں چڑیل واپس اپنی غار میں آچکی تھی۔ اس نے واپس آکر دیکھا نقشہ بدلا ہوا تھا۔ اس نے اپنے جھولے سے ایک پیالہ نکالا اور اس میں دیکھ کر کہا بتا یہاں کون آیا تھا جو میرے قیدی کا سر دھڑ سے جوڑ کر لے گیا۔ پیالے میں عنبر کا چہرہ ابھر آیا۔ چڑیل نے کہا تو کنوئیں کا قیدی نہ صرف فرار ہو گیا، بلکہ دوسرے کو بھی ساتھ لے گیا۔ پھر اس نے کہا بتا

وہ اس وقت کہاں ہے۔ پیالے میں عنبر کالے جزیرہ کے اوپر اُڑتا ہوا نظر آیا۔ چڑیل غصّے سے پاگل ہو گئی پھر اس نے کہا جنگلی خرگوش کہاں ہیں۔ پیالے میں نظر آیا دونوں عقاب انہیں پنجوں میں پکڑے ایک ویران مقام پر اُڑتے ہوئے جا رہے ہیں۔ چڑیل نے غصّے میں آکر ایک طرف اپنا ہاتھ جھٹکا۔ ایک بجلی کوندگئی چڑیل نے کہا بجلی جا کر ان سنہری عقابوں کو جلا ڈال اور جکڑ کر میرے قیدی واپس لے کر آ۔ بجلی ایک بار پھر کوندی اور تیزی سے غار سے باہر نکل گئی۔ سنہری عقاب تیزی سے اُڑتے ہوئے جا رہے تھے کہ بجلی ان پر گری اور ان کے پنجوں سے خرگوش نکل کر گر پڑے اور دونوں جل کر سیاہ ہو گئے اور زمین پر جا گرے۔ دونوں خرگوش جہاں گرے وہاں ویرانی میں ایک بڑی سی قبر کے آثار تھے اور چاروں طرف سے ایک چار دیواری سی بنی ہوئی تھی۔ اس چار دیواری میں ایک بوڑھا سفید ریش اور سفید بالوں والا سفید کپڑے پہنے تسبیح ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا کہ دو خرگوش آکر اس کے پاس گرے اس نے اوپر نگاہ کی تو بجلی کو کڑکتے ہوئے ان کی سمت آتے دیکھا۔ اور اس سے پہلے کہ بجلی ان تک پہنچے اس بزرگ نے ہاتھ بڑھا کر بجلی کو پکڑ لیا اور غصے سے کہا بدبخت تیری یہ ہمت۔ پھر انہوں نے ایک صندوقچی نکالی اور اس میں اُسے بند کر دیا۔ دونوں خرگوش صاحبِ کرامت بزرگ کے پاس آ گئے، تو انہوں نے دونوں کو پیار سے اٹھا کر گود میں بیٹھا لیا، اور کہا میرے بچوں میں تمہاری حقیقت سے واقف ہوں۔ تمہیں تو ابھی کئی صدیاں ظلم اور بدی کے خلاف جہاد کرنا ہے پھر پڑھ کر کچھ پھونکا۔ ماریا اور ناگ اپنی اصلی حالت میں آ گئے۔ تب ناگ نے نہایت احترام سے کہا: اے

خدا کے نیک بندے یہ اور بتا دیجئے ہمارا ایک بھائی عنبر کس کام اور کس مقام پر گیا ہے۔ بزرگ نے آنکھیں بند کیں اور تسبیح کے دانوں پر تیزی سے اس کی انگلیاں چلنے لگیں، پھر تھوڑی دیر کے بعد اس نے شفقت سے دونوں کو دیکھا کیونکہ ماریا بھی اُسے نظر آ رہی تھی اور کہا تمہارا ساتھی عنبر کالے سمندر کے سفر پر ہے وہ اس وقت کالے جزیرے پر اتر رہا ہے یہاں سے وہ سمندر کی تہ میں ناگولہ کے محل میں جائے گا جس کی حکومت سمندروں کے اندر ہے۔ اس کے محل میں اگر کوئی پہنچ جائے تو وہ رنگین پرندہ بنا کر سونے کے پنجرے میں اپنے دربار کی زینت بنا لیتا ہے۔ وہاں بہت سے انسان پرندوں کے روپ میں سنہری پنجروں میں بند ہیں۔ ان ہی پرندوں میں ایک پرندہ ہے جس میں کالے پہاڑوں کی چڑیل کی جان ہے۔ عنبر اس چڑیل کو قتل کرنے کے لیے اس پرندے کو مارنے جا رہا ہے۔ اب جاؤ، مجھے عبادت کرنا ہے۔ میرا وقت بہت قیمتی ہے یہاں سے جلدی ہی چلے جاؤ۔ دونوں نے بابا کا شکریہ ادا کیا اور اس چار دیواری سے نکل گئے۔ اب ان کا ارادہ سیاہ جزیرے کے نیچے بہنے والے سمندر کی طرف جانے کا تھا۔ دونو اسی سمت روانہ ہو گئے۔ ناگ پرندہ بن کر اُڑا اور ماریا نے تیزی سے اڑان لگائی، لمبی لمبی جست ماری۔

عنبر نے کالے جزیرے پر ٹھہر کر تمام حالات پر ایک دفعہ پھر غور کیا اور کالے سمندروں میں کود گیا۔ وہ تیزی سے نیچے جا رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد سمندر کی تہ سے ایک طوفان اُٹھا اور اس نے دوبارہ اسے اٹھا کر کالے جزیرے کی زمین پر پھینک دیا۔ عنبر پریشان ہوا کہ کیا کرے۔ اسے یاد آیا اس

نے جیب سے موتی نکال کر مُنہ میں رکھ لیا اور دوبارہ پانی میں کود گیا۔ وہ تیزی سے نیچے جا رہا تھا۔ اسی مقام پر پہنچ کر دوبارہ طوفان اٹھا، مگر اس دفعہ طوفان اُسے اوپر نہ دھکیل سکا اور وہ بھاری لوہے کی طرح موتی کی طاقت کی وجہ سے تہ میں اترتا چلا گیا۔ وہ ابھی تھوڑی دُور گیا تھا کہ لہروں سے جل پریاں غول کی صورت میں نمودار ہوئیں۔ اُن کے اوپر کا دھڑ عورت کا اور نیچے کا دھڑ مچھلی کا تھا۔ انہوں نے عنبر کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ اُن کی سردار نے عنبر کو گرفتار کرنا چاہا۔ وہ جونہی قریب آئی، عنبر کے مُنہ میں پڑے موتی سے بجلی کوند کر اس پر گری اور اسے آگ لگ گئی۔ باقی نے جو یہ حالت اپنی سردار کی دیکھی تو اپنی زبان میں چیختی ہوئی بھاگ گئیں۔ عنبر پھر تیزی سے نیچے جا رہا تھا۔ لیکن جلدی ہی تہ سے سمندری مگرمچھ اپنے جبڑے کھولے اس کی طرف بڑھا اور اُسے نگل گیا۔ عنبر اس مگرمچھ کے پیٹ میں پہنچ گیا۔ اندر جا کر اس نے موتی کو نکال کر اس کے پیٹ والے حصے پر رگڑا تو مگرمچھ کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ اس زور سے تڑپا کہ عنبر اس کے پیٹ سے باہر کافی دور جا گرا۔ عنبر نے پھر اپنا سفر جاری رکھا۔ وہ حیرت سے سمندر کے پانیوں میں عجیب و غریب قسم کی مخلوق دیکھتا نیچے جا رہا تھا۔ قسم قسم کے جانور اور عجیب و غریب مچھلیاں۔ اچانک عنبر کو محسوس ہوا کہ اس کا سارا جسم کسی نے رسیوں سے جکڑ لیا ہے۔ اس نے دیکھا ایک سمندری تندوا، اسے اپنی کئی ٹانگوں میں جکڑے اپنا مُونہہ اس کا خون پینے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔ عنبر نے زور لگا کر اس کی ٹانگوں کو کچے دھاگے کی طرح توڑ دیا اور اس کے جبڑے میں ہاتھ ڈال کر اسے چیر کے رکھ دیا۔ اب وہ تیزی سے بغیر کسی مزاحمت

کے نیچے جا رہا تھا۔ اس نے پانی میں تیرتا ہوا ایک نہایت خوبصورت محل دیکھا اور وہ جلدی سے اس کے دروازہ سے اندر داخل ہوگیا۔ یہ عجیب وغریب محل موتیوں سے جگمگا رہا تھا۔ محل میں جاکر اس نے عجیب وغریب مخلوق دیکھی جن کا اوپر کا دھڑ کسی گینڈے کا اور نیچے کا دھڑ آدمی کا تھا۔ وہ ہاتھوں میں عجیب وغریب قسم کے تیز دھار والے ہتھیار پکڑے کھڑے تھے۔ انہوں نے جب ایک انسان کو محل میں آتے دیکھا تو لپک کر اس کی طرف گئے اور اپنے ہتھیاروں سے حملہ کردیا، لیکن ہتھیار بھی کارگر ثابت نہ ہوا۔ یہ ہتھیار عنبر کے جسم پر پڑ کر ٹوٹ جاتے۔ اور حیرت سے اس پتھر کے بنے انسان کو پہلی مرتبہ دیکھ رہے تھے جلد ہی عنبر نے ان کے ہتھیار چھین کر ان کا قتل عام کردیا اور وہ ان کو قتل کرتا، ان سے لڑتا ہوا دربار میں پہنچ گیا۔ یہاں بالکل سناٹا تھا کوئی بھی موجود نہ تھا۔ اس نے دیکھا دیواروں سے کئی عدد رنگین اور خوبصورت پرندے پنجروں میں بند پھڑ پھڑا رہے ہیں۔ عنبر جلدی سے ان کے قریب گیا اور کہا "میں کالے پہاڑ کا باسی ہوں"۔ ان میں سے ایک پرندے نے جواب دیا خوش آمدید۔ عنبر جلدی سے اس پرندے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ ایک گرجدار آواز نے اس کے قدم روک دیئے۔ اس نے ہاتھی کے جسم سے گینڈے کا سر اور کئی ہاتھوں والا ایک انسان دیکھا جس کے جسم سے کئی سونڈیں جھول رہی تھی۔ عنبر نے سمجھ لیا یہی ناگولہ ہے۔ اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ہتھیار سے اس پر حملہ کر دیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ تلوار اس تک پہنچے وہ دو ٹکڑے ہو گئی۔ پھر ناگولہ نے قہر سے عنبر کی طرف دیکھا، ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ پرندہ بن کر ایک سنہری پنجرے

اس کے ہاتھ آگیا۔ اس نے قہقہہ لگا کر پرندے کی طرف دیکھا اور کہا جاؤ اس دیوار سے لگ جاؤ۔ پنجرہ اڑ کر دیوار میں لگے ہوئے ایک کیل سے لٹک گیا۔

ناگ اور ماریا دونوں تیزی سے اڑتے ہوئے کالے جزیرے کی طرف آرہے تھے۔ ناگ ایک پرندہ بن کر کالے جزیرے پر اتر گیا اور ماریا کا انتظار کرنے لگا۔ جو اس رفتار سے نہ اڑ سکتی تھی جس سے ناگ اڑ سکتا تھا۔ ناگ نے اس جزیرے کی سیر کرنے کی ٹھان لی۔ وہ چل پھر کر اس جزیرے کی سیر کرنی چاہتا تھا۔ چلتے چلتے ناگ نے اپنے ہم نسل کسی ناگ کی خوشبو محسوس کی وہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ اسے ایک موٹا سا ناگ اس کی بو سونگھ کر اس طرف آتا دکھائی دیا جو اپنے سردار کے دیدار کے لیے آیا تھا۔ آتے ہی اس نے اپنا پھن جھکا کر سلام کیا اور جھک کر کہا:۔ اے ہمارے عظیم بادشاہ تو میرے علاقے میں تشریف لایا ہے۔ مجھے حکم کر کہ میں تیری کیا خدمت بجالاؤں۔ یہ سانپ سمندری سانپ تھا جو سمندر کے پانی میں بنے پہاڑوں کی کھوہ میں رہتا تھا۔ تب ناگ نے اس سے کہا تو اس کالے سمندر کا رہنے والا ہے، مجھے اس سمندر کے بادشاہ ناگولہ جادوگر کے متعلق کچھ بتا۔ سانپ نے اپنی زبان میں جواب دیا۔ اے میری قوم کے سردار ناگولہ سات سمندروں کا بادشاہ ہے۔ طاقت اور جادو میں اس کا کوئی ثانی نہیں۔ میں بھی اس کی رعایا ہوں اور اس کی اجازت سے یہاں کئی سالوں سے رہ رہا ہوں۔ سمندر کی معمولی مچھلی سے لے کر بڑے بڑے گھڑیال، مگرمچھ، تیندوے اور ہزاروں قسم کی خوفناک بلائیں اس کی تابعدار ہیں اور اس کا حکم مانتی ہیں۔ ناگ نے کہا کیا تو بتا سکتا ہے کہ اسے کیسے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ ناگ نے چاروں طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا کوئی

موجود نہ تھا۔ اس نے سرگوشی میں نہایت رازداری سے کہا۔ میں ناگولہ سے غداری
کرسکتا ہوں لیکن اے میرے بادشاہ تیرے سامنے جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کر
سکتا۔ دھیان سے سن ناگولہ کی جان اس کے گلے میں پڑے سونے کے ہار میں
پروئی ہوئی ڈبیہ ہے۔ اس کے اندر ایک سنہری چابی ہے۔ یہ چابی پاتال میں بنے
ہوئے ایک تہ خانے کی ہے جہاں ایک بہت ہی طاقتور گوریلا بند ہے۔ اس میں
ناگولہ کی جان ہے۔ اگر کوئی اسے مار ڈالے تو ناگولہ کا سارا طلسم اور وہ خود ختم
ہوجائے گا۔ لیکن یہ بہت مشکل کام ہے۔ ناگ نے کہا بس تمہارے یہی خدمت
کافی ہے۔ اب تم جاؤ۔ سانپ تعظیم میں جھکا اور ایک طرف چلا گیا۔ اب ناگ
کو ماریا کی خوشبو آنے لگی تھی۔ اس نے کہا ماریا بہن کیا تم آگئی ہو۔ ماریا نے کہا نہ
صرف آگئی ہوں بلکہ سب کچھ سن بھی لیا ہے۔ ناگ نے کہا۔ یہاں کے
سانپ نے جو کچھ بتایا ہے اُس کے حساب سے ناگولہ تک پہنچنا ہی مشکل
ہے۔ میں نے ابھی ابھی ایک ترکیب سوچی ہے۔ ماریا نے کہا تو بھائی
جلدی بتاؤ۔ ناگ نے کہا کیوں نہ ہم یہاں کے سمندری سانپ سے مدد
لیں، اور اس بڑے سانپ کے پیٹ میں داخل ہوکر جاتے ہیں اور اسے
کہتے ہیں کہ جہاں تک اس کی طاقت ہے ہمیں پہنچا دے، آگے کے
خطرات سے ہم نپٹ لیں گے۔ ماریا نے تعریف کرتے ہوئے کہا ترکیب
تو اچھی ہے، مگر وہ تو واپس جاچکا ہے۔ ناگ نے کہا کوئی بات نہیں میرے
ایک اشارے پر وہ پھر واپس آجائے گا۔ میں اپنا پیغام ہوا کی لہروں کے
ذریعے اسے پہنچا دوں گا۔ وہ زیادہ دور نہیں گیا ہوگا۔ پھر ناگ نے ہوا

میں اپنے منہ سے سانپ کی طرح سیٹیاں نکالنی شروع کر دیں۔ تھوڑی ہی
دیر کے بعد اسے واپس پیغام مل گیا کہ میرے آقا آپ نے مجھے یاد کیا، میں
آرہا ہوں۔ ناگ نے یہی پیغام ماریا کے سامنے دہرا دیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر
گزری تھی کہ سانپ جلدی جلدی پھنکارتا ہوا پہنچ گیا۔ اس نے آتے ہی کہا کیا
حکم ہے میرے آقا۔ ناگ نے اپنی زبان میں سب کچھ اسے سمجھا دیا۔ سانپ
نے منہ کھول دیا۔ ناگ اور ماریا دونوں اس غار نما منہ میں داخل ہو گئے اور وہ
راستے کے تمام خطرات کو پیچھے چھوڑتا ہوا ناگولہ کے محل سے تھوڑی دور رُک
گیا اور اپنی مخصوص زبان میں ناگ سے کہا۔ ناگولہ کا محل سامنے ہے میرے آقا۔
میری طاقت کی حد یہاں ختم ہوجاتی ہے۔ آگے بڑھا تو ناگولہ کے غضب کا
کا نشانہ بن جاؤں گا۔ یہ کہہ کر ایک طرف اس نے منہ کھول دیا۔ ناگ اور
ماریا دونوں باہر آگئے۔ ناگ نے باہر آتے ہی مکھی کا روپ دھار لیا۔
ماریا ویسے ہی کسی کو نظر نہیں آسکتی تھی۔ لہٰذا دونوں محل کے صدر دروازہ
تک پہنچ گئے۔ جہاں عجیب الخلقت قسم کے سپاہی جن پہرہ دے رہے
تھے۔ ناگ مکھی بن کر ان کے درمیان سے گزر گیا، اور ماریا ویسے ہی اندر
داخل ہوگئی۔

ناگ نے جو مکھی کے روپ میں تھا، ماریا سے کہا بہن ہم دونوں کو کوشش
کرنی چاہیے کہ ہم پر ناگولہ کی نظر نہ پڑے وہ بہت بڑا جادوگر ہے فوراً ہمیں
پہچان لے گا۔ بہتر یہی ہے کہ ہم دن کے وقت کہیں چھپ کر رات کا انتظار
کریں۔ رات کو جب ناگولہ سو جائے گا تو ہم کوشش کریں گے کہ اس کے گلے

سے چابی حاصل کریں۔ ماریا کو یہ ترکیب بہت پسند آئی اور اس نے کہا ٹھیک ہے۔ دونوں چھپنے کی جگہ تلاش کرتے ہوئے دربار کے ہال میں داخل ہو گئے جہاں مختلف جانور پنجروں میں بند تھے۔ ماریا نے کہا کتنے خوبصورت جانور ہیں ناگ نے کہا، جادونگری ہے۔ پھر اس نے ایک بڑے سیب کو دیکھ کر کہا یہ شاید ناگولہ کا تخت ہے کیوں نہ ہم اس کے نیچے چھپ جائیں ماریا نے کہا ٹھیک ہے بھائی مجھے عنبر کی خوشبو آ رہی ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ بھائی عنبر یہیں کہیں قید ہے، وہ بار بار پرندوں کے پنجروں کے پاس جاتے۔ انہیں کیا خبر عنبر پرندہ بنا ہوا سب کچھ دیکھ رہا ہے، عنبر نے بولنے کی کوشش کی لیکن اس کے موہنہ سے آواز نہ نکل سکی۔ اس کی طاقت سلب ہو چکی تھی اس حالت میں زلالہ دیوی کا موتی بھی بے کار تھا۔ وہ پنجرے میں پھڑپھڑا رہا تھا لیکن ناگ اور ماریا اس کی خوشبو ضرور محسوس کر رہے تھے اسے پہچان نہیں سکتے تھے بالآخر آہٹ سے چونک کر دونوں سیپ کے تخت کے نیچے چھپ گئے۔ جس کے سامنے دس بارہ اور اس سے چھوٹے سیپ پڑے تھے جس پر شاید درباری بیٹھتے تھے پھر ایک ایک کر کے عجیب شکل و صورت کی مخلوق آنا شروع ہو گئی اور ان سیپوں پر بیٹھتی گئی اور تمام سیپ کی کرسیاں پر ہو گئیں اب ناگولا ایک دروازے سے نمودار ہوا اس کے گلے میں زنجیر دیکھ کر ماریا اور ناگ نے محسوس کر لیا کہ یہی وہ زنجیر ہے جس کے ساتھ وہ ڈبیا ہے۔ جس میں تہہ خانے کی چابی ہے۔ دربار میں اجلاس شروع

ہوا اور ناگولا نے کہا کہ آپ لوگوں کو اس لیے مختلف اور نزدیک مقامات سے بلایا ہے کہ میری بہن کالے پہاڑوں کی ملکہ نے پیغام بھیجا ہے کہ اس کے ہاتھ آئے ہوئے چند قیدی جن کے پاس دیوتاؤں کی طاقت ہے اور جو اسے قتل کرنے آئے تھے۔ اس کی قید سے فرار ہو گئے ہیں۔ اور میری سلطنت میں داخل ہو گئے ہیں تاکہ مجھے اور میری بہن کو ہلاک کر سکیں۔ لہٰذا تمام سمندروں کے عہدے داروں کو یہاں اسی لیے اکٹھا کیا ہے کہ انہیں اس خطرے سے آگاہ کر دیں۔ آپ لوگ اپنے اپنے علاقے میں اس کی تلاش کریں اور گرفتار کر کے میرے حضور پیش کر دیں۔ سب نے اپنے اپنے ہتھیار اٹھا کر بادشاہ کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ اس کے بعد دعوت شروع ہو گئی۔ کئی سالم ہاتھی اور گینڈے بھنے ہوئے ان کے سامنے پیش کیے گئے اور انہوں نے گوشت کاٹ کاٹ کر کھانا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے جانور چٹ کر گئے۔ تب ناگولا نے تالی بجائی۔ ایک دروازے سے پچاس کے قریب عورتوں کی شکل اور مچھلی کے دھڑ والی جل پریاں اپنے ہاتھوں میں سیپوں اور گونگوں کے ساز لے کر آ گئیں اور ناچ گانا شروع ہو گیا۔ وہ سماں بندھا کہ اندر سبھا کو بھی مات کر دیا ناگ اور ماریا تخت کے نیچے بیٹھے سب کچھ دیکھ اور سن رہے تھے۔ آخر رات کے پچھلے پہر محفل برخاست ہوئی اور سب عہدے دار وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ناگولا بھی اٹھا اور ایک کمرے میں داخل ہو گیا

جہاں ایک بہت بڑے سیپ کا پلنگ پڑا تھا، ناگولا اس پر لیٹ گیا اور خراٹے لینے لگا۔ کافی انتظار کے بعد ناگ اور ماریا دونوں تخت کے نیچے سے نکلے اور ناگولا کے کمرے کی طرف روانہ ہو گئے۔ ناگولا بڑے زور زور سے خراٹے لے رہا تھا۔ ناگ مکھی بن کر اندر داخل ہو گیا اور ماریا ایک آڑ میں کھڑی ہو گئی مکھی اڑ کر ناگولا کے جسم پر جا بیٹھی دراصل ناگ دیکھنا چاہتا تھا کہ ناگولا اگر سو رہا ہو تو کوئی جادوی طاقت تو جاگ کر اس کی حفاظت نہیں کرتی۔ وہ اطمینان سے بیٹھا رہا لیکن کوئی واقعہ بھی ظہور نہیں نہیں آیا۔ اب ناگ نے اپنی انسانی شکل اختیار کی اور آہستہ سے زنجیر میں لگی ڈبیا کو باہر نکال لیا اور آرام سے اسے کھول کر چابی نکالی اور دوبارہ اسے بند کر کے اسے اپنی اصلی جگہ پر رکھ دیا۔ وہ ڈر رہے تھے کہ نہ جانے یہ کام آسانی سے ہو بھی سکے گا یا نہیں ناگ نے چابی لی اور ماریا کے پاس آیا اور کہا بہن ماریا ہمیں دن چڑھنے سے پہلے پہلے یہ سب کچھ کرنا ہے۔ میں مچھلی بن رہا ہوں۔ وہیل مچھلی۔ تم آرام سے میرے پیٹ میں آجاؤ۔ ہمیں سمندر کی تہہ میں پہنچنا ہے ناگ مچھلی بنا اور ماریا اس کے منہ کے راستے پیٹ میں چلی گئی اور ناگ نے تیزی سے پانی میں اپنے جسم کو ڈال لیا اور پاتال کی طرف سفر کرنے لگے کوئی دو گھنٹے بہت تیزی سے یہ سفر جاری رہا۔ راستے میں کئی بلائیں ملیں لیکن ناگ کو وہیل مچھلی سمجھ کر کسی نے مداخلت نہ کی ویسے بھی رات کا وقت تھا اور زیادہ تر دنیا کی طرح سمندری مخلوق بھی رات

کو آرام کر رہی تھی، جلدی ہی ناگ کا جسم زمین کو چھونے لگا۔ اب اُن کو پاتال میں تہہ خانے کی تلاش تھی تھوڑی سی کوشش کے بعد انہیں وہ دروازہ بھی مل گیا۔ اب ناگ نے آدمی کا روپ دھار لیا چلتے وقت ماریا اپنے ساتھ ان لوگوں کی دو تیز تلواریں اٹھا لائی تھی جس سے گوشت کاٹ کاٹ کر انہوں نے کھایا تھا، دونوں نے ہاتھ میں ایک ایک تلوار پکڑی اور تہہ خانے کا دروازہ جس میں ایک بڑا سا تالا لگا ہوا تھا۔ اس میں فولاد کی یہ تلوار اڑ کر پوری قوت سے توڑ ڈالا نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ جو نہی ناگ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا وہ کانپنا شروع ہو گئی۔ دیواروں سے چیخ و پکار کی آوازیں آنے لگیں اور اندر گینڈے نما جانور کی پھنکاریں سنائی دینے لگی۔ جو زمین پر غصے سے اپنے کھر مار رہا تھا۔ ناگ نے کہا کہ اب رکنے کا وقت نہیں ماریا بہن جلدی کرو، میرا خیال ہے کہ ناگولا تک جادو کے ذریعے یہ اطلاع پہنچ گئی ہو گی۔ دونوں جلدی جلدی ساری سیڑھیاں اتر گئے۔ اندر ہاتھی کے جسم والا نہایت خونخوار اور طاقتور گینڈا اپنے نوکیلے سینگ سے زمین کھودتے ہوئے نظر آیا۔ دونوں نے ایک ساتھ اپنی تلوار سے اس پر وار کر دیا۔ پھر ایک منٹ کے لیے بھی ان کا ہاتھ نہ رکا خون کا دریا بہہ نکلا، چیخ و پکار سے کان پڑی آواز نہ سنائی دے رہی تھی بار بار زلزلے کے جھٹکے محسوس ہو رہے تھے۔ لیکن ناگ اور ماریا کو پتہ تھا کہ اگر ایک منٹ بھی ہاتھ رک گیا تو کام بگڑ جائے گا۔ اور وہ

یعنی ناگولا یہاں پہنچ جائے گا۔ آخر گینڈا زمین پر تڑپنے لگا اور تڑپ تڑپ کر اس نے دم توڑ دیا۔ اب گینڈے کی جگہ ان کے قدموں میں ناگولا کی لاش پڑی تھی۔

دوسری طرف ناگولا کے مرتے ہی تمام پرندے اپنی اصلی شکل میں آکر انسان بن گئے کیونکہ جادو کا اثر ختم ہو چکا تھا۔ صرف ایک پرندہ ہی باقی پنجرے میں رہ گیا تھا جس میں کالے پہاڑوں کی چڑیل کی جان تھی عنبر نے اپنی شکل میں آتے ہی سب سے پہلے وہ پنجرہ کھول کر پرندے کو باہر نکالا اور اس کی ٹانگیں چیر ڈالیں۔ پھر زور کا طوفان اٹھا اور محل کی بجائے پانی ہی پانی ہو گیا۔ جادو کے ختم ہوتے ہی ہر چیز ختم ہو گئی اور ایک لہر تیزی سے عنبر کو بہا کر لے گئی۔ ایسا ہی ماریا اور ناگ کے ساتھ ہوا۔ تہہ خانہ وغیرہ تمام غائب ہو گیا اور لہریں انہیں سوکھے تنکے کی طرح بہا کر اپنے ساتھ لے گئیں۔ ہر طرف پانی ہی پانی تھا۔ اسی طرح کالے پہاڑ کے دامن والا شہر چڑیل کے مرتے ہی پھر آباد ہو گیا۔ پھلوں میں قید تمام مخلوق آزاد ہو چکی تھی اور اپنے رب کا شکر ادا کر رہی تھی جس نے اس ظالم جادوگرنی سے انہیں نجات دلائی تھی۔ اور ان نجات دہندہ کے حق میں بھی دعا کر رہے تھے جن کی کوشش سے انہیں دوبارہ زندگی ملی تھی، ظلم و ستم کا انجام آخر تباہی اور بربادی پر ہی ہوتا ہے۔ وہ تمام درخت پھر سے مکانوں میں تبدیل ہو چکے تھے اور وہ خوشی خوشی اپنے گھروں کو لوٹ

آئے تھے۔ شہر کی مسجدوں سے بھی اذانوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں تھیں اور بازاروں میں پھر رونق آگئی تھی۔

ادھم پور کا راجا اپنے کیے کا پھل پا رہا تھا۔ اس کی زندگی مردوں سے بہتر ہو چکی تھی اور اس کے جسم کے چھالوں نے اس کے سارے کس بل نکال دیے تھے۔ وہ مرنے کے لیے دعائیں مانگتا مگر اس کی زندگی اور بڑھ جاتی۔ دور دور سے رشی۔ منی۔ وید حکیم آتے لیکن کسی کے پاس اس کوڑھ کا علاج نہ تھا۔ پھر خدا کے عذاب سے کون کسی کو بچا سکتا ہے اپنے ظلم ایک ایک کر کے اسے یاد آتے اور وہ چیخیں مار مار کر روتا۔ اس نے کئی گودیں ویران اور کئی سہاگنوں کے سہاگ اپنا بدلہ لینے کے لیے لوٹے تھے۔ سینکڑوں گھروں کے چراغ بجھا دیئے تھے۔ وہ اپنے کیے پر بے حد نادم تھا۔ وہ اپنے خدا سے دن رات اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہتا تھا۔ اس نے اپنے خزانوں کے منہ غریبوں اور مسکینوں پر کھول دیے تھے۔ اپنی مہارانی جو اسے ہمیشہ برائی سے روکا کرتی تھی۔ اسے دوبارہ آشرم سے محل میں بلوا لیا تھا اور آج بھی اس کے پاس بیٹھا اپنے گناہوں کا اعتراف کر رہا تھا اور پچھتا رہا تھا کہ اس نے کیوں رانی کی باتوں پر غور کیا۔ تکبر اور غرور نے اسے اس حال کو پہنچا دیا۔ رانی کے کہنے پر ہی انصاف کے لیے دن رات اس محل کے دروازے کھول دیے گئے تھے۔ ہر خاص و عام کو اجازت تھی کہ کسی بھی وقت آکر انصاف کے لیے راجا کا دروازہ کھٹکھٹا سکتا ہے۔ بے سہارا اور محتاج لوگوں

کے بیلے آشرم کھول دیے گئے تھے۔

دوسری طرف مہاراجہ کالی چرن اپنی ایک بھول کی سزا بھگت رہا تھا۔ ساری عمر اچھائیاں کرتے کرتے صرف ایک دفعہ ہی بدلے کا خیال اس کو بھی لے ڈوبا تھا اور خدائی قہر کی صورت بگرام جادوگر اس کے محل میں بیٹھا دن رات شادی کا مطالبہ کر رہا تھا۔ راجکماری لیشودہا کی بیماری نے اسے سوکھ کر کانٹا بنا دیا تھا۔ وہ اسی اُمید پر زندہ تھی کہ ایک روز شیوجی بھگوان حضور اس کی مدد کو آئیں گے اور اس ظالم جادوگر سے اسے نجات دلائیں گے، کالی چرن نے تمام دھن دولت یہاں تک اپنی سلطنت تک بگرام کو دینے کا وعدہ کر لیا صرف اس بات کے لیے کہ وہ اپنا مطالبہ واپس لے کر لیشودھا سے شادی کرنے کا خیال چھوڑ دے لیکن بگرام نے حقارت سے سب چیزوں کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ میں زیادہ انتظار نہیں کر سکتا۔ یا تو شادی جلدی سے کر دو ورنہ میں تیری سلطنت اور تجھے سب کو تباہ و برباد کر کے رکھ دوں گا۔ میں زبردستی تیری بیٹی کو چھین کر لے جاؤنگا۔ مہارانی نے بھی ہاتھ جوڑ جوڑ کر اس سے اپنی ماتا کے لیے بھیک مانگی مگر ظالم کے دل میں رحم کہاں سے آسکتا ہے۔ جس دل میں رحم ہوتا ہے وہ ظلم نہیں کر سکتا۔ کالی چرن اپنے آپ کو جوالامکھی کے دہانے پر محسوس کر رہا تھا وہ ڈر رہا تھا کہ اگر یہ شادی کر دی تو بیٹی مرجائے گی اور اگر شادی نہ کی تو بربادی اس کا مقدر بن جائے گی بگرام جوالامکھی پہاڑ کی طرح غصے میں پھٹ جائے گا اور اس کی سلطنت بگرام

کے غصے کی آگ میں جل کر راکھ ہو جائے گی۔ اس کی صرف ایک ہی بیٹی تھی اور وہ سلطنت کے لیے اس کا سودا نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیشودھا ہی نہ رہی تو سلطنت کو بچا کر کیا کرے گا۔ وہ دن رات انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔ ادھر لیشودھا کی ماں کو کسی پل چین نہیں تھا، وہ سوچتی لوگ جس دھن، دولت اور سلطنت کے لیے ترستے ہیں۔ کاش دیکھ سکیں کہ یہ چیزیں کیسے عفریت بن کر انسان کو لپٹ جاتیں ہیں۔ وہ انسان کتنا سکھی ہے جو اپنی نیند سوتا اور اپنی نیند جاگتا ہے۔ اسے نہ لٹ جانے کا ڈر ہے اور نہ جان چلی جانے کا خوف، کاش اس کے پاس کچھ نہ ہوتا وہ بھی عام آدمیوں کی طرح اپنی بیٹی کا بیاہ رچاتی۔ اس کے ہاتھوں میں مہندی لگاتی۔ سہاگ کے گیت گاتی اور نیک تمناؤں اور دعاؤں کے ساتھ اپنی بیٹی کو بدیا کرتی۔

بگڑم سے مقابلہ

کالے سمندر کے پانی نے تینوں عنبر، ناگ اور ماریا کو علیحدہ علیحدہ خشکی پر پھینک دیا۔ عنبر کو جب ہوش آیا تو سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ اُس نے آنکھیں کھول کر دیکھا وہ ایک ویران جگہ زمین پر پڑا تھا، اور تھوڑی دور سمندر کی لہریں چنگھاڑتی ہوئیں ساحل کے پتھروں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس جا رہی تھیں۔ عنبر اُٹھ کر قریب ہی ایک چھوٹی سی پہاڑی کی طرف چل دیا در اصل وہ پہاڑی پر چڑھ کر قریبی شہر کو دیکھنا چاہتا تھا کہ اس ویرانی کے پاس شہر کتنی دور ہے۔ جب وہ پہاڑی کے دامن پر پہنچا تو اُس نے دیکھا ایک بڑا سا پتھر پہاڑی سے لڑھکتا ہوا آیا اور نیچے آتے ہی شکستہ ہو گیا۔ اُس میں سے ایک سانپ نکل کر جھاڑیوں کی طرف بھاگا لیکن جلدی ہی ایک نیولہ کسی طرف سے اس پر جھپٹ پڑا۔ دونوں کی لڑائی ہوئی۔ سانپ پرندہ بن کر آسمان کی طرف اُڑ گیا تو نیولہ باز بن کر اس کے پیچھے ہی پرواز کر گیا اور تھوڑی ہی دور جا کر پرندے پر جھپٹ پڑا۔ پرندے نے زمین کی طرف غوطہ مارا اور بلّی بن گیا۔ جونہی باز قریب آیا بلّی نے اس پر حملہ کر دیا۔ باز نے جلدی سے شیر کا روپ دھار لیا اور بلّی پر اپنا پنجہ مارا۔ بلّی لوٹ پوٹ کر ہاتھی بن گئی اور دونوں میں مقابلہ شروع ہو گیا۔ ہاتھی اپنی

سونڈ میں شیر کو لپیٹنا چاہتا تھا کہ اُسے اٹھا کر پتھر پر دے مارے مگر شیر بھی بڑا کائیاں تھا اور اس نے ہاتھی کو یہ موقع ہی نہ دیا اور ایک جست لگا کر اس کے منہ پر زوردار طمانچہ مارا۔ ہاتھی زور سے چنگھاڑا لیکن شیر نے اُسے سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا اور پے در پے اُسے تھپڑوں کی زد میں لے لیا۔ وہ تھپڑ مار کر جست لگا کر ہاتھی سے پرے ہٹ جاتا اور جب تک ہاتھی کی سونڈ اُس تک پہنچتی وہ پھرتی سے وار بچا جاتا۔ عنبر بڑی دلچسپی سے یہ لڑائی دیکھتا رہا۔ آخر ہاتھی نے ان حملوں سے بچنے کے لئے پھر ناگ کا روپ دھارا اور شیر پر اپنا پھن مار کر اپنے جسم کا زہر اُس میں اتار دے۔ شیر مور بن کر سامنے آگیا اور ناگ کو اپنے پنجوں اور چونچ سے رگید کر رکھ دیا۔ اس سے پہلے کہ مور سانپ کو ختم ہی کر دے جسے وہ اپنے پنجوں میں جکڑ چکا تھا، عنبر نے اپنا خنجر مور کی طرف پھینکا جو سیدھا اُس کے سینے میں پیوست ہو گیا اور ایک خوفناک چیخ کے ساتھ مور کا جسم ایک خوفناک بلا میں تبدیل ہو گیا جس نے تڑپ کر جان دے دی۔ تب زخمی سانپ نے لوٹ لگائی اور عنبر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں سانپ کی بجائے زخمی حالت میں ایک خوبصورت پری کھڑی تھی۔ پری نے عنبر کو بتایا کہ یہ دیو میرا دشمن تھا آج اس نے مجھے تنہا دیکھ کر مجھے مار ڈالنا چاہا لیکن تمہاری مدد سے میں بچ گئی ہوں۔ میں تمہاری مشکور ہوں۔ مجھے بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کروں۔ عنبر نے کہا اچھی پری مجھے تمہاری مدد کر کے بہت خوشی ہوتی ہے۔ کافی عرصہ ہوا میں راجا کالی چرن کے جسم کا کوڑھ ٹھیک کرنے کے لئے مجمر اور مقطوس جادوگر کی تلاش میں نکلا تھا لیکن حالات مجھے کہیں سے کہیں لئے پھرتے رہے۔ اب تم معلوم کر کے بتاؤ وہاں کا کیا حال ہے۔ پری غائب ہو گئی اور جلدی ہی لوٹ آئی اور اُس نے

بتایا راجا کالی چرن تو ٹھیک ہو چکا ہے لیکن آج کل وہ ایک دوسری مصیبت میں گرفتار ہے۔ بگڑم جادوگر اُسے مجبور کر رہا ہے کہ اُس کی شادی راجکماری لیشودھا سے کر دی جائے ورنہ وہ اُسے تباہ و برباد کر دے گا۔ راجکماری لیشودھا اس غم سے سخت بیمار ہے کیونکہ کالی چرن کے کہنے پر بگڑم جادوگر نے مہاراجہ اُدھم پور کو کوڑھ میں مبتلا کر دیا تھا اور یہ سودا طے پایا تھا کہ کالی چرن لیشودھا کی شادی اُس سے کر دے گا پھر عنبر نے کہا یہ بگڑم جادوگر کیا ہے۔ اس کے متعلق بھی کچھ بتاؤ۔ پری نے کہا اُس کے پاس بھی کتنی بدی کی طاقتیں ہیں۔ آج کل کالی چرن کے محل میں رہتا ہے لیکن اس کا اصل ٹھکانہ ریاست سے دور پہاڑوں میں ایک غار میں ہے اور اُسی ایک غار میں اُس کی جان پنجرے میں بند ایک شیر میں ہے۔ عنبر نے پری کا شکریہ ادا کیا۔ پری نے کہا تم نے مجھ سے کچھ انعام نہیں مانگا۔ عنبر نے کہا اچھی پری دنیا کی ہر چیز میرے لئے بیکار ہے۔ بھوک مجھے نہیں لگتی۔ موسموں کا اثر مجھ پر نہیں ہوتا۔ نیند مجھے نہیں آتی اور موت میرے مقدر میں نہیں۔ کتنی ہزار سال سے زندہ ہوں۔ اب تم ہی بتاؤ میں تم سے کیا مانگوں۔ پری نے حیرت سے عنبر کو دیکھا اور کہا پھر بھی میری یہ انگوٹھی اپنے پاس رکھ لو۔ کبھی ضرورت کے وقت یاد کر لینا۔ مجھے تمہاری خدمت کر کے خوشی ہو گی۔ عنبر نے انگوٹھی لے کر پہن لی اور پری غائب ہو گئی۔ اُس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر دیکھا زلالہ دیوی کا موتی تو سمندر میں ہی کہیں کھو گیا تھا اور وہ جلدی ہی کالی چرن کی مدد کے لئے جانا چاہتا تھا۔ دراصل اُسے راجکماری لیشودھا پر رحم آ رہا تھا جس کی معصوم جوانی اس بھیڑیئے بگڑم کی نذر ہو رہی تھی۔ اُس نے سوچا مجھے پہلے بگڑم کی زندگی کا چراغ گل کرنا چاہیئے جس کی وجہ سے دونوں ریاستیں مصیبت میں مبتلا ہیں۔ مہاراج اُدھم پور

کوڑھ میں اور کالی چرن اپنی غلطی کی وجہ سے۔ عنبر نے سوچا عام حالت میں وہاں تک پہنچنے کے لئے ایک مہینہ درکار ہے اور ایک مہینے میں دنیا کہاں سے کہاں پہنچ جائے گی۔ ہو سکتا ہے لیشودھا ہی خودکشی کر لے۔ اُس نے پری والی انگوٹھی پر نگاہ ڈالی اور کہا اچھی پری مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ جس درخت کے نیچے وہ کھڑا تھا اُس کا پھول جھڑ کر زمین پر گرا اور وہ پری بن گیا۔ عنبر حیران ہو گیا۔ پری مسکرائی اور کہنے لگی میں تم سے دور تو نہیں تھی۔ دراصل یہ پھولوں والا درخت ہی ہمارا گھر ہے۔ اس زمین پر ہماری حکومت ہے۔ میرے سارے بہن بھائی پھول بن کر اس درخت پر رہتے ہیں تم بتاؤ مجھے کیوں یاد کیا ہے۔ عنبر نے کہا اچھی پری مجھے کالی چرن کے شہر میں پہنچا دو۔ پری نے کہا آنکھیں بند کر کے مجھے اپنا ہاتھ پکڑا دو اور جب تک میں نہ کہوں آنکھیں نہ کھولنا۔ عنبر نے آنکھیں بند کر کے اپنا ہاتھ پری کے ہاتھ میں دے دیا۔ اُسے محسوس ہوا جیسے زمین تیزی سے اُس کے قدموں تلے دوڑ رہی ہے بہت تیزی سے اور پھر اچانک ایک جھٹکے کے ساتھ زمین رُک گئی اور پری کی مترنم آواز اس کے کانوں میں آئی اب آنکھیں کھول لو۔ تم اپنی منزل پہ پہنچ گئے ہو۔ عنبر نے آنکھیں کھول کر دیکھا وہ محل کے قریب ہی کھڑا تھا اور پری اُسے چھوڑ کر غائب ہو چکی تھی۔ اب رات ہو چکی تھی ریاست کے بازاروں میں دکانیں تقریباً بند ہو چکی تھیں۔ اس نے محل کی طرف دیکھا صدر دروازے پر سخت پہرہ تھا وہ لیشودھا کی خواب گاہ سے واقف تھا۔ وہ محل کے پچھلی طرف جا نکلا۔ محل کی دیوار کے پاس ہی ایک بڑ کا درخت تھا۔ عنبر اس پر چڑھ گیا اور اس نے محل کے باغ میں چھلانگ لگا دی۔ وہ چھپتا چھپاتا باغ کو پار کر کے محل کے حصے کی طرف روانہ ہو گیا اور ایک ستون کی آڑ میں کھڑا ہو گیا کیونکہ اندر جانے

والے راستے پر پہرہ تھا۔ اس نے دیکھا پہرے دار اُونگھ رہا تھا۔ وہ دبے پاؤں اس کی طرف بڑھا اور ایک جست لگا کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھا اور اُسے کھینچتا ہوا آڑ میں لے آیا۔ پھر اس نے پہرے دار کے کپڑے اتار کر پہنے اور آرام سے محل میں داخل ہو گیا۔ شہزادی کا کمرہ نزدیک ہی تھا اور وہاں روشنی ہو رہی تھی اس نے جھانک کر دیکھا یشودھا شیوجی کے بت کے سامنے قدموں میں بیٹھی رو رو کر کہہ رہی تھی اے میرے دیوتا تم نے اس داسی کو بھلا دیا۔ تمہاری مہربانی سے میرے پتا کا کوڑھ ٹھیک ہو گیا۔ اب اس بپتا میں بھی تم میرے کام آؤ۔ لیکن تم نے تو اس داسی کو بھلا ہی دیا۔ پھر اُس نے کہا میری وجہ سے میرے ماتا پتا سب پریشان ہیں اور جادوگر سے مجبور ہو گئے ہیں کہ میری شادی اس کے ساتھ کر دیں۔ یہ ساری مصیبت کی جڑ میں ہوں۔ میں ہیرا چاٹ کر اپنی زندگی تمہارے چرنوں کی بھینٹ دینے لگی ہوں اسے سویکار کر لینا۔ عنبر کو شرارت سوجھی وہ چھپ کر کمرے میں داخل ہوا اور ٹھیک شیوجی کی مورتی کے پیچھے چھُپ گیا۔ راجکماری اپنے ہی خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی اُسے علم بھی نہ ہو سکا کسی آہٹ کا۔ اُس کے دل میں تو ہزار دل طوفان آئے ہوئے تھے پھر بھلا معمولی آہٹ کا اُسے کیا علم ہو سکتا تھا۔ اس سے پہلے کہ یشودھا انگوٹھی کا ہیرا نگل جائے عنبر جلدی سے مورتی کے پیچھے نکل کر سامنے آ گیا اور راجکماری کا ہاتھ پکڑ لیا۔ راج کماری نے چونک کر دیکھا عنبر سامنے کھڑا تھا۔ یشودھا کا زرد چہرہ خوشی سے سُرخ ہو گیا۔ اُس نے کہا میرے دیوتا۔ عنبر نے جلدی سے اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا راجکماری ذرا آہستہ بولو مجھے سارے حالات کا علم ہے تم فکر نہ کرو اور اپنے ماں باپ سے

کہہ دو بالکل نہ گھبرائیں وہ شادی کے لئے کہتا ہے تو راجا سے کہو بگڑام سے تمہاری شادی طے کر دے۔ مجھے صرف دو دن کی مہلت درکار ہے پھر تم تماشہ دیکھ لینا کہ اس ظالم جادوگر کا کیا انجام ہوتا ہے۔ یشودھا نے قدموں میں گر کر کہا مجھے وشواش ہے میرے دیوتا۔ اب مجھے کوئی فکر نہیں میرا دیوتا آ گیا ہے۔

دوسرے دن بگڑام نے پھر اصرار کیا کہ شادی جلد ہونی چاہیئے اور راجا کو اپنا وعدہ یاد دلایا۔ راجا نے سر جھکا دیا اور رانی بھی غمگین ہو گئی کہ دروازے سے یشودھا نکل کر سامنے آ گئی۔ سب حیران رہ گئے۔ تب یشودھا نے کہا پتا جی وعدے کا پالن نہ کرنا، راجا کو شوبھا نہیں دیتا۔ دنیا کیا کہے گی کالی چرن مہاراج زبان سے پھر گئے ہیں۔ آپ بگڑام مہاراج کی بات مان لیں میں اس شادی سے راضی ہوں۔ سب حیران ہو کر یشودھا کا منہ دیکھنے لگے لیکن بگڑام کی تو باچھیاں کھل گئیں اور اس نے مہاراج سے کہا اب تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ آج سے ٹھیک دو دن بعد مہورت اچھا ہے اسی روز شادی ہو جانی چاہیئے۔ اسی میں سب کی بھلائی ہے۔ میرے قہر کو آواز نہ دو کالی چرن۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اب بھی ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔ جب راجکماری ہی راضی ہے تو پھر تمہیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ میں ٹھیک دو دن بعد ٹھاٹ باٹ سے بارات لے کر آؤں گا اور اب کوئی عذر نہیں سنوں گا۔ بگڑام کہہ کر چلا گیا تو دونوں ماں باپ راج کماری کے کمرے میں چلے گئے جہاں راج کماری بڑے اطمینان سے لیٹی تھی۔ ماں باپ کو آتا دیکھ کر اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ باپ نے کہا یہ تم نے کیا کیا بیٹی، اپنا جیون بلیدان کر دیا۔ باپ

کی غلطی کی اتنی بڑی قربانی دے ڈالی۔ کاش مجھے موت آجاتی۔ ماں نے کہا ہم تمہیں جیتے جی کیسے نرگ میں ڈال دیں۔ میری ممتا تو انگاروں پر لوٹ رہی ہے راجکماری نے کہا آپ دونوں کے جذبات اور پیار و محبت کا مجھے علم ہے ماں۔ سارے گھر کی بربادی سے بہتر ہے میں ہی قربان ہو جاؤں۔ مگر ہم وہ بلا ہے جس سے پیچھا چھڑانا آپ کا اور پتاجی کا بہت مشکل ہے۔ آپ لوگ بھگوان پر بھروسہ رکھیں وہ ضرور ہماری مدد کریں گے۔ آپ شادی کی تیاری کریں میرے بھگوان کی اگر یہی مرضی ہے تو میں اس کے سامنے سر جھکا دینا ہی اپنا دھرم سمجھتی ہوں۔ ماں اور باپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اُس نے کہا اچھا بیٹی ہم نصیبوں کا لکھا کیسے مٹا سکتے ہیں۔

O

ناگ سمندر کے کنارے ریت پر پڑا سوچ رہا تھا کہ نہ تو عنبر ہی سے ملاقات ہوئی اور نہ ہی اب ماریا بہن کا کچھ پتہ ہے کیوں نہ چند دنوں کے لئے اپنے باپ دادا کے ملک مصر میں چلا جاؤں۔ اس زندگی کی ابتداء اسی جگہ سے ہوئی تھی۔ چند روز فرعونوں کے مقبروں میں جا کر آرام کر لوں وہاں سے اپنے باپ دادا کی خوشبو تو آتی رہے گی۔ مصر کی ہواؤں میں آج بھی فرعونوں کی خوشبو رچی بسی ہوئی ہے جہاں پر انہوں نے کتنی سال خدائی کی، اور آج بھی اُن کے مقبرے فخر سے سر بلند کئے اُس سرزمین پر کھڑے ہیں

یہ سوچ کر وہ پرندہ بن کر اڑا اور مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔

ماریا ایک سیپ کی کشتی میں بہتی ہوئی ساحل تک پہنچی۔ یہاں ایک گھنا جنگل سمندر کے ساتھ ساتھ دور تک چلا گیا تھا۔ وہ عنبر کے علاوہ اپنے بھائی ناگ سے بھی بچھڑ چکی تھی اور تنہائی محسوس کر رہی تھی، وہ کچھ دیر تو سمندر کی لہروں کو دیکھتی رہی جو اپنے ساتھ بہت سی سیپیاں اور گھونگے بہا کر لائیں اور انہیں ریت پر چھوڑ کر خود واپس چلی جاتیں۔ اُسے بھوک محسوس ہوئی تو اس نے سوچا جنگل کا رُخ کرنا چاہیئے شاید یہاں کوئی پھل دار درخت ہی مل جائے اور کچھ پیٹ پوجا بھی ہو جائے۔ یہ سوچ کر اُس نے جنگل کا رُخ کیا اور کافی دوڑ دھوپ کے بعد اُسے چند سیبوں کے درخت مل ہی گئے جنہیں توڑ کر اس نے کھانا شروع کر دیا۔ اچانک ایک سمت سے دو سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے نظر آئے۔ انہوں نے دو بڑے بڑے تھیلے اٹھا رکھے تھے اور قریب ہی آکر انہوں نے گھوڑے روک لئے اور تھیلے زمین پر رکھ کر آرام کرنے کی غرض سے بیٹھ گئے۔ اُن کا ارادہ کہیں کسی دور دراز کے سفر کا معلوم ہوتا تھا۔ انہوں نے ایک پوٹلی سے کھانے پینے کی چیزیں نکالیں اور پیٹ پوجا میں مصروف ہو گئے۔ ماریا نے انہیں غور سے دیکھا تو دونوں شکل آشنا محسوس ہوئے پھر اُسے فوراً ہی یاد آگیا یہ کمبخت تو ہیری اور تھامسن تھے جو کاؤنٹ کے دلال تھے اور ان ہی کی وجہ سے وہ کاؤنٹ تک جا پہنچی تھی جو شیطان کا پجاری تھا۔ اُس پارٹی میں صرف یہ دونوں ہی سزا سے بچ گئے تھے۔ ماریا مسکرائی اور اپنے آپ سے کہنے لگی اِن کی شامتِ اعمال ہی انہیں یہاں لے آئی ہے

اس کا مقصد تو یہ ہوا کہ وہ لندن کے کسی علاقے میں پہنچ گئی ہے کیونکہ یہ بدمعاش یہیں سے لڑکیاں اغوا کر کے فرانس لے گئے تھے۔ وہ اُن کی باتیں سننے لگی ہیری کہہ رہا تھا کاونٹ کے بعد کافی فاقہ مستی کا دور گزرا ہے۔ اب گاڈ نے ہمارے لئے لارڈ پیٹرسن کو بھیج دیا ہے۔ رتھامسن نے کہا ذرا ان غریبوں کی بھی خبر لو کہیں دم گھٹ کر مر ہی نہ جائیں اور ساری محنت ضائع ہوجائے۔ پھر دونوں نے بڑے بڑے تھیلوں سے دو خوبصورت لڑکیوں کو باہر نکالا جن کے منہ میں رومال ٹھسے ہوئے تھے اور ہاتھ پیچھے کی طرف بندھے ہوئے تھے۔ وہ معصوم اور خوبصورت لڑکیاں تھیں۔ دونوں کی شکل ملتی جلتی تھی اور بہنیں معلوم ہوتی تھیں سہمی ہوئی لڑکیوں نے چاروں طرف دیکھا اور دور تک کسی ذی روح کو نہ دیکھ کر سہم کر بیٹھ گئیں۔ ہیری نے اُنہیں بھی کھانے کے لئے کچھ دیا لیکن دونوں نے انکار کرتے ہوئے کہا خدا کے لئے ہمیں ہمارے گھر واپس چھوڑ آؤ۔ ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے مگر ہیری نے ایک زوردار تھپڑ ایک کے منہ پر دے مارا اور خون کی ایک لکیر اس کے منہ سے نکل پڑی۔ شاید ہونٹ پھٹ گیا تھا بیچاری کا۔ دوسری نے جو اُس کا یہ حال دیکھا تو سہم کر بیٹھ گئی۔ ماریا کو ان دونوں پر بہت غصہ آیا۔ اُس کا دل چاہا کہ کوڑوں سے مار مار کر دونوں کی کھال اتار دے لیکن پھر اس نے سوچا تھوڑا اور صبر کرنا چاہیئے۔ ذرا اس پیٹرسن کو بھی دیکھ لیں ایسے گھناؤنے جرم کروا رہا ہے۔

○

○

رات پھر یشودھا کی عنبر سے ملاقات ہوئی۔ اس نے تمام حالات عنبر کو بتا دیئے اور کہا دیوتا صرف دو دن شادی میں رہ گئے ہیں۔ میں نے تمہاری مدد کے سہارے ہاں کر دی ہے۔ عنبر نے اُسے تسلی دیتے ہوئے کہا تم بالکل فکر نہ کرو۔ اُسے بھی دل کے ارمان پورے کر لینے دو۔ میں چاہتا ہوں اُس کا حال بھی فرعون کی طرح ہو جیسا کہ وہ پورے لاؤ لشکر لے کر بنی اسرائیل کے پیچھے دریائے نیل میں اُتر گیا تھا۔ کیونکہ دریائے نیل نے بنی اسرائیل کو پار جانے کا راستہ دے دیا تھا جس سے فرعون نے بھی فائدہ اٹھانا چاہا اور اپنا لاؤ لشکر بھی اُس خشک راستے پر ڈال دیا جو بنی اسرائیل کے لیے دریا میں پیدا ہو گیا تھا۔ پھر جب بنی اسرائیل دریا سے پار دوسرے کنارے پہنچ گئے اور فرعون کی پوری فوج دریا میں پہنچ گئی تو پانی نے مل کر پوری فوج کو مع فرعون کے تباہ و برباد کر دیا۔ یشودھا نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔ دیوتاؤں کی باتیں دیوتا ہی جان سکتے ہیں۔ بس میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جیسے ہی بگڑوم سہرا باندھ کر منڈپ میں آئے پورے مہان راجاؤں کے سامنے اس کا انجام تمام ہو۔ تم کسی قسم کا فکر نہ کرنا اور نہ ہی اس بات کا ذکر کسی سے کرنا۔ اچھا میں چلتا ہوں۔ عنبر وہاں سے چلا بھی گیا لیکن یشودھا اسی کے دھیان

میں کافی دیر تک وہیں بیٹھی رہی۔ اُس وقت تک کے مہمان راجکماریوں نے اُسے آن گھیرا اور اُس سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ کافی دیر تک سہیلیوں کی یہ محفل جمی رہی اور آدھی رات کے بعد ہی بشو دھانے اُن سے جان چھڑائی۔

دُوسری طرف عنبر نے باہر نکل کر انگوٹھی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "اچھی پری مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔" فضا میں جلترنگ سے بج اُٹھے اور پھُولوں کی مہک ہوا کے جھونکوں میں سے آنی شروع ہو گئی۔ پھر پھُول پری پُورے بناؤ سنگھار کے ساتھ پھُولوں کے گہنوں سے لدی ہُوئی نمودار ہو گئی اور اُس نے عنبر سے کہا۔ بتاؤ میرے محسن کیا حکم ہے! عنبر نے کہا اچھی پھُول پری مجھے اس ظالم جادُوگر بگرم کی غار تک پہنچا دو۔ پری نے کہا کیوں خیریت ہے؟ عنبر نے کہا میں اُس ظالم کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ پری نے مشورہ دیا۔ عنبر! اُس کے پاس بدی کی بڑی طاقتیں ہیں کیا تم اُن کا مقابلہ کر سکو گے! مجھے مُہلت دو میں اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ تمہاری مدد کروں گی۔ لیکن عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا: اچھی پری میرے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں۔ زندگی میں اس سے بھی بڑے جادوگروں کو تباہ کر چکا ہوں۔ صرف مجھے وہاں تک جلدی پہنچا دو۔ آج کی رات ہی اُس کی آخری رات ہے۔ پری نے کہا، تو پھر آنکھیں بند کر کے اپنا ہاتھ مجھے پکڑا دو۔ اور پہلے ہی کی طرح پری نے تھوڑی دیر بعد ہی اُسے

اُس پہاڑ کے پاس پہنچا دیا جس میں بگرم جادُوگر کی غار تھی۔ عنبر نے اُس کا شکریہ ادا کیا اور پری غائب ہو گئی۔ اب عنبر نے اس پہاڑ پر چڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی وہ تھوڑی دُور ہی گیا تھا کہ ایک کالا ریچھ جس کا قد ہاتھی کے برابر تھا' ایک پتھر کی اوٹ سے نکل کر سامنے آ گیا اور اپنی خونی نگاہوں سے عنبر کو دیکھنے لگا۔ اُس کے ناخن چھُرے کی طرح پنجوں سے باہر نکل آئے اور وہ حملہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ ریچھ حملہ کرے عنبر ہی چھلانگ لگا کر اُس سے لپٹ گیا۔ ریچھ نے اس کی گردن موُنہہ میں لے کر جو اپنے دانت اُس میں گاڑنے چاہے تو وہ کھٹاک سے ٹوٹ کر اس کے موُنہہ میں آ گئے اور خون بہنے لگا۔ ریچھ کو محسوس ہُوا جیسے اُس نے لوہے پر موُنہہ مار دیا ہے۔ اُس نے پُوری طاقت سے اپنے دونوں پنجوں کے ناخن اُس کے بدن پر مارے تو ناخن بھی ٹوٹ کر پنجوں میں جھُول گئے اور ریچھ نے ایک خوفناک چیخ ماری جس سے پُورا پہاڑ گونج اُٹھا۔ پھر دونوں میں باقاعدہ پہلوانوں کی طرح زور آزمائی اور کشتی شروع ہو گئی۔ بالآخر عنبر کے دونوں ہاتھوں میں ریچھ کا موُنہہ آ گیا اور اُس نے زور لگا کر دونوں جبڑوں کو چیر ڈالا۔ ایک بھیانک غراہٹ اُس کے حلق سے اُبھری اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور ٹھنڈا ہو گیا۔ عنبر منزل پر منزل طے کرتا ہوا بلندی کی طرف جا رہا تھا۔ اب اُسے غار دھانہ نظر آنے لگا تھا وہ بے انتہا خوش تھا

لیکن اس کی خوشی حیرت میں بدل گئی کیونکہ اُس کے سامنے بڑے سے پتھر
پر ہنومان اپنی لمبی دُم کو ہلاتا ہوا ہاتھ میں گرز پکڑے عنبر کو گھور رہا تھا
عنبر نے کہا۔ آؤ بیٹا تمہاری موت بھی شاید میرے ہی نام لکھی ہے
مگر نہیں تم بھی میری ہی طرح ہو تم بھی کئی سال سے زندہ ہو اور
موت تمہیں بھی نہیں آئے گی۔ مگر بیٹا مقابلہ ضرور مزیدار ہوگا۔
ہنومان نے ہنٹر کی طرح گھما کر اپنی دم عنبر کو ماری' اور کوئی ہوتا تو
اُس کے جسم سے خون نکل آتا۔ مگر یہ عنبر تھا جس کے پاؤں کو جنبش
بھی نہ ہوئی بلکہ اُلٹا ہنومان کو احساس ہوا کہ اُس نے پتھر پر اپنی
دُم دے ماری ہے۔ ایک دفعہ پھر اُس نے دُم گھما کر عنبر کے گلے
میں ہنٹر کی طرح لپیٹ دی۔ مگر عنبر نے اس کی دُم پکڑ لی۔ اب
دونوں طرف سے زور لگنے لگا مگر نہ تو ہنومان کو جنبش ہوئی اور
نہ ہی اپنی طاقت سے ہنومان اُس کے قدم اُکھاڑ سکا۔ آخر عنبر نے
اُس کی دُم خود ہی چھوڑ دی اور کہا ہنومان! تم رام کے سیوک ہو
اور سری رام ایک اچھے اور شریف النفس راجکمار تھے۔ لیکن تم بدی
کی طاقت بن کر مجھ سے ٹکرانا چاہتے ہو۔ بہتر ہے اپنا راستہ لو
ورنہ تم جانتے ہی ہو نیکی کے سامنے تو بدی اگر لنکا کا راون بھی
بن کر آجائے تو ہار جاتی ہے' تباہ ہو جاتی ہے۔ اس کا تجربہ تمہیں
مجھ سے زیادہ ہے۔ لیکن ہنومان نے اپنے گرز سے حملہ کر دیا اور
پورے زور سے عنبر کے سر پر وار کیا۔ اگر کوئی اور ہوتا تو اس کے

سر کے کئی ہزار ٹکڑے ہو جاتے اور وہ سانس بھی نہ لیتا اور ختم ہو
جاتا۔ لیکن عنبر کے سر پر گرز کی ضرب کا کوئی اثر ہی نہ ہوا بلکہ
گرز چپٹا ہو گیا۔ ہنومان نے حیرت سے اپنے حریف کو دیکھا اور
عنبر نے وقت سے فائدہ اُٹھا کر اُس کے سینے میں ٹکر کھینچ ماری
اور پہلوانوں کی طرح عنبر نے ہنومان کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر
اُسے اُٹھایا اور گھما کر پتھروں پر دے مارا۔ ہنومان کے مونہہ سے
چیخ نکل گئی۔ پھر عنبر نے اُسے اُٹھنے کی مہلت ہی نہ دی۔ ٹھوکروں
اور مکوں کی بارش اس کے منہ اور ناک پر کر دی جس سے ہنومان
کافی زخمی ہو گیا اور ذبح کئے ہوئے بکرے کی طرح تڑپنے لگا۔
عنبر نے اس کے دونوں ہاتھ پیچھے کی طرف لا کر اس کی دُم سے
باندھ دیئے اور اُسے زور سے دھکا دیا جو لڑھکتا ہوا نیچے کھائی
میں چلا گیا۔ عنبر نے باقی فاصلہ دو ہی جستوں میں طے کر لیا اور غار
میں داخل ہو گیا۔

غار میں بھی ایک عفریت اس کا انتظار کر رہا تھا۔ دیوار سے
لگا ڈھانچہ دونوں ہاتھوں میں تلواریں لے کر اس کے سامنے موجود تھا۔
ڈھانچے نے بھی کئی وار عنبر پر کئے اور کئی تلواریں تڑوانے کے بعد
عنبر نے اُسے اُٹھا کر پہاڑ کی بلندی سے پھینک دیا۔ خوفناک چیخوں کے
ساتھ اس کی ایک ایک ہڈی کے کئی کئی ٹکڑے ہو گئے۔ عنبر نے وقت
کا اندازہ لگایا' کافی دیر ہو چکی تھی اب تو بگرام سہرے لگائے

پہنچ گیا ہوگا۔

دُوسری طرف سہیلیوں نے یشودھا کو سولہ سنگھار کرکے اسے دُلہن بنا کر منڈپ میں لا بٹھایا جہاں بگرّم کچھ بے چین سا بیٹھا تھا۔ پنڈت نے شادی کے شلوک پڑھنے شروع کر دیئے تو یشودھا کا دل بیٹھنا شروع ہوگیا۔ اُدھر کالی چرن اور رانی کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آگئے اور وہ دونوں بے قرار ہوگئے۔ ان کی عمر بھر کی پونجی ایک ڈاکو لوٹ کرلے جا رہا تھا۔

غار میں کافی تلاش کرنے کے بعد عنبر کو وہ مُورتی دکھائی دی جس کے گھمانے سے تہہ خانے کا راستہ کھلتا تھا۔ وہ جلدی جلدی اندر داخل ہوا جہاں پنجرے میں شیر موجود تھا جس نے عنبر کو دیکھ کر دھاڑنا شروع کر دیا۔ ایک دم ایک لوہے کا جنگلا عنبر کے سامنے آکر گرا جس میں نوکیلے برچھے لگے ہُوئے تھے۔ عنبر بہت پریشان ہوا۔ کیونکہ وقت بہت کم تھا اگر شادی کی رسم ادا ہوگئی تو کھیل ہی بگڑ جائے گا۔ اس کی پریشانی مزید بڑھ گئی جب اس نے دیکھا کہ چاروں طرف سے دیواریں حرکت میں آگئیں اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ چاروں طرف سے برچھیاں عنبر کے جسم سے پار ہوجائیں گی۔ لیکن وُہ عنبر تھا جس پر تاریخ کو بھی بڑا ناز تھا۔ اُس نے سامنے والے جنگلے کو پکڑ کر زوالہ دیوی کا نام لے کر زور لگایا۔ پہلے تو اُس کی حرکت رُک گئی اور پھر کھٹاک سے جنگلے کی کئی سلاخیں ٹوٹ

گئیں جن سے نکل کر عنبر باہر آگیا اور آتے ہی شیر کا جنگلا کھول دیا۔ شیر دھاڑتا ہُوا اس پر حملہ آور ہُوا تو عنبر نے اس کی دونوں ٹانگیں اپنی گرفت میں کرلیں۔ دوسری طرف بگرّم کی حالت غیر ہو رہی تھی اور وہ بار بار کروٹیں بدل رہا تھا۔ پنڈت اُسے پھیروں کے لیے بلا رہا تھا مگر وہ دہرا ہوا جا رہا تھا۔ پھر سب لوگوں نے دیکھا بگرّم کی حالت بڑی غیر ہو چکی تھی۔ اُس کے دونوں بازو ٹوٹ کر گر گئے۔ ایک خوفناک دھاڑ اُس کے منہ سے نکلی جس سے پُورا محل کانپ کر رہ گیا۔ یشودھا کے علاوہ ہر کوئی پریشان نظر آرہا تھا۔ مگر یشودھا کو تو اپنے دیوتا کی طاقت کا پتہ تھا۔ اُسے یقین تھا کہ اُس کا دیوتا ضرور مدد کے لیے آئے گا۔ اور پھر لوگوں نے دیکھا کہ بگرّم کے منہ، ناک اور کانوں سے خون جاری ہوگیا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ تمام درباری اس کا اصلی رُوپ دیکھ کر ڈر گئے۔ ایک نہایت کریہہ، بدصورت اور کالا بھجنگ دیو ان کے سامنے لاش کی صورت پڑا تھا۔ جسے مہاراج کے حکم سے فوراً اٹھوا دیا گیا

دُوسری طرف مہاراجہ ادھم پور جس نے سب درباریوں کے سامنے سچے دل سے توبہ کر لی تھی معجزانہ طور پر ٹھیک ہوگیا۔ اُس نے اسی وقت وزیر کو حکم دیا کہ ایک وفد مہاراجہ کالی چرن کے پاس روانہ کرو جو اُن کو ہماری دوستی کا پیغام دے اور اُن

ے کہے ہم نے تمام دشمنیاں دل سے بھلا دی ہیں اور ان سے
درخواست کرے کہ وہ بھی دشمنیوں کو بھول جائیں اور بھائیوں
کی طرح سے مل کر رہیں۔ ہمسائے تو ہم پہلے ہی ہیں اب بھائی
بن جائیں اور یہ بھی پیغام دو کہ باقی باتیں ہیں اور مہارانی خود
آکر اُس سے زبانی کریں گے۔

دُوسری طرف مہاراجہ کالی چرن نے بھی توبہ کرلی کہ آئندہ
کبھی ذاتی دشمنی کی وجہ سے کوئی اوچھا کام نہیں کرے گا اور ساری زندگی
انسانوں اور رعایا کی بھلائی کے لیے گزار دے گا۔ اُن کی ملاقات اُدھم
پور مہاراج کے وفد سے بھی ہوئی اور اُسے حقیقی خوشی ہوئی کہ وہ بھی
تندرست ہو گئے ہیں۔ پھر کالی چرن نے ادھم پور مہاراج کے تحفوں
کے جواب میں اپنی طرف سے بھی کئی تحفے بھیجے اور پیغام دیا کہ
یہ ریاست بھی مہاراج ادھم پور کی ہی ہے وہ جب چاہیں یہاں
تشریف لائیں۔ ہماری آنکھیں فرشِ راہ ہوں گی۔

یشودھا کو آج رات نیند نہیں آرہی تھی۔ اس کا دل چاہتا تھا
کہ ایک دفعہ پھر دیوتا درشن دیں اور وہ رو رو کر ان کا شکریہ
ادا کرے۔ پھر ایسا ہی ہوا۔ عنبر ایک طرف سے نکل کر سامنے
آگیا اور کہنے لگا تم میرے متعلق سوچ رہی تھیں میں آگیا ہوں
راجکماری۔ راجکماری بھاگ کر روتی ہوئی قدموں سے لپٹ گئی
اور کہا: میرے دیوتا میں کس طرح تیرا شکریہ ادا کروں۔ تب

عنبر نے اُسے سمجھایا۔ راجکماری میں کوئی دیوتا نہیں ہوں۔ ایک انسان
ہوں لیکن ایسا انسان جسے صدیاں گزر گئیں بھلائی کا کام کرتے مگر
مجھے موت نہیں آتی۔ راجکماری نے کہا یہی تو دیوتاؤں کی نشانی
ہے' وہ زندہ ہیں دوسروں کی بھلائی کے لیے۔ اس لیے وہ
امر ہیں۔ پھر اُسے خوشخبری سُناتی کہ اُس کے پِتا کی اُدھم پور
مہاراج سے صلح ہوگئی ہے اور ان کے شریر کا کوڑھ بھی ٹھیک
ہوگیا ہے۔ عنبر نے کہا مجھے معلوم ہے' یہ سب بگروم کے جادُو کا
اثر تھا۔ جب بگروم ہی ختم ہوگیا تو اُس کا جادُو کیسے قائم رہ
سکتا تھا۔ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ادھم پور مہاراج اور مہارانی یہاں
کیوں آرہے ہیں؟

راجکماری نے کہا۔ میں نہیں جانتی دیوتا بتا دیں۔ تب
عنبر نے مُسکراتے ہوئے کہا: وہ مہاراج سے اپنے راجکمار کیلئے
تمہیں مانگنے آرہے ہیں۔

راجکماری نے جو یہ سُنا تو شرما گئی اور عنبر نے قہقہہ لگایا
اور راجکماری کے ننگے سر کو دوپٹے سے ڈھانپ دیا اور کہا
یشودھا اب میں جا رہا ہوں۔ مجھے اپنے بھائی ناگ اور بہن ماریا
کو بھی تلاش کرنا ہے۔ کافی عرصہ ہوا وہ مجھ سے بچھڑ گئے
ہیں۔ یشودھا نے کہا آپ دونوں راجاؤں سے نہیں ملیں گے؟
جن پر آپ نے اتنا بڑا احسان کیا ہے۔ عنبر نے کہا احسان

وہ جانتے ہیں جنہیں اُس کے صلے کی خواہش ہو۔ ہم احسان کر کے
اس کا صلہ نہیں چاہتے۔ ہم نے کبھی کسی لالچ کے تحت احسان
نہیں کیا۔ پھر مہاراجوں سے مل کر کیا کریں گے۔ خوشی اس بات
کی ہے کہ اُن کی دُشمنی دوستی میں تبدیل ہو گئی اور سب سے بڑی
خوشی یہ ہے کہ تم اُس بگڑم جادُوگر سے بچ گئیں اور تمہیں صیح
مقام ملنے والا ہے۔ عنبر جس راستے سے آیا تھا اسی راستے واپس
چلا گیا۔

مہاراج ادھم پور کا استقبال بڑی شان و شوکت سے
کیا گیا اور کالی چرن نے ریاست سے باہر نکل کر ان کا استقبال
کیا اور سونے کے ہودے والے ہاتھی پر سوار کروا کے
انہیں محل تک لائے۔ ساری ریاست کو خوب سجایا گیا۔ اُن
کے ہمراہ اُن کا بیٹا نریش بھی تھا جو نہایت بہادر شریف اور
خوبصورت تھا۔ کالی چرن اور اس کی مہارانی کو وہ بہت ہی
بھلا لگا۔ کئی روز دربار میں خوشیوں کی محفل سجائی گئی۔ سوائے
یشودھا کے کسی کو بھی علم نہیں تھا کہ مہاراج ادھم پور کس کام سے
یہاں آئے ہیں۔ اس نے کئی بار نریش کو دیکھا اور اپنی قسمت پر
رشک کرنے لگی۔ بھگوان نے اسے کیسا سُندر پتی دیا ہے۔ پھر
ایک روز مہاراج نے اپنا مدعا بیان کر ہی دیا اور کالی چرن نے
اس رشتے کو منظور کر لیا۔ تمام ریاست میں یہ خبر پھیل گئی کہ راجکمار

نریش کے ساتھ راجکماری یشودھا کی شادی ہو رہی ہے۔ تمام ریاست
کو دلہن کی طرح سجایا گیا اور ہر خاص و عام کے لیے محل کے دروازے
کھول دیئے گئے۔ ضرورت مندوں کی ضرورت اور حاجت مندوں
کی حاجت پوری کی گئی اور بڑی ہی شان و شوکت کے ساتھ راجکماری
کی بارات بھاری جہیز ہاتھی گھوڑے باندیاں لے کر ادھم پور کی طرف
واپس ہوئی اور یوں عنبر کی وجہ سے اس دشمنی کا خاتمہ بالخیر ہو گیا۔

موت کے تعاقب کی
عنبر ناگ ماریا
کے ۵ ہزار سالہ سفر کی پر اسرار اور سنسنی خیز داستان
مُصنّف : اے حمید
۱۔ لاش کی ملاقات 5/-
۲۔ جہاز ڈوب گیا 5/-
۳۔ مندر کی چڑیل 5/-
۴۔ پُراسرار غار کی مورتی 5/-
۵۔ ناگ لندن میں 5/-
۶۔ تابوت میں سانپ 5/-
۷۔ موت کا دریا 5/-
۸۔ سانپ کا انتقام 5/-
۹۔ سانپ کی آواز 5/-
۱۰۔ ناگ کا قتل 5/-
۱۱۔ شاہ بلوط کا خزانہ 5/-
۱۲۔ پتھر کا ہاتھ 5/-
۱۳ طوفانی سمندر کا بھوت 5/-
۱۴۔ ڈائنا سورس کا جزیرہ 5/-
۱۵۔ سیاہ پوش سایہ 5/-
۱۶۔ انسانی بلی 5/-
۱۷۔ سانپوں کا جنگل 5/-
۱۸ ماریا اور بن مانس 5/-
۱۹ قبر نما انسان 5/-
۲۰ لکشمی دیوی کا انتقام 5/-
۲۱ ناگ اور جادوئی ترشول 5/-
۲۲ ناگ عنبر مقابلہ 5/-
۲۳۔ لاش کی چیخ
۲۴۔ آسیب کی رات
۲۵۔ ننانوے سیڑھیوں کا راز (سلور جوبلی نمبر)
۲۶۔ عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں
۲۷۔ ماریا اور جادوگر سانپ
۲۸۔ نقلی ناگ کی سازش
۲۹۔ بابل کی بدرُوحیں
۳۰۔ قبر کی دُلہن (خاص نمبر)
۳۱۔ آدھا گھوڑا آدھا انسان
۳۲۔ ناگ ناگن مقابلہ
۳۳۔ ایک آنکھ والی عورت
۳۴۔ مُردوں کی شہزادی
۳۵۔ سانپوں کا دربار
۳۶۔ قبر اور ڈھانچہ
۳۷۔ عقرب دیوتا کا پجاری
۳۸۔ کٹا ہوا زندہ ہاتھ
۳۹۔ عنبر لاہور میں
۴۰۔ چڑیلوں کی ملکہ (خاص نمبر)
۴۱۔ مُردہ ہونٹ اور ماریا
۴۲۔ رات کا کالا کفن
۴۳۔ کھنڈرات کی بدرُوحیں
۴۴۔ ناگ غائب ہوگیا
نیا مکتبہ اقرأ ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

رات کالا کفن
اے حمید

مکتبہ اقرا

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

رات کا کالا کفن

اے حمید

محمد ارشد

فہرست

قیمت : چھ روپے

تعداد

قیمت

راجکماری رتنا اور وشوا ناتھ
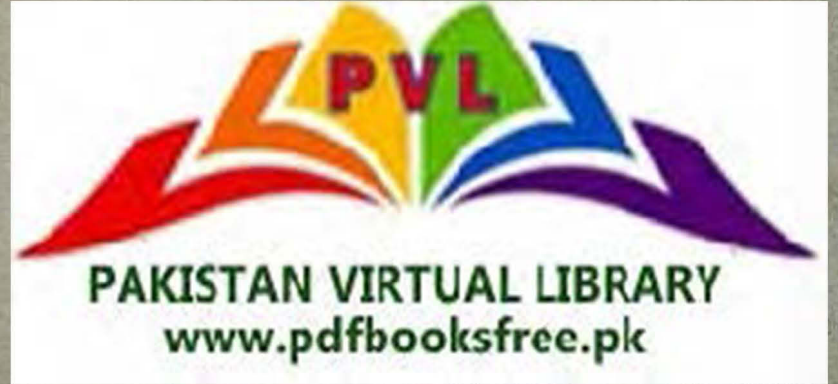
ھیری اور تھامسن کھانا کھا چکے تو دوبارہ دونوں لڑکیوں کو باندھ کر اُن کو تھیلوں میں بند کیا اور اپنے گھوڑوں پر لاد دیا۔ ماریا نے بھی ان کے پیچھے جانے کی تیاری کی۔ اب دونوں کے گھوڑے جو گھاس اور پانی پی کر اور تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد پھر تازہ دم ہو چکے تھے ہوا سے باتیں کرنے لگے۔ ماریا نے بھی اُن کے تعاقب میں دوڑنا شروع کر دیا۔ اور آخر یہ سفر دور دراز کے ایک قصبے میں جا کر ختم ہوا۔ جہاں قصبے سے باہر ایک پرانی سی حویلی کے باہر اِس حویلی کے مالک پیٹرسن نے ان کا استقبال کیا۔ حویلی کے گرد خود رو جھاڑیوں کا ایک اچھا خاصا جنگل سا بنا ہُوا تھا۔ جن میں زیادہ تر بیری اور دوسری کانٹے دار جھاڑیوں کی بہتات تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حویلی کے مالک کو اس حویلی کی آرائش اور زیبائش سے کوئی دلچسپی نہیں۔ حویلی کے آثار بھی بتاتے تھے کہ قدیم زمانے کی بنی ہوئی اسی عمارت کی عرصہ دراز سے کوئی مرمت

دونوں تھیلے اتارے اور انہیں کندھوں پر لادے ہوئے اپنے میزبان
کی قیادت میں حویلی کے اندر داخل ہو گئے۔
ماریا نے چند لمحے ٹھہر کر حویلی کے گرد و نواح کا جائزہ لیا اور
پھر حویلی کے اندر چلی گئی۔ ایک بڑے سے ہال کمرے میں دیواروں
سے درندوں کی کھالیں لٹک رہی تھیں جو کئی جگہ سے پھٹ گئی
تھیں۔ جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ کسی نے ان کی طرف بھی
کوئی توجہ نہیں دی۔ حالانکہ یہ نہایت قیمتی اور کمیاب کھالیں
تھیں۔ جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ ضرور اس حویلی کے کسی مالک کو
شکار سے گہرا لگاؤ رہا ہے۔ کیونکہ انگیٹھی کے اوپر مختلف قسم کے
شکاری ہتھیار موجود تھے۔ زمین پر نہایت قیمتی قالین بچھا ہوا تھا۔ جس
پر شیر کے شکار کا ایک منظر بنا ہوا تھا۔ کمرے میں نفیس اخروٹ
کی لکڑی سے بنا ہوا پرانی وضع کا فرنیچر پڑا تھا۔ انگیٹھی میں آگ
جل رہی تھی اور دیوار پر چربی کے چراغ روشن تھے۔ جن کی بو اور
دھواں ہر طرف پھیلا ہوا تھا۔ ہیری اور تھامسن نے دونوں لڑکیوں
کو تھیلوں کی قید سے آزاد کر دیا تھا۔ اور پیٹرسن انہیں اس طرح دیکھ
رہا تھا جیسے قصاب بکرے خریدتے وقت اس کے گوشت اور چربی کا اندازہ
لگاتا ہے۔ پیٹرسن کی آنکھیں ویران ویران سی تھیں۔ جن میں عیاری مکاری
کی چمک کے بجائے حسرت و ملال کی پرچھائیں نظر آ رہی تھیں۔ ایک ادھیڑ
عمر لیکن نہایت تندرست حبشی عورت سیاہ رنگ اور موٹے موٹے ہونٹ

اندر کو دھنسی ہوئی آنکھیں جن میں سفاکی کی جھلک صاف طور پر نظر آ رہی
تھی اور اس کے قوی بازوؤں کی مچھلیاں بتا رہی تھیں کہ بدن
کسرتی اور بہت مضبوط ہے۔ ہاتھوں میں کافی کی ٹرے لے کر داخل
ہوئی۔ اس نے ٹرے رکھنے کے بعد باغور ماحول کا جائزہ لیا۔ اور
بغیر کچھ کہے ہال سے نکل گئی۔ پیٹرسن نے کافی بناتے ہوئے کہا۔ اب
کے بڑی دیر لگا دی ہیری۔ تم تو جانتے ہو مجھے تمہارا کتنا انتظار رہتا
ہے۔ وہ اس انداز میں بول رہا تھا جیسے کئی سال پرانا مردہ ہو۔
نا جانے کس نے اس شخص کے ہونٹوں کی مسکراہٹ چھین لی تھی۔ ہیری
نے پہلی مرتبہ اسے ڈاکٹر کہہ کر مخاطب کیا اور کہا کہ تم جانتے ہو۔ پولیس
ان اغوا کی بڑھتی ہوئی وارداتوں سے حرکت میں آ گئی ہے۔ ایسے میں
جب قانون جاگ رہا ہو اسے دھوکہ دے کر کوئی بھی واردات کرنا
انتہائی مشکل بات ہے۔ پھر بھی ہم روپے کے لالچ میں اپنی جان ہتھیلی
پر لئے پھرتے ہیں۔ اسی لئے تو میں نے تمہاری بڑھتی ہوئی ضروریات
کے باوجود کبھی اپنا ہاتھ تنگ نہیں کیا۔ دولت کی میری نظر میں کوئی اہمیت
نہیں۔ وقعت ہے تو اپنی ضروریات کی ہے۔ یہ کہہ کر ڈاکٹر نے پھر
لڑکیوں کی طرف دیکھا۔ جو دہشت کے مارے زرد ہو رہی تھیں۔ اور
تھر تھر کانپ رہی تھیں اور اطمینان سے کہا بیٹھ جاؤ لڑکیو۔ تمہیں
یقیناً گرم کافی کی ضرورت ہے اور مجھے تمہاری صحت کی۔ بیمار لڑکیاں
میرے کسی کام کی بھی نہیں۔ لڑکیوں کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا اور گھٹی

گھٹی سسکیوں کے ساتھ اُن کے آنسو باہر چھلک گئے۔ ماریا کو ان
دونوں پر بہت رحم آیا۔ لیکن وہ بغیر کچھ معلوم کئے ہوئے کہ یہاں
کس قسم کے جرائم ہو رہے ہیں ان لوگوں کو ہوشیار نہیں کرنا
چاہتی تھی۔ لہذا اس نے نہایت صبر سے کام لیا۔ پیٹرسن نے
دونوں لڑکیوں کو پیار سے بٹھایا اور کافی کے ساتھ ساتھ مکھن لگا
کر دونوں کو سلائس بھی دیئے۔ لڑکیاں نا جانے کب سے بھوکی تھیں
صبر اور جبر کر کے کھانے لگیں۔ ان کی حالت اس بکرے کی مانند
تھی جس کے سامنے چھری چمک رہی ہو۔ پیٹرسن نے اپنے پرس سے
نکال کر نوٹوں کی گڈیاں ہیری کے سامنے پھینک دیں۔ ہیری نے
شکریہ ادا کیا اور رخصتی کے انداز میں ہاتھ ملایا۔ پیٹرسن نے کہا
رات ہو چکی ہے۔ اگر تم لوگ ٹھہرنا پسند کرو تو تمہارے لئے انتظام
کر دیا جائے۔ ہیری نے کہا نہیں ڈاکٹر اب ہمیں رخصت ہو جانا
چاہئے۔ ہمارے لئے رات اور دن میں کوئی فرق نہیں اور تم جانتے
ہی ہو کہ ہم کوئی اچھے آدمی بھی نہیں۔ پیٹرسن نے مشفق انداز
میں ان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ ہیری اور تھامسن ہاتھ ملا کر
رخصت ہوگئے۔ ماریا نے دیکھا شکاری اپنا کام کر کے ایک دفعہ
پھر جا رہے ہیں تو وہ بھی اُن کے ساتھ ہی باہر آگئی۔ دونوں
بدمعاش اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اُن کی راسیں ڈھیلی چھوڑ
دیں جو ہوا سے باتیں کرنے لگے۔ ماریا نے ان کا پیچھا کیا۔ وہ سوچ

رہی تھی اُسے شکار کو زیادہ دور نہیں جانے دینا چاہئے کیونکہ اُسے
پھر اس حویلی میں لڑکیوں کے لئے واپس آنا تھا۔ اس نے حویلی
ہی سے ایک رسی حاصل کر لی تھی۔ وہ راستے کو چھوڑ کر جھاڑیوں
میں راستہ بناتی ہوئی ان سے آگے نکل گئی اور اندھیرے میں کچے
راستے پر دو رویہ قطار میں اُگے درختوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے
رسی کا ایک سرا درخت سے باندھ دیا اور دوسرے سرے کو ہاتھ
میں لے کر راستے کی دوسری طرف پار جا کر درخت کے پاس کھڑی
ہوگئی۔ جونہی دونوں کے گھوڑے سرپٹ قریب آئے اس نے ایک دم
رسی کو کھینچ لیا۔ گھوڑے جو سرپٹ جا رہے تھے اچانک اپنے سامنے
رسی کی رکاوٹ کو دیکھ کر اپنی رفتار کو اپنے قابو میں نہ رکھ سکے
اور رسی سے اُلجھ کر قلابازی کھا گئے۔ دونوں سوار بھی کئی
قلابازیاں کھاتے ہوئے دُور جا گرے۔ ماریا نے درخت کی ایک
ٹوٹی ہوئی خشک گز بھر لمبی ٹہنی جو زمین پر پڑی تھی اُٹھا لی۔ اور
دونوں کے اُٹھنے کا انتظار کرنے لگی۔ پہل ہیری نے کی اور کہا۔
تھامسن تم ٹھیک ہو نا؟ تھامسن نے اپنی کمر سہلاتے ہوئے کہا معمولی
چوٹ ہے فکر کی کوئی بات نہیں۔ ہیری نے کہا جانے گھوڑوں کو کیا ہو
پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا۔ ہم اکثر راتوں میں جنگل کا سفر کرتے ہیں
تھامسن نے کہا ذرا اُن کی بھی خبر لو۔ دونوں ایک ساتھ گھوڑوں کے
پاس آئے۔ جن میں سے ایک کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ دوسرا قریب

ہی کھڑا ہانپ رہا تھا۔ اور ٹھیک تھا۔ ہیری نے کہا یہ تو بہت
بُرا ہُوا۔ ایک گھوڑا تو بیکار ہو گیا اب اسی پر دونوں کو سفر کرنا
کرنا ہو گا۔ تھامسن نے مشورہ دیا۔ کیوں نہ واپس جا کر ڈاکٹر سے
گھوڑا حاصل کیا جائے۔ لیکن ہیری نے اس کی مخالفت کی اور
کہا میں نے زندگی میں کبھی پیچھے قدم ہٹانا نہیں سیکھا۔ اب جلدی
سے میرے پیچھے سوار ہو جاؤ۔ ہم دونوں ہی اس گھوڑے پر سفر کریں
گے۔ یہ اتنا کمزور بھی نہیں کہ دونوں کا بوجھ نہ اٹھا سکے۔ وہ دونوں
چل کر گھوڑے کی طرف آئے۔ لیکن ماریا نے اس دوران تین چار ڈنڈے
گھوڑے کو مارے اور گھوڑا کسی کو سامنے نہ دیکھ کر ڈر کر زور سے
ہنہنایا اور ایک طرف منہ کر کے بھاگ نکلا۔ دونوں نے حیرت سے
گھوڑے کو سرپٹ جاتے دیکھا اور ہاتھ ملتے رہ گئے۔ ہیری نے ٹھنڈی
سانس لے کر کہا۔ یہ آج کیسے واقعات ہمارے ساتھ پیش آ رہے
ہیں تھامسن۔ اب ہمیں مجبوراً رات یہاں گذارنی پڑے گی۔ دن کی
روشنی میں گھوڑے کو تلاش کر لیں گے۔ ماریا نے ہیری اور تھامسن
کو دیکھا جو سونے کی تیاری کر رہے تھے۔ تھامسن نے کہا ہیری میرا
خیال ہے ہم نے ڈاکٹر کے ہاں قیام نہ کر کے غلطی کی ہے یہاں ضرور
کسی جن بھوت کا بسیرا ہے۔ ہیری نے قہقہہ لگایا اور کہا ہم سے
بڑا بھوت بھی کوئی ہو سکتا ہے۔ بیوقوف بھوت نام کی کوئی شے بھی
اس دنیا میں موجود نہیں ہے۔ چلو سو جاؤ ماریا نے پیچھے ہیری

کے سر پر ایک ڈنڈا رسید کیا۔ ہیری کو چکر آ گیا اور وہ سر پکڑ کر بیٹھ
گیا۔ تھامسن نے کہا ہیری تم ٹھیک تو ہو کیا ہوا۔ دوسرا ڈنڈا
ماریا کا تھامسن کے سر پر پڑا اس سے پہلے کہ تھامسن سنبھلتا
ہیری نے اٹھ کر اس کا گریبان پکڑ لیا۔ اور کہا لالچی کتے میں پہلے
ہی سمجھ گیا تھا زر دیکھ کر تیری نیت بدل گئی ہے۔ اب سمجھ گیا یہ
سب کچھ تیری سوچی سمجھی سکیم کے تحت ہوا ہے۔ ضرور تو نے ہی
گھوڑوں کے ساتھ کوئی شرارت کی ہے اور اب میرے سر پر ڈنڈا
مارا ہے۔ تھامسن نے کہا تم ہوش میں تو ہو اگر میں نے تمہارے سر
پر ڈنڈا مارا ہے تو میرے سر پر کس نے ڈنڈا مارا ہے۔ ہیری نے
کہا تم جھوٹ بکتے ہو۔

دونوں میں اسی بات پر تکرار بڑھتے بڑھتے لڑائی کی صورت اختیار
کر گئی اور دونوں نے خنجر نکال لئے۔ پھر زندگی اور موت کی یہ لڑائی
بڑی ہی خوفناک تھی۔ دونوں ایک دوسرے کو قتل کر دینا چاہتے
تھے۔ دونوں کے جسموں پر خنجر کے کئی گھاؤ لگ چکے تھے اور پھر دونوں
ہی ایک دوسرے کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ ماریا یہ تماشا دیکھتی رہی
تھی۔ اور ان پر تھوکتے ہوئے واپس حویلی کی طرف لوٹ گئی۔

O

ناگ تیزی سے اُڑتا جا رہا تھا کہ ایک صحرا سے اس کا گذر
ہوا۔ اس نے زمین پر نگاہ کی ریت کے اونچے نیچے ٹیلوں کے درمیان

ایک گھوڑا بھاگا جا رہا تھا اور اس کی کمر پر ایک لاش پڑی تھی۔ ناگ نے جب یہ منظر دیکھا تو اسے خیال آیا۔ ممکن ہے یہ آدمی زخمی ہو اور اسے میری ضرورت ہو مجھے معلوم کرنا چاہیئے۔ یہ سوچ کر وہ تیزی سے گھوڑے کی طرف اڑتا ہوا آیا اور تھوڑا آگے جا کر اتر گیا اور انسان کی صورت اختیار کی اور گھوڑے کو روک لیا۔ کوئی آدمی اوندھا پڑا تھا ناگ نے جلدی سے اسے سیدھا کیا اس کے سینے میں خنجر لگا ہوا تھا اور ہاتھ میں کوئی کھال تہہ کر کے پکڑی ہوئی تھی ناگ نے اس کی نبض دیکھی جو بہت ہی آہستہ چل رہی تھی۔ ناگ نے اسے گھوڑے سے اتار کر ریت کے ٹیلے پر لٹا دیا۔ ایک بوڑھا جھریوں سے اٹا ہوا چہرہ جس میں زمانے کے نشیب و فراز نمایاں تھے۔ کشادہ پیشانی اور موٹی موٹی آنکھیں چھپے پر بے ترتیب سی داڑھی اور لمبے سفید بال لٹوں کی صورت میں جن کو بکھرنے سے بچانے کے لئے سر پہ سرخ رنگ کا ایک کپڑا باندھا ہوا تھا۔ ایک لمبا سا جبہ اس کے بدن پر موجود تھا۔ ناگ جھک کر سوچ رہا تھا کہ کسی صورت خنجر اس کے سینے سے نکال دیا جائے۔ اس نے خنجر کے دستے کو پکڑ کر ہلایا ہی تھا کہ ایک کراہ کے ساتھ بوڑھے نے اپنی بے نور سی آنکھیں کھول کر ناگ کی طرف دیکھا۔ اس کی حالت اس کشتی کی مانند معلوم ہو رہی تھی جو بھنور میں ڈوبنے سے پہلے آخری بار پانی کی سطح پر آتی ہے اور پھر ہمیشہ کے لئے غرق ہو جاتی ہے۔

بوڑھے نے غور سے ناگ کی طرف دیکھا اور بڑی ہی نحیف آواز میں کہا تم کون ہو؟

ناگ نے کہا آپ کا دوست اور ہمدرد ہوں دشمن نہیں۔ بوڑھے نے پیاس سے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر تر کیا اور کہا مصری معلوم ہوتے ہو۔ ناگ نے کہا ہاں مصر کا قدیمی رہنے والا ہوں۔ کئی پشتیں اسی سرزمین پر گزری ہیں اور میں فرعون کے دور سے تعلق رکھتا ہوں۔ بوڑھے کے ہونٹوں پر اطمینان کی جھلک دکھائی دی۔ اور اس نے بجھتے ہوئے چراغ کی طرح جس کی لو بجھنے سے پہلے زور سے پھڑپھڑاتی ہے۔ ناگ سے کہا اب مجھے موت کا کوئی غم نہیں۔ میرے فرزند میری بات غور سے سنو اس لئے کہ میری زندگی ہوا کے ایک جھونکے کی مانند ہے جو پلک جھپکتے ہی گزر جاتا ہے۔ میں بھی مصری ہوں اور فرعونوں کے مقدس کاہنوں کی اولاد میں سے ہوں۔ میرے جد امجد فرعون سیتی رامسس کے کاہن اعظم تھے۔ اس فرعون کا دور فرعونوں کی تاریخ کا سنہری دور شمار ہوتا ہے جب دنیا جہان کی دولت اور سونا جواہرات سمٹ کر اس کے خزانے میں جمع ہو گئے تھے اور ہر پشت میں ان خزانوں میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا تھا۔ ایک روز فرعون نے میرے جد امجد سقراطون کاہن سے مشورہ کیا کہ کیوں نہ اس بے حساب دولت کی حفاظت کے لئے صحرا میں زمین دوز ایک ایسا تہہ خانہ بنایا جائے جس کا علم صرف مجھے اور آپ کو ہو اور یہ راز سینہ بہ سینہ ہم دونوں کے خاندان کے آنے والی نسل میں منتقل

ہونا رہے کیونکہ فرعونِ اوّل کے قانون کے مطابق فرعون اوّل نے
شہنشاہیت اپنے بیٹے اور مذہبی امور کی ذمہ داری اپنے چھوٹے بھائی
کے سپرد کی تھی۔ اور قانون بنا دیا تھا کہ جب تک فرعونوں کی نسل
موجود ہے بادشاہت فرعونِ اوّل کی اولاد میں اور مذہبی امور کی
ذمہ داری چھوٹے بھائی کی اولاد کے سپرد رہے گی۔

تہہ خانہ تیار کیا گیا
اور فرعون میمی رامس کا عظیم خزانہ اس میں منتقل کر دیا گیا۔ فرعون
اور میرے جدِ امجد کے علاوہ جتنے بھی لوگ اس کی تعمیر میں حصہ لے چکے
تھے انہیں قتل کر دیا گیا اور یوں یہ راز صرف دونوں بھائیوں کی اولاد
کے درمیان ہی رہا۔ اس خزانے کا نقشہ ایک ہرن کی کھال پر بنا
کر محفوظ کر لیا گیا تھا۔ پھر یہ راز سینہ بہ سینہ اور یہ نقشہ بھی دونوں
بھائیوں کی اولاد میں رہا۔ پھر وہ وقت آ گیا کہ فرعون اپنے لشکر سمیت
دریائے نیل میں ڈوب کر غرق ہو گیا۔ اور یہ راز صرف مقدس کاہن
کے خاندان تک محدود ہو گیا۔ اس کے بعد تباہی اور بربادی اس
خاندان پر کچھ اس طرح آئی کہ کسی کو بھی اس خزانے کا خیال
ہی نہ آیا کیونکہ اس کو حاصل کرنے کے لئے بھی کئی آدمیوں کو راز
میں لینے کی ضرورت تھی۔ صرف ایک یا دو آدمی تو اتنا بڑا خزانہ نہیں
نکال سکتے تھے۔ اور یوں اس خاندان کے آخری فردوں میں یہ نقشہ
ورثے میں مجھ تک پہنچ گیا۔ لیکن خدا جانے کئی صدیاں گزر جانے کے

بعد لاہوت نامی ایک لٹیرے کو اس کی کہاں سے بھنک پڑ گئی
بوڑھے کاہن نے کہا لاہوت ایک بہت بڑا ساحر ہے اس نے اپنی
جادوئی طاقتوں سے خزانے کے نقشے کے متعلق معلوم کر لیا کہ وہ میرے
پاس ہے اس نے میرے گھر پر ڈاکہ مارا لیکن میں نے وہ نقشہ
ایسی جگہ چھپا رکھا تھا جہاں سے وہ تلاش کرنے میں ناکام ہو
گیا۔ میں نے بزرگوں کی امانت کی خاطر اپنا شہر چھوڑ دیا۔ لیکن
خدا جانے اس کم بخت کو کیسے معلوم ہو گیا۔ پھر اس نے خفیہ
طور پر میرا پیچھا کیا۔ اور صحرا میں مجھے گھیر لیا میں نے نقشہ دینے
سے انکار کر دیا اور اس نے خنجر سے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش
کی۔ میں بے بس ہو گیا تو بزرگوں نے اپنی امانت کی حفاظت اپنے
ذمہ لے لی اور آسمان پر آندھی کے کوئی آثار نہ تھے لیکن زوردار
آندھی کا طوفان آ گیا اور وہی طوفان مجھے اپنی آغوش میں چھپا
کر یہاں تک آیا ہے وہ نقشہ اسے اپنی حفاظت میں لے لو بوڑھے
نے ہرن کی کھال پر بنا نقشہ ناگ کے حوالے کیا
اور خود مر گیا۔ ناگ نے نقشے کی طرف دیکھا لیکن پھر گرد اڑتی دیکھ
کر پریشان ہو گیا۔ دور کئی سوار سرپٹ اسی طرف چلے آ رہے تھے
ناگ نے بوڑھے کی لاش کو ریت میں دبا دیا اور خود ایک سمت
روانہ ہوا لیکن جلدی ہی لاہوت اور اپنے سواروں کے ساتھ یہاں
پہنچ گیا اور ناگ کو گھیرے میں لے لیا۔

عنبر ہندوستان کے مشہور شہر بنارس میں بنے ہوئے بڑے بڑے عالیشان مندروں کو دیکھتا پھر رہا تھا۔ جو دریائے گنگا کے کنارے بنے ہوئے ہیں۔ اس نے ہزاروں ہندو عورتوں اور مردوں کو دیکھا جو دریائے گنگا میں نہا رہے تھے۔ یہاں ایک گھاٹ بڑے مندر کے پاس بنا ہے۔ اور مندر کی سیڑھیاں بھی دور تک گنگا کے پانی میں اُتر گئی ہیں۔ دونوں طرف کے کناروں کو بھی پکا ہوا دیا گیا تھا۔ تاکہ یہاں آکر نہانے اور اپنے پچھلے گناہوں کو دھو ڈالنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ گنگا کے پانی میں نہانے سے ان کے تمام گناہ دُھل جاتے ہیں۔ اُن کے مذہب کے مطابق دریائے گنگا شیوہ جی مہاراج کے جٹاؤں سے نکل رہا ہے جو اُن کے بہت بڑے دیوتا ہیں۔ اسی لئے اس پانی کو وہ گنگا جل کہتے ہیں۔ اور اسے بڑا ہی متبرک سمجھتے ہیں۔ جہاں اچھائیاں ہوں گی وہاں برائیاں بھی موجود ہوں گی۔ یہاں پر بڑے بڑے رشی۔ منی۔ پنڈت صاحب علم و عرفان دن رات دیوتاؤں کی مالا جپتے نظر آتے ہیں۔ جہاں تک برائیوں کا تعلق ہے یہاں کے ٹھگ دنیا بھر میں مشہور ہیں جو تہوار کے موقعے پر دور دراز سے آئے ہوئے لوگوں کو ٹھگ لیتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے ہی خطرناک اور قاتل قسم کے ہوتے ہیں اور ان کے ڈانڈے ڈاکوؤں تک سے ملے ہوتے ہیں۔ عنبر یہ

ساری رونق دیکھتا ہوا جا کر بڑ کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا۔ جہاں دو جوگیوں میں باتیں ہو رہی تھیں کہ مہاراجہ تلسی داس اپنی بیٹی راجکماری رتنا کی منت پوری کرنے اور بہت سا سونا دان کرنے آ رہے ہیں۔ ایک نے کہا گرو جی مزا تو تب ہے سارا سونا ہمارے ہی ہاتھ لگے جونہی مہاراجہ سونا گنگا کے پانی کی نذر کریں وہ سارا ہماری ہی جھولی میں آ جائے سارے پنڈت منہ ہی دیکھتے رہ جائیں۔ اب عنبر کے کان کھڑے ہوئے اور وہ دھیان سے اُن کی باتیں سننے لگا۔ گرو نے کہا چیلے تیرا گرو تو سارے ہندوستان کا بے تاج بادشاہ ہے۔ میں تو آنکھوں سے کاجل چرا کر لے جاؤں تو پتہ نہ چلے۔ یہ تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے لیکن تیرا گرو تو بہت اُونچا ہاتھ مارنے کی فکر میں ہے۔ میں نے سوچا ہے ایک ہی ہاتھ ایسا مارو کہ ساری عمر پھر چین سے بیٹھ کر کھاؤں۔ چیلے نے جس کا نام بدری پرشاد تھا اپنے گرو سے کہا جو مشہور زمانہ ٹھگ وشوا ناتھ تھا گرو جی کچھ مجھے بھی تو پتہ چلے۔ آخر تم نے کیا سوچا ہے۔ عنبر بظاہر اُن سے لاتعلق ذرا اور اُن کے قریب ہو گیا۔ تب ٹھگ وشوا ناتھ نے اپنا منہ چیلے کے کان کے پاس لے جا کر سرگوشی کی۔ سُن بیٹا راجہ تلسی داس کی صرف ایک ہی بیٹی ہے اور وہ بھی بڑی منتوں مرادوں سے پوجا پاٹ

چڑھاووں کی دعاؤں اور دیوتاؤں کی بھینٹ دے کر دی ہے۔ یہی
سال وہ اپنے پندرہ برس کی ہو گئی ہے۔ راجہ نے منت مانی
تھی جب رتنا پندرہ برس کی ہو جائے گی تو وہ دھن دولت
اور بہت سا سونا گنگا ماتا کی بھینٹ کرے گا۔ اسی لئے وہ
راجکماری رتنا کو لے کر مع رانی گیتا دیوی اور اپنے وزیر
مرنا نند راٹھور کے یہاں آ رہا ہے۔ کل ایک ایسے آدمی سے
ملاقات ہوئی ہے جو جوگیان کے بھیس میں چھپا راجہ ہے۔ اس
سے سودا ہوا ہے کہ راجکماری رتنا کو جلد یا دیر کے جنگل
تک لا کر میرے حوالے کر دو اور تول کر اس کے وزن کا
سونا لے لو۔

چیلے نے کہا گرو جی اتنا سونا اس کے پاس ہے بھی کہ
نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم جان ہتھیلی پہ رکھ کر یہ کام کر گزریں
اور ... گرگو نے فوراً بات کاٹتے ہوئے کہا۔ مہدی تیرا گرو
کوئی بچہ [illegible] نہیں ہے۔ بیٹا میں نے سب انتظام کر لیا
ہے اور سونے کی بھری کئی تھیلیوں کے درشن بھی کر چکا ہوں۔
چار سونے کی بھری تھیلیاں وہ مجھے پہلے ہی اس شرط پر دے گیا
ہے کہ کام نہ ہونے کی صورت میں اسے واپس کر دوں۔ اب بتا
کوئی شک اور شبے کی بات باقی رہ گئی ہے۔ مہدی نے کہا
جی اب مجھے پورا وشواس ہو گیا ہے لیکن گرو جی یہ کام ہے بڑا

مشکل۔ گرگو نے ایک چھوٹا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ جی میں نے
سب کچھ سوچ لیا ہے اور تجھے وقت پر بتا دوں گا۔ اب اپنی
چونچ بند کر کے بیٹھ۔ اس لئے کہ دیواروں کے بھی کان ہوتے
ہیں۔ یہ باتیں سن کر عنبر نے اچھی طرح ان کی شناخت کر لی
اور اسے یہ بھی علم ہو گیا کہ یہ مشہور زمانہ ٹھگ دھونا نند اور
اس کا چیلا مہدی پرشاد ہیں۔ اب عنبر کو فکر ہوئی کہ ایسا نہ ہو
کہ بیچارہ راجہ بے خبری میں لٹ جائے پھر اس کی خبر بھی کیسے پہنچے
وہ بڑے مندر کے صدر دروازے کی سیڑھیوں میں جا بیٹھا جہاں کئی
پنڈت وغیرہ پہلے ہی بیٹھے عبادت میں مصروف تھے۔ اس کا مقصد
تھا کہ سب سے پہلے راجہ تلسی داس اور راجکماری رتنا یہاں
سے گزر کر پوجا کے لئے جائیں گے پھر اشنان بعد میں ہوگا اور
سونا دان کی رسم ادا ہو گی۔ جس کے لئے پہلے ہی کئی لٹیرے
اور ٹھگ پنڈتوں کے بھیس میں اپنے دانت تیز کئے بیٹھے تھے
چندہ یاتری سیڑھیوں میں بیٹھے ان لوگوں کو مٹھائیاں وغیرہ تقسیم کرتے
مندر میں جا رہے تھے۔ ایسے ہی ایک یاتری نے بڑے سے پیتل
پر بہت سی مٹھائی عنبر کے سامنے بھی رکھ دی۔ مگر عنبر کے لئے
یہ سب بیکار تھا۔ اسے تو بھوک کا احساس تک بھی نہیں ہو رہا تھا
اس نے پاس بیٹھے ہوئے ایک بھکاری کو ساری مٹھائی
دے دی۔ پھر ایک شور سا اٹھا کہ مہاراج تلسی داس کا رتھ

آ گیا۔ آگے چند گھوڑ سوار راستہ بناتے جا رہے تھے۔ ان کے
پیچھے نہایت ہی قیمتی اور عالی شان سجا ہوا رتھ تھا۔ جس میں
راجہ تلسی داس۔ رانی گیتا دیوی اور راجکماری رتنا سولہ سنگھار
کئے زیوروں سے لدی بیٹھی تھی۔ رتھ کے پیچھے حفاظتی دستے
کے سوار تھے۔ جو ہتھیاروں سے لیس تھے۔ پھر رتھ مندر کی
سیڑھیوں کے پاس آکر رُک گیا۔ اور راجہ مع رانی اور راجکماری
کے اُتر کر سیڑھیوں میں بیٹھے ہوئے بھکاریوں۔ پنڈتوں۔ جوگیوں
وغیرہ کو دان دیتے ہوئے مندر میں داخل ہو گئے۔ پاس بیٹھے ہوئے
بھکاری سے جسے عنبر نے اپنی مٹھائی دے کر دوست بنا لیا تھا۔
جو یہیں کا رہنے والا پیشہ ور بھکاری تھا۔ پوچھا کیوں دوست
راجہ اشنان کرنے کے لئے واپس اِدھر ہی آئیں گے۔ یا اُس
کا کوئی دوسرا راستہ ہے۔ بھکاری نے کہا میرے ساتھ آؤ۔ اگر
وہاں چلنا ہے۔ سنا ہے راجہ کافی سونا دان کرے گا۔ ویسے تو
وہاں اس شہر کے کافی ٹھگ اور بدمعاش قسم کے لوگ موجود ہوں
گے اور کسی دوسرے کو پاس بھی نہیں آنے دیں گے لیکن پھر
بھی قسمت آزمائی میں کیا حرج ہے۔ تم نئے معلوم ہوتے ہو۔
پہلی مرتبہ آئے ہو۔ عنبر نے کہا ہاں بہت دور سے آیا ہوں بھکاری
نے کہا تو آؤ چلیں۔ دونوں سیڑھیاں اُتر کر ایک طرف کو چل
دیئے۔ تب راستے میں عنبر نے پوچھا یہ رسم کیسے ادا ہو گی بھکاری

نے کہا بھائی راجکماری رتنا سونے کے بہت سے گہنے اور
تھیلیاں وغیرہ لے کر گنگا کے پانی میں اتر جائے گی اور پانی
میں ڈبکی لگا کر اپنے زیورات اور تھیلیاں پانی میں گنگا جل
کی نذر کر دے گی۔ اور پھر واپس آ جائے گی۔ عنبر نے کہا تب
تو ہر آدمی چھلانگ لگا کر وہاں سے سونا نکال سکتا ہے بھکاری
ہنسا اور اس نے کہا تم بڑے ہی بدھو ہو کچھ بھی تو نہیں جانتے
بھیا کچھ یہاں کے ٹھگوں کے متعلق بھی سُن رکھا ہے۔ جو قتل
سے لے کر چوری ڈاکہ اور اغوا تک کے ماہر ہوتے ہیں۔ وہ
کئی کئی گھنٹے پانی میں بغیر سانس لئے رہ سکتے ہیں۔ ایسے ہی
کئی لٹیرے راجکماری کے پانی میں اُترنے کے ساتھ ہی ڈبکی لگا
کر پہلے ہی پانی کے اندر اندر وہاں تک پہنچ جائیں گے۔ جونہی راجکماری
نے تھیلیاں چھوڑیں کہ انہوں نے قابو کر لیں اور پانی کے اندر اندر
دور جا کر سر نکالا اور اپنی راہ لی اِس پانی میں دیکھ لینا کئی خون
ہوں گے۔ پانی کے اندر لوگوں کو تو صرف مرنے والوں کی لاشیں
ہی تیرتی ملے گی۔ جبکہ قاتل دوسرے کنارے سے رفوچکر ہو چکا ہو
گا۔ عنبر نے کہا تب تو یہ کام مشکل ہے بھیا میں چلا تم خود ہی
قسمت آزمائی کر لو۔ کیونکہ اب عنبر اور بھکاری اس جگہ پہنچ
چکے تھے۔ جہاں مندر کی سیڑھیاں پانی میں اُترتی چلی جاتی ہیں۔
اور عنبر اس سے پیچھا چھڑا کر ٹھگ وشوا ناتھ اور اس کے چیلے

تھوڑی دیر کے لیے غور کیا اور پاس ہی ایک جگہ سے دریا عبور
کرنے کی سوچ کر پانی میں اُتر گیا۔ لیکن جلدی ہی ایک موٹے
سے پنڈت کے لباس میں ٹھگ نے چھرا دکھا کر کہا اے گیدڑ
راجکماری کے پاس جانے کی کوشش نہ کرنا ورنہ تیری لاش
بھی کسی کو نہ مل سکے گی۔ اسی جھگڑے میں عنبر نے دیکھا راجکماری
نے زیورات اتار کر اور سونے کی تھیلیاں لے کر پانی میں ڈبکی لگائی
موٹے ٹھگ پنڈت کا دھیان اُدھر ہوا تو عنبر نے بھی پانی میں ڈبکی
لگائی۔ سونے کے لیے نہیں بلکہ دوسرے کنارے پر جانے کے لیے
رانی۔ مہاراجہ۔ وزیر اور دیگر لوگ سیڑھیوں میں کھڑے سونا دان کا
یہ منظر دیکھ رہے تھے لیکن وہ دیکھ کر پریشان ہو گئے کہ ڈبکی
لگانے کے بعد راجکماری پانی سے نہ اُبھری۔ راجہ نے فوراً
سپاہیوں کو حکم دیا راجکماری کو دیکھو اور انتظار کیے بغیر خود بھی
راجہ گھبرا کر سیڑھیاں اُترنے لگا۔ عنبر ابھی راستے ہی میں
تھا کہ اس نے وشوا ناتھ کو ایک تھیلا اُٹھا کر گھوڑے پر
رکھتے دیکھا پھر وہ خود گھوڑے پر بیٹھ کر رفو چکر ہو گیا۔ عنبر
جلدی جلدی دوسرے کنارے پر آیا اور ایک جگہ اس نے
موتی منہ میں رکھا اور جنگل کی طرف اُڑ گیا۔ کنارے پر ایک
بھگدڑ مچی ہوئی تھی اور سارے لوگ راجکماری کے لیے پریشان
تھے۔ عنبر نے اُڑتے ہوئے جنگل میں دیکھا وشوا ناتھ ٹھگ جلدی

بدری پرشاد کے چکر میں تھا۔ عنبر مجمعے میں اُن دونوں کو تلاش
کرتا پھر رہا تھا۔ تب دور دوسرے کنارے پر اسے بدری پرشاد
نظر آیا جو ایک گھوڑے کو پکڑے کھڑے تھا جس پر کاٹھی پڑی
تھی۔ لیکن وشوا ناتھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ عنبر کو بھکاری کے وہ
الفاظ یاد آ گئے کہ یہاں کے ٹھگ کئی کئی گھنٹے پانی میں بغیر
سانس لیے زندہ رہ سکتے ہیں۔ ساری سکیم اس کی سمجھ میں آ گئی۔
کہ ضرور وشوا ناتھ ٹھگ پانی میں موجود ہے جونہی راجکماری سونا
دان کرنے کے لیے پانی میں ڈبکی لگائے گی یہ اسے پانی کے اندر
ہی اندر دوسرے کنارے پر لے جائے گا۔ اور پھر اسے گھوڑے
پر بٹھا کر جنگل کی راہ لے گا۔ جب تک راجہ کے گھوڑا سوار سپاہی
ایک لمبا چکر کاٹ کر پل سے گزر کر دوسری طرف پہنچیں وشوا ناتھ
کافی دور جنگل میں پہنچ چکا ہو گا۔ اور پھر اس گھنے جنگل میں کسی
کو تلاش کر لینا اتنا آسان کام نہیں جہاں کئی پگڈنڈیاں اور
کئی راستے جال کی صورت میں بکھرے پڑے ہوں۔ عنبر نے سوچا
راجکماری کے آنے سے پہلے ہی اسے دوسرے کنارے پہنچ جانا چاہیے
لیکن ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ شور اُٹھا راجکماری مندر کی
سیڑھیاں اُترتی ہاتھوں میں سونے کی تھیلیاں اٹھائے آہستہ آہستہ
پانی میں اُترنے لگی۔ عنبر پریشان ہو گیا کہ اب کیا ہو گا کیونکہ راجکماری
کے ساتھ ہی لوگوں کا ریلا اُسے دور دھکیل چکا تھا۔ اس نے

تھیلا گھوڑے پر لادے ایک پگڈنڈی پر سرپٹ گھوڑا تا جا رہا تھا
عنبر چاہتا تو راستے ہی میں اسے دبوچ لیتا لیکن اس نے
سوچا ذرا اس سے بڑے ٹھگ کے بھی درشن کریں کہ وہ
کیا منصوبہ بنا کر بیٹھا ہے اور راجکماری سے کیا کام لینا چاہتا
ہے۔ لہٰذا وہ اُوپر ہی اُوپر پرواز کرتا رہا۔ جبکہ وشوا ناتھ
کئی موڑ کاٹتا ہوا ایک نہایت ہی شکستہ مندر کے پاس جا کر
رُک گیا۔ عنبر نے دیکھا یہ مندر بہت بڑا ہے اور کافی دور تک
پھیلا ہوا ہے۔ اندر جگہ جگہ جھاڑیاں اور درخت اُگے ہوئے تھے
کئی کمروں کی چھتیں زمین بوس ہو چکی تھیں اور کئی سلامت
تھیں۔ جن میں شکستہ بت اب بھی موجود تھے۔ جہاں مکڑیوں نے اپنے
جالے بُن لئے تھے۔ اور یہ چمگادڑوں کا مسکن بن کر رہ گیا تھا
عنبر مندر کی چھت کے بالکل پاس آ کر اُتر گیا۔ اس نے دیکھا
جا بجا درختوں پر اُلوؤں کا بسیرا ہے جو دن کی روشنی میں
آنکھیں بند کئے اُونگھ رہے ہیں۔ درختوں سے چمگادڑوں کے
گروں کے گروہ اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں۔ وشوا ناتھ گھوڑے کو ہاتھ
میں پکڑے پیدل ہی مندر کی چار دیواری میں جا
رہا تھا۔ کیونکہ یہاں جگہ جگہ گڑھے اور گری ہوئی عمارت کا ملبہ
موجود تھا۔ اور سوراخوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں
حشرات الارض کی کمی نہیں۔ فضا میں جھینگروں کی آوازیں دور

تک سنائی دے رہی تھیں۔ اور وشوا ناتھ بڑی مشکل سے
گھوڑے کو لئے آگے ہی آگے بڑھ رہا تھا۔ پھر ایک جگہ
بہت ہی شکستہ حصے کے پاس کھڑے ہو کر وشوا ناتھ نے
غور سے دیکھا اور پہچانتے ہوئے کہا "میں دیوی کے درشن
کرنے آیا ہوں۔ یہ فقرہ اس نے تین بار کہا۔ عنبر بھی ایک
بڑے ستون کی آڑ میں کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ تیسری بار
کہنے کے بعد ایک قوی ہیکل بڑی بڑی مونچھوں اور بے ترتیب
داڑھی اور اُلجھے اُلجھے بالوں والا ہاتھ میں تلوار لئے نمودار ہوا
اور پھر پہچان کر قریب آ گیا اور سرگوشی کی کہو خالی ہاتھ آئے
ہو۔ وشوا ناتھ نے فخر سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ شنے ہو
جو میرے نام سے واقف نہیں۔ وشوا ناتھ اس کام کے لئے
حامی نہیں بھرتا جسے وہ کر نہ سکے۔ اس نے تھیلا گھوڑے سے
اتارا اور راجکماری کو اس کے اندر سے نکال کر زمین پر ڈال
دیا۔ وہ آدمی بہت خوش ہوا اور راجکماری کو ہوش میں لانے
کی ترکیبیں کرنے لگا۔ راجکماری نے ہوش میں آ کر چاروں طرف
دیکھا اور کہا میں کہاں ہوں۔ اُسی شخص نے جواب دیا فکر
نہ کرو۔ راجکماری میں تمہارا داس ہوں۔ سب ٹھیک ہے۔ جب
وشوا ناتھ نے کہا مجھے چلتا کرو بھائی۔ آدمی نے کہا ٹھیک ہے
پھر اس نے راجکماری سے کہا آپ اپنے قدموں سے چل سکتی ہیں۔

راجکماری نے حیرت سے کہا۔ یہ سب کیا بکواس ہے۔ میں تمہاری
کھال کھچوا دوں گی کون ہو تم لوگ۔
آدمی نے کہا دھیرج راجکماری جی آپ کو سب کچھ بتا
دیا جائے گا۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں آپ کا داس ہوں ذرا
میرے ساتھ آیئے اس آدمی کو واپس جانا ہے اور جلدی
میں ہے۔ عنبر سب کچھ سُن رہا تھا۔ اس آدمی نے کہا
آیئے میرے ساتھ۔ راجکماری وشوا ناتھ اور وہ آدمی جو آگے
آگے تھا شکستہ حصے کے اندر چلے گئے اور ایک تہہ خانے کی
سیڑھیاں اترنے لگے۔ عنبر نے بھی ان کا پیچھا کیا۔ جو کئی سیڑھیاں
اور پھر راہداریوں کو پار کرتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوئے
راجکماری گھبرائی ہوئی اور کچھ جاننے کے لئے بے چین نظر آرہی
تھی۔ کہ وہ کہاں ہے اور یہ سب کچھ کیا ہے۔ آخر وہ تینوں ایک
کمرے میں داخل ہوئے جو نہایت صاف ستھرا اور بہترین طریقے سے
سجا ہوا تھا۔ زمین پر قالین بچھا ہوا تھا۔ دیواروں پر حیرت انگیز قسم
کی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ سامنے ایک قدِ آدم تصویر اسی شخص
کی تھی جو راجہ کے لباس میں تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھے کھڑا
مسکرا رہا تھا اور اس کی پگڑی میں لگا ہوا ہیرا تصویر میں بھی
چمکتا معلوم ہو رہا تھا۔ وشوا ناتھ اور راجکماری حیرت سے یہ سب
کچھ دیکھ رہے تھے۔ چھتوں سے جھاڑ اور رنگدار فانوس لٹک رہے

تھے جن میں موم بتیاں موجود تھیں۔ کمرے میں نفیس اور نہایت
ہی قیمتی لکڑی کا پرانے انداز کا لیکن نہایت صاف ستھرا فرنیچر
آراستہ تھا۔ درمیان میں ایک اخروٹ کی لکڑی کی بھاری گول
میز موجود تھی۔ جس پر مختلف قسم کے پھل پلیٹوں میں موجود تھے۔
اور اس کے چاروں طرف کرسیاں پڑی تھیں۔ یہ کمرہ تو کسی محل
کا حصہ معلوم ہوتا تھا۔ اسے دیکھ کر یقین نہیں آتا تھا کہ یہ
کسی شکستہ مندر کا حصہ بھی ہو سکتا ہے۔ جس کا بیشتر حصہ
شکستہ اور زمین بوس ہو چکا ہے۔ پھر وہ آدمی ان کو لے کر
ایک بڑے ہال میں آگیا۔ یہ یقیناً کوئی دربار کا ہال کمرہ تھا۔
کیونکہ اس کے دو رویہ کرسیوں کی قطار تھی۔ سامنے کی طرف
ایک چبوترا تھا۔ جس کے پاس سنگِ مرمر کی سیڑھیاں موجود تھیں
اس چبوترے پر بادشاہ کا تخت موجود تھا جس پر ایک بہت بڑا
ناگ اپنا پھن اٹھائے چھاؤں کئے ہوئے تھا اور اس میں
ہیروں اور قیمتی موتیوں سے گل کاری کی گئی تھی۔ چھت سے بہت
بڑے بڑے اور قیمتی رنگین جھاڑ فانوس لٹک رہے تھے دیواروں
اور چھتوں کی پچی کاری نہایت ہی نفیس تھی اور کاریگر کے فن کا
بہترین نمونہ تھی۔ تخت کے پیچھے ایک بہت بڑا میزانِ عدل موجود
تھا۔ اس آدمی نے کہا کیا راجکماری اس میدانِ عدل تک چلنے
کی تکلیف گوارا کریں گی تاکہ اُن کو تول کر سونا اس شخص کے حوالے

کیا جائے جو اس ہیرے کی بہت ہی کم قیمت ہے جسے چرا کر یہ
شخص لے آیا ہے۔ راجکماری ناگواری سے یہ سب دیکھ رہی
تھی۔ اور جلدی جان لینا چاہتی تھی کہ یہ سب کیا ہے۔
لہٰذا اسے مجبوراً میزانِ عدل تک آنا پڑا۔ جس کے ایک پلڑے
میں اس نے راجکماری کو بٹھا دیا۔ پھر قریب ہی ایک دروازہ
کھولا جو ایک درخت کی شکل کا تھا۔ سنگِ مرمر میں سنگِ موسے
اور نیلم اور فیروزوں سے بنایا ہوا تھا۔ جو ایک کل دبانے سے
کھل گیا حالانکہ یہ دروازے کی بجائے صرف سجاوٹ کا ایک
درخت ہی معلوم ہوتا تھا۔ پھر اس شخص نے سونے کے توڑے
لا لا کر دوسرے پلڑے میں بھرنے شروع کر دیئے۔ اور راجکماری
کو سونے میں تول دیا۔ اور کہا دشوا ناتھ یہ سونا اٹھاؤ اور
جلدی ہی یہاں سے چلے جاؤ۔ اور سنو اب یہ بھول جانا کہ تم نے
کیا دیکھا ہے۔ کیونکہ تمہارے لئے یہ صرف ایک خواب ہے اسے
حقیقت سمجھ کر بھی تم دوبارہ یہاں تک نہیں آ پاؤ گے لیکن
زندگی ضرور گنوا لو گے۔ عنبر یہ سب حیرت سے دیکھ رہا تھا۔
جیسے یہ حقیقت نہیں خواب ہی ہے۔ تب دشوا ناتھ نے سونے
کے بھرے کئی توڑے اپنے کندھوں پر اٹھائے اور اسی
راستے سے واپس چلا گیا جدھر سے آیا تھا۔ عنبر نے دیکھا
اس شخص نے راجکماری کا ہاتھ تھاما اور اسے لے کر اسی

دروازے میں داخل ہو گیا جو اس کے جاتے ہی بند ہو گیا۔
عنبر بھی اس دروازے تک پہنچا۔ اس نے کل تلاش کر کے دبائی
لیکن اب یہ دروازہ نہ کھل سکا۔ پھر اس نے کوئی اور
دروازہ تلاش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن بے سود۔ اسے کوئی
راستہ نہ مل سکا۔ عنبر مایوس ہو کر واپس آیا۔ باہر وشوا ناتھ سونا
گھوڑے پر لاد کر جانا ہی چاہتا تھا کہ ایک ناگ نے آ کر
ڈس لیا۔ اور وہ ایک چیخ کے ساتھ زمین پر گرا اور پانی کی
طرح بہہ گیا کیونکہ یہ نہایت زہریلا سانپ تھا۔ سونے کے
توڑے زمین پر گرے اور ملبے کے ڈھیر پر پھیل گئے۔ گھوڑا
ڈر کر سرپٹ بھاگ گیا۔ اسی وقت ایک دھماکے سے مندر
کا وہ شکستہ حصہ گرا اور سونا اس میں دفن ہو گیا۔ ناگ
نے اپنے آقا کی خوشبو عنبر میں محسوس کی تو قریب آ گیا
اور اپنا سلام لہروں میں ہوا کے دوش پر اپنے آقا کے
بھائی کی خدمت میں پہنچایا۔ عنبر نے بھی لہروں کی صورت
اُس سے اِس اسرار کے متعلق پوچھا تو سانپ نے بتایا اِس
مندر کی تہہ میں قارون کا خزانہ موجود ہے جو زمین پر
چلتا ہوا یہاں آ کر رُک گیا ہے اور میں اُسی کا محافظ
ہوں۔ بقایا اسرار بتانے کی مجھے اجازت نہیں۔ آپ
ہی یہ اسرار جان لینے کی طاقت موجود ہے اور آپ

کوشش کریں۔ کامیاب ہوں گے۔ اب مجھے اجازت دیں۔
سانپ بل کھاتا ہوا اسی ملبے میں گھس گیا اور غائب ہو گیا
اور عنبر پریشانی سے اسی اسرار کو معلوم کرنے کے متعلق
سوچنے لگا۔۔۔

O

رات کا کالا کفن

ہیری اور تھامسن خود ہی ایک دوسرے کے قاتل
تھے۔ ماریا اُن کی لاشوں کو وہیں پڑا چھوڑ کر واپس اس حویلی
میں آ گئی جہاں دونوں لڑکیاں سحرزدہ بیٹھی تھیں۔ لیکن عجیب
بات یہ تھی کہ ڈاکٹر وہاں موجود نہ تھا۔ اس نے موقع غنیمت
جان کر لڑکیوں سے کہا بہن گھبرانا نہیں میں تمہاری مدد کو
پہنچ گئی ہوں۔ لڑکیاں گھبرا کر اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ کیونکہ آواز
بالکل قریب سے آ رہی تھی اور وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ ماریا
نے کہا ڈر گئیں۔ ایک لڑکی نے کہا تم کون ہو اور کہاں ہو
خدا کے لئے ہمیں آہستہ آہستہ کیوں مارنا چاہتے ہو ایک
ہی وقت میں ہمیں ختم کر دو۔ ماریا کو اس پر بہت رحم آیا
اور اس نے کہا اچھی بہنوں میں ایک رُوح ہوں۔ تم مجھے
دیکھ نہیں سکتیں لیکن میں تو تمہارے چہروں پر چھائی خوف کی
پرچھائیاں دیکھ رہی ہوں۔ تمہاری دشمن نہیں بلکہ تمہاری حفاظت
کے لئے آئی ہوں۔ لڑکی نے کہا کیوں جھوٹی تسلیاں دے رہی

ہو۔ صرف اتنا بتا دو کہ ہماری زندگی میں کتنی گھڑیاں اور
رہ گئی ہیں۔ ماریا نے کہا ابھی بہن انسان کو خدا کی رحمت
سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ موت تو خود انسان کی
ہر قدم پر حفاظت کرتی ہے۔ اور بن آئے کوئی نہیں مرسکتا
میری بات پر یقین کرو گو کہ میں یہ نہیں جانتی تم کس
قسم کے جال میں پھنس گئی ہو۔ اور کس مقصد کے لئے تمہیں
اس ڈاکٹر نے یہاں منگوایا ہے لیکن پھر بھی اس
یقین کے ساتھ مطمئن ہو جاؤ کہ خدا نے ہی مجھے تمہاری مدد
کے لئے بھیجا ہے۔ لڑکی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ پیاری
انسان سراب کو دیکھ کر بھی دل کو مطمئن کر لیتا ہے کہ یہ پانی ہے
تمہارا بہت شکریہ ایسے وقت میں جب کہ ہمیں تنکے کا سہارا
بھی نصیب نہیں۔ تمہاری امداد ہمارے لئے بہت بڑی غنیمت
ہے۔ ماریا نے پھر کہا۔ میں تمہارے سائے کی طرح ساتھ ہوں
اس یقین کے ساتھ اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ تب لڑکیوں کو
احساس ہوا کہ وہ اب تک کھڑی تھیں۔ دونوں بہنوں نے ایک
دوسرے کی طرف دیکھا اور بیٹھ گئیں۔ ماریا نے کہا اب میں
ڈاکٹر کی تلاش میں جا رہی ہوں۔ تاکہ معلوم ہو اس کے کیا
ارادے ہیں۔ ماریا اس کمرے سے نکل کر ڈاکٹر کو تلاش کرتی
ہوئی باورچی خانے میں پہنچ گئی۔ جہاں کبابوں کی خوشبو سے اس

کے منہ میں پانی بھر آیا۔ اور اس کی بھوک چمک اٹھی۔ اسے
اب احساس ہوا کہ اس نے کل سے کچھ نہیں کھایا۔ وہ
باورچی خانے میں داخل ہو گئی۔ جہاں وہی حبشی عورت سیخ پر
کباب دہکتے ہوئے کوئلوں پر بھون رہی تھی۔ اور گوشت کے بھننے
کی خوشبو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی
تھی کہ یہ کباب کس طرح اڑا کر کھائے جائیں کہ حبشن کو شک
نہ ہو۔ وہ ان لوگوں کو ہوشیار نہ کرنا چاہتی تھی۔ اور کسی
شک اور شبے میں مبتلا نہ کرنا چاہتی تھی کہ پاؤں کی آہٹ پر
چونک کر اس نے دیکھا۔ ڈاکٹر ایک طرف سے داخل ہوا اور اس
نے کہا مارگریٹ میں تہہ خانے میں مریم کے پاس ہوں۔
میرے لئے کباب اور کافی وہیں پہنچا دینا۔ ماریا نے محسوس
کیا مریم کے نام پر اس کے چہرے پر دکھ اور کرب کے
آثار پیدا ہوئے اور پھر ختم ہو گئے۔ اب یہ موقع یہاں
رکنے کا نہیں تھا۔ ماریا نے سوچا مجھے ڈاکٹر کا پیچھا کرنا
چاہیئے۔ ڈاکٹر نے جاتے جاتے رک کر پھر مارگریٹ سے سوال
کیا۔ تہہ خانے میں کافی سردی ہے۔ میری بیٹی کو سردی لگ
رہی ہو گی۔ تم نے کوئلے کی انگیٹھی دہکا کر وہاں رکھ دی ہے
نا۔ مارگریٹ نے جواب دیا آپ ہر روز یہ سوال کرتے ہیں
اور میں جواب دیتے ہوئے تھک گئی ہوں۔ جو کام روزمرہ کی

زندگی میں شامل ہوا ہے بغیر کسی حیل وحجت کے کیا جاتا
ہے۔ ڈاکٹر نے کہا مجھے افسوس ہے نا جانے میری یادداشت
کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم اپنے کام میں
کوتاہی نہیں کرتیں۔ میں بار بار تمہیں اسی کے متعلق سوال کرتا
رہتا ہوں۔ کوئی بات نہیں باس، مارگریٹ نے کہا مریم آپ کی اکلوتی
بیٹی ہے اور اس کے دکھ نے آپ کے دماغ کو پریشان کر
رکھا ہے۔ آپ چلیں میں سامان لے کر وہیں آجاؤں گی۔

ٹھیک ہے ڈاکٹر نے کہا۔ میں جاتے جاتے لڑکیوں کو کمرے
میں بند کر جاتا ہوں۔ حالانکہ یہ کام مجھے پہلے کر لینا چاہیئے تھا
لیکن ذہن سے نکل گیا۔ مارگریٹ نے کہا اب ان کی فکر
آپ نہ کریں۔ میں نے حفاظتی کتوں کو زنجیروں سے آزاد کر دیا
ہے۔ وہ یہاں سے ایک قدم بھی باہر نہیں نکال سکتیں۔ یہ
تو ٹھیک ہے مارگریٹ۔ ڈاکٹر نے جواب دیا۔ مجھے ان کی زندگی کی
ضرورت ہے۔ کتوں نے انہیں نوچ ڈالا تو میں کہیں کا نہ رہوں
گا۔ تب تو آپ فوراً انہیں کمرے میں بند کر کے تالا لگا جائیں
مارگریٹ نے انہیں سیخوں سے بنے ہوئے کباب ایک پلیٹ
میں نکالتے ہوئے کہا۔ ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر نے جاتے جاتے کہا
اور ڈاکٹر کے ساتھ ہی مجبوراً ماریا کو بھی جانا پڑ گیا جو کمرے میں
داخل ہو گیا۔ بڑے ہی پیار سے لڑکیوں سے کہا تم

دونوں تھک گئی ہوں گی۔ چلو چل کر آرام کرو۔ دونوں لڑکیاں
سہمی ہوئی سحر زدہ ڈاکٹر کے پیچھے پیچھے چل پڑیں۔ جس
نے انہیں ایک کمرے میں لا کر چھوڑ دیا۔ جہاں ایک بڑا
سا پلنگ پڑا تھا یہ شاید بیڈ روم ہی تھا۔ لڑکیاں
پلنگ پر بیٹھ گئیں تو ڈاکٹر نے پھر کہا سو جاؤ کھانے کے
وقت تمہیں جگا دیا جائے گا۔

ڈاکٹر کے رویے پر دونوں لڑکیاں اور ماریا بھی حیران تھی
جو نہایت نرم مشفقانہ تھا۔ ڈاکٹر نے کمرہ باہر سے بند
کر دیا۔ اور بڑے دکھ کے سے انداز میں چلتا ہوا وہاں
سے نکل گیا۔ ماریا اس کے پیچھے چل دی۔ ڈاکٹر اپنے کمرے
میں آیا۔ اس نے تہہ خانے کا دروازہ کھولا اور سیڑھیاں
اترنے لگا۔ ماریا بھی اُس کے پیچھے سیڑھیاں اترنے
لگی۔ ڈاکٹر اب ایک تہہ خانے میں موجود تھا جو نہایت
ہی سرد تھا۔ اس کے درمیان میں ایک تابوت پڑا ہوا تھا
اور اس کے قریب ہی ایک میز اور کرسی پڑی تھی اور
کوئلوں کی انگیٹھی دہک رہی تھی لیکن یہ بہت ناکافی تھی
سردی کو ختم کرنے کے لئے کوئی خاص حرارت دستیاب
نہیں کر رہی تھی۔ تھوڑے فاصلے پر ایک لمبی میز پڑی تھی۔
جس پر مریض کو لٹایا جا سکتا تھا۔ اور پاس ہی ایک

میز پر آپریشن کے تمام نشتر ہتھیار چمک رہے تھے
بڑی تپائی پر ایک مٹی کے تیل کا سٹوپ جل رہا تھا
جس پر رکھے ہوئے ایلومینم کے برتن میں ٹیکہ لگانے
والی کئی سوئیاں اُبلتے ہوئے پانی میں پڑی تھیں۔ اور
قریب ہی دوائیوں کی کئی شیشیاں موجود تھیں اور روئی کے
بڑے بڑے کئی بنڈل پڑے تھے۔ تابوت کا ڈھکنا اُٹھا
ہی تھا ڈاکٹر اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ ماریا نے دیکھا
ایک نہایت ہی حسین لڑکی اس میں بے ہوش پڑی تھی
جو بے حد خوبصورت ہونے کے باوجود بے جان تھی تابوت کے
سامنے والی دیوار پر اس کی تصویر لگی ہوئی تھی جس سے ظاہر
ہوتا تھا کہ وہ کافی خوش لباس اور خوبصورت رہی ہوگی
ڈاکٹر نے لاش سے مخاطب ہو کر کہا۔ میری بچی اب وہ
وقت بہت قریب آگیا ہے کہ تم دوبارہ اپنے ڈیڈی سے
میٹھی میٹھی باتیں کرو گی۔ اس منحوس جادوگر کا اثر ختم ہو جائے
گا۔ جس نے تمہارے جسم سے روح تو چھین لی ہے اور تمہاری روح
اس کے قبضے میں ہے۔ تم زندہ ہو کر بھی مُردوں سے بدتر ہو۔ بول
نہیں سکتیں۔ بول نہیں سکتیں۔ میں نے ساری عمر کی کمائی دے
کر بھی اس طلسم کو ختم کرنے کے لئے اب تک اٹھانوے نوجوان
اور خوبصورت لڑکیوں کے خون سے تمہیں غسل دیا ہے۔ اب صرف

دو رہ گئی ہیں جنہیں بھاری قیمت ادا کر کے میں نے
خرید لیا ہے اور آج ہی رات جب چاند اپنے پورے
شباب پر ہو گا میں تمہیں ان حسین لڑکیوں کے خون سے
غسل دوں گا۔ میری جان صرف آج کی رات ہی باپ اور
بیٹی کی جدائی کے درمیان حائل ہے۔ اُف کتنی ویران اور
بے چین زندگی میں نے تمہاری جدائی میں گزاری ہے تم
اس کا تصور نہیں کر سکتیں۔ تمہاری ماں کے مرنے کے بعد
میں نے دن گن گن کر تمہیں ماں بن کر پالا جب تم جوان
ہوئیں اس قابل ہوئیں کہ باپ کی خدمت کر کے اس کی
محنت کا صلہ دے سکو تو باپ کی موت سے بدتر زندگی میں
تڑپتا چھوڑ کر خود خاموشی اختیار کر لی۔ اُف کس قدر
منحوس تھی وہ گھڑی جب تم اپنی سہیلی کے باپ کی موت پر
دوسرے لوگوں کی طرح قبرستان میں گئی تھی اور پھر واپسی پر
آندھی میں جب کہ ساتھ روشنی کے لئے لے جانے والے لیمپ
بھی بجھ گئے تھے۔ تم دوسروں سے بچھڑ کر میلوں میں بھٹکتے
ہوئے اس قبرستان میں گم ہو گئی تھیں جہاں تمہاری ملاقات ایک
تباہ شدہ قبر کے گڑھے سے نکلتے ہوئے ایک خونی جادوگر سے
ہو گئی۔ جو یقیناً تمہارا خون پی جاتا۔ لیکن خدا نے فادر ڈیوس کو
تمہاری مدد کے لئے بھیج دیا۔ اور پھر اس نے فادر ڈیوس سے کہا

تم نے میرے منہ کا شکار چھین لیا ہے۔ ڈیوس لیکن یاد رکھو
میں اس لڑکی کی روح اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں لیکن اس
کا مردہ جسم گلے اور سڑے گا نہیں یہ ایک بیہوشی کی نیند سو
جائے گی۔ اور اب اس کے بدلے سو نوجوانوں اور خوبصورت
لڑکیوں کے خون سے جب تک چاند کی چودھویں رات میں ہر
مہینے اس کے جسم کو غسل نہیں دو گے۔ اس کی روح اس
کے جسم میں واپس نہیں جائے گی۔ میں اس کے جسم کو
غسل دیا ہوا خون پیتا رہوں گا۔ اور جب لڑکیوں کی تعداد پورے
سو ہو جائے گی اس لڑکی کی روح اس کے جسم میں دوبارہ
داخل ہو جائے گی اس وقت تک کے لئے اس کے جسم
کی حفاظت ضروری ہے ایسا نہ ہو کہ روح واپس آئے اور
جسم ہی موجود نہ ہو پھر فادر ڈیوس کے کہنے پر میں نے
تمہارا جسم حفاظت سے تابوت بنوا کر محفوظ کر لیا۔ اور حفاظت
کے خیال سے اسے تہہ خانے میں رکھوا دیا۔ اس راز سے صرف
فادر ڈیوس واقف نہیں بنایا لوگوں کو صرف یہ علم ہے کہ
اس رات مریم کہیں کھو گئی تھی جو آج تک نہیں مل سکی۔
ماریا کو یہ سن کر بے حد افسوس ہوا۔ ایک طرف باپ
کی بے انتہا محنت اور محبت تھی۔ دوسری طرف دو زندگیوں کا
سوال تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ وہ لڑکیوں کی زندگی بھی بچائے

گی اور جادوگر سے مریم کی روح واپس لا کر ایک باپ کو
اس کی بیٹی ملا دے گی۔ اس کے لئے فادر ڈیوس اور میٹھی ہوئی
قبر ابتدا کرنے کے لئے کافی تھی۔ لیکن وہ دوسرا قدم اٹھانے
سے پہلے ان دونوں لڑکیوں کی جانیں بچانا چاہتی تھی وقت بہت
ہی کم تھا۔ اور کام بے انتہا مشکل۔
ماریا فوراً تہہ خانے سے نکل کر اوپر آگئی اور بند کمرے میں
دیوار سے ہو کر اندر داخل ہو گئی کیونکہ ماریا میں یہ طاقت موجود
تھی کہ پتھر کی دیوار سے بھی گذر جاتی تھی۔ اس نے دیکھا۔
دونوں بہنیں محبت سے ایک دوسرے سے لپٹ کر سو رہی
ہیں اسے خیال آیا واقعی دانشوروں نے سچ کہا ہے نیند سولی
پر بھی آ جاتی ہے نا جانے بے چاری کب سے پریشانی میں
جاگ رہی تھیں۔ وقت اگر کم نہ ہوتا تو شاید وہ دونوں کو
سونے دیتی لیکن اِن کی زندگی بچانے کے لئے یہ ضروری تھا
کہ انہیں یہاں سے نکال لیا جائے لہذا اُس نے دونوں لڑکیوں
کو بیدار کیا اور انہیں سمجھایا کہ ان کی زندگی خطرے میں ہے
انہیں اسی وقت یہاں سے فرار ہونا ہے۔ دونوں لڑکیاں اب
روح کی آواز پہچاننے لگیں تھیں لہذا جلدی ہی بیدار ہو گئیں۔
ماریا دیوار سے دوبارہ نکل کر باہر آئی اور دروازے میں لگے ہوئے
تالے کو زور لگا کر توڑ ڈالا اور پھر جلدی سے دروازہ کھول کر

لڑکیوں کو نکال کر باہر لے گئی۔ باہر نکلنے پر اب سب سے زیادہ
مصیبت کتوں کی تھی یہ نہایت ہی خوفناک بلڈ ہونڈ چار کتے
تھے جو شیر کے قد کے برابر تھے اور انسان کے لئے نہایت ہی
خطرناک تھے۔ ماریا خود تو نظر نہ آنے والی چیز تھی۔ وہ تو گزر
سکتی تھی لیکن دونوں لڑکیوں کا گزرنا بہت مشکل نظر آرہا تھا۔ وہ
لڑکیوں کو ایک جگہ چھپا کر برآمدے سے باہر نکلی اچانک اس کی
نگاہ جھاڑیوں میں بیٹھے ہوئے دو جنگلی خرگوشوں پر پڑی۔ ماریا نے
ایک ہی جست میں دونوں کو پکڑ لیا۔ اور انہیں لے کر حویلی کے
برآمدے میں آگئی۔ اور اندر حویلی میں چھپائی ہوئی لڑکیوں کو
تیار رہنے کے لئے کہا وہ دونوں کو لے کر برآمدے میں آئی
اور اس نے نصیحت کی میں دونوں خرگوش چھوڑوں گی کتے
ان دونوں کے پیچھے بھاگیں گے۔ بس اسی ایک دو منٹ میں
بھاگ کر تم بھی برآمدے کی چاردیواری سے باہر نکل جانا حویلی
کے پھاٹک کی اونچائی تقریباً پانچ فٹ ہے۔ تم آسانی سے دوسری
طرف چھلانگ لگا سکتی ہو لیکن یاد رکھو تھوڑی سی دیر بھی
تمہاری موت کا باعث بن سکتی ہے۔ لڑکیاں تو پہلے ہی
اپنے آپ کو موت کے منہ میں سمجھ رہی تھیں۔ ان کے لئے زندگی
بچانے کا یہ سنہری موقع تھا۔ دونوں ماریا کے پیچھے باہر نکل آئیں
جونہی کتوں نے غیر مانوس خوشبو محسوس کی اور وہ ہوشیار

ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوئے ماریا نے دونوں خرگوش
چھوڑ دیئے۔ چاروں کتے ان پر جھپٹے اور خرگوشوں نے اپنی جان
بچانے کے لئے تیز دوڑ لگائی اور اونچی اونچی چھلانگیں لگاتے
ہوئے ایک طرف نکل گئے۔ کتوں نے ان کا پیچھا کیا۔ ماریا
نے دونوں لڑکیوں سے کہا نکل بھاگو۔ دونوں لڑکیاں تیز بھاگتی
ہوئی حویلی کے پھاٹک پر آئیں اور اوپر چڑھ کر دوسری طرف
کود گئیں۔ اور دوڑتی ہوئی کافی دور تک نکل گئیں کتوں کی
آواز سن کر ڈاکٹر اور حبشی نوکرانی دونوں لڑکیوں کے کمرے
کی طرف گئے اور لڑکیوں کو نہ پا کر بھاگتے ہوئے باہر آئے
کتوں کو آوازیں دیں۔ مالک کی آواز پر چاروں کتے بھاگتے
ہوئے آئے۔ جن میں سے دو کے منہ میں جنگلی خرگوش تھے
پھر دونوں نے حویلی کا کونہ کونہ چھان مارا لیکن لڑکیوں کا
کچھ پتہ نہ چل سکا کہ انہیں زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔ دونوں
لڑکیاں حویلی سے کافی دور جنگل میں بھاگتی ہوئی داخل ہو گئی تھیں
ماریا نے دونوں کو آواز دی تو رک گئیں۔ ماریا نے کہا اب
کوئی خطرہ نہیں ٹھہر جاؤ مجھے سوچ لینے دو کہ تمہیں کیسے محفوظ
جگہ پر پہنچاؤں۔ ماریا ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ انہیں دور سے
کتوں کے بھونکنے کی آوازیں اپنے قریب آتی سنائی دیں۔ ڈاکٹر
ان کی تلاش میں جنگل ہی کی طرف آ رہا تھا۔ اب تو ماریا کے لئے ان

دونوں کی زندگی بچانا مشکل ہو گئی۔ اس نے دونوں لڑکیوں کے
ہاتھ تھامے اور اپنے روایتی انداز میں بڑی بڑی چھلانگیں لگانا
شروع کر دیں۔ جو تقریباً اڑنے کے برابر تھا۔ کتے بدستور ان کا
پیچھا کر رہے تھے۔ کیونکہ ڈاکٹر نے انہیں کھلا چھوڑ دیا تھا
اور خود گھوڑے پر سوار کتوں کا پیچھا کر رہا تھا۔ ساری رات
اس گھنے جنگل میں موت اور زندگی کی آنکھ مچولی ہوتی رہی۔ اگر
معاملہ صرف کتوں کا ہوتا تو ماریا انہیں کسی درخت پر چڑھا دیتی
لیکن یہاں تو موت ڈاکٹر کی صورت میں ان کے پیچھے آ رہی تھی
اور رات کا سیاہ کفن اٹھ رہا تھا رات دبے پاؤں گزر رہی تھی
اور پو پھٹنے لگی تھی۔ اچانک ماریا کی نگاہ ایک کٹیا پر پڑی جو اس
جنگل میں اسے غیر فطرتی محسوس ہوئی اور وہ دونوں لڑکیوں کو
لے کر اس کے دروازے پر پہنچ گئی۔ کتوں کی آوازیں برابر آ
رہی تھیں۔ جو پیچھے آ رہے تھے اور انہوں نے دونوں لڑکیوں کے
ہیولے دیکھ لئے تھے۔ ساری رات کی بھاگ دوڑ نے انہیں
بھی تھکا دیا تھا ان کی لمبی زبانیں باہر لٹک رہی تھیں۔ اور
سانس لوہار کی دھونکنی کی طرح چل رہا تھا۔ ان کے پیچھے گھوڑے
کے ٹاپوں کی آوازیں برابر آ رہی تھیں۔ ماریا کٹیا کے اندر داخل
ہو گئی۔ جہاں ایک بزرگ کفن پہنے زمین پر بیٹھا عبادت میں مصروف
تھا۔ ان کی آمد پر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ اور کہا دنیا اب

تو میرا پیچھا چھوڑ دے میں نے تجھے کب کا چھوڑ دیا ہے۔ کفن پہنے
قبر کی زمین پر بیٹھا خدا کو تلاش کر رہا ہوں۔ لڑکیاں سہمی ہوئی
کھڑی تھیں۔ ماریا نے کہا محترم بزرگ جیتے جی انسانوں کو چھوڑ
کر آپ اس ویرانے میں خدا کو تلاش کر رہے ہیں۔ خدا کو
انسانوں میں رہ کر تلاش کریں۔ عبادت کرنی ہے تو سب سے
بڑی عبادت انسان کی خدمت ہے بزرگ نے اپنی سرخ انگارہ
آنکھوں سے ماریا کی طرف دیکھا اور کہا لڑکی کیا آج کے
انسان کو تم انسان کہتی ہو اگر یہ انسان ہے تو شیطان کسے
کہتے ہیں جو لوگ اپنی خواہشات کے غلام ہو کر دوسروں کی
زندگیوں کو کھلونا سمجھتے ہیں۔ ایک زندگی بچانے کے لئے سو جانیں
قربان کر دیتے ہیں۔ کیا ان کی خدمت کرنا عبادت ہے۔ تو ان
دونوں کو وہاں سے نکال کر کیوں لائی ہے۔ جا ویرانے سے
آبادی کی طرف لوٹ جا تاکہ یہ دونوں بھوکے کتوں کی خوراک
بن جائیں۔ ان کا پیٹ بھرنا بھی تو عبادت ہے۔ کیا رزق۔ زندگی
اور موت تیرے ہاتھ میں ہے تو بچا لے انہیں پیچھے آتی موت
سے۔ یہ ساری باتیں تیرے بس کی نہیں ہیں۔ بیٹی تیرے اندر
ایک خوبصورت اور نیک روح ضرور ہے جو صدیوں سے انسانی خدمت
کر رہی ہے۔ تو زمانے کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے لیکن میں تو

اور ڈائجرل آواز بہت ہی قریب سے سنائی دے رہی تھی۔ جو
بے بین کو شاباش دے کر ان کا حوصلہ بڑھا رہا تھا۔ ماریا نے
کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ زندگی اور موت کا مالک خدا ہے۔
ان کی اگر موت آگئی ہے تو میری جدوجہد ان کو نہیں
بچا سکتی۔ بوڑھے نے کہا۔ بیٹھ جا بیٹی اور تم دونوں بھی بیٹھ
جاؤ۔ میں خود زمین پر بیٹھا ہوں تمہارے لئے میرے پاس کوئی چیز
نہیں لہٰذا اسی زمین پر بیٹھ جاؤ۔ جہاں مرنے کے بعد ہمیں ایک
لمبا عرصہ گزارنا ہے۔ گھبراؤ نہیں بیٹی یہ کٹیا حرص و ہوس میں
گرفتار بندوں کو نظر نہیں آتی اسے بے لوث اور لالچ
سے پاک نگاہ ہی دیکھ سکتی ہے۔ تھک ہار کر واپس لوٹ
جائیں گے۔ تب ماریا نے کہا مقدس بزرگ میں اس آدمی
کی بیٹی کی روح بھی واپس لانا چاہتی ہوں جسے خونی جادوگر
لے گیا ہے۔ آپ نے دنیا سے منہ موڑ لیا ہے لیکن میری
زندگی کا مقصد انسانوں کی بھلائی ہے۔ میں نے تیری زندگی کی
ساری کتاب پڑھ لی ہے۔ بتا میں تیری کیا خدمت کر سکتا
ہوں۔ ماریا نے کہا مقدس بزرگ اس خونی جادوگر سے
مریم کی روح کو واپس لانے کے لئے میری مدد فرمائیں۔ اور ان
دونوں لڑکیوں کی ذمہ داری سے مجھے سبکدوش فرمائیں اور انہیں
واپس اپنے ماں باپ کے پاس بھجوادیں۔ بزرگ نے کہا تیرے

لئے یہ ذمہ داری قبول کر لیتا ہوں۔ تیرے کام کی ابتدا
اسی بیٹھی ہوئی [illegible] سے ہوگی۔ جس کا پتہ تجھے فادر ڈیوس سے
مل جائے گا۔ یہ لڑکیاں اپنے گھر پہنچ جائیں گی۔ تو اطمینان سے
اپنی مہم پر جا سکتی ہے۔ ماریا نے بزرگ کا شکریہ ادا کیا
اور باہر نکل گئی۔ اب وہ جنگل کی بجائے شہر میں بنے ہوئے
گرجے کی طرف پرواز کر رہی تھی۔ جہاں فادر ڈیوس رہتا تھا۔

○

ناگ نے جب دیکھا کہ میں چاروں طرف سے ڈاکوؤں میں گھر
گیا ہوں تو وہ نقشے سمیت ہی ایک بڑا پرندہ بن کر آسمان کی
طرف اُڑ گیا۔ لاہوت خود ایک مشہور جادوگر تھا اور یہی وجہ تھی
کہ آج تک بڑے سے بڑی حکومت اس صحرائی ڈاکو کو گرفتار
کرنے میں ناکام رہی تھی۔ جو یہاں سے گزرنے کا خراج لوٹ مار
کی صورت میں وصول کر لیتا تھا۔ لاہوت دیکھ کر مسکرایا اور پھر وہ

عقاب کی صورت اُڑا اور اس نے ناگ کو جو پرندہ بن کر اُڑا
تھا دبوچ لیا۔ ناگ کے وہم میں بھی نہیں تھا کہ لاہوت اچانک
اس طرح حملہ کر دے گا۔ عقاب نے اپنے پنجے اس طرح ناگ کے
گوشت میں گاڑ رکھے تھے کہ ناگ اپنے آپ کو بے بس محسوس کر
رہا تھا۔ اس نے اپنے آپ کو بہت بدلنے کی کوشش کی لیکن
لاہوت کا جادو اس پر غالب آ گیا تھا۔ وہ ناکام ہو گیا۔ لاہوت
اسے واپس زمین پر لایا اور خود دوبارہ انسانی روپ میں آ گیا۔
لاہوت نے ایک جادوئی پنجرہ اپنے جادو سے بنایا اور اس پرندے
کو اس میں ڈال کر ساتھ لے چلا۔ نقشہ جو پرندے کی چونچ میں
دبا ہوا تھا۔ لاہوت نے پہلے ہی حاصل کر لیا تھا۔ ناگ حیران
تھا کہ اس کے ساتھ یہ کیا ہوا ہے۔ اس نے پنجرے میں
بھی اپنے آپ کو بدلنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن لاہوت کے
جادو کے سامنے بے بس ہو گیا۔ اب رات ہو چکی تھی لاہوت
نے ڈیرہ ڈالنے کے لئے حکم دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ریت کے
میدان میں خیمے آراستہ کر دیئے گئے۔ اور آگ جلا کر بکرے
بھونے جانے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ڈاکو شکم سیر ہو کر ان کا
گوشت کھا رہے تھے۔ کھانے کے وقت لاہوت نے پنجرہ سامنے
رکھ کر جادو کا منتر پڑھا۔ ایک چھوٹی سی سنہری کیل اس کے ہاتھ
میں موجود تھی۔ پڑھ کر کیل پر پھونک دیا اور وہ کیل پرندے کے

سر میں گاڑ دی۔ پھر پنجرہ کھول کر پرندے کو باہر نکالا اور کہا
میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو دوبارہ انسان بن جا۔ لیکن اب
تیرے دماغ پر میرا قبضہ ہو گا۔ تو ایک غلام کی صورت میں
میرا حکم بجا لائے گا۔ پھر کچھ پڑھا اور پھونک ماری ناگ پرندے
سے پھر انسان بن گیا۔ لاہوت نے قہقہہ لگایا۔ ناگ نے جھک کر
کہا۔ کیا حکم ہے میرے آقا۔ میں تیرا غلام ہوں۔ لاہوت نے
کہا غلام یہ نقشہ دیکھ کر بتا مجھے اسے حاصل کرنے کے لئے
کس سمت روانہ ہونا ہے۔ ناگ نے نقشہ دیکھ کر کہا میرے آقا
سورج نکلتے ہی جس سمت تیرا سایہ ہو گا۔ اُدھر ہی روانہ ہو جا
یہی سمت ٹھیک رہے گی۔ اب لاہوت نے ناگ کو پوری طرح
اپنے جادو کے زور سے قابو کر لیا تھا۔ اس لئے اسے کوئی خطرہ
نہ تھا۔ اس نے ناگ کو دوبارہ پرندہ بنانے کی ضرورت محسوس نہ
کی ویسے بھی اسے بار بار نقشے کے لئے ناگ کی ہدایات درکار تھیں
لہٰذا ناگ کے دماغ پر وہ مکمل طور پر قبضہ جما چکا تھا۔ کھانے
کے بعد قہوے کا دور چلا اور پھر رات بھر محفل گرم رہی اور سورج
کے نکلتے ہی لاہوت خیمے کے باہر آ گیا۔ اپنا سایہ دیکھا اور اسی
سمت کوچ کا حکم دے دیا۔

ناگ نے کہا میرا گھوڑا کہیں بھاگ گیا ہے۔ سواری کے
لئے مجھے بھی ایک گھوڑا دو تاکہ میں خزانے تک تمہاری

راہنمائی کر سکوں۔

لاہوت کے اشارے پر ایک ڈاکو نے اپنا گھوڑا اسے پیش
کر دیا اور خود دوسرے ساتھی کے پیچھے بیٹھ گیا۔ ناگ نے
اپنا گھوڑا سرپٹ صحرا میں چھوڑ دیا۔ جب کہ لاہوت اِس
کے شانہ بشانہ جا رہا تھا۔ اور باقی ڈاکو دونوں کے پیچھے
تھے۔ یہ سفر غروب آفتاب تک جاری رہا اور پھر تاریکی ہوتے
ہی لاہوت کے حکم پر اسی جگہ خیمے گاڑ دیئے گئے۔ آگ
جلائی گئی اور بکرے بھونے جانے لگے۔ خیموں کے اندر اور
باہر مشعلیں روشن کر دی گئیں۔ سردار کے خیمے میں لاہوت اور
ناگ ہرن کی کھال پر بنا ہوا وہ نقشہ سامنے رکھے اس پر
گفتگو کرنے میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں بکروں
کی رانیں صحرائی پھل اُن کے سامنے پیش کر دیئے گئے۔ جسے
سب نے مل کر کھایا۔ کھانے کے بعد قہوے کا دور چلا اور
سب خیموں سے باہر نکل آئے۔ کیونکہ باہر کسی ڈاکو نے بربط
سنبھال لیا۔ پھر ڈفوں پر ہاتھ پڑنے لگے اور ناگ یہ دیکھ کر حیران
رہ گیا کہ دو رقاصائیں صحرائی عورتوں کا لباس زیب تن کیے
ایک خیمے سے برآمد ہوئیں اور رقص و سرور کی یہ محفل صبح تک

جاری رہی۔ ناگ کو حیرانی میں ڈوبا دیکھ کر لاہوت نے کہا۔ تم
حیران ہو کر ہمارے ساتھ کوئی عورت نہ تھی۔ پھر یہ رقاصائیں
کہاں سے آگئیں۔ لیکن تم نے ہمارے لباس پر نگاہ نہیں
کی جس میں چھپی ہوئی شخصیت کا پتہ چلانا انتہائی مشکل ہے
کہ وہ عورت ہے یا مرد۔ ہمارے گروہ میں عورتیں بھی ہیں لیکن
اس لباس میں وہ بھی مرد ہی معلوم ہوتی ہیں۔ پھر سورج
کی پہلی کرن کے ساتھ وہ تمام سامان سمیٹ چکے تھے۔ اور
ایک دفعہ پھر انہوں نے اپنے گھوڑے سرپٹ منزل کی طرف
ڈال دیئے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد ناگ اور لاہوت
نے اپنے گھوڑے روکے اور نقشہ نکال کر دیکھا۔ پھر آپس
میں گفتگو کرنے کے بعد انہوں نے مشرق کی طرف رخ کیا
پھر وہ اسی وقت تک سفر کرتے رہے جب سورج غروب
ہونے کے قریب تھا۔ انہوں نے اپنے گھوڑے روک لئے
تب ناگ نے سامنے والے ٹیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے
کہا۔ یہ پہاڑی بکرے کی شکل کا ٹیلہ ہے۔ دراصل نیچے یہ
پتھر کا بنا ہوا پہاڑی بکرے کا بت ہے اس پر ہواؤں سے
ریت بڑھتی اور گھٹتی رہتی ہے۔ نقشہ میں دکھایا ہے کہ
غروب آفتاب کے وقت اس ٹیلے کے سائے کو دیکھو جس طرف اِس
کا سایہ ہو گا اُسی طرف کا رُخ کرو۔ لاہوت نے حیران ہوتے

ہوئے کہا۔ بہت خوب دیکھنے پر یہ پہاڑی بکرے کا مجسمہ نظر
آتا ہے عام نظر سے دیکھو تو ایک معمولی ٹیلہ ہے ریت کا
پھر انہوں نے اُس کے سائے کی سمت گھوڑے ڈال دیئے
لیکن تھوڑی دور جانے کے بعد انہیں پھر ڈیرہ ڈال دینا
پڑا۔ کیونکہ اب تمام صحرا نے رات کا کالا کفن پہن لیا تھا
خیمے جلدی ہی نصب کر دیئے کیونکہ ہوا نے تیزی اختیار
کر لی تھی اور صحرا میں رہنے والے سمجھ جاتے ہیں کہ رات
کسی بھی وقت بادِ صرصر کا طوفان آئے گا لہٰذا ہر آدمی طوفان
سے بچنے کی پیش بندیوں میں مصروف ہو گیا۔ آج بھی ناگ
کا بستر لاہوت کے خیمے میں تھا۔ لیکن لاہوت نے آج نقشہ
ناگ سے لے لیا تھا یہ اس بات کی پیش بندی تھی کہ
اگر طوفان شدت اختیار کر گیا اور ان تمام لوگوں کو جو اس
وقت اکٹھے بندھے ہوئے مٹھے کی طرح ہیں۔ اپنے زور سے
تنکوں کی صورت بکھیر کر اپنے ساتھ لے گیا تو نقشہ تو میرے
قبضے میں موجود ہو گا۔ ان صحرا نشینوں کی زندگی میں ایسے کئی
طوفان آچکے تھے جن میں سارے ساتھی تنکوں کی طرح بکھر گئے
تھے اور پھر طوفان ختم جانے کے بعد کئی روز ایک دوسرے کی
تلاش کرنے میں مصروف رہے تھے۔ لاہوت اپنے خیمے میں
پریشانی سے ٹہل رہا تھا۔ تیز ہوا سے خیمے میں بھونچال سا آیا ہوا

تھا اور جلتی ہوئی مشعل ہوا کے زور سے پھڑ پھڑا رہی تھی لاہوت
نے کہا شاید قسمت ہمارے خلاف جا رہی ہے۔ ورنہ اس موسم
میں طوفان بالکل نہیں آتے۔ ناگ نے مزہ لیتے ہوئے کہا قسمت
کی بات مت کرو سردار۔ آخر تم فرعونوں کے خزانے کو حاصل کرنے
کی نیت سے نکلے ہو۔ جن کے جادوگروں اور ساحروں کو زمانہ مانتا
ہے۔ جوں جوں خزانے والی جگہ قریب آئے گی ہمیں مختلف قسم کے
اسراروں سے واسطہ پڑے گا۔

بوڑھا کہتا تھا آج بھی کاہنوں کی روحیں اُس کی حفاظت
کر رہی ہیں یہ بوڑھا بھی انہیں کے خاندان سے تھا۔ اس نے بتایا
تھا نقشہ حاصل کر لینا تو بڑی بات نہیں۔ اصل بات تو خزانے تک
پہنچنا اور اسے حاصل کرنا ہے۔ جہاں کے جادوئی جنتر منتر اور وہاں
آنے والوں کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں سینکڑوں سالوں میں کئی
دفعہ بڑے بڑے بادشاہوں۔ ڈاکوؤں اور جادوگروں نے اس خزانے
کو حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن آج بھی اُس جگہ ان کی ہڈیوں
کے ڈھانچے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ فرعونوں کا خزانہ ہے۔
اسے یا تو فرعونوں کا کوئی فرزند حاصل کر سکتا ہے یا مقدس کاہنوں
کے خاندان کا کوئی فرد۔ لاہوت کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں اور
اس نے کہا نوجوان اگر ان تمام باتوں سے تمہاری مراد یہ
ہے کہ میں خائف ہو کر اپنے ارادے سے باز آجاؤں گا۔ تو یہ

تمہارا خیال خام ہے۔ میں بچپن سے لے کر جوانی تک خطرات
سے کھیلتے جوان ہوا ہوں اور آج اس صحرا کا بے تاج بادشاہ
کہلاتا ہوں۔ کوئی قافلہ بھی خواہ وہ کسی ہی بڑی سے بڑی
سلطنت کا کیوں نہ ہو مجھے خراج دیئے بغیر اس صحرا سے نہیں
گذر سکتا۔ میری گرفتاری کے خواب کئی بادشاہوں اور امیروں
نے دیکھے لیکن آج تک شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے۔ مجھے امید ہے
تم آئندہ اس سلسلہ میں اپنا منہ بند رکھو گے۔

تیز ہوا نے اب باقاعدہ آندھی کی صورت اختیار کر لی
تھی۔ فضا میں زمین سے آسمان تک ریت ہی ریت اڑتی دکھائی
دے رہی تھی۔ خیموں سے بندھے کئی گھوڑے رسیاں تڑا کر
بھاگ نکلے تھے۔ خیموں میں جلتی ہوئی مشعلیں گل کر دی گئی تھیں
کیونکہ ان سے خیموں میں آگ لگ جانے کا خطرہ تھا۔ خیمے
درختوں کے پتوں کی طرح سے آندھی کے زور سے ہل رہے تھے
اور ان کی کئی بندشیں بھی ٹوٹ کر رہ گئی تھیں جس سے ان کا
تناسب متاثر ہو کر رہ گیا تھا۔ اور پھر آندھی کے زور
سے کئی خیمے زمین پر آ رہے اور ان کے مکین اپنی
جان بچانے کے لئے جدھر سینگ سمائے بھاگ گئے۔ آندھی
کا زور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا ہی گیا۔ اور سارے ہی خیمے غبارے
کی طرح سے اڑ گئے۔ اور چند ایک کے چیتھڑے جھول گئے

پھر یہ خوفناک آندھی انسانوں اور جانوروں کو سوکھے تنکوں
کی طرح سے اپنے ساتھ بہا کر لے گئی۔ طوفان صبح کی پہلی
کرن کے ساتھ ہی رک گیا لیکن اب اس جگہ دور دور تک
ریت کے ٹیلوں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔
اتنے بہت سے آدمیوں کو طوفان نگل گیا تھا۔ خدا جانے
ان میں سے کوئی زندہ بھی بچا تھا کہ نہیں۔ ناگ نے ریت کے
ایک ٹیلہ میں سے اپنا منہ نکال کر دیکھا۔ جس نے اس وقت
اپنے آپ کو ناگ میں تبدیل کر لیا تھا اور ریت کے ایک
ٹیلے میں پناہ لے لی تھی۔ تا حدِ نظر ریت ہی ریت تھی۔ بلکہ ریت
کا سمندر تھا۔ دوسری طرف سردار کو ہوش آیا تو اس کا دم
گھٹ رہا تھا اُسے محسوس ہوا کہ کسی نے اسے زندہ قبر
میں دفن کر دیا ہے۔ اس نے گھبرا کے جیا اس کے
تو اپنے آپ کو زمین دوز کسی تہہ خانے دکوش ریت کے
خدا جانے کہاں سے روشنی آ رہی تھی۔ اور اب بھی اس
سامنے کئی تابوت کئی من وزنی سونے اور چاندی کا تھا یہ تو
ہوئے پڑے تھے۔ اور ان تابوتوں کے پاس سونے اور ہیرے
جواہرات کے ڈھیر پڑے تھے۔ جن میں ایک ڈھانچہ اسکل
بھی تھا۔ کیونکہ وہ دیکھ سب کچھ سکتا تھا۔ لیکن اپنے آپ
کو جنبش تک نہیں دے سکتا تھا۔ گویا اس کے جسم کا گوشت

گل سڑ گیا تھا۔ اور صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا تھا لیکن
اس کی روح زندہ تھی اور سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اچانک
زور سے بجلی چمکی اور ایک گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی سب تابوتوں
کے ڈھکنے کھل گئے۔ اور ان میں سے فرعون نکل نکل کر باہر
آنے لگے۔ اور ان کے تابوتوں کے ڈھکنے کھلتے ہی تخت کی صورت
اختیار کر گئے اور وہ سب ان پر براجمان ہو گئے۔ ان کی
آنکھیں غیض و غضب سے دہک رہی تھیں۔ پھر ان کے سامنے
والی تابوتوں کی لائن کے ڈھکنے کھلے اور کچھ لوگ کاہنوں کے
لباس میں نکل کر سامنے آ گئے۔

تب سیتی رامسس فرعون نے اپنی گرجدار آواز میں ان
بھاگ نکلے تھا۔ شاید تم لوگ اپنے کیئے ہوئے وعدے کو
کیونکہ ان سے بے خبر لوگ اس خزانے کی تلاش میں یہاں
درختوں کے۔ تب ایک کاہن نے آگے بڑھ کر کہا اے
اوران کے در ہم رہتی دنیا تک اس خزانے کی حفاظت
کتا رے۔ یہاں لوگ پہنچ تو سکتے ہیں لیکن تیرا خزانہ کوئی
نہیں سکتا۔ سردار کو بڑی حیرت ہوئی۔ ان کاہنوں
میں وہ بوڑھا بھی موجود تھا۔ جس کے سینے میں خنجر مار کر اس
نے نقشہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ تب فرعون نے تالی
بجائی۔ قوی ہیکل اور خوفناک خونی چہروں والے جلاد ننگی

تلواریں لے کر دیواروں سے نکل پڑے۔ ان کے ہاتھوں میں
موٹی موٹی لوہے کی زنجیریں بھی تھیں۔ فرعون نے حکم دیا ان
تمام ناہنجاروں کو زنجیروں میں جکڑ کر جنگلی گھوڑوں کے ساتھ
باندھ دیا جائے اور پھر گھوڑوں کی پیٹھوں پر کوڑے برسائے
جائیں۔ تمام ڈھانچوں کو زنجیریں پہنا دی گئیں۔ ایک طرف
سے چند غلام وحشی خونخوار جنگلی گھوڑے لے کر حاضر ہو گئے
تب حبشیوں نے تمام ڈھانچوں کو زنجیروں میں جکڑ کر گھوڑوں سے
باندھ دیا اور ان پر کوڑے برسائے گئے۔ خوفناک ہنہناہٹ
کے ساتھ وحشی گھوڑے الف ہوئے۔ ان کے منہ سے غصے
کی وجہ سے جھاگ بہنے لگے۔ اور وہ ڈھانچوں کو زمین
پر گھسیٹتے ہوئے سرپٹ ہو گئے۔ سردار نے محسوس کیا اس کے
جسم کو بری طرح گھسیٹا جا رہا ہے۔ اور چند لوگ ریت کے
ٹیلے سے اسے کھینچ کر باہر نکال رہے ہیں۔ نقشہ اب بھی اس
کے داہنے ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔ اس نے غور سے دیکھا یہ تو
کوئی قافلہ تھا۔ وہ ایک دم اٹھ کر بیٹھ گیا اور ایک بوڑھے
سے سوال کیا میں کہاں ہوں۔ بوڑھے نے کہا بیٹے ہمارا
قافلہ یہاں سے گزر رہا تھا۔ تیز ہوا کے چلنے سے اس
ٹیلے کی ریت اڑ اڑ کر زمین پر نئے ٹیلے بنانے لگی۔ ہم نے
دیکھا انسانی ٹانگ ہمیں ریت کے ٹیلے میں دبی نظر آئی۔ ہم سمجھ

گئے کل جو طوفان آیا ہے اسی کی وجہ سے کوئی بے چارہ ریت
میں دب گیا ہے۔ لہذا تمہیں گھسیٹ کر بڑی مشکل سے باہر
نکالا ہے خدا کا شکر ہے تم زندہ ہو اور ہماری محنت ضائع
نہیں ہوئی۔ لاہوت نے اُٹھ کر جائزہ لیا کافی بڑا قافلہ
تھا۔ اور کئی لاکھوں کا سامانِ تجارت لے کر جا رہا تھا۔
اُس کے منہ میں پانی بھر آیا لیکن مجبوری تھی اُس کے
ساتھی اُس سے بچھڑ چکے تھے۔ تب اُس قافلے کے سردار
نے اسے اپنے خیمے میں بلایا اُس کو کھانے میں پنیر اور
دودھ دیا گیا۔ اِس دوران بقایا تجربہ کار اور بوڑھے
سوداگر بھی خیمے میں جمع ہو گئے۔ اور راستے کے متعلق
گفتگو ہونے لگی۔ سردار نے کہا میرے خیال میں نخلستان صبور
سے جو راستہ ہو کر گزرتا ہے وہ ہی اس صحرائی ڈاکو لاہوت
سے محفوظ ہے۔

دوسرے نے کہا۔ اِس طرح ہمیں کوئی چار کوس کا
چکر کاٹ کر جانا پڑے گا۔ تیسرے نے کہا نہ جانے اِس
جنگلی سور سے کب پیچھا چھوٹے گا۔ کم بخت مرتا بھی نہیں۔
کسی اور نے کہا وہ مر بھی گیا تو کوئی اور ساتھی اس
کی جگہ لے لے گا۔ سردار نے کہا میرا بس چلے تو اُس حرامی
کو بھوکا اور پیاسا مار دوں۔ لاہوت نے پنیر کا ٹکڑا منہ

میں رکھتے ہوئے کہا۔ سردار مارنے والے سے بچانے والا بڑا
عظیم ہے۔ سب نے غصے سے اُس کی طرف دیکھا۔ تو
لاہوت نے بات بناتے ہوئے کہا۔ اب دیکھئے حکومت
نے کتنی کوشش کی مگر اس کا بال بھی بیکا نہ ہوا۔ وہ آج
بھی آزاد ہے۔

سردار نے کہا تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔ یہ سب ہمارے
اعمالوں کی سزا ہے جب تک ہم ایمانداری سے تجارت کرتے
آئے ہیں نمک کے برابر اسلام کے بتلائے ہوئے اصول کو
مدِ نظر رکھ کر منافع لیتے تھے۔ تجارت بھی خوب چلتی تھی اور
کبھی کسی قافلے کے لٹنے کی اطلاع بھی نہیں آتی تھی۔ ہم نے
لالچ کیا۔ منافع تو کئی گنا ہو گیا لیکن مال و دولت اور
زندگی کا کوئی تحفظ نہیں رہا۔ تب سردار نے لاہوت کی
طرف دیکھ کر کہا۔ کیوں بھائی تم تنہا کہاں جا رہے تھے۔
جو آندھی کی نذر ہو گئے۔ لاہوت نے کہا میں تنہا نہ تھا
میں بھی ایک قافلے ہی کے ساتھ سفر کر رہا تھا لیکن اس
خوفناک آندھی نے سب کو تنکوں کی طرح بکھیر دیا۔ میں
نخلستانِ صبور تک آپ لوگوں کے ہمراہ چلوں گا۔ شاید وہیں
بقایا بچے ہوئے ساتھیوں سے ملاقات ہو جائے۔ تم جہاں تک
چاہو ہمارے ساتھ چل سکتے ہو۔ مجھے امید نہیں اب تم اپنے

حال اور ساتھیوں کو پاسکو۔ جو بے چارے آندھی سے بچ گئے
ہوں گے وہ اس صحرائی درندے لاہوت کی نذر ہو جائیں
گے۔ لاہوت کو اپنی تعریفیں سن سن کر بڑا مزہ آرہا تھا۔
وہ سوچ رہا تھا اگر ان کو علم ہو جائے کہ وہ صحرائی درندہ
خود خانہ بدوش ہو کر ان میں پناہ گزیں ہے تو اس کی تکا بوٹی
اڑا دیں۔ لاہوت اور اس کے ساتھیوں کا یہ اصول تھا۔ کہ
جب بھی وہ کسی حادثے میں بچھڑ جاتے نخلستان صبور میں پہنچ
جاتے اور اپنے ساتھیوں کا انتظار کرتے۔ اس طرح ایک ایک
کرکے وہ پھر منظم ہو کر اپنی جماعت بنا لیتے۔ اسی چیز کے
پیش نظر لاہوت نخلستانِ صبور جانا چاہتا تھا۔ وہ پھر اپنی
طاقت یکجا کر کے خزانے کی تلاش میں جانا چاہتا تھا۔
جو اس کے پاس محفوظ تھا اور جس کے متعلق وہ ناگ سے
کافی معلومات حاصل کر چکا تھا۔ آخر یہ قافلہ منزلیں طے کرتا
ایک صبح نخلستانِ صبور پہنچ گیا۔ یہاں آکر لاہوت کو اپنے
کئی ساتھی مل گئے۔ اور بقایا کے لئے انہوں نے فیصلہ کیا
کہ تین چار یوم اور ان کا انتظار کریں گے۔ پھر خزانے کی
تلاش میں روانہ ہو جائیں گے۔ اب قافلوں کو لوٹنے میں
لاہوت کی دلچسپی نہیں رہی تھی۔ وہ ایک ہی دفعہ محنت کر کے
اپنے پورے گروہ کے لئے نہ ختم ہونے والی دولت کا ذخیرہ

حاصل کرنا چاہتا تھا جس سے ساری بقایا زندگی شاہانہ طور
سے گزر جائے۔ ان ہی تین چار دنوں میں کئی بقایا اور ساتھی
بھی یہاں پہنچ گئے جب کہ ناگ بھی ان کی تلاش میں یہاں
پہنچ گیا۔ سردار لاہوت کو اس سے مل کر بہت خوشی ہوئی
کیونکہ وہ بہتر طور پر انہیں خزانے تک پہنچا سکتا تھا۔ لاہوت
نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور ایک دفعہ پھر چلنے کی تیاری شروع
کر دی۔ ناگ نے پھر لاہوت کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اور
کہا آندھی والے واقعہ سے سبق حاصل کرے۔ لیکن لاہوت
ایک ضدی اور لالچی انسان تھا۔ اس نے صاف طور پر کہہ
دیا۔ تم ساتھ نہ دینا چاہو تو تمہیں مجبور نہیں کیا جائے گا
کیونکہ نقشہ میرے پاس ہے۔ لیکن میں نے جو ارادہ کیا ہے وہ
چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ ریت کی دیوار کی طرح کچا اور بے بنیاد
نہیں۔ ایک روز پھر یہ قافلہ مع ساز و سامان کے خزانے کی
تلاش میں روانہ ہو گیا۔ ناگ بھلا ان کا ساتھ کیسے چھوڑتا
وہ اپنے خزانے کی حفاظت میں ساتھ ہو لیا۔

○

راجکماری کی تلاش

عنبر اسی کمرے میں آیا اور اس دروازے کے پاس آ کر اُس نے پھر ایک دفعہ اُسے کھولنے کی کوشش کی۔ جس میں وہ شخص راجکماری کو لے کر غائب ہو گیا تھا۔ آخر کافی کوشش کے بعد اُس کا ہاتھ اُس طوطے کی چونچ پر پڑ گیا جو ہیرے کو تراش کر بنائی گئی تھی اور طوطا درخت پر بیٹھا پھل کتر رہا تھا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ اور عنبر اس میں داخل ہو گیا یہ دروازہ ایک راہداری میں کھلتا تھا۔ جو کافی لمبی تھی اور اختتام پر وہ بائیں طرف مڑ گئی تھی۔ عنبر اس پر چلتا رہا۔ بائیں طرف مڑ کر اسے پھر ایک دروازہ دکھائی دیا۔ یہ بھی اُوپر والے درخت ہی کی طرح تھا جو دروازہ نہیں دیوار پر بنا ایک درخت معلوم ہوتا تھا۔ چونکہ عنبر ایسا درخت پہلے باہر دیکھ چکا تھا جسے کھول کر وہ شخص راجکماری کو اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ اس لئے اُسے یہ جان لینے میں کوئی دشواری نہ ہوئی کہ یہ دروازہ ہی ہے پھر

آگے جا کر راستہ ویسے بھی ختم ہو گیا تھا۔ اس طوطے کی چونچ کو پھر ہلایا۔ لیکن دروازہ ٹس سے مس نہ ہوا۔ عنبر بہت حیران ہوا اور اس کاریگر کی تعریف دل ہی دل میں کرنے لگا۔ جس نے ہر دروازے کے کھولنے کے لئے علیحدہ طریقہ بنایا تھا۔ تب اس نے طوطے کے مختلف حصوں کو چھیڑ کر دیکھا۔ آخر اس کا ہاتھ اس پھل پر جا لگا۔ جو طوطے کی چونچ کے بالکل سامنے ہی تھا۔ یہ محض اتفاق ہی تھا کہ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ یہ کسی تہہ خانے کا دروازہ جس میں سیڑھیاں نیچے اُترتی نظر آ رہی تھیں۔ عنبر اُن پر قدم رکھتا ہوا نیچے اُترنے لگا۔ آخر ان کا اختتام ایک ہال میں ہوا۔ عنبر نے دیکھا دیواروں پر پرانی وضع کے مختلف قسم کے ہتھیار لٹک رہے تھے۔ اور زرہ بکتروں کی ایک لائن سی لگی تھی جو اس طرح آراستہ کیے ہوئے تھے کہ بالکل پہلی نظر میں پیتل کے چمکدار آدمی کھڑے نظر آتے تھے۔ عنبر نے قابلِ تعریف نظروں سے انہیں دیکھا اور اس ہال کو پار کر کے ایک دروازے سے ایک کمرے میں داخل ہو گیا یہ سونے کا کمرہ تھا۔ جس میں ایک خوب صورت مسہری پڑی تھی۔ جس کے چاروں طرف پھولوں کی لڑیوں کے پردے چاروں طرف مسہری کے گرد پڑے تھے۔ جنہیں اکٹھا کر کے گولائی میں

چھت پر لگے سونے کے ایک خوب صورت گیند سے جوڑ
دیا گیا تھا۔ سامنے ایک میز پر مختلف اقسام کے پھل چُنے
ہوئے تھے۔ زمین پر ایک نہایت نفیس قالین بچھا ہوا
تھا اور حیرت کی یہ بات تھی کہ سامنے دیوار پر راجکماری
دتا کی ایک قدِ آدم تصویر لگی ہوئی تھی۔ جس کے پاس وہ
آدمی راجکماری کو لے کر کھڑا ہوا تھا اور دونوں کی پشت
دروازے کی طرف تھی۔ عنبر ایک دم ایک ستون کی آڑ میں
ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اور سننے لگا۔ وہ شخص کہہ رہا تھا۔
راجکماری کوشلیا اس تصویر کو دیکھ کر بھی آپ کو یقین
نہیں آیا کہ یہ محل آپ کا ہی ہے اور یہ کمرہ بھی آپ
کا ہے ایک ہزار سال پہلے تمہارے پتا جو کرشن گردھاری
کے ماننے والے تھے نے بہت بڑا مندر بنوایا تھا اور اسی
میں رہنے کے لئے ایک محل بھی۔ اسی لئے باہر سے یہ عمارت
میلوں میں پھیلا مندر نظر آتا ہے لیکن اس کے ایک
حصے میں محل بھی موجود ہے۔ تمہارے پتا کا نام راجہ
کرشن مورتی تھا اور تمہارا کوشلیا۔ میں تمہارے پتا کی
بہت دُور دُور تک پھیلی ہوئی سلطنت کے وزیر اعظم کا بیٹا
تھا۔ ہم دونوں بچپن سے ساتھ کھیلے تھے۔ میں تم سے بچپن
سے پیار کرتا تھا لیکن بڑے ہونے پر تمہارے پتا

نے تمہاری شادی کسی راجہ کے بیٹے سے کر دی۔ میرا دل
ٹوٹ گیا اور میں نے قسم کھائی کہ اس جنم میں تم میری
نہ ہو سکیں تو دوسرے جنم میں میں تمہیں ضرور حاصل کروں
گا۔

اس کے لئے ضروری تھا کہ میں اپنے آپ کو امر کر لوں۔
مجھے موت نہ آئے تاکہ تم پھر جب جنم لے کر جوان ہو تو میں
تمہیں پہچان لوں۔ راجکماری نے کہا یہ جھوٹ ہے مجھے کچھ
بھی یاد نہیں ہے۔ تم مجھے کوئی دھوکہ باز معلوم ہوتے
ہو۔ جو مجھے اپنے جال میں پھنسانا چاہتے ہو۔ تب پھر اس
شخص نے کہا جس شخص کا نام منموہن تھا۔

راجکماری پہلے سب کچھ سُن لو کوئی منش اتنی بڑی کٹھن
منزل طے نہیں کر سکتا جو میں کر چکا ہوں۔ میرے پیار کا
اپمان مت کرو۔ آج صرف مجھے بولنے دو تم سنتی رہو۔
میں دن رات دنیا سے منہ موڑ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں
نکل گیا تاکہ کسی صورت امر ہونے کا راز جان سکوں۔ میرے
غم میں میرا وزیر باپ رو رو کر اندھا ہو گیا۔ لیکن میں اپنی
دھن میں رہا۔ جوگیوں اور پنڈتوں کا ایک معمولی سیوک
بن کر سیوا کرتا رہا اور تب میری ملاقات بدھ کے ایک بھکشو
سے جنگل میں ہو گئی جس کی میں نے کئی سال سیوا کی تب

جا کر اس نے مجھے ایک ایسا جاپ بتایا جسے پورا کرنے کے
بعد میں امر ہو سکتا تھا۔ اس جاپ کے لئے جو تکلیفیں میں
نے اُٹھائیں اُن کا ذکر اس لئے نہ کروں گا کہ اس سے
تمہیں کیا دلچسپی ہو سکتی ہے لیکن میں نے وہ جاپ پورا کر کے
اپنے آپ کو امر کر لیا۔ اسی جاپ کے دَوران مجھ سے بھول
ہو گئی تھی کہ میں وشنو بھگوان کو نہ پہچان سکا۔ جو ایک بھکاری
کے روپ میں آ کر مجھ سے کچھ کھانے کو مانگ رہے تھے۔ مگر
میں تو اپنے جاپ میں مگن تھا۔ تب جاتے جاتے وشنو بھگوان
نے اپنا روپ ختم کیا۔ اور اپنی اصلی شکل میں سامنے آئے۔
اور مجھے بد دُعا دی کہ جاؤ جس کے دھیان میں مجھے بھول
گئے ہو وہ تمہیں دس جنم اور اسی طرح تڑپاتی رہے اور
تم اسے حاصل نہ کر سکو۔ مجھے بے حد دُکھ ہوا میری ساری
زندگی کی محنت پر پانی پھر گیا۔ میں نے بدھ کے بھکشو جو میرے
گُرو بھی تھے سے جا کر اس کا اپائے پوچھا تو انہوں نے
ہاتھ مَلتے ہوئے کہا نادان تجھ سے بڑی بھول ہوئی ہے
میں بھگوان وشنو کے منہ سے نکلے شبد واپس نہیں لا سکتا۔
تقدیر کا لکھا ضرور پورا ہو گا۔ راجکماری دس بار جنم لے گی۔
تو اسے پہچان کر بھی حاصل نہ کر سکے گا۔ گیارھویں جنم میں وہ
بھی راجکماری بن کر جنم لے گی اور تو اسے حاصل کرنے میں

کامیاب ہو گا۔ راجکماری میں نے ایک ہزار سال تمہاری جُدائی میں
مر مر کر گزارے ہیں۔ کاش اس جدائی سے موت ہی آ جاتی
لیکن اب وہ بھی میرے بس میں نہیں۔ میں امر ہو چکا ہوں
تم نے گیارھویں بار جنم لیا ہے اِس سے پہلے دس بار تم
مختلف جگہ جنم لے چکی ہو۔

ہر جنم میں تمہیں حاصل کرنے کے لئے میں نے سر دھڑ کی
بازی لگائی ہے لیکن وشنو بھگوان کی بد دُعا کیسے ٹل سکتی
ہے۔ ہر بار ناکام ہوا ہوں۔ لیکن گرو کے کہنے کے مطابق
اس بار تم نے راجکماری بن کر جنم لیا ہے۔ ذرا سوچو میں نے
کس طرح ایک ہزار سال تمہاری جدائی میں گزار کر تمہاری تپسیا
کی ہے اُس قربانی کا صلہ یہ نہیں کہ اس بار بھی تم مجھے
دھوکے باز کے نام سے پکارو۔ کتنی صدیاں میں جدائی کے
انگاروں پر لوٹا ہوں۔ عنبر سارا معاملہ سمجھ چکا تھا۔ راجکماری نے
کہا میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آ رہا نہ ہی مجھے کچھ یاد آ رہا
ہے۔ آ بھی کیسے سکتا ہے جب کہ تمہارے کہنے کے مطابق
میرا یہ گیارھواں جنم ہے۔ مجھے تو صرف اتنا ہی اپنے پتا جی کا
دھیان ہے جو میرے کھو جانے سے نا جانے کتنے پریشان ہوں
گے بڑی منتوں اور مرادوں سے انہوں نے مجھے بھگوان سے لیا
تھا۔ لیکن افسوس بھگوان نے دوبارہ اپنے گھر بلا کر اُن کو ٹوٹ

لیا اور اپنی دی ہوئی دان کو واپس لے لیا ہے۔ نا جانے
اُن کا کیا حال ہوگا۔ دوسری طرف ہر طرح کوشش کے باوجود
جب راجکماری رتنا کا پتہ نہ چلا تو راجہ مندر میں وشنو
بھگوان کے قدموں میں گر گئے اور کہا بھگوان اپنی بیٹی واپس
لے کر جاؤں گا۔ خالی ہاتھ واپس نہیں جاؤں گا بیٹی نہ ملی تو
تیرے چرنوں میں خودکشی کر لوں گا۔ آج کے بعد جب تک
بیٹی نہیں ملتی مرن بھرت رکھوں گا۔ تب تک کھانا پینا مجھ
پر حرام ہے۔ سب ساتھ آئے ہوئے لوگ بہت پریشان
تھے۔ انہوں نے بڑے پنڈت کو جا کر کہا کہ وہ راجہ کو
سمجھائیں۔ مگر راجہ پر کوئی اثر نہ ہوا اور اس نے پورے
عزم کے ساتھ کہا وہ اپنے ارادے سے باز نہیں آسکتا
تب اس نے اپنے وزیر سے کہا تم واپس جاؤ اور میرے
واپس آنے تک حکومت کرو اگر راجکماری کو لے کر واپس
آگیا تو تم سے حکومت واپس لے لوں گا ورنہ تم کو حق
ہوگا۔ راجہ بن کر میری رعایا کی خدمت کرو اور تمہارے بعد
اس راج گدی پر تمہاری اولاد کا ہی حق ہوگا۔ کیونکہ راجکماری
کے بعد میں بھی تو لاولد ہوں۔ وزیر نے بہت سمجھایا۔ راجہ
نہ مانا۔ تب اسے مجبوراً راجہ کا کہا ماننا پڑا۔ وہ واپس
لوٹ گیا اور راجہ نے وشنو بھگوان کی چوکھٹ

عنبر کے لئے یہ بڑی ہی پریشانی کی بات تھی۔ ایک ہزار سال
تک کی جدائی کی آگ میں ایک شخص نے جل جل کر اپنی
محبت کے لئے جو قربانی دی تھی وہ قابلِ ستائش تھی۔
دوسری طرف راجکماری کی زندگی تھی۔ ایک ہزار سال پرانے
شخص سے محبت ایک غیر فطری سی بات تھی۔ تیسری طرف اس
باپ کی محبت تھی۔ جس کی کُل کائنات ہی راجکماری تھی۔ وہ
کس کے ساتھ انصاف کرے یہ بہت مشکل بات تھی۔ اس
کا فیصلہ تو اب صرف راجکماری کے ہاتھ تھا۔ وہ خوشی سے
یہاں رہنا چاہے گی یا باپ کی محبت اُسے واپس جانے پر
مجبور کرے گی۔ اسے راجکماری کے فیصلے کا انتظار تھا۔ ورنہ
راجکماری کو یہاں سے واپس لے جانا تو اس کے لئے کوئی
مشکل بات نہ تھی۔ یہ ایک ہزار سال پرانا مُردہ اس کی
راہ میں حائل نہیں ہو سکتا۔ اب رات ہو چکی تھی۔ منموہن
راجکماری رتنا کو لے کر باغ میں بنی ہوئی بارہ دری میں بیٹھا
ہوا تھا۔ آسمان پر چودھویں کا چاند چمک رہا تھا۔ بارہ دری
کے چاروں طرف مختلف قسم کے پھول کھلے پڑے بہار دے
رہے تھے۔ باغ میں بنے ہوئے فوارے چل رہے تھے۔ اور
اُن سے نکلنے والے پانی کی پھوار ہوا کے دوش پر سوار ہو کر
شبنم کی صورت راجکماری اور منموہن تک پہنچ رہی تھی تب

منموہن نے اس سکوت کو توڑتے ہوئے کہا۔ راجکماری اب
بھگوان کی کرپا سے تم مجھے مل گئی ہو اب شادی کی شبھ
گھڑی بھی بتا دو۔ میں نے بہت انتظار کیا ہے اس دن
کے لئے۔ تب راجکماری نے کہا یہ شادی کیسے ہو سکتی ہے
نہ کوئی باراتی موجود ہے نہ پنڈت شادی کے شلوک پڑھنے
کے لئے اور نہ ہی میرا کنیا دان کرنے کے لئے موجود ہیں۔
پھر بھلا شادی کیسے ہو سکتی ہے۔ منموہن نے کہا کیوں نہیں ہو
سکتی۔ کیا تمہاری مذہبی کتابوں میں نہیں ہے کہ جب کوئی
دوسرا موجود نہ ہو تو دولہا دلہن دونوں بھگوان کے سامنے یہ
بندھن نبھانے کی قسم کھائیں اور بھگوان سے آشیرباد لے کر
اس بندھن میں بندھ جائیں۔ دیوتاؤں نے ایسی شادی
کی اجازت دے رکھی ہے۔ لیکن اس ویرانے میں تمام عمر گزار
دینا میرے بس کی بات نہیں۔ میں انسان ہوں اور مجھے
انسانوں کی دنیا پسند ہے۔ راجکماری نے کہا۔ منموہن نے
جواب دیا۔ شادی کے بعد اگر تم یہاں رہنا پسند نہ کرو گی
تو ہم یہاں سے شہر میں چلے جائیں گے۔ راجکماری نے جواب دیا
اور اگر میں اس شادی کے لئے ہی تیار نہ ہوں تو پھر؟
منموہن نے کہا راجکماری تمہیں میری حالت پر بالکل رحم نہیں
آتا۔ کیا میری یہ قربانی اس لئے ہے کہ تم اس کا کوئی بھی

صلہ مجھے نہ دو۔ اتنی تپسیا اگر میں بھگوان کی کرتا تو وہ مجھے
سیوکار کر لیتے لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ تمہارے دل
میں ذرا بھی میرے لئے رحم کا جذبہ نہیں۔ اگر تم اتنی بے رحم
ہو سکتی ہو تو مجھے بھی اپنا چلن بدلنا پڑے گا۔ اگر سیدھی
انگلی گھی نہیں نکلتا تو اسے ٹیڑھا کرنا ہی پڑے گا۔ پتھر سے
ٹکرانے کے لئے خود کو بھی پتھر ہی بنانا پڑے گا۔ تم نے
ایمان کیا ہے میرے پیار کو ایک قصہ کہانی سمجھ کر اس
پر یقین نہیں کیا۔ مجھے اس کہانی کا تمہیں یقین دلانا
ہوگا۔ مجھے اپنی عبادت کا صلہ پانا ہے۔ مجھے گذرے ہوئے
دنوں کو واپس لانا ہے۔ مجھے تم سے شادی کر کے تمہیں اپنی
بیوی بنانا ہے۔ اس دن کے لئے میں نے بہت انتظار کیا
ہے اب تم مل گئی ہو میں بھی انسان ہوں۔ میں نے بڑے
دکھ اٹھائے ہیں اس منزل کے لئے اب جب وہ قریب
آ گئی ہے تو میں راستہ بدل کر پھر گم ہو جانا نہیں چاہتا۔
کل ہی تمہاری شادی میرے ساتھ ہوگی ایک رات باقی ہے
میں تم سے ایک بار پھر التجا کروں گا۔ اس بات پر منصف
بن کر انصاف کرو ورنہ پھر مجھے بے انصافی کرنے سے دنیا
کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ ایک طاقت روک سکتی ہے
منموہن وہ ہے بھگوان کی طاقت تم مجھے میری مرضی کے خلاف

شادی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ مجھے بھگوان پر بھروسہ ہے
وہ میری رکشا کریں گے۔ عنبر جو سن رہا تھا مسکرایا اور اس
نے خود سے کہا چلو کچھ کرنے کا وقت تو آ گیا۔ راجکماری
اس ایک ہزار سال پرانے مردے سے بچ گئی۔ دوسری طرف
منموہن تڑپ کر اٹھا اور اس نے کہا راجکماری بھگوان صرف
تمہارے ہی نہیں ہیں۔ تم میرے ہزار سال کی پرستش کا صلہ
ہو۔ جسے بھگوان مجھ سے نہیں چھین سکتے۔ انہوں نے دس دفعہ
تمہیں مجھ سے چھینا ہے گیارہویں دفعہ میری ہے اور کل صبح
ہی تم ہمیشہ کے لئے میری ہو جاؤ گی۔ اب عنبر کو شہزادی
کا فیصلہ معلوم ہو چکا تھا اس لئے وہ تیار تھا۔
راجکماری نے کہا میں تمہیں اپنے جیون ساتھی اور پتی کے
روپ میں کبھی سویکار نہیں کروں گی۔ یہ میرا آخری فیصلہ
ہے۔ منموہن کو بھی غصہ آ گیا اور اس نے آگے بڑھ کر
غصے سے کہا کیا کہا؟ راجکماری نے جواب دیا ایک بار نہیں
ہزار بار کہوں گی کہ پتی کے ناطے تم مجھے پسند نہیں ہو۔
منموہن نے زوردار ایک تھپڑ راجکماری کے منہ پر دے مارا
اور وہ زمین پر جا گری۔ منموہن نے کہا تیری یہ ہمت تو
انکار کرے اور منموہن کو جو اتنی بڑی شکتی کا مالک ہے کہ دیوتا
بھی اس سے آنکھ ملانے گھبراتے ہیں۔ راجکماری نے نفرت

سے کہا آ گئے نا اپنی اصلیت پر میرا دل گواہی دیتا تھا
کہ تم جھوٹے ہو فریبی ہو۔ دھوکے باز اور مکار بھی ہو۔ تب
منموہن نے پاؤں کی ٹھوکر مارتے ہوئے کہا۔ ہاں میں جھوٹا
ہوں۔ میں نے من گھڑت کہانی سنا کر تمہارا دل جیتنا چاہا
لیکن تم بڑی چالاک ہو اب میں تمہیں اپنی اصلیت بتا دوں میں
ایک مہان جادوگر ہوں۔ میری کہانی میں صرف یہ ٹھیک ہے کہ
ایک ہزار سال سے زندہ ہوں۔ اور میں نے اپنے آپ کو
امر کر لیا ہے۔ میں تمہیں کل صبح اپنی پتنی بناؤں گا
اور دنیا کی کوئی طاقت مجھے نہیں روک سکتی۔ منموہن
روتی ہوئی راجکماری کو چھوڑ کر چلا گیا۔ تب عنبر آڑ سے
نکل کر راجکماری کے پاس آیا اور اسے کہا راجکماری فکر
نہ کرو میں تمہاری مدد کو پہنچ گیا ہوں۔ میں تو اس
وقت بھی یہاں موجود تھا جب اس بردہ فروش نے
تمہیں اس جادوگر کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ راجکماری
نے کہا اچھے ہمدرد ہو جو اب تک خاموشی سے میری بربادی
کا تماشہ دیکھ رہے ہو۔ عنبر نے کہا راجکماری میں دراصل
اس جادوگر کی اصلیت معلوم کرنے کے لئے رکا ہوا
تھا تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارا دوست ہوں دشمن نہیں
اور تمہارے باپ کا ہی بھیجا ہوا ہوں۔ جو بھی کہنا ہے خاموشی

سے کہے جاؤ میں شکار کو چوکنا ہونے کا موقع نہیں دینا
چاہتا۔ اسے بے خبری میں ہی دبوچ لینا چاہتا ہوں۔ راجکماری
کے دل کو کچھ سکون ہوا۔ اس نے اپنے آنسو پونچھ ڈالے اور
کہا۔

پتا جی کا کیا حال ہے۔ عنبر کو تو خود کچھ معلوم نہیں
تھا۔ اس نے تو محض راجکماری کو دلاسہ دینے کے لئے کہہ
دیا تھا۔ کہ اسے راجہ ہی نے بھیجا ہے۔ مگر حالات کی
نزاکت کو سمجھتے ہوئے اس نے کہہ دیا مہاراج فکر مند ضرور
ہیں مایوس نہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں یہ جدائی عارضی ہے
اور وہ جلدی اپنی بیٹی سے مل جائیں گے۔ اب تم جاؤ ہیں
کہیں اس خبیث کو میری آمد کا علم نہ ہو جائے راجکماری
اپنے کمرے میں چلی گئی اور عنبر تھوڑی دیر کے لئے بارہ دری
میں بیٹھ کر سستانے لگا اور صبح کے متعلق منصوبے بنانے
لگا۔ اس نے اچانک سرسراہٹ محسوس کی اور زمین کی
طرف دیکھا۔ خزانے کا سانپ رینگتا ہوا آ رہا تھا۔ تب اس
نے اپنے آقا کے بھائی کو سلام کیا اور ہوا کے
دوش پر لہروں میں عنبر سے مخاطب ہوا اور کہا اے
میرے آقا کے بھائی منوہن دبے ہوئے شاہی خزانے سے
قیمتی جواہرات اکٹھے کر رہا ہے۔ شاید وہ کہیں جانا چاہتا ہے

کسی بار اسے کاٹا ہے۔
ہی خزانے کا محافظ ہوں۔ میں نے
میرا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔ کیونکہ خود اس کا گوشت پانی
ہو کر بہہ جاتا ہے لیکن اس کے جسم پر میرا زہر بیکار ہو
کر رہ گیا ہے۔ شاید اسے اپنی جادو کی طاقت سے آپ
کی موجودگی کا علم ہو گیا ہے۔ اس نے صبح راجکماری سے
شادی کا صرف دھوکا دیا ہے۔ وہ رات کو ہی کسی وقت
راجکماری کو لے کر کہیں اور چلا جائے گا۔ ورنہ آج تک
اس نے خزانے کی کسی چیز کو ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔
وہ بہت بڑا دھوکے باز اور فریبی ہے۔ میں نے اپنے خدشے کو
آپ پر ظاہر کر دیا ہے آگے آپ مالک ہیں آپ کی طرح وہ
بھی غیر فانی ہے اور اسے موت نہیں آسکتی۔ آج کی رات
آپ ہوشیار رہیں۔ عنبر نے جواب میں اپنا پیغام بھی ہوا
کی لہروں سے اس تک پہنچا کر اس کا شکریہ ادا کیا
اور کہا میں بالکل غافل نہیں ہوں۔

دوسری طرف راجہ وشنو بھگوان کے سامنے سر ٹیک
رکھ کر بیٹھ گیا تھا۔ پنڈتوں کے سمجھانے کا اس پر کوئی بھی
اثر نہیں ہوا تھا وہ بار بار کہتا تھا بھگوان نے گھر بار کے
مجھے لوٹ لیا ہے۔ اگر بیٹی واپس لینی تھی تو دی ہی کیوں تھی
اب دی ہے تو چھین کیوں لی ہے۔ میں بیٹی واپس لے کر

جاؤں گا یا اپنی جان تمہارے چرنوں میں دے دوں گا۔
سب یاتری راجہ کی اس حالت پر بڑے دکھی تھے اور
ہر ایک کی یہی دعا تھی بھگوان راجکماری مل جائے بھگوان
اس کی رکشا کرنا۔ ادھر منموہن نے نہایت قیمتی ہیرے
اور لعل اکٹھے کئے اور انہیں ایک تھیلے میں بھر کر قارون
کے خزانے سے باہر نکل آیا جو زمین کے نیچے پاتال میں موجود
تھا۔ اس نے کئی دفعہ دیکھا محافظ سانپ اسے ڈس رہا
ہے۔ لیکن وہ تو اسے کیچوا سمجھ کر نظر انداز کر رہا تھا۔
وہ جانتا تھا کہ زہر کا اثر مجھ پر نہیں ہو سکتا۔ وہ خزانے
سے باہر آیا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ کمرے کی
دیوار سے ایک بہت بڑا چمگادڑ چپکا ہوا تھا جس کی آنکھوں
سے شعلے نکل رہے تھے۔ منموہن نے آ کر اس کی طرف
اشارہ کرکے کہا۔ بتا اے مقدس چمگادڑ راجکماری اس
وقت کیا کر رہی ہے۔ چمگادڑ کی آنکھوں سے وقفے وقفے بعد
شعلے نکل رہے تھے۔ اس کے پیٹ میں راجکماری کے کمرہ کا
منظر سامنے آ گیا۔ راجکماری اپنے پلنگ پر سو رہی تھی۔ پھر
اس نے فخریہ انداز میں اشارہ کیا منظر غائب ہو گیا اور
کہا یہ میرے منتر کا اثر ہے کہ وہ سو گئی ہے پھر اسے
یاد آیا اور اس نے اپنے آپ سے کہا یہ لونڈا جو نا جانے

کیسے یہاں آ پہنچا ہے اور جس کی موت میرے ہی ہاتھوں
لکھی ہے۔ کمرے میں نظر نہیں آیا اس نے پھر چمگادڑ
کو مخاطب کرکے کہا اے مقدس چمگادڑ وہ لڑکا کہاں
ہے جو یہاں آ گھسا ہے۔ تب چمگادڑ کے منہ سے دھواں
سا نکلا اور آنکھوں کے شعلے کچھ اور تیز ہو گئے۔ اور اس
نے پہلی مرتبہ کہا۔ میرے آقا یہ لڑکا کوئی معمولی نہیں
ہے اس کے پاس بھی کچھ شکتی ہے۔ منموہن نے اپنا جوتا
اتار کر چمگادڑ کو دے مارا اور کہا نافرمان اس کی
شکتی سے ڈراتا ہے۔ میری شکتی تو دیوتاؤں کو ہلا کر رکھ
سکتی ہے۔ میں غصے میں زمین پر پاؤں ماروں تو پاتال
تک زمین دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ آسمان کی
طرف نظر کرکے پھونک دوں تو آسمان پر پڑا بھگوان
کا سنگھاسن بھی کانپ جاتا ہے۔ صرف یہ بتا وہ چھوکرا
کہاں چھپا ہوا ہے۔

تب چمگادڑ کے پیٹ میں وہ منظر ابھرا۔ عنبر راجکماری
کے کمرے کے باہر پہرہ دے رہا تھا۔ منموہن نے کوئی جادو
پڑھ کر پھونکا تو عنبر کو نیند آنے لگی اور جمائی لے کر ایک
ستون کی آڑ میں بیٹھ گیا اور پھر سو گیا۔ منموہن نے قہقہہ
لگا کر چمگادڑ کی طرف دیکھا اور کہا دیکھ لے نامراد ایک

معمولی منتر نے اسے اپنے آپ سے غافل کر دیا ہے۔
اس کی حقیقت راستے میں پڑے ہوئے پتھر سے بھی کم
ہے جسے ٹھوکر لگا کر ہٹا دیا جاتا ہے۔ چمگادڑ نے کہا۔
معاف کر دیں مالک میں نے خطرہ محسوس کیا اور اظہار کر
دیا۔ پھر کہا مالک کا کہیں جانے کا ارادہ ہے۔ منموہن
نے کہا ہاں میں راجکماری کو لے کر نربدا ندی کے کنارے
بنے ہوئے شکتی کے مندر کے نیچے تہہ خانے میں جا رہا
ہوں۔ اب وہیں جا کر اس سے شادی کروں گا۔ چمگادڑ
نے کہا اس لونڈے کا کیا ہو گا۔ حکم ہو تو خون پی جاؤں
اس کا۔ نہیں منموہن نے کہا اسے یہاں ٹھوکریں کھانے
دو۔ خزانے کا سانپ اسے ڈس لے گا۔ تب چمگادڑ نے
کہا میرے لئے کیا حکم ہے آقا۔ منموہن نے جواب دیا تم
وہیں پہنچو اور میرا انتظار کرو۔ چمگادڑ وہاں سے اُتر کر
پھڑپھڑایا اور اُڑ کر غائب ہو گیا۔ منموہن نے ہیروں کا
تھیلا اٹھایا اور راجکماری کے کمرے کی طرف چلا۔ راجکماری
گہری نیند سو رہی تھی۔ باہر عنبر ستون سے ٹیک لگائے خواب
خرگوش میں مبتلا تھا۔ منموہن اس کے پاس آیا اور حقارت
سے اسے ٹھوکر مار کر ہٹا دیا۔ پھر وہ کمرے میں داخل ہوا
اور گٹھڑی کی طرح راجکماری کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا

جونہی اس نے کمرے کی دہلیز پار کی زور سے بجلی کا کڑاکا
ہوا اور راجکماری کو ہوش آ گیا۔ اس نے چیخ ماری تو
عنبر کو بھی ہوش آ گیا۔ ویسے تو عنبر کو کبھی نیند نہیں آتی
یہ جادو کا اثر تھا۔ جو ختم ہو گیا اور وہ جلدی سے اٹھ
کر سامنے کھڑا ہو گیا۔ دوسری طرف راجکماری ہوش آتے
ہی مچھلی کی طرح پھسل کر کندھے سے اُتر گئی۔ منموہن نے
گھور کی نظروں سے عنبر کو دیکھا اور کہا پہلے میرا خیال تھا۔
تمہیں ناگ ڈس کر مار ڈالے گا لیکن اب لگتا ہے
تیری موت بھی میرے ہی ہاتھوں ہی لکھی ہے۔ منموہن نے
منتر پڑھنا شروع کیا تو عنبر نے زلالہ دیوی کا موتی منہ میں
ڈال لیا۔ منموہن نے کہا جا کتا بن کر در در کی ٹھوکریں کھاتا
پھر۔ منموہن نے پھونک ماری مگر عنبر پر کوئی اثر نہ ہوا منموہن
کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ عنبر نے کہا منموہن بہتر یہی ہے کہ
راجکماری کو اس کے پتا کے پاس پہنچا دو تمہارے لئے یہی
ٹھیک ہے۔ میری زندگی میں تم سے بھی بڑے بڑے جادوگر
آئے اور فنا کی نیند جا سوئے۔ اپنی موت کو مت آواز
دے۔ منموہن نے قہقہہ لگایا اور کہا بے وقوف چھوکرے میں
ایک ہزار سال سے زندہ ہوں اور اپنی شکتی کے زور سے
میں نے اپنا جیون امر کر لیا ہے۔ تم جیسے لونڈے کے منہ لگتا

میری توہین ہے۔ میرے راستے میں مت آ تجھے چیونٹی کی طرح
مسل ڈالوں گا۔

یہ کہہ کر منموہن نے زمین پر لوٹ لگائی اور شیر بن کر عنبر
پر جھپٹا۔ عنبر نے وار بچایا اور ایک زوردار گھونسہ اس کے
جبڑوں پر لگایا۔ منموہن وار بچا گیا اور فوراً ہاتھی کی شکل میں
بدل گیا۔ اور اس نے جلدی سے اپنی سونڈ بڑھا کر
عنبر کو اس میں پکڑ لیا اور عنبر کے سنبھلنے سے پہلے اسے دیوار
پر دے مارا۔ دیوار میں جہاں عنبر جا کر لگا وہاں اس طرح
دراڑ پڑ گئی جیسے اس پر کسی فولادی چیز سے ضرب لگائی گئی
ہو لیکن عنبر کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ قبل اس کے کہ عنبر اٹھ کر
کھڑا ہو۔ ہاتھی نے آگے بڑھ کر عنبر کے سینے پر پورا وزن
ڈال دیا۔ لیکن اس کی حیرانی کی انتہا نہ رہی۔ اسے محسوس
ہوا کہ اس کا پاؤں لوہے کے ڈھیر پر آ گیا ہے۔ راجکماری
حیران ہو کر یہ مقابلہ دیکھ رہی تھی۔ عنبر نے نیچے سے زور
لگا کر ہاتھی کو الٹ دیا اور اس کے سنبھلنے سے قبل اس
کی سونڈ اس زور سے کھینچی کہ وہ ٹوٹ کر عنبر کے ہاتھ میں آ گئی
اب کیا تھا ہاتھی بار بار اپنی سونڈ دیوار سے مار رہا تھا۔
پھر منموہن انسانی شکل میں آ گیا۔ عنبر نے دیکھا کہ اس کی
ناک کٹ چکی ہے۔ منموہن نے کوئی منتر پڑھ کر اپنے ناک

پر ہاتھ رکھا۔ جس سے اس کا خون رک گیا۔ اور اس
نے کوئی منتر پڑھ کر چھت کی طرف پھونک ماری تو اوپر سے
بچھوؤں کی بارش ہونے لگی۔ عنبر کا تو یہ بچھو کچھ نہ بگاڑ
سکتے تھے۔ لیکن ان بچھوؤں کو دیکھ کر راجکماری کی چیخ نکل
گئی۔ عنبر آگے بڑھ کر راجکماری کے قریب آ گیا اور بچھوؤں
کو کچلنا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر میں تمام بچھوؤں کو ختم
کر دیا۔ ایک دفعہ پھر منموہن نے کچھ پڑھا تو اس کے خالی
ہاتھ میں دو دھاری تلوار آ گئی۔ اس نے عنبر کے جسم پر
وار کرنے شروع کر دیئے لیکن اسے محسوس ہوا کہ
جیسے یہ تلوار گوشت پر نہیں پتھر پر پڑ رہی ہے۔ بالآخر
اس نے ایک زور کا ہاتھ جو مارا تو تلوار ٹوٹ کر دو ٹکڑے
ہو گئی۔ منموہن نے اپنے جادو کے زور سے دیکھا
کے منہ میں کوئی موتی ہے
جادو اثر نہیں کر رہا
عنبر کے منہ پر ایک زور دار
نکل گیا۔ موتی گرتے ہی
اسے جادو سے بچا رہی تھی
ایک منتر پڑھا اور عنبر کی طرف
گا۔ عنبر نے انہیں توڑنے

گئیں لیکن فوراً ہی دوسری زنجیروں سے اسے جکڑ لیا
گیا۔ منموہن نے قہقہہ لگایا اور کہا تم ساری عمر زنجیریں توڑتے
رہو گے۔ لیکن یہ سلسلہ ختم نہ ہو گا۔ زنجیریں ہر بار پھر آ کر
تمہیں جکڑ لیں گی۔ پھر اس نے راجکماری کا ہاتھ پکڑ لیا
اور کھینچتا ہوا یہاں سے نکل گیا۔ عنبر غصے سے جاتے ہوئے اسے
دیکھ رہا تھا۔ وہ بار بار زنجیریں توڑتا لیکن پھر نئی زنجیریں
غائب سے آ کر اسے جکڑ لیتیں۔

دوسری طرف مہاراجہ کو مرن بھرت رکھے کئی روز ہو گئے
تھے اور اب اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ مندر کے پنڈت
اسے بار بار سمجھاتے اور وہ بار بار صرف ایک ہی بات کہہ
رہا تھا۔ بھگوان نے میری بچی چھینی ہے میں اسے واپس لوں
گا۔ وہ گنگا کی طرف منہ کر کے کہتا گنگا ماں تو شیوجی کی جٹاؤں
کا امرت جل ہے تجھ میں نہانے سے تو پاپی بھی نشپاپ ہو جاتے
ہیں میں سونا دان کرنے آیا تھا بیٹی نہیں۔ تجھے میری بیٹی واپس کرنی
ہو گی۔ دشٹو بھگوان تم نے گھر بلا کر مجھے لوٹ لیا ہے۔ آج رات اپنا
سیاہ کفن اوڑھے کھڑی تھی۔ راجہ کی چیخ و پکار نالے وشیون سے
[illegible] جا رہا تھا۔ اس کی آہ و بکا سے مندر کے در و دیوار
[illegible] رہے تھے۔ آسمان پر بجلیوں کا جال سا بنتا اور کڑکڑا جاتا۔ بجلی
[illegible] دل دہل رہے تھے۔ اس پر تیز آندھی نے رہی سہی

کسر پوری کر دی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے موسلا دھار بارش شروع
ہونے لگی۔ ہوائیں ایسی سیٹیاں سی بج رہی تھیں جیسے کئی عفریت
مل کر شور و غل مچا رہے ہوں۔ آندھی کے زور سے چراغ بجھ
گئے تھے۔ اور ان میں سے راجہ کے دل کی طرح دھواں اٹھ
رہا تھا۔ جو بیٹی کی جدائی میں جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ بارش نے
اتنی شدت اختیار کر لی تھی کہ معلوم ہو رہا تھا راجہ کے ساتھ آسمان
بھی رو رہا ہے۔ ایسا دکھائی دیتا تھا کہ بارش کا پانی ساری
خدائی کو بہا کر لے جائے گا۔ گنگا کا پانی بھی اپنے غیض و
غضب کا اظہار کر رہا تھا۔ اس کی لہریں مندر کی
دیواروں سے اتنی تیزی سے ٹکرا رہی تھیں کہ اپنی گود میں
دشٹو بھگوان کے مندر کو چھپا لیں گی۔ ادھر منموہن جادوگر
راجکماری کو لے کر لکشمی دیوی کے مندر میں پہنچ گیا تھا جب
کہ چمگادڑ خوشی میں بار بار مندر کے کمروں میں پھڑپھڑاتا پھر
رہا تھا۔ طوفان اور شدت اختیار کر رہا تھا۔ لیکن منموہن اس
سے بالکل لاتعلق نظر آ رہا تھا۔ راجکماری کانی سہمی ہوئی تھی۔
بجلی کے کڑاکے فضا میں دہشت پھیلا رہے تھے اور اس کی
روشنی جب لکشمی دیوی کی مورتی پر پڑتی تو پتہ چلتا کہ دیوی کا
چہرہ بھی غیض و غضب میں ہے ورنہ اس مسکراتے ہوئے چہرے
کے خدوخال پر پہلے کبھی ایسی سختی نہ نمودار ہوئی تھی منموہن

سنے روشنی کے لئے کئی بار چراغ روشن کیا لیکن ہوا نے
اُسے بجھا دیا۔

تب راجکماری نے کہا دیکھ رے ظالم لکشمی دیوی نے بھی
مجھے سیوکار نہیں کیا کہ تو اپنے کالے کرتوتوں میں دیوی کو بھی
شامل کرنے کے لئے روشنی کرے منموہن نے ایک تھپڑ غصے میں
راجکماری کے منہ پر جڑ دیا اور کہا خاموش رہ رات کا کالا
کفن بھی میرے ارادوں کو نہیں بدل سکتا۔ پھر اُس نے جادوئی
چمگادڑ کو طلب کیا جو مندر کے کمروں میں پھڑپھڑاتا پھر رہا تھا۔
جو فوراً ہی حاضر ہو گیا۔ تب منموہن نے کہا دیکھ کر بتلا
یہ طوفان کیسا ہے میرے ارادوں کے سامنے دیوار بن گیا
ہے۔ تھوڑی سی خاموشی کے بعد چمگادڑ نے کہا میرے آقا
یہ طوفان راجکماری کے باپ راجہ کی وجہ سے اٹھا ہے
جس نے مرن بھرت رکھ کر رو رو کر وشنو بھگوان اور گنگا
ماتا کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ اپنے ارادوں سے باز آ جا
ایسا نہ ہو یہ تیری موت بن جائے۔ منموہن نے انتہائی خوفناک
قہقہہ لگایا کہ راجکماری کے ماتھے پر پسینہ آ گیا اور اس نے
غصے سے کہا نامراد تو نہیں جانتی دیوتاؤں نے مجھے امر کر
دیا ہے۔ موت میرے لئے نہیں ہے۔ تب چمگادڑ نے کہا جو
دے سکتے ہیں وہ واپس بھی لے سکتے ہیں۔ دیوتاؤں کو تیرا

یہ فعل پسند نہیں ہے اس شادی سے باز آجا یہ تیری
تباہی بن جائے گی منموہن نے غصے سے کہا چڑیل تو نہیں
جانتی میرے لئے یہ شادی کیوں ضروری ہے۔ میں قارون
کے خزانے سے جو بھی حاصل کرتا ہوں غائب ہو جاتا ہے
تجھے معلوم ہے میں نے خبیث جادوگر کی روح کو حاضر
کر کے اس خزانے کے متعلق پوچھا تھا اور اس نے کہا
تھا کہ جب تک تو راجکماری رتنا سے شادی نہیں کرے
گا اور پھر اس سے ایک بچہ پیدا ہو گا۔ اور وہ بچہ ہی
اس خزانے کو حاصل کر سکتا ہے۔ وہ خزانہ جو تمام دنیا
میں زمین کے اندر گھومتا پھر رہا تھا۔ میں نے اپنے جادو
کی طاقت سے اسے مندر کے تہہ خانے میں روک تو لیا
ہے لیکن اس کا مالک نہیں بن سکا۔ اس کے لئے
رتنا سے شادی کر کے ایک عدد بچہ پیدا کرنا ضروری
ہے۔ چمگادڑ نے کہا میرے آقا انسان زمین پر رہ کر بڑے
بڑے منصوبے بناتا ہے لیکن ہوتا وہی ہے جو پہلے سے
آسمانوں پر لکھا جا چکا ہے۔ مجھے اس شادی میں تیری بربادی
نظر آ رہی ہے۔ منموہن نے غصے سے کہا نامراد بدتمیز پہلے
میں تیری بربادی تو کر لوں۔ اس نے منتر پڑھ کر پھونکا
تو چمگادڑ کے بدن میں آگ لگ گئی۔ اور وہ سوکھی لکڑی

کی طرح جلنے لگا۔ طوفان میں کمی کی بجائے اور اضافہ ہوتا
جا رہا تھا۔ دوسری طرف آج راجہ کے نالوں اور فریادوں
نے آسمان پر بیٹھے دیوتاؤں کے تخت ہلا کر رکھ دیئے تھے۔
ادھر عنبر کو زنجیروں کو توڑتے توڑتے اچانک اُسے پھول پری
کی انگوٹھی کا خیال آیا۔ وہ دل ہی دل میں دعائیں مانگ رہا
تھا کہ کہیں وہ منحوس جادوگر راجکماری سے شادی نہ کر
لے۔ اُس نے انگوٹھی پر نگاہ کی اور کہا "پھول پری مجھے
تیری مدد کی ضرورت ہے"۔ اِس خوفناک طوفان میں بھی
روشنی کی ایک کرن روشندان سے کمرے میں آئی پھر روشنی
کا ایک جھماکہ ہوا اور پھول پری اُس سے نمودار ہوئی۔ پری
نے دیکھ کر کچھ پڑھ کے پھونکا تو زنجیریں ٹوٹ کر گر پڑیں اور
بار بار اُن کے آنے کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ پری نے مسکرا کے کہا
اب اور کیا چاہتے ہو۔ عنبر نے کہا مجھے منموہن جادوگر تک پہنچا
دو۔

تب پری نے کچھ پڑھ کر پھونکا۔ اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا۔ جب
روشنی ہوئی تو عنبر نے دیکھا وہ ایک مندر میں موجود ہے جہاں
جادوگر زبردستی راجکماری سے کہہ رہا ہے کہ چلو دیوی کے سامنے
اور اُسی کے چرن چھو کر مجھے اپنا پتی مان لو ورنہ یاد رکھو تمہیں
گنتی بنا کر در بدر کی ٹھوکریں کھانے کے لئے چھوڑ دوں گا۔ راجکماری

نے کہا جب دل میں تمہارے لئے نفرت اور انتقام کے سوا کچھ
نہیں تو تجھے پتی کیسے مان لوں۔ وہ بھی دیوی کے سامنے یہ
مجھ سے نہ ہو گا۔
منموہن نے فضا میں ہاتھ اُوپر اٹھایا تو ایک کوڑا اس کے
ہاتھ میں آ گیا۔ کوڑا مارنے کے لئے راجکماری کی طرف بڑھا۔
عنبر بھی ایک ستون کی آڑ میں کھڑا تھا۔ منموہن نے جوں ہی
کوڑا فضا میں بلند کیا۔ تو عنبر نے آگے بڑھ کر کوڑا چھین
لیا اور کوئی موقع دیئے بغیر پھندہ کی صورت میں کوڑا منموہن کے
گلے میں ڈال دیا۔ اور اسے کسنا شروع کر دیا۔ اس دباؤ
اور اپنے بچاؤ کی جدوجہد میں منموہن کوئی منتر نہ پڑھ سکا
کیونکہ عنبر نے اس کے گلے کو اس طرح دبا رکھا تھا کہ اس
کی آواز تک نہیں نکل رہی تھی۔ صرف اس کی زبان باہر لٹک
رہی تھی۔ اور آنکھیں باہر اُبل پڑ رہی تھیں۔ عنبر نے آخری
بار ایک بہت زور کا جھٹکا اُس کی گردن کو دیا جس سے اس
کا منکا ٹوٹ گیا اور آنکھیں آنکھوں سے باہر گر پڑیں۔ اب
ڈیلوں کی جگہ دونوں ڈیلوں سے خون بہہ رہا تھا جس سے منموہن
کا چہرہ تر بتر ہو رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عنبر نے اس
کا بے جان جسم فرش پر پھینک دیا۔
اس منظر کو دیکھ کر راجکماری بے ہوش ہو کر گر پڑی۔

تب بہت زور سے بجلی کوند گئی۔ جس سے سارا مندر دہل گیا گنگا دریا کی موجوں میں ایک طوفان سا آگیا۔ یہ مندر بھی اُسی کے کنارے بنا ہوا تھا جو شکستہ اور ویران ہو چکا تھا۔ کبھی یہاں ایک شہر آباد تھا۔ لیکن وہاں لوگوں کے گناہ اس قدر بڑھ گئے کہ ایک روز گنگا میں قہر کا طوفان آیا اور سارے شہر کو بہا کرلے گیا۔ صرف یہ مندر اور اس کے آس پاس کے کھنڈرات ہی اس واقعہ کے گواہ رہ گئے۔ اب بھی ایسا ہی لگتا تھا کہ دریا کی خونی موجوں میں پھر ایسا ہی طوفان کروٹیں لے رہا ہے۔ جو اس مندر کو بہا کرلے جائے گا۔ پھر زور کا طوفان اُٹھا اور گنگا کی لہریں اس مندر کو اس طرح اپنے ساتھ بہا لے گئیں جیسے اس جگہ کوئی مندر موجود نہ تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس مندر کو لہروں نے اپنے اندر سما لیا۔

o

ماریا اور فادر ڈیوس

ماریا فادر ڈیوس کے پاس بیٹھی تھی جو کہہ رہا تھا میری بچی تم نے جس کام کا بیڑا اٹھایا ہے میری دعا ہے۔ خدا وند تمہیں کامیاب کرے۔ میں تمہیں چل کر وہ قبر دکھا دیتا ہوں میرے علاوہ اس کے آس پاس سے بھی کوئی نہیں گزرتا اس لئے کہ میرے گلے میں صلیب مقدس پڑی ہے اور میں حضرت مسیح کا حواری ہوں۔ تم چاہو تو ایک صلیب تمہارے لئے بھی لے آؤں میرے پاس موجود ہے اس کی موجودگی میں جادو کا اثر انسان پر نہیں ہوتا۔ مجھ سے بہت پہلے تقریباً سو سال پہلے یہاں ایک پادری ہوا کرتے تھے۔ فادر کارنوالس اُن کی ایک تحریر مجھے اس کمرے سے ملی ہے۔ وہ یہاں ہی رہا کرتے تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مجھے اپنے سے پہلے پادری سے علم ہوا تھا کہ قبرستان کے اس ویران حصے میں جو کاؤنٹ الیگزانڈر کے خاندان کی ملکیت تھا جو اب اس دنیا میں نہیں ہے اُن کے سب وارث ختم ہو چکے ہیں۔ ایک بیٹھی ہوئی قبر سے کسی عفریت

کو نکلتے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ دیکھنے والا ایک نو وارد تھا
جو راستہ بھول کر اندر جا نکلا تھا۔ کیونکہ اس خاندان کا
کوئی فرد بھی باقی نہیں اس لئے اس کی مرمت کا بھی کبھی
کسی کو خیال نہیں آیا اور یہ حصہ بالکل ویران ہو کر شکستہ حالت
میں رہ گیا۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے اس کے بعد
خود وہاں جا کر چھپ کر دیکھا ہے کوئی عفریت یہاں قبضہ
جما بیٹھا ہے۔ کالا کفن اسی کا لباس ہے۔ ہمیشہ رات
کو باہر نکلتا ہے۔ اس طرح اگر اسے رات کا کالا کفن
کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ اگر میرے بعد کوئی صاحب
بصیرت پادری آئے جس میں اس عفریت سے ٹکرا جانے کا
حوصلہ ہو تو وہ اس بلا سے قبرستان کو آزاد کرائے۔ تحریر
پڑھنے کے بعد میرے دل میں بھی جستجو ہوئی اور اسی رات
جب ڈاکٹر پیٹرسن کی لڑکی مریم کسی سہیلی کے باپ کی لاش
دفنانے یہاں آئی اور آندھی میں راستہ بھول کر ادھر جا نکلی
میں بھی وہاں اتفاقاً نہیں گیا تھا بلکہ قصداً وہاں عفریت کا
راز جاننے کے لئے چھپا ہوا تھا اور یوں فادر کارنوالس کی
تحریر کی تصدیق ہو گئی کہ واقعی کوئی جادوگر عفریت کے
روپ میں وہاں قبضہ جمائے بیٹھا ہے۔ یہ بڑی جان جوکھوں
کا کام ہے۔ آگے فادر کارنوالس نے لکھا ہے میں نے اس

جستجو میں کئی راتیں باہر گزاری ہیں اور جو کچھ مجھے معلوم ہوا
تحریر کر رہا ہوں تاکہ میرے بعد آنے والوں کو علم ہو
سکے۔ ہو سکتا ہے اس مقابلہ میں میری موت واقع ہو
جائے۔ ماریا نے کہا لیکن فادر یہ بتائیں کہ فادر کارنوالس
اپنی موت مرے تھے یا کسی حادثے کا شکار ہوئے تھے۔
فادر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سب کچھ تجھے بتا دوں گا میری
بچی۔ فادر کارنوالس بھی ایک صبح اس ویران حصے میں
مردہ پائے گئے تھے۔ اس طرح کہ کسی ظالم نے سینہ چیر
کر اُن کا دل نکال لیا تھا۔ ماریا نے کہا یہ ضرور اسی جادوگر
کی حرکت معلوم ہوتی ہے۔ ڈیوس نے کہا سو فیصدی میرا
بھی یہی خیال ہے۔ ہاں تو آگے فادر کارنوالس نے لکھا
ہے کہ ایک رات جب آسمان سیاہ کفن اوڑھے پڑا تھا۔
میں نے اس جادوگر کا پیچھا کیا۔ اور اس بیٹھی ہوئی قبر میں
اُتر گیا۔ دراصل اس قبر میں سیڑھیاں ہیں جو پاتال میں جاتی
ہیں اور جہاں پر اس شیطان کی حکومت ہے۔ یہ بڑی ہی
پُر اسرار دنیا ہے اگر زندگی نے مہلت دی تو اس کا حال
لکھوں..... اس کے بعد کا حصہ نہیں مل سکا۔ صرف یہیں
تک موجود ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پاتال کے اندر بھی
کوئی دنیا آباد ہے جس کا راستہ اس قبر سے ہو کر جاتا ہے

میری بچی یہ صلیب مقدس اپنے گلے میں پہن لو۔ لیکن ماریا نے کہا فادر میرے گلے میں پہلے ہی قرآن پاک پڑا ہوا ہے۔ پادری نے کہا ٹھیک ہے وہ بھی تو آسمانی کتاب ہے بڑی برکت والی ہے اور وہی تمہاری حفاظت اس جادوگر سے کرے گی۔ رات ہو گئی ہے اب آؤ میری بچی میں تمہیں وہاں تک پہنچا دوں۔ خداوند تمہاری حفاظت کرے۔ دونوں قبرستان میں پہنچے اور فادر اسے لے کر ویران حصے کی طرف چلا گیا۔ رات تاریک تھی اور ہُو کا عالم تھا۔ زمین کا ذرہ ذرہ محوِ خواب تھا۔ صرف یہ دونوں آہستہ آہستہ اس قبر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اور پھر وہ جگہ آ گئی جہاں نہایت شکستہ قبریں موجود تھیں کئی ایک کے تو کتبے بھی گرے پڑے تھے۔ رات میں حشرات الارض کی سرسراہٹیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔ کبھی کبھی کوئی قبر کا بجو کسی قبر سے نکل کر بھاگ نکلتا تو فادر ڈیوس انجیل مقدس کی آیات پڑھنے لگتا۔ ماریا بالکل بے فکر تھی۔ اسے معلوم تھا حشرات الارض اس کی بُو پاتے ہی اپنے آقا کی بہن کو سلام کرنے اور اس کا دیدار کرنے بلوں سے باہر آ جاتے ہیں۔ آخر یہ سفر ایک نہایت ہی ویران اور پُراسرار کونے میں جا کر ختم ہو گیا۔ جہاں کثرت سے ببول اور کیکر کے درخت اپنے لمبے لمبے کانٹے پھیلائے کھڑے تھے۔

کچھ حصے پر ڈنڈا تھور نے قبضہ جما رکھا تھا۔ ان کے درمیان قدرے بڑی اور شکستہ قبر موجود تھی۔ اس کی چھت گر چکی تھی اور اس میں گڑھا نظر آ رہا تھا۔ فادر ڈیوس نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہی قبر اس خاندان کے جدِ امجد کونٹ ایگزانڈر کی ہے۔ اور یہی اس تہہ خانہ کا راستہ ہے۔ ماریا نے پورے ماحول کا جائزہ لے کر اپنے چھپنے کی جگہ تلاش کی یہ ایک قبر کا گڑھا تھا جس میں لمبے لمبے سرکنڈے اُگے ہوئے تھے جس میں بیٹھ کر ان کی آڑ سے سامنے والی قبر پر نظر رکھی جا سکتی تھی۔ اطمینان کر لینے کے بعد ماریا نے فادر ڈیوس سے کہا فادر اب آپ واپس جائیں اور میرے لئے دعا کریں۔ فادر نے بڑھ کر ماریا کا ماتھا چوما اور دعا دیتے ہوئے کہا۔ خداوند میری بچی کی حفاظت کرے اور واپس لوٹ گیا۔ ماریا قبر کے گڑھے میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگی۔ سرکنڈوں میں سرسراہٹ ہوئی ماریا نے دیکھا ایک سانپ رینگتا ہوا اس کی طرف آیا۔ اپنا پھن جھکائے سلام کیا اور ہوا کی لہروں میں اپنا پیغام دیا اے میرے آقا کی بہن یہاں قریب ہی میری پناہ گاہ ہے اور اس لحاظ سے یہ علاقہ میرا ہے میرے لائق کوئی خدمت ہے تو بتائیں۔ ماریا نے بھی لہروں کے دوش پر اپنا پیغام دیا۔ کہا تم جا سکتے ہو۔ اس [illegible]

وہ جادوگر کب نکلتا ہے۔ سانپ نے جواب دیا۔ آدھ گھنٹہ ابھی
باقی ہے۔ ہم اسے رات کا کالا کفن کہہ کر پکارتے ہیں۔ وہ
یہاں سے آدھی رات کے وقت آباد حصے میں تازہ دل گردوں
کی تلاش میں جاتا ہے اور ان کے دل اور دماغ نکال کر
کھاتا ہے۔ وہ پاتال میں رہتا ہے اور وہاں کی دنیا کا بے تاج
بادشاہ ہے۔ اس کی حکومت میں چڑیلیں۔ دیو اور بدروحیں
رہتی ہیں۔ اس نے کئی زندہ روحوں کو بھی قیدی بنا کر رکھا
ہوا ہے۔ جن کے وارثوں سے وہ جوان اور خوب صورت لڑکیوں
کے خون کی بھینٹ لیتا ہے۔ جب کوئی اس کی تعداد کے مطابق
اسے لڑکیوں کے خون کی بھینٹ دے دیتا ہے یہ اُن کی قید
روح آزاد کر دیتا ہے۔ یہی خون اس کی رعایا کی خوراک ہے
تب ماریا نے کہا تم کچھ بتا سکتے ہو اس کو کیسے ختم کیا جا
سکتا ہے۔ ناگ نے کہا میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے
پاتال کے اندر کئی دشوار راستوں کو پار کرنے کے بعد جن میں
اُبلتی ہوئی دلدلیں۔ جلتے ہوئے پُل جن کے نیچے جہنم دہک رہا ہے
اور اسے پار کرنے کے لئے ایک پتلی سی لوہے کی پتری پُل
کا کام دیتی ہے۔ غرض کہ ایسے ایسے خطرناک راستوں اور
عفریتوں کے پہرے سے بچ کر جو گزر جائے آگے جا کر دو
پہاڑیاں ہیں جن میں کافی فاصلہ ہے اور اسے عبور نہیں کیا

جا سکتا۔ کیونکہ اُن دونوں کے درمیان دلدل کا کھولتا ہوا دریا
ہے جس کے درمیان ایک چھوٹے سے چبوترے پر ایک تلوار
گڑی ہوئی ہے۔ اس کی نوک زمین میں اور دستہ اوپر ہے
اب اگر کوئی اس تلوار کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو
جائے تو اسی طلسمی تلوار سے یہ عفریت مر سکتی ہے۔ ورنہ
نہ تو اس پر جادو کا اثر ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی تلوار اسے
زخم لگا سکتی ہے۔ ماریا نے پوچھا تم نے کبھی اس کی
شکل دیکھی ہے۔ سانپ نے کہا ہاں اس کا دھڑ انسانوں
کی طرح ہے۔ جس پر تمام بال اُگے ہوئے ہیں اور وہ بال
برچھیوں کی طرح سخت اور کانٹوں کی طرح نوکدار ہیں۔ سر پر
اُلو کی گردن لگی ہوئی ہے۔ لیکن دانت اور جبڑے انسان
کی طرح سے ہیں۔ اس کے سر پر ایک بڑی سی
چھپکلی بیٹھی رہتی ہے۔ اور وہ سیاہ کفن میں اپنے آپ
کو چھپائے ہوتا ہے۔ اس کے پاؤں ریچھوں کی طرح سے
ہیں۔ جن میں بڑے بڑے خونخوار ناخن لگے ہوئے ہیں دونوں
ہاتھ شیر کے پنجوں کی طرح سے ہیں۔ جن سے وہ ایک سیکنڈ
میں مُردے کا سینہ پھاڑ ڈالتا ہے۔ اس کے منہ کے اوپر
اُلو کی طرح تیز اور خمدار چونچ موجود ہے جو اس کام میں اس
کی بڑی مدد کرتی ہے۔ اب میں چلا آپ ہوشیار ہو جائیں

بین کی دھمک بتا رہی ہے کہ وہ آ رہا ہے۔ میرا جسم اسے
محسوس کر رہا ہے اس کے علاوہ میں آپ کی کوئی خدمت
نہیں کر سکتا۔ کیونکہ زہر کا اس کے جسم پر کوئی اثر نہیں
ہوتا۔ سانپ یہ کہہ کر تاریکی میں غائب ہو گیا۔ ماریا کے
قدموں تلے زمین ہلنے لگی۔ اور پھر اس نے دیکھا سانپ کے
بتائے ہوئے جلیئے کا عفریت کالے کفن میں اپنے آپ کو چھپائے
اُسی بیٹھی ہوئی قبر سے نکل کر باہر آیا اور آبادی کی طرف
چلا گیا جہاں اسے کسی تازہ قبر کی تلاش تھی جو بالآخر اسے
مل گیا۔ اس نے اپنے خونخوار پنجوں سے مٹی ہٹائی اور گڑھے
میں پڑے تابوت تک پہنچ گیا۔

پھر اس کا ڈھکنا کھول کر اپنے خونخوار پنجوں سے مُردے
کا جسم پھاڑ ڈالا اور اس کا دل نکال کر خوشی خوشی کھانے لگا
پھر اس نے مُردے کا سر اپنے بھاری مُکّے سے توڑ ڈالا اور اس
میں سے دماغ نکال کر چٹ کر گیا۔ دوبارہ ڈھکنا بند کر کے
مٹی اسی طرح ڈالی اور واپس لوٹ گیا۔ ماریا فاصلے سے اس
کا تعاقب کر رہی تھی۔ اور اسی کے پیچھے ماریا بھی قبر میں اُتر
گئی۔ قبر میں لاتعداد سیڑھیاں نیچے ہی نیچے جا رہی تھیں جن پر
وہ جادوگر اندھیرا ہونے کے باوجود آسانی سے اُترتا جا رہا

تھا۔ آگے جا کر سیڑھیوں میں کئی موڑ آئے اور بالآخر سیڑھیوں
کا اختتام ایک بہت بڑے زندہ گھڑیال کے منہ پر ہوا جس
نے اپنے دونوں خونی جبڑے کھولے ہوئے تھے اور تلواروں
کی طرح سے لمبے اور تیز دانت دو رویہ نظر آ رہے تھے
اُس کی آنکھیں پتلیوں میں گھومتی نظر آتی تھیں اور
اس کے منہ سے وقفے وقفے بعد شعلے نکلتے تھے۔ راستہ اس
کے پیٹ میں سے ہو کر جاتا ہے۔ جب کہ اس کی دُم کے حصے
میں ایک خلا تھا۔ جس سے آدمی آر پار جا سکتا تھا۔ جادوگر
اس سے منہ میں داخل ہو کر اس کے پچھلے حصے سے نکل
گیا۔ لیکن اب ماریا کا اس کے منہ میں سے نکلتی ہوئی آگ
سے بچ کر نکل جانا بڑا مشکل مرحلہ معلوم ہو رہا تھا۔ کیونکہ آگ
کے شعلے جادوگر کے جسم میں اثر انداز نہیں ہوئے تھے لیکن
ماریا کے جسم کو جلا سکتے تھے۔ وہ کھڑی ہو کر ان نکلتے ہوئے
شعلوں کے وقفے کا اندازہ کرنے لگی اور پھر جب اسے ٹائم کا
اندازہ ہو گیا تو اس نے اللہ کا نام لے کر چھلانگ لگائی اور
اندر داخل ہو گئی۔

اس پہلے مرحلے کی کامیابی نے ماریا کا کافی حوصلہ بڑھا
دیا اور ماریا بھی اس جادوئی گھڑیال کے پیٹ سے گزر کر
دوسری طرف سے نکل گئی اب اسے کالے کفن پوش کا کچھ علم

نہ تھا کہ وہ کہاں جا چکا ہے۔ وہ آگے بڑھتی گئی۔ یہاں کہیں کہیں مگرمچھوں کی چربی سے چراغ روشن تھے۔ جس سے اندھیرے میں کہیں کہیں روشنی کے دھبے نظر آ رہے تھے وہ ماریا کے لئے بڑی ہی بہتر بات تھی۔ وہ اندھیرے کے سہارے چھپتی چھپاتی آگے بڑھ رہی تھی۔ تھوڑی دور جانے کے بعد راستہ تنگ ہونا شروع ہو گیا تھا آخر کار اس کا اختتام اس مقام پر جا کر ہوا جہاں انسانی ڈھانچے ایک گول دائرے میں گھوم رہے تھے۔ جیسے ان کے پاؤں میں پہیے لگے ہوں۔ ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور وہ انہیں اس طرح گھما رہے تھے کہ بغیر تلوار کی زد میں آئے کوئی بھی یہاں سے نہیں گزر سکتا تھا۔

اب ماریا کے لئے پھر ایک مصیبت کھڑی تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ یہاں سے بغیر تلوار کی زد میں آئے گزر جائے دونوں طرف اونچی اونچی دیواریں تھیں اور آگے بڑھنے کے لئے کوئی اور راستہ نہیں تھا وہ چاہتی تھی کہ بغیر کسی چیز کے الجھے ہی جہاں تک ہو سکے آگے بڑھے۔ اور اس اسرار کو حل کرنے کی کوشش کرے لیکن یہاں آ کر وہ پریشان ہو گئی۔ اور جب سوچ کے سارے دروازے بند ہو گئے تو تنگ آ کر ماریا نے دیوار پر لگی ایک مشعل کو اتار لیا اور ہاتھ میں

لے کر آگے بڑھی اور اس نے ایک ڈھانچے کے سر پر دے مارا وہ اس طلسم کو توڑنا چاہتی تھی لیکن اسے بے حد حیرت ہوئی جب اس نے دیکھا ڈھانچے کے منہ سے بالکل زندہ انسانوں کی طرح چیخ نکل گئی۔ دوسروں نے بھی قہقہے سے حملہ آور کو دیکھا جو انہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ آہٹ سن کر اس کی آہٹ کی آواز پر وار کر رہے تھے۔ ماریا نے جلدی سے اس ڈھانچے کی تلوار اٹھالی جو اب تک زمین پر پڑی تھی اور پھر تلوار کا ایک زبردست مقابلہ شروع ہو گیا کیونکہ ڈھانچے بالکل زندہ انسانوں کی طرح سے تلوار چلا رہے تھے ماریا کافی دیر تک ان سے لڑتی رہی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ مشعل اب تک زمین پر پڑی جل رہی تھی۔ اچانک لڑتے لڑتے ایک ڈھانچے کے پاؤں اس سے ٹکرائے اور اسے آگ لگ گئی غالباً یہ قدرت کی طرف سے ماریا کی رہنمائی تھی اس نے بھاگ کر مشعل اٹھالی اور تلوار کی بجائے مشعل سے حملے شروع کر دیئے جس ڈھانچے سے بھی مشعل ٹکرائی اسے آگ لگ گئی اور اس طرح چیخوں اور شور و غوغا کی آوازوں کے ساتھ ڈھانچے دھڑا دھڑ جل کر راکھ ہو گئے لیکن ماریا ان کا انجام دیکھنے کے لئے یہاں نہ رکی اور آگے بڑھ گئی۔ مشعل اب تک اس کے ہاتھ میں تھی۔ ماریا اور آگے بڑھ گئی

اب مشکل ترین مرحلے شروع ہو گئے کیونکہ تھوڑا ہی آگے جا کر
اب اُس کے سامنے ایک خوفناک چڑیل کا منہ تھا۔ اُس
کی زبان زمین سے لگ رہی تھی اور اُس کی آنکھوں میں اتنی
روشنی تھی جو دو چراغوں کا کام دے رہی تھی۔ اُس کے خوفناک
دانت دیکھ کر ماریا نے اپنے جسم میں کپکپی محسوس کی۔ اس
نے دیکھا چڑیلیں اس زبان پر چڑھ کر جو سیڑھی کا کام دے رہی
تھی۔ اُس کے منہ میں داخل ہو جاتیں۔ اور اُس کے سر کے
پچھلے حصے کے پاس جا کر دائیں مُڑ جاتیں۔ یہاں ہر چڑیل نے
کالا کفن ہی پہن رکھا تھا۔ جوں ہی وہ منہ میں داخل ہوئیں
اس چڑیل کے منہ نے انہیں خوش آمدید کہا۔ ماریا کو زندوں
کی طرح سے باتیں کرتے اُسے دیکھ کر حیرت ہو رہی تھی۔
اس چڑیل کی جٹائیں بڑ کے درخت کی جڑوں کی طرح سر سے لے
کر زمین تک پہنچ رہی تھیں اور ان جٹاؤں میں گھونسلہ بنا کر
ایک مادہ اُلو نے بچے دے رکھے تھے۔ اس کی جٹاؤں پر
حشرات الارض زمین سے چڑھ چڑھ کر اس کے کانوں میں اور
ناک میں آ جا رہے تھے۔ ایک طرف سے اُس کی گال کا
گوشت غائب تھا۔ جس سے اس کے دانت باہر جھانکتے نظر
آ رہے تھے۔ جن میں کئی بچھو کلبلا رہے تھے۔ ماریا نے ایسی
گفتگو کرتی چڑیل کا منہ آج تک نہیں دیکھا تھا جس کا صرف منہ

زمین سے باہر اور باقی گردن سے لے کر تمام دھڑ زمین کے
اندر دھنسا ہوا تھا۔ وہ کبھی کبھی منہ چلا کر سانپوں اور بچھوؤں
کو گاجر اور مولی کی طرح کھانے لگتی۔ جو زمین سے آ کر اس
کے جبڑوں میں ستانے کے لئے ٹھہر جاتے تھے۔ ماریا نے خدا
سے اپنی کامیابی کے لئے دعا کی قرآن حکیم کو چوما آنکھوں سے
لگایا اور منہ میں داخل ہو گئی۔ لیکن اسے بہت حیرت ہوتی کہ
قدموں کی حرکت پر ہی چڑیل کے منہ سے آواز نکلی۔ خوش آمدید
اور ماریا نے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس کی اندر داخل
ہو کر وہ دائیں طرف گھوم گئی۔ جہاں سے باہر نکلنے کا راستہ تھا
اب آگے کھلا ہوا میدان تھا جہاں کئی چڑیلیں بیٹھیں چھوٹے
چھوٹے جانوروں کی کھوپڑیوں سے مغز نکال نکال کر کھا رہی تھیں۔
ماریا نے نفرت سے منہ پھیر لیا۔ اس کو متلی ہونے لگی۔ مغز اور
خون ان کے منہ سے بہہ رہا تھا۔ اُن کے سروں کے بال جانوروں
کے گھونسلوں کی طرح بنے ہوئے تھے۔ جن میں زمانے بھر کی میل
اور کوڑا کرکٹ پڑا ہوا تھا۔ اور جسموں پر کالا کفن پڑا ہوا تھا
اسے جادوگر کی تلاش تھی جو اسے اب تک کہیں نظر نہیں آ رہا
تھا۔ وہ دبے پاؤں ان چڑیلوں کے پاس سے گذر گئی۔ اس
نے محسوس کیا کوئی غیبی طاقت اس کی ضرور رہبری کر رہی تھی
کیونکہ اس کے قدم خود بخود کسی منزل کی جانب رواں تھے۔

اور وہ اس جادو نگری کو دیکھتی ایک طرف چلی جا رہی تھی۔ آگے
جا کر اس کے کانوں میں کچھ اس طرح کی آوازیں آنے لگیں۔
جیسے تیز آنچ پر کوئی ہنڈیا ہو۔ ماریا کے قدم خود بخود آواز کی
جانب اُٹھ گئے اور تھوڑی دور جانے کے بعد ماریا کو دلدل
کی وہ جھیل نظر آ گئی جس کا پانی پک رہا تھا اس نے آزمائش
کرنے کے لئے ایک درخت کی سوکھی ہوئی ڈالی توڑ کر اس میں
پھینکی۔ پانی کو چھوتے ہی اُسے آگ لگ گئی۔ ماریا حیرت میں
پڑ گئی بھلا اس قدر لمبی اور چوڑی دلدل کو جس پر کوئی پل
بھی نہیں کیسے پار کیا جا سکتا ہے۔ وہ ابھی سوچ ہی رہی
تھی کہ ضرور اِس پُراسرار دلدل سے گزرنے کا کوئی راستہ ہوگا
اچانک اسے تیز آندھی چلنے کا احساس ہُوا۔ اس نے گھبرا کر
اُس سمت دیکھا جدھر سے یہ آندھی آ رہی تھی۔ جس میں
نہ صرف زمین کے کیڑے مکوڑے بلکہ چھوٹے موٹے پرندے
بھی اس کے زور میں اُڑتے آ رہے تھے۔ اسے سخت سردی
کا احساس ہوا لیکن جلدی ہی اُس پر یہ اسرار کھُل گیا
یہ آندھی آسمان سے اُڑ کر آنے والے ایک دیو کے پروں سے
پیدا ہو رہی تھی۔ جو تیزی سے اسی سمت آ رہا تھا۔ اِس
آندھی کے زور سے ماریا کے قریب درخت کے پتے اور ٹہنیاں تک
ٹوٹ کر زمین پر گر پڑیں اور پورا درخت دوہرا ہو کر زمین کے

ساتھ لگ گیا۔ اور وہ دیو ماریا سے کچھ فاصلے پر اُتر گیا۔ یہ
عجیب الخلقت قسم کا دیو تھا۔ اس کا منہ مگرمچھ کا اور کان
ہاتھی سے بھی بڑے تھے۔ مگرمچھ کے منہ کے علاوہ ایک منہ
گینڈا کا اور ریچھ کا لگا ہُوا تھا چمگادڑ کی طرح سے اس
کے کندھوں پر پَر تھے۔ جن سے وہ بہت تیزی سے اُڑتا
تھا۔ اِن تینوں سروں کو ایک قوی ہیکل انسان کے جسم پر جوڑ
دیا گیا تھا اور اِس کے جسم پر گھنے بال گھاس کی طرح اُگے
ہوئے تھے۔ وہ دلدل کے کنارے اُتر گیا پھر اس نے
ایک سوکھے سے درخت کے موٹے تنے میں ہاتھ ڈال کر کسی چیز
کو ہلایا۔ تمام فضا میں گھنٹیاں سی بج اُٹھیں اور اس کے ساتھ
ہی کئی چڑیلیں اکٹھی ہو گئیں۔ تب اس نے ان سے کہا۔
رات کا کالا کفن تمہیں فوراً طلب کر رہا ہے۔ جلدی ہی
خداوندِ اسرار اپنے آقا کے حکم پر وہاں پہنچ جاؤ۔ یہ پیغام
دے کر وہ اُڑا اور آندھی چھوڑتا ہُوا اپنے پروں کو حرکت
میں لا کر دلدل کی جھیل کے اُوپر سے اُڑ گیا۔ ماریا نے دیکھا
چڑیلیں اُسی درخت کے تنے میں ہاتھ ڈال ڈال کر لوہے کے
فُل بوٹ نکال کر پہن رہی تھیں۔ تب سب نے اپنے لوہے
کے بوٹوں سمیت دلدل میں پاؤں ڈال دیئے اور شڑاپ شڑاپ
پانی میں آواز پیدا کرتیں جھیل میں اُتر گئیں۔ اُن کے بعد

ماریا نے بھی ہاتھ ڈال کر لوہے کے فل بوٹ نکالے اور پہن
کر دلدل کی جھیل میں پاؤں ڈال دیئے۔ اُسے نہایت حیرت
ہوئی کہ لوہے کے یہ بوٹ ڈوبنے کی بجائے لکڑی کی طرح تیر
رہے تھے اور ماریا بھی خوش خوش کہ قدرت نے خود ہی جادوگر
تک پہنچانے کا انتظام کر دیا ہے۔ ان چڑیلوں کے پیچھے ہی چل
دی۔ پھر تھوڑی دیر کی جدوجہد کے بعد وہ تمام چڑیلوں کے
ہمراہ دلدل کی جھیل پار کر چکی تھی اب آگے ایک خشک جھاڑیوں
سے اٹا ہوا راستہ شروع ہو گیا تھا۔ ماریا چڑیلوں کے
ہمراہ ہی یہ راستہ طے کرتی ہوئی آگے بڑھتی گئی اور پھر
اونچے نیچے ٹیلوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور پھر یہ ٹیلے بلند
ہونے شروع ہو گئے جن کے دامن میں خشک جھاڑیوں کا
جنگل پھیلا ہوا تھا۔ اور اسی میں آگ لگی ہوئی تھی۔ لیکن
آگ کا یہ دریا عبور کرنے کے لئے دو بڑے ٹیلوں کے درمیان
آگ جل رہی تھی اور اُن پر ایک پتلی سی لوہے کی پٹی پل کے
طور پر استعمال ہوتی تھی۔ جس پر بے خوف ہو کر چڑیلیں ایک
ٹیلے سے دوسرے پر جا رہی تھیں۔ جب تمام چڑیلیں پار ہو
گئیں تو اب ماریا کی باری تھی۔ اس نے بسم کر کے پل پر
قدم رکھے۔ اسے پھر ایک دفعہ حیرانی ہوئی کہ لوہے کی پتلی سی
پٹی نے لوہے کے جوتوں کو مقناطیس کی طرح پکڑ لیا اور ماریا

اطمینان سے آہستہ آہستہ اس پل سے گزر گئی گویا یہ جوتے
گرنے سے بچانے کے لئے کافی تھے۔

اس پل کا اختتام ایک میدان پر ہوا۔ جس کے ایک طرف
ایک بڑا ٹب تھا اور اس پر تین اژدہوں کے سر ایک دھڑ
سے جڑے ہوئے تھے۔ اور تینوں کے منہ کھلے تھے۔ درمیان
والے منہ میں وہ جادوگر جسے رات کا کالا کفن کہتے۔ ایک شیر
کی کھال بیٹھا تھا۔ دوسرے دائیں طرف والے منہ سے آگ
کے شعلے نکل رہے تھے۔ اور بائیں طرف کے منہ سے دھواں
نکل رہا تھا۔ سامنے میدان میں مختلف شکلوں کی مخلوق کھڑی
شور و غل مچا کر اپنے آقا کو تعظیم دے رہے تھے۔ جادوگر
غیض و غضب میں بیٹھا تھا۔ پھر اس نے شعلہ اُگلتی زبان میں
ان سب کو ڈانٹا کہ اندھو مجھے تمہارے درمیان سے انسان
کی بو آ رہی ہے۔ میری پاتال کی اس سلطنت پر انسان کے
قدم یقیناً تم لوگوں کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ چاروں طرف بکھر
جاؤ۔ اس انسان کا دل اور دماغ میری رات کی خوراک بننا
چاہیئے۔ جاؤ تلاش کرو اور دفع ہو جاؤ۔ تمام غول کا غول
عجیب قسم کی بولیاں بولتا ہوا بکھر گیا تب پاس کھڑے ہوئے
چمگادڑ دیو نے جادوگر سے کہا کیا انسان میں یہ حکمت ہے
کہ اس جادوگری کے اسرار ہیں اگر زندہ بچ سکے۔ میرے خداوند

کو ضرور وہم ہو گیا ہے۔ جادوگر نے غصے سے کہا تم مجھے
جھٹلا رہے ہو۔ لیکن میں سچ کہہ رہا ہوں۔ امتحان لینا
چاہتے ہو تو دیکھو اس نے اشارے سے ایک چڑیل کو اپنے
پاس بلایا اور اپنے نشتر کے پنجوں سے اس کا پیٹ پھاڑ دیا
جو خوفناک چیخ مار کر فضا میں معلق ہو گئی تب جادوگر
نے منتر پڑھ کر پیٹ پر پھونک ماری اس میں ماریا کا وجود
اُبھر کر سامنے آگیا۔ تب چمگادڑ دیو نے کہا میرے آقا مجھے
کچھ نظر نہیں آتا۔ جادوگر نے ایک زوردار قہقہہ لگایا جو
چمگادڑ دیو کے سر پر بیٹھی مادہ اُلو پھڑپھڑا کر ڈر کے مارے
زمین پر آگری۔ جادوگر نے چنے کے دانے کی طرح سے اُسے
اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لیا اور کہا یہ پُراسرار لڑکی ہے
جو تم لوگوں کو نظر نہیں آسکتی۔ لیکن میرا جادو اسے دیکھ
رہا ہے اب وہ بچ کر نہیں جا سکتی اِس کا دل بہت مزیدار
ہو گا اور دماغ بہت بڑا ہو گا۔ جس کی وجہ سے وہ یہاں
تک پہنچ گئی ہے۔ اب تم دفعہ ہو جاؤ۔ میں اس شکار کو
خود شکار کروں گا۔ چمگادڑ دیو نے اپنے پر پھڑپھڑائے اور
فضا میں آندھی پیدا کرتا ہوا آسمان پر اُڑ گیا۔ اب ماریا اس
طلسمی تلوار کی تلاش میں تھی۔ جو دو پہاڑیوں کے درمیان
دلدل کے دریا میں ایک چبوترے پر زمین میں دھنسی کھڑی ہے

جس سے اس جادوگر کی موت ہو سکتی ہے۔ وہ چاروں
طرف حیرت سے یہاں کے اسرار دیکھ کر حیران ہو رہی تھی کہ
کیسے کیسے کمالات اِس جادوگر نے یہاں کی دنیا بنانے
میں صرف کئے ہیں۔ ماریا گھوم پھر کر طلسمی تلوار کی تلاش
میں مصروف تھی کہ ایک بہت بڑا پرندہ شتر مُرغ سے ملتا جلتا
اُڑتا ہوا آیا اور ماریا کے بالوں کو اپنی چونچ میں لے کر اُڑ گیا
ماریا کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ وہ شتر مُرغ اسے اُٹھاتے ہوئے
اُسی اژدھے کے منہ میں لے کر اندر داخل ہو گیا اور اسے اندر
لا کر چھوڑ دیا۔ ماریا زمین پر زور سے گری۔ تب اس شتر مُرغ
نے اپنے پر زور سے پھڑپھڑائے اور جادوگر کا بھیس بدل
لیا۔ اب اُس کے سامنے شتر مُرغ نہیں جادوگر کھڑا تھا
جادوگر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ خوب صورت لڑکی تم
دوسروں کو نظر نہیں آسکتی۔ لیکن میری جادوئی نگاہوں
سے نہیں بچ سکتی۔ حسین لڑکیوں کے دل اور دماغ میری
مرغوب غذا ہے۔ آج کی رات تم میری خوراک بنو گی۔ جادوگر
نے قہقہہ لگایا اور ہاتھ سے اشارہ کیا۔ ماریا کے گرد نا نظر
آنے والا حصار کھڑا ہو گیا جسے چھو کر تو محسوس کیا جا سکتا
تھا لیکن نظر نہیں آرہا تھا۔ مگر ماریا اس حصار میں گرفتار ہو چکی تھی

○

گمشدہ صحرا کی تباہی

قافلہ بغیر کسی مزاحمت کے لاہوت اور ناگ کی قیادت میں
آگے بڑھ رہا تھا۔ تا حدِ نگاہ ریت کا سمندر ہی پھیلا ہوا نظر
آ رہا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا زندگی ختم ہو جائے گی۔ مگر
سفر ختم نہیں ہو گا۔ جہاں کہیں رات ہوتی پڑاؤ ڈال دیا جاتا
اور صحرائی جانوروں کا شکار کیا ہوا گوشت بھون کر کھایا جاتا
یہ سفر کئی روز جاری رہا۔ لاہوت کو تشویش ہوئی اور اس
نے ناگ سے کہا ذرا نقشہ دیکھو۔ ہم راستے سے بھٹک تو
نہیں گئے۔ تب ناگ اور لاہوت نے نقشہ کا ایک دفعہ پھر
بغور مشاہدہ کیا اور کافی سوچ بچار کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے
کہ وہ ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں لیکن سفر ہی کافی طویل
ہے۔ اور یہ سفر اور بھی طوالت اختیار کرتا گیا۔ کھانے پینے
کی چیزیں ختم ہو رہی تھیں اور دور دور تک کسی آبادی یا
نخلستان کا پتہ نہیں تھا۔ ہر فرد پریشان تھا۔ کیونکہ یہ سفر
عام راستے سے ہٹ کر ہو رہا تھا۔ اس لئے کسی قافلے

کی امداد کا بھی سہارا نہ تھا۔ پھر ایسا صحرا جہاں میلوں
آبادی کے آثار نہ ہوں اور پانی بھی نایاب ہو۔ وہاں
جانوروں کا ملنا بھی بہت مشکل تھا۔ جبکہ شکار پر زیادہ انحصار
تھا۔ ناگ کے علاوہ ہر فرد سوچ رہا تھا کہ اس وسیع العریض
صحرا کی ریت ہی ان کا کفن بن جائے گی۔ شدید گرمی کے
باعث دن کا سفر بھی ملتوی کرنا پڑ گیا تھا۔ دھوپ کی تمازت
اور تپتی ہوئی ریت ان کے لئے دوزخ بن گئی تھی۔ وہ
دن بھر خیموں کی آڑ میں پڑے رہتے اور رات بھر سفر
کرتے۔ لیکن دن کے اجالے میں ایسا محسوس ہوتا کہ پھر
وہیں ہیں۔ فاصلے سمٹنے کی بجائے پھیلتے ہی جا رہے تھے۔
پانی کی تعداد بہت کم رہ گئی تھی اور سردار کا حکم تھا کہ پانی
دن میں صرف دو تین مرتبہ ہی پیا جائے۔ اور چند گھونٹوں پر
ہی صبر کر لیا جائے۔ پیاس سے بار برداری کے جانوروں کا
بھی برا حال تھا اور وہ بھوک پیاس سے اتنے بدحال ہو
رہے تھے کہ گرے پڑتے تھے۔ یہ ایسے پھنس گئے تھے
کہ نہ تو واپس ہی جا سکتے تھے اور نہ ہی آگے بڑھنے کا
حوصلہ باقی رہا تھا۔ اسی حالت میں چند روز اور سفر جاری
رہا اور خورد و نوش کا سامان ختم ہو گیا۔ بھوک سے کئی
جانور مر گئے۔ اب پیاس بجھانے کے لئے ڈاکو اپنے

گھوڑوں کی پشت پر خنجر گھونپ دیتے۔ خون نکلتا تو منہ لگا
دیتے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلتا کہ جانور کمزوری اور بھوک سے
مرنے شروع ہو گئے۔ جب بھی کوئی جانور گر پڑتا سردار کے
حکم سے اس کا گوشت خوراک کے کام آجاتا۔ لیکن اب
لاہوت یہ سوچ رہا تھا اگر چند دن یہی حال رہا تو باربرداری
کا کام بھی انسانوں کو ہی کرنا پڑے گا اور پھر خزانہ
کن پر لاد کر لائیں گے۔ اب کبھی کبھی اسے یہ خیال بھی
آنے لگتا ہو سکتا ہے یہ تمام اسی خزانے کی وجہ سے
ہو رہا ہو۔ اور وہ اپنے آپ کو کوسنے لگتا اچھا بھلا
راہزنی کا پیشہ چھوڑ کر اپنی بربادی کو آواز دی ہے اس پیشے
کی وجہ سے وہ شہروں سے زیادہ دور نہ رہتے تھے اور
پھر ضرورت کا ہر سامان قریبی آبادی سے خرید لیتے تھے۔ ہر
دن عید اور ہر رات شب برات کی طرح گزر رہی تھی۔ لیکن
یہ کیسا سفر ہے جس کا اختتام ہی نظر نہیں آتا۔ بھوک اور
پیاس کی وجہ سے ساتھیوں کی تعداد گھٹتی جا رہی ہے۔
یہ ضرور اسی بڈھے کاہن کی بددعا کا اثر ہے۔ جس کے
سینے میں لاہوت نے اپنا خنجر اتار دیا تھا۔ وہ بار بار
نقشے پر تلاش کرتا کہ شاید کہیں نزدیک ہی کسی آبادی کی
نشان دہی کی گئی ہو۔ لیکن ہر بار مایوسی کے سوا کچھ حاصل

نہ ہوتا۔ گرمی سے اُن کا بُرا حشر ہو رہا تھا۔ آخر کئی
روز کی بھوک اور پیاس کے بعد لاہوت نے سفر جاری
رکھنے سے روک دیا۔ کیونکہ وہ سمجھ چکا تھا کہ ان حالات
میں جبکہ نہ تو کھانے کو کچھ ہے اور نہ ہی پینے کو پانی
کی ایک بوند ہے سفر جاری رکھنا خودکشی کے مترادف
ہے۔ ظالم کو اس وقت خدا یاد آتا ہے جب وہ شکنجے
میں پھنس جاتا ہے۔ یہی حال ان ڈاکوؤں کا تھا ایک
ذرا سی بات پر انسان کو موت کے گھاٹ اتار دینا
ان کے لئے ایک معمولی بات تھی۔ لیکن آج جب
ان کی اپنی زندگیاں موت کی سرحد پر پہنچ گئی تھیں اُن کو
شدت سے خدا یاد آ رہا تھا۔ وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا
اٹھا کر رحم کی بھیک مانگ رہے تھے خود اپنے ظلم بھول
چکے تھے۔ جبکہ خود ان کے قانون میں رحم نام کی کوئی چیز
موجود نہ تھی۔ اب بُرے کی رسّی جو کافی دراز ہو چکی تھی
کے سمٹنے کا وقت آن پہنچا تھا۔ موت ان کی زندگی کے
دروازے پر دستک دے رہی تھی اور ہر ایک کو باری
باری اپنے گناہ یاد آ رہے تھے۔ وہی لاہوت جو اپنے
آپ کو موت کا دوسرا نام کہتا تھا موت کی دہلیز پر کھڑا
رحم کی بھیک مانگ رہا تھا۔ پھر یکایک ایک روز آندھی

کے آثار آسمان پر ظاہر ہوئے۔ جب گرمیوں میں آندھی آتی
ہے تو جانوروں کے غول کے غول پناہ لینے کے لئے دور
دور تک بھاگ گئے ہیں اور آندھی کے دوش پر ہزاروں من ریگ
اُڑ کر کہیں سے کہیں پہنچ جاتی ہے۔ لاہوت کے چہرے
پر موت کی زردی چھائی ہوئی تھی تھوڑی دیر کے
زندگی کی امید پر چہرے پر سرخی عود کر آئی اور اس نے
حکم دیا خیموں کے سامنے جال تان دیئے جائیں ان ہی جالوں
میں بھاگتے ہوئے جانور پھنس جاتے ہیں کیونکہ وہ صحرا کا
رہنے والا تھا اور اسے یقین تھا ایسا ضرور ہوگا۔ ان ہی
آندھیوں میں کئی قافلوں کا سامان بھی اُڑ کر میلوں دور پہنچ
جاتا تھا۔ لہٰذا اس امید پر ساری حفاظتی تدبیریں کی گئیں۔
پھر ہوا میں زور پیدا ہوا اور یہی ہوائیں آندھی کی صورت
میں گرد و غبار کے بادلوں کی طرح آسمان پر چھا گئیں۔ زمین
پر اندھیرا چھا گیا۔ کیونکہ سورج بھی ان کے دبیز پردوں
میں منہ چھپا چکا تھا۔ دھوپ کی تمازت سے خشک گلے
ٹھنڈی ہوا سے تر ہو گئے اور پیاس کی شدت قدرے کم
ہو گئی۔ ڈاکوؤں نے اپنی قباؤں سے اپنے منہ ڈھانپ
لئے کہ گرد و غبار اور ریت سانس کے ساتھ اندر منہ میں
نہ جائے۔ خیموں کی بندشیں کھول دی گئیں اور ان کو اُٹھا

لیا اور ایک وقت پھر زندگی کے آثار [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ظلم اور ڈاکہ زنی سے توبہ کر لی اور وعدہ [illegible]
بتایا زندگی کی [illegible]
[illegible] کسی پر ظلم اور [illegible]
[illegible] توبہ قبول کر لی [illegible]
[illegible]
کسی طرح کم نہیں [illegible]
و ستم سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
کوئی وجہ نہیں اللہ تعالیٰ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کر کے اپنے لئے آڑ بنائی گئی۔ جانوروں کی رسیاں مضبوطی سے
باندھ دی گئیں۔ اس لئے کہ جانور بدحواس ہو کر بھاگ نہ جائیں
اور یہ طویل سفر تو زندگی بھر چلتے رہنے سے بھی ختم نہیں ہو
سکتا۔ آندھی زور شور سے چل رہی تھی اور تمام ڈاکو خیموں
کے کپڑوں میں منہ چھپائے پڑے تھے۔ پھر وہ بتا ہوا بس کی
امید سردار لاہوت کو تھی۔ جانوروں کے غول کے غول
طوفان کے ساتھ ساتھ بدحواس بھاگتے ہوئے تیزی سے آ
رہے تھے۔ ان میں سے جو بھی ان خیموں وغیرہ کو آڑ سمجھ کر
ادھر سے گزرے جال میں پھنستے چلے گئے۔ کئی گھنٹے یہ طوفان
چلتا رہا اور پھر آہستہ آہستہ اس کا زور کم ہوا اور پھر
بالکل ختم ہو گیا۔ سب زندہ انسان خیموں کی آڑ سے نکل
آئے اور ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ ان کے جال
میں بے شمار جانور آ پھنسے تھے۔ ریت میں دبے بیشمار
تربوز ریت اوپر سے اڑ جانے کی وجہ سے ریت کے
ساتھ ہی اڑتے ہوئے ان کے چاروں طرف بکھرے پڑے
تھے۔ چند اونٹ جن پر مشکیزوں میں پانی تھا کسی قافلے
سے بچھڑ کر ادھر ادھر آوارہ گھوم رہے تھے۔ انہوں نے
قریب ہی انسان دیکھے تو اپنے قافلے کے آدمی سمجھ کر
خود ہی ان کے پاس آ گئے جن کو فوراً ڈاکوؤں نے پکڑ

اب میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم اس میں برابر کے شریک ہو
ناگ نے اس کا دل رکھنے کو اس کی بے پناہ تعریف کی۔
حالانکہ وہ جانتا تھا کہ اس خزانے کو قیامت تک کوئی
حاصل نہیں کر سکتا۔ سفر ایک دفعہ پھر شروع ہو چکا تھا۔
کئی دنوں کے بعد ان کو دور سے آسمان پر چیلیں اڑتی نظر
آئیں۔ سب خوش ہو گئے۔ کیونکہ پرندوں کا اڑنا اس بات
کو ظاہر کرتا ہے کہ پاس ہی کوئی آبادی موجود ہے۔ سردار نے
سب کو خوشخبری سنائی اور ساتھ ہی ہدایت کر دی کہ خزانے
کے متعلق کوئی بھی ذکر کسی سے نہ کیا جائے صرف پوچھنے
پر یہی بتایا جائے کہ ان کا تجارتی سامان ڈاکوؤں نے لوٹ
لیا ہے اور وہ زندگیاں بچا کر بڑی مشکل سے یہاں پہنچے
ہیں۔ پھر آبادی کے آثار دور سے نزدیک ہوتے گئے سردار
اور ناگ نے نقشہ دیکھ کر مشورہ کیا یہ وہی آبادی ہے
جس کا نقشے میں نشان موجود ہے۔ اب یہاں سے اس جگہ
سورج کے حساب سے چلنا ہے۔ ٹھیک دوپہر کے وقت
دیکھنا ہے۔ یہاں کے درختوں اور مکانوں کے سائے کس
سمت ہیں۔ پھر اسی سمت سفر جاری رہنا ہے۔ سردار نے
اور ضروری چند مشورے کئے اور نقشہ سمیٹ کر اپنے
کی جیب میں رکھ لیا۔ سورج میں تیزی آنے سے سینے کی وہ

اس آبادی میں پہنچ گئے جو ایک نخلستان کے پاس کوئی پچاس
ساٹھ خیموں پر مشتمل تھا۔ وہاں کے لوگوں نے ان کو ہاتھوں
ہاتھ لیا۔ کیونکہ صحرا کے لوگ بہت مہمان نواز ہوتے ہیں ان
کے لئے فوراً تازہ گوشت، پنیر اور اونٹنیوں کے دودھ سے
ان کی تواضع کی گئی۔ مہمان نوازی کے بعد ہی اس جگہ
کے سردار نے ان سے پوچھا۔ کہاں سے آئے ہو اور
کہاں کا ارادہ ہے۔ جسے لاہوت نے سوچے سمجھے ہوئے
پلان پر عمل کرتے ہوئے بتا دیا۔ پھر میزبانوں نے چند خیمے
جن میں اونٹ اور بھیڑوں کی کھال کے فرش موجود تھے۔
ان کے آرام کے لئے خالی کر دیئے اور یہ لوگ لمبی تان کر
سو گئے۔ تیسرے پہر یہ لوگ بیدار ہوئے۔ سب چشمے سے
پانی لا کر نہائے۔ کیونکہ کئی روز سے بلکہ جب سے وہ نخلستان
صبور سے روانہ ہوئے تھے یہاں تک نہانا کسی کو نصیب ہی
نہ ہوا تھا۔ لہذا سب خوب نہائے۔ راستہ کے کھانے میں
اونٹ کا گوشت، پنیر، بھیڑوں کا دودھ، کھجور، شہد ان کو
کھانے میں ملا۔ جسے سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ کھانے
کے بعد ان کی قہوہ سے تواضع کی گئی۔ ان کے سردار نے
بتایا کہ یہ قہوہ وہ خود کاشت کرتے ہیں جو صرف ان کی
ایجاد ہے۔ یہاں ایک بوٹی پیدا ہوتی ہے اس کے بیج

کوٹ کر قہوے میں ملا دیئے جاتے ہیں جس سے قہوے میں
نہایت عمدہ خوشبو پیدا ہوتی ہے اور ہلکا سا سرور بھی
آ جاتا ہے۔ لاہوت کے آدمیوں کو یہ قہوہ اتنا پسند آیا
کہ کئی کئی پیالیاں پی گئے۔ پھر وہ میزبانوں سے مختلف
قسم کے کھیل کھیلنے میں مصروف ہو گئے اور مختلف خیموں
میں نشست جما کر بیٹھ گئے۔ سردار لاہوت اور ناگ کو خاص
طور پر یہاں کے سردار نے اپنے خیمے میں بلا لیا تھا۔
دونوں سردار شطرنج کھیلنے میں مصروف ہو گئے اور ناگ
مستقبل کی سوچوں میں گم ہو گیا۔ جس میں ماریا اور عنبر کی
یاد بھی شامل تھی۔ اسی دوران میں باہر لڑائی جھگڑے کی
آوازیں آنے لگیں اور مقامی مہمانوں میں سے ایک آدمی کو
پکڑ لائے جو ان کے ساتھ کسی بات میں الجھ پڑا اور غصہ
میں اس کے منہ سے نکل گیا کہ وہ خزانے کی تلاش میں
جا رہے ہیں۔ اس پر مقامی لوگوں نے مذاق اڑایا۔ اس
آدمی نے کہا۔ اگر یقین نہ ہو تو لاہوت سردار سے پوچھ لو
جس کے پاس خزانے کا نقشہ موجود ہے۔ لاہوت کو اسے
آدمی پر بہت غصہ آیا۔ لیکن اس نے ہنستے ہوئے اس
بات کو ٹال دیا۔ لیکن مقامی سردار کو شک ہو گیا اور پھر یہ
شک اسی وقت یقین کی صورت اختیار کر گیا جب آدھی

رات کو قہوہ کے سُرور میں لاہوت گہری نیند میں سو رہا تھا۔ ناگ رات میں کہیں باہر نکل گیا تھا۔ مقامی سردار نے لاہوت کے لباس کی تلاشی لی اور ہرن کی کھال پر بنا ہوا نقشہ نکال کر وہ واپس چلا گیا۔ صبح کے وقت سب بیدار ہوئے تو لاہوت نے عادت کے مطابق جیب میں ہاتھ ڈال کر نقشے کو ٹٹولا۔ لیکن وہ غائب تھا۔ اس نے پاس بیٹھے ناگ سے پوچھا۔ نقشہ تم نے تو نہیں نکالا لیکن ناگ نے کہا۔ مجھے بھلا اس کی کیا ضرورت ہے جب کہ وہ تمہارے پاس زیادہ محفوظ ہے۔ جب یہ دونوں باتیں کر رہے تھے خیمے کی دوسری طرف مقامی سردار بہت محظوظ ہو رہا تھا۔ لاہوت فکرمند ہو کر ناگ سے کہا۔ نقشہ چوری ہو گیا۔ ضرور یہاں کے مقامی آدمیوں کا کام ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو منع بھی کیا تھا کہ اس کا ذکر نہ کریں لیکن ان سور کے بچوں نے کھیل بگاڑ کر رکھ دیا اب شاید اس کے لئے ہمارے اور بیز بانوں میں تلوار چل جائے —

ناشتے پر بیٹھے لاہوت کو فکرمند دیکھ کر مقامی سردار نے کہا۔ شاید رات کی لڑائی کا آپ پر اب تک اثر ہے۔ لاہوت نے کہا نہیں سردار یہ بات نہیں مجھے کہتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے کہ رات میرے لباس کی کسی نے

تلاشی لی ہے اور اس میں سے ایک خاص چیز نکال کر لے گیا ہے۔ مقامی سردار نے انجان بن کر کہا۔ محترم آپ میرے مہمان ہیں۔ ذرا کھل کر بیان کریں کونسی چیز چوری ہوئی ہے؟ تب لاہوت نے کہا۔ چند اشرفیاں تھیں۔ خیر چھوڑیں۔ لیکن سردار نے ایک اشرفیوں کی تھیلی اپنے پاس سے نکال کر دیتے ہوئے کہا۔ میں شرمندہ ہوں۔ کہ میرے مہمان کی چوری ہوئی ہے۔ یہاں یہ پہلا واقعہ ہے جس کے لئے میں شرمندہ ہوں۔ اس کی سزا چور کو بعد میں مل جائے گی۔ فی الحال یہ اشرفیاں آپ کی نذر ہیں۔ لاہوت نے انکار کرتے ہوئے کہا۔ دراصل ہرن کی کھال پر خاندانی ایک تحریر لکیروں کی صورت میں محفوظ تھی وہ نہیں مل رہی۔ وہ میرے علاوہ کسی کے بھی کام کی چیز نہیں۔ آپ اپنے آدمیوں سے معلوم کریں وہ چمڑے کا ٹکڑا بھلا کسی کے کس کام آ سکتا ہے۔ مقامی سردار دل ہی دل میں لاہوت کی حماقت پر ہنسا اور دل میں کہا بے وقوف اب اس خزانے پر میرا حق ہو گا جسے حاصل کرنے کے لئے تم نکلے ہو۔ لیکن بظاہر اس نے وعدہ کیا کہ وہ اپنے آدمیوں سے سختی سے باز پرس کرے گا اور اگر وہ ہرن کی کھال کا ٹکڑا کسی نے بھی چرایا ہے تو ضرور واپس مل جائے گا۔ لاہوت نے کہا وہ مل جائے تو ہم آج ہی یہاں سے کوچ

کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مقامی سردار نے کہا مجھے افسوس ہے
یہ ناخوشگوار واقعہ پیش آگیا۔ آپ چند یوم اور رہیے مجھے میزبانی کا
شرف بخشئے تو مجھے خوشی ہوگی۔ لیکن لاہوت نے نہایت ہی
روکھے انداز میں کہا۔ اگر وہ ٹکڑا نہ ملا تو شاید آپ کو
ہمیشہ کے لئے میزبانی کا شرف بخشنا پڑے۔ مقامی سردار نے
ہاتھوں میں اڑاتے ہوئے کہا۔ اگر وہ اتنا ہی قیمتی ہے تو میں ابھی
جا کر تفتیش کرتا ہوں آپ فکر نہ کریں۔ آپ کو کسی قسم کی
زحمت نہ کرنی پڑے گی۔ مقامی سردار نے ایک مقام پر
اپنے تمام آدمیوں کو جمع کیا اور ان سے کہا اپنی تلواروں کی
دھاریں تیز کر لو۔ مہمان کی نیت میں فتور معلوم ہوتا ہے
اس معرکہ کے بعد میں اپنے بہادر سپاہیوں کو ایک بہت
بڑی خوشخبری سناؤں گا۔ لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے کہ
تم لوگ انہیں آسانی سے گاجر اور مولی کی طرح کاٹ کر
پھینک دو۔ قبیلے کے تمام نوجوان آدمی تیاری میں مصروف
ہو گئے۔ عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو حفاظت سے ایک
خیمے میں اکٹھے کر دیا گیا۔ سردار لاہوت بھی اسی دوران میں اپنے
نوجوانوں کو تیاری کا حکم دے چکا تھا۔ پھر سب کی نظریں گھوم
کر سامنے آگئیں۔ مقامی سردار واپس آیا تو اس کے ہمراہ پچاس
نوجوان ہتھیاروں سے مسلح تھے اور اسے یہ دیکھ کر حیرت

ہوئی کہ اس کے استقبال کے لئے تیس ڈاکو مقابلہ کرنے کے لئے
بالکل تیار کھڑے تھے۔ تب سردار لاہوت نے نکل کر سامنے
آتے ہوئے کہا۔ ہرن کی کھال کا ٹکڑا تمہارے لئے موت کا
پیغام بن جائے گا۔ سردار اسے میرے حوالے کر دو۔ لیکن
مقامی سردار نے جواب دیا۔ یہ خزانے کا نقشہ تمہاری ملکیت
تو نہیں۔ جس دھوکے سے تم نے اسے حاصل کیا ہے اسی
طریقہ کار کو میں نے اپناتے ہوئے تم سے چھین لیا ہے۔
اب اگر خیریت چاہتے ہو تو اپنی زندگیاں بچا کر یہاں سے
ہمیشہ کے لئے چلے جاؤ۔ وہ خزانہ اب ہمارے قبیلے کی
ملکیت ہے۔ تب پہلی بار لاہوت نے اپنا تعارف کرواتے
ہوئے کہا۔ سردار تم لاہوت اور اس کے ساتھیوں کے
سامنے کھڑے ہو۔ جیسے صحرا میں چلنے والی ہوا بھی نذرانہ
دے کر گزرتی ہے۔ موت کا دوسرا نام لاہوت ہے لوگ
مجھے صحرائی شیر سے یاد کرتے ہیں اور یہ میرے وہی ساتھی ہیں
جن کی تجربہ کار تلواریں ہمیشہ خون میں ڈوبی رہتی ہیں۔ تم
نے بھیڑوں کے غول کو چھیڑ کر اچھا نہیں کیا۔ اب انجام
کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تاگ تھوڑی دور کھڑا آرام سے
لالچی انسانوں کا حشر دیکھنے کا منتظر تھا جن کی طرف موت
دبے پاؤں بڑھ رہی تھی۔ پھر دونوں گروہوں میں مقابلہ

شروع ہو گیا۔ لاہوت کے ساتھیوں کی تو عمر ہی اسی کام میں
گزری تھی جبکہ مقامی لوگوں کو اتنا تجربہ شمشیر زنی کا نہ تھا۔
دیکھتے ہی دیکھتے مقامی لوگوں کی تعداد کم ہونی شروع ہو گئی۔
میدان میں زخمی اور مرنے والوں کی چیخ و پکار کے ساتھ ساتھ
ہتھیار ٹکرانے کی آوازوں سے کان پڑی آواز سنائی نہیں
دے رہی تھی۔ ہتھیار بڑھ چڑھ کر خون میں غسل کر رہے تھے
اور نخلستان کی زمین انسانی خون سے لالہ زار ہو رہی تھی۔
عورتوں اور بچوں کے خیموں سے نالہ و شیون کی آوازیں
آ رہی تھیں۔ اب شمشیر دونوں سرداروں کے درمیان چل
رہی تھی۔ مقامی سردار بلا شبہ طاقت میں بہت زیادہ تھا
لیکن لاہوت ایک نہایت ہی ماہر شمشیر زن تھا اور اسی تجربے
کی بنا پر وہ اس پر چھاتا رہا تھا۔ مقامی سردار نے مڑ کر
دیکھا۔ اس کے پیچھے صرف خون میں نہائے پانچ آدمی رہ
گئے تھے اور بقایا کی لاشیں ریت کے بچھونے پر بکھری
پڑی تھیں جبکہ بیس نوجوانوں کا حلقہ اس کے گرد تنگ ہو رہا
تھا اور پھر ایک نہایت ہی لاہوت کا بچا تلا ہاتھ مقامی سردار
کی زندگی کا خاتمہ کر گیا۔ سردار کے گرتے ہی بقایا صرف
تین بچے ہوئے ساتھیوں نے اپنی تلواریں پھینک دیں۔
لاہوت نے مرتے ہوئے سردار کی تلاشی لے کر اس کے

جُبّے سے نقشہ نکال لیا۔ سردار نے مرتے ہوئے کہا میں نے
لالچ کیا اور بے ایمانی کی اس کی سزا مجھے مل گئی ہے۔ خدا
مجھے معاف کرے اور وہ ہمیشہ کی نیند سو گیا۔ لاہوت نے ناگ
کے کہنے پر بقایا جوانوں، عورتوں، بوڑھوں اور بچوں کو جان
کی امان دی اور یہاں سے کوچ کر گئے۔ انہوں نے سورج
کی روشنی میں درختوں کے سایے کی طرف رُخ کیا اور اس
سفر پر آگے بڑھنے لگے۔ اب ان کے پاس کافی ذخیرہ
خوراک اور پانی کا موجود تھا اور وہ منزلیں مارتے اپنے
سفر کو مختصر بنانے میں مصروف تھے۔ کئی روز یہ سفر آرام
سے جاری رہا اور پھر کوئی اور حادثہ رونما ہوا۔ سردار
لاہوت بہت خوش تھا۔ اب انہیں تیسرے نشان کی جستجو
تھی جسے نقشے میں دکھایا گیا تھا۔ یہ سوکھی ہوئی خودرو
جھاڑیوں اور درختوں کا جنگل تھا جن کی بیشتر شکل مختلف
قسم کے جانوروں سے مشابہ تھی۔ کچھ تیندوے کی طرح
چند ایک بچھو کی طرح اور کئی اژدھے کی شکل کے تھے۔
اب تک تو وہ نشانیاں بالکل ٹھیک تھیں۔ اب تیسری
نشانی کی تلاش تھی۔ وہ مطمئن تھے کہ وہ ٹھیک سمت میں
سفر کر رہے ہیں اور آخر شب و روز کی مسافت کے بعد
ان کو سورج کی پہلی کرن کی روشنی میں دُور وہ جنگل دکھائی

دیا جس کے درخت بلا شبہ جانوروں کی شکل سے مشابہت
رکھتے تھے۔ سردار نے خیمے لگانے کی بجائے سب کو حکم
دیا کہ ان پھیلی ہوئی جھاڑیوں کے درمیان ہی ڈیرہ لگا
دیا جائے وہاں پہنچتے ہی سب تھکے ہوئے جانور اور آدمی
ان درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان لیٹ گئے کئی ایک
کی آنکھ بھی لگ گئی۔ سردار لاہوت بھی ایک درخت سے
ٹیک لگائے اونگھنے لگا۔ صرف ناگ ہی تھا جو ان
سے دُور ریت کے ایک ٹیلے کی اوٹ میں بیٹھا تھا۔ پھر
دیکھتے ہی دیکھتے اِن درختوں اور جھاڑیوں میں حرکت ہوئی
اور بے ترتیب پھیلی ہوئی جھاڑیوں نے حرکت کرنی شروع
کردی ان کی سمٹی ہوئی شاخیں پھیلنا شروع ہوگئیں اور
اپنے پاس پڑے ہوئے انسانوں کو اپنی گرفت میں لینا شروع
ہوگئیں۔ پھر چند ہی سیکنڈ گزرنے پر یہ جھاڑیاں ان کے
جسموں کے گرد مضبوطی سے لپٹ گئیں۔ اِن کی گرفت میں
آئے ہوئے آدمی چیخ اٹھے۔ جن کی آواز سن کر سارے ساتھی
چونک اٹھے اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے کئی جھاڑیوں
اور درختوں نے ان کا خون پی لیا۔ بقایا ساتھی فوراً ان
سے ہٹ کر دُور ہوگئے اور پھر اُن کے سامنے اپنے
کئی ساتھیوں کے ڈھانچے پڑے تھے ان خونی آدم

خور درختوں نے خون کے ساتھ ساتھ ان کے جسم کا گوشت
تک نگل لیا تھا۔ لاہوت کو اپنے ساتھیوں کی گھٹتی ہوئی
تعداد کا بے حد ملال تھا۔ کیونکہ خزانہ لانے کے لئے اسے
ساتھیوں کی ضرورت تھی۔ بار برداری کے جانور تو اس نے
کافی جمع کر لئے تھے۔ تب اس نے ناگ سے کہا۔ تم کافی
سمجھ دار ہو۔ ذرا نقشہ دیکھ کر بتاؤ اب خزانہ کتنی دُور رہ
گیا ہے۔ ناگ نے دل ہی دل میں ہنستے ہوئے کہا فکر نہ کرو
سردار دولت حاصل کرنے کے لئے قربانیاں دینی ہی پڑتی
ہیں۔ اب ہمیں بہت زیادہ دُور نہیں جانا پڑے گا۔ کیونکہ یہ
تیسری نشانی ہے۔ یہاں تک ہم ٹھیک پہنچ گئے ہیں۔ اب
ہمیں ان آدم خور درختوں سے جنوب کی طرف سفر کرنا ہے
اُس کے بعد آخری نشانی آئے گی جہاں مٹی ملے ریت کے
ایک بہت بڑے ٹیلے سے ایک چشمہ پھوٹ کر بہہ رہا ہے
اور پانی نہر کی صورت میں دوسرے ٹیلے کے دامن میں کہیں
زمین کے دامن میں جا کر گم ہو جاتا ہے۔ یہاں پانی کی وجہ
سے آبادی تو کوئی نہیں لیکن کھجوروں کے درخت کافی ہیں
جن کے لمبے لمبے پتوں نے ان کے سر پہ چھتریاں سی تان
رکھی ہیں اور جن میں کھجوروں کے گچھے کافی تعداد میں لٹک
رہے ہیں۔ جن میں بیشتر درختوں پر شہد کی مکھیوں نے چھتے

بتا رکھے ہیں۔ لاہوت نے حیران ہو کر کہا۔ تم تو ایسی باتیں کر
رہے ہو جیسے یہ سب کچھ تمہارا دیکھا ہوا ہے۔ تب ناگ
نے کہا۔ سردار مجھے خواب میں یہ سب کچھ دکھایا جا چکا
ہے۔ لاہوت نے کہا۔ تم بالکل ٹھیک کہتے ہو۔ آندھی کے
طوفان میں جب ہم سب بچھڑ گئے تھے میں ایک ریت کے
ٹیلے میں دب گیا تھا۔ وہاں پر میں نے خزانے کے اندر کا
کچھ حصہ خواب میں دیکھا تھا جو بڑا حیران کن تھا جس میں
کئی ہزار سال کے مرے ہوئے فرعونوں کو زندہ حالت میں
دیکھا اور ان کے کاہنوں کو بھی۔ اگر وہ منظر ٹھیک ثابت
ہوا تو خدا جانے ہمارا کیا حشر ہو گا۔ میں نے وہاں ان لوگوں
کے ڈھانچے بھی دیکھے تھے جو مختلف وقتوں میں وہاں گئے
اور پھر زندہ واپس نہ آ سکے اور ان کے ڈھانچے چاروں
طرف بکھرے پڑے تھے۔ ناگ نے کہا۔ اگر سب کی نیت
صاف رہی تو ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ لیکن اگر کسی کی
نیت میں فتور آ گیا تو موت یقینی ہے۔ لاہوت نے کہا۔
تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ دولت ایسی چیز ہے جس
کا لالچ انسان کو شیطان بنا دیتا ہے۔ تم نے اس کا
تجربہ کر لیا ہے۔ وہ نخلستان والے کتنے مہمان نواز تھے۔
میں نے بہت کوشش کی کہ وہ راہِ راست پر آجائیں اور

نقشہ واپس کر دیں۔ لیکن خزانے کے نام پر تو وہ قتل کرنے
کو تیار ہو گئے اور جو نیکیاں انہوں نے مہمان نوازی کر کے
حاصل کی تھیں انہیں ضائع کر دیا۔ ان کی بربادی پر مجھے
ہمیشہ ملال رہے گا۔ وہ خزانے کی تلاش میں سفر کرتے
رہے۔ کئی راتیں اور کئی دن کی مسافت کے بعد بھی
کوئی بھی واقعہ پیش نہیں آیا وہ اس مقام پر خیریت سے
پہنچ گئے۔ یہاں ایک ٹیلے سے چشمہ پھوٹ رہا تھا اور
اس کا پانی نہر کی صورت میں اکٹھا ہو کر دوسرے ٹیلے کے
دامن میں زمین میں گم ہو رہا تھا۔ انہوں نے پانی کا
ذخیرہ پھر جمع کیا۔ نہا دھو کر اپنی تھکن کو دور کیا اور
ستانے کے لئے کھجور کے درختوں کے نیچے بیٹھ گئے
ایک منچلے نے ایک نیچی کھجور سے ایک کھجور توڑنا چاہی
تو درخت اپنے آپ اونچا ہو گیا اور آواز آئی میرا پھل
انسانوں کے لئے ہے درندوں کے لئے نہیں۔ سب
آواز سن کر حیران رہ گئے اور اس طرف متوجہ ہو گئے۔ لیکن
درخت اب خاموش ہو چکا تھا۔ پھر سردار لاہوت نے
ان ٹیلوں کو چاروں طرف گھوم کر دیکھا۔ ایک طرف ایک
سل نصب تھی جس پر یہ تحریر تھا۔ اے ابن آدم اگر تو اس
زمین پر پہنچ جائے تو یہاں کی ان نعمتوں کو استعمال کرنے

کا حق صرف اُسے ہے۔ نمبر۱: جو توکل کرتا ہے۔ نمبر۲: جس
کا ایمان پختہ ہے۔ نمبر۳: جس میں حرص و ہوس نام کی کوئی
چیز نہیں۔ نمبر۴: جو اپنے اللہ کو واحد و لاشریک سمجھ کر اس
کی عبادت کرتا ہے۔ نمبر۵: جو خدا کے بندوں سے پیار کرتا
ہے۔ اے ابنِ آدم اگر تجھ میں یہ ساری خوبیاں موجود ہیں
تو میرا دامن تیرے لئے حاضر ہے، یہاں کی نعمتیں تیری
تواضع کے لئے موجود ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی بھی خوبی
تیرے اندر موجود نہیں تو یہاں سے چلا جا۔ اگر تو کسی چیز
کو بھی تصرف میں لایا تو تیری بربادی کا سامان پیدا ہو جائے
گا۔ حیران نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں خدا کی سب نعمتیں
ہونے کے باوجود کوئی آبادی نہیں۔ لاہوت نے پریشان ہو
کر ناگ کی طرف دیکھا اور کہا جتنی خوشی یہاں آکر ہوئی تھی اتنا
ہی رنج اب ہو رہا ہے۔ ہم نے یہاں کے پانی کو ذخیرہ
بھی کیا ہے اور نہا کر ضائع بھی۔ افسوس میں پہلے یہ تختی
پڑھ لیتا۔ ہم سے غلطی ہوئی کہ ہم نے پہلا تمام پانی جو
کئی دنوں سے ہمارے پاس تھا ضائع کرکے یہاں سے ٹھنڈا
اور میٹھا پانی ذخیرہ کر لیا۔ اب اسے واپس بھی نہیں لوٹا سکتے
کیونکہ پہلا پانی تو ضائع ہو گیا اور اس تختی پر لکھی ہوئی ایک
صفت بھی ہم میں موجود نہیں۔ ایسا نہ ہو ہم ان دیکھی کسی

آفت کا شکار ہو جائیں۔ ناگ نے کہا۔ اب کیا ہو سکتا ہے۔
پانی ہم واپس نہیں کر سکتے۔ دوسری چیزوں کو ہم نے ہاتھ نہیں
لگایا۔ یہ بھی اچھا ہی ہوا۔ بہرحال ہم ایک نہایت مشکل مہم
پر نکلے ہیں۔ خزانہ حاصل کرنے تک تو نہ جانے کتنے حادثات
پیش آئیں گے۔ ہمیں ہمت سے کام لینا چاہئے۔ لاہوت نے
کہا۔ کیوں نہ ہم اس جگہ کو جلد از جلد چھوڑ کر چلے جائیں۔ ناگ
نے کہا۔ اپنے آدمیوں سے پوچھ لیں جو کئی دن کے سفر
کے تھکے ہوئے ہیں اور انہیں ایک ایسی جگہ نصیب ہو
گئی ہے جہاں ٹھنڈی چھاؤں اور ٹھنڈے میٹھے پانی کا
چشمہ بہتا ہے، جہاں کے درختوں پر بہتات سے پھل اُگے
ہوئے ہیں۔ لاہوت نے اپنے آدمیوں سے مشورہ کیا
تو انہوں نے اس تختی کو وہم قرار دے کر آرام کئے بغیر آگے
بڑھنے سے انکار کر دیا جس پر سردار بھی مجبوراً خاموش ہو
گیا۔ اس لئے کہ اس مہم میں جہاں قدم قدم پر موت ان
کے ساتھ چل رہی ہے۔ سب ساتھی ایک سے ہیں
کوئی سردار اور کوئی محکوم نہیں اور پھر خزانے میں بھی
سب برابر کے شریک ہیں۔ لیکن سردار کا دل کہہ رہا تھا
جو کچھ ہو رہا ہے ہمارے حق میں اچھا نہیں۔ وہ سب
آرام کرتے کرتے نیند کی آغوش میں کھو گئے۔ صرف ناگ

بھاگ رہا تھا اور لاہوت کی نیند بھی اُڑ چکی تھی۔ یکایک زمین ہلنے لگی اور چاروں طرف سے ایسی ڈراؤنی آوازیں آنے لگیں جیسے ہزاروں آوارہ روحیں مل کر چیخ و پکار کر رہی ہوں یا پھر جیسے بلندی سے پہاڑ کے بڑے بڑے پتھر زمین کی طرف لڑھکا دیئے گئے ہوں۔ یہ آوازیں آہستہ آہستہ کم ہوئیں۔ یہاں سب لوگ جاگ گئے تھے اور ان کی سٹی گم ہو گئی تھی۔ بڑے بڑے بہادروں کے دل ان آوازوں نے دہلا کر رکھ دیئے تھے اور سب ایک دوسرے پر الزام تراشی کر رہے تھے کہ یہ جگہ نہ چھوڑنے پر کس کس نے سردار کی حکم عدولی کی تھی۔ پھر ایک ندا آئی۔ جیسے بڑے بڑے پہاڑوں میں کوئی آواز گونج گئی ہو۔ اے ابنِ آدم تو نے میری حکم عدولی کی ہے۔ لعب ولالچ کے بندے ہو کر انتہائی گنہگار ہو کر بھی تم لوگوں نے اپنے ناپاک قدم اس پاک زمین رکھے ہیں جس کی ایک ایک انچ زمین پر میرے سجدوں کے نشان ہیں۔ اے انسان کے دشمن لوگوں خدا کا غضب تم پر ضرور نازل ہو گا اور تمہیں سزا ضرور ملے گی۔ سب کانپ کر رہ گئے۔

پھر کیا ہوا یہ جاننے کے لیے قسط نمبر ۳۴

”کھنڈرات کی بدروحیں“ پڑھیے

موت کے تعاقب کی

عنبر ناگ ماریا

کے ۵ ہزار سالہ سفر کی پراسرار اور سنسنی خیز داستان

مصنف: اے حمید

مکتبہ اقراء ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸

کھنڈرات کی بدروحیں
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

قیمت -/۱۰ روپے

ناشر: مبارک انور، قوسس پبلیکیشنز، لاہور
طابع: ایچ وائی پرنٹرز، لاہور

آواز میں خدا جانے کیا جادو تھا۔ سب تھر تھر کانپنے لگے۔ تب سردار نے اُن سے کہا۔ یہ ہے تمہاری حکم عدولی کی سزا میرا کہا مان کر یہاں سے چلے جاتے تو شاید عذاب ٹل جاتا۔ اب اپنے کیے کی سزا بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اسی وقت آسمان سے سانپوں اور بچھوؤں کی بارش ہونے لگی۔ جنہوں نے ان کو ڈسنا شروع کر دیا۔ کئی ایک موت کے گھاٹ اتر گئے اور چند ایک نے یہاں سے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ ان میں ناگ کے علاوہ لاہوت بھی بچ کر نکل جانے والوں میں تھا۔ کیونکہ یہ سانپ اپنے آقا کے پاؤں میں ضرور لپٹے رہے تھے۔ کسی کی ہمت نہیں تھی اپنے آقا کے قدم چومے بغیر رہ جائے۔ انہوں نے اپنی زبان میں اپنے آقا سے اجازت بھی طلب کی تھی۔ جن لوگوں کے ساتھ آپ نہیں ان کے ساتھ یہ سلوک کیا جائے یا انہیں چھوڑ دیا جائے۔ تب ناگ نے اپنی زبان میں اس سے پوچھا تھا
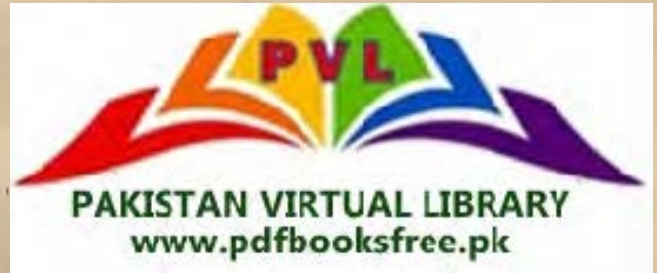
یہ سب کس کے حکم سے ہو رہا ہے۔ ایک بوڑھے سانپ
نے بتایا۔ ہمارے آقا یہ جگہ ایک کئی ہزار سال پرانے جن
کی ہے جو انتہائی عبادت گزار ہے اور دن رات خدا کے
حضور سجدے میں گرا رہتا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے رب کا ہر حکم
بجا لاتا ہے۔ اس لئے صحرا کا ذرہ ذرہ اس کے حکم کے
سامنے سر جھکاتا ہے۔ جو لوگ اپنے رب کے احکام کو
مانتے ہیں اس کائنات کی ہر چیز ان کے حکم پر سر جھکا
دیتی ہے۔ اِس جن کا مسکن ان دونوں ٹیلوں کے نیچے تہہ
خانے میں ہے جہاں یہ نہر زمین میں غائب ہوتی ہے۔ وہ
جا کر تہہ خانے میں گرتی ہے اور خدا جانے زیر زمین کہاں
جاتی ہے۔ ہم لوگ اسی جن کی رعایا ہیں اور ان ہی ٹیلوں
میں ہمارا ٹھکانا ہے۔ تب ناگ نے پوچھا۔ کیا ان لوگوں پر
عذاب ختم ہو گیا یا کچھ باقی ہے۔ سانپ نے جواب دیا
اب صرف آسمان سے گِدھوں کا حملہ ہوگا جو ان لاشوں کو
اٹھا کر لے جائیں گے تاکہ یہ زمین اِن گنہگاروں سے پاک
ہو جائے۔ آپ لوگوں کو چاہئے ان گِدھوں کی نظروں سے
بچ کر چھپ جائیں۔ جب تک یہ گِدھ لاشوں کو اٹھا کر نہیں
لے جاتے پھر دوبارہ ادھر کا رُخ نہ کریں۔ سانپ واپس
چلا گیا اور سردار نے اپنے آدمیوں کی گنتی کرنی شروع کر

دی جو اب صرف آٹھ رہ گئے تھے۔ وہ بہت پریشان تھا۔
کہ اتنا بڑا خزانہ وہ آدمیوں کی کمی کے باعث پورا نہ لا
سکے گا۔ جب کہ دوبارہ یہاں آنے کی اس میں ہمت نہ
تھی۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ آسمان پر گِدھوں کے لشکر
نمودار ہوئے۔ ناگ نے فوراً سردار سے کہا۔ اپنے آدمیوں
سمیت اِن بلاؤں سے چھپ جائیں جو اتنے بڑے ہیں کہ
آدمیوں کو اپنے پنجوں میں اٹھا کر آسانی سے لے جا
سکتے ہیں۔ سب آدمی ریت کے ٹیلوں میں چھپ گئے۔ پھر
جانوروں کو بھی کوشش کر کے ان ہی ٹیلوں میں چھپا دیا گیا۔
یہ گِدھ ایک چکر لگا کر زمین پر آئے اور ایک ایک گِدھ نے
آسانی سے ایک ایک لاش اٹھائی اور آرام سے پنجوں میں
دبا کر بلندی پر اُڑ گئے۔ ایک اُونٹ اور ایک گھوڑا
بدک کر کھلے آسمان کے نیچے آ گئے۔ اچانک دو گِدھ ادھر
متوجہ ہوئے اور ایک نے اونٹ اور دوسرے نے
گھوڑے کو اٹھایا اور بلندی پر پرواز کر گئے۔ لاہوت اور
اس کے آدمی ڈر اور حیرانی سے ان آسمانی بلاؤں کو دیکھتے
ہی رہ گئے۔ تھوڑی دیر بعد آسمان صاف ہو گیا۔ تب
لاہوت نے ناگ کے مشورے سے سب آدمیوں کو
اکٹھا کیا اور نقشے میں بتائے ہوئے رُخ کی طرف روانہ

ہو گئے۔ نقشے کے حساب سے یہ آخری نشانی تھی۔ جس
کے حساب سے وہ ٹھیک سمت پر جا رہے تھے۔ آگے
نقشے پر کوئی اور نشانی موجود نہ تھی۔ وہ ایک دفعہ پھر
اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔
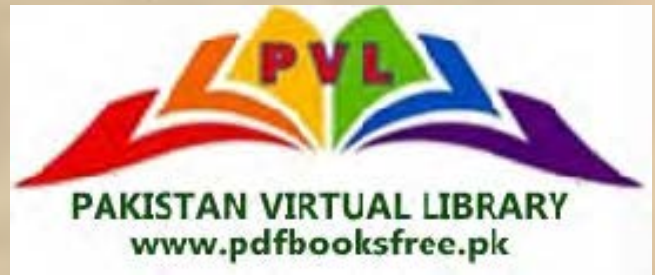
عنبر پرستان میں

دوسری طرف جب عنبر کو ہوش آیا تو وہ سمندر کے ایک
دروازے پہ بہتا ہوا دریا کے کنارے پہنچ گیا۔ اسے
راجکماری کے متعلق کچھ علم نہ تھا کہ وہ کس حال میں ہے
زندہ بھی ہے یا گنگا کی لہریں اسے نگل گئی ہیں۔ عنبر
دریا کے کنارے بیٹھ کر ستانے لگا۔ اسے لگ رہا
تھا کہ جیسے وہ بہت تھک گیا ہے۔ اسے افسوس تھا
کہ وہ راجکماری کو اس کے باپ کے حوالے نہ کر سکا۔
پھر اس کے خیالوں کا مرکز ماریا اور ناگ بن کر رہ گئے
جو ایک طویل عرصے سے بچھڑے پڑے تھے۔ وہ اکٹھے ہوتے
تو کتنا سکون ہوتا۔ میں ان تنہائیوں سے اُکتا گیا ہوں۔ عنبر
نے اپنے آپ سے کہا۔ اسے فوراً پھول پری کا خیال
آ گیا۔ کیوں نہ اسے بُلا کر اس تنہائی سے نجات حاصل
کی جائے۔ اس نے انگوٹھی کی طرف نگاہ کی اور کہا۔
"اچھی پھول پری مجھے تیری مدد کی ضرورت ہے۔"

فضا میں ہر طرف پھولوں کی مہک پھیل گئی۔ بارہ سنگھوں
کی ایک رتھ پر پھول پری نہایت غمگین آن حاضر ہوئی
اور کہا بتاؤ عنبر میں تمہاری کیا خدمت کروں۔ جب وہ
یہ بات کہہ رہی تھی تو عنبر نے دیکھا کہ پری کے چہرے
پر پریشانی اور اُداسی کے آثار ہیں۔ عنبر نے جو اسے
غمگین دیکھا تو کہا۔ اچھی پری تم کچھ پریشان ہو۔ پری نے
کہا عنبر تم نے جس دیو کو قتل کیا تھا اس کا بڑا بھائی میری
چھوٹی بہن بند کلی کو انتقام لینے کے لئے اٹھا کر لے
گیا ہے۔ اس نے ہم پر حملہ کیا جس میں میرا باپ اور
بھائی بھی زخمی ہو گئے۔ مجھے تو وہ حاصل نہ کر سکا۔
لیکن وہ معصوم اس کے ہتھے چڑھ گئی اور وہ اسے
اٹھا لے گیا۔ مجھے اپنی چھوٹی بہن سے بڑا پیار ہے۔
عنبر میں اس کی جدائی سے بہت غمگین ہوں۔ تب عنبر
نے کہا۔ اچھی پھول پری میں اگر تمہارے کسی کام آ
سکتا ہوں تو بتاؤ میں ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں
تب پھول پری نے کہا۔ وہ ظالم اسے اٹھا کر پرستان
میں لے گیا ہے کیونکہ پریوں اور دیوؤں کے راجا اندر
کا وہ مشیر خاص ہے۔ عنبر نے کہا۔ تو تم راجا اندر سے
فریاد کیوں نہیں کرتے۔ تب پھول پری نے جواب دیا۔

یہ قصہ بہت لمبا ہے۔ مختصر طور پر اسے یوں سمجھ لو کہ
ہم راجا اندر کے دربار سے ایک غلطی کی وجہ سے نکالے گئے
ہیں اور پرستان میں ہمارا داخلہ بند ہے۔ اپنے بزرگوں کی
غلطی کا خمیازہ ہم کئی پشتوں سے بھگت رہے ہیں۔ عنبر
نے کہا۔ اچھی پری تم نے ہر مرحلے پر میری مدد کی ہے
اور مرد ہوتے ہوئے یہ بڑے شرم کی بات ہے کہ
میں مصیبت میں تمہارے کام نہ آؤں۔ تم مجھے پرستان کا
راستہ بتا دو۔ میں تمہاری بہن بند کلی کو حاصل کرنے کی کوشش
کروں گا۔ پری نے کہا۔ تم انسان ہو کر دیوؤں کا کیسے
مقابلہ کر سکو گے۔ کہاں مٹی کا انسان اور کہاں آگ سے
بنی ہوئی مخلوق۔ تب عنبر نے کہا۔ یہ مت بھولو پھول
پری کہ آدم بھی مٹی کے بنے ہوئے تھے اور شیطان
آگ کا لیکن پھر بھی شیطان کو حکم ہوا تھا آدم کو سجدہ
کرو۔ انسان اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہے۔
اشرف المخلوقات ہے۔ تب پھول پری نے کہا۔ تم ٹھیک
کہتے ہو۔ خدا نے انسان کو خاص اپنی رحمت سے نوازا ہے
اور اگر انسان صحیح طور پر رب کا بندہ بن کر رہے تو
جن، دیو سب اس کے سامنے ہیچ ہیں۔ میں تمہیں کوہ
ہمالیہ کی اس چوٹی تک چھوڑ آؤں گی جہاں سے پرستان

کی حد شروع ہوتی ہے۔ آگے تمہیں اپنی ہمت اور ذہانت
سے کام لینا پڑے گا۔ وہاں نہ تو میری انگوٹھی تمہارے کام
آئے گی اور نہ ہی میں تمہاری مدد کو پہنچ سکوں گی۔ اتنا
یاد رکھنا پرستان کی حد میں داخل ہوتے ہی محافظوں کو
تمہاری بُو آجائے گی اور وہ تمہاری بُو سے ہی تم تک
آسانی سے پہنچ جائیں گے۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر
نہیں بھولوں گی۔ عنبر نے کہا۔ تم نے بھی تو مجھ پر کئی
احسان کئے ہیں۔ ایک دوسرے کے کام آنا عبادت ہے
احسان نہیں اس کا بدلہ حق تعالیٰ خود دے دیتے ہیں چلو اب دیر نہ
کرو نہ جانے اس معصوم پر کیا گزر رہی ہوگی۔ پھول پری
نے کہا۔ یہاں سے پرستان کی سرحد کافی دُور ہے تمہیں
تین دن لگ جائیں گے۔ عنبر نے کہا۔ خدا بہتر کرے گا۔
تو آؤ پھول پری نے کہا۔ مجھے اپنا ہاتھ پکڑا کر اپنی
آنکھیں بند کر لو۔ عنبر نے اپنا ہاتھ پری کے ہاتھ میں
دیا اور آنکھیں بند کر لیں۔ اس کے قدموں کے نیچے
زمین بھاگتی رہی اور پھر اسے احساس ہوا اب زمین چھوڑ
کر وہ آسمان پر اُڑ رہا ہے۔ کیونکہ آسمان کی فرحت بخش
ٹھنڈی ہوا اسے بڑی ہی بھلی معلوم ہو رہی تھی دوسری
طرف راجکماری بھی ایک تختے پہ بے ہوش اسی سمندر کی

سیڑھیوں سے آگئی جہاں سے اسے اغوا کیا گیا تھا۔ یہ
خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ بھگوان نے راجا کی
فریاد سن لی ہے جس نے کل اپنے آپ کو وشنو بھگوان
کے قدموں میں قربان کرنا تھا۔ راجا کو معلوم ہوا مگر
وت بھرت اور راجکماری کی جُدائی نے اسے اتنا کمزور
کر دیا تھا کہ وہ خوشی کے مارے رو دیا اور چکر کھا
کر وشنو بھگوان کے قدموں میں گر کر اُن چرن چھو لئے۔
راجکماری کو ہوش آچکا تھا اور وہ بڑے پجاری پنڈت
ہری شنکر کے ہمراہ سیڑھیاں چڑھتی باپ کے درشن کو
آ رہی تھی۔ پھر باپ نے بیٹی اور بیٹی نے باپ کو
اس طرح دیکھا کر دونوں کی آنکھوں سے ساون بھادوں
کی طرح آنسو برس رہے تھے۔ تب راجا نے کہا۔ میری
بچی بھگوان نے مجھے دان میں دے دی ہے راجکماری
نے بھی بڑھ کر باپ کے قدم چھو لئے لیکن باپ نے
اسے سینے سے لگا لیا اور یوں دونوں مل گئے۔ وشنو
بھگوان کے لئے کئی جانور قربان کئے گئے۔ پھر راجا
پنڈت ہری شنکر کا شکریہ ادا کرتا ہوا اپنی بیٹی کے ساتھ
اپنی ریاست کو روانہ ہو گیا۔ پھول پری نے تین دن کی
تھکا دینے والی مسافت طے کر کے آخر عنبر کو ایک نہایت

بلند چوٹی پر اُتار دیا ۔ یہ چوٹی بادلوں سے بھی اُونچی تھی۔
اور عنبر بادلوں کو بہت نیچے ہوا کے دوش پر اُڑتے دیکھ
رہا تھا ۔ تب پھول پری نے کہا ۔ عنبر اس سے ایک قدم
بھی آگے بڑھی تو میرے پَر جل جائیں گے ۔ اب مجھے اجازت
دو ۔ واپس جا کر اپنے زخمی باپ اور بھائی کی بھی خبر لینی
ہے ۔ عنبر نے اُسے خدا حافظ کہا ۔ پھول پری اس کی
نظروں کے سامنے ہوا میں اُڑی اور دیکھتے ہی دیکھتے
وہ وادیوں میں نظروں سے اوجھل ہو گئی ۔ عنبر ستانے کے
لئے ایک پتھر پر بیٹھ گیا اور منصوبے بنانے لگا کہ کیسے
پرستان کی حد میں داخل ہوا جائے ۔ وہ جس پتھر کی اوٹ
بیٹھا تھا یکایک اُسے جنبش ہوئی ۔ عنبر نے غور سے دیکھا
یہ تو پتھر کا انسان تھا جیسے کسی انسان کو پتھر کا بنا دیا
گیا ہو ۔ پھر اس پتھر کے بُت سے آواز آئی ۔ کیا تمہارا
نام عنبر ہے ۔ عنبر حیران ہوا کہ اس پتھر کے بت کو اس
کا نام کیسے معلوم ہو گیا ۔ عنبر نے کہا ہاں میرا ہی نام عنبر
ہے ۔ تم کون ہو اور مجھے کیسے جانتے ہو ۔ تب بُت سے
آواز آئی ۔ میں ایک ہزار سال کی سزا بھگت رہا ہوں ۔
عنبر مجھے راجا اِندر نے سبز پری کے کہنے پر ایک ہزار
سال کے لئے پتھر بنا دیا ہے ۔ اس نے کہا تھا ایک

شخص یہاں آئے گا جو کئی ہزار سال سے زندہ ہے اگر
اگر اس کا جسم تجھ سے چھو گیا تو تجھے زبان مل جائے گی ۔
اور اگر اس نے کوہ قاف کے پُرانے اور ویران کنوؤں میں
اتر کر جہاں تمام دنیا کا دُھواں جمع ہوتا ہے اور جو کئی
میل گہرا ہے تیرا چھوٹا سا بُت تلاش کر لیا ۔ کیونکہ وہاں
وہاں سینکڑوں انسان چھوٹے چھوٹے بُتوں میں بند موجود ہیں ۔
جن کا وجود باہر کہیں پتھر بن چکا ہے اور ان کی شکل کا
چھوٹا بُت اُسی کنوئیں میں سزا بھگت رہا ہے ۔ تیرے بُت
کو پہچان لیا اور اسے دیوار سے مار کر توڑ دیا تو تجھے
زبان کے ساتھ ساتھ جسم بھی مل جائے گا لیکن اگر سو
سال بیت گئے تو یہ بڑا بت جو پہاڑی پر پڑا ہے ایک
گول پتھر میں تبدیل ہو جائے گا اور پھر تجھے وہ کنوئیں
میں نہ پہچان سکے گا ۔ پھر ایک ہزار سال کے بعد تو خود
بخود اپنا جسم حاصل کرے گا ۔ مجھے یہاں پڑے ہوئے
ننانوے سال ہو گئے ہیں ۔ خدا کا شکر ہے تم ایک سال
پہلے ہی آ گئے ۔ میرے بھائی میرے خد و خال ابھی تک
ٹھیک ہیں ۔ غور سے میری صورت پہچان لو اور دھوئیں
کے کنوئیں میں اتر کر میرا بُت توڑ ڈالو ۔ میں پہاڑوں کی
وادی میں ایک ریاست ہے نور نگر اس کا شہزادہ ہوں

اور ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہوں ۔ میری جُدائی میں ماں
باپ مر گئے ہوں گے ۔ ننانوے سال بیت گئے خدا
جانے میری ریاست پر کون قابض ہوگا ۔ عنبر نے کہا ۔
مجھے بتاؤ وہ کنواں ہے کہاں جس میں مجھے اترنا ہے ۔
تب پتھر کے شہزادے نے بتایا یہاں سے مغرب کی
طرف چلے جاؤ ۔ کوئی دو میل جانے کے بعد تمہیں پتھر
کے بتوں کا شہر ملے گا اسی شہر کے ٹھیک درمیان میں وہ کافی
بڑا کنواں ہے ۔ سنا ہے کہ اس کنویں سے بھی کوئی راستہ
پرستان کو جاتا ہے ۔ عنبر یہ سن کر خوش ہو گیا کہ ایک پنتھ
دو کاج ہو گئے ۔ اس بے چارے کی مشکل بھی آسان
ہو جائے گی اور ایسے مشکل راستے پر پہرہ بھی نہ ہوگا ۔
اوّل تو اس راستے کا کسی کو علم ہی نہیں ۔ دوسرے کافی
مشکل راستہ ہے ۔ اس کنویں میں جانے کی کس میں ہمت
ہے ۔ عنبر نے کہا ۔ یہ تو بتاؤ وہ شہر پتھر کے بتوں کا کیوں
بن گیا ہے ۔ کیا یہ بھی جادو کا اثر ہے ۔ پتھر کے شہزادے
نے کہا ۔ نہیں اس قوم پر خدا کا عذاب نازل ہوا تھا ۔
یہ قوم کھانے کی چیزوں میں ملاوٹ کرتی تھی اور کم تولتی
تھی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا اور
تمام شہر پتھر کے بتوں میں تبدیل ہو گیا ۔ انسان تمام بت

بن گئے ہیں ۔ لیکن اُن کے مکان اب بھی ویسے کے ویسے
ہی موجود ہیں ۔ تم خود دیکھ لو گے ۔ عنبر نے کہا اچھا
شہزادے خدا سے میری کامیابی کی دعا کرنا ٹھیک ہو جاؤ
تو میرا انتظار نہ کرنا کیونکہ میں واپس نہیں آؤں گا ۔ مجھے
کسی اور کی مدد کرنے کے لئے آگے بھی جانا ہے ۔
پتھر کے شہزادے نے کہا ۔ دوست زندگی میں جب بھی
اس طرف سے گزر ہو میری ریاست ضرور مگر ضرور آنا ۔
میری نگاہیں تیری راہ پر ہمیشہ رہیں گی ۔ عنبر نے اسے
خدا حافظ کہا اور بتائے ہوئے راستے پر چل پڑا ۔ دو
میل کا راستہ اس نے تیز تیز قدموں سے جلدی ہی طے
کر لیا اور وہ اس شہر میں پہنچ گیا جہاں دکانیں کھانے
پینے کی چیزوں سے ویسے ہی سجی ہوئی تھیں اور تمام
چیزیں تازہ بہ تازہ پڑی تھیں ۔ یہاں تک کہ سبزی بھی
ایسے لگتی تھی کہ ابھی ابھی اسے توڑ کر دکان پر رکھا ہے ۔
مٹھائیاں ، دودھ ، دہی اسی طرح تر و تازہ نظر آ رہی تھیں
مکان تمام کھلے پڑے تھے اور اس میں پڑا سامان ویسے
کا ویسے ہی تھا لیکن بد قسمت انسان ہی پتھروں کے بت
بن چکے تھے ۔ ان کے اعمالوں کی سزا اللہ تعالیٰ نے انہیں
دُنیا میں ہی دے دی تھی وہ گھومتے پھرتے ہوئے شہر

کے درمیان کنوئیں پر پہنچ گیا۔ اسے دیکھ کر حیرت ہوئی کہ
تمام دنیا کا دھواں چاروں طرف سے بادلوں کی شکل میں
آتا اور سمٹ کر اس کنوئیں میں سما جاتا۔ عنبر نے اوپر سے
اس میں جھانک کر دیکھا لیکن دھوئیں کی وجہ سے کچھ بھی
دکھائی نہ دیا۔ اب وہ سوچنے لگا کہ اندر کیسے اترے
اسے فوراً یاد آ گیا۔ ایک دکان پر لمبی لمبی رسیاں پڑی
پڑی تھیں۔ وہ وہاں گیا اور تمام رسیاں اٹھا لایا پھر ان
سب کو ایک ساتھ باندھ کر ایک بہت لمبی رسی بنائی اور
اس کا ایک سرا درخت سے باندھ دیا جو پاس ہی اگا
ہوا تھا۔ باقی رسی اس نے کنوئیں میں ایک بڑا پتھر
باندھ کر لٹکا دی۔ اس طرح وہ کنوئیں کی گہرائی دیکھنا
چاہتا تھا لیکن اسے بڑی مایوسی ہوئی۔ سینکڑوں گز
لمبی رسی ختم ہو گئی۔ لیکن پتھر پھر بھی زمین تک نہ پہنچ سکا۔ عنبر کے
لئے بڑی مجبوری تھی اور رسی باوجود تلاش کے بھی نہ
دستیاب ہو سکی تھی۔ اس نے تھوڑی دیر رک کر پتھر
شہزادے کے خدوخال کو اپنے ذہن میں بٹھایا اور رسی پکڑ
کر کنوئیں میں اتر گیا اور کافی کوشش اور ہمت سے کام
لے کر وہ بالآخر وہ ایک پتھر تک پہنچ چکا تھا اور اسے اندر
کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا کہ اور گہرائی کتنی ہے لیکن عنبر

کے لئے یہ بات بڑی خوشی کی تھی کہ اس کا جسم لوہے
اور پتھر کی طرح بنے ہے۔ یہ خیال آتے ہی اس نے
اللہ کا نام لے کر کنوئیں میں چھلانگ لگا دی۔ اسے ایسا
معلوم ہوا کہ وہ آسمان سے زمین پر آ رہا ہے وہ خلا
میں تیزی کے ساتھ نیچے جا رہا تھا اور یہ عمل کئی
گھنٹے جاری رہا۔ تب جا کر عنبر کے پاؤں زمین پر زور
سے لگے۔ اگر اس کا جسم فولاد کی طرح سخت نہ ہوتا تو
ہڈیوں کا سرمہ بن جاتا لیکن نیچے آ کر اسے احساس ہوا
یہاں دھواں نام کی کوئی شے نہیں تھی۔ وہ دھوئیں کو
اوپر ہی نہ جانے کہاں پر چھوڑ چکا تھا۔ نیچے بغیر
کسی روشنی کے ہر شے صاف نظر آ رہی تھی۔ دیواروں
میں کئی سوراخ تھے۔ جن میں چھوٹے چھوٹے بت سجے
ہوئے تھے۔ عنبر نے غور سے انہیں دیکھنا شروع کیا وہ
کئی عدد تھے لیکن ان میں پتھر شہزادے کے خدوخال کا
کوئی بت نہ تھا۔ پھر اس نے زمین پر پڑے ہوئے
بتوں کو دیکھا اور کافی وقت اور مشکل کے بعد اسے
شہزادے سے ملتا جلتا ہوا بت مل گیا اس نے ایک لمحہ
تک اسے غور سے دیکھا اور اطمینان کرنے کے بعد اسے
دیوار پر دے مارا۔ بت چکنا چور ہو گیا اور ایک روشنی

کی لکیر اوپر چلی گئی۔ تب عنبر نے سوچا نہ جانے کتنے لوگ
یہ سزا بھگت رہے ہوں گے۔ اس نے ایک ایک کرکے
سارے ہی بت دیواروں پر مار مار کر توڑ ڈالے اتفاق
کی بات ایک بُت جو دیوار میں لگا وہاں ایک راستہ پیدا
ہو گیا۔ عنبر نے اندر جھانک کر دیکھا یہ ایک راہداری
تھی جہاں دُور دُور تک کسی کا نام و نشان تک نہ تھا۔
وہ سمجھ گیا کہ یہاں سے ضرور راستہ پرستان کو جاتا
ہے۔ پھر وہ اس راستے پر چل دیا۔ تھوڑی دُور جانے
کے بعد یہ راستہ دائیں اور بائیں دونوں طرف مُڑ گیا۔
اب اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ وہ دونوں
راستوں میں سے کس طرف کو جائے۔ وہ خدا کا نام لے
کر دائیں طرف مُڑ گیا۔ یہ بھی ایک لمبی راہداری تھی
جس کا اختتام ایک دیو کے مُنہ پر جا کر ہوا۔ ایک
بہت بھیانک مُنہ جس کے سر پر بارہ سینگ تھے۔
اور اس نے اپنا مُنہ کھول رکھا تھا جس سے خون
کی نہر بہہ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے شعلے لپک
رہے تھے اور ماتھے پر بڑا سا سوراخ تھا جس میں
سے ایک اُلّو جھانک رہا تھا۔ اس کے بڑے بڑے
نوکیلے دانتوں سے کئی سانپ لپٹے ہوئے تھے یہ راہداری

اس مُنہ پر آ کر ختم ہو جاتی تھی۔ آگے جانے کا کوئی
راستہ نہیں تھا۔ اس دیو کے چمگادڑ کے پروں کی طرح
کان تھے جو بار بار ہل رہے تھے۔ عنبر نے غور سے
دیکھا تو اسے پتہ چلا در اصل یہ کسی دیو کا کٹا ہوا سر
ہے جو ایک پتھر کے تھال میں پڑا ہے اور گردن سے
خون بہہ کر نہ جانے کس راستے سے منہ میں سے نہر
کی صورت بہہ رہا تھا۔ عنبر کو دیکھتے ہی ماتھے کے
سوراخ سے اُلّو نے باہر سر نکالا اور بالکل انسانوں کی
زبان میں چور چور کی صدا لگائی۔ عنبر کے لئے یہ نہایت
ہی خطرناک لمحہ تھا کہ طلسمی طاغوتی طاقت نے اسے دیکھ
لیا ہے اور یہ اُلّو الارم ہے جس نے اس کی آمد کی
اطلاع اپنے آقاؤں تک پہنچا دی ہے۔ وہ جلدی میں
یہ فیصلہ نہیں کر پایا کہ واپس بھاگ جائے یا وہیں ٹھہر
کر کوئی تدبیر کرے۔ اس نے دیوار پر لگا تیر اور کمان
اٹھایا اور اُلّو کا نشانہ باندھ کر تیر چھوڑ دیا جو اب
تک چور چور کی صدائیں لگا رہا تھا۔ تیر اُلّو کی گردن
سے پار ہو گیا۔ وہ شعلے کی طرح بھڑکا اور بجھ گیا۔
لیکن اس کے ساتھ ہی آدم بُو آدم بُو کہتے ہوئے دیوؤں
کی ایک ٹولی اس مُنہ سے نمودار ہوئی اور اس کی طرف

بڑھی۔ عنبر نے منہ میں زلالہ دیوی کا دیا ہوا موتی رکھ
کر اور زلالہ دیوی کا نام لے کر ان کی طرف جو پھونک
ماری تو سب کو آگ کی رسی نے جکڑ لیا اور یہی آگ
ان کے جسموں میں بھی لگ گئی۔ چیخوں کا ایک طوفان
اٹھا جس سے عنبر کے کانوں کے پردے تک پھٹنے لگے۔
وہ بھاگنے کی کوشش کرتے لیکن آگ کی رسی نے انہیں
ایسے جکڑ رکھا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکتے
دراصل زمین نے ان کے پاؤں پکڑ لئے تھے۔ عنبر
بہت خوش ہوا کہ اس جادو نگری میں بھی زلالہ دیوی کا
نام اپنا اثر دکھا رہا ہے۔ آنے والے جل کر راکھ
کی طرح بکھر گئے تو عنبر نے وہی راستہ اختیار کیا
جس منہ سے وہ نکل کر آئے تھے۔ عنبر نے بھی خون
کی ندی میں اپنے پاؤں ڈال دیئے اور اسی ندی کے
اندر ہی چلتا ہوا دیو کے منہ میں داخل ہو گیا آخری چکر
لگانے کے بعد اسے ایک پل نظر آیا جس کا ایک سرا
اس دیو کی گردن سے جڑا ہوا تھا اور دوسرا سرا ایک
پہاڑی ٹیلے پر جا کر ملتا تھا اور یہ پل ایک بہت بڑی
تلوار کا بنا ہوا تھا جس کی دھار پر چل کر اسے پار
کرنا پڑتا تھا۔ پل کے دونوں طرف گہری کھڈیں تھیں

جن میں نیزوں کے برابر سولیں گھنی جھاڑیوں کی طرح اگی
ہوئی تھیں۔ اگر ذرا سا بھی کسی کا پیر اس پل سے پھسل
جائے تو سیدھا ان سولوں میں اس کا جسم پرو دیا جائے
تلوار کی دھار آزمانے کے لئے عنبر نے راکھ میں پڑی
ایک دیو کی بڑی سی کھوپڑی اٹھائی اور اُسے پل
والی تلوار کی دھار پر اچھال دیا۔ دھار پڑتے ہی
کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ عنبر بھی پریشان ہو
گیا کہ اس قدر تیز دھار پر چل کر وہ کیسے اس پل کو
پار کرے گا۔ لیکن یکایک اس کو خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ
نے تو اسے ایسا جسم عطا کیا ہے جس پر کسی تلوار
کا اثر نہیں ہوتا اور جو جسم پر پڑ کر ٹوٹ جاتی ہے
یہ بھی تو تلوار ہی ہے۔ بہت بڑی بھول تو کیا۔ اس
نے اللہ کا نام لے کر تجربہ کرنے کے لئے تلوار کی
دھار پہ پاؤں رکھ دیا اور اس پر تھوڑا سا دباؤ ڈالا
لیکن دھار نے اس کے تلوؤں پر کوئی اثر نہیں کیا۔
تب عنبر نے بڑی احتیاط کے ساتھ بالکل بازی گروں
کے انداز میں اس پر چلنا شروع کر دیا وہ نیچے بالکل
نہیں دیکھ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ نیچے دیکھنے سے
چکر آ جائے گا اور پھر خدا جانے۔ ان سولوں پر گر کر

گیا ہو۔ وہ جسم سے الگ کر ڈوٹ بھی سکتی تھیں لیکن پھر
پُل پر چڑھنے کے لئے اسے بہت دشواری ہو جاتی۔
کیونکہ ان کھڈوں سے اوپر آنے کے لئے کوئی راستہ نہ
تھا۔ دونوں طرف سپاٹ اور سیدھی پتھروں کی پہاڑیاں
تھیں۔ وہ خدا کا نام لے کر آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہی رہا
اور پھر خدا کے نام کی برکت سے وہ پار ہو ہی گیا۔ اور
وہ اس پار پہاڑی پر پہنچ گیا جہاں سے ایک راستہ
نیچے کو جاتا تھا اور پھر پہاڑ میں بنی ہوئی ایک غار
میں جا کر ختم ہوتا تھا اور اس غار کے دہانے پر ایک
بڑے شیر کا کھلا ہوا مُنہ رکھا تھا جس میں آگ روشن
تھی اور یہ گویا دوزخ کا نمونہ تھا۔ اس آگ کی تپش
عنبر دور ہی سے محسوس کر رہا تھا۔ اس نے سوچا
پرستان میں داخل ہونے کا سب سے مشکل راستہ یہی تھا
جس سے ہو کر وہ آ رہا تھا اور جسے وہ نہایت آسان
سمجھ رہا تھا۔ ابھی وہ اسی سوچ میں گم تھا کہ اس نے
زمین پر گائے کے قد کے برابر کچھوا دیکھا جو آہستہ آہستہ
رینگ رہا تھا۔ وہ زور سے سانس لیتا تو چھوٹے چھوٹے
جانور اور پرندے اُڑ کر اس کی سانس کے ساتھ اس
کے مُنہ میں چلے جاتے۔ عنبر کو اس بات کا اندازہ تھا

کہ کچھوے کی پیٹھ بہت مضبوط ہوتی ہے اس پر ہاتھی
کا پاؤں بھی آ جائے تو اسے کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اکثر
تلوار کی ڈھالیں بھی اس کی کمر کی بنائی جاتی ہیں۔ جن پر
تلوار کی دھار کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ وہ کچھوے کے
قریب گیا۔ جونہی اس نے سانس لینے کے لئے گردن باہر
نکالی عنبر نے چھلانگ لگائی اور وہ گردن کے ساتھ جھول
گیا۔ کچھوے نے جلدی سے اپنے مضبوط جسم کے
سوراخ میں گردن سکیڑ لی جس کے ساتھ عنبر بھی اس
سوراخ میں داخل ہو گیا۔ کچھوا رینگتا ہوا جلتی ہوئی آگ
کے پاس آیا اور اس میں داخل ہو گیا اور آرام سے رینگتا
ہوا اس آگ کے حصار سے پار ہو گیا۔ آگے ایک کھلا
میدان تھا جو اصل میں کچھوے کی شکار گاہ تھی جہاں وہ
روز آ کر اپنی خوراک حاصل کرتا ہے اور پیٹ بھرنے کے
بعد اپنے ٹھکانے پر لوٹ جاتا تھا اس میدان میں پرندے
اور جانور کافی تعداد میں تھے۔ یہاں پہنچ کر عنبر کچھوے
کے جسم کے سوراخ سے مع گردن کے باہر آ گیا۔ جونہی
کچھوے نے شکار ہڑپ کرنے کے لئے گردن باہر نکالی
عنبر بھی ساتھ ہی اس سے لپٹا ہوا باہر آ گیا اور کود کر نیچے
اتر گیا اور ایک طرف کو ہو لیا۔ آگے جانے کے بعد اُسے

ایک نہایت شفاف پانی کی جھیل نظر آئی اور ایک خوبصورت باغ بھی۔ جس میں طرح طرح کے پھل دار درخت اُگے ہوئے تھے اور یہ جگہ پھولوں کی کثرت سے ایک گلدستہ معلوم ہو رہی تھی۔

وہ جھیل کے کنارے بیٹھ کر رنگین مچھلیوں کا نظارہ کرنے لگا چونکہ رات ہو رہی تھی۔ اس نے سوچا بھوک تو مجھے لگتی نہیں اور نہ ہی نیند آتی ہے لیکن رات گزارنے کے لئے یہ جگہ بہترین ہے۔ اس نے اپنا سفر صبح تک کے لئے ملتوی کر دیا اور بڑی بڑی مختلف رنگوں کی مچھلیوں کو پانی میں آنکھ مچولی کھیلتے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔ آسمان پر اب چودھویں کا چاند نورانی تھال معلوم ہو رہا تھا۔ جونہی چاند کا عکس جھیل کے پانی میں پڑا مچھلیاں پریوں کے روپ میں پانی سے نکلنے لگیں عنبران کو دیکھ کر درخت پر چڑھ گیا۔ تمام پریاں اکٹھی ہو کر تمام رات آنکھ مچولی کھیلتی رہیں اور عنبران کے دل چسپ کھیلوں میں رات بھر کھویا رہا جونہی رات ڈھلی تمام پریاں ایک جگہ اسی درخت کے نیچے اکٹھی ہوئیں۔ ان کی سردار نے کہا مجھے کسی آدم زاد کی بُو آ رہی ہے۔ پھر ہر پری نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔ بالکل ٹھیک ہے ضرور کوئی

آدم زاد یہاں موجود ہے۔ سردار پری نے چاروں طرف نگاہ کی اور اسے درخت پر بیٹھا عنبر نظر آ گیا۔ اس کے مُنہ سے ایک دبی سی چیخ نکل گئی اور اس نے سب سے کہا۔ وہ دیکھو آدم زاد۔ تمام پریوں نے عنبر کو دیکھ لیا۔ تب سردار پری نے کہا۔ اے آدم زاد تم نے پہلا یہ گناہ کیا کہ پرستان میں داخل ہوئے۔ تمہارا دوسرا بڑا گناہ یہ ہے کہ تم پری زادیوں کی خلوت میں داخل ہوئے جس میں کسی دیو زاد کو بھی آنے کی اجازت نہیں۔ نیچے آجاؤ تم ہمارے قیدی ہو۔ تمہارا فیصلہ محل میں جا کر ہوگا۔ عنبر خود چاہتا تھا کہ کوئی وسیلہ بنے جو اسے راجا اندر کی سبھا تک لے جائے اور وہیں اس دیو کے بھی درشن ہو جائیں۔ جو چھل پری کی بہن بندگی کو اٹھا لایا تھا لہذا وہ درخت سے کود کر نیچے آ گیا اور سردار پری نے اپنے لمبے لمبے بالوں کی چوٹی سے اس کے ہاتھ باندھ دیئے۔ اور کہا ہمارے ساتھ ہمارے محل میں چلو جو اس جھیل کے اندر بڑی بڑی سیپیوں اور گھونگھوں سے بنایا ہوا ہے۔ اور جو جھیل کی تہہ میں تیر رہا ہے۔ سردار پری نے اس پر کچھ پڑھ کے پھونکا اور کہا اب تم پانی میں بھی سانس لے سکو گے۔ پھر پریاں مچھلی بن بن کر پانی میں اتر گئیں۔

اور ساتھ ہی عنبر بھی ان کے درمیان قیدی کی صورت میں پانی
اُتر گیا اور مچھلیاں اپنے گھیرے میں اُسے اپنے محل میں لے
گئیں۔ پانی کے اندر اتنا خوبصورت محل عنبر نے کبھی خواب
میں بھی نہیں دیکھا ہو گا جو بڑے بڑے سیپوں گھونگھوں کو جوڑ
جوڑ کر بنایا ہوا تھا اور جہاں سچے موتی جگنوؤں کی طرح
دیواروں اور چھتوں میں لگے چمک چمک کر روشنی پھیلا رہے
تھے۔ سیپوں کو تراش کر اتنی خوبصورت محرابیں اور جالیاں
بنائی گئی تھیں کہ عنبر دنگ رہ گیا۔ اس محل میں ستون بڑی
بڑی مچھلیوں کے کانٹوں کو کاٹ چھانٹ کر بنائے گئے
تھے۔ جالیوں کے اندر ننھے ننھے گھونگے اس طرح فٹ کئے
گئے تھے کہ پانی کی لہریں جب آ کر ان سے ٹکراتیں تو بڑی
خوبصورت سُریں ان میں پیدا ہوتیں۔ ان میں سمندری کائی
کا مخملی سبز رنگ کا فرش ہر طرف بچھا ہوا تھا جو ایرانی قالین
سے زیادہ دبیز اور ملائم تھا۔ دیواروں پر خوبصورت سیپوں
سے گلکاری کی گئی تھی۔ اور سیپوں کو تراش کر ہی کرسیاں
اور پلنگ بنائے گئے تھے۔ کمروں میں ہر طرف سمندری
پھولوں کے گلدستے گلدانوں میں سجے ہوئے بڑے ہی
بھلے معلوم ہو رہے تھے۔ عنبر کو سردار پری ایک بڑے
کمرے میں لے آئی جہاں اونچائی پر ایک بڑا سیپ کا

تخت پڑا تھا۔ جس پر طاؤس کے پھیلے ہوئے پروں کا سایہ
تھا۔ ذرا نیچے دو رویہ چھوٹی کئی عدد کرسیاں پڑی تھیں۔
زمین پر وہی سمندری سبز کائی کا فرش تھا۔ سردار پری
تخت پر بیٹھ گئی اور دیگر پریاں اپنے اپنے عہدے کے
مطابق اپنی کرسیوں پر براجمان ہو گئیں۔ ایک پری نے عنبر
کو لا کر درمیان میں کھڑا کر دیا۔ سردار پری نے ایک دفعہ
پھر باغ کی طرح اسی اس کے جرم سنائے اور تمام پریوں
سے اس کی سزا کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ کافی بحث کے
بعد یہ طے پایا کہ تین دن بعد راجہ اندر کی سبھا میں سب کی
حاضری ہے لہٰذا اسی روز اسے راجا کے سامنے پیش کر
دیا جائے۔ عنبر یہ فیصلہ سن کر بہت خوش ہوا۔ وہ یہی
چاہتا تھا کہ جلد ہی ٹکراؤ ہو جائے۔ جو کام کل ہونا ہے
اسے آج ہی ہو جانا چاہئے۔ لہٰذا عنبر کو رہنے کے لئے
ایک کمرہ دے دیا گیا اور اسے چاروں طرف سے بند
کر دیا گیا۔ عنبر چاہتا تو ان نازک جالیوں کے دروازوں
کو توڑ کر نکل جاتا مگر وہ اتنے خوبصورت محل کو نقصان
نہیں پہنچانا چاہتا تھا جو بلاشبہ فن کا ایک بہترین نمونہ تھا۔
وہ تین دن آرام سے گزر گئے۔ آخری دن سردار پری عنبر
کے پاس اکیلی آئی اور اس نے کہا۔ اے آدم زاد مجھے

تیری جوانی پر رحم آتا ہے۔ راجا اندر بہت ظالم ہے اُس
سے تو دیوتک کانپتے ہیں تُو تو کوئی چیز ہی نہیں اگر تو
چاہے تو میں چوری سے تجھے آزاد کر دیتی ہوں جس راستے
سے یہاں آیا ہے لوٹ جا۔ لیکن عنبر نے کہا۔ اچھی پری
میں بھی تمہاری ہی ہم نسل پری کو آزاد کروانے کے
لئے یہاں آیا ہوں۔ راجا اندر کا کوئی دیو پھول پری کی
بہن بند کلی کو اٹھا لایا ہے۔ پھول پری کے مجھ پر
بہت احسانات ہیں۔ میں اس سے وعدہ کرکے آیا ہوں کہ
اس کی بہن کو اس دیو کی قید سے آزاد کروں گا۔ پھول پری
کے نام پر سردار پری کے آنسو نکل آئے اور اس نے کہا۔
تم نے پرانے زخم کرید ڈالے ہیں۔ پھول پری میری خالہ
زاد بہن ہے۔ ان کے خاندان پر راجا اندر کا عتاب
نازل ہوا تھا اور انہیں پرستان سے نکال دیا گیا تھا۔
مجھے علم نہیں تھا کہ کالا دیو (یہ اُسی دیو کا نام ہے) میری
خالہ زاد بہن بند کلی کو اٹھا لایا ہے۔ نوجوان عنبر نے
کہا۔ میرا نام عنبر ہے۔ تب سردار پری نے کہا۔ میرا نام
نیلم پری ہے اور کہا یہاں صرف راجا اندر کا حکم چلتا
ہے۔ اس کے سامنے کوئی دم بھی نہیں مار سکتا۔ جس
کام کے لئے تم آئے ہو اس میں تو میرے خاندان کا

مفاد وابستہ ہے۔ یہ مسئلہ اسی طرح حل ہو سکتا ہے کہ تمہیں
راجا اندر کے روبرو پیش کر دیا جائے اور تم یہاں
آنے کی وجہ بند کلی کی آزادی بیان کرو جسے کالا دیو
اٹھا لایا ہے۔ یہ بات راجا کو بھی پسند نہیں آئے گی
کہ جن کا داخلہ پرستان میں ممنوع ہے۔ راجا کی حکم عدولی
کرتے ہوئے کوئی اسے یہاں لے آئے۔ مجھ سے جتنی
تمہاری مدد ہو گی میں ... سہیلیوں کے ہمراہ کروں گی۔
میں تمہیں صبح راجا ... بار میں پیش کر رہی ہوں۔ ایک
دفعہ پھر سوچ لو اگر واپس جانا چاہو تو تمہیں میں آزاد
کر سکتی ہوں۔ عنبر نے کہا۔ نیلم میں اپنا وعدہ نبھانے
کے لئے جان تو دے سکتا ہوں مگر پھول پری کے
سامنے احسان فراموش بن کر نہیں جا سکتا۔ مصیبت میں
دوسروں کے کام آنا ہی میرا ایمان ہے۔ نیکی کے لئے اگر
جان چلی جائے تو پروا نہیں۔ تم صرف اتنا معلوم کرکے
بتا دو کہ کالے دیو نے بند کلی کو کہاں اور کس حال میں
رکھا ہے تاکہ اندر کے سامنے ثبوت کے طور پر میں
بتا سکوں۔ نیلم پری نے اس کی بہادری اور حوصلے
کی بہت تعریف کی اور صبح تک کے لئے خدا حافظ
کہہ کر چلی گئی۔ عنبر رات بھر آنے والے وقت کے لئے

پروگرام بناتا رہا کہ اسے راجا کے سامنے کس طرح گفتگو کرنی چاہیے کہ معاملہ بگڑنے کی بجائے بن جائے۔ ان ہی سوچوں میں دن نکل آیا۔ پریاں دربار میں حاضری کے لئے سولہ سنگھار کرنے لگیں اور عنبر انتظار کی گھڑیاں گننے لگا۔ نیلم پری نے اسے بند گلی کے متعلق سب سمجھا دیا کہ وہ اندر کے سامنے کیا کچھ کہے جس سے بات بن جائے۔ آخر وہ گھڑیاں ختم ہوئیں۔ نیلم اس کے پاس آئی یہاں کے قانون کے مطابق اپنی چوٹی سے اس کے ہاتھ باندھے اور اسے گھیرے میں لے کر سب پریاں دربار کی طرف روانہ ہو گئیں۔ راستے میں جگہ جگہ دیوؤں اور جنوں کا پہرہ تھا لیکن کسی نے بھی قیدی سمجھ کر اسے کچھ نہیں کہا اور وہ پریوں کے جھرمٹ میں دربار میں پہنچ گیا۔ عنبر حیرت سے اس دربار کو دیکھ رہا تھا جو فضا میں ہواؤں کے دوش پر کھڑا تھا اور فضا میں معلق تھا اور کسی پنگھوڑے کی طرح آہستہ آہستہ جھول رہا تھا جونہی ہوائیں اس کی جالیوں سے چھو کر نکلتیں فضا میں ایک نہایت سُریلی موسیقی پیدا ہوتی۔ خالص سنگِ مرمر کا بنا ہوا یہ دربار صناعی کا ایک عجوبہ معلوم ہوتا تھا۔ در و دیوار میں ہیرے جگمگا رہے تھے۔ چھت کھلی تھی جس سے

آسمان دکھائی دیتا، بہت بھلا دکھائی دے رہا تھا۔ ہر دروازے پر کریہہ المنظر دیوؤں کا پہرہ تھا۔ پنگھوڑے کی شکل کے تخت پر راجا اندر براجمان تھا۔ نیچے مختلف پریاں آہستہ آہستہ ہلا رہی تھیں۔ وہ جسم پر حریر اور دیبا کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ جس پر موتی، ہیرے اور یاقوت ٹکے ہوئے تھے دونوں ہاتھوں میں انگوٹھیاں جن کے ہیرے آنکھوں کو خیرہ کئے دے رہے تھے۔ سر پر نہایت قیمتی موتیوں سے جڑا ہوا تاج تھا ایک شکیل اور وجیہہ دودھ کی طرح سفید رنگ اور تیکھے نقش و نگار مردانہ وجاہت کا صحیح نمونہ عنبر نے سوچا۔ پریوں کا راجا اسی شخص کو ہونا چاہیے تھا۔ ہاتھ میں سونے کی چھڑی جس کے اوپر ایک ستارہ بنا ہوا تھا، لئے بڑی شان و شوکت سے بیٹھا تھا۔ دائیں بائیں دو دیو مورچھل ہلا رہے تھے تو عنبر اور یہ پریاں حاضر ہوئیں۔ ایک آدم زاد کو پریوں کے درمیان دیکھ کر راجا اندر نے ناگواری کا اظہار کیا اور اسے قیدی کی طرح چوٹی سے بندھا دیکھ کر کہا۔

اے آدم زاد بتا تو نے ہماری سلطنت پر قدم رکھنے کی کیسے جرات کی۔ کیا تجھے ہمارے غیظ و غضب سے ڈر نہیں آیا۔ کیا ہمارے جاہ و جلال نے تمہارا راستہ نہیں روکا۔ کیا یہاں کے دیوؤں کو تو نے موم کی بنی ہوئی مورتیاں سمجھا جو

یہاں آنے کی گستاخی کی۔ عنبر نے کہا۔ جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں۔ راجا نے کہا۔ ہم نے امان دی۔ ہماری باتوں کا صحیح جواب دو۔ اگر غلط ہوا تو پھر ہم تمہاری زندگی اور سلامتی کا وعدہ نہیں کرتے۔ عنبر نے کہا حضور والا کیا اِندر راجا کی تعظیم بجا لانا اور اس کے حکم کی بجا آوری آپ کی رعایا کا فرض نہیں۔ اِندر نے غصے سے کہا۔ حکم عدولی کی سزا موت ہے۔ ہماری رعایا میں کس کی ہمت ہے ہماری حکم عدولی کرے۔ عنبر نے دست بستہ ہو کر کہا۔ حضور آپ کے حکم کی بجا آوری سے منکر ہو کر آپ کی رعایا کے ایک فرد نے آپ کے قانون کی بھی خلاف ورزی کی ہے۔ اِندر نے غصے سے زمین پر پیر مارے تو پریوں سے لے کر دیو تک کانپ گئے پھر اس نے کہا۔ جوان ایک دفعہ پھر سوچ لو۔ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کا ثبوت بھی تمہیں پیش کرنا ہوگا۔ عنبر نے کہا۔ بسر و چشم پیش کروں گا۔ حضور والا آپ کے مشیر خاص کالا دیو نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ کالا دیو کرسی سے اٹھ کر غصے سے کھڑا ہو گیا اور منہ سے جھاگ نکالتے ہوئے کہا۔ آدم زاد تیری یہ ہمت کہ راجا اِندر کے مشیر خاص پر تہمت لگائے۔ میں ابھی اپنے گرز

سے تیرا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ راجا اِندر نے کہا۔ اپنے جذبات کو قابو میں رکھو۔ تم دربار میں راجا اِندر کے سامنے ہو۔ اس طرزِ گفتگو کو ہم گستاخی بھی تصور کر سکتے ہیں۔ کالا دیو ادب سے جھکا اور کہا۔ میں معافی چاہتا ہوں حضور والا۔ تب اِندر نے عنبر کو مخاطب کیا۔ اپنا بیان جاری رکھو۔ عنبر نے کہا۔ حضور والا کو یاد ہو گا کہ کسی غلطی سے ناراض ہو کر آپ نے پھول پری کے پورے خاندان کو پرستان سے نکال دیا تھا اور ان کی آمد کو ہمیشہ کے لئے ممنوع قرار دیا تھا۔ اِندر نے کہا ہمیں یاد ہے ان کا گناہ ہی ایسا تھا۔ عنبر نے کہا۔ تو حضور آپ کا یہ کالا دیو پھول پری کی چھوٹی بہن کو جس کا نام بنفشہ گل ہے آدم زادوں کی دنیا سے اٹھا کر پرستان میں لے آیا ہے جو سراسر آپ کے حکم کے خلاف ہے۔ یہ پھول پری کے باپ اور بھائی کو بھی زخمی کر آیا ہے۔ راجا اندر کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ ایک دفعہ پھر دیو اور پریاں کانپ گئیں۔ اس نے غصے سے کالے دیو کو مخاطب کیا، اور کہا آدم زاد کے اس الزام کی تردید کرو یا پھر اپنے جرم کا اقبال۔ کالے دیو نے کھسیانا ہو کر کہا۔ حضور یہ الزام غلط ہے۔ اس سے کہیں ثبوت پیش کرے۔ عنبر نے

نے کہا۔ حضور والا میں ایک معمولی انسان ہوں بھلا دیوؤں
کے جادو اور اسرار کا کیا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ بہتر یہی
ہے کہ آپ کسی صاحبِ علم و ہنر اور باکمال دیو کو اس کے
گھر بھیج کر اس معصوم کو برآمد کروائیں جسے مکھی بنا کر
اسے دیوار پر چپکا رکھا ہے۔ راجا اِندر نے لال دیو
کو اشارہ کیا اور کہا تم جاؤ اور اس کی رہائش گاہ کی
تلاشی لو۔ اگر بند کلی مل جائے تو دربار میں حاضر کرو
پھر کالے دیو سے کہا۔ تم اس وقت تک حراست میں
رہو گے جب تک لال دیو نہیں آ جاتا۔ اِندر نے کہا ہیں
اجازت ہے۔ اتنے میں لال دیو بند کلی کو لے کر حاضر
ہو گیا اور کہا۔ آقا اِس نے مکھی بنا کر اسے معصوم
کو دیوار سے چپکا رکھا تھا۔ تب راجا اندر نے بڑے غصے
سے پاؤں زمین پر مارے۔ کالا دیو ڈر کے مارے کانپنے
لگا اور اس نے رندھے ہوئے گلے سے کہا خداوند مجھ
سے غلطی ہوئی معاف فرما دیں۔ مگر اندر نے کہا تم نے
ثبوت مانگا تھا تمہارے سامنے موجود ہے تم نے اپنے
گناہ کا اعتراف بھی کر لیا ہے۔ لہٰذا جاؤ اور پتھر بن
کر ساری عمر کنوئیں میں بند ہو جاؤ۔ کالا دیو پتھر کے بت
میں تبدیل ہو گیا اور پھر یہ بت اپنے آپ ہی غائب

ہو گیا۔ اِندر نے کہا۔ اب تمہاری باری ہے عنبر جواب
دو۔ تم نے پری زاد کے لئے پرخطرہ مول کیوں لیا اور
ہماری سلطنت میں آنے کی جرأت کی۔ عنبر نے ادب سے
کہا۔ حضور والا اس کی بہن پھول پری کے مجھ پر بہت
احسانات ہیں۔ اسے میری مدد کی ضرورت پڑ گئی اور
میں نے وعدہ کر لیا۔ میں احسان فراموش بن کر واپس نہیں
جا سکتا تھا اس لئے یہ گستاخی مجھ سے سرزد ہو گئی۔
جہاں تک بند کلی کا سوال ہے اِندر نے کہا۔ اسے ہم
ابھی اس کے گھر پہنچا دیتے ہیں اور یہ اپنی بہن کو
بتا دے گی کہ اس آدم زاد نے اسے رہائی دلائی ہے
لیکن اس جرم کی تھوڑی سی سزا ہم تمہیں ضرور دیں
گے۔ تم بھی پتھر بن جاؤ اور میری سرحد کے پار پہاڑ
پر جا گرو۔ عنبر پتھر بن کر اُڑتا ہوا وہاں سے غائب
ہو گیا۔ پھر اندر نے لال دیو کو حکم دیا۔ اس بچی کو
اس کے گھر پہنچا دیا جائے۔ لال دیو نے اسے اپنے
کندھے پر بٹھایا اور اُڑ کر دربار سے نکل گیا۔

○

نظروں سے دیکھ کر کہا۔ لڑکی ابھی میں بھوکا ہوں۔ نہ جانے
باہر کی دُنیا میں انسان کچھ کم ہی مر رہے ہیں۔ سارے دن
میں ایک دو لاشیں ہی قبرستان میں آتی ہیں۔ لیکن آج تو
میں تیرے دل اور دماغ کی دعوت اڑاؤں گا۔ حسین لڑکیوں
کے دل اور دماغ مجھے بے حد پسند ہیں۔ پھر اس نے ہاتھ
کا اشارہ کیا۔ ماریا کے گرد جو حصار تھا ختم ہو گیا۔ پھر ماریا
کی طرف اس نے دیکھا تو ماریا اس کی آنکھوں کے سحر سے
اس کی طرف کھنچی چلی گئی۔ جونہی ماریا پاس پہنچی جادوگر نے
اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ ماریا کے گلے میں تعویذ میں بند
قرآن مجید تھا۔ اس سے ایک شعلہ سا لپکا اور جادوگر کے
ہاتھ میں آگ لگ گئی اور وہ چیخ کر پیچھے ہٹ گیا اور اپنے جادو
سے اس نے آگ بجھائی اور غصے سے ماریا کی طرف دیکھا
اور کہا۔ لڑکی اس تعویذ کو اُتار دے یہ میرا حکم ہے۔ لیکن
ماریا اس کی آنکھوں کے جادو سے نکل آئی تھی اور اس
میں کچھ خود اعتمادی پیدا ہو چکی تھی۔ ماریا نے کہا ظالم یہی
با برکت کلام الٰہی تیری موت بن جائے گا۔ تو نے اپنے جادو
سے نہ جانے کتنی روحیں قید کر رکھی ہیں ان کو آزاد کر دے
ورنہ خدا کا قہر تجھے جلا کر راکھ کر دے گا۔ جادوگر نے قہقہہ
لگایا اور کہا نادان لڑکی اس چھوٹی سی بات نے تجھے گستاخ

ماریا اور طلسمی تلوار

ماریا جادوگر کے نظر نہ آنے والے حصار میں گرفتار
پریشان سی رہائی کے متعلق سوچ رہی تھی کہ یہاں سے
کیسے چھٹکارا ہو۔ ابھی تو نہ جانے کتنے خطرناک مراحل
سے گزرنا ہے۔ طلسمی تلوار تک پہنچنے سے پہلے کئی
خطرات سے ٹکرانا باقی تھا۔ اسی سوچ بچار میں رات ہو
گئی۔ ایک طوفان کی طرح جادوگر اس کمرے میں واپس آیا
اس کے ہاتھوں میں انسانی دل اور انسانی سر تھے۔ اس
نے آتے ہی پہلے دل مزے لے لے کر کھانے شروع کر
دیئے۔ اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھوں کی طاقت
سے کھوپڑی کی ہڈی توڑ کر مغز نکالا اور چٹخارے لے
کر کھانے لگا۔ ماریا کو دیکھ کر متلی ہو رہی تھی۔ جادوگر
کے منہ سے خون اور مغز رال کی طرح بہہ رہا تھا جسے
بار بار وہ اپنی لمبی زبان نکال کر چاٹ لیتا۔ اس کام سے
فارغ ہو کر اسے ماریا کا خیال آیا۔ اس نے ماریا کو للچائی

بنا دیا ہے لیکن تجھے علم نہیں میرے جادو کی طاقت کی کوئی انتہا نہیں۔ میں پاتال کا بادشاہ ہوں۔ معلوم ہوتا ہے ابھی تیری زندگی کے چند روز اور باقی ہیں۔ مجھے طاقتوں کے عظیم شیطان نے طلب کیا ہے۔ واپسی پر آ کے تجھے دیکھوں گا۔ اس وقت مجھے جلدی ہے۔ اس نے پھر ہاتھ کا اشارہ کیا۔ حصار پھر ماریا کے گرد قائم ہو گیا۔ اور جادوگر دا انسانی کھوپڑی کو جس سے مغز نکال کر وہ کھا چکا تھا اور جو راستے میں پڑی تھی۔ ٹھوکر مار کر ہٹاتے ہوئے یہاں سے نکل گیا۔ ماریا نے دُعا کی اے پروردگار میں اس ظالم جادوگر سے جہاد کرنے یہاں آئی ہوں تو جانتا ہے اس میں میرے کسی ذاتی فائدے کو دخل نہیں۔ مجھے طاقت عطا فرما اور اپنے پاک کلام کی برکت سے مجھے اس قید سے رہائی دلا۔ یہ ماریا کے منہ سے آخری لفظ نکلا ہی تھا کہ تعویذ سے ایک شعلہ نکل کر حصار سے ٹکرایا اور پھر کسی چیز کے ٹوٹ کر گرنے کی آواز آئی۔ شاید یہ اس حصار کی نہ نظر آنے والی دیوار ہی تھی کیونکہ ماریا اب آزاد ہو چکی تھی۔ ماریا وہاں سے نکل کر طلسمی تلوار کی تلاش میں روانہ ہو گئی۔ ایک بڑا خطرہ تو ٹل چکا تھا۔ اسے معلوم تھا جادوگر اپنے گرد شیطان کے

بُلاوے پر یہاں سے چلا گیا ہے۔ اب بھی وقت کچھ کر گزرنے کا تھا۔ لیکن مجبوری یہ تھی کہ وہ یہاں کے طلسمی راستوں کے متعلق کچھ علم نہ رکھتی تھی۔ باہر نکل کر اس نے کچھ سوچا اور ایک سمت روانہ ہو گئی۔ راستے میں کئی چڑیلیں اور بلائیں ملتی رہیں لیکن وہ انہیں نظر ہی کب آ رہی تھی۔ آخر ایک جگہ ایک چڑیل اور دیو میں تکرار ہو رہی تھی۔ چڑیل اس کی بیوی تھی جو اسے کہہ رہی تھی۔ ایسے وقت میں جب آقا یہاں موجود نہیں تم طلسمی تلوار کو تنہا چھوڑ آئے ہو۔ تمہاری حفاظت میں وہ کئی سال سے ہے اور آقا تم پر بھروسہ کرتا ہے۔ تم کیوں چلے آئے دیو نے کہا۔ بھاگوان تجھے اور بچوں کو دیکھے کئی مہینے ہو گئے تھے۔ سوچا آقا کے آنے سے پہلے پہلے بچوں سے اور تم سے مل آؤں۔ پھر ویسے بھی اس جادو نگری پاتال کے اندر کون آ سکتا ہے جہاں قدم قدم پر ہماری قوم کے لوگ بکھرے ہوئے ہیں۔ تم سے مل لیا۔ بچوں سے پیار کر لیا اب میں جا رہا ہوں۔ اس دیو کے ماتھے پر دو سینگ اور لنگور کی طرح بہت لمبی دُم تھی جسے اس نے سمیٹ کر ہنٹر کی طرح ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ ماریا کو یہ باتیں سن کر بہت خوشی ہوئی کہ قدرت نے دشمنوں میں بھی میرے لئے

رہبر پیدا کر دیا ہے اور ماریا اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔
دشوار گزار راستے راہ میں آئے لیکن دیو اپنے طلسمی الفاظ
ادا کر کے نکل جاتا اور ماریا تو بالکل اس کے ساتھ ساتھ چل
رہی تھی۔ اگر وہ دیو اپنے بیوی بچوں کے خیال میں نہ ہوتا
تو ماریا کے سانس لینے کی آواز بھی سن سکتا تھا۔ غرض کہ
کئی راستوں سے گزرنے کے بعد دیو اس پہاڑی پر پہنچ گیا
جہاں کی حفاظت اس کے ذمہ تھی۔ اس نے وہیں اپنا ڈیرہ
جما دیا۔ ماریا نے دیکھا کافی فاصلے پر دوسری پہاڑی تھی۔
لیکن پُل کوئی نہ تھا اور دونوں کے درمیان کھولتی ہوئی دلدل
دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے درمیان ایک سنہری تلوار
ایک چبوترے پر اس طرح گڑی ہوئی تھی کہ نوک چبوترے
پر لگی تھی اور دستہ اوپر کی طرف تھا۔ ماریا اس منظر سے
کافی مایوس ہوئی۔ وہاں تک پہنچنا اسے بہت مشکل نظر آ رہا
تھا۔ وہ گھوم پھر کر دیکھنے اور سوچنے لگی کہ شاید کوئی صورت
پیدا ہو جائے۔ اس نے دیکھا جس پہاڑی پر دیو کا پہرہ تھا
اس سے چپکی ہوئی سوکھی بیلیں نیچے تک چلی گئی تھیں۔
لیکن نیچے دلدل نے انہیں جلا کر راکھ کر دیا تھا۔ اس نے
پاس جا کر رسی کی طرح لٹکتی بیلوں کو پکڑ کر دیکھا وہ اسے
کافی مضبوط نظر آئیں۔ ماریا کے ذہن میں ایک خیال تیزی

سے آیا کیوں نہ ان بیلوں سے فائدہ اٹھایا جائے اور انہی
پکڑ کر دلدل کے اوپر جھولے کی طرح پہاڑی پر قدموں
زور لگا کر بڑھا دیا جائے جیسے پلنگ پر بیٹھ کر لڑکیاں ا
پاؤں زمین پر مار کر آگے پینگ کرتی ہیں۔ اسی طرح ان بیلو
سے جھول کر اپنے پاؤں کی طاقت سے اسے آگے بڑھا
جائے اور اس طرح درمیان تک پہنچنے کی کوشش کی جا
اور تلوار کو چبوترے سے کھینچ لیا جائے۔ یہ ایک زندگ
کو داؤ پر لگا کر تجربہ کرنے کی بات تھی اگر بیل ٹوٹ جات
تو ماریا سیدھی دلدل کی نذر ہو جائے۔ بہر حال اس نے
اللہ کا نام لیا اور ایک دفعہ پھر بیلوں کی طاقت کو کھینچ
تان کر دیکھا۔ دیو آرام سے زمین پر پڑا خراٹے لے ر
تھا۔ ماریا بیلوں کو پکڑ کر زمین کی طرف اترنے لگی اور
آخری سرے تک پہنچ گئی۔ آگے کھولتے ہوئے دلدل در
سے گرم دھواں اٹھتا ہوا اپنے قریب آتا نظر آیا اور جو ہی
وہ اس کے جسم سے لگا۔ ماریا کو گرمی کا احساس ہوا۔ اس
نے مضبوطی سے بیل کو پکڑے زور سے اپنے پاؤں پہاڑی
پر مارے اور جھولا لے کر آگے تک چلی گئی۔ لیکن تلوار تو
اس سے کافی دُور تھی۔ بھاپ سے اس کا جسم پسینے
سے شرابور ہو رہا تھا۔ لیکن وہ بار بار جھول کر جب واپس

جاتی تو اپنے پاؤں پہاڑی پر مارتی اور ہر دفعہ وہ طلسمی تلوار
سے نزدیک ہوتی جا رہی تھی ۔ دیو کے خراٹے اسے اپنے قریب
ہی سنائی دے رہے تھے اور دلدل سے اٹھنے والی بھانپ
اس کا جسم جلا رہی تھی لیکن وہ بیل کے جھولے کو زور زور
سے آگے بڑھاتی جا رہی تھی ۔ تلوار اور ماریا میں فاصلہ
کم ہوتا جا رہا تھا ۔ اچانک اس کی نگاہ اوپر اٹھ گئی ۔ بیل
بار بار پتھر سے ٹکر کھانے کے سبب کٹتی جا رہی تھی اور
خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر جھولے کو اس طرح سے تیز کرتے
رہے تو بیل کٹ کر گر جائے گی ۔ ماریا کی روح کانپ کر
رہ گئی ۔ اب جبکہ منزل دو ہاتھ رہ گئی تھی کمند ہی ٹوٹ
رہی تھی ۔ اس کے علاوہ تلوار تک پہنچنے کی اور کوئی صورت
نہ تھی ۔ ماریا عجیب الجھن کا شکار ہو رہی تھی ۔ لیکن ایک
دفعہ پھر اس نے خدا کو یاد کیا ، اور تمام خدشات اپنے
دل سے نکال دیئے ۔ موت تو اسے آنی ہی نہیں تھی جسمانی
اذیت کا ضرور خیال تھا ۔ کیونکہ وہ تو کئی ہزار سال سے زندہ
تھی ۔ اس نے پھر جھولے کو تیز کرنا شروع کیا ۔ پل پل بیل
کی رسی کٹتی رہی اور پل پل ماریا تلوار کے نزدیک ہوتی گئی ۔
اس نے اسی دوران ایک دفعہ پھر اوپر نگاہ کی ۔ آدھی سے
زیادہ بیل کٹ چکی تھی ۔ ماریا نے آخری بار زور لگا کر

جھولے کو آگے بڑھایا ۔ اس کے ہاتھ تلوار کے دستے تک
پہنچ تو گئے تھے لیکن وہ گڑی ہوئی تلوار کو اٹھا نہ سکی ۔
اس کے لئے طاقت ضرورت تھی ۔ اس کا سارا جسم پسینے
سے نہایا ہوا تھا اور پسینہ چوٹی سے ایڑی تک بہہ رہا
تھا ۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم کسی تندور میں
ڈال دیا گیا ہے ۔ ہاتھوں میں مسلسل زور لگانے سے آبلے
پڑ گئے تھے جن کی تکلیف سے اسے اپنی گرفت کمزور ہوتی
نظر آ رہی تھی ۔ جبکہ اب اسے صرف ایک ہاتھ کے زور پر
جھولنا تھا ۔ دوسرے ہاتھ کو تلوار پکڑنے کے لئے آزاد چھوڑ
دینا تھا ۔ لیکن اس نے یہ اذیت بھی کسی صورت برداشت
کر لی اور وہ ایک ہاتھ سے جھول کر تلوار تک جاتی اور زور
لگا کر اسے اکھاڑنے کی کوشش کرتی ۔ ہر بار بیل کٹ جاتی
جس کا جھٹکا ماریا محسوس کرتی بالآخر ایک دفعہ پورا زور لگا کر
ماریا تلوار تک گئی اور زور لگا کر اسے دستے سے پکڑ کر کھینچ
لیا ۔ تلوار ہاتھ میں آ گئی ۔ لیکن جونہی وہ جھول کر واپس
پہاڑی کی دیوار تک پہنچی بیل کٹ کر ٹوٹ گئی اور ماریا دلدل
میں گرنے لگی ۔ اتفاق سے اس کا ایک ہاتھ ایک پتھر سے
اٹک گیا اور اسی نہایت ہی کمزور سہارے کی آڑ لے کر
وہ لٹک گئی ۔ پھر اس نے جلدی سے ایک دراڑ میں

تلوار ڈال دی ۔ اس کا ہاتھ پتھر سے پھسل گیا ۔ لیکن اب
اس نے تلوار کو مضبوطی سے پکڑ لیا تھا اور وہ اسی سے
جھول رہی تھی ۔ وہ پریشانی سے سوچ رہی تھی کہ اب
اوپر کیسے جائے گی ۔ لیکن اچانک اوپر دیو نے کروٹ لی
اور اس کی دُم رسی کی طرح نیچے لٹک گئی ۔ ماریا نے اسے
غیبی امداد سمجھ کر اسے پکڑ کر اس کے سہارے نیچے آنے
کی کوشش کرنے لگی ۔ اس نے اب تلوار دراڑ سے نکال لی
تھی اور وہ دیو کی مضبوط دُم کے ساتھ اوپر آ گئی ۔ دیو ابھی
تک خراٹے لے رہا تھا ۔ وہ ہانپتے ہوئے قریب ہی گر گئی
اور اپنے اکھڑے ہوئے سانس درست کرنے لگی ۔ ٹھنڈی
ہوا سے اس کا پسینہ بھی خشک ہو رہا تھا اور تلوار اس
کے ہاتھ میں تھی اور وہ لیٹی ہوئی اپنی توانائی بحال کرنے
میں مصروف تھی ۔ اچانک اسے زمین پر زلزلے کے جھٹکے
محسوس ہونے ۔ جس نے سوئے ہوئے دیو کو بھی بیدار کر دیا
فضا میں چیخوں کی آوازیں ابھرنے لگیں اور دور کہیں چمگادڑ
کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ سنائی دی ۔ اس نے دیکھا جادو
گر غیظ و غضب میں اڑتا ہوا ادھر ہی آ رہا تھا ۔ ماریا تلوار
کو مضبوطی سے تھام کر کھڑی ہو گئی ۔ جادوگر کو دیکھ کر
دیو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔ جادوگر نے آتے ہی دیو کو

مارنا شروع کر دیا اور کہا اُلّو کے پٹھے تیری نیند نے مجھے تباہ
کر دیا ۔ بتا کہاں ہے طلسمی تلوار جس کی حفاظت تیرے ذمہ
تھی ۔ دیو نے کانپتے ہوئے نیچے دیکھا تلوار غائب تھی تب
جادوگر نے گرزوں سے اسے مارنا شروع کر دیا اور دیو
کی چنگھاڑوں سے ڈر کر اونگھتی ہوئی چمگادڑیں بھی اپنے
پروں کو پھڑپھڑاتی ہوئی اڑنے لگیں ۔ جادوگر نے کہا کمینے
تلوار اب دشمن کے ہاتھ میں ہے ۔ ایک نازک سی خوب
صورت لڑکی اسے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو
ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے ۔ دفع ہو جاؤ ۔ اور
آج ہی میری سلطنت چھوڑ کر اپنے بیوی بچوں سمیت چلے
جاؤ ۔ دیو شرمندگی سے ایک طرف چلا گیا اور جادوگر نے
خونخوار نظروں سے ماریا کی طرف دیکھا اور کہا ۔ لڑکی
تلوار حاصل کرنے سے کچھ نہ ہوگا ۔ اسے چلانے کے لئے
طاقتور ہاتھوں کی ضرورت ہے اور طاقت تمہارے بس کی
بات نہیں ہے ۔ میں تیری خطا معاف کر دوں گا تلوار واپس
کر دے ۔ ماریا نے تمسخر اڑاتے ہوئے کہا ۔ اپنی موت
کو قریب دیکھ کر تو پاگل ہو گیا ہے ۔ غرور میں یہ بھول گیا
ہے کہ پروردگار اگر چاہے تو ہاتھی کو چیونٹی سے مروا
دے ۔ تیرے گرو شیطان کو بھی غرور ہی نے ڈبویا تھا اور

تیری موت بھی اسی غرور کی وجہ سے ہوگی۔ اب تلوار اٹھا
کیونکہ مجھے معلوم ہے اس طلسمی تلوار کے ہوتے ہوئے تیرا
جادو مجھ پر نہیں چل سکتا۔ جادوگر نے قہقہہ لگایا اور کہا۔
چوہیا، بھاگ کر بلے سے مذاق تجھے بڑا مہنگا پڑے گا۔ اس نے
ہاتھ اٹھایا اور ایک گرز کئی من وزنی اس کے ہاتھ میں آ
گیا اور جادوگر نے پورے زور سے گھما کر ماریا پر مارا۔
نے تلوار آگے کر دی اور گرز جو کئی من کا تھا تلوار سے
لگتے ہی اس کی ضرب پھول کی طرح سے ماریا کو محسوس
ہوا۔ اس پاتال کی دنیا کے تمام بھوت، دیو، چڑیلیں اس
مقابلے کو دیکھنے کے لئے آ گئیں۔ انہیں صرف اپنا آقا گرز
چلاتا نظر آ رہا تھا۔ وہ ہوا سے لڑ رہا تھا۔ وہ سب پریشان
تھے کہ آقا پاگل ہو گیا ہے۔ ہوا سے لڑ رہا ہے۔ لیکن
یہ بات تو آقا ہی محسوس کر رہا تھا کہ جس لڑکی کو وہ کمزور
اور چوہیا کہہ رہا تھا اس کے بازوؤں میں ہاتھیوں کی
طاقت محسوس ہو رہی تھی اور کئی من وزنی گرز اسے پھول
کی طرح لگ رہا تھا۔ پہلے ماریا صرف جادوگر کے وار
روکتی رہی جو غصے میں اپنی طاقت استعمال کر رہا تھا۔ وہ
اسے تھکاتی رہی اور جب اس کے حملوں میں پہلی سی پھرتی
نہ رہی تو ماریا نے اس پر وار کرنے شروع کر دیئے دراصل

طلسمی تلوار کی اپنی بہت بڑی طاقت تھی۔ اب جادوگر کو ا
جان کے لالے پڑ گئے۔ ماریا نے تلوار زور سے اس
سینے پر ماری۔ طلسمی تلوار عین جادوگر کے دل کے پار ہو
پھر کیا تھا تمام طلسمی کاروبار بکھر کر رہ گئے۔ پاتال کی د
آتش فشاں پہاڑ کے لاوے کی طرح تہس نہس ہو گئی۔
چیز ملیا میٹ ہو گئی۔ کالی رات کا کالا کفن ہمیشہ کے لئے د
ہو چکا تھا۔ مریم کا باپ ڈاکٹر دن رات مریم کے "تابوت
لگا بیٹھا رہتا تھا اور اسے یاد کر کے رویا کرتا تھا۔
نے اٹھانوے نوجوان لڑکیوں کے خون سے مریم کے جسم
کو غسل دیا تھا۔ صرف ایک چاند رات کو ماریا کی وجہ سے
لڑکیاں بھاگنے میں کامیاب ہو گئی تھیں۔ اس قربانی کے
بعد جادوگر نے ماریا کی روح واپس کر دی تھی ———

——— لیکن
قربانی کی رات خالی گزر گئی تھی اور وہ اپنی بچی کے مستقب
سے مایوس ہو چکا تھا۔ لیکن جونہی کالی رات کا کفن د
خونی جادوگر ماریا کے ہاتھوں قتل ہوا اس کے جادو کا
طلسم ٹوٹ گیا۔ پاتال کی حکومت کی تباہی کے ساتھ ساتھ
قیدی روحیں بھی آزاد ہو گئیں اور ایک دن جب وہ مر
کے تابوت کے پاس بیٹھا رو رہا تھا اچانک مریم کے قر

جسم میں حرکت ہوئی۔ ڈاکٹر اسے اپنا وہم سمجھا لیکن یہ حقیقت
تھی مریم کے جسم میں اس کی روح واپس آ چکی تھی۔ اس نے
پہلے لیٹے لیٹے آنکھیں کھولیں اور پھر ایک دم باپ کو دیکھ
کر اٹھ کے بیٹھ گئی۔ باپ کی مارے خوشی کے چیخ نکل گئی
اس نے زور سے حبشی نوکرانی کو پکارا جو باورچی خانے
سے اپنے مالک کی آواز سن کر تہہ خانے کی طرف دوڑی
مریم کو تابوت میں بیٹھے دیکھ کر حیران رہ گئی۔ باپ بیٹی کو
دیکھ دیکھ کر رو رہا تھا اور بیٹی کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا
کہ وہ بچ جادوگر کی قید سے رہا ہو گئی ہے۔ نوکرانی نے
آکر اپنے مالک کو مبارکباد دی۔ دونوں باپ بیٹی ہوش میں
آ گئے۔ پھر مریم باپ کے گلے لگ گئی۔ جادوگر کے گرو
شیطان کو جب یہ علم ہوا کہ اس کا شاگرد سے اپنی سلطنت
کے تباہ ہو گیا تو وہ غصے میں پاگل ہو گیا۔ یہ اس کی
دوسری شکست تھی۔ پہلی شکست وہ تھی جس میں ماریا اور
ناگ نے کاؤنٹ کا وہ مندر تباہ کر دیا تھا جو شیطان
کی خاص عبادت گاہ تھی اور اسی معرکے میں شیطان کے
دوست جیل طوس اور مقبطوس کی تباہی ہوئی تھی۔ اس
معرکے میں بھی ماریا ہی ناگ کے ساتھ شامل تھی اور پیش
پیش تھی۔ شیطان اپنی ایک خاص عبادت گاہ میں کھڑا تھا

اور پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ اس نے ٹھوکر مار کر صبا طوش
کے سر کو پرے ہٹا دیا جو سجدے میں اپنا سر شیطان کے
قدموں میں رکھے بیٹھا تھا اور کہا دفع ہو جاؤ نالائقو
ایک ڈیڑھ بالشت کی چھوکری تلوار کی دھار کی طرح ہمارے
جسم کے کئی حصے کاٹ چکی ہے اور میرے پجاریوں میں کوئی
بھی ایسا نہیں جو اس نظر نہ آنے والی چھوکری کو کچل سکے
صبا طوش ایک دفعہ پھر سجدے میں گر گیا اور عرض کی
اے ہمارے آقا، اے بدی کی سب سے عظیم طاقت میں
اس چھوکری کو کچل کر تیرے قدموں میں لا پھینکوں گا۔ مجھے
طاقت بخش دے تاکہ میں تیرے پجاریوں کا انتقام لے
سکوں۔ شیطان نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ اس میں ایک کٹورا
آ گیا جس میں خون پڑا ہوا تھا۔ پھر شیطان نے صبا طوش
کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اس کٹورے میں سو سالہ الو کا
خون ہے۔ پھر اس نے اس کٹورے میں تین بار تھوک
دیا اور کٹورا صبا طوش کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ
اسے پی جا تیرے اندر بہت سی شیطانی طاقتیں آ جائیں
گی۔ صبا طوش نے کٹورا لے لیا اور اسے تبرک سمجھ کر
غٹا غٹ پی گیا۔ تب شیطان نے اس کا سینہ چاک کر دیا
اور اس کا دل نکال کر چمگادڑ کے خون سے دھویا اور

دوبارہ اس کے جسم میں ڈال دیا۔ میاطوش کی حالت ہی بدل گئی تھی۔ اس کا چہرہ انتہائی ڈراؤنا ہو گیا تھا۔ دو دانت بڑھ کر لٹک آئے تھے۔ زبان بالشت بھر لمبی ہو گئی تھی اور کتے کی طرح باہر لٹک آئی تھی۔ آنکھوں کے ڈھیلے سرخ ہو گئے تھے اور جسم میں کئی گنا زیادہ توانائی آ گئی تھی شیطان نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ ایک لوہے کی بہت سلاخ اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ تب شیطان نے کہا۔ میرے فرماں بردار بندے یہ اسے ٹیڑھا کر کے اپنی طاقت کا اندازہ کرے اور شہنشاہ ظلمات کو سجدہ کر جس نے تجھے اتنی طاقت بخش دی ہے۔ میاطوش نے سلاخ اسی طرح دوہری کر دی جیسے وہ لوہے کی نہیں ایک معمولی اور نرم دھات کی کوئی چیز ہو۔ میاطوش نے خوش ہو کر شیطان کو سجدہ کیا۔ شیطان نے فخر سے اپنا سر بلند کرتے ہوئے کہا۔ اب جادو لڑکی جس کا نام ماریا ہے اس وقت سیاہ پہاڑیوں کے سلسلہ کوہ سیاہ کی وادیوں میں بھٹک رہی ہے۔ میں نے اس کے لئے سارے راستے بند کر دیئے ہیں وہیں چلا جا۔ یہ تیرا پہلا امتحان ہے اگر کامیاب ہو گیا تو میں تجھے اپنا ولی عہد بنا لوں گا اور اگر ناکام ہوا تو تیرا نام و نشان مٹا دوں گا۔ اب دفع ہو جا اور مجھے دنیا کی تباہی اور بربادی کے منصوبے

بنا دے۔ میاطوش شیطان کے سامنے ایک دفعہ پھر جھکا اور اپنے جادو کی طاقت سے غائب ہو گیا۔ شیطان اب اپنے تخت سیاہ پر بیٹھ گیا جو سیاہ رنگ کے پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اس نے تالی بجائی۔ کوہستانی چڑیل تھال میں ننھے ننھے بچوں کے سر لے کر حاضر ہوئی جن کی گردنیں کاٹ کر تازہ تازہ دھڑوں سے جدا کیا گیا تھا۔ کیونکہ ان کی گردنوں سے سُرخ سُرخ خون ابھی بہہ رہا تھا۔ وہ شیطان کے سامنے جھکی اور کہا۔ شہنشاہِ ظلمات کے حضور یہ کنیز ایک حقیر نذرانہ لے کر آئی ہے۔ شیطان نے خوش ہو کر چار ننھے بچوں کے سروں کو دیکھا اور کہا۔ بدذات تُو ہماری کمزوری سے واقف ہو گئی ہے۔ ہم نے یہ نذر قبول کی۔ شیطان نے ایک سر اٹھا کر اپنے منہ میں اسی طرح رکھ لیا۔ جیسے کوئی برفی کی ڈلی اٹھا کر منہ میں رکھ لیتا ہے اور مزے لے کر چبانے لگا۔ تب چڑیل نے عرض کی یہ چاروں اُسی مسلمان کے بچے ہیں جو میرے خداوند کو بُرا بھلا کہتا ہے اور سرعام کہتا ہے دن میں دس مرتبہ شیطان پر لاحول پڑھو۔ وہ شہر میں میری پھیلائی ہوئی برائیوں سے لوگوں کو روکتا ہے انہیں پرہیزگار اور ایماندار بننے کے لئے کہتا ہے میں نے ایک چھوٹی سی سزا اسے دی ہے۔ شیطان نے خوش ہو کر قہقہہ

لگایا اور کہا ما بدولت تیری خدمات سے بہت خوش ہیں۔
نیک لوگوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرنا ہمارے مذہب
کا جہاد ہے۔ تم وہاں بدی کی اتنی بُرائیاں پھیلا دو کہ
نیکی کے نور کو نگل جائیں اور اس شہر کے تمام لوگوں کی
روحیں میری غلام ہو کر میرا کلمہ پڑھیں، مجھے سجدہ کریں،
ان دیکھے خدا کی عبادت بھول جائیں۔ ہم آگ کے بنے
ہوئے ہیں اور آگ ہمیں عزیز ہے۔ ہم جہنم کی آگ کو
قیامت تک قائم و دائم رکھنا چاہتے ہیں اور اس کے
لئے ہمیں ایسے انسانوں کی ضرورت ہے جو نیکی کو چھوڑ
کر بدی کا دامن تھام لیں اور مرنے کے بعد دوزخ کا
ایندھن بن جائیں۔ چڑیل نے کہا۔ میرے آقا تیرے حکم
پر عمل ہوگا۔ شیطان نے ایک ایک کرکے چاروں بچوں کے
سر چبا ڈالے اور مزے لے کر کھا گیا۔ چڑیل نے جھک کر
کہا۔ میرے آقا مجھے یاد کیا تھا۔ شیطان نے کہا۔ ہم نے
بڑی شکتی دے کر میاطوش کو سیاہ پہاڑوں کی طرف ایک
لڑکی سے مقابلے کے لئے بھیجا ہے۔ کوہستانِ سیاہ پر
بھی نظر رکھنا وہ تیرا ہی علاقہ ہے۔ میاطوش وفادار ضرور
ہے لیکن موٹی عقل کا مالک ہے۔ اگر اسے ضرورت پڑے
تو اس کی مدد کو پہنچ جانا۔ چڑیل نے کہا۔ میرے آقا ایک

لڑکی سے مقابلہ کیا یہ تیری عظیم طاقت کی توہین نہیں کہ ایک
لڑکی سے مقابلے کے لئے میاطوش اور کوہستانی چڑیل کو
ہدایات دے اور صرف اشارہ کر دے تو میں مچھر کی طرح
اس لڑکی کو مسل کر رکھ دوں۔ شیطان نے ناگواری سے کہا
تو نہیں جانتی اس لڑکی کے پیچھے کئی روحانی اور نیک
طاقتوں کا ہاتھ ہے۔ وہ کسی کو نظر نہیں آتی۔ کئی ہزار
سال سے زندہ ہے اور موت اس کا مقدر نہیں۔ وہ
خدا کو ماننے والوں کی صفِ اوّل میں شمار ہوتی ہے اور
ہر وقت برکت اور جادو سے بچنے کے لئے قرآن کو گلے
میں لٹکائے رکھتی ہے۔ اس نے بڑے بڑے جابر اور قاہر
طاقتور اور شاطر جادوگروں کو شکست دی ہے۔ وہ لڑکی
ہمارے اعصاب پر سوار ہے۔ ہم اس کا سر اپنے قدموں
میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ اس کام کے لئے میرے ہر پجاری کو
اجازت ہے وہ اس سے ٹکرا جائے، اسے تباہ و برباد
کر دے۔ کوہستانی چڑیل نے کہا۔ اس سے دو دو ہاتھ
کرکے مزا آ جائے گا۔ میرے آقا میں بھی اپنی طاقت میں
سرشار اسے آزمانا چاہتی ہوں۔ وار کرنے کے لئے کوئی
سامنے آتا ہی نہیں۔ ایک دفعہ پہاڑ پر قہری نگاہ کی تھی
جل کر راکھ ہو گیا تھا۔ سمندر کے پانی کو غصے سے دیکھ

گیا تو برف کی طرح جم گیا۔ شیطان نے غصے سے کہا۔ نامراد کمینی اپنی طاقت کا ذکر اپنے آقا کے سامنے کرتی ہے جس نے تجھے یہ طاقت بخشی ہے۔ اپنے آقا کے روبرو اپنی شان بیان کر رہی ہے۔ یہ سراسر گستاخی ہے۔ دفع ہو جا۔ اگر مجھے تیری خدمات کا لحاظ نہ ہوتا تو میں تجھے جلا کر راکھ کر دیتا۔ صحرائی چڑیل کانپ گئی اور فوراً ہی غائب ہو گئی۔

عنبر پتھر کا بُت بن گیا

ناگ ایک وفادار غلام کی طرح لاہوت اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے اس علاقے سے جلد از جلد نکل جانا چاہتا تھا۔ لہٰذا وہ تیزی سے سفر کرتے ہوئے خزانے کی سمت روانہ ہوئے کیونکہ نقشے میں یہ آخری نشانی تھی۔ اس کے بعد نقشہ خاموش تھا۔ اب انہیں اپنی ذہانت اور قسمت کے بل بوتے پر اسے تلاش کرنا تھا۔ آخر کئی دن کی مسافت کے بعد جس میں کوئی بھی قابل ذکر واقعہ پیش نہ آیا۔ وہ ایک مقام تک پہنچ گئے۔ جہاں زمین پر ایک بہت بڑے ابوالہول کا مجسمہ بنا ہوا تھا۔ یہ فرعونوں کا خاص نشان تھا۔ شاہی نشان ان کی عمارتوں لباسوں تک پر ابوالہول کا نشان ہوا کرتا تھا جسے لاہوت بھی جانتا تھا۔ لیکن اس نے ناگ سے بھی مشورہ کیا اور کہا اس مجسمے کے متعلق تیرا کیا خیال ہے۔ ناگ نے نیاز مندی سے کہا آقا یہ فرعونوں کا شاہی

نشان ہے اور میرا خیال ہے خزانہ اس کے نیچے ہی کسی
تہ خانے میں موجود ہے۔ پھر لاہوت کے حکم سے
سارے ساتھی اس کا راستہ تلاش کرنے میں مصروف
ہو گئے۔ لیکن "تلاش بسیار کے باوجود بھی انہیں کوئی راستہ
نہ مل سکا سب تھک ہار کر بیٹھ گئے تو لاہوت نے
اپنے گروہ گنجاول جادوگر کی روح کو طلب کرنے کے
لئے منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی
ایک خوفناک دیو زمین کا سینہ پھاڑ کر باہر نکلا جس کی
شکل دیکھ کر بہتر دل دیو بھی لرز گئے۔ لاہوت اس کے قدموں
میں جھک گیا۔ گنجاول کا قد کئی گز تھا اس نے اپنا قد گھٹایا
اور کہا۔

تم نے مجھے کیوں تکلیف دی ہے نابکار لالچی کتے!

لاہوت پھر قدموں پر جھک گیا اور عرض کی۔ اے
میرے گرو فرعونوں کے خزانے جو کسی تہ خانے میں موجود
ہیں۔ اس کا راستہ بتا دے ہم تلاش کر کے تھک گئے
ہیں۔

گنجاول نے کہا یہ میری طاقت سے باہر ہے میں
کئی ہزار سال پرانی فرعونوں کی روح کا مقابلہ نہیں کر
سکتا۔ اور نہ ہی کر سکوں گا۔ جن میں یہ طاقت آج

بھی موجود ہے کہ وہ اس خزانے کی حفاظت کر رہے
ہیں تو اپنی تباہی کو خود ہی

لاہوت پھر قدموں میں گر گیا اور کہا میرے گرو
صرف اندر جانے کا راستہ بتا دو باقی جو کچھ ہو گا میں خود
ہی نپٹ لوں گا۔

گنجاول نے کہا تو لا میری بھینٹ میں کئی روز سے
بھوکا ہوں۔ مجبوراً لاہوت کو کچھ اونٹ اس کی نذر کرنے
پڑے جن کا گوشت اور خون تھوڑی ہی دیر بعد
وہ چٹ کر گیا ہڈیوں کے صرف پنجر چھوڑ دیئے اور
کہا لالچی کتے!

اس ابوالہول کے منہ میں اتر جا۔ اس کا منہ بند ہے
لیکن کان میں ایک کل لگی ہوئی ہے جس سے یہ
کھل جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ پھر زمین میں دھنس گیا
اب کمر میں کمند ڈال کر سب ساتھیوں کو لاہوت نے
کئی فٹ اونچے مجسمے پر چڑھا دیا۔ اور ناگ سمیت
خود بھی چڑھا اور ابوالہول کے منہ میں جھانک کر دیکھا لاہوت
نے اس کے کان میں جا کر کل تلاش کی اور اسے زور سے
ہلایا۔ منہ کھل گیا۔ اس میں سے عود اور عنبر کی خوشبو آ رہی تھی۔
اور اندر سیڑھیاں بنی ہوئی تھی۔ پہلے لاہوت ناگ اور پھر دیگر

ساتھی قصبے میں داخل ہو گئے۔ جب سارے ساتھی
داخل ہو گئے تو قصبے کا طلسم اپنے آپ ہی بند ہو گیا
گویا واپسی کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ لیکن خزانے کی
خوشی میں وہ لوگ ہر چیز کو بھولے ہوئے تھے۔ جیسے
ہی لاہوت گول اور چکر دار سیڑھیوں سے اترتا ہوا
آخری سیڑھی پر پہنچا۔ اس کے قدموں کی زمین ہٹ
گئی اور وہ تحت الثریٰ میں جا گرا اور اس کی چیخ کی
آواز دور ہوتی گئی۔ جیسے وہ نہ ختم ہونے والی
تحت الثریٰ میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ سب کو اپنا
خون جسموں میں جمتا ہوا محسوس ہوا۔ اور جسم کانپ کر رہ
گئے اور وہ جہاں تھے وہیں رہ گئے۔ سیڑھی پھر برابر
ہو چکی تھی۔

انہوں نے ناگ سے مشورہ کیا لیکن ناگ تو لاہوت
کے زیر اثر تھا۔ اس نے کہا جہاں میرا آقا جا رہا ہے میں
بھی جا رہا ہوں یہ کہہ کر ناگ نے بھی اس سیڑھی
پر قدم رکھا۔ زمین ایک دفعہ پھر ہٹ گئی اور ناگ بھی
لاہوت کی طرح خلا میں غائب ہو گیا سب ڈاکوؤں
نے باہم مشورہ کیا اور کہا یہاں سے لوٹ کر جانا
اور خالی ہاتھ یہ تو موت سے بھی بدتر ہے ساری عمر

سردار کے ساتھ گزار دی ہے آخری وقت بھی اس
کے ساتھ رہیں گے۔ ہمہ یاراں دوزخ ہمہ یاراں بہشت
دوستوں کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیئے خواہ وہ دوزخ میں
ہوں یا بہشت میں۔ اور اس طرح ایک ایک کر کے سارے
ڈاکو بھی خلا کی نذر ہو گئے۔

دراصل زمین دوز اہرام میں جانے کا یہی راستہ تھا
لاہوت جب گرا تو خلا ہی میں ڈر کے مارے
چیخ نکل گئی۔ لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی
جب اس کے پاؤں نہایت ہی نرم اور ملائم کسی
چیز سے جا کر لگے۔ اور ذرا بھی چوٹ نہ آئی اب وہ
یہ سوچ رہا تھا کہ اس کے ساتھی وہیں سے واپس
نہ لوٹ جائیں خدا جانے یہاں تک آتے بھی ہیں کہ نہیں
ابھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا۔ کہ ان تک کیسے اپنی
آواز پہنچائے کہ ناگ اس کے قریب آ کر اترا۔ اس
کے ساتھ ہی تمام ساتھی بھی ایک ایک کر آتے گئے
لاہوت خوش تھا کہ اس کے بغیر اس کے ساتھیوں نے
ساری عمر میں ایک ہی عقل مندی کا فیصلہ کیا ہے وہ
سب ایک جگہ اکٹھے ہو گئے۔ اندر ان کو ذرا بھی گھٹن
کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔ نہ جانے کہاں سے روشنی

آکر اس زمین دوز تہہ خانے کو منور کئے ہوئے
ہیں۔ کہیں سے ضرور تازہ ہوا بھی آتی ہو گی تب
ہی تو سانس لینے میں کوئی دشواری محسوس نہ ہو
رہی تھی۔ چاروں طرف خوشبو پھیلی ہوئی تھی جس
سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہاں کے مکین ضرور زندہ
ہیں۔ مُردوں والی یہاں کوئی بھی بات موجود نہ
تھی۔ یہ ایک راہداری تھی۔ جس کا اختتام آگے
جا کر ایک صندلی اور نہایت نفیس اور وزنی دروازے
پہ ہوتا تھا۔ جس کا روغن ابھی تک ایسے چمک
رہا تھا کہ ابھی تازہ تازہ کیا گیا ہو چونکہ اس کے
علاوہ کوئی اور راستہ نہ تھا۔ لہٰذا سب اسی راہداری
سے گزر کر اس دروازے تک پہنچے۔ لاہوت
انتہائی زیرک انسان تھا۔ اس نے پہلے دروازہ کھولنا چاہا
لیکن پھر رک گیا۔ سب کو حکم دیا دیوار کے ساتھ لگ
جاؤ۔ اور راہداری کا راستہ چھوڑ دو۔ سب دیوار کے
ساتھ چپک گئے۔ تب لاہوت نے دروازہ اس طرح
دیوار سے لگ گیا۔ جوں ہی پورا دروازہ کھل کر دیوار سے
لگا۔ کہیں سے ایک خنجر تیزی کے ساتھ آیا اور دروازے
کھولا کہ اس کی آڑ میں ہوتا ہوا اس کے ساتھ ہی

سے گزر کر سامنے والی دیوار سے ٹکرا کر گر
گیا۔ لاہوت کو اسی چیز کا شک تھا۔ اس نے دروازہ کھلا
رہنے دیا۔ خنجر کو اٹھا کر دیکھا دستے پر ابوالہول کا مجسمہ
بنا ہوا تھا۔ وہ خنجر لے کر پھر دروازے کے پاس
آیا۔ اور ایک طرف ہٹ کر خنجر سے دروازے کی
دہلیز پہ وزن ڈالا۔ اسی وقت دوسرا خنجر بھی تیزی
سے آیا اور ٹھیک انسانی قد کے مطابق دل کی جگہ کے نشان
سے ہوتا ہوا دوسری سامنے والی دیوار سے جا ٹکرایا اور
لاہوت داد دیئے بغیر نہ رہ سکا کیا اعلیٰ دماغ کے
مالک تھے یہ کاریگر جنہوں نے یہ حساب بنایا تھا
گویا اگر کوئی سامنے سے آکر دروازہ کھولے تو
دہلیز پہ پاؤں رکھتے ہی اس کے دل میں خنجر پیوست
ہو جائے۔ اس طرح کوئی بارہ خنجر ضائع کرنے کے
بعد پھر کوئی خنجر نہیں آیا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ
صرف بارہ خنجروں کا ذخیرہ تھا جو ختم ہو گیا تب
لاہوت اپنے آدمیوں اور ناگ کے اندر داخل
ہو گیا۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جہاں مختلف قسم کے ہتھیاروں
کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ آراستہ کر کے رکھا گیا تھا
یہاں زرہ بکتر سے لے کر ہر قسم کا سامان موجود تھا اور

حیرت کی بات یہ تھی کہ ان پر ذرا سی بھی گرد
نہ جمی ہوئی تھی۔ ہتھیاروں کی چمک دمک بالکل اسی
طرح قائم تھی کہ ابھی ابھی انہیں یہاں لگایا گیا ہے
سامنے والی دیوار کے ساتھ سر سے لے کر پاؤں
تک کی ذرہ مع خود کے باہوں اور جوتوں تک
کا سامان جسے فرعون جنگ میں استعمال کرتے تھے
اس طرح آراستہ کر کے کھڑا کیا گیا تھا۔ کہ دور سے
آہن پوش جرنیل ہی دکھائی دیتے تھے۔ باہوں سے
لے کر ہاتھوں کے پہنچوں تک کی ذرہ اور پھر ان
ان پہنچوں میں چمکتی ننگی تلواریں بائیں ہاتھ میں لوہے
کی وزنی ڈھال تک موجود تھی۔ لاہوت اور اس
کے ساتھی انہیں نہایت غور سے دیکھ رہے تھے
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ابھی چلنا شروع کر دیں
گے۔ لاہوت نے دل کھول کر فرعونوں کو داد دی اور کہا
واقعی یہ قوم اس قابل تھی کہ دنیا پر حکومت کرتی کیسے
کیسے اعلا کاریگر۔ بہادر اور ذہین دماغ موجود تھے جس
کا ثبوت ہمارے سامنے ہے پھر اس نے اپنے
ساتھیوں کو مخاطب کیا پہلے اپنا کام نپٹا لیں پھر یہاں کی
تمام سیر کریں گے۔ جوں ہی وہ آگے کی طرف بڑھے

یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ آہنی ذرہ پوشوں نے ان
کا راستہ روک لیا ان کے سامنے خالی ذرہ وغیرہ ہی
موجود تھی کوئی انسان ان میں نظر نہیں آتا تھا لیکن
ان میں حرکت پیدا ہو گئی ان کی تلواروں میں حرکت ہوئی
اور وہ انہیں سونت کر سامنے کھڑے ہو گئے لاہوت
کے اشارے پر سارے ساتھیوں نے بھی دیواروں
سے ننگی تلواریں اتار لیں اور ان لوہے پوش ذرہ
بکتر کے بنے ہوئے نہ نظر آنے والے آدمیوں سے
برسرپیکار ہو گئے۔

ڈاکوؤں کے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ
ان کا وار کسی انسانی جسم پر تو پڑتا نہیں تھا۔ تلوار زور سے ذرہ
بکتر سے ٹکراتی تو ٹوٹ جاتی۔ تلوار کی نوک سے کسی حصے
کو نشانہ بنایا جاتا تو تک کر نوک ٹوٹ جاتی۔
لیکن ان کے وار گوشت پوست کے انسانوں پر لگتے
تو کاٹ کر نکل جاتے وہ بالکل تجربہ کار سپاہیوں
کی طرح جنگ کر رہے تھے۔ جیسے کوئی دماغ
رکھتا ہو۔

انہوں نے سب ڈاکوؤں کو اپنے گھیرے میں
لے لیا تھا۔ اور یہ گھیرا تنگ ہونا شروع ہو گیا

تھا۔ مگر ناگ جب ان پر وار کرتا تو وہ اس کا جواب نہ دیتے۔ اور نہ ہی اس پر کوئی وار کرتے۔ گویا انہوں نے ناگ کو پہچان لیا تھا۔ لاہوت کا دماغ تیزی سے کام کر رہا تھا۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ جو اس کے ساتھی زخمی ہو کر زمین پر گر پڑتے ہیں یہ زرہ پوش بلائیں نہ تو ان پر وار کرتیں اور نہ ہی جھک کر دیکھتیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں لہٰذا فوراً یہ محسوس کر کے اس نے تمام ساتھیوں کو حکم دیا کہ ان بلاؤں سے بچنے کے لئے زمین پر لیٹ جاؤ اور لیٹے لیٹے ہی رینگتے ہوئے ان کے قدموں سے گزر کر نکل جاؤ۔

سب ڈاکو مع ناگ کے زمین پہ لیٹ گئے اب سامنے کھڑے ہوئے زرہ پوش بلاؤں کے ہاتھ بھی رک گئے۔ اور وہ دوبارہ دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔ لاہوت کے ہونٹوں پہ ہنسی پھیل گئی وہ سب لیٹے لیٹے ہی یہاں سے گزر گئے۔

لاہوت کو یقین ہو گیا کہ کوئی روح یہاں موجود نہیں۔ صرف زندگی اور موت کے لئے یہاں ایک نظام قائم ہے انسانی عقل کا استعمال کر کے ان سے بچ نکلا

ہے۔ اس کمرے میں کوئی کل ضرور موجود تھی جس کے دبتے ہی یہ حرکت میں آ گئے۔ زخم کھا کر گرنے والوں کو وہ نظر انداز کر دیتے ہیں کیوں کہ انہیں ایک نظام کے تحت صرف سامنے کھڑے ہوئے آدمیوں سے جنگ کرنی ہوتی ہے یہاں سے گزر کر وہ ایک اور ہال نما کمرے میں داخل ہوئے۔ جہاں ابوالہول کا ایک بڑا سا مجسمہ کھڑا تھا۔ اچانک ایک بجلی سی کوند گئی اور انہیں دیکھ کر ابوالہول کے مجسمے سے آواز آئی یہاں کے قیدیوں نے کبھی دوبارہ آسمان نہیں دیکھا ابھی کتو تمہاری موت تمہاری منتظر ہے۔ پھر اس نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا ناگ تو میرے پہلو میں آ جا ناگ چلتا ہوا ابوالہول کے پہلو میں جا پہنچا لاہوت نے غصے سے حکم دیا۔ غلام واپس آؤ۔

ابوالہول نے کہا لالچی غصے تیرا جادو یہاں آ کر ختم ہو گیا ہے اب تک تو صرف دماغ کی سوجھ سے یہاں پہنچا ہے۔ جادو کے زور سے نہیں۔ پھر ابوالہول کے مجسمے سے ایک نسوانی ہاتھ نکل آیا اور اس نے ناگ کے سر سے وہ سنہری کیل نکال لی

ناگ حیران ہو گیا کہ وہ کہاں ہے۔

ابوالہول نے ناگ سے کہا کہ تو اپنے دوست عنبر کے آباؤ و اجداد کے زمین دوز تہ خانے میں ہے تجھے یہاں تک لانے کے لئے ہی ان کی زندگیاں بچی ہوئی تھیں۔ ورنہ انہیں تہ خانے کے باہر ہی ختم کر دیا جاتا کیوں کہ اس کے جادو سے تجھے آزاد کرنا تھا۔ اسے جس گرو پر ناز تھا وہ ستی گنجاول راستے جانے کے جرم میں سزا پا چکا ہے۔

پھر ایک پرواز ہاتھ مجسمے سے باہر آیا جس میں تازہ کٹی ہوئی گنجاول کی گردن موجود تھی جس سے خون بہہ رہا تھا۔ اور لاہوت کے ماتھے پر یہ دیکھ کر پسینہ آ گیا۔

ابوالہول نے ہاتھ سے اشارہ کیا تمام دیواروں سے چمگادڑ کے پروں والے اور الو کی شکل والے نیچے کا دھڑ انسان کا اس قسم کی مخلوق ہاتھوں میں خوفناک قسم کے ہتھیار لئے ان ڈاکوؤں پر ٹوٹ پڑی۔ ڈاکوؤں کو موت اپنے سر پر منڈلاتی نظر آ رہی تھی ۔ اس لئے وہ نہایت ہی دلیری سے مقابلہ کر رہے

تھے۔ سامنے ابوالہول کے قدموں میں گنجاول کا سر پڑا تھا۔ جس کی خوف ناک آنکھیں اب بھی چمک رہی تھیں۔ لڑائی بڑے زور و شور سے ہو رہی تھی۔ کیوں کہ ڈاکوؤں کی تمام زندگی اسی کام میں گزری تھی۔

لاہوت نے اپنے گرو کے سر کی طرف حیرت سے دیکھا اس کی آنکھیں اب بھی زندہ تھیں اور پتلیوں میں حرکت کر رہی تھیں۔

لاہوت نے کہا گرو! چیلے پر بہت برا وقت آن پڑا ہے۔ یہ مہم تمہاری مدد سے ہی حل ہو سکتی ہے۔

تب گنجاول کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اس کے ہونٹوں پر جنبش ہوئی۔ اور اس نے کہا لاہوت برا گروہ دس جانیں رکھتا ہے۔ ایک جان گئی ہے را ابھی باقی ہیں۔ کیوں کہ ایک ہی جان جسم میں ی بقایا مختلف چیزوں اور مختلف جگہوں پر ہیں جہاں زی نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے تجھے مہروں کے پیچھے یں ہاتھ ڈالنے سے منع کیا تھا۔ مگر تو نہ مانا ان اؤں کے جسم پر تم کوئی گھاؤ نہ لگا سکو گے ان

کو مارنا ہے تو ان کے سروں پر جہاں دماغ ہوتا ہے تلوار سے ضرب لگاؤ اسی سے ان کی موت واقع ہو سکتی ہے۔ باقی حصے پر ان پر تلوار کے وار کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

ابوالہول نے ٹھوکر مار کر سر کو گرا دیا۔

لاہوت کے ہاتھ تو اب نسخہ آ چکا تھا ڈاکوؤں نے کوئی دو گھنٹے بعد سب بلاؤں کا خاتمہ کر دیا گو کہ ان کے بھی آدمی ان کی شمشیر زنی سے شدید زخمی ہوئے

ایک دفعہ پھر گجاول نے لب کشائی کی اور کہا کہ اپنے زخمی ساتھیوں کے سر پر میری گردن سے نکلتا ہوا خون لگا دے لگاؤ فوراً بھر جائیں گے۔

لاہوت نے ایسا ہی کیا اور اس کے زخمی ساتھی ایک دفعہ پھر توانا و تندرست ہو گئے۔ اس نے اپنے گرو کے سر کو اٹھا کر چوما اور ایک تھیلے میں ڈال لیا۔ لاہوت نے غصے میں آ کر ناگ پر وار کرنا چاہا لیکن ناگ غائب ہو گیا اور ان بلاؤں کے مرتے ہی ابوالہول کا مجسمہ بھی خاموش ہو گیا۔

ڈاکوؤں کو ابھی تک خزانہ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ یہاں سے بھی آگے بڑھ گیا جوں ہی وہ

ایک دوسرے کمرے میں داخل ہوئے انہوں نے دیکھا کئی حبشی غلام بہنایت قوی ہیکل مضبوط اور توانا جسم جن کے بازوؤں کی مچھلیاں تڑپتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ ان کے منتظر تھے اور ان کے قریب ہی ایک سنہری کرسی پر ناگ مقدس کاہنوں کا لباس پہنے بیٹھا تھا۔

ڈاکوؤں کے قدم ایک دم رک گئے۔

لاہوت سوچ رہا تھا کہ ابھی تو ایک مشکل سے بہ مشکل جان چھوٹی ہے۔ آگے پھر دوسری مصیبت تیار ہے تب ناگ نے کہا۔

سردار لاہوت! میرے دوست عنبر کے خاندان کے فرعون یعنی داس کے زمانے ہی سے لے کر آج تک اس خزانے کی حفاظت فرعون کے چھوٹے بھائی شمعون مقدس اور اس کی اولاد کے سپرد رہی ہے اور اب اس کی حفاظت میرے میرے لئے عبادت کا درجہ رکھتی ہے تم دل میں یہ خیال مت کرو کہ شمعون مقدس مر چکے ہیں۔ وہ آج بھی زندہ ہیں جس کا ثبوت تم اس زمین دوز تہ خانے میں دیکھ چکے ہو

تب اس نے حبشی غلاموں کی طرف دیکھ کر حکم دیا غلامو ان سب کو حراست میں لے کر دربار میں پیش

کرو۔

ڈاکوؤں نے ایک دفعہ پھر اپنے ہتھیار اٹھائے لیکن ان قوی ہیکل غلاموں نے انہیں زیادہ مہلت نہ دی اور تھوڑے سے مقابلے کے بعد ان کے ہتھیار چھین لئے گئے۔ اور ان کے ہاتھ پیچھے باندھ دیئے گئے۔ تب ناگ کی قیادت میں یہ حبشی غلام ان ڈاکوؤں کو بھیڑوں کی طرح ہانک کر دربار کی طرف لے گئے۔ فرعون کا دربار آراستہ دیکھ کر اچوت کو وہی ریت کے ٹیلے میں دبے ہوئے خواب کا خیال آ گیا۔ فرعون کا دربار لگا ہوا تھا۔ سیمی راسس اطلس اور کم خواب کا لباس پہنے جن پر چھوٹے موتیوں سے گل اور بوٹے کڑھے ہوئے تھے۔ سر پر سونے کا تاج پہنے اپنے آبنوس کی لکڑی سے بنائے تخت پر بیٹھا تھا جس میں ہیرے نیلم اور نہایت قیمتی فیروزے جڑے ہوئے تھے۔ دائیں بائیں دو حبشی غلام مورچھل ہلا رہے تھے۔ اور اس تخت کے اوپر ابوالہول کا مجسمہ نصب تھا جو سونے کا بنا ہوا تھا اور جس کی آنکھوں میں ایک سلطنت کی قیمت کے لعل لگے ہوئے تھے۔ دربار کے دونوں طرف قیمتی کرسیاں دو رویہ پڑی تھیں۔ جن پر

سردار حسب رتبہ بیٹھے ہوئے تھے۔ فرعون کے بائیں طرف اس کا چھوٹا بھائی اور مذہبی امور کا محافظ سنہری داڑھی اور لمبے بال ہاتھ میں بزرگی کا نشان سونے کا بنا ہوا عصا لئے بیٹھا تھا بائیں طرف سیمی راسس کی ملکہ قیمتی موتیوں سے جڑا تاج پہنے بیٹھی تھی۔

ناگ ڈاکوؤں کو لے کر حبشی غلاموں کے ساتھ دربار میں داخل ہوا۔ اور کہا

یہ چور تیرا وہ خزانہ چرانے آئے ہیں جس کی حفاظت تو اور تیرے چھوٹے بھائی شمون مقدس کی اولاد ہزاروں سال گزر جانے کے بعد آج بھی کر رہی ہے۔

فرعون کی آنکھوں سے قہر و غضب سے خون اتر آیا اور اس نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا

ناگی کہتے کیا تجھے اسی وقت انجام سے باخبر نہیں کر دیا گیا تھا جب تو نے میری نسل کے ایک فرزند کو قتل کر کے یہ نقشہ حاصل کر لیا تھا۔ اور اس آندھی سے جو صرف ہمارے ہی غیض و غضب کا نشان تھی ایک ریت کے

ٹیلے میں دفن تھا لیکن اس کے باوجود تو نے
ناگ کو جادو سے محصور کر لیا اور غلام
بنا کر یہاں تک پہنچ گیا۔ تو نے بہت محنت
کی ہے میں تجھے اس خزانے کی جھلک ضرور دکھاؤں
گا۔ اور اس کے بعد تیری سزا کا فیصلہ سنا دیا
جائے گا۔ اور اس تہ خانے میں انسانی ڈھانچوں
کا اضافہ ہو جائے گا۔

ناگ بیٹے! ان لالچی کتوں کو اپنے غلاموں کی
معیت میں یہاں سے خزانے کی طرف لے جا
اور انہیں بھی راسس کی آٹھ پُشتوں کا جمع شدہ
ہوا خزانہ دکھا ا۔ تاکہ مرنے سے پہلے ان کے
دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہے۔

ناگ ان ڈاکوؤں کو مختلف راستوں سے لے کر
ایک بڑے ہال میں پہنچا۔ جہاں بہت بڑے
بڑے صندوقوں میں ہیرے جواہرات پڑے تھے
جگہ جگہ سونے کی اینٹوں کے ڈھیر تھے۔ ڈاکوؤں
کی آنکھیں اتنا بڑا خزانہ دیکھ کر حیرت سے پھٹی رہ
گئیں۔ کیوں کہ لاکھوں اور کروڑوں ہیرے اور
موتیوں میں صرف ایک ہیرے کی قیمت اتنی تھی

کہ اس سے ایک شہر تعمیر کیا جا سکتا تھا۔ سونے
کی اینٹوں کا تو شمار ہی مشکل تھا۔

لاہوت کے دل میں ایک ہوک اٹھی اور
اس نے ناگ سے کہا کہ تو نے ہمارا نمک کھایا
ہے ایک دفعہ تو ہمارے ہاتھ کھول دے
ہم اس خزانے کو لے جا تو نہیں سکتے" مگر اسے
دونوں ہاتھوں سے لٹا کر تو حسرت پوری کر لیں۔
ناگ نے حکم دیا کہ ان سب کے ہاتھ کھول
دو۔

غلاموں نے سب کے ہاتھ کھول دیئے۔

لاہوت اور ساتھیوں نے دونوں ہاتھوں سے
ہیرے اور جواہرات بھر بھر کر مٹھیاں اٹھائیں جن
سے یہ جواہرات ہر طرف بکھر گئے۔ چند ایک نے
تو چرا کر اپنی جیبوں میں بھی ڈال لئے۔ جسے ناگ
نے دیکھ لیا اور مسکرا کر کہا یہ دولت تمہارے
کام نہیں آ سکے گی۔ چوری کر کے کیا کرو گے
کہ تم اسے لے کر یہاں سے باہر چلے جاؤ گے
پھر لاہوت سے کہا۔ یاد ہے سردار! میں نے
ابتداء ہی میں تجھے منع کیا تھا کہ فرعونوں کی ا

دولت کو حاصل کرنا ممکن نہیں لیکن تو نے میری بات
نہیں مانی تھی ۔ اب اس غلطی کی سزا تیرا پورا قافلہ
بھگتے گا ۔ لے چلو انہیں واپس ناگ نے غلاموں سے
کہا ۔ اور حبشی غلاموں نے انہیں پھر بکریوں کی طرح
سے ہانک دیا۔

وہ دوبارہ دربار میں پیش ہوئے تب فرعون نے
انہیں حکم دیا کہ غلاموں اپنے وحشی اور جنگی منہ
زور گھوڑے لے کر دوبارہ حاضر ہو جاؤ ایک
بڑے دروازے سے حبشی غلام دس بارہ نہایت
ہی منہ زور اور وحشی گھوڑوں کو لے کر حاضر ہوئے
جن کے پاؤں زمین پر نہیں لگتے تھے اور منہ
سے جھاگ نکل رہی تھی ۔ اور بار بار الف ہو جاتے
تھے ۔

فرعون نے دوسرا حکم صادر کیا ان لوگوں کے ہاتھ
اور پاؤں زنجیروں سے جکڑ دو اور ان گھوڑوں کی
گردنوں میں دو زنجیریں باندھ دو پھر ان گھوڑوں
کو مختلف سمت میں کوڑے مار کر آزاد کر دو
غلاموں نے ڈاکوؤں کے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے
باندھ دیئے اور ان زنجیروں کو مختلف گھوڑوں کے

گلے میں باندھ دیا گیا کسی کے پاؤں کسی گھوڑے کے
اور دونوں ہاتھ کسی دوسرے کی زنجیر سے بندھے تھے
کسی کا سر ایک گھوڑے کی زنجیر میں اور ٹانگیں کسی دوسرے
کی زنجیر سے باندھ دی گئیں۔

لاہوت نے تھیلے میں پڑے ہوئے گنجاول کے
سر کو دیکھ کر کہا ۔ گرو جی بچا لو۔ لیکن سر سے آواز آئی
لاہوت میں نے پہلے ہی کہا تھا یہاں میرا طلسم کام نہیں
کر سکتا۔ سر تھیلے سے آسمان کی طرف اڑ گیا۔

پھر غلاموں نے کوڑے ہاتھوں میں لئے اور اشارے
کے منتظر ہو کر فرعون کی طرف دیکھنے لگے ۔ فرعون
نے اشارہ کیا وحشی گھوڑوں کی ننگی پیٹھوں پر حبشیوں
کے کوڑے لہرائے اور مختلف سمتوں میں وہ گھوڑے
ان کے جسموں کے ٹکڑے لئے ہوا ہو گئے۔

کھنڈرات کی بدروحیں

کالے دیو اور عنبر کو پتھر بنانے کے بعد اندر کا دربار رقص و موسیقی کا گہوارہ بنا رہا ایک سے ایک اعلیٰ ذات اور خوبصورت پری آتی اپنے رقص و نغمے کا مظاہرہ کرتی اور اندر سبھا سے انعام و اکرام جھولیاں بھر کے جاتی۔ خدا خدا کر کے یہ سبھا ختم ہوئی۔ ایک بار پھر دیو اور پریاں الوداعی سلام کے لئے راجہ اندر کے سامنے حاضر ہوئیں۔ نیلم کی جب باری آئی تو اندر کو اپنا وعدہ یاد آ گیا اور اس نے کہا۔

نیلم تم نے ہم سے دربار برخواست ہونے پر انعام لینے کا وعدہ کیا تھا۔ اب اپنی خواہش بیان کرو۔

نیلم نے کہا جان کی امان پاؤں تو کہوں

اندر نے کہا ہم نے امان دی بیان کرو۔

نیلم نے کہا مہاراجہ مجھے انعام دینا ہی ہے تو وہ آدم زاد عنبر عنایت کر دے۔

اندر کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اس نے ک
تو پری زاد ہو کر آدم زاد مانگتی ہے۔

نیلم نے کہا ہاں راجہ۔

اندر نے کہا تو ہوش میں ہے کیا تجھے ہمارے قانو
کے متعلق علم نہیں کہ ہم اس جرم پر ایسی پری کو بے خانماں کر کے اس کے لئے پرستان کا داخلہ بند کر دیتے ہیں۔ پری زاد ہو کر محبت اور پیار آدم زاد سے۔

نیلم نے کہا مہاراجہ میں عنبر سے پیار ضرور کرتی ہوں لیکن جو پیار ایک بہن کا بھائی کے لئے ہوتا ہے وہی پیار مجھے اس سے ہے۔

راجہ اندر نے کہا ٹھیک ہے ہم اسے پھر انسان بنا دیتے ہیں لیکن اب وہ کبھی پرستان میں داخل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی تم یہاں سے باہر جا کر اسے مل سکتی ہو۔

نیلم نے کہا مجھے منظور ہے۔

اندر نے ہاتھ کا اشارہ کیا عنبر پتھر کے روپ

واپس آگیا پھر دوسرے اشارے پر وہ انسان بن گیا۔ تب اندر نے کہا اے آدم زاد نیلم پری کا مشکور ہو جس نے تجھے پھر انسان بنوا دیا ورنہ ساری زندگی سنگ راہ بن کر ٹھوکریں کھاتا رہتا۔ پھر اندر نے سفید دیو کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ دیو حاضر ہوا تو اندر نے کہا اس آدم زاد کو پرستان کی حدوں سے دور چھوڑ آ۔

سفید دیو اندر کے سامنے جھکا اور اس نے اپنے کاندھے پر عنبر کو بٹھا لیا اور دربار سے اڑ گیا۔ عنبر اس کے کندھے پر بیٹھا تھا سفید دیو آسمان پر اڑ رہا تھا۔ ہوا کے زور سے عنبر کو بیٹھنا دشوار ہو رہا تھا۔ آخر مجبور ہو کر اس نے دیو کی لمبی چوٹی پکڑ لی اب سفید دیو نے عنبر سے کہا۔

اے آدم زاد! میں اپنا تعارف تجھ سے کروا دوں تو بہتر ہے میں کالے دیو کا چچیرا بھائی ہوں جسے تیری وجہ سے پتھر میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ مجھے اندر کا حکم ہے کہ تجھے پرستان کی سرحدوں سے دور چھوڑ آؤں میرا بس چلتا تو تجھے کچا ہی چبا جاتا لیکن میں اندر کے عتاب کا نشانہ نہیں بننا چاہتا

لیکن اپنے بھائی کالے دیو کا بدلہ ضرور لوں گا اور وہ یہ ہے کہ میں تجھے ایسے کھنڈر میں چھوڑ کر آؤں گا جو بد روحوں کا مسکن ہے اپنے آپ کھنڈر کی بد روحیں تیری بوٹیاں کھا جائیں گی۔

عنبر نے کہا بھائی سفید دیو تمہارے بھائی کو راجہ اندر کی نافرمانی کی سزا ملی ہے اس میں میرا کوئی قصور نہیں اس کے باوجود بھی میں تمہیں انتقام لینے سے نہیں روکوں گا۔ میں نے بندگی جیسی معصوم کو اس کے پنجے سے چھڑا کر نیکی کی ہے۔

سفید دیو نے کہا میں تمہیں اس کا صلہ ضرور دوں گا اور تمہیں کھنڈر کے اندھے کنوئیں میں ڈال دوں گا جو بد روحوں کا مسکن ہے۔ سفید دیو نے زمین کی طرف نگاہ کی اور کہا عنبر لو بد روحوں کا کھنڈر آ گیا ہے۔ میں زمین پر اتر رہا ہوں عنبر نے بھی زمین پر دیکھا ایک بہت وسیع و عریض قلعے کے کھنڈرات دور تک پھیلے ہوئے تھے دیو نے کہا اس قلعے کو کوروں نے بنوایا تھا پھر جب دنیا کی پہلی سب سے بڑی جنگ ہوئی جو کوروں اور پانڈوں کے درمیان تھی اور جس میں دنیا کی ہر طاقت نے

ایک یا دوسرے کی طرف سے حصہ لیا تھا۔ یہ قلعہ بھی
تباہ ہو گیا یہاں سینکڑوں لوگ موت کے گھاٹ اتار
دیئے گئے تھے۔ جو آج بھی ہزاروں سال گزر جانے
کے باوجود بد روحیں بن کر یہاں بھٹک رہے
ہیں۔ وہ آج بھی اپنے آپ کو میدان جنگ میں
سمجھتے ہیں ہر زندہ انسان کو اذیتیں دے دے
کر مار ڈالتے ہیں۔ پھر سفید دیو تیزی سے ایک
بڑے ٹوٹے پھوٹے کنوئیں کے پاس اتر گیا ہاتھ
بڑھا کر عنبر کو اپنے کاندھے سے پکڑا اور اسے
اس کنوئیں میں پھینک دیا اور خود اڑ کر چلا
گیا۔

عنبر کنوئیں میں کتنی ہی دیر گرتا چلا گیا اندر
بالکل اندھیرا تھا۔ پھر کافی دیر کے بعد اس کے
پاؤں انسانی ہڈیوں کے ڈھانچوں پر پڑے جو چٹخ گئیں
عنبر کا بدبو کے مارے بُرا حال ہو رہا تھا خدا
جانے یہ کنواں اور کتنا گہرا تھا۔ جہاں عنبر گرا وہاں
تک تو انسانی ہڈیوں سے پُر تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ مردہ
انسانوں کو اٹھا اٹھا کر ان کی لاشوں سے اس
کنوئیں کو پاٹا گیا ہو گا۔ پھر جب انسانی گوشت

گل سڑ گیا تو ہڈیوں کے ڈھانچے صرف پیچھے تک
رہ گئے۔

عنبر کے پاس نرالی دیوی کا موتی بھی نہیں
تھا وہ بھی کہیں کھو چکا تھا اب وہ باہر نکلنے کی
تدبیر سوچنے لگا۔ ان کھنڈرات میں درخت کثرت
سے اُگے ہوئے تھے اور ان پہ لنگوروں کی کافی
تعداد موجود تھی۔ اس ویرانے میں لنگوروں کی
تعداد دیکھ کر عنبر کو یہ غیر فطری سی بات معلوم ہو
رہی تھی۔ جو درختوں پہ اچھلتے کودتے پھر رہے
تھے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کھنڈرات میں اُگے ہوئے
درختوں سے سے کچھ پھل دار درخت بھی ہوں جن
کی وجہ سے یہ لنگور اپنی کئی گز لمبی دمیں کوڑوں
کی طرح لہراتے پھل کھاتے پھرتے ہوں۔

عنبر ایک دفعہ پھر سوچ میں پڑ گیا کہ یہاں سے
رہائی کیسے ممکن ہو۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ
ایک لنگور کا بچہ جو قریب ہی درخت پر بیٹھا تھا اور
دوسرے بچے سے کھیل رہا تھا۔ ایک پتلی ٹہنی سمیت
ہی کنوئیں میں آ گرا اس کی چیخ و پکار سن کر کئی لنگور
درختوں سے کود کر کنوئیں کی منڈیر پر آ گئے۔ اندر

بچہ اپنے ماں باپ کو دیکھ کر چیخیں مار رہا تھا کہ مجھے
یہاں سے نکالو۔

عنبر ایک ڈھانچے سے پیچھے چھپ گیا۔ لنگور اور
بندر بے پناہ عقل مند جانور ہے۔ ایک بڑا لنگور
منڈیر پہ آیا اور اس نے اپنی لمبی دم کنوئیں میں لٹکا
دی اور درخت کے تنے کو مضبوطی سے پکڑ لیا
اب دوسرا لنگور آیا تو وہ اس کی دم پکڑ کر
کنوئیں میں اتر گیا جہاں پہلے کی دم ختم ہوتی تھی
وہاں رک کر اس نے اپنی دم نیچے لٹکا دی
عنبر کی سمجھ میں آگیا کہ یہ اسی طرح اپنی دم بچے
تک پہنچائیں گے۔ اور پھر اسے باہر نکال لیں گے
پھر وہی ہوا جو عنبر کا خیال تھا۔ چار پانچ لنگور
جب ایک دوسرے کی دمیں پکڑے لٹک لٹک
کر اترتے گئے بالآخر پانچویں کی دم بچے تک پہنچ
گئی۔ جب کہ اوپر والے لنگور نے مضبوطی سے
درخت کے تنے کو پکڑ رکھا تھا اب بچے نے
جلدی سے لنگور کی دم پکڑ لی اور اسی طرح
جیسے وہ ایک دوسرے کی دم پکڑ نیچے آئے
تھے اوپر چڑھنے لگے۔ پھر عنبر نے غنیمت جان

کر چھلانگ لگائی اور بچے کی دم سے لٹک گیا
بچہ چیخنے لگا لیکن لنگور مجبور تھے وہ بچے کو
چھوڑنا نہ چاہتے تھے اور نہ ہی بچہ اپنے سے
اوپر والے کی دم چھوڑ رہا تھا۔ پھر اسی طر[ح]
ایک ایک کر کے لنگور نیچے اترتے گئے اور بچے
کے پیچھے ہی عنبر باہر آ گیا۔ اب لنگور عنبر پر غرا[نے]
اور ایک بڑے لنگور نے سزا کے طور پہ عنبر پر
چھلانگ بھی لگا دی لیکن عنبر نے اٹھا کر اسے
زمین پر دے مارا۔ سب لنگور انسان میں اتنی
طاقت دیکھ کر اور اپنے ساتھی کا انجام دیکھ کر
جس کی کمر ٹوٹ گئی تھی بھاگ کر درختوں
پر چڑھ گئے۔ اور اوپر سے پھل توڑ توڑ کر عنبر
کو مارنے لگے۔ اگر کوئی بھوکا انسان ہوتا تو اس
کے لئے یہ بڑا غنیمت موقعہ تھا۔ لیکن عنبر کے
لئے یہ پھلوں کا ڈھیر تو بیکار تھا۔ اسے تو
کبھی بھوک کا احساس ہی نہیں ہوا تھا۔ عنبر ایک
بڑے درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا
نیند تو اسے آتی ہی نہیں تھی۔ لیکن لنگوروں کا
رد عمل دیکھنے کے لئے اس نے آنکھیں بند کر

لیکن تھوڑی دیر کے بعد پھل درختوں سے برسنے
بند ہو گئے۔

عنبر نے حیران ہو کر تھوڑی سی آنکھ کھول کے
دیکھا۔ تمام درختوں سے لنگور چپ چپ کے نیچے
اتر رہے تھے۔ عنبر مسکرانے لگا اور وہ سمجھ گیا
یہ کوئی نیا سازش کا جال اس کے گرد بُننا چاہتے
ہیں۔ ایک ایک کر کے لنگور درختوں سے اترتے
رہے۔ اور بالآخر انہوں نے عنبر کے گرد ایک
دائرہ سا بنا لیا۔ عنبر یہ سب کچھ چپ چاپ
دیکھ رہا تھا۔ پھر انہیں ایک عجیب ہی حرکت
سوجھی لنگوروں نے اپنی لمبی لمبی دمیں ہاتھ میں
پکڑیں اور ہنٹروں کی طرح عنبر پر برسانے لگے عنبر
کو ان کی حماقت پر بڑی ہنسی آئی۔ جوں ہی پہلے
لنگور نے اپنی دم گھما کر عنبر پر ماری اس کے منہ
سے چیخ نکل گئی اسے احساس ہوا کہ دُم گوشت
پر نہیں کسی پتھر پر جا لگی ہے۔ اور وہ دبی دبی چیخوں
کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھ گیا اس کے بعد دوسرے
اور پھر تیسرے کے ساتھ بھی وہی حشر ہوا۔ پھر ایک
دوسرے سے غراہٹوں میں تبادلہ خیال ہوا اور لنگور

پھر درختوں پر چڑھ کر غائب ہو گئے ان کا بڑا
ساتھی اب بھی زمین پر پڑا تھا۔ جس کی کمر ٹوٹ گئی
تھی۔ اس کی غراہٹوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ
سخت تکلیف میں مبتلا ہے۔ لنگوروں سے پیچھا
چھوٹا تو عنبر اب سوچنے لگا اسے کس سمت روانہ
ہونا چاہیے ناگ اور ماریا کے متعلق اسے کچھ
علم نہیں تھا۔ کہ وہ کس ملک میں موجود ہیں۔
انہی سوچوں میں سورج غروب ہو گیا اب عنبر
نے فیصلہ کر لیا کہ رات اسے یہیں گزارنی پڑے
گی۔ کیوں کہ رات کے اندھیرے میں سفر
کرنا مشکل تھا آج کل راتیں بھی اندھیری ہی
تھیں۔ اور چاند کا آسمان پر کچھ پتہ ہی نہیں تھا
رات کے پچھلے پہر کہیں جا کر طلوع ہوتا تھا۔
لیکن آج کل تو ویسے بھی آسمان پر کالے بادل
چھائے ہوئے تھے۔ آثار سے ظاہر ہوتا تھا کہ
بارش ہو گی۔ ایسے وقت میں کھنڈر کی چھت کے
نیچے اسے پناہ بھی مل سکتی تھی۔ یہی سوچ کر وہ
کنوئیں کے سامنے کھنڈر کی ایک شکستہ عمارت
کے نیچے چلا گیا۔ فرش پتھر کا بنا ہوا تھا لہذا عنبر

نے اسے صاف کیا اور اپنے بیٹھنے کے لیے جگہ بنا
لی۔ اب ہر طرف اندھیرے کی حکمرانی تھی۔ کالے
بادلوں کے ساتھ ساتھ آسمان پر وقفے وقفے سے
بجلی چمکنا بھی شروع ہو گئی تھی۔ جس کی روشنی میں
یہ قدیم کھنڈرات نہایت بھیانک معلوم ہوتے۔
لیکن ڈر خوف تو صرف عام انسانوں کے لیے ہوتا
ہے تو تو عنبر تھا۔

رات آہستہ آہستہ گزر رہی تھی اور وقفے وقفے
سے بارش بھی ہو رہی تھی۔ ٹھیک آدھی رات
کے وقت، عنبر نے بجلی چمکی تو روشنی میں دیکھا
کنوئیں سے ایک ڈھانچہ باہر نکل رہا ہے اور
چیخ و پکار کی ڈراؤنی آوازیں آنا شروع ہو گئیں
پھر ان ڈھانچوں پر گوشت کی آمیزش ہونے لگی
اور وہ عہد قدیم کے زندہ انسانوں میں تبدیل ہو گئے
مع لباس اور ہتھیاروں کے اس کی حیرت میں اور بھی
اضافہ یہ دیکھ کر ہوا کہ قلعے کا کھنڈر اپنی اصلی حالت
میں تبدیل ہونا شروع ہو گیا ہے۔ ساتھ ساتھ شور و
غل اور چیخوں کی آوازیں پس منظر میں متواتر بڑھتی جا

تھیں۔ قلعے میں دیا نما برتنوں میں چربی کے چراغ جل
رہے تھے۔ اور نوجوان تلواریں سونتے ادھر اُدھر
بھاگ رہے تھے۔ پھر تو قیامت کا رن پڑا جنگ
کے طبل پر چوٹ پڑی اور فضا میں سنکھ کی آواز
گونج گئی۔ ہتھیار ٹکرائے اور زخمیوں کی چیخ و پکار سے
کان پڑی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔

عنبر کو یاد آ گیا سفید دیو نے اسے بتایا
تھا۔ کہ یہ کورو پانڈو کے زمانے کا قلعہ ہے
جو جنگ سے تباہ ہو گیا تھا اس نے سوچا کہ
وہ کورو پانڈو کی جنگ کا منظر دیکھ رہا ہے یہ
کیا اس نے حیرت سے اپنے جسم کی طرف دیکھا کپڑوں
پر نگاہ کی۔ یہ تو کوئی شاہی پوشاک تھی اور وہ
ایک نہایت ہی آراستہ قسم کے کمرہ میں ایک
نشین اور اعلیٰ قسم کے پلنگ پر بیٹھا تھا
پھر سامنے کا دروازہ کھلا اور ایک نہایت ہی حسین
اور خوب صورت ہندو شہزادیوں والے لباس
میں داخل ہوئی جو سونے کے گہنوں سے آراستہ
سولہ سنگھار کئے ہوئے تھی اس کی مانگ میں
سیندور تھا اور ماتھے پر بندیا چمک رہی تھی

اس کے ہاتھ میں ایک چاندی کی تھالی تھی جس میں کئی چھوٹے چھوٹے دیئے روشن تھے۔ اور اس کے پیچھے دس بارہ داسیاں تھیں۔ ان کے ہاتھوں میں بھی تھالیوں میں دیئے جل رہے تھے۔

راج کماری آگے بڑھی عنبر اُٹھ کر کھڑا ہو گیا یاالٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ وہ کئی ہزار پیچھے تاریخ کے ابتدائی دور میں پہنچ گیا۔

راج کماری نے آرتی اتاری یہ رسم ہے ہندو عورتیں ان چراغوں والی تھالیوں کو بھگوان کے سامنے یا اپنے خاوند کے سامنے ان کو دائرہ میں گھماتی ہیں کیوں کہ ان کے عقیدے کے مطابق خاوند بھی بیوی کا بھگوان ہی ہوتا ہے جیسے مسلمانوں میں خاوند کو مجازی خدا کہا جاتا ہے۔

آرتی اتارنے کی رسم تمام ہی داسیوں نے بھی کی پھر ایک داسی آگے بڑھی سونے کی ایک کٹوری میں سرخ رنگ کی کوئی سیال سی چیز تھی۔

راج کماری نے اپنے انگوٹھے کو اس میں بھگو کر عنبر کے ماتھے پر ٹیکہ لگایا۔

عنبر حیرانی سے یہ سب دیکھ رہا تھا بول اس

لیے نہیں رہا تھا کہ وہ بار بار ایسے دوروں سے گزرے تھے اور ان کے لیے یہ کوئی نئی چیز نہ تھی پھر ایک اور داسی تیر کمان اور تلوار لیے آگے بڑھی راج کماری نے اپنے ہاتھوں سے عنبر کی کمر میں تلوار باندھی اور کمان دیئے اور پہلی بار عنبر کو مخاطب کیا۔

میرے سوامی میرے ارجن جس طرح سوئمبر میں دروپدی کی لاج رکھی تھی اسی طرح رنگ بھومی میں بھی دشمن کو بتا دینا تم ارجن ہو جس کی بان اٹھ جائے تو دھرتی اور آکاش کا کلیجہ کانپ جاتا ہے پھر جھک کر اس نے عنبر کے قدم چوم لیے۔

اب عنبر کی سمجھ میں آیا کہ وہ تاریخ کی مشہور شخصیت پانڈوں کا بھائی ارجن ہے مانا ہوا تیر انداز ہے دروازہ کھلا اور اس کے بقایا بھائی بھی ہتھیاروں سے لیس داخل ہوئے۔ دھرو یودھن، یدھشٹر، بھیم وہ اس سے بڑے تھے۔ آگے بڑھے اور انہوں نے کہا ارجن دیر مت کرو سو کورو ہمارے تایا زاد بھائی موت بن کر ہمارے مقابلے میں آ نکلے ہیں ہستناپور کی راجدھانی کو ہم نے ان کے خون سے ہی پاک

کرنا ہے یہ وہ جنگ ہے جس میں زمین کے انسانوں
کے ساتھ ساتھ آکاش سے دیوتا بھی اتر آئے ہیں ہمیں
سری کرشن جی مہاراج کی حمایت بھی حاصل ہے اپنا
وہ بان اٹھاؤ بھائی جنکی دھومیں آکاش پر بھی ہیں اور
کوروں کا ناس کر دو۔

پھر عنبر ارجن کے بھیس میں اپنے چاروں بھائیوں
کے ساتھ رنگ بھومی میں جانے کے لئے باہر نکلا
دروازے تک درو پدی بھی چھوڑنے کے لئے آئی
دروازے پر پانچ رتھ کھڑے تھے۔ پانچوں سوار ہو کر
میدان جنگ میں پہنچ گئے۔ جہاں ان کے ساتھی کوروں
اور ان کے حمائتیوں کے ساتھ برسر پیکار تھے تھوڑی
دیر کے لئے عنبر یہ بھول گیا کہ وہ عنبر ہے اس کا خون
کھول اٹھا۔ اور پھر قیامت کا رن پڑا زمین خون سے سرخ
ہو گئی میدان لاشوں سے پٹ گیا۔ قلعے میں آگ لگ
گئی ہر طرف زخمیوں کی چیخ و پکار ہتھیاروں کے ٹکرانے
کا شور اور مرنے والوں کی چیخیں ہی گونج
رہی تھیں۔

عنبر کے ہاتھ میں تلوار تھی جو دستے تک
خون میں ڈوب گئی تھی۔ اس کے جسم پر بھی

معمولی زخم تھے اور اسی طرح اس کے پانچوں بھائی
بھی زخموں سے چور اپنے تایا زاد بھائی سو کوروں
کی میدان میں بکھری لاشوں کو رنج و غم سے دیکھ
رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں آنسو تھے آخر
بڑے بھائی دھریودھن نے میدان کارزار پر
نگاہ کی اور آہ بھر کے کہا:

یہ تمام لاشیں ہمارے اپنے ہی عزیزوں کی ہیں
بکھری پڑی ہیں کاش۔ کوروں تم نے ہستناپور کی حکومت
کے لالچ میں انصاف کو ہاتھ سے چھوڑ کر تلوار نہ
پکڑ لی ہوتی۔ تم نے ہمیں مجبور کر دیا کہ اپنی عزت
بچانے کے لئے تم سے جنگ کریں تمہاری طرح
لوبھ و لالچ کی بھینٹ ہماری زندگی بھی چڑھ گئیں
اور تمام رشتہ دار بھی۔ ارجن بھیم اس بھری دنیا
میں ہم صرف پانچوں بھائی ہی بچے ہیں اپنے عزیزوں
کی لاشوں پر ماتم کرنے کے لئے ان کے بنا ہم بھی
مر کیوں گئے بھی گیا۔ آہٹ کی آواز سن کر انہوں
نے دیکھا کہ ایک رتھ سرپٹ ادھر ہی آ رہا
ہے۔ جس میں مہاراج گاندھاری درو پدی کی تنہا موجود
تھی۔ اتر کر اس نے پانچوں کے چرن چھونے اور

کہا بھگوان کی کرپا ہے میں آپ پانچوں کو زندہ سلامت دیکھ رہی ہوں۔

ارجن نے بڑھ کر کہا اصل میں تو ہماری روحیں اپنے بزرگوں اور رشتہ داروں کے ساتھ ہی مر گئی ہیں شریر باقی ہے جس کی کوئی اہمیت نہیں آؤ ہم سب بھی ان لوگوں سے جا ملیں جن کی تلواریں تو ہماری کاٹ نہ کر سکیں لیکن ان کی موت سے ہمارے دل ضرور کٹ گئے ہیں۔

یدھشٹر نے کہا ارجن ٹھیک کہہ رہا ہے۔ دروپدی اپنے عزیزوں اور بزرگوں کے بغیر جی کر کیا کریں گے۔ آؤ سب مل کر پہاڑ کی اس چوٹی سے چھلانگ لگا دیں۔

سب نے کہا ٹھیک ہے پھر وہ پانچوں بھائی اور دروپدی مل کر چوٹی پر پہنچ گئے اور سب نے ایک ساتھ چھلانگ دی۔

بجلی زور سے چمکی اور عنبر کو ہوش آ گیا آسمان سے سورج کی پہلی کرن نے زمین کے قدم چومے اب عنبر کے سامنے وہی کھنڈر تھا اور وہی لباس جو اس نے پہن رکھا تھا وہ خدا کا شکر ادا کر

رہا تھا کہ تاریخ کے ... ۔ ور سے جلد چھٹکارا ہو گیا ورنہ نہ جانے کب تک ارجن بن کر د بنا پڑتا۔

اب دھوپ تمام کھنڈر میں پھیل چکی تھی عن نے چلنے کی تیاری کی وہ اٹھا اور کھنڈر سے با نکل آیا۔ لیکن اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ ان کے سامنے ان لنگوروں اور بندروں کے جد امجد ہنومان کندھے پر کئی من کا پتھر رکھے مع لنگوروں کے کھڑے تھے۔

عنبر کو نفرت سے دیکھ کر ہنومان نے کہا اس لاش کو پہچانتے ہو۔

عنبر نے دیکھا اسی لنگور کی لاش ہنومان کے قدموں میں پڑی تھی۔ جسے اس نے اٹھا کر زمین پر دے مارا تھا۔ اور کہا کہ اس کا قصور بھی کوئی د تھا شرارت تم نے ہی کی تھی کہ ان کی ... دُمیں پکڑ کر کھنڈر سے باہر آ گئے

عنبر نے کہا کہ میرے پاس اس کے سوا کوئی اور راستہ نہ تھا۔

ہنومان نے گرج کر کہا اس نے ان غریبوں

کو یہی غرض ہے کہ تمہارے پاس کوئی اور راستہ
نہ تھا۔ تم نے شرارت کی اور جب اس کا جواب
دینے کے لئے اس غریب نے تم پر حملہ کیا تو
تم نے اس زور سے اسے زمین پر دے مارا
کہ اس کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ تڑپ تڑپ کر مر
گیا اس کا خون تمہاری گردن پر ہے۔ یہ لوگ
اپنے راجا کے پاس فریاد لے کر آئے ہیں۔ ذاتی
طور پر میری رائے تمہارے حق میں ہے تم اچھے
انسان ہو اور دوسروں کی مدد کرتے ہو لیکن انصاف
کے بھی کچھ تقاضے ہوتے ہیں اور وہ ازل سے یہی
ہے کہ خون کا بدلہ خون ہے۔ اپنے آپ کو ان لوگوں
کے حوالے کر دو وہ اپنی مرضی کا انتقام تم سے
لینا چاہتے ہیں۔

عنبر نے کہا ہنو مان جی! میرے جیتے جی تو
یہ ممکن نہیں ہے۔ ہاں اگر ان میں ہمت ہے تو
بدلہ لے لیں ورنہ تقدیر کا فیصلہ سمجھ کر صبر کر لیں
کہ بنا آئی کسی کی موت نہیں آ سکتی۔

ہنو مان نے کہا یہ ان کے سمجھ کی بات نہیں
اور میں مجبور ہوں۔

عنبر نے کہا تو پھر میں میدان میں کھڑا ہوں۔
ہنومان جی! آپ ان سے کہیں کہ یہ بدلہ لے لیں
ایسا لگتا ہے۔ اس پوری قوم پر بھی برا وقت
آ گیا ہے۔

ہنو مان نے خوفناک قہقہہ لگایا اور کہا یہ
تمہاری بھول ہے عنبر۔ میں اس قوم کا راجا ہوں
اور مجھے بھی تم ان میں سے ایک سمجھ لو اور پھر
بتاؤ تمہارا کیا ارادہ ہے۔

عنبر نے کہا میں نے اینٹ کا جواب پتھر
سے دیا ہے۔ یہی میرا قصور ہے اب اگر
زبردستی میرے پیچھے پڑ ہی جاتی ہے تو میرے
مجبوری ہے۔ لیکن پہل میں نہیں آپ ہی کر
گے۔

ہنو مان نے کہا بہت گھمنڈ ہے۔ اپنی طاقت
پر جو رام کے داس کے منہ آ رہے ہو۔ یہ
جانتے ہو نہ جسمانی طاقت میں تم مجھ سے لڑ
ہو اور نہ ہی کوئی منتر اور جاپ تمہارے پاس
ہے میں جانتا ہوں کہ موت تمہیں نہیں آ
لیکن تمہارے شریر کو ناکارہ تو کیا جا سکتا

تمہاری کمر بھی توڑی جا سکتی ہے۔
عنبر نے کہا میں آپ کا ہاتھ نہیں روکوں
گا اب یا تو مجھے یہاں سے چلے جانے دیں یا
یہ بتائیں کہ پہلے مجھے آپ کی دعایا سے مقابلہ کرنا
ہو گا یا آپ مجھ پر وار کریں گے۔
ہنومان نے قہقہہ لگایا اور کہا نادان چھوکرے
راجا کے ہوتے ہوئے پرجا کو کیا حق ہے کہ وہ
دشمن سے بدلہ لے۔ پہلا وار میں کروں گا تمہارا شریر
بھی اس کھنڈر کی بد روحوں میں اضافہ کرے
گا۔

پھر اس نے دو دھاری تلوار جو تین گز لمبی اور
اور ایک فٹ چوڑی تھی۔ اور جس کی چمک سے
آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں۔ جسے ہنومان نے فضا
میں زور سے لہرایا اور پوری طاقت سے پاس
کھڑے درخت پر وار کیا جو
موٹا اور تناور تھا تلوار اس کے تنے میں سے
اس طرح گزر گئی۔ جیسے مولی یا گاجر سے تیز دھار
چھری کاٹ کرتی نکل جاتی ہے۔ بلاشبہ ہنومان نے
تلوار کی تیزی کے ساتھ بازوؤں کی طاقت کا

بھی مظاہرہ کیا تھا پھر اس نے فخر اور غرور سے عنبر
کی طرف دیکھا تلوار پھر فضا میں لہرائی لیکن اب نشانہ
کوئی درخت نہیں بلکہ عنبر کی گردن تھی لیکن ایک
جھناکے کے ساتھ تلوار کے دو ٹکڑے ہو گئے اور
پاس کھڑے ہوئے لنگور خوگیا کر رہ گئے۔ ہنومان
نے حیرت سے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا آخر کس
چیز کے بنے ہوئے ہو لڑکے۔
ہنومان کے بازوؤں میں شکتی میں کمی آ گئی تھی
یا تم ہی فولاد سے ڈھال کر نکالے گئے ہو
میں تیرے شریر کی شکتی بھی دیکھوں گا۔
عنبر نے طنز کی کیوں تکلیف کرتے ہو مہاراج
یہ لنکا نہیں ایک غریب کا شریر ہے
ہنومان نے کہا ہم پر چوٹ کرتے ہو۔ تیار ہو
جاؤ پھر ہنومان آگے بڑھا اور پہلوانوں کی طرح
سے زور آزمائی شروع ہو گئی جو کشتی کی شکل
میں تھی۔
دونوں طرف سے برابر کا زور لگنے لگا عنبر کے
ماتھے پر پسینہ آ گیا بلاشبہ ہنومان کے ہاتھوں میں ہاتھیوں
کا بل تھا۔ دوسری طرف ہنومان بھی محسوس کر

رہا تھا کہ اس نے فولاد کے کسی مجسمے کی باہوں میں
باہیں ڈال دی ہیں۔ کئی دفعہ ہنومان نے داؤ
پر لا کر عنبر کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔
لیکن پتھر زمین پر گرے تو چوٹ زمین ہی کو
لگتی ہے۔ پتھر کو نہیں۔ اور کئی مقام ایسے بھی
آئے کہ عنبر نے ہنومان کو سر سے بھی اونچا اٹھا
کر زمین پر دے مارا۔ ایک دھماکہ ہوا اور زمین
وزن سے اندر دھنس گئی۔ لیکن ہنومان مسکراتا ہوا
اٹھ بیٹھا۔

لنگور حیرت سے اس مقابلے کو اور عنبر کو دیکھ
رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ کیا انسان میں
اتنی طاقت ہو سکتی ہے کہ وہ دیوتاؤں کا مقابلہ
کرے۔

یہ جسمانی مقابلہ کئی گھنٹے جاری رہا دونوں پسینے
سے شرابور ہو چکے تھے۔ اور ہانپ رہے تھے آخر
ہنومان نے ہی ہاتھ روک لئے اور تعریف کرتے
ہوئے کہا لڑکے میرے مقابلے میں دس ہاتھی بھی ہوتے
تو گر جاتے تیرے حوصلے اور تیری طاقت کی
داد نہ دینا انیائے ہو گا میں نے مان لیا شریر

کی طاقت میں تو میرے بس میں نہ تھا لیکن اب
میں جادو کی طاقت تجھ پر آزماؤں گا۔

ہنومان نے اپنے ہاتھ کا اشارہ کیا اور آسمان سے
سانپوں کی بارش ہو گئی وہ سب عنبر کی طرف بڑھے
اور اپنے آقا ناگ کی بو اس میں سے آتی دیکھ
کر اپنے پھن اس کے سامنے جھکا دیئے اور
سلام کیا۔ اور کہا

ہمارے آقا کے بھائی ہم نے تجھے پہچان لیا
ہے۔ یہ پیغام ہوا کے دوش پر لہروں کی صورت
میں دیا گیا۔ اور کہا ہماری قوم آپ کا بال بھی
بیکا نہیں کر سکتی ہم واپس جا رہے ہیں۔ سانپ
واپس لوٹ گئے۔

ہنومان کے ماتھے پر بل پڑ گئے اس کا
پہلا جادوئی حملہ ناکام ہو چکا تھا۔ اب اس نے
دوسرے حملے کے لئے کچھ پڑھ کر پھونکا عنبر
کے مقابلے کے لئے چار نہایت تنومند ہاتھی نمودار
ہوئے اور چاروں نے اپنی لمبی سونڈیں عنبر کے
گرد لپیٹ کر اسے چیر ڈالنے کی کوشش کی۔ عنبر
کو یاد آ گیا کہ اس کی انگلی میں پھول پری کی

کی انگوٹھی موجود تھی پرستان میں تو اس کی طاقت ختم ہو گئی تھی لیکن یہاں تو کام آ سکتی تھی۔ اس نے انگوٹھی سے کہا۔

"پھول پری مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے"

پری کی آواز عنبر کے کانوں میں آئی فکر نہ کرو عنبر میں جانتا نہیں بندکی نے مجھے بتا دیا تھا اور میں اپنے دیو باپ اور بھائی کے ساتھ تمہاری تلاش میں نکلی تھی اور تمہیں یہاں دیکھ کر اتر آئی۔ تمہارے اندر تمہاری، میرے بھائی اور باپ تینوں کی طاقت یکجا ہو گئی ہے۔ ہاتھیوں کو زور آزمائی کر لینے دو ہنومان کا چاؤ بھی پورا ہو لینے دو۔

پھر ہنومان اور پوری قوم نے دیکھا باوجود پوری طاقت آزمائی کے وہ عنبر کو اپنی جگہ سے نہیں ہلا سکے۔ اور عنبر کو چیر ڈالنے کی حسرت دل میں ہی رہی۔ پھر پھول پری اس کا باپ اور بھائی چیونٹیاں بن کر ہاتھیوں کی سونڈوں میں داخل ہو گئے۔ اور ہاتھی چنگھاڑتے ہوئے پاگل ہو کر جنگل کی طرف بھاگ گئے۔

ہنومان کے ماتھے پر پسینہ آ گیا اور تمام لنگور بھی

کانپ کر رہ گئے۔

عنبر نے ہنومان سے کہا اب بھی وقت ہے ہنومان جی میں آپ کی عزت کر رہا ہوں۔ میرا راستہ چھوڑ دیجئے آپ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

ہنومان نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تیرے پاس جادو کی شکتی بھی موجود ہے۔ ورنہ ہنومان کا وار سہہ جانا انسان کے بس کی بات نہیں ایک آخری حربہ اور آزماؤں گا میں اس کھنڈر کی بد روحوں کو بلاؤں گا۔

ہنومان نے کچھ پڑھ کر ہوا میں پھونک ماری فضا چیخوں سے گونج گئی بجلیاں سی چمکنے لگیں اور زور زور سے زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوئے۔

پھول پری نے عنبر کے کان میں سرگوشی کی گھبراؤ نہیں اس نے جادو کی ایک مشعل عنبر کو دے کر کہا جب تک اس کی آگ روشن ہے یہ بد روحیں تمہارے قریب نہیں آ سکتیں۔ تم اس آگ سے ان کے جسم جلا سکتے ہو۔

فضا میں چیخوں کے علاوہ اب جگہ جگہ سے شعلے بھی لپکنے شروع ہو گئے۔

ہنومان نے مسکرا کر عنبر کی طرف دیکھا۔ زمین و آسمان
سے بد روحیں مختلف بھیانک جسموں اور شکلوں میں
آنا شروع ہو گئیں کسی کے ہاتھ میں انسانی گردنیں لٹک
رہی تھیں کوئی انسانی مغز چباتی چلی آ رہی تھی۔
کسی نے انسانی ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور اس سے گوشت
نوچ نوچ کر کھا رہی تھی۔ اور کوئی انسانی ٹانگ چباتے
چلی آ رہی تھی۔

بد روحیں اس طرح سے چیخ رہی تھیں جیسے بہت
سی بلیاں مل کر رو رہی ہوں ان کی آمد سے ڈر کر
درختوں پر لٹکتی ہوئی چمگادڑیں پھڑ پھڑا کر اڑنے لگی
تھیں۔ جنہیں پکڑ پکڑ کر یہ بد روحیں مزے سے
چبا ڈالتی تھیں۔ کئی ایک نے الوؤں کو درختوں سے
نوچ لیا تھا۔ اور ان کا مغز کھا رہی تھیں۔ ان
کے خونی دانت خون میں بھیگے چمک رہے تھے زبانیں
کئی فٹ باہر کتوں کی طرح لٹک رہی تھی۔ کسی
کے سر پر سینگ تھے اور کسی کے ماتھے پر صرف
ایک آنکھ تھی۔

انہوں نے عنبر کے گرد شیطانی رقص شروع کر دیا
لیکن مشعل کو دیکھ کر قریب جانے کی ہمت نہیں

پڑتی تھی۔

ہنومان نے چیخ کر کہا کہ کھنڈر کی بد روحوں تمہارا
شکار تمہارے سامنے موجود ہے اس کا دل اور دماغ
کھا جاؤ۔ بد روحیں آگے بڑھتیں اور مشعل کو دیکھ
کر ڈر کر پیچھے ہٹ جاتیں۔

ہنو مان نے یہ محسوس کر لیا کہ یہ مشعل کی آگ
سے ڈر رہی ہیں۔ اس نے زور سے پھونک ماری اور
مشعل کی آگ بجھ گئی۔

بد روحیں بھاگ کر عنبر کی طرف جھپٹیں لیکن پھول پری
جو دور ہی کھڑی تھی اس نے مشعل پھر روشن کر
دی۔ اور عنبر نے زیادہ قریب آئی ہوئی ایک بلا پر
مشعل سے وار کیا جس کے جسم کو آگ لگ گئی
اور وہ چیختی چنگھاڑتی ہوئی بھاگ گئی اس مقابلے میں
سورج غروب ہونے کو آ گیا۔

ہنومان نے ایک منتر کا جاپ کیا کیونکہ اب وہ
مشعل عنبر کے ہاتھ سے نکالنا چاہتا تھا۔ جس سے ڈر کر
بد روحیں اس کے قریب منڈلا رہی تھیں۔ ہنومان نے
ہوا میں پھونک ماری۔ ایک گدھ پھڑ پھڑاتا ہوا آیا
اور مشعل کو عنبر کے ہاتھ سے نکال کر لے گیا اندھیرے

بیں بد روحیں ایک دفعہ پھر عنبر پر جھپٹ پڑیں اور انہوں
نے چاروں طرف سے عنبر کو گھیرے میں لے کر دبوچ
لینا چاہا۔ ہنو مان خوش تھا کہ جب یہ بد روحیں ہٹیں
گی تو عنبر کے جسم کے مختلف حصے ان کی خوراک
بن چکے ہوں گے۔

ادھر پھول پری نے آرام سے ہی مکھی بنا کر عنبر
کو بد روحوں کے گھیرے سے نکال لیا اور بد روحیں
ایک دوسرے پر جھپٹ پڑیں اور اسی بات پر
ان میں لڑائی ہو گئی۔ اور آپس میں چیر پھاڑ شروع
ہو گئی۔

ہنو مان نے خوشی میں منتر پڑھ کے پھونکا۔
بد روحیں الگ ہٹ گئیں اور وہ حیران رہ گئی کہ
عنبر وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ اور بد روحوں نے آپس
میں ایک دوسرے کو چیر پھاڑ کھایا تھا۔

عنبر کا قہقہہ سن کر ہنو مان نے دیکھا عنبر ایک
طرف کھڑا مسکرا رہا تھا۔

ہنو مان کا خون کھول گیا۔

عنبر نے کہا ہنو مان جی! زندگی بڑی ہی ہے
بدلہ ادھار رہا اس وقت نہیں پھر لے لینا تب تک

اپنی شکتی اور بڑھا لو۔ اور پھر ہنو مان نے غصے سے
جواب دیا ٹھیک ہے عنبر یاد رکھنا بدلہ ادھار
رہا یہ مقابلہ ایک دفعہ پھر ہو گا۔

عنبر نے جواب دیا تم مجھے ہر وقت اور
ہر جگہ تیار پاؤ گے۔ پھول پری نے عنبر کا ہاتھ
پکڑا اور اسے اڑا کر لے گئی۔
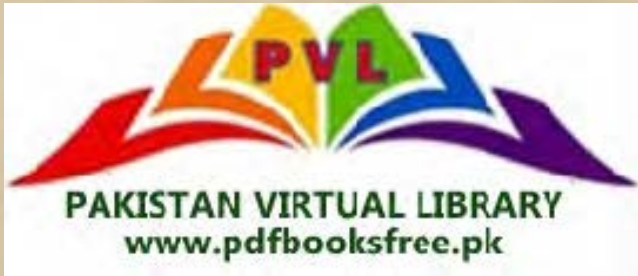
ماریا مینا بن گئی

پاتال کی تباہی کے بعد ماریا نے اپنے آپ کو ایک سرسبز میدان میں پایا جس کے چاروں طرف سیاہ رنگ کے پہاڑ تھے۔ وہ اس میدان کے باغات میں سیر کرتی ہوئی وسط میں پہنچ گئی۔ یہاں ایک جھیل کے کنارے کچھ پھل دار درخت موجود تھے ماریا کو بھوک محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے درخت کی ٹہنی سے ایک پھل توڑ لیا۔ لیکن جوں ہی پھل ٹہنی سے جدا ہوا۔ ٹہنی سے خون رسنا شروع ہو گیا اور ایک سسکاری کی آواز اس کے کانوں میں آئی۔ جیسے کسی انسان کے جسم میں اچانک کوئی زخم لگ جائے۔ ماریا حیران رہ گئی اس نے پھل کو درمیان سے کاٹا تو اس میں پھل اور گودے کی بجائے ایک سیاہ رنگ کا بھنورا اُڑ کر زمین پر گر پڑا اور اس نے ایک بھیانک دیو کی شکل اختیار کر لی۔ اس کی اُنگلی سے

خون ٹپک رہا تھا اور وہ غصے سے پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ لیکن ماریا اسے نظر نہ آ رہی تھی۔ وہ پریشان تھا کہ پھل توڑنے والا کون ہے۔

تب اس نے دھاڑ کر کہا تم جو کوئی بھی ہو یہ مت بھولو ان پودوں میں بھی جان ہے تم نے پھل نہیں میرے جسم سے ایک انگلی جدا کر دی ہے۔ اور میں اس کے جواب میں تمہارے ہاتھ کی ایک اُنگلی ضرور کاٹوں گا۔

ماریا نے حیرانی سے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پھل کی طرف دیکھا اس کی بجائے ماریا کے ہاتھ میں ایک بلا کی اُنگلی تھی۔ جس کے ناخن چھرے کی طرح سے نوکیلے اور لمبے تھے اور ساری انگلی پر بال اُگے ہوئے تھے۔ اس نے گھبرا کر وہ انگلی زمین پر پھینک دی جوں ہی اُنگلی زمین پر گری اس دیو نما بلا کو نظر آ گئی۔ کیوں کہ وہ اب ماریا کے ہاتھ میں نہ تھی۔ بلا نے وہ اُنگلی اٹھا لی اور کہا گو کہ تم مجھے نظر نہیں آ رہیں لیکن میرے گرو کی طرف سے یہ پھل تمہیں سمجھانے کے لئے کافی ہے کہ جس طرح جنورا اس پھل میں قید ہے وہی حالت

تمہاری ہے تم سیاہ پہاڑوں میں قید ہو اور اس قید
کی مدت کتنی ہے اسے میرا گروہ ہی بتائے گا تب
پہلی بار ماریا نے اس سے سوال کیا۔
تمہارے گروہ کا کیا نام ہے؟ اور مجھ سے خوامخواہ
اُلجھنے کا کیا جواز ہے؟ اس بلا نے قہقہہ لگایا اور
کہا۔

میرے گروہ کا نام جبا طوش ہے جو شہنشاہ ظلمات
کا خاص چیلا ہے۔ ایک پرانا قرض چکانے کے لئے
تمہیں پاتال کی سلطنت کی تباہی کے بعد ہمارے گرو
نے اپنی طاقت سے اپنی حکومت میں انگستان بلایا
ہے کیوں کہ یہاں ہمارے گرو کی حکومت ہے۔ یہاں
تمہیں قید کیا گیا ہے تمہیں فرانس کے کاؤنٹ کا وہ مقبرہ
اور شاہی قبرستان کا وہ تہہ خانہ تو ضرور یاد ہو گا۔ جبل
طوس ہمارے گرو کا بڑا بھائی تھا اور اس کی موت
کا انتقام لینے کے لئے جبا طوش تمہاری کافی عرصے
سے تلاش میں تھا۔ اب وہ وقت آ گیا۔
ماریا نے کہا تمہارے گرو سے کہاں ملاقات ہو
گی وہ پردے سے باہر کیوں نہیں آتا۔ تب اس بلا
نے قہقہہ لگایا اور کہا۔

کسی وقت بھی تمہاری موت بن کر تمہارے سامنے
ہوں گے۔ وہ اسی وقت تک تمہارے سامنے نہیں آ
رہے جب تک تمہاری زندگی ہے اس کے بعد تمہیں موت
سے کوئی نہیں بچا سکتا۔
ماریا نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا تم میری مدد
نہیں کرو گے مجھے تو تم بہت اچھے لگ رہے
ہو۔
بلا نما دیو نے کہا لڑکی میری بد صورتی پر طنز
مت کر وہ وقت قریب ہی ہے کہ تیرے گوشت
کا ذرہ ذرہ ہماری مقدس چمگادڑوں اور الوؤں
کی خوراک ہو گا تمہارا دل اور دماغ ہمارا گروہ شہنشاہ
ظلمات کی خدمت میں پیش کرے گا یہ جتنے پھل اور
درخت دیکھ رہی ہو سب چڑیلیں اور دیو ہیں اب کسی
پھل کو ہاتھ مت لگانا اور اس بات سے تم ہمارے
گروہ کی طاقت کا اندازہ لگا لو یہ کہہ کر وہ دیو
غائب ہو گیا اور پھر پھل بن کر اسی ٹہنی سے
لٹک گیا۔
اب اسے پیاس اور بھوک کافی حد تک محسوس
ہونے لگی تھی لیکن یہاں کے پھلوں کا اسے تجربہ

ہو چکا تھا کہ یہ سب جادوئی پھل ہیں۔ وہ اس باغ
سے نکل کر ہوا میں اُڑنے والی دوڑ لگاتی
ہوئی سیاہ پہاڑیوں کے دامن تک پہنچ گئی اس
نے تربوز کے برابر ایک پھل کی بیل زمین پر
دیکھا۔ جس کے بڑے بڑے پھل زمین پر پڑے
ہوئے تھے۔ اس نے دیکھا کہ ایک ہرن بھاگتا
ہوا آیا اور اس نے ایک پھل کے اندر منہ
مارا جس کے اندر سفید سا رس سے بھرا ہوا
گودا موجود تھا اور مزے سے کھا کر ایک طرف
چوکڑیاں بھرتا ہوا نظروں سے غائب ہو گیا۔

ماریا نے سوچا یہ پھل جادوئی معلوم نہیں ہوتا
اس سے بھوک اور پیاس دونوں کا کام ہو سکتا ہے
اس نے ایک پھل توڑا اور درمیان سے کاٹ ڈالا
اندر ایک چھوٹا سا دیو بیٹھا تھا پھل ماریا کے ہاتھ
سے چھوٹ گیا وہ ننھا سا دیو باہر نکل آیا اور پھر
بڑھتے بڑھتے بڑا ہو گیا نہایت ہی بد صورت اور
خوف ناک شکل و صورت اس کے سر پر ایک
چمگادڑ بیٹھی ہوئی تھی۔ تب اس نے ماریا سے کہا
لڑکی میں تمہیں دیکھ کر حیران ہوں کیا تم ہی وہ

خوب صورت بلا ہو جس نے ہمارے گرو شہنشاہ
ظلمات کو کو پریشان کر رکھا ہے مجھے تو تمہارے
اندر کوئی ایسی جادوئی طاقت بھی نظر نہیں آتی تمہارے
کارناموں کو دیکھ کر یقین نہیں آتا تم مجھ سے
ملاقات کرنا چاہتیں تھیں میرا نام ببا لوش ہے جس
نے جہان طاقت ور بھائی کا قتل تمہارے ذمہ ہے
تمہارا خون نہایت مزے دار اور گوشت بہت شاندار
ہو گا۔ بہت دیر بعد ایک شکار ایسا ملا ہے جس کی
دعوت اڑا کر کافی عرصہ منہ کا مزہ ٹھیک رہے گا
میں تمہیں ابھی کچا چبا جاتا لیکن افسوس تیرے لذیذ
گوشت کے لیے میں کوہستانی چڑیل کو بھی مدعو
کر چکا ہوں۔ اس کی آمد تک تو یہاں قید ہے اس
کے بعد تجھے زندگی کی قید سے آزاد کر دیا جائے
گا۔

ماریا نے کہا چلو یہ بھی اچھا ہے ورنہ تمہاری
موت کے بعد پھر وہ بدلہ لینے چلی آتی ایک ہی
وقت میں دونوں کا خاتمہ ہو جانے تو کچھ دنوں کے
لیے آرام نصیب ہو۔
تم لوگوں کو مرنے کا کتنا شوق ہے کہ بار بار

گھوم پھر کر ہماری ہی راہ میں چلے آتے ہو کوئی
اور نہیں ملتا تمہیں ۔ جبا لوش نے ایک خوفناک قہقہہ
لگایا جس سے کئی پتھر پہاڑ سے لڑھک پڑے اور
اس نے کہا

لڑکی! آپے میں رہ ۔ نہ تو چڑیاں عقابوں کے
ساتھ پرواز کر کے زندہ رہ سکتی ہیں اور نہ ہی
ان ہرنیوں کی زندگی بچ سکتی ہے جو شیر کی جو
میں داخل ہو کر کلیلیں کرتی پھرتی ہیں پھر اس نے
اشارہ کیا ایک تازہ بھنی ہوئی ہرن کی ران اس کے
ہاتھ میں آ گئی جس سے بھاپ اُٹھ رہی تھی اور اس
نے کہا تجھے بھوک لگی ہے اور یہ تیرے لئے کافی
ہو گی میں نہیں چاہتا بھوک اور پیاس سے تیرے جسم
کا گوشت کم ہو جائے پھر ویسے بھی یہ تیری زندگی
کی آخری رات ہے۔

دیو غائب ہو گیا اور ران ماریا کے سامنے
پڑی تھی۔ ماریا کے منہ میں پانی بھر آیا اور وہ
ران پر ٹوٹ پڑی ۔ جو نہایت خستہ اور لذیذ ثابت
ہوئی پھر اس نے چشمے سے پانی پیا اور پہاڑی پر
چڑھ کر ایک سپاٹ بڑے پتھر پر دراز ہو کر سوچنے

لگی کہ کل کیا ہو گا ۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور ہر طرف اندھیرا ہی
اندھیرا پھیل رہا تھا ماریا پتھر پر چڑھ کر سوچ رہی تھی
خداوند یہ بدی کی طاقتیں شکلیں بدل بدل کر سامنے آتی
ہیں۔ ان کا کب خاتمہ ہو گا کیا اتنی لمبی زندگی صرف
ان ہی سے مقابلہ کرتے گزر جائے گی ۔ کیا ہمیں اتنی
لمبی زندگی صرف اسی لئے دی گئی ہے۔ ان آنکھوں
نے عیسیٰ مسیح کو صلیب پر چڑھتے دیکھا ہے ۔ انہی
کانوں نے مقدس ماں مریم پر لوگوں کو الزام لگاتے
سنا ہے۔ یہ کیسی بدی کی طاقتیں ہیں خداوند جو تیرے
نبیوں اور پیغمبروں سے بھی اُلجھنے سے بعض نہیں
آتیں ۔ یہ کب ختم ہوں گی خداوند ۔

اس کا تصور اسے وہیں لے گیا وہی منظر تھا ،
کسی نے صلیب اپنے کندھوں پر اٹھائی ہوئی تھی
اور ظالم سپاہی زنجیر انہیں مصلوب کرنے کے لئے
لے جا رہے تھے ۔ وہ پُر جلال چہرہ جس پر نور ہی
نور تھا کوئی حزن و ملال نہیں تھا ۔ ایک عزم تھا کہ وہ
امتحان میں کامیاب رہیں گے ۔

ماریا کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ گیا اس کے

سامنے وہ صلیب تھی جس پر عیسیٰ علیہ السلام مصلوب تھے ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ امتحان میں کامیابی کی مسکراہٹ۔ جان اس کی دی ہوئی امانت تھی۔ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ امتحان میں کامیاب ہونے والوں کا بھی یہی خیال ہے کہ اب بھی حق ادا نہیں ہوا۔ ایسی کئی جانیں ملیں خدا وند پھر امتحان لے۔ ہم پھر اس کے نام پر جان قربان کر دیں۔ اس لئے کہ یہ جان تو اس کی امانت ہے ہم نے کیا حق ادا کیا ہے اس کی امانت اس کو لوٹا دی ہے۔ ابھی جو اس نے گلہ خدا سے کیا تھا وہ توبہ کرنے لگی اور اس نے کہا جب تک بھی زندگی ہے وہ بدی کی طاقتوں سے ٹکراتی رہے گی وہ جہاد کرتی رہے گی جب تک کہ خدا ان سے یہ طویل زندگی واپس نہیں لے لیتا

تاریک رات ہے ایک سناٹا ہے فضاؤں میں بھی نوحہ غم ہی سنائی دیتا ہے۔ ہوائیں بھی سوگوار ہیں رات بھی شبنم کے آنسو رو رہی ہے ایک میدان میں صلیب کے پاس مقدس ماں مریم کھڑی ہیں صبر کا یہ عالم ہے کہ آنسو آنکھوں میں بھرے پڑے ہیں

لیکن ان کو باہر آنے کی اجازت نہیں۔ کیسا امتحان ہے کہ ماں رو بھی نہیں سکتی کلیجے پر تلوار کی دھار چل رہی ہے۔ حکم ہے کہ ہونٹوں پر آہ بھی نہ آئے آسمان سے بادل بھی قدم بوسی کے لئے اتر آئے ہیں اور اپنے دوش پر اسی طرح سے اٹھا کر لے گئے ہیں اب تو وہاں کچھ بھی نہیں دھند چھٹی ہے تو صرف مقدس ماں مریم ہیں جو چلی آ رہی ہیں۔

ماریا کو محسوس ہوا کہ مقدس ماں اسی کی طرف آ رہی ہیں۔ وہ ایک دم تعظیم کے لئے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ مقدس ماں ماریا کے پاس آئیں ان کے ہاتھوں میں ایک چھوٹی سی سونے کی صلیب تھی جس کے ساتھ پتلی سی زنجیری بھی تھی۔ ماں نے اسے مخاطب کیا۔

ماریا! یہ صلیب مقدس ہے اسے اپنے گلے میں ڈال لے اس پر وہی مصلوب ہے جس کے لئے تیرے آنسو بہہ بہہ کر تیرے گریبان کو تر کر رہے ہیں۔ بدی کی طاقتوں سے مقابلہ کرتے وقت یہ تیرے کام آئے گی۔

ماریا نے ہاتھ بڑھا کر صلیب مقدس کو لے

دکھ دوں واقعی اس کے دل اور دماغ کے بڑے شہنشاہ ظلمات نے مطالبہ ٹھیک ہی کیا ہے یہ دونوں چیزیں اس کی نہایت ہی لذیذ ہوں گی۔

جبا طوش نے کہا گوشت کے متعلق کیا خیال ہے تیرا جو ہماری ملکیت ہے۔

کوہستانی چڑیل نے پھر ایک بھدا سا قہقہہ لگایا اور کہا اس سے زیادہ عمدہ اور نفیس قسم کا گوشت عرصہ دراز کے بعد نصیب ہو گا۔

جبا طوش نے کہا لڑکی! تیری زندگی کی گھڑیاں ختم ہو گئیں۔ اور موت تیرے سامنے آن کھڑی ہوئی ہے۔

ماریا نے پہلی دفعہ لب کشائی کی اور طنزاً کہا جبا طوش! موت اور زندگی کا مالک تو ہے یا خدا ہے؟

کوہستانی چڑیل نے کہا لڑکی۔ یہاں خدا نام کی کوئی چیز نہیں ہمارا مذہب ظلمات کے گرد گھومتا ہے اور تمہارے خدا کو تاریکی سے نفرت ہے اس لئے وہ اس تاریک وادی میں تمہاری مدد کرنے نہیں آئے گا۔

لیا۔ اس کو چوما آنکھوں سے لگایا اور اور ایک دفعہ پھر آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ پھر یہ منظر بھی دھند میں تحلیل ہو گیا۔

سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی ماریا چونک اٹھی۔ رات دبے پاؤں گزر گئی تھی اس کے ہاتھوں میں مقدس صلیب موجود تھی۔ اس نے فوراً اسے گلے میں پہن لیا۔ اور اب اسے یقین تھا کہ ایک دفعہ پھر وہ شیطان کے چیلوں کو عبرتناک شکست دے گی۔ وہ پہاڑی سے اتر کر چشمے پر آئی۔ منہ وغیرہ دھویا اور آنے والے وقت کا انتظار کرنے لگی۔ اسے زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا۔ جبا طوش اور کوہستانی چڑیل اس کے سامنے نمودار ہو گئے۔ جبا طوش اور کوہستانی چڑیل کی ایسی ہیبت ناک شکل و صورت تھی کہ ماریا کے جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔

کوہستانی چڑیل نے ایک بھدا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا جبا طوش یہ ہے وہ آفت کی پڑیا جس کے لئے ہدایات دے کر بھیجا گیا تھا۔ اس کی حقیقت تو ایک مچھر کی سی ہے جب چاہوں اسے مسل کر

ماریا نے کہا جبا طوش! پہلے تو اپنی ترکش کے
تیر آزما لے کیوں کہ پہلا حق بھی اس شکار پر تیرا
ہی ہے ۔ جبا طوش نے ایک منتر پڑھ کر پھونکا تو
ایک آگ کی بل کھاتی ہوئی رسی نمودار ہوئی ۔
جبا طوش نے کہا جا اس لڑکی کو جکڑ لے ۔ وہی بل
کھاتی ہوئی ماریا کی طرف بڑھی اور اس سے لپٹ
گئی ۔ لیکن دوسرے ہی لمحے وہ پھولوں کی لڑی میں
تبدیل ہو چکی تھی ۔
جبا طوش نے غصے سے اور چڑیل نے حیرت سے
اس وار کو ناکام ہوتے ہوئے دیکھا اور ماریا نے مسکراتے
ہوئے پھولوں کی یہ لڑی جبا طوش کی طرف پھینک دی
جو سانپ میں تبدیل ہو کر جبا طوش کی طرف بڑھی
لیکن جبا طوش اپنے گرد پہلے ہی ایک حصار
قائم کر چکا تھا جونہی سانپ اس حصار سے ٹکرایا
اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے
جبا طوش نے پھر ایک منتر پڑھنا شروع کیا
اور پھر ہوا میں پھونک ماری آٹھ خونخوار ریچھ زمین
سے نمودار ہوئے جن کے بدن پر سیاہ لمبے بال
اور ضرورت سے بھی زیادہ لمبے ناخن موجود تھے

ان کے جبڑے کچھ زیادہ ہی چوڑے تھے جن سے
ان کے خنجروں کی طرح نوکیلے اور تیز دانت نظر آ
رہے تھے ۔ جبا طوش نے فخر سے ماریا کی طرف دیکھ
کر حکم دیا کہ تمہارا شکار تمہارے سامنے موجود
ہے لیکن وہاں ریچھوں کو کچھ بھی نظر نہیں آ رہا
تھا ۔ وہ بار بار منہ اوپر کر کے خوفناک آوازیں نکال
رہے تھے ۔ تب جبا طوش نے غصے سے کچھ پڑھ
کر کہا اب دیکھو اندھو ۔ اب شاید ریچھوں کو ماریا نظر
آ رہی تھی ۔ اور وہ غصے سے اس کی طرف گھیرا ڈالے
بڑھ رہے تھے اور اس کے گرد اپنا گھیرا تنگ کرتے
جا رہے تھے ان کے ناخن پنجوں سے باہر آ گئے تھے
اور آنکھوں میں خون اتر آیا تھا ۔ اور وہ حملہ کرنے کی نیت
سے چھلانگ کر اسے دبوچ لینا چاہتے تھے ۔ اس دفعہ تو
کوہستانی چڑیل نے بھی داد دینے والی نگاہوں سے جبا طوش
کو دیکھا تھا جونہی ریچھوں نے چھلانگ لگائی ۔ ماریا کے
گرد آگ کا ایک حصار قائم ہو گیا اور ریچھوں کے جسم
میں اس سے ٹکرا کر آگ لگ گئی ۔ اور وہ چیختے ہوئے
زمین پر لوٹنے لگے ۔ مگر آگ نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا
اور تمام وادی میں ان کے جلتے ہوئے گوشت کی

بو پھیل گئی۔ جس سے عمبا طوش اور چڑیل دونوں ہی پریشان دکھائی دینے لگے۔

ماریا نے کہا عمبا طوش دیکھو میرا خدا ان اندھیروں میں آن پہنچا ہے۔

عمبا طوش نے غصے سے کہا سفید چڑھیا! یہ تو معمولی حربے تھے اس فتح سے خوش ہو گئی۔ دیکھ اب تیری موت تیرے سامنے آ گئی ہے۔

عمبا طوش نے اشارہ کیا پہاڑوں کے پتھر لڑھکتے ہوئے آتے اور اپنے آپ دیوار بن جاتے۔ پھر ماریا کے چاروں طرف یہ دیواریں کھڑی ہو گئیں تو عمبا طوش نے حکم دیا دیوارو آپس میں مل جاؤ۔ اور اس کی ہڈیوں کا سرمہ بنا ڈالو دیواریں ماریا کے گرد بڑھنی شروع ہو گئیں۔ اور آپس میں مل گئیں۔

پھر کیا ہوا یہ جاننے کے لیے قسط نمبر ۴۴

"عمبا طوش اور ناگ" پڑھیے

ممباطوش اور ناگ
اے حمید
۴۴

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

ممباطوش اور ناگ

اے۔حمید

قوس پبلی کیشنز
۱۴/ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

قیمت : ۱۲ روپے

ناشر : مبارک انور ، قوس پبلی کیشنز ، لاہور

طابع : ایچ وائی پرنٹرز ، لاہور

ماریا مینا بن گئی

ممبا طوش نے خوشی سے قہقہہ لگایا کہ ماریا پیس گئی ہو گی ۔ اور اس خوشی میں چڑیل بھی شامل تھی ان کو پتہ بھی نہ چلا کہ ماریا ان پتھر کی دیواروں سے نکل کر ایک طرف کھڑی ہو گئی تھی ۔ ایک درخت کی آڑ میں ۔

چڑیل نے کہا ممبا طوش نکال لاؤ خون اور گوشت کے اس ڈھیر کو دیواروں سے ۔

ممبا طوش نے اشارہ کیا ایک ایک پتھر علیحدہ ہو کر پھر اپنی جگہ پر واپس چلا گیا ۔ لیکن انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ ماریا وہاں موجود نہیں تھی ۔ چڑیل اور ممبا طوش نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا وہ لڑکی کہاں گئی ۔ تب ماریا درخت کی آڑ سے نکل کر سامنے آئی ۔ اور کہا

آداب بجا لاتی ہوں حکم ہو تو خود ہی اپنے آپ

ہو قتل کر کے پیش کر دوں۔ کیوں کہ یہ جنگ طویل ہوتی
جا رہی ہے اور آپ کا قیمتی وقت ضائع ہو رہا
ہے۔ مجھے ہلاک کر دینا آپ لوگوں کے بس کی
بات نہیں۔

ممبا طوش نے کہا لڑکی! تیری یہ شوخی ابھی چیخوں میں
تبدیل ہو جائے گی۔ ممبا طوش نے پہاڑ کی ایک چوٹی
کو اشارہ کیا چوٹی تیزی سے ماریا کی طرف اڑتی ہوئی
آئی۔ ممبا طوش نے کہا بنا دو اس چھوکری کی قبر۔ پہاڑی
تیزی سے ماریا کے سر کے ٹھیک اوپر آکر نیچے گری
لیکن جوں ہی ماریا کے بالکل نزدیک پہنچی صلیب
سے ایک روشنی کی کرن نکل کر اس سے ٹکرائی اور
پہاڑی پتھروں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تمام وادی میں
بکھر گئی اور ایک پتھر کا ذرہ بھی ماریا کے جسم کو
نہ چھو سکا۔

ممبا طوش غصے سے پاگل ہو گیا اس نے ہاتھ سے
اشارہ کیا کئی من وزنی لوہے کا ایک گرز اس کے ہاتھ
میں آ گیا۔ اور وہ ماریا کی طرف بڑھا کہ مار مار
کر اسے ختم کر دے۔ جوں ہی اس نے پوری
طاقت سے ماریا کے سر پر وار کیا ماریا وہاں

سے غائب ہو گئی۔ اور کئی من وزنی گرز ایک
پتھر پر پڑا۔ جس سے ریزے ریزے ہو گئے
ماریا قریب ہی کھڑی قہقہے لگا رہی تھی پھر تو
ممبا طوش نے پاگلوں کی طرح حملے کرنے شروع
کر دیئے۔ ہر دفعہ اس کا وار زمین پر یا پتھر پر
پڑتا اور ماریا ہوا میں تحلیل ہو کر غائب ہو
جاتی اور بالآخر وہ تھک کر زمین پر گر کر ہانپنے
لگا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر کوہستانی چڑیل آگے
بڑھی اور اس سے کہا

ممبا طوش تیرے ترکش کے سب تیر ختم ہو
گئے اب میری باری ہے۔

ماریا نے کہا آنٹی کیا آپ کو انکل کی اس حالت
سے سبق حاصل نہیں ہوا۔

چڑیل نے کہا لڑکی! تمہیں یہ مذاق مہنگا پڑے
گا۔ اور ہاتھ سے اشارہ کیا ایک گول چکر فضا سے
گھومتے ہوئے نمودار ہوا جس کی دھار تلوار سے
زیادہ تیز تھی۔ کیوں کہ وہ کئی تن آور درختوں
کے تنوں سے اس طرح گزر گیا جیسے وہ سخت لکڑی
کی بجائے گاجر یا مولی ہوں وہ تیزی کے ساتھ

ریا کے جسم سے بھی اس طرح گزر گیا جیسے وہ
نی ٹھوس چیز نہ ہو فقط سایہ ہی ہو پہلے تو
ڑیل خوش ہوئی لیکن پھر ماریا کو صحیح سالم دیکھ کر
س کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

ماریا نے قہقہہ لگایا تو چڑیل غصے سے سرخ ہو گئی
س نے اشارہ کیا تو ایک کمان اور تیر اس کے ہاتھ
ں آگیا۔

چڑیل نے کچھ پڑھ کر تیر آسمان کی طرف پھینکا
ں ہی وہ تیر نظروں سے غائب ہوا آسمان سے
اریا پر تیروں کی بارش شروع ہو گئی لیکن ایک
بھی تیر ماریا کو نہ چھو سکا یہ سلسلہ کچھ عرصہ
جاری رہا اور پھر خود بخود ختم ہو گیا۔

چڑیل اور جبا طوش اپنی ناکامی پر پیچ و تاب
کھا رہے تھے۔ چڑیل نے سجدے میں جا کر شیطان
کو مدد کے لئے پکارتے ہوئے کہا اے بدی کے
دیوتا تیرا گلشن ویران ہو رہا ہے ہماری طاقت میں
اضافہ فرما پھر جب وہ سجدے سے اٹھی تو اس
کی آنکھوں سے آگ روشن تھی۔ اس نے کچھ پڑھ کر
زمین پر پھونک ماری۔ ماریا کے پاؤں کے نیچے زمین

اندر کو دھنس گئی۔ لیکن ماریا اندر گرنے کی بجائے
ہوا میں معلق ہو گئی۔ اس کے پاؤں کے نیچے زمین نہ
تھی لیکن وہ ہوا میں معلق تھی۔

ماریا نے پھر طنز کی آنٹی بڑے انکل بھی آپ
کی کوئی مدد نہیں کر سکے مجھے افسوس ہے برسوں
بعد بڑے مزے دار گوشت نصیب ہونے والا تھا۔

چڑیل نے کہا تم نے ہمارے قہر و غضب
کو آواز دی ہے۔ حقیر چیونٹی تیرا انجام دیکھ کر
ان پہاڑوں کے پتھر بھی آنسو بہائیں گے۔ اور
تیری قبر اس وادی سیاہ میں بنے گی۔

ماریا نے چھیڑتے ہوئے کہا آنٹی میری قبر بنا
دی تو میرا گوشت کیڑوں کی خوراک بن جائے گا
پھر تم اور انکل کیا کھاؤ گے۔

چڑیل نے غصے سے کہا کم بخت گوشت تیرا ہم
ہی کھائیں گے۔ قبر میں تو تیری ہڈیاں دفنائی جائیں
گی۔ یہ قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبان ہمیشہ کے لئے
بند ہو جائے گی۔ کم ظرف وقتی فتح پر ناز نہ کر
تباہی اور بربادی تیرا مقدر لکھی جا چکی ہے
جسے مٹایا نہیں جا سکتا۔

ممبا طوش نے کہا تجھے ہمارا احسان مند ہونا چاہیے
ہم نے تجھے زندہ رہنے کی تھوڑی سی مہلت اور
دے دی ہے ایک رات اور اس دنیا میں سانس
لے لے اور اسے دیکھ لے کل کا سورج تیری موت
بن کر آنے والا ہے۔ اس لیئے کہ اس وادی سے
تو باہر نہیں جا سکتی۔ اس رات کو ہم نے ایسا
جاپ کرنا ہے جس کا توڑ سوائے تیری شکست
کے اور کچھ نہ ہو گا۔

ماریا نے ہنسی اڑاتے ہوئے کہا کوئی بات نہیں
انکل ہمارے لیئے تو ہمیشہ سے سورج موت کا پیغام
لے کر آتا ہے یہ اور بات ہے کہ سر دشمن ہی
جاتے ہیں۔

ممبا طوش نے کہا میں تمہارے منہ لگنا
نہیں چاہتا پھر چڑیل سے کہا آؤ بہن۔ دونوں
غائب ہو گئے۔

دن بھر ماریا بھاگ دوڑ کر کے اس وادی
سے نکلنے کی کوشش کرتی رہی لیکن اسے کوئی
راستہ باہر جانے کا نہ مل سکا ہر دفعہ زمین
سمٹ جاتی اور ماریا وہیں پہنچ جاتی جہاں سے

چلی تھی۔ آخر تھک کر وہ سمجھ گئی کہ جب تک
ان دونوں ممبا طوش اور کوہستانی چڑیل کا طلسم
نہ ٹوٹے گا یہ ممکن نہ ہو گا شاید اسی میں بہتری
ہے۔ اور قدرت مجھ سے کوئی کام لینا چاہتی ہے۔
دوسری طرف رات بھر ممبا طوش اور چڑیل نے جاپ
کیئے۔ یہاں تک کہ دن چڑھ آیا اور تب جا کر ان کو
آواز آئی ارنے بھینسے کی قربانی دو جو سیاہ رنگ کا
ہو اس کے خون سے غسل کرو اور گوشت دیوتاؤں
کے لیئے کالے پہاڑ کی چوٹی پر چھوڑ آؤ اگر دیوتاؤں
نے تمہاری قربانی قبول کر لی تو پھر فتح تمہاری ہی
ہو گی۔

ممبا طوش اور چڑیل نے اپنے جادو کے زور سے
دو سیاہ بھینسے قریب کی آبادی سے حاصل کیئے۔
دیوتاؤں کے نام پر قربانی دی اور دونوں نے ان
کے خون سے غسل کیا اور پھر ان کا گوشت کوہ سیاہ
کی بلند چوٹی پر لا کر رکھ دیا۔ اور خود نیچے آ کر
دیوتاؤں کی آمد کے منتظر رہے۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد آسمان پر دو سیاہ چمگادڑیں
ہاتھی کے قد کے برابر نمودار ہوئیں انہوں نے وادی

سیاہ کا چکر لگایا جمبا طوش اور چڑیل دونوں کا دل
دھڑک رہا تھا دیکھیں قربانی منظور ہوتی بھی ہے کہ
نہیں۔ تب دونوں چمگادڑ پہاڑ کی چوٹی پر آئیں اور
اپنے پنجوں میں بھینسے کا گوشت لے کر اڑ گئیں
اور پھر نظروں سے غائب ہو گئیں۔

جمبا طوش اور چڑیل دونوں خوش ہو گئے اور ان کا
سر فخر سے اونچا ہو گیا۔ تب پھر زمین سے آواز
آئی۔ اس لڑکی کو موت نہیں آ سکتی تم لوگ صرف
اس کی آزادی چھین کر اس کی شکل تبدیل کر سکتے
ہو۔ دونوں کو بہت مایوسی ہوئی۔

چڑیل نے کہا تو میں اسے کتیا بنا دوں گی لیکن
جمبا طوش نے کہا نہیں میں اسے پنجرے میں بند کر
کے ہر وقت اپنے پاس رکھوں گا۔ تاکہ اسے بار بار
گھڑی گھڑی ذلیل کر سکوں بھوکا رکھ سکوں پیاسا
رکھ کر سزا دے سکوں کتیا بن کر یہ ہماری نظروں
سے اوجھل ہی رہے گی۔ چڑیل نے کہا جیسے تمہاری
مرضی ہے۔

دوسری طرف ماریا پانی کی تلاش میں چلی
آ رہی تھی۔ کہ صلیب مقدس کی زنجیر ٹوٹ

گئی اور صلیب زمین کی دڑاڑ میں گری اور
زمین نے اسے نگل لیا۔ ماریا کا دل بجھ گیا
اور اسے یقین ہو گیا کہ وہ کسی
مصیبت کا شکار ہونے والی ہے اس کی بھوک
اور پیاس ختم ہو گئی۔ اور وہ سوگوار ہو کر ایک
پتھر پر بیٹھ گئی۔ ابھی وہ سوچوں کے سمندر میں ہی
گم تھی۔ کہ اسے خوفناک قسم کے قہقہے نے
اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ جمبا طوش اور کوہستانی چڑیل اس
کی بے بسی پر ہنس رہے تھے۔

جمبا طوش نے کہا گستاخ لڑکی! اب وہ وقت
آ گیا ہے۔ کہ ہم تجھے تیری گستاخی کی سزا دیں۔
دیوتاؤں نے ہماری قربانی قبول کر لی ہے اور
اب ہمارے اندر جادوئی طاقتوں کا سمندر موجیں
مار رہا ہے۔ سوچا تھا تیرے گوشت کے کباب
اور تکے بہت لذیذ ہوں گے اور جی بھر کے کھائیں
گے لیکن نہ جانے دیوتاؤں کو تجھ پر رحم کیوں
آ گیا ہے وہ تجھے زندہ رکھنے چاہتے ہیں اور
ہم مجبور ہیں کہ تمہیں زندہ رکھتے ہوئے ایسی
سزا دیں۔ کہ تم دوسروں کے لئے مقام عبرت

بن جاؤ۔

ماریا خاموشی سے سن رہی تھی اور اس کے کوئی جواب بھی نہ دیا تب چڑیل نے طنز کرتے ہوئے کہا قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبان خاموش کیوں ہوگئی ہے۔ کیا زبان پر آبلے پڑ گئے ہیں؟ پھر دانت پیس کر کہا۔

آفت کی پُڑیا اپنے انکل اور آنٹی سے بات نہیں کرو گی

ممبا طوش نے طنز کی بھتیجی نے شکایت کی تھی کہ ہمارے سر سے درختوں کا سایہ بھی چھین لیا ہے۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے ہم اپنی بھتیجی کے سر پر ایسا سایہ کر دیں گے کہ عمر بھر اس سائے سے آزاد نہ ہو سکے گی۔ تمہاری آنٹی تمہیں کتیا بنانا چاہتی تھی۔ لیکن میں نے کہا نہیں بھئی کتوں کے بھونکنے کی آواز مجھے بہت بری معلوم ہوتی ہے ایسی میٹھی آواز والی لڑکی کو مینا کی صورت ہونا چاہیے تاکہ تنہائی میں اپنے چچا سے باتیں بھی کر سکے۔ اور پھر بھتیجی کی شایان شان اس کا پنجرہ بھی ہونا چاہیے۔

اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا ایک نہایت خوبصورت سونے کا پنجرہ اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ سنی یہ پنجرہ تمہیں ضرور پسند آئے گا۔

ماریا نے پہلی مرتبہ پھیکی سی مسکراہٹ سے کہا یہ سب وقتی خوشی ہے اور میں تمہارا دل بھی توڑنا نہیں چاہتی پہلے ہی آپ لوگ کافی خفت اٹھا چکے ہیں۔ کچھ دن خوش ہو لیں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن میں آج دونوں کو بتا دوں بالآخر تم دونوں کا یہ انجام ہو گا کہ تم میرے گوشت کے کباب کھانے چاہتے ہو لیکن تمہارے گوشت سے اس وادی کے کیڑے مکوڑے کافی عرصہ تک سیر ہوتے رہیں گے۔ اور اس وادیِ تاریک میں تم دونوں کی ہڈیاں کے ڈھانچے عبرت کا سامان بن کر سڑتے رہیں گے۔ اور زمین کی مٹی بھی انہیں چاٹنا پسند نہیں کرے گی۔

ممبا طوش نے غصے سے کہا بد زبان بن جا مینا اور پھر ہاتھ کا اشارہ کیا ماریا مینا بن گئی۔ ممبا طوش اور چڑیل نے قہقہہ لگایا۔

ممبا طوش نے کہا بھتیجی اب میرے ہاتھ پر

چلی آؤ۔

مینا اُڑ کر ممبا طوش کے ہاتھ پر چلی آئی اس نے گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا جی تو چاہتا ہے اسے گھونٹ دوں مگر میں دیوتاؤں کو ناراض کرنا نہیں چاہتا۔ جا اس پنجرے کے اندر بند ہو جا۔ مینا پنجرے کے اندر بند ہو گئی۔ ایک دفعہ پھر کوہستانی چڑیل اور ممبا طوش نے قہقہہ لگایا۔ اور کہا تجھے دیکھ کر ہمیشہ میرے دل میں بھائی کا انتقام زندہ رہے گا۔ اور میں دیوتاؤں کو راضی کر لوں گا کہ تجھے ہماری خوراک بننے کی اجازت دے دیں۔

کوہستانی چڑیل نے کہا مجھے بھی اس دن کا انتظار رہے گا۔ ممبا طوش اس کے گوشت کی دعوت پر مجھے بھول نہ جانا۔ کیوں کہ اس شکار پر میرا بھی کچھ حق ہے۔

مینا نے کہا آپ فکر نہ کریں آنٹی آپ بھی بھولنے والی شے ہیں فکر نہ کریں دونوں کا انجام یہی ہو گا۔

چڑیل نے غصے سے کہا خاموش رہ کتیا اور اس نے پنجرے کے اندر ایک قہقہہ لگایا۔

خزانہ تباہ ہو گیا

لاہوت اور اس کے ساتھیوں کی موت کے بعد ناگ نے ہرن کی کھال پر بنا ہوا خزانے کا نقشہ آگ میں جلا دیا۔ اور اس کی راکھ اُڑا دی۔

فرعون سیمی رامس نے ناگ سے کہا۔ زندہ انسانوں میں اب صرف تم ہی اس خزانے سے واقف ہو۔ مجھے خوشی ہے کہ تم کوئی لالچی آدمی نہیں ہو۔ ورنہ تمہاری زندگی کا چراغ بھی گل کر دیا جاتا۔ میرے بچے! جتنا خزانہ تم اُٹھا سکتے ہو لے جاؤ۔ کیوں کہ اس کے بعد شاید تم بھی یہاں نہ پہنچ سکو۔ تمہارے جانے کے بعد اس خزانے کی چھت زمین سے آ لگے گی۔ اور فرعونوں کی دولت فرعونوں کے ساتھ ہی دفن ہو جائے گی۔ ہماری روحیں اب آرام کی نیند چاہتی ہیں ایک ایسی نیند جس سے پھر کبھی کوئی بیدار نہیں

ہوتا۔ کیوں کہ ہماری روحیں اس نقشے کی وجہ سے
قید تھیں۔ اس نقشے میں جسے تم نے جلا دیا ہے
ناگ نے کہا اے میرے بزرگ! یہ دولت میرے
کسی بھی کام کی نہیں میں تو خود کئی ہزار سال
سے زندگی کی سزا بھگت رہا ہوں۔ میری زندگی لعب و
لالچ سے پاک ہے۔ مجھے نہ تو محلات چاہئیں رہنے
کے لئے اور نہ ہی عیش و عشرت کے سامان۔
میں تو تاریخ کے ساتھ زمانے کی
صورت سے ہوں۔ جو کبھی کسی دور اور کبھی
کسی دور میں گھومتا رہتا ہے۔ میں انسانی زندگی
کی برائیوں کے خلاف جہاد کرتا رہتا ہوں۔ موت
میرے مقدر میں نہیں ہے پھر دولت کا
میری دنیا میں کوئی بھی مصرف نہیں یہ دولت تمہاری
ہے تم ہی کو مبارک ہو۔ پھر ناگ پرندہ بن کر
تہ خانے سے اڑ گیا ابھی وہ باہر ہی آیا
تھا۔ کہ اس نے اپنے پیچھے چھت گرنے کی
آواز سنی۔ اور وہ سمجھ گیا فرعونوں کا خزانہ ہمیشہ
کے لئے ان کے ساتھ ہی دفن ہو گیا اسے خوشی
تھی کہ اب ان کی روحیں سکون کی نیند سو

جائیں گی۔

ناگ اڑتے اڑتے اسی جن کے نخلستان پر
آیا اور ستانے کے لئے اس مقام پر اتر گیا
ٹھنڈے پانی کے چشمے کو دیکھ کر اس کا دل
چاہا کہ پانی پیئے لیکن فوراً ہی خیال آ گیا کہ جن
کی اجازت کے بغیر پانی نہیں پینا چاہیے۔ لال
لال کھجوروں کے گچھوں کو دیکھ کر اس کے منہ
میں پانی بھر آیا۔ لیکن اس نے اپنی طبیعت
پر جبر کیا۔ پانی کے لئے اسے واقعی ضرورت
تھی کیوں کہ اس کا حلق سوکھ رہا تھا اور
آگے کئی میل پانی ملنے کی امید نہ تھی کیونکہ
یہ راستہ اس کا دیکھا تھا۔ وہ اسی سوچ میں
بیٹھا تھا کہ اس کے پاؤں تلے کی زمین ہلنے لگی
وہ سمجھا شاید زلزلہ آ رہا ہے۔ پھر ہر سو گلاب کی
خوشبو پھیل گئی۔ ایک دھواں سا اڑتا ہوا اس
کے سامنے آیا اور اس دھوئیں نے ایک ہیولے
کی شکل اختیار کر لی جب یہ واضح ہوا تو ناگ
کے سامنے جن کھڑا تھا۔

جن نے ناگ سے کہا وادیٔ نیل کے بیٹے!

جن سلیمان تجھے خوش آمدید کہتا ہے۔ اس سے
پہلے بھی تیرے قدموں نے اس زمین نے نوازا
ہے لیکن تیرے ساتھ لالچی، دغاباز اور ریاکار
لوگ شامل تھے۔ جن کے لئے یہاں قدم رکھنے
کی ممانعت بھی ہے میں خوش ہوں کہ تجھ جیسے
نیک آدمی نے مجھے میزبانی کا شرف بخشا ہے۔

ناگ نے سلیمان جن کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ
اجازت ہو تو آپ کے چشمے سے پانی پی لوں

سلیمان نے کہا میرے بھائی آپ کی تواضع
میرا فرض ہے۔ مجھے خدمت کا موقع دیں۔

جن نے ہاتھ سے اشارہ کیا کئی درخت جھک
کر پاس آ گئے۔ جن نے نہایت عمدہ اور پکے ہوئے
ہوئے پھل توڑ لئے پھر اشارہ کیا جن میں سب
چیزیں پھل، شہد، پنیر اور دودھ سجا سجایا ایک
بڑے تھال میں آ گیا۔ ساتھ پانی کی ایک نفیس صراحی
بھی تھی۔ تب سلیمان جن نے کہا ناگ بھائی بسم اللہ
کرو۔

ناگ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے شکم سیر ہو
کر کھانا کھایا۔ اور پانی پیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر

سلیمان جن نے ناگ سے کہا اب آپ کا ارادہ کدھر
جانے کا ہے۔

ناگ نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا بھائی سلیمان
جدھر تقدیر لے جائے دراصل میں اپنے بھائی عنبر
اور ماریا کے لئے لئے بہت پریشان ہوں نہ جانے
وہ کن حالات سے دوچار ہیں اُن سے بچھڑے
کافی عرصہ ہو گیا ہے۔ اور اب تنہا اداس ہو گیا
ہوں۔

سلیمان نے کہا کہ یہ کون سی بڑی بات ہے
آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اس کے قریب
بہتے ہوئے چشمے کے پانی کی طرف اشارہ کیا۔
پانی شیشے کی طرح سے جم گیا پھر جو اشارہ کیا
تو ناگ نے دیکھا۔ پھولوں والے ایک بڑے سے
درخت کے نیچے عنبر پھول پری بند کلی اس کے
باپ اور بھائی سے الوداع کہہ رہا ہے اور اس
امداد پہ پھول پری کا شکریہ ادا کر رہا ہے۔

ناگ نے کہا یہ علاقہ کہاں ہے؟

سلیمان نے کہا یہ ہندوستان کا علاقہ ہے۔
کوہ ہمالیہ کی ایک وادی۔ پھر اس نے اشارہ کیا

یہ منظر پانی کی سطح سے غائب ہو گیا پھر دوبارہ
جو اشارہ کیا تو کوہِ سیاہ کی ایک غار کا منظر
تھا جہاں بھیانک جادوگر ممبا طوش پڑا خراٹے لے
رہا تھا اور اس کے سرہانے پنجرے میں بند ماریا
مینا بنی ہوئی تھی۔ ناگ دیکھ کر پریشان ہو گیا
اور پوچھا

بھائی سلیمان! یہ کون سا مقام ہے

سلیمان نے جواب دیا ناگ یہ انگلستان کے ایک
شہر لارڈ کا جنوبی علاقہ ہے جسے وادی سیاہ بھی
کہتے ہیں یہ اسی پہاڑ کی ایک غار ہے۔

ناگ نے کہا تو بھائی مجھے اجازت دو۔
کئی میلوں کا سفر کر کے مجھے بہن کی مدد کو پہنچنا
ہے۔

سلیمان نے کہا ناگ تم مصر میں ہو اور انگلستان
کا یہ علاقہ کافی دور ہے۔ تمہاری بہن کو جلدی
تمہاری امداد کی ضرورت ہے۔ ممبا طوش اور کوہستانی
چڑیل اس علاقے کے مالک و مختار ہیں اور بہت
بڑے جادوگر ہیں۔ یہ ایک تعویذ ہے اسے اپنے
گلے میں ڈال لو۔ تم ہر قسم کے جادو سے محفوظ

رہو گے۔ یہ مجھے جان سے بھی پیارا ہے اور میرے
بزرگوں کا تحفہ ہے ان جادوگروں سے نپٹ لینے
کے بعد اسے ہوا میں اچھال دینا۔ خود بخود میرے
پاس آجائے گا۔

ناگ نے شکریہ ادا کر کے تعویذ لے لیا تب
سلیمان نے اپنا مصلیٰ زمین پر بچھا کر کہا اس پر
بیٹھ جاؤ یہ مہینوں کا سفر لمحوں میں کر کے تمہیں
کوہ سیاہ کے دامن میں پہنچا دے گا۔ اتنا بتانے
کے بعد یہ خود بخود واپس آجائے گا

ناگ نے کہا تو پھر مجھے اجازت ہے۔

سلیمان نے کہا اپنے بھائی عنبر اور ماریا کو میرا
سلام دینا۔ جب کبھی تم تینوں کا گزر ادھر سے ہو
مجھے اپنی میزبانی کا شرف ضرور بخشنا کیونکہ نیک اور
بے غرض لوگوں کی خدمت کرنا بہت بڑی عبادت ہے
ناگ مصلے پر بیٹھ گیا اور مصلیٰ ہوا میں اوپر اٹھا اور
پھر طوفان کی طرح ایک سمت روانہ ہو گیا۔

عنبر پتھر کا بت بن گیا

دوسری طرف زور نامی پری جو کالے دیو کی بہن بنی ہوئی تھی، کے رقص و نغمے سے ہوش میں آکر اندر نے کالے دیو کی خطا معاف کر دی اور اسے دوبارہ پرستان میں داخلے کی اجازت دے دی لیکن مشیر خاص کا عہدہ اس سے ہمیشہ کے لئے لے کر لال دیو کو دے دیا گیا۔ پرستان میں کالے دیو کی بے انتہا عزت اور وقار اس وجہ سے تھا کہ وہ راجا اندر کا مشیر خاص ہے لہذا یہ عہدہ چھن جانے کا اسے بے حد دکھ ہوا اور وہ اس کا تمام تر ذمہ دار عنبر کو سمجھتا تھا کہ سب آفت اسی کی لائی ہوئی ہے۔ اسے یہ بھی علم ہو گیا تھا۔ کہ عنبر بھی نیلم پری کی سفارش سے انسان بن گیا تھا۔ اور آج کل ہندوستان میں ہے وہ دن رات انتقام کی آگ میں جل رہا تھا۔ اسی وجہ سے کئی دفعہ

اس کی نیلم پری سے بھی لڑائی ہو چکی تھی۔ پرستان میں اس کی عزت کا جنازہ اُٹھ چکا تھا۔ اسے یاد آیا کہ ایک مصیبت میں اس نے ہندوستان کے مشہور جادوگر سانگلاور کی مدد کی تھی لہذا ایک روز اس نے پرستان کو خیر باد کہہ دیا اور اُڑتا ہوا ناگا پربت کی ترائی میں پہنچ گیا۔ جہاں جادوگر نے اپنے زور سے حکومت قائم کر رکھی تھی۔ جلدی ہی اس کے بھوتوں نے کالا دیو کو اپنے آقا کے پاس پہنچا دیا جس کا گھر جادو کے ایک اژدہے کے پیٹ میں تھا۔ لہذا سانگلاور کے بھوت اسے اژدہے کے پیٹ میں لے گئے۔ جو ناگا پربت پہاڑ کی ایک بہت بڑی چٹان پر پڑا تھا۔

سانگلاور کالے دیو کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس کی بڑی خاطر تواضع کی۔ انواع اقسام کے کھانے چن دیئے گئے۔ جن میں تالم نیل گائے۔ بارہ سنگھے، ہرن اور جنگلی سور بھنے ہوئے موجود تھے۔ کالے دیو نے خوب پیٹ بھر کر اس لذیذ گوشت کی دعوت اُڑائی یہ اژدھا اتنا بڑا تھا۔ کہ اس کے پیٹ کا اندرونی حصہ کسی بہت بڑی حویلی کے برابر تھا۔ اس کھانے پینے

میں رات بیت گئی کالا دیو بات کا موقع ڈھونڈ
رہا تھا۔ کہ خود سانگلاور نے ہی پوچھ لیا۔
میرے متر عرصہ دراز کے بعد تم پدھارے ہو
کوئی اچھیا ہو تو بیان کرو۔
تب کالے دیو نے عنبر والا سارا قصہ دہرا دیا۔
جسے سن کر سانگلاور غصے سے لال پیلا ہو گیا اور اس
نے کہا ایک آدم زاد کی یہ ہمت کہ وہ دیو زادے
کے منہ آئے۔ پھر اس کے جس کا یار سانگلاور
جیسا مہان طاقتوں کا مالک ہو وہ جہاں کہیں
بھی ہو گا۔ اسے کچل دیا جائے گا۔
تب کالے دیو نے کہا دوست تم اسے
حقیر سمجھ رہے ہو۔ ایسا نہیں ہے جو انسان پرستان
میں پہنچ کر اندر کی سبھا تک پہنچ سکتا ہے اور
پھر اس کے عتاب سے پتھر بن جانے کے بعد
مجھ سے بھی پہلے انسان میں تبدیل ہو کر زندہ
پھر رہا ہے۔ کوئی شہ زور ہو گا۔ پھر ویسے بھی
دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیئے تم پہلے معلوم کرو
وہ اس وقت کہاں ہے۔
سانگلاور نے اشارہ کیا ایک چڑیل زمین سے

نمودار ہوئی۔ سانگلاور نے اپنے تیز ناخنوں سے
اس کا پیٹ پھاڑ ڈالا اور اس کی آنتیں باہر پھینک
دیں پھر اس خلا میں ہاتھ سے اشارہ کیا۔ چڑیل کے
پیٹ میں عنبر نظر آیا جو ایک ندی کے قریب ہی
بیٹھا ہوا تھا۔
کالے دیو نے دیکھ کر کہا یہی ہے میرے
دوست وہ دشمن جس نے میری راتوں کی نیند
حرام کر رکھی ہے۔
سانگلاور نے قہقہہ لگایا اور کہا تم جیسے
مہان دیو جب اس زمین پر رینگنے والے کیڑے
کو دیو کہہ کر پکارتے ہیں تو مجھے شرم آتی ہے۔
ابھی اسی وقت تمہارے اس دشمن کو تمہارے
سامنے پیش کرتا ہوں۔ پھر سانگلاور نے اشارہ کیا تو
ایک موٹی سی رسی نمودار ہوئی۔ اس نے کہا جا
ندی کے پاس بیٹھے عنبر نامی شخص کو باندھ کر
میرے حوالے کر دے۔ رسی غائب ہو گئی۔ عنبر
ندی کے کنارے تیرتی ہوئی مچھلیوں کو دیکھ رہا تھا
کہ اچانک ایک رسی آ کر اس کے جسم سے
لپٹ گئی اور اس کے ہاتھ پاؤں بندھ گئے۔ عنبر

نے حیران ہو کر دیکھا آس پاس کوئی بھی موجود نہ
وہ سمجھ گیا پھر کوئی نئی مصیبت رسّی بن کر گلے پڑ
رہی ہے۔ اس نے اپنی طاقت سے زور لگا
کر اس رسی کے کئی ٹکڑے کر دیئے یہ رسّی کے
ٹکڑے فضا میں اُڑ کر غائب ہو گئے۔ سانگلاور کالے
دیو کے ساتھ بیٹھا انتظار کر رہا تھا۔ کہ رسّی کئی
حصّوں میں ٹوٹی ہوئی اس کے قدموں میں آن گری
کالے دیو نے طنزیہ مسکرا کر سانگلاور کی
طرف دیکھا۔

سانگلاور اپنی توہین کے خیال سے غصّے میں
کانپنے لگا۔ اس نے کوئی منتر پڑھ کر پھونکا ایک
عجیب الخلقت قسم کی بلا نمودار ہوئی۔ جس کے آٹھ
پاؤں اور آٹھ ہاتھ تھے۔ شکل گینڈے کی طرح
تھی۔ ماتھے پر ایک لمبا سینگ تھا اور بھیڑیوں
کی طرح دانت تھے۔ اس کا قد کئی فٹ اونچا تھا
جس کی وجہ سے اس کا سر چھت سے لگ
رہا تھا۔

سنگلاور نے غصے سے کہا دھمبا ابھی جا اور
کاشی ندی کے کنارے بیٹھے ہوئے عنبر نامی آدمی

کو اُٹھا کر لے آ۔

دھمبا نے غراہٹ میں کچھ جواب دیا جسے صرف
سنگلاور ہی سمجھ سکا اور پھر یہ بَلا وہاں سے غائب
ہو گئی۔

عنبر کسی سوچ بچار میں گم تھا۔ اور اس
کی سوچ کا محور جادوئی رسی ہی تھی کہ سامنے
سے ایک خونخوار بلا کو دیکھ کر چونک پڑا! بلا نے
اسے اٹھا کر کندھے پہ بٹھا دیا۔ اور ہوا میں
بلند ہو گئی۔ عنبر نے سوچا یہ رسّی کے بعد دوسرا
وار ہے۔ اس نے دیکھا یہ بلا اسے لے کر ایک
اژدھے کے منہ میں داخل ہو گئی اندر کالے دیو
کو دیکھ کر اس کا ماتھا ٹھنکا کہ ضرور یہ اسی
کی حرکت ہے۔ پاس ہی ایک نہایت مکروہ اور
غلیظ قسم کا جانور نما انسان بیٹھا تھا۔ بلا نے اس
کے سامنے عنبر کو پھینک دیا۔

سانگلاور نے عنبر کو دیکھ کر قہقہہ لگایا اور
کالے دیو سے کہا

میرے یار یہ ہے وہ حقیر کیڑا جس کی شکتی
سے مجھے ڈرا رہے تھے۔ میرے ایک معمولی

چیلے نے اس کو لا کر میرے قدموں میں پھینک
دیا اب بتا میرے یار اسے پتھر بنا دوں یا کوئی
آوارہ کتا بنا کر گلیوں میں ٹھوکریں کھانے کے
لئے چھوڑ دوں یا پھر اس کے گوشت کے
بھنے ہوئے ٹکڑے تیری خدمت میں پیش کروں۔
کالے دیو نے فخر سے عنبر کی طرف دیکھا
اور کہا بتا عنبر اپنی سزا تو خود ہی سوچ کر بتا
دے
عنبر جو نہایت صبر سے سب کچھ سن رہا تھا نے
کہا تم مجھ سے انتقام لینے کی خاطر یہ سب کچھ
کر رہے ہو۔
کالے دیو نے غرور سے کہا انتقام میرا ہی ہے
سزا تمہیں سانگلاور دیں گے۔ اور انتخاب تمہارا
ہو گا۔
عنبر نے کہا تمہاری میری کوئی ذاتی دشمنی نہیں
تم نے ایک معصوم لڑکی پر ظلم کیا اور اسے اغوا
کر لیا میں اس کی حمایت کے لئے تمہارے پاس
پرستان پہنچا اس لئے کہ اس کی بہن پھول پری کے
مجھ پر بڑے احسانات تھے۔ پھر سزا بھی تمہیں راجا

اندر نے دی ہے کیوں کہ تم نے اس کا ہی قانون
توڑا تھا۔ اس کے باوجود بھی اگر تم مجھ سے بھڑنا
چاہتے ہو تو تمہاری مرضی ہے میں نے اس لئے
یہ سب کچھ بتا دیا ہے کہ میں نے آج تک
کسی سے کوئی زیادتی نہیں کی۔ اور نہ ہی دشمنی کی
پہل ہے۔ لیکن اگر لڑائی زبردستی میرے گلے پڑ
جائے تو پیچھے کبھی قدم نہیں ہٹاتا۔ میں نے ایک مظلوم
کی حمایت میں اس دشمنی کی ابتدا ہوئی ہے اور
مجھے خوشی ہے۔ کہ یہ میری کسی ذاتی دشمنی کی وجہ
نہیں۔ میرے لئے یہ جہاد ہے اس سے پہلے بھی
کئی جادوگر میری زندگی میں آ چکے ہیں۔ جن کے
پاس بہت طاقتیں موجود تھیں لیکن انجام میں آخر
باطل حق سے ٹکرا کر فنا ہو گیا۔
سانگلاور نے کہا جان کے ڈر سے اپنی صفائی بیان
کر رہے ہو لیکن یاد رکھو عنبر اب تک تم جن
سے ٹکراتے رہے ہو میں ان سے بہت مختلف
ہوں میرا کاٹا پانی نہیں مانگتا۔
عنبر نے کہا مجھے آج تک پانی مانگنے کی
ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ لہذا تمہیں کاٹنے کی

اجازت ہے۔ مگر اتنا سوچ لو کتے کے کاٹنے سے
پہلے ہی میں اس کے دانت توڑ دیا کرتا
ہوں۔

بدتمیز! تیری یہ ہمت کہ تو مہاراج سنگلادور کو
کتا کہے۔ جادوگر نے بھڑک کر کہا معلوم ہوتا ہے
تجھے جلدی ہی سزا دینا ہو گی۔ اس نے ایک دفعہ
پھر چیخ کر کہا۔ دھمبا! وہ بلا پھر زمین سے نمودار
ہوئی۔ جادوگر نے کہا اس کو کچا چبا جا۔

دھمبا اپنے تیز اور نوکیلے دانتوں اور پنجوں
کے ساتھ عنبر کی طرف بڑھا۔ اور اسے دبوچ لیا
لیکن اس کو محسوس ہوا کہ کسی پتھر کو سینے سے لگا
لیا ہے۔ یا کوئی فولاد کی سل کو جکڑ رکھا ہے۔
اس کا مقصد تھا کہ میں اسے دبا کر اس کی ہڈیاں
توڑ دوں گا۔ لیکن نتیجہ اس کے برعکس نکلا اُس
نے حیرت سے عنبر کی طرف دیکھا۔ اور اسے اپنی
گرفت سے چھوڑ کر اپنے نوکیلے دانتوں والا پنجہ
اس کے سینے پر مارا لیکن اس کے ناخن ٹوٹ گئے
اور وہ ایک کراہ کے ساتھ سنگلادور کو دیکھنے
لگا

سنگلادور نے غصے میں آ کر کہا نمک حرام کمینے منہ
کیا دیکھ رہا ہے اس کی کھوپڑی کیوں نہیں چبا
جاتا۔

دھمبا نے غصے میں آ کر عنبر کی کھوپڑی منہ
میں لے کر چبانے کی کوشش کی لیکن اس کے
دونوں خطرناک اور لمبے دانت ٹوٹ کر اس کے منہ
میں آ گئے۔ اور خون کی لہر اس کے منہ سے بہہ
نکلی۔ کالا دیو اور سنگلادور حیرت سے دیکھنے لگے
اور دھمبا نے غصے میں آ کر عنبر کو پھر دبوچ لیا
لیکن اب عنبر کی باری تھی اس نے پوری طاقت
سے اس کے سینے پر دوہتڑ ماری دھمبا کے منہ
سے چیخ نکل گئی۔ اس کے سینے کی دو ہڈیاں
چٹخ گئی تھیں۔ اس نے اپنے تیز ناخنوں والا ہاتھ
بڑھا کر عنبر کی آنکھیں نکالنا چاہیں۔ لیکن عنبر نے
ہاتھ پکڑ کر اس زور سے مروڑا۔ کہ اس کی ہڈی
ٹوٹ گئی اور دھمبا کا پنجہ لٹک گیا اب اس کے
منہ سے چیخیں نکل رہی تھیں اور وہ ایک طرف منہ
کر کے بھاگ نکلا۔

عنبر نے کہا اب بھی وقت ہے سنگلادور بھیڑوں کے

چھتے میں ہاتھ نہ ڈال۔ کالے دیو کی دوستی تجھے
بہت مہنگی پڑے گی۔

سنگلاور نے کہا ذلیل کیڑے ابھی تو نے سنگلاور
کی طاقت کا اندازہ ہی نہیں کیا ایک معمولی غلام
کو شکست دے کر اپنے آپ کو بہت طاقت ور
سمجھنے لگا ہے یہ لے اب روک وار۔

جادوگر نے اشارہ کیا زمین ایک نہایت زہریلا اڑنے
والا سانپ نمودار ہوا۔ سنگلاور نے اشارہ کیا سانپ
نے اُڑ کر عنبر کے گرد ایک چکر لگایا اسے اپنے آقا
کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اور اس نے اُڑتے اُڑتے
ہی ہوا کی لہروں پر ایک پیغام دیا۔

اے میرے آقا کے بھائی اس دھرتی پر مجھ
سے زیادہ زہریلا اور خطرناک سانپ پیدا نہیں ہوا۔
میرے منہ کی سانس ہی کسی سے چھو جائے تو جسم
ہمیشہ کے لئے کوڑھ میں مبتلا ہو جائے۔ کسی کو کاٹ
لوں تو اس کی سات پشتوں سے آگ لگ جائے
لیکن تجھ سے میرے آقا کی خوشبو آ رہی ہے تو
یقیناً اس کا بھائی ہے۔ مجھ ناچیز خادم کا سلام قبول
فرما۔ یہ کہہ کر سانپ نے مزید ایک چکر عنبر کے

گرد کاٹا۔ اور فضا میں غائب ہو گیا۔

سنگلاور نے کہا لڑکے خوش قسمت ہے کہ موت
سے بچ گیا اس سانپ کو دیکھ کر تو موت کے
ماتھے پر بھی پسینہ آ جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ
ابھی چند سانس باقی ہیں۔ جو شیش ناگ سے بچ
گیا۔ لیکن ابھی میری شکتی کا تجھے اندازہ ہی نہیں
ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔

عنبر نے کہا کہ اب تو مجھے تیرے آخری تیر تک
انتظار کرنا ہوگا۔

سنگلاور نے ایک منتر پڑھ کر عنبر کی طرف
پھونکا۔ عنبر کا گردن کے نیچے تک کا حصہ پتھر بن گیا
وہ بول سکتا تھا۔ سن سکتا تھا۔ اور دیکھ بھی سکتا
تھا۔ لیکن جسم کو حرکت نہیں دے سکتا تھا کیوں کہ
وہ پتھر کا ہو چکا تھا۔

سنگلاور نے قہقہہ لگایا اور کالے دیو سے کہا
کیوں مترا اب تو خوش ہو۔

کالے دیو نے اس کا شکریہ ادا کیا اور کہا سنگلاور
اسے تمام عمر اسی طرح تڑپ تڑپ کر مرنے دینا
تاکہ ہر لمحہ اسے میری یاد آتی رہے۔

سنگلاور نے حقارت سے عنبر کی طرف دیکھا اور
کہا بس ختم ہو گئی وہ اکڑ۔ جہاں طاقتوں کا ایمان
کرنے کی سزا اب تم ساری عمر بھگتو گے۔

عنبر نے کوئی جواب نہیں دیا اس کا دماغ
تیزی سے کام کر رہا تھا۔ اور رہائی کے متعلق سوچ
رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ کاش ناگ اور ماریا
کو علم ہو جائے کہ میں یہاں پتھر بنا ہوا ہوں۔

ممباطوش اور ناگ

دوسری طرف جن سلیمان کا مصلےٰ وادی سیاہ کے دامن
میں ناگ کو لے کر اتر گیا۔ ناگ مصلے سے اترا۔
تو مصلیٰ خود واپس ہو گیا ناگ کو دور ہی سے
پہاڑی پر بنی وہ غار نظر آ رہی تھی۔ جس میں
ممبا طوش جادوگر کی رہائش تھی اور جہاں ماریا بنا
بنی ہوئی تھی۔ اسے دور سے ماریا کی ہلکی ہلکی
خوشبو آ رہی تھی۔ اس نے سوچا مجھے اس
طرح غار میں نہیں جانا چاہیے۔ ممکن ہے وہاں
میرے لئے بھی کوئی جال بچھا ہو۔ ممبا طوش بہت
بڑا جادوگر ہے ہو سکتا ہے اسے میری آمد کی
اطلاع مل گئی ہو۔ یہ سوچ کر ناگ نے جن
کا دیا ہوا تعویذ چھو کر دیکھا وہ گلے میں ہی
پڑا ہوا تھا۔ ناگ مکھی بن کر اڑتا ہوا
اس غار تک پہنچا اور اس میں داخل ہو گیا۔

ممبا طوش خراٹے لے رہا تھا۔ اور اس کے
سرہانے مینا کا پنجرہ پڑا ہوا تھا۔ اب

ماریا کو بھی ناگ کی خوشبو آنے لگی تھی اور وہ
حیران تھی کہ ناگ کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ ماریا
اس سے واقف تھی۔ کہ وہ شکل بتدیلی کر لیتا ہے
ضرور وہ یہاں موجود ہے۔ جوں ہی مکھی جمبا طوش
کے قریب پہنچی۔ غار کی درو دیوار سے آوازیں
آنا شروع ہو گیئں۔ جمبا طوش ہوشیار چور چور چور
جمبا طوش کی فوراً آنکھ کھل گئی اس نے غرا کے
چاروں طرف دیکھا۔ ناگ اس کے تخت کے نیچے
جا گھسا تھا۔

جمبا طوش پریشان ہو گیا۔ چاروں طرف تلاش کے
باوجود بھی کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ پھر اس نے
غرا کر کہا خبیث روحوں میں تمہیں جلا کر
راکھ کر دوں گا۔ مجھے خوامخواہ نیند سے بیدار
کر دیا ہے۔ لیکن پھر درو دیوار سے آوازیں
آنا شروع ہو گیئں

ہوشیار جمبا طوش ۔ چور۔ چور ۔ چور۔

جمبا طوش پریشان ہو گیا اس نے منتر پڑھ کر
پھونک ماری اور کہا اگر کوئی ذرہ بھی مجھ سے
پوشیدہ ہو کر یہاں موجود ہے تو اُڑا کر میرے

سامنے لا۔ ہوا تیزی سے چلنے لگی اور زمین سے
چپکی ہوئی مکھی کو سامنے اُڑا کر لے آئی۔
جمبا طوش نے غور سے دیکھا۔ مکھی میرے ہاتھ پر
آ جا۔

مکھی اُڑ کر جمبا طوش کے ہاتھ پر آ گئی۔
جمبا طوش نے غور سے دیکھا اور کہا شاباش
خبیث روحوں! تم نے ٹھیک ہی کہا چور مکھی
کے روپ میں یہاں آن گھسا ہے۔ یہ نہیں
جمبا طوش کی نگاہ تو پاتال میں بھی دیکھ لیتی ہے
اب آ جا اپنے اصلی روپ میں۔

جمبا طوش نے کچھ پڑھ کر پھونکا۔ مکھی پہلی ناگ
بنی اور ناگ سے آدمی کی شکل میں آ گئی۔ جمبا طوش
نے قہقہہ لگایا۔ اور کہا ناگ تو سمجھ گیا اپنی بہن
کی آزادی کے لئے آیا ہے یہ بہت ہی اچھا
ہوا۔ میرے بھائی کا خون تمہارے دامن پر
بھی نظر آ رہا ہے۔ تو بھی ماریا کے ساتھ تھا۔
جبل طوس کی تباہی میں تیرا بھی ہاتھ تھا۔ اب
میں تجھے طوطا بنا کر مینا کے ساتھ رکھوں گا
کیوں کہ مینا بے چاری اکیلی گھبرا گئی ہے۔

کیوں ماریا ٹھیک ہے نا ویسے بھی بھائی بہن دونوں
کو ساتھ ہی رہنا چاہیئے۔

میلنا نے کہا جمبا طوش اپنی خیر منا موت تیرے
دروازے سے تیرے گھر میں داخل ہو گئی ہے۔

جمبا طوش نے زبردست قہقہہ لگایا اور کہا تم
بھی تو موت ہی بن کر آئی تھیں اب اپنی
زندگی کے لیے ترستی پھڑکتی پھر رہی ہو، بھائی
کو طوطے کے روپ میں دیکھنا پسند نہیں تو
اسے کچھ اور بنا دیتے ہیں۔

ناگ نے کہا جمبا طوش اپنے بھائی کی تباہی سے
تجھے سبق لینا چاہیئے۔ بہتر ہے ماریا کو اس کی اصلی
حالت میں یہاں سے جانے دے کیوں کہ ہم نے کبھی
بھی خوامخواہ کی دشمنی مول نہیں لی۔ تیرے بھائی نے
بھی ہمیں مار ڈالنا چاہا۔ بدی کی طاقت بن کر
ہم سے ٹکرانا چاہا۔ اور حق کی تلوار سے ختم
ہو گیا۔ اب تم انتقام کی خاطر اپنی جان کیوں
گنواتے ہو۔ یاد رکھ تیرا جادو مجھ پر
نہیں چل سکتا اپنی طاقت مت ضائع کر۔

جمبا طوش غصے میں آگیا اور اس نے ہاتھ سے

اشارہ کیا اور ایک بہت بڑا تیل کا کڑاہا سامنے
آگیا جس میں تیل کھول رہا تھا۔ جمبا طوش نے
پھڑپھڑاتی ہوئی ایک چمگادڑ کو پکڑ کر اس میں
ڈال دیا جو گرتے ہی جل کر راکھ ہو گئی تیل اس
قدر اُبلتا ہوا تھا کہ چمگادڑ کا جسم تیل سے لگتے
ہی سیاہ ہو کر کوئلہ بن گیا پھر اس نے فخر سے
ناگ کی طرف دیکھا۔

ماریا قدرے پریشان نظر آنے لگا کیوں کہ وہ
جانتی تھی کہ ناگ کے پاس سوائے نئی ہیئت بدل
لینے کے اور کوئی جادوئی طاقت نہ تھی۔ لیکن ناگ
کے ہونٹوں پہ ایک طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ جسے
دیکھ کر جمبا طوش اور آگ بگولہ ہو گیا۔ اس نے اپنا
ہاتھ جھٹک دیا اور زمین سے دو بن مانس نمودار
ہوئے جو نہایت قد آور تھے۔ اور جھک کر
جمبا طوش سے اپنی زبان میں کچھ کہا۔ جمبا طوش
نے اشارہ کیا اسے اٹھا کر اس کڑاھے میں پھینک
دو۔

دونوں بن مانس آگے بڑھے اور انہوں نے
ناگ کو دائیں اور بائیں بازو سے پکڑ لیا۔ ماریا

کا دل سینے میں دھڑکنے لگا اور اس نے چیخ کر
کہا۔

بھائی ناگ پرندہ بن کر اُڑ جاؤ یا ناگ بن کر
ان کو ڈس لو۔ مگر ناگ نے انتہائی اطمینان سے
ساتھ کہا۔

ماریا بہن! فکر نہ کرو اسے اپنی طاقت آزما
لینے دو جس پر اسے بڑا غرور اور فخر ہے خدا
نے چاہا تو اس کا غرور بھی خاک میں ہی مل جائیگا

جمبا طوش نے کہا۔ سُور کے بچے! پھینک
دو اسے۔

بن مانسوں نے ایک پھول کی طرح ناگ کو اُٹھا
کر کڑاہے میں پھینک دیا۔

ناگ اس لیئے بے فکر تھا کہ اس کے گلے میں سلیمان
جن کا تعویذ تھا۔ جس پر کوئی جادو اثر نہیں کرتا اور
ماریا کو اس کا علم نہ تھا۔ اس نے ایک چیخ کے ساتھ
ہی اپنی آنکھیں بند کرلیں۔ لیکن جمبا طوش کو یہ
دیکھ کر حیرت ہوئی۔ کہ کھولتا ہوا تیل پھولوں میں تبدیل
ہو گیا۔

ناگ نے کہا۔ دیکھ لے شیطان نمرود تو نے

نمرود کے نقشِ قدم پر چل کر مجھے تیل میں جلانا چاہا
لیکن ابراہیم علیہ السلام کے خدا نے میرے لیئے
اس آگ کو گلزار بنا دیا۔

ماریا نے حیرت اور خوشی کے ملے جُلے جذبات
کے ساتھ ناگ کو دیکھا جو پھولوں سے بھرے ہوئے
کڑاہے پر اس طرح بیٹھا تھا۔ جیسے کوئی پھولوں کی
سیج پر بیٹھا ہو پھر ماریا نے کہا۔

جمبا طوش ڈر اس خدا سے جس نے تجھ سے پہلے
نمرود اور پھر فرعون کو تباہ کر دیا۔ کرڈالا وہ حق
کو مٹانا چاہتے تھے اور خود ہی حروف غلط کی
طرح مٹ گئے۔

جمبا طوش نے کہا شہنشاہ ظلمات کی قسم
بدی کا خدا میرے ساتھ ہے۔ اور وہ اس ظلمات
میں حق کی کوئی بھی کرن گزر کر تم تک نہیں
آنے دے گا۔ موت کا سیاہ کفن تمہیں اپنی
آغوش میں گم کرے گا۔ تم نے میرے قہر کو
آواز دی ہے اب اپنے بھائی کو صفحہ ہستی
سے مٹتا ہوا ابھی دیکھ لو۔

اس نے ایک منتر پڑھا اور دونوں ہاتھوں

سے اشارہ کیا۔ انگلیوں سے شرارے نکل کر
زمین پر پڑے۔ اور دو نہایت ہی کریہہ صورت
کی بلائیں جو کافی مضبوط اور جثہ اور قوی ہیکل
تھیں۔ سامنے حاضر ہو گئیں ان کے سر غار کی
چھت سے لگ رہے تھے۔ بازو نہایت مضبوط
اور لمبے تھے۔ وہ ایک بڑا سا لکڑی چیرنے
کا آرا پکڑے ہوئے تھے۔ جس کے دندانے
کافی لمبے تھے اور اس کا ایک سرا ایک اور
دوسرا دوسرے کے ہاتھ میں تھا۔ جمبا طوش نے فخر
سے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا۔

نادان انسان اب بھی وقت ہے۔ شہنشاہ ظلمات
کو سجدہ کر دے اور اسے رب مان لے میں
تیری خطا کو معاف کر دوں گا۔ اپنا سر اس کے
سامنے جھکا دے۔

ناگ نے کہا نادان! جو سر خداوند ذوالجلال
اور وحدہٗ لاشریک کے سامنے جھکتا ہو وہ شیطان
پر لاحول تو پڑھ سکتا ہے۔ جھک نہیں سکتا۔ خدا
کی نافرمانی کرنے والے پر لعنت تو بھیج سکتا ہے
اس کی تعظیم نہیں کر سکتا۔ خداوند ذوالجلال نے جسے

سجدہ نہ کرنے کے جرم میں شیطان کے گلے میں
لعنت کا طوق ڈال دیا تھا۔ پھر بھلا اس راندۂ درگاہ
کو میں سجدہ کیسے کر سکتا ہوں

جمبا طوش نے طیش میں آ کر کہا سنا کیا دیکھتے ہو
یہ ہمارے خدا کی شان میں گستاخی کر رہا ہے چیر
کر رکھ دو اسے۔

پھر دونوں بلاؤں نے پوری طاقت سے ناگ
کے جسم پر آرا چلانا شروع کر دیا۔ لیکن اس کے
تیز اور چمک دار دندے ناگ کے جسم سے
اس طرح پھسل رہے تھے۔ جیسے وہ گوشت
پر نہیں کسی فولاد پر چل رہے ہوں۔

سلیمان جن کے تعویز سے ایک پتلی سی نور
کی لکیر ان پر پڑھ رہی تھی۔ اور وہ سخت لوہے
کے بنے ہوئے دندانے موم کی طرح مڑ گئے تھے
اور زمین پر بکھر گئے۔

جمبا طوش نے غصے سے اپنا پاؤں زمین پر مارا۔
ماریا نے بلینا کے روپ میں قہقہہ لگایا اور
ناگ نے کہا

دیکھ لے شیطان کے جانشین یہ وہی لوہا ہے

جس کی چھری کی تیز دھار نے حضرت اسماعیل علیہ السلام
کے گلے پر چلنے سے انکار کر دیا تھا۔
ممبا طوش نے غصے میں لال پیلا ہو کر دیکھا اور
کہا زمین پر رینگنے والے کیڑے میں تیری
گستاخ زبان ابھی جلا کر راکھ کر دوں گا۔ میرے
غیض و غضب کی بجلیاں مٹی کے بنے ہوئے اس
جسم کو جلا کر راکھ کر دے گی۔ پھر اس نے کچھ
منتر پڑھا اور ہاتھ چھت کی طرف بلند کیا کہ کہا
بجلیوں جلدی آؤ اور اس حقیر جسم کو جلا کر راکھ کر
دو۔ اسی وقت ایک زبردست گڑگڑاہٹ کے ساتھ
بجلی پہاڑ کو کاٹتی ہوئی چھت سے پوری آب و تاب
کے ساتھ اندر آئی اور ناگ کے جسم پر گری تھوڑی
دیر کے لیے ناگ کا جسم نور کے ہالے کی طرح
روشن ہوا۔ اور پھر اپنی اصلی حالت میں آ گیا۔ بجلی
دوبارہ کڑکتی ہوئی غار کا چکر لگا کر آئی اور ناگ
پر گری اس دفعہ بھی پہلے کی طرح اس کا جسم
روشن ہوا۔ اور اس میں سے گزر گئے۔ لیکن اسے
جلا نہ سکی۔
ممبا طوش کے منہ سے غصے میں جھاگ نکلا

شروع ہو گیا اس نے پھر پوری طاقت سے
غار میں کڑکتی ہوئی بجلی کو اشارہ کیا جس کی
روشنی سے ماریا اور ناگ کی آنکھیں خیرہ ہو
رہی تھیں۔
بجلی بھرپور چمک گرج کے ساتھ آئی
اور تیسری مرتبہ بھی وہی ہوا۔ وہ ناگ کے جسم
سے ہو کر گزر گئی۔ مگر اسے جلا نہ سکی اور
بجلی کڑکتی غار میں چکر لگانے لگی۔
ماریا نے تو خوف کے مارے اپنی آنکھیں
بند کر لی تھیں۔ اور باوجود یقین کامل ہونے کے
ناگ کا جسم تھر تھر کانپ رہا تھا اور وہ پسینے
میں نہا گیا تھا۔
ممبا طوش نے غصے میں بجلی کو پکڑ کر زمین پر
دے مارا۔ اور وہ کڑکتی ہوئی پہاڑ کو توڑ کر
باہر نکل گئی۔ اس نے کوئی عمل پڑھا اور زمین
پر پھونک ماری۔
کوہستانی چڑیل اپنے لمبے لمبے دانتوں کو غصے
سے پیستی ہوئی نمودار ہو گئی۔ اس کے ہاتھ
میں ایک انسانی بازو تھا۔ جس کا گوشت وہ

کافی سے زیادہ ادھیڑ کر کھا چکی تھی۔ اس نے
آتے ہی کہا۔

جمبا طوش میں سب کچھ دیکھ رہی تھی تیری شکست
کا سبب ناگ کے گلے میں پڑا ہوا سلیمان جن کا
تعویذ ہے جب تک یہ اس کے گلے میں ہے
دنیا کا کوئی جادو اس پر اثر نہیں کرے گا۔
اپنی طاقت ضائع مت کر۔

جمبا طوش نے کہا تو پھر میں اسے اپنا باپ مان
کر ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لوں۔ شہنشاہ ظلمات نے
تجھے میری مدد کے لیے حکم دے رکھا ہے کیا
تیری بے پناہ طاقت اور جادو یہاں کام نہیں
آسکتا۔

چڑیل نے فخر سے کہا میرا جادو تو زمین سے
لے کر آسمانوں تک اثر کرتا ہے۔ جمبا طوش تو
نہیں جانتا۔ یہ تعویذ سلیمان جن کے استاد نے اسے
دیا تھا۔ اور یہ ورثے میں چلا آرہا ہے جس کا
تعلق حضرت سلیمان سے ہے یہ ان کے ہاتھ سے
لکھا ہوا تعویذ ہے۔ جس کے سامنے سارا جادو
ہیچ ہے۔ میں تو کیا یہاں پر خداوند شیطان بھی

بے بس ہے۔

جمبا طوش نے کہا تو اپنی طاقت سے اس تعویذ کو
کھینچ کر اس کے گلے سے توڑ ڈال۔

چڑیل نے کہا تو انتقام کے جوش میں اپنی
عقل گنوا بیٹھا ہے اپنے جذبات کو قابو میں رکھ۔
میری کیا طاقت ہے اس تعویذ کو اگر خود شہنشاہ
ظلمات بھی ہاتھ لگائے۔ تو آسمان سے اس پر
انگارے برسنے لگیں۔ وقتی طور پر اس شکست
کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ بعد میں اس کا حل تلاش
کیا جائے گا۔ کیوں کہ تمام عمر یہ تعویذ اس کے
پاس نہیں رہے گا۔ امانت کے طور پر اسے
ملا ہے یہ تو سلیمان جن کو اپنی جان سے پیارا ہے
اس معرکے کے بعد ناگ کو اسے واپس کرنا ہو
گا۔ وقت پر عقل استعمال کرنا بھی عقل مندی کی
دلیل ہے۔ میں نے اچھا برا تجھے سمجھا دیا ہے۔
میں اپنے مہمانوں میں مصروف ہوں ان کے لیے کئی
عدد انسانی اور دوسری لاشوں کا انتظام کر رکھا ہے
جو ان بلاؤں کی خوراک بننے کے لئے بھونے جا
رہے ہیں۔ پھر وہ غائب ہو گئی تو جمبا طوش نے

غصے میں کہا

عرافہ! بڑی جادوگرنی بنی پھرتی ہے وقت آیا تو
دوڑ لگا دی۔ مگر ممبا طوش شکست تسلیم کرنے سے
موت کو ترجیح دے گا۔

ناگ نے کہا ممبا طوش کوہستانی چڑیل نے تجھے
ٹھیک مشورہ دیا ہے۔ اپنی تباہی کو آواز نہ مار
اب بھی میں اس شرط پر واپس چلا جاتا ہوں کہ
تو میری بہن ماریا کو میرے ساتھ بھیج دے۔

ممبا طوش نے کہا نادان لڑکے تو مجھے عقل مت
سکھا۔ میں تجھ سے جسمانی مقابلہ کروں گا۔ اس نے
ہاتھ اوپر اٹھایا ایک نہایت چمکتی ہوئی تیز دھار والی
تلوار اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ ممبا طوش نے ایک
ریشمی رومال اٹھا کر ہوا میں پھینکا اور تلوار کی دھار
اس کی طرف کر دی۔ ہلکا ریشمی رومال جب دھار پر
پڑا۔ تو کٹ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ تب
ممبا طوش نے کہا اپنی پسند کا ہتھیار تو بھی اٹھا لے
اس نے اشارہ کیا اور زمین پر کئی ہتھیار نمودار ہو
گئے۔ آخر ناگ نے بھی ایک چمک دار تلوار کا انتخاب
کر لیا اور دونوں میں شمشیر زنی ہونے لگی۔ دونوں

کی تلواریں جب آپس میں ٹکراتیں تو شرارے نکلنے لگتے
دونوں ماہر شمشیر زنوں کی طرح ایک دوسرے پر وار
پر وار کر رہے تھے۔ زیادہ جوش کا مظاہرہ ممبا طوش
کر رہا تھا۔ وہ اپنی پوری طاقت استعمال کر رہا تھا
مگر ناگ زیادہ تر اپنا دفاع کر رہا تھا۔ دراصل وہ
ممبا طوش کو تھکا دینا چاہتا تھا۔ ممبا طوش کی تلوار
ناگ کے جسم پر کئی دفعہ آئی۔ اور ایک سائے کی
طرح سے گزر گئی۔ لیکن ناگ کے وار پر ممبا طوش کے
جسم پر کئی زخم لگ رہے تھے۔ اور کافی دیر کی
لڑائی میں ممبا طوش تھک کر ہانپنے لگا تھا۔ اب
اس کے حملوں میں پہلے جیسی طاقت اور زور
شور نہ رہا تھا۔ اور پھر اسے اس بات نے زیادہ
دل برداشتہ کر دیا تھا۔ کہ اس نے کئی کاری وار
ناگ پر کئے۔ لیکن تلوار اس کے جسم سے گزر گئی
اثر نہ کر سکی جب کہ ناگ کے وار اسے اپنے
جسم پر زخموں کی صورت سہنے پڑ رہے تھے۔ اس
حادثے سے ناگ نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اب اس
کے حملوں میں شدت پیدا ہو چکی تھی۔ اور ممبا طوش
صرف دفاع کر رہا تھا۔ اور بہت تھک چکا تھا بالآخر

یہ لڑائی کئی گھنٹے جاری رہی۔ جس نے ناگ کو بھی
تھکا دیا تھا۔ بالآخر ایک بھرپور وار جمبا طوش کی
گردن پر پڑا جسے وہ روک نہ سکا۔ اور گردن کٹ
کر دور جا گری۔

درو دیوار میں زلزلہ سا آگیا اور ہر طرف چیخوں
کی آواز سنائی دینے لگی۔ جیسے بہت سی روحیں
مل کر ماتم کر رہی ہوں۔ کئی دفعہ بجلی کی چمک اور
کڑک نے دل ہلا کر رکھ دیا

ناگ اور ماریا نے دیکھا جمبا طوش کا دھڑ زمین سے
اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بالوں سے پکڑ کر اپنا سر
اٹھایا جس سے آواز آئی۔

ناگ یہ مقابلہ ختم نہیں ہوا وقتی طور پر تیری
فتح ہوئی ہے میں پھر کسی اور روپ یا
جنم لوں گا۔ یاد رکھ تو یہاں سے ماریا کو لینا۔
روپ میں لے جا سکتا ہے ماریا نہیں بنا سکتا
میں جا رہا ہوں۔ دوبارہ ملنے کے لئے۔ پھر وہ اُڑتا
ہوا اپنا سر لے کر غار میں داخل ہو گیا۔

ناگ نے جن سلیمان کا تعویذ ملینا کے پنجرے
کے گرد پھیرا مگر کوئی اثر نہ ہوا وہ بڑا مایوس

اور پنجرہ لے کر غار سے باہر آگیا اب وہ سوچوں میں
گم تھا کہ ماریا کے جسم کو دوبارہ انسانی جسم میں کیسے
لائے۔ سورج غروب ہو رہا تھا اور وہ سوچ رہا تھا
اور اونچی اونچی پہاڑیوں پر نارنجی روشنی کچھ اس طرح
پڑ رہی تھی۔ کہ تمام پہاڑ سونے کے معلوم ہو رہے
تھے۔ پرندے غول کی صورت اپنے آشیانوں کی طرف
لوٹ رہے تھے۔ ناگ نے بھی ایک بڑے درخت
کے نیچے رات بسر کرنے کا ارادہ کر لیا کیونکہ
سلیمان جن کا تعویذ ماریا کو انسانی جسم میں لانے میں ناکام
ہو گیا تھا۔

اسے درخت کے نیچے بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ کیوں
نہ مہا ناگ رانی سے اس سلسلہ میں مدد لے اس
نے مہا ناگ رانی کو یاد کیا تو پھر ایک بہت بڑے
اژدہے پر سوار مہارانی کالاوتی زمین سے نمودار ہوئیں جس
کا سر دھڑ سانپ کا اور شکل ایک حسین و جمیل عورت
کی تھی۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی
اس کے دائیں بائیں دو ناگ
اپنے پھن پھیلائے کھڑے تھے ناگ آنکھیں بند
کئے بیٹھا تھا۔ کہ شہد کی طرح میٹھی آواز کانوں

ہیں رس گھول گئی۔

آنکھیں کھول کر دیکھو ناگ تمہاری ناگ مہارانی نے تمہاری فریاد سن لی ہے۔

ناگ نے آنکھیں کھول کر ناگ مہارانی کو دیکھا اور تعظیم کے لئے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

ناگ رانی نے کہا۔ بیٹھ جا میں جانتی ہوں تو ماریا کے لئے پریشان ہے۔ میں اسے ٹھیک کئے دیتی ہوں۔ پھر رانی نے اپنے منہ میں کچھ پڑھا اور پنجرے پر پھونک ماری۔ پنجرہ ٹکڑوں کی صورت میں بکھر گیا اور مینا ماریا کی صورت میں پھر آ گئی۔ جسے صرف ناگ رانی ہی دیکھ سکتی تھی۔ تب ناگ نے کہا۔

ماریا بہن تم ٹھیک ہو نا؟

ماریا نے کہا ہاں ناگ بھائی میں ٹھیک ہوں۔ تب مہارانی ناگ نے کہا۔

انسان خواہ کتنی ہی طاقت کیوں نہ رکھتا ہو ہونی نہیں ٹل سکتی۔ ماریا اگر تمہارے پاس مقدس صلیب رہتی تو دنیا کا کوئی جادو تم پر اثر نہ کر سکتا۔ تم نے یہ تکلیف کاٹنی تھی اس لئے دھرتی ماں کو حکم ہوا کہ اس صلیب کو نگل جا۔

ماریا نے ادب سے کہا آپ ٹھیک کہتی ہیں۔ ناگ مہارانی۔

پھر مہارانی ناگ نے کہا اپنے عنبر بھائی کے متعلق کچھ نہیں پوچھو گے۔

ناگ نے ادب سے جواب دیا آپ دل کی بات جان لیتی ہیں مہا دیوی اب میں اسی کے لئے پریشان ہوں وہ بھی مل جائے تو انتہائی خوشی کی بات ہے

کہا ناگ رانی نے کہا ناگ! عنبر اس وقت ہندوستان میں سنگلاور جادوگر کی قید میں ہے جو ایک جادو کے بہت بڑے اژدہے میں اندر رہتا ہے اور وہاں پر عنبر گردن تک تو ٹھیک ہے لیکن نیچے کا دھڑ پتھر کا بنا ہوا موجود ہے۔ اور یہ سب کچھ سنگلاور کے دوست کالے دیو کی وجہ سے ہوا ہے۔ جس کے قبضے سے عنبر نے پرستان جا کر پھول پری کی بہن بند کلی کو آزاد کروایا تھا کیوں کہ سنگلاور کالے دیو کا دوست ہے۔ کافی لمبا سفر ہے۔ سلیمان جن کا یہ تعویذ تمہارے وہاں کام آئے گا۔ اور تم اس مہان تنگی والے جادوگر سے جادو سے محفوظ رہو گے۔

اچھا ناگ میں جا رہی ہوں۔ پھر مہاناگ رانی نے زمین

کی طرف دیکھا زمین نے اسے اپنے اندر سما لیا۔

ناگ نے کہا ماریا بہن چلو اپنا سفر شروع کر دیں
ناگ پرندہ بن کر اڑا اور ماریا بھی تھوڑا تھوڑا اُڑ کر
چل دی۔ ان کا دل چاہتا تھا کہ سفر جلدی ختم ہو اور
وہ عنبر کے پاس پہنچ جائیں۔ وہ سنگلاور جادوگر کو
عبرت ناک سزا دینے چاہتے تھے جس نے ان کے
بھائی کو اس تکلیف میں بتلا کر رکھا تھا۔ اور دونوں
اسی کے متعلق منصوبے بناتے منزل پر منزل طے
کرتے جا رہے تھے۔

منزل قریب آ گئی ہے اور پھر ایک پہاڑ کی بہت
بڑی چٹان پر انہوں نے ایک بہت بڑے اژدہے
کو پڑے دیکھا وہ سمجھ گئے یہی جادوگر کا گھر ہے
جس کے متعلق جہا ناگ رانی نے بتایا تھا۔ پھر وہ
ہندوستان کے ان پہاڑوں کے علاقہ میں آ پہنچے پہاڑوں
پر پہنچ کر ناگ نے کہا۔

ماریا تم اس جادوگر کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں
رہ سکتیں۔ لہٰذا تم باہر ہی رہو میں اندر اژدہے کے
منہ میں جا رہا ہوں۔

ماریا نے کہا خدا کا نام لے کر جاؤ پھر ناگ اژدہے

کے منہ میں داخل ہو گیا اور ماریا باہر انتظار کرنے
لگی۔ اس نے سوچا ناگ نے ٹھیک ہی فیصلہ کیا ہے
اگر اندر کوئی جال بچھا ہے تو پھر اس میں دونوں کیوں
پھنسیں۔ ایک کو تو باہر رہنا ہی چاہیئے۔

ناگ آہستہ آہستہ اژدہے کے منہ میں آگے بڑھتا
گیا۔ اسے باتوں کی آواز اندر سے آ رہی تھی۔ جن میں
سے ایک آواز کو اس نے پہچان لیا اور وہ عنبر کی
آواز تھی۔ دوسری ضرور جادوگر کی ہی ہو گی۔ اس نے
اندازہ لگایا اور ایک کونے میں چھپ کر سننے لگا۔
جادوگر عنبر کی توہین کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا اسی
بل بوتے پر جہان شکتی والے مہاراج سنگلاور سے ٹکر
لینا چاہتے تھے۔ بیوقوف اب دنیا کی کوئی جہان شکتی
بھی میرے علاوہ تمہیں ٹھیک نہیں کر سکتی کس میں
اتنی شکتی ہے کہ ہمالیہ پہاڑ کی سب سے اونچی چوٹی
پر جا کر جہاں سارا سال برف جمی رہتی ہے اس گپھا
میں جائے۔ جس کا منہ برف نے بند کر رکھا ہے
اور اسے تلاش کرنا ہی بہت مشکل ہے۔ وہاں ایک تابوت
پڑا ہوا ہے جو بند ہے اور کسی صورت کھل ہی نہیں
سکتا۔

عنبر نے کہا کیا تم بھی نہیں کھول سکتے۔

جادوگر نے قہقہہ لگایا اور کہا بیوقوف میں مہینے میں ایک بار وہاں ضرور جاتا ہوں اپنے اصلی شریر کو دیکھنے کے لئے جو اس تابوت میں محفوظ ہے جس شریر کو تم دیکھ رہے ہو میرا نہیں کسی اور کا ہے۔ اپنے اصلی شریر کو ہر آفت سے بچانے کے لئے اور جادو سے بچانے کے لئے ہی میں نے اُسے تابوت میں بند کر رکھا ہے اس جسم میں صرف میری آتما ہے جسے میں جب چاہوں اس جسم سے نکال کر جہاں چاہوں اور جس جسم میں چاہوں لے جا سکتا ہوں۔

عنبر نے کہا تم نے یہ نہیں بتایا کہ وہ تابوت کھل کیسے سکتا ہے۔

ناگ ذرا اور قریب ہو گیا۔

سانگلاور نے کہا تیری تسلی کے لئے بتا دیتا ہوں تو کون سا وہاں چل کر جا سکتا ہے وہاں تو اتنی سردی ہوتی ہے کہ انسان کا خون جم جاتا ہے۔ تابوت کے پاس ہی ایک بُت بنا ہوا ہے۔ جس نے اپنی زبان باہر نکال رکھی ہے۔ اگر کوئی اس زبان کو اس کے منہ کے اندر کر دے تو تابوت کھل سکتا ہے۔ اگر

کوئی میرے اصل شریر کو نکال کر اس میں سے دل نکال کر ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور کھوپڑی میں سے مغز نکال کر ضائع کر دے تو میری موت واقع ہو جائے گی۔

ناگ نے غور سے ساری بات سن لی۔

جادوگر نے عنبر سے کہا اب بتا کس تیس مار خان میں اتنی ہمت ہے کہ وہاں پہنچ سکے۔

عنبر نے ناگ کی خوشبو محسوس کر لی تھی اور ماریا کی بو بھی اسے دور سے آ رہی تھی۔ اسی لئے وہ جادوگر سے ساری معلومات حاصل کر رہا تھا اسے یقین تھا کہ ناگ ضرور اپنے آپ کو کسی چیز میں بدل کر یہ بات سن رہا ہو گا۔ اور پھر اسے اس جادوگر کو ہلاک کرنے میں آسانی ہو گی۔

عنبر نے کہا میں نے تم ایسے جہان شکتی دان سے ٹکر لے کر بڑی غلطی کی ہے لیکن اتنے بڑے پہاڑ میں تم خود اس برف میں چھپی ہوئی گپھا کو کیسے ڈھونڈ لیتے ہو۔

جادوگر نے فخر سے کہا [illegible] کے لئے یہ معمولی [illegible] ہے۔ غار کے [illegible] میں ایک ترشول گڑھا

ہوا ہے اس سے پتہ چل جاتا ہے غار کا منہ یہی ہے پھر
جب اس ترشول کو گھمایا جائے تو غار کے منہ سے
برف دو ٹکڑے ہو جاتی ہے اور اندر جانے کا راستہ
پیدا ہو جاتا ہے۔

عنبر نے کہا بہت خوب تم نے بہت انتظام کر
رکھا ہے۔ بھلا تمہارے سوا یہ سب کس کے بس کی
بات ہے۔

جادوگر شیخی میں آ گیا وہ عنبر پر اپنی برتری جتانے
کے چکر تھا۔ اس نے کہا آگے سن اس غار میں حفاظت
کے لئے ایک برف میں رہنے والا بن مانس ای
غار میں ہر وقت پہرہ دیتا ہے۔ وہ ہر وقت جاگتا
رہتا ہے کیوں کہ اپنے جادو کے زور سے میں نے اس
کی نیند اڑا دی ہے۔ اور اب اسے نیند آ ہی نہیں
سکتی۔

عنبر نے کہا وہ کھاتا کہاں سے ہے۔

جادوگر نے بھدا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا جس
جادو کے زور پر اس کی نیند غائب کر دی ہے۔
اسی جادو کے زور پر میں نے اس کی بھوک بھی ختم
کر دی ہے۔ اب وہ بغیر کھائے پیئے اور سوئے

ہی جب تک میں چاہوں گا زندہ رہے گا۔ یہ انسان
دراصل برف کا انسان ہے جس سے دماغ پر میں
نے جادو سے قابو پا رکھا ہے اس میں اتنی طاقت
ہے کہ انسان تو اس کے ہاتھ میں کھلونا نظر
آتا ہے۔ وہ پہاڑ پر اپنا مکہ مار دے تو پہاڑ کے
ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اب بتا کس مائی کے لعل
میں یہ ہمت ہے کہ وہاں قدم رکھ سکے۔

عنبر نے ناگ کو سنانے کے لئے کہا مائی کے لعل
اب جلدی سے مشکل آسان کر دے۔

جادوگر نے بھی قہقہہ لگایا وہ سمجھا شاید مجھے کہہ
رہا ہے۔ اس نے کہا عنبر تمہاری مشکل صرف کالا دیو
ہی حل کر سکتا ہے تیری مجھ سے ذاتی دشمنی کوئی
نہیں دوستی نبھا رہا ہوں پھر کبھی یہاں آیا تو چرن چھو کر
معافی مانگ لیتا۔

عنبر نے کہا تم بالکل ٹھیک کہتے ہو جب تک
تم زندہ ہو میں تمہارے جادو سے آزاد نہیں
ہو سکتا۔

جادوگر نے کہا بالکل تم صرف اسی صورت آزاد
ہو سکتے ہو کہ کوئی مجھے مار ڈالے جو کسی طرح

بھی ممکن نہیں۔

اب عنبر کو ناگ کی خوشبو نزدیک سے دور جاتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ سمجھ گیا ناگ نے بات سن لی ہے اور وہ عملی قدم اٹھانے کے لئے باہر سے باہر چلا گیا ہے۔

باہر آ کر ناگ نے سارا قصہ ماریا کو سنایا اور کہا میرے واپس آنے تک تمہیں یہیں چھپ کر قیام کرنا ہو گا۔ یہ سارا کام میں دو روز میں نپٹا آؤں گا۔ اگر اس سے زیادہ دیر ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میں بھی کسی مصیبت میں پھنس گیا ہوں۔ ہر چیز میں نے تمہیں بتا دی ہے میرے بعد تمہیں یہ فرض ادا کرنا ہو گا۔ یہاں کئی چھوٹی بڑی غاریں موجود ہیں۔ ان میں سے کسی میں قیام کرنا۔

ماریا نے کہا تم میری فکر نہ کرو جلدی سے عنبر کی رہائی کی کوشش کرو۔

ناگ نے کہا اچھا تو واپسی پر ملاقات ہو گی اس وقت تک کے لئے خدا حافظ۔ تب ناگ عقاب بن کر اُڑ گیا۔

ماریا کو جب تک وہ نظر آتا رہا دیکھتی رہی جب

وہ نظروں سے غائب ہو گیا تو اس کی کامیابی کے لئے دعا مانگتی ہوئی کسی قریبی غار کی تلاش میں چل پڑی۔ [illegible] سے اس کے لئے اسے زیادہ دور نہ جانا پڑا قریب [illegible] اسے ایک محفوظ قسم کی چھوٹی سی غار مل گئی۔ جو اندر سے صاف بھی تھی اور اس کے منہ پر کافی جھاڑیاں [illegible] ہوئی تھیں۔ جنہوں نے غار کے منہ کو چھپا رکھا تھا ماریا کو یہ جگہ بہت پسند آئی یہاں سے اژدھا صاف دکھائی دیتا تھا۔ اس نے سوچا اس طرح وہ جادوگر کی [illegible] و حرکت پر بھی نظر رکھ سکتی ہے۔ وہ جھاڑیاں اٹھا کر اندر داخل ہو گئی۔ غار کے اندر کی زمین کافی ہموار [illegible]۔ ماریا نے پاس ہی اُگے ہوئی خشک گھاس کو اکٹھا [illegible] اور اس کا بستر بنا کر غار میں فرش پر ڈال دیا [illegible] پھر تھکن دور کرنے کے لئے اس پر لیٹ [illegible]۔

سنگلا اور جادوگر کی موت

ناگ ہمالیہ پہاڑ کی بلندی کی طرف عقاب بن کر اُڑا
جا رہا تھا۔ سردی نے اس کے خون کو جما دیا تھا۔
اس نے سوچا اب اس روپ میں آگے جانا بہت
مشکل ہے۔ اس نے برفانی ریچھ کا روپ دھارا جس
کے جسم پر لمبے لمبے اور گھنے بال ہوتے ہیں اور اپنا
سفر شروع کر دیا کیوں کہ اس کھال نے اس کے ٹھنڈے
جسم کو حدت پہنچائی تھی اور اب وہ سردی محسوس نہیں کر
رہا تھا۔ اب اس نے پہاڑوں کو چھلانگیں مار مار کر پار
کرنا شروع کر دیا۔ لیکن اونچائی پر پہنچ کر اسے اپنی رفا
بہت ہی کم کرنا پڑی۔ کیوں کہ آسمان سے برف گرنا
شروع ہو گئی تھی اور ہر طرف برف کی دھند نظر آ
رہی تھی۔ جس نے ہر چیز کو اپنی آغوش میں چھپا
تھا۔ ناگ کو صحیح سمت کا اندازہ کرنے میں مشکل پڑ
آ رہی تھی۔ اور وہ سوچ رہا تھا کہیں غلط سمت پر
ہو لیا تو ساری محنت بیکار ہو جائے گی۔ اس سے

بھی بڑی مصیبت اس کے لئے یہ تھی۔ کہ برف کے
گرنے سے کھائیوں کے اوپر جم کر برف پل سا بنا
دیتی ہے۔ جو نہایت ہی کمزور ہوتے ہیں اور جن
پر پاؤں پڑ جانے سے برف ٹوٹ کر گرتی ہے اور
ساتھ ہی اپنے اوپر کے انسان کو میلوں نیچی کھائیوں
میں لے جاتی ہے جہاں انسان کی ہڈیوں کا سرمہ بن جاتا
ہے۔ تو بھی ساری محنت بیکار ہی تو ہو جائے
گی کیوں کہ ریچھ بن جانے کے بعد ناگ کا وزن بھی
تو کافی ہو گیا تھا۔ اگر کسی ایسے ہی برفانی پل پر پاؤں
پڑ گئے تو بھی تو ساری محنت بیکار ہی تو جائے گی
اسی پریشانی میں وہ پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا تھا
جس کی وجہ سے رفتار کافی سست ہو گئی تھی اور وہ
سمجھتا رہا تھا اگر اسے دو دن سے زیادہ وقت لگ
گیا۔ تو کہیں ماریا اسے مصیبت میں سمجھ کر اس کی تلاش
میں نہ چل پڑے۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو
رہا تھا۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور ہر سمت تاریکی کا راج
شروع ہو رہا تھا۔ لیکن ناگ نے اپنا سفر جاری رکھا
بس یہی کہ کسی صورت اسے اس غار تک پہنچنا ہے جہاں
جادوگر کے جسم کا تابوت پڑا ہے برف کے ساتھ ساتھ

اب بارش بھی شروع ہو گئی تھی ۔ جس میں اور دشواری
کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا ۔ مگر وہ اوپر ہی اوپر چلا جا رہا
تھا ۔ اب تو اسے اس لباس میں بھی سردی محسوس ہونے
لگی تھی ۔ اس نے سوچا اسی لیے برفانی درندے برف
گرتے ہی گرم وادیوں کا رخ کرتے ہیں کہ وہ سردی
سے بچ سکیں ۔ لیکن اسے تو بلندی کی طرف جانا تھا
چوٹی کی طرف ۔

ناگ رات بھر سفر کرتا رہا اس کا لمبے بالوں اور موٹی
کھال والا جسم بھی سردی سے کانپ رہا تھا اور اسے
اپنے پاؤں برف کے بنے ہوئے معلوم ہو رہے
تھے ۔ آخر وہ سفر کرتا رہا رات دبے پاؤں گزرتی
رہی ۔ اور پھر دن نکل آیا ۔

جوں ہی سورج نے اپنی آنکھ کھول کر نگاہ کی
اس کی پہلی کرن نے زمین کے قدم چھو لیے ناگ
نے شکر ادا کیا ۔ اب سورج کی شعاعیں برف پر پڑ رہی
تھیں ۔ اور برف کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو رہی
تھیں ۔ ناگ کو ایسا لگا سارا پہاڑ برف کا ہو گیا
تھا ۔ اس نے اوپر چوٹی کی طرف نگاہ کی جہاں
کوہ ہمالہ برف کا نقرائی تاج پہنے بڑی شان و
شوکت سے کھڑا تھا ۔ بادل کے کئی آوارہ ٹکڑے

دھوپ کی حدت سے پانی میں تحلیل ہوتے جا رہے
تھے ۔ مطلع بالکل صاف ہوتا جا رہا تھا ناگ
کو صاف ہمالہ کی چوٹی نظر آ رہی تھی ۔ اچانک
ہی اسے برف کے تودوں میں کوئی چیز چمکتی ہوئی
نظر آئی ناگ نے اس سمت اوپر چڑھنا شروع کر
دیا ۔ اس کے دل میں بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ
کہیں وہ کسی غلط سمت نہ پہنچ گیا ہو اب اس کی
رفتار میں بھی تیزی آ گئی تھی ۔ کیوں کہ دھوپ نے
سردی کی شدت کو قدرے کم کر دیا تھا ۔ اور اس کے
ٹھنڈے یخ جسم کو حرارت پہنچائی تھی ۔ وہ جلدی ہی
اس چمکتی ہوئی چیز کے پاس پہنچ گیا اور اسے یہ
دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی ۔ کہ وہ چمکتی ہوئی چیز ترشول
ہی تھا ۔ جو دھوپ کی وجہ سے چمک رہا تھا اور
یہی اس غار کے دروازے کی چابی تھی ۔ جو ناگ
کی منزل تھی ۔ وہ سرعت کے ساتھ اس تک پہنچ گیا
اب ناگ نے اپنے آپ کو انسان میں تبدیل کر
لیا اور اللہ کا نام لے کر اس ترشول کو پورے زور
سے گھمایا اور ایک بجلی سی چمک گئی اور خوف ناک
آواز کے ساتھ پہاڑ کی موٹی تہہ والی برف ایک
لمحہ سے پھٹ گئی ۔

ناگ کو غار کا منہ نظر آنے لگا لیکن اندر اندھیرا تھا جس کی وجہ سے اسے اندر کی کوئی چیز بھی باہر سے نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ جلدی سے اوپر چڑھ کر غار کے منہ میں داخل ہو گیا۔ تیز روشنی سے آنے کے بعد اسے اندر کی چیزوں کو دیکھنے میں ذرا دیر لگی۔ اور جب آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہوئیں۔ تو ناگ آگے بڑھ گیا کافی اندر چلنے کے بعد آگے اسے راستہ بند دکھائی دیا۔ وہ پریشان ہو گیا کیوں کہ جادوگر نے اندر کے راستے کے متعلق کچھ نہ بتایا تھا۔ لیکن قریب جانے پر اسے خوشی ہوئی۔ کہ راستہ دائیں طرف مڑ گیا تھا وہ چلتا رہا اور پھر یہ راستہ بھی اسے اندر سے بند نظر آیا۔ لیکن قریب جانے پر راستہ بائیں طرف مڑ گیا ناگ تھوڑا سا آگے اور گیا ہی تھا۔ کہ اسے غراہٹ کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں۔ لیکن بن مانس کو انسان کی بو پہنچ چکی تھی۔

ناگ چوق و چوبند ہو گیا اور پھر ایک اور موڑ مڑ کر اسے وہ تابوت پڑا نظر آ گیا جو لکڑی کی بجائے لوہے کی موٹی چادر کا بنا ہوا معلوم ہو رہا تھا اور بلاشبہ کئی من وزنی ہو گا۔ اور نہ جانے اتنے

وزنی تابوت کو کون یہاں تک اُٹھا کر لایا ہو گیا کیوں کہ یہ کسی انسان کی طاقت سے باہر بات تھی ضرور یہ بات جادو کے زور سے ہی کی گئی ہو گی۔ اس بت کے سرہانے ایک بت زبان نکالے بڑے ہی بھیانک چہرے والا کھڑا تھا جس کی آنکھوں کی چمک اسے زندہ سمجھنے پر مجبور کر رہی تھی۔ اور وہ اپنے حلقوں میں بلا شبہ گردش کر رہی تھیں اس بت کو دیکھ کر ناگ نے اپنے جسم میں کپکپی محسوس کی اور پھر ایک سمت سے بن مانس غراتا ہوا نکل آیا۔ جس کا سر غار کی اونچی چھت سے لگ رہا تھا۔ اور ناگ کی اونچائی اس کے ٹخنوں تک پہنچ رہی تھی۔ اور اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں اس نے جھک کر ناگ کو کھلونے کی طرح زمین سے اٹھایا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر منہ کے قریب لے گیا پھر اس نے غراہٹ میں قہقہہ لگایا۔

قہقہہ اُسے اس لئے کہا جائے گا۔ کہ ایسا کرنے سے اس کی باچھیں کھل گئی تھیں۔ پھر اس نے پھونک ماری تو ناگ دور جا کر گر پڑا۔ اب بن مانس ناگ سے اس طرح کھیل رہا تھا۔ جیسے بلی چوہے سے

کھیلتی ہے ۔
ناگ پریشان تھا کہ اس قوی ہیکل دیو کو مارنے
کے متعلق جادوگر نے کچھ نہیں بتایا تھا۔ وہ بار بار
ناگ کو ہاتھ پر اٹھاتا منہ کے پاس لے جا کر پھونک مارتا
ناگ کو ایسا محسوس ہوتا کہ آندھی آ گئی ہو اور وہ ہوا
کے زور سے اُڑ کر زمین پر جا گرتا۔ دو تین مرتبہ
ایسا ہی ہوا تو ناگ نے ایک دفعہ چھلانگ لگا
کر اس کا کان پکڑ لیا اور اس کے ساتھ جھول
گیا جوں ہی بن مانس نے اسے پکڑنا چاہا ناگ
اس کے کان کے اندر گھس گیا اب بن مانس
کو بڑی مشکل پیش آتی اس نے اپنی موٹی انگلی
کان کے اندر ڈالی ناگ کو ایسے لگا یہ کان
نہیں چھوٹی سی غار ہے جو آگے جا کر اور پتلی
ہو گئی۔

جوں ہی بن مانس نے انگلی اندر ڈالی ناگ
کو لگا کوئی درخت کا موٹا تنا غار کے دہانے
سے اندر آ رہا ہے۔ وہ اور اندر گھس گیا جہاں بن مانس
کی انگلی نہیں جاتی تھی۔ اب اس نے محسوس
کیا کہ اس غار نما کان میں زلزلہ آ گیا ہو وہ
بڑی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ اور بار بار اپنی

انگلی سے ناگ کو باہر نکالنا چاہتا تھا۔ کہ انگلی
آگے نہیں جا سکی تھی۔ جگہ تنگ ہو گئی تھی
اب باری ناگ کی تھی وہ اور آگے بڑھ گیا
اور اس نے بن مانس کے کان کے پردے پر
مکے برسانے شروع کر دیتے۔ جس سے بن مانس
بے چین ہو گیا وہ زور زور سے غرا رہا تھا اور
اچھل کود کر رہا تھا۔ لیکن ناگ اندر بالکل محفوظ
تھا۔ اور اسے خوشی محسوس ہو رہی تھی کہ اب بلی
خود چوہا بن کر رہ گئی تھی۔ اب ساری بساط ناگ
کے ہاتھ میں تھی۔ جس نے ایک نہایت طاقتور
اور قوی الجثہ بلا کو پریشانی میں مبتلا کر دیا تھا۔ اندر
ناگ نے اس کے کان کے پردے پر چھری جو
اس کے پاس تھی۔ سے شگاف ڈالنا شروع کر
دیا۔ بن مانس غصے اور درد سے بلبلا رہا تھا۔
وہ بار بار اپنی انگلیاں کان میں ڈالتا۔ اور بے بس
ہو کر غراتا اور درد سے تڑپ رہا تھا۔
آخر ناگ شگاف پھاڑ کر اس شگاف سے اندر
داخل ہو گیا۔ اندر آ کر اسے پتہ چلا کہ اس سے
غلطی ہو گئی ہے۔ کیوں کہ کان پھاڑ کر وہ حلق
میں جا نکلا تھا۔

بن مانس نے جب یہ محسوس کر لیا کہ ناگ
حلق میں آ گیا ہے تو اس نے زور سے اندر سانس
کھینچی لیکن ناگ نے بر وقت محسوس کر لیا اور بھاگ کر
اس جگہ پہنچ گیا جہاں زبان تالو سے جا ملتی ہے اسے
حلق میں بہت تیز آندھی کا احساس ہو رہا تھا۔
لیکن وہ محفوظ پناہ گاہ میں پناہ لے چکا تھا بن مانس
کبھی اندر اور کبھی باہر زور زور سے سانس چھوڑتا
تھا لیکن ناگ آفت بن کر چمٹا ہوا تھا۔

اب اس نے دوسری حرکت کی کہ چھری سے اس
کی زبان پر زخم لگانا شروع کر دیئے۔ ایک
خون کا فوارہ حلق سے بہنے لگا۔ اور بن مانس دیواروں
سے ٹکریں مارنے لگا۔ اس کی حالت اس ہاتھی کی
سی تھی جس کی سونڈ میں چیونٹی گھس گئی ہو اور
وہ بے شمار طاقت رکھتے ہوئے بھی اس کا
کچھ نہ بگاڑ سکے۔

تھوڑی ہی دیر بعد ناگ نے ساری زبان کاٹ
ڈالی جو کٹ کر خون کے فوارے کے ساتھ ہی
اس طرح باہر گر پڑی جیسے اچانک کوئی پتھر کی
سل چیر کر کوئی جھرنا پھوٹ نکلتا ہے اور اپنے
تیز بہاؤ کے ساتھ ہی پتھر کے ٹکڑے ساتھ بہا

لے جاتا ہے۔

اب بن مانس درد کے مارے زمین پر لیٹ
گیا۔ ناگ نے اور اندر کی طرف سرکنا شروع کر دیا
اور اب اس کا وار ٹھیک انسان کے گلے پر پڑ
رہا تھا۔

بن مانس نے زمین سے کئی کئی فٹ اچھلنا شروع
کر دیا درد سے وہ تڑپ رہا تھا اور اب ناگ
کی تیز چھری اس کا گلا کاٹنے میں مصروف تھی۔
اور اب گلے سے بھی خون کی ندی بہہ رہی تھی
بن مانس درد کے مارے اپنا سر پتھروں پر
مار رہا تھا جس سے کئی من وزنی اور بڑے پتھر ریزہ
ریزہ ہو رہے تھے۔ درد کی شدت اس کی برداشت
سے باہر ہو رہی تھی۔ اور جسم سے خون کی مقدار گھٹتی
جا رہی تھی۔ گلے کا گھاؤ بڑھتا جا رہا تھا اور پھر
ایک پہاڑ کی چوٹی کی طرح کئی من وزنی سر کٹ کر
بہت بڑے دھڑ سے جدا ہو گیا۔ تھوڑی دیر سر
اور دھڑ علیٰحدہ علیٰحدہ تڑپتے رہے اور پھر ٹھنڈے
ہو گئے۔ ناگ نے باہر چھلانگ لگا دی اور خدا کا
شکر ادا کیا اب وقت بہت کم رہ گیا تھا اُسے
ڈر تھا کہ کہیں بن مانس کی موت کی خبر جادوگر کو

نہ ہو جائے۔

دوسری طرف جادوگر اپنے بستر پر سو رہا تھا کہ تڑپ کر اُٹھ بیٹھا عنبر سمجھ گیا کہ ناگ وہاں تک پہنچ گیا ہے جادوگر بے چینی سی محسوس کرنے لگا عنبر نے کہا

گرو دیو طبیعت تو ٹھیک ہے نا!

جادوگر نے خونخوار نظروں سے دیکھ کر کہا سنا تھا دیواروں کے کان بھی ہوتے ہیں مجھے تو یہ مثال ٹھیک ہی معلوم ہو رہی ہے۔ میری آتما بے کل ہو رہی ہے ایسا لگتا ہے کہ کوئی اس غار میں داخل ہو گیا ہے۔

عنبر نے قہقہہ لگایا اور کہا

گرو! کیوں نداق کرتے ہو بھلا اس موسم میں جب کہ سارا پہاڑ برف سے غرق ہے اس کی چوٹی تک کون جا سکتا ہے یہ کام تو کوئی انسان نہیں کر سکتا ہاں کوئی اور مہان طاقت جادوگر ہو تو کچھ کہہ نہیں سکتا۔

جادوگر نے غصے سے کہا اپنی چونچ بند رکھ لڑکے مجھے باتوں میں مت لگا میری آتما بتا رہی ہے کہ

ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔

اب عنبر کو بہت پریشانی ہوتی کہ کیا ناگ اتنی دیر میں اپنا کام کر بھی سکے گا کہ نہیں اس نے جادوگر سے پوچھا جو جانے کی تیاری کر رہا تھا۔

گرو جی! آپ کتنی دیر میں وہاں تک پہنچ جاتے ہیں۔

جادوگر نے کہا مجھے بھی کم از کم چار گھنٹے چاہئیں تب جا کر وہاں پہنچ سکتا ہوں۔

عنبر نے پھر اسے باتوں میں لگاتے ہوئے کہا اتنی دیر میں گرو جی اتنی بڑی شکتی ہوتے ہوئے بھی اتنی دیر۔

جادوگر نے پیچھا چھڑاتے ہوئے کہا تو نہیں جانتا لڑکے اس پہاڑ کی غاروں میں بڑی بڑی مہان طاقتیں موجود ہیں جو اس علاقے کے مالک ہیں اور ان کے علاقے کو پار کرنے سے پہلے ان سے اجازت لینی پڑتی ہے وہ دنیا چھوڑ کر دن رات ان غاروں میں بڑے بڑے جاپ کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی ناراضگی مول نہیں لی جا سکتی۔ اب خاموش ہو جا ایسا لگتا ہے کسی نے میرے شریر کو چھو لیا ہے میں چلا۔

جادوگر نے ایک چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا اژدہے
کے موہنہ سے نکل گیا۔
عنبر دعا مانگنے لگا یا رب اس بلا سے ناگ کو
محفوظ رکھنا۔ ناگ محفوظ تھا اور وہ جن سلیمان کے تعویز
کی وجہ سے یہاں کی جہان طاقتوں کے علاقے سے
گزر گیا تھا ان طاقتوں کو ناگ کے گزرنے کا علم ضرور
ہو جاتا تھا لیکن تعویز کی طاقت انہیں کوئی قدم اٹھانے
سے روک دیتی تھی۔
دوسری طرف ناگ نے جادوگر کے اصلی جسم کو
پکڑ لیا تھا اور اس نے اپنی تیز چھری سے
اس کا سینہ چیر کر دل نکال لیا اور جلدی جلدی
اس کے کئی ٹکڑے کر دیئے۔ اسی وقت جادوگر غار
کے اندر داخل ہو کر زمین پر گر پڑا۔ ناگ نے جب
یہ دیکھا کہ اب وہ رینگ کر ناگ کی طرف
آ رہا ہے اس نے جلدی سے اس کے سر پہ چھری
کی ضربیں لگائیں۔
جادوگر کوئی منتر پڑھنے لگا ناگ زور زور سے
چھریاں چلا رہا تھا۔ جادوگر سانگلاور بار بار منتر
ادھورا چھوڑ کر درد سے دہرا ہو جاتا۔ آخر ناگ نے

کافی محنت کے بعد جادوگر کا دماغ نکال کر دیوار پہ
دے مارا۔ سنگلاور نے ایک بھیانک چیخ ماری اور
تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔
ادھر جادوگر مرا ادھر عنبر کا جسم کانپنا شروع ہوا
اور اس میں حرکت پیدا ہو گئی۔ اس نے خدا کا
شکر ادا کیا جس نے اسے اذیت سے چھٹکارا دلوایا
تھا اور سمجھ گیا بھائی ناگ نے کام دکھا دیا ہے اور
وہ ظالم جادوگر اپنے انجام کو پہنچ گیا ہے پھر اسے
یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اب وہ کسی چھت کے نیچے
نہیں بلکہ آسمان کے نیچے کھلے میدان میں کھڑا تھا اور
اس اژدہے کا کوئی پتہ نہ تھا جس میں اس نے اذیت
کے یہ دن گزارے تھے۔ اب اسے ناگ کی واپسی
کا انتظار تھا خدا جانے ناگ اکیلا ہی اس مہم پہ
گیا ہے یا ماریا بھی ساتھ ہے کیوں کہ ماریا اگر یہاں
ہوتی تو دونوں کو ایک دوسرے کی خوشبو آ جاتی اب
اب ماریا پہ کیا بیتی وہ غار میں لیٹی اور اسے نیند
آ گئی۔ اور وہ کتنی دیر سوتی رہی اسے اس کا کچھ
علم نہیں۔
ماریا کی جب آنکھ کھلی تو سورج کی دودھیا اورنرم

کرنیں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھیں۔ اور وہ آسمان کی
چھت کے نیچے زمین پر لیٹی ہوئی تھی۔
ماریا نے نیلے آسمان کی طرف دیکھا اور ایک دم اُٹھ
کے بیٹھ گئی اور سوچنے لگی کہ وہ تو ایک چھوٹی سی
غار میں سو رہی تھی جو اس پہاڑی سلسلہ میں واقع تھی
لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی یہ دیکھ کر کے
کہ نہ تو وہاں کوئی پہاڑی سلسلہ ہی تھا اور نہ ہی کوئی
غار تھی۔ بلکہ وہ زمین پر سبز گھاس کے مخملی بستر پر
کھلے آسمان کے نیچے پڑی ہوئی تھی۔ وہ اپنی سوچ کے
تانے بانے جوڑنے لگی۔ اور پھر ایک دم چونک پڑی
کہیں زمانہ تو نہیں بدل گیا ایسا نہ ہو تاریخ نے اپنا
ورق پلٹ دیا ہو۔ اور وہ واپسی کے سفر میں کسی اور
دور میں پہنچ گئی ہو کیوں کہ اس مقام کی ہر چیز بدلی ہوئی
نظر آ رہی تھی۔ لیکن اسے کیا خبر تھی کہ جادوگر کی موت
کے بعد تمام جادوئی چیزیں ختم ہو گئی تھیں اور اب وہ
اپنی اصلی صورت میں آ گئی تھیں اس لئے اسے نہ
کوئی پہاڑی نظر آ رہی تھی اور نہ ہی اژدھا جو جادوگر
کا مسکن تھا۔
ماریا نے سوچا ضرور زمانہ بدل گیا ہے اور اب وہ

پھر کافی عرصے کے لئے اپنے بھائیوں سے بچھڑ گئی ہے
اس نے سوچا نہ جانے عنبر اور ناگ کا کیا حال ہو گا
جو اس جادوگر کو ختم کرنے کے لئے گیا ہوا ہے اس
نے دور دیکھا جہاں آبادی کے آثار نظر آئے اور وہ
اسی طرف روانہ ہو گئی۔

چار بہادر راجپوت

دوسری طرف عنبر پر سے جب جادو کا اثر ختم ہوا۔ اور اس کے دماغ سے دھند چھٹی تو اس نے بھی اپنے آپ کو درختوں کے جھنڈ میں پایا وہ خوش تھا کہ اس کا بھائی ناگ نے طلسمی غار میں بند جادوگر کے جسم سے دل اور دماغ نکال کر ضائع کر دیا ہے۔ تب ہی تو تمام جادوئی مقام تبدیل ہو گیا ہے پھر اسے فوراً ماریا کا خیال آیا۔ جو اس کے خیال کے مطابق قریب ہی کہیں ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن اس نے چاروں طرف گھوم پھر کر اس کی خوشبو سونگھنے کی کوشش کی لیکن ماریا کا کہیں پتہ نہ تھا۔ پھر وہ بیٹھ کر ماریا کا انتظار کرنے لگا۔

ماریا آبادی تک پہنچ کر ایک بازار کے قریب کھڑی اندازہ لگا رہی تھی۔ کہ یہاں کس کی حکومت۔ یہاں کے لوگوں میں افراتفری مچی ہوئی تھی لوگ گھبرائے

گھبرائے پھر رہے تھے۔ سرکاری ہرکارے بھی گھوڑوں پر آ جا رہے تھے۔ ایک جگہ چند آدمی اکھٹے ہو کر گرما گرم بحث میں مشغول تھے۔

ماریا بھی ان کے قریب جا کر سننے لگی اور تب اسے معلوم ہوا کہ وہ اس وقت کاٹھیا واڑ کے شہر میں موجود ہے اور یہاں پر راجا راجپال کی حکومت ہے یہ شہر سمندر کے کنارے واقع ہے اور سومنات کا مندر یہاں ہونے کی وجہ سے اس شہر کی ہندوؤں میں بڑی عزت ہے اور بڑے بڑے راجہ مہاراجہ یہاں چڑھاوے چڑھانے آتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے اس مندر میں بے حساب دولت ہے۔

یہ ۱۰۲۴ء سن ہے اور افراتفری کی وجہ سلطان محمود غزنوی ہے اس کی فوج ظفر موج منزلیں مارتی ہوئی اس شہر کی طرف حملہ کرنے کی غرض سے آ رہی ہے۔ یہ سلطان محمود غزنوی کا سترھواں حملہ ہے ہندوستان پر۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے تمام راجے جو پہلے آپس کی دشمنیوں میں بٹے ہوئے تھے۔ ایک مرکز پر اکھٹے ہو گئے ہیں اور یہاں کے راجہ نے سلطان کو خراج دینے سے انکار کر

ہوتے خود مختاری کا اعلان کر دیا ہے۔ اور ہندوستان کے
کونے کونے سے تمام راجاؤں کی فوجیں اکٹھی ہو کر
سلطان کی مقابلے کی تیاری میں مصروف ہیں اس
سے قبل سلطان سولہ مرتبے ہندوستان پر حملے کر کے
ان راجاؤں کے دانت کھٹے کر چکا ہے۔

ہندوؤں کا بچہ بچہ جوش اور ولولے سے جنگ
کی تیاری میں مصروف ہے اس لیے کہ سومنات کے
مندر کے بڑے پجاری وشال ناتھ نے اعلان کیا ہے
کہ مجھے دیوتا نے خواب میں بشارت دی ہے کہ
وہ محمود کے ناپاک قدم اس دھرتی پر نہیں آنے
دیں گے۔ اور جیت یقیناً ہماری ہو گی اس وجہ
سے ہندوستان کے تمام راجے جو غزنوی تلواروں کے
لگاتے ہوتے زخم اب تک چاٹتے پھر رہے تھے
محمود غزنوی سے بدلہ لینے کے لئے اکٹھے ہو گئے
ہیں۔ اس لئے کہ دیوتا نے ان کی مدد کا وعدہ کر
لیا ہے۔ اور اب فتح صرف ہندوؤں کی ہو گی۔

ماریا نے یہ سب کچھ سنا کہ وہ مجاہد اسلام سلطان
محمود غزنوی کی شان میں گستاخیاں کر رہے تھے
جس کی وجہ سے ماریا کا خون کھول رہا تھا۔ اگر

عنبر کے بیٹے اور ناگ کیلئے وہ فکر مند نہ ہوتی اور
ان کا اسے انتظار اور تلاش نہ ہوتی تو اب تک وہ کئی
گستاخوں سے بدلہ لے چکی ہوتی۔

ناگ۔ جادوگر کی موت کے بعد فوراً پرندہ بن
کر اُڑا اور سیدھا کالی پہاڑیوں کا رُخ کیا وہ کافی بلندی
پر اور کافی دیر اُڑتا رہا۔ لیکن اسے کالی پہاڑیوں کا
سلسلہ کہیں نظر نہیں آیا اور وہ سوچ رہا تھا شاید
وہ راستہ بھول گیا ہے اور یہ خیال اس کی پریشانی
کا باعث بن رہا تھا۔ کیوں کہ وقت ختم ہو گیا تھا
اور وہ سوچ رہا تھا کہیں ماریا اسے مصیبت میں
سمجھ کر خود بھی ہمالیہ کی طرف روانہ نہ ہو جائے آخر
جب کافی دوڑ دھوپ کے بعد ناگ کو کالی
پہاڑیاں نظر نہ آئیں۔ تو وہ ایک آبادی کے باہر ہی
اُتر گیا۔ کہ کسی سے معلوم کرے کہ کالی پہاڑیوں کا
سلسلہ کس سمت ہے۔

ادھر جب عنبر ناگ اور ماریا کا انتظار کرتے تھک
گیا تو اس نے سوچا ہماری زندگی میں ملنا بچھڑنا ہوتا
ہی ہے۔ وہ دونوں ہندوستان میں ہیں تو کہیں نہ
کہیں ملاقات ہو ہی جائے گی اس جگہ کب تک پڑا

رہوں گا۔ کسی شہر میں جا کر ٹھہرنا چاہیے ہو سکتا ہے
وہ دونوں بھی کسی قریبی شہر میں ہوں۔ لہٰذا عنبر نے
بھی ایک طرف چلنا شروع کر دیا وہ ایک میدان سے
گزر رہا تھا جہاں بڑی بڑی گھنی جھاڑیوں اور درختوں
کا جال واقع تھا۔ اس نے بیل گاڑی پر قریب ہی
کچی سڑک پر ایک خاندان کو سفر کرتے ہوئے دیکھا
وہ غالباً کسی دوسرے شہر سے ہجرت کر کے آ رہے
تھے۔ کیوں کہ ان کے ساتھ بہت سارا سامان بھی لدا
ہوا تھا۔ دو تین عورتیں اور چار مرد تھے مرد گھوڑوں
پر سوار تھے اور عورتیں مع سامان کے چھکڑے پر
بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے ہندوانی لباس پہن رکھا
رکھا تھا اور کافی زیورات بھی ان کے جسم پر موجود
تھے۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کافی آسودہ حال
خاندان ہے۔

اچانک جھاڑیوں سے نکل کر چند آدمی ان پر حملہ آور
ہوئے خاندان کے آدمی بھی کافی بہادر اور جوان تھے
لیکن تعداد میں ڈاکوؤں سے کم تھے لیکن انہوں نے
بہت بہادری سے مقابلہ کیا لیکن ڈاکوؤں کی زیادہ تعداد
ان پر غالب آ گئی اور ڈاکوؤں کے سردار نے ان چاروں

کی مشکیں باندھ کر انہیں زمین پر ڈال دیا اور اپنے
ساتھیوں کو حکم دیا۔

سامان چھکڑے میں ہی رہنے دو۔ عورتوں کو اتار
لو اور ان کے زیور اتار لو۔

فوراً ہی اس کے حکم پر عمل کیا گیا ان عورتوں میں
شاید دو ان آدمیوں کی بیویاں تھیں اور ایک بہن اور
[illegible] سال تھی

سالار نے ڈاکوؤں سے کہا کہ یہ بہادری نہیں کہ تم
نے میرے [illegible] بیٹوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے
بیس آدمی [illegible] سامنے لا کھڑے کیے ہم راجپوت
ہیں۔ اور غیرت کے لیے کٹ مرتے ہیں کوئی بھی آدمی
میری بہوؤں اور بیٹی کے قریب مت آئے۔

پھر اس نے حکم دیا اپنے زیور اتار کر ان کتوں
کے آگے ڈال دو۔

نوجوانوں عورتوں نے زیور اتار کر زمین پر
ڈال دیں۔

عنبر یہ تمام ماجرہ دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔
اور دل ہی دل میں ان بہادروں کی تعریف کر
رہا تھا۔ جنہوں نے تھوڑے ہی وقفے میں دس

ڈاکوؤں کو قتل کر دیا تھا۔ اسے اس بہادر خاندان سے
پوری ہمدردی تھی۔ اور وہ موقع کا انتظار کر رہا تھا
ڈاکوؤں کا سردار اپنے آدمیوں کے انتقام میں پاگل
ہو رہا تھا اس کی اضطرابی کیفیت اس کے گھوڑے
سے ظاہر ہو رہی تھی۔ جس کے قدم ہی زمین
پر نہ ٹک رہے تھے۔ اور وہ ادھر سے ادھر
مچھلی کی طرح تڑپتا پھر رہا تھا۔

سردار کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی اور سامنے چاروں
زخمی بہادر راجپوت زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ ڈاکوؤں
نے تمام زیورات زمین سے اکٹھے کر لیے تو سردار نے
حکم دیا۔

عورت یہ چھکڑا خالی کر دے اب اس پر میرے
سامان کے ساتھ میرے ساتھیوں کی لاشیں اور زخمی بھی
میرے ساتھ جائیں گے۔

عورت کے حکم سے تمام لڑکیاں چھکڑے سے
اُتر آئیں۔ تب تمام زخمی اور لاشیں چھکڑے پر لاد دی
گئیں۔ عنبر ان ڈاکوؤں کے بالکل قریب ہی ایک جھاڑی
کی اوٹ سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

تب سردار نے غصے سے کہا تم لوگ راجپوت ہو

اور غیرت کے نام پر کٹ مرتے ہیں۔ پھر اس نے حکم
دیا ساتھیوں!

ان میں سے جوان لڑکیوں کو علیحدہ کر دو۔

جوں ہی دو ڈاکو لڑکیوں کی طرف بڑھے اور انہوں نے
اپنے ہاتھ بڑھا کر انہیں پکڑنا چاہا بوڑھی عورت نے اپنے
بیٹے کی پڑی ہوئی تلوار اٹھا لی اور دونوں ڈاکوؤں کے
ہاتھ ایک ہی وار میں کاٹ دیئے۔

عنبر نے دل ہی دل میں ماں کی بہادری کی تعریف کی
لیکن ڈاکوؤں کا سردار قہر و غضب میں آگیا اور آگے بڑھ کر
ایک ہی وار میں بوڑھی عورت کا سر تن سے جدا کر دیا
اور حکم دیا

ان چاروں زخمی جوانوں کو بھی ختم کر دو اور ان لڑکیوں
کو بھی ساتھ لے چلو۔

ڈاکوؤں نے اپنی تلواریں میان سے نکال لیں اور
زخمیوں کی طرف بڑھے جن میں سے ایک نے کہا۔

تم بزدل ہو بہادر ہوتے تو ہمارے ہاتھ کھول دیتے
اب اگر ظلم کرنا ہی ہے۔ تو ابتدا ہم سے کرو ہم اپنی زندگی
میں اپنی عورتوں کو ڈاکوؤں کے ساتھ نہیں دیکھ سکتے ہم
قتل ہو جائیں تو ہماری لاشوں پر سے ہماری عورتوں کو

غصے میں بھرے ان نوجوانوں کو اپنے محسن کا کہنا ماننا پڑ گیا
مگر ماں کی لاش دیکھ کر وہ ڈاکوؤں کی بوٹیاں اڑا دینا
چاہتے تھے خواہ اس لڑائی میں خود بھی ہلاک ہو جاتے
تب عنبر نے پھر حکم دیا
تمام زیورات ان عورتوں کو واپس کرو۔
مجبوراً یہ حکم بھی ماننا پڑا اور تمام زیورات واپس
کر دیے گئے۔
عنبر نے لڑکوں سے کہا ڈاکوؤں کی لاشیں اور زخمیوں کو
نیچے اتار دو۔ اور عورتوں کو چھکڑے پر بٹھا دو۔
چاروں لڑکوں نے حکم پر عمل کیا اور اب تمام سامان
اور عورتیں چھکڑے پر موجود تھے۔
عنبر نے نوجوانوں سے کہا بہادر لڑکوں میں جانتا ہوں
تم راجپوت ہو اور بات کے دھنی ہو لیکن وقت کی
نزاکت کو سمجھنا ضروری امر ہے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ
اور گاڑی بان سے کہو گاڑی کو تیزی سے لے کر اپنی منزل
کی طرف روانہ ہو جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی تم چاروں
بھی چلے جاؤ۔
بڑے لڑکے نے کہا تم ہمارے محسن ہو اور ہماری
بہادری پر تف ہے۔ کہ اگر ہم اپنی جان و مال اور غیرت

لے جانا۔
ڈاکوؤں کے سردار نے کہا میرا منہ کیا دیکھتے ہو ان کی
زبانیں بند کر دو بے چارے غیرت مند ہیں اپنی غیرت
لٹتا ہوا نہیں دیکھ سکتے۔ بزدل ہی چار ڈاکو ان بہادروں
کی طرف بڑھے
عنبر نے جھاڑیوں میں سے ایک چھلانگ سردار کے
گھوڑے پر لگائی۔ اور اس کے پیچھے جا بیٹھا اور تلوار چھین کر
اس کی دھار سردار کے گلے پر رکھ کر حکم دیا۔
سب پیچھے ہٹ جاؤ ورنہ تمہارے سردار کے گلے سے
یہ دھار پار ہو جائے گی۔
ڈاکوؤں کے قدم وہیں رک گئے۔
دوسرا حکم اس نے دیا ایک ڈاکو خالی ہاتھ آگے بڑھے
اور ان چاروں کو رسیوں کی بندش سے آزاد کر دے
ڈاکو نے سردار کی طرف دیکھا سردار نے کہا کہ جو یہ کہہ
رہا ہے کرو۔
ڈاکو نے آگے بڑھ کر چاروں نوجوانوں کو کھول دیا۔ جنہوں
نے آزاد ہوتے ہی اپنی تلوار زمین سے اٹھا لی۔ پھر عنبر
نے انہیں حکم دیا۔
نوجوانوں جب تک میں نہ کہوں کسی پر حملہ نہ کرنا۔ مجبوراً

بچانے کے لئے تمہیں میدان میں تنہا چھوڑ دیں۔ اب ہم آزاد
ہیں گو کہ زخمی ہیں لیکن پھر بھی تمہارے کندھے سے کندھا
ملا کر لڑیں گے ہمیں اس سردار کو چھوڑ کر آجاؤ گو کہ یہ اب
بھی تعداد میں ہم سے زیادہ ہیں لیکن ہمیں یقین ہے کہ تم
جیسے بہادر ساتھی کے آجانے سے ہم ڈٹ کر مقابلہ کریں
گے۔

عنبر نے کہا ضد نہ کرو۔ مجھے تمہاری بہادری پر کوئی شک
نہیں میں ان کے لئے تنہا ہی کافی ہوں اس اعتماد کے ساتھ
جاؤ کہ میں ان کو تمہارے پیچھے نہ آنے دوں گا

سب نے یک زبان ہو کر کہا

ہمارے محسن ہمارے صبر کو نہ آزماؤ ہماری ماں کی لاش
ہمیں انتقام کے لئے پکار رہی ہے۔ اور ہمیں قسم ہے اپنی
ماں کے اس خون کی۔ جب تک بدلہ نہ لیں گے یہاں
سے ایک قدم نہیں اٹھائیں گے۔

تب عنبر نے مجبور ہو کر کہا تو ہوشیار ہو جاؤ اور
چھلانگ لگا کر سردار کے گھوڑے سے اتر گیا پھر کیا تھا
سارے ڈاکوؤں نے تلواریں بے نیام کر لیں اور مقابلہ
شروع ہو گیا۔ ڈاکو بالکل ٹھیک اور تندرست حالت میں
تھے جب کہ ان کے مقابل چاروں لڑکے زخمی تھے

لیکن عنبر ان کے سامنے دیوار بنا ہوا تھا وہ چھلاوے
کی طرح کبھی کہیں اور کبھی کسی کونے سے وار کرتا
اور گزر جاتا۔ لیکن عنبر کی تلوار کئی ڈاکوؤں کو زندگی کی
قید سے رہائی دلا چکی تھی۔ جب کہ ڈاکو اس کے
جسم پر کوئی زخم نہ لگا سکا تھا اور اس کے جسم پر
پڑنے والی تلوار ایک چھناکے کے ساتھ ٹوٹ جاتی
تھی۔

ڈاکوؤں کا سردار عقلمند تھا سمجھ گیا کہ ان کا مدمقابل
کوئی خصوصی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور پھر وہ کئی
ساتھیوں سے بھی محروم ہو گیا تھا اس نے تمام ڈاکوؤں کو
حکم دیا

اپنی جان بچاؤ اور راہ فرار اختیار کر لو۔ تمام ڈاکو دم
دبا کر مع سردار کے فرار ہو گئے

چاروں بھائیوں نے عنبر کا شکریہ ادا کیا لیکن عنبر نے کہا
ذرا سی دیر کے سبب میں تمہاری ماں کو نہ بچا سکا مجھے
افسوس ہے۔

پھر بیٹوں نے ماں کی لاش کو چھکڑے پر ڈالا اور عنبر
سے کہا

بھائی ہم لوگ کاٹھیاوار جا رہے ہیں سنا ہے کہ

سلطان محمود غزنوی بہت بڑا حملہ کرنے والا ہے۔ لہذا راجہ کا حکم ہے کہ تمام سرحدی شہر خالی کر کے ساری طاقت سومناتھ جی کی حفاظت کے لئے ایک جگہ اکھٹی کی جائے اسی حکم کے تحت ہم اپنا گاؤں چھوڑ کر کاٹھیا وار جا رہے تھے۔ کہ راستے میں ان ڈاکوؤں نے ہمیں آ لیا۔ میرا نام امرناتھ ہے اور ان سب بھائیوں سے بڑا ہوں ہمارے چاچا جی پنج ناتھ اس شہر کے بہت بڑے رئیس ہیں اور سونے کی تجارت کرتے ہیں جب کبھی اس طرف آنا ہو ہمارے مہمان ٹھہرنا تمہاری خدمت کر کے ہمیں بہت خوشی ہو گی۔ اگر شہر چلنا ہو تو ہمارے ہی ساتھ چلو لیکن عنبر کو تو ماریا اور ناگ کی تلاش کرنا تھی وہ اس جھنجٹ میں پڑنا نہیں چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے بہانہ کر دیا کہ وہ کہیں اور جا رہا ہے۔

تمام لڑکیوں اور لڑکوں نے اسے جھک کر سلام کیا اور شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔

تھوڑی دیر عنبر نے سوچا کہ ایک دفعہ پھر مجاہد اسلام نے کفر کے دروازے پر دستک دی ہے اسے معلوم تھا کہ فتح سلطان کی ہو گی اور سومنات کا بت سلطان ہی کے ہاتھوں ٹوٹے گا۔ اسے اسلام کے اس مجاہد کی فتح

کی خوشی تھی اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ پر لگا کر سلطان کی فوج میں جائے اور اسے فتح کی خوشخبری دے لیکن ایسا کرنا مناسب نہ تھا۔ گو کہ اس کی آنکھوں نے اس جنگ کو پہلے بھی دیکھا تھا لیکن پھر بھی اسے خاموش ہی رہنا تھا۔

اس نے کاٹھیا وار جانے کا ارادہ بدل دیا اب اس کی منزل سلطان کی فوج کا پڑاؤ تھا۔ اس نے ڈاکوؤں کا ایک گھوڑا جو آوارہ پھر رہا تھا قابو کیا اور اس سمت روانہ ہو گیا۔

راجکماری شکنتلا اور ماریا

ماریا نے اس شہر میں عنبر اور ناگ کو بہت تلاش کیا
لیکن اسے کہیں بھی وہ نظر نہ آئے ماریا سوچ رہی تھی
کہ ضرور وہ لوگ کسی اور جگہ چلے گئے ہیں یا پھر ہو سکتا
ہے کسی مصیبت میں پھنس گئے ہوں خدا جانے ناگ
نے عنبر کو رہا بھی کروایا ہے کہ وہ ابھی تک پتھر بنا
کہیں سزا بھگت رہا ہے کیونکہ آنکھ کھلنے کے بعد تو
اسے وہ جگہ پھر نظر ہی نہ آتی تھی۔ جس جگہ عنبر قید تھا
اور وہاں اژدھا پڑا تھا جو جادوگر کا مسکن تھا اور وہ
حیران تھی کہ زمانہ بھی نہیں بدلا پھر جگہ کیسے بدل گئی
بہر حال اس سوچ بچار اور عنبر ناگ کی تلاش میں وہ را
نے محل میں چلی گئی۔ جہاں راجا اور رانی دونوں بیٹھے ہوئے
سلطان محمود کے متعلق گفتگو کر رہے تھے راجا کہہ رہا
تھا فکر کی بات نہیں رانی پہلے ہم اکیلے تھے تو محمود
نے سولہ بار ہمیں لوٹ لیا ہمارے بزرگ آپس میں
لڑتے رہے۔ لیکن یہ نوجوان نسل جنہوں نے بھارت ورش

کی مٹی کی سوگند کھا کر کہا ہے کہ اب کوئی لیٹرا باہر سے
آ کر انہیں لوٹ نہیں سکتا اس دیش کا ہر شہر کسی ایک کی
نہیں سب کی ملکیت ہے۔ اور اس کی حفاظت
اس کی ذمہ داری ہے ہم محمود کو ایک ایسا سبق دیں گے کہ
تاریخ میں یادگار رہے گا۔

رانی نے کہا بہادر سورما راجپوتوں کے علاوہ خود سومناتھ
دیوتا نے یقین دلایا ہے۔ کہ اس پوتر دھرتی پر وہ کسی
مسلمان ملیچھ کے پاؤں نہیں آنے دیں گے

راجا نے کہا ٹھیک ہے پنڈت جی نے خود مجھ
سے کہا ہے کہ انہیں سومناتھ دیوتا نے
یقین دلا دیا ہے۔

ماریا نے یہ باتیں سنیں تو دل میں کہا کتنا جھوٹا ہے
وہ پنڈت اور اس سے زیادہ یہ دیوتا سومناتھ جو اپنے ناک
سے مکھی تک نہیں اڑا سکتا۔ اسے تو معلوم تھا کہ فتح
سلطان کی ہو گی۔ کیوں کہ وہ تینوں اس جنگ کو اپنی
اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ اسے سومناتھ کے بت کا
پتہ تھا۔ کہ اس بت شکن مجاہد کی تلوار اس کے ٹکڑے ٹکڑے
کر دے گا۔

ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی کہ راج کماری شکنتلا شکاری
لباس میں تیر کمان اور تلوار سجائے داخل ہوتی پہلے ماں باپ

کو ہاتھ جوڑ کر سلام کیا اور پھر کہا
پتا جی میں شکار کے لئے جا رہی ہوں ۔ ۔۔
دیں ۔

راجا نے کہا بیٹی جب اس ملے دشمن کی فوجیں بڑھ رہی ہیں تمہارا گھر سے نکلنا ٹھیک نہیں اپنے تیر اور تلوار کے جوہر جانوروں پر نہیں مسلمان سپاہیوں پر آزمانا ۔

شکنتلا نے کہا پتا جی مہاراج وہ دن دور نہیں جب آپ اپنی آنکھوں سے اس تلوار کے جوہر رن بھومی میں دیکھ لیں گے ۔

رانی نے کہا بیٹی! ہمارا کوئی بیٹا نہیں ہے تم ہی ہماری آنکھ کا تارا ہو تمہیں نگاہوں سے دور کرنے کو جی نہیں چاہتا ۔

شکنتلا نے کہا تو میرا بھی مطلب ہے رانی ماں ۔ میں میں بیٹی نہیں آپ کا بیٹا ہوں اور بیٹوں کے ہاتھ میں تلوار ہی سجتی ہے آج جانوروں پر آزمانے دیں کیوں کہ کل یہی تلوار مسلمانوں کے گلے پر چلنے والی ہے میں اس کے جوہر آزما رہی ہوں ۔

راجا نے خوش ہو کر کہا مہارانی! شکنتلا ٹھیک ہی کہتی ہے تم نے بیٹے ہی کی طرح اس کی تربیت کی ہے اسے اپنے جوہر آزمانے دو ۔

بیٹیا کسی کمزور جانور کا شکار نہ کرنا شکار کا شوق ہے تو تلوار شیر کی دھار پر آزمانا تمہاری واپسی پر ہم تمہارے ساتھ شیر کا سر دیکھنا چاہتے ہیں ۔

شکنتلا نے کہا ٹھیک ہے پتا جی آج صرف شیر کا شکار ہو گا اور واپسی پر اس کا سر آپ کی نذر ہو گا ۔

ماریا کو یہ بہادر اور خوب صورت لڑکی بڑی پیاری لگی اس کا دل چاہا اسے سہیلی بنا لے لیکن پھر اس نے یہ سوچ کر اپنی خواہش دل میں ہی دبا لی کہ کون غائب قسم کی لڑکی سے دوستی کرے گا جو کسی کو نظر ہی نہیں آتی لیکن پھر جلد ہی وہ راج کماری کے پیچھے ہی باہر نکل گئی ۔ جہاں راج کماری اپنے شکاری دستے کے ساتھ اپنی نہایت قیمتی رتھ پر سوار ہو گئی ۔

تھا۔ ڈر تھا۔ بادل زور سے گرجا بجلی چمکی اور ایک دم تیزی سے بارش شروع ہو گئی ۔

عنبر نے گھبرا کر چاروں طرف نگاہ کی اور ایک طرف اسے ایک مندر نظر آیا ۔ جس میں روشنی ہو رہی تھی عنبر نے غنیمت جان کر ادھر ہی کا رخ کیا کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ گھوڑا سارا دن تیز رفتار سے سفر کرتا رہا ہے اس کا جسم پسینے سے شرابور ہے ایسے وقت میں اس کے گرم جسم پر اگر بارش ہوتی رہی تو وہ بیمار ہو جائے

گا اس نے مندر کی سمت گھوڑے کا رُخ موڑ کر راسیں ڈھیلی چھوڑ دیں۔

گھوڑا اچھا سدھایا ہوا تھا سوار کا مطلب سمجھ گیا اور تیر کی طرح مندر کا رخ کیا اس سے پیشتر کہ بارش سوار کو شرابور کر دے۔ گھوڑا عنبر کو لے کر لے مندر تک پہنچ گیا۔

عنبر نے گھوڑے کو باہر چھت کے نیچے باندھ دیا اور کاٹھی اس پر سے اتار دی پیار سے اس کے بھیگے ہوئے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ گھوڑے نے بھی ہنہنا کر اس کا جواب دیا۔

عنبر نے محسوس کرتے ہوئے کہ گھوڑے کا جسم

بار بار نے بھی چھلانگ لگائی اور ساتھ ہی بیٹھ گئی اور پھر لگام کا اشارہ پاتے ہی چار گھوڑوں کی یہ رتھ ہوا سے باتیں کرنے لگی۔

دائیں اور بائیں دوسرے سوار تھے۔ جو ہتھیاروں سے لیس تھے۔

عنبر تیزی سے منزلیں مارتا ہوا اس شہر کی طرف جا رہا تھا جہاں سلطان محمود غزنوی کی فوج خیمہ زن تھی۔ سورج بادلوں کی گود میں چھپ گیا تھا۔ اور ہر سو اندھیرا ہی اندھیرا چھا رہا تھا۔ آسمان پر کالی گھٹائیں چھا گئی تھیں

اور موسلا دھار بارش کا امکان تھا۔

عنبر آبادی سے دور گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتا جا رہا تھا۔ اس کا مقصد تھا بارش آنے سے پہلے کسی محفوظ مقام تک پہنچ جاتے۔ دن بھر کا سفر کر کے گھوڑا تھک گیا تھا۔ اور اس کی رفتار میں خاصی کمی آ گئی تھی۔ عنبر خود تو بارش میں بھیگ کر بھی سفر جاری رکھ سکتا تھا۔ کیوں کہ اس پر تو موسموں کا کوئی اثر ہوتا نہیں تھا۔ لیکن بے زبان جانور کا خیال تھا جو دن بھر سفر کرتے کرتے تھک گیا تھا۔ اور بھوکا بھی تھا۔ کیوں کہ عنبر نے راستے میں کہیں بھی رُکے بغیر یہ سفر جاری رکھا تھا۔ آخر وہی ہوا جس

کافی بھیگ گیا ہے۔ چادر سے اس کا جسم صاف کیا اس سائبان کے نیچے ہی لکڑی کی ایک کھرلی بنا ہوئی تھی شاید یہ جگہ جانوروں کے لئے ہی بنائی گئی تھی اور اتفاق کی بات ہے اس میں کافی چارہ بھی پڑا ہوا تھا جسے دیکھتے ہی گھوڑے نے اس میں منہ مارنا شروع کر دیا۔

یہ مندر کے بائیں طرف کا حصہ تھا جو صدر دروازے سے کافی ہٹا ہوا تھا۔ اور قدرے چھپا ہوا تھا کیوں کہ اسی وقت عنبر نے گڑگڑاہٹ کی آواز سنی عنبر نے دیکھا کہ ایک رتھ جس میں قوی ہیکل جوان اور نہایت خوبصورت ایک لڑکی شامل تھی۔ چلی آ رہی تھی۔ نوجوان نے

تھ کو مندر کے صدر دروازے پر روک دیا اور
ندر روشنی دیکھ کر لڑکی کے ساتھ ہی اندر چلا گیا۔
ب عنبر کو تشویش ہوئی عام حالت میں وہ یہیں رک
کر بارش کے تھم جانے کا انتظار کرتا لیکن لڑکی
اور نوجوان کی آمد جو نہایت قیمتی ملبوسات میں ملبوس
زیورات کے ساتھ آراستہ تھی، نے اسے شک میں ڈال
دیا۔ وہ بھی دبے پاؤں اندر داخل ہو گیا۔

مندر کے باہر والے چراغ تیز ہوا کی وجہ سے بجھ
گئے تھے۔ ان میں سے اُٹھتا ہوا دھواں اور جلے ہوئے
تیل کی بو بتا رہی تھی کہ آندھی اور بارش سے پہلے یہ روشن
تھے۔ لیکن اب یہاں اندھیرا تھا۔ اور عنبر کے لئے یہ
غنیمت تھا۔ صرف ایک کمرے سے روشنی چھن چھن کر
جالیوں سے باہر آ رہی تھی۔ نوجوان اور لڑکی اسی کمرے
میں گئے تھے۔ عنبر بھی دبے پاؤں اسی کمرے کی طرف
چلا گیا۔ دروازہ پوری طرح سے بند نہ تھا۔ اور ان دونوں
درازوں میں سے اندر سب کچھ نظر آ رہا تھا۔

ایک پنڈت ہرن کی کھال پر بیٹھا ہوا ایک کپڑے
پر لکھی ہوئی تحریر کو پڑھ رہا تھا۔ سامنے نوجوان اور
لڑکی دروازے کی طرف پیٹھ کئے کھڑے تھے۔ پنڈت
نے تحریر پڑھ کر کپڑے کو دوبارہ اس لکڑی پر لپیٹ

دیا۔ جو ساتھ لگی ہوئی تھی اور نوجوان اور لڑکی پر ایک نگ
ڈالتے ہوئے کہا۔

میں نے گروجی مہا پنڈت وشال ناتھ کا یہ خط پڑھ
لیا ہے۔ میں ان کا سیوک ہوں انہوں نے لکھا ہے یہ
وش کنیا ہے جسے بچپن سے سانپوں کے جھوٹے دودھ پر
پالا ہے۔ اس کے لڑکی کے خون میں اس طرح شامل ہے
کہ اگر اس کی سانس بھی کسی کے منہ میں چلی جائے تو
وہ مر جاتے اسے کسی صورت بھی محمود غزنوی تک
پہنچانا ہے تاکہ موقعہ ملتے ہی یہ زہریلی ناگن اسے ختم
کر دے۔

لیکن بالک مجھ تک پہنچنے والی اطلاع کے مطابق
محمود پکا مسلمان ہے اپنی بیوی کے علاوہ نہ اس کے
پاس کوئی داسی ہے اور نہ ہی کسی عورت کو اس
سے ملنے کا حکم ہے۔ عورتیں اور لڑکیاں صرف اس
کی رانی سے ہی مل سکتی ہیں

گرو جی نے لکھا ہے کہ اس کے گھنگھروں کی جھنکار
اور اس کے بدن کی ادائیں محمود کو دیوانہ بنا دیں گی مگر
مجھے پتا ہے محمود غازی آدمی ہے راگ رنگ کی محفلیں
ن کے ہاں نہیں لگتیں۔

نوجوان نے کہا پنڈت جی مہاراج میں تو راجا جی کی سینا

کا ایک افسر ہوں۔ میرے ذمے صرف یہی کام تھا۔ اس
لڑکی کو خفیہ طور پر حفاظت سے آپ تک پہنچا دوں سپاہی
کا کام تو تلوار چلانا ہوتا ہے۔ وہ مجھے آتا ہے دماغی داؤ
پیچ سے میں ناواقف ہوں۔ اس لڑکی کو میں واپس تو نے
جا نہیں سکتا۔ ہاں جو حکم آپ دیں گے مہا پنڈت جی تک
پہنچا دوں گا۔

عنبر نہایت دلچسپی سے یہ واقعہ سن رہا تھا۔ اور سوچ
رہا تھا کم بختوں نے کیسے کیسے اوچھے ہتھیار آزمانے
شروع کر دیتے ہیں۔ وہ اپنے راجاؤں کی طرح سے راگ
رنگ اور رقص وسرور کے رسیا اس مجاہد کو سمجھ رہے
ہیں۔ جو اپنے آقا کالی کملی والی سرکار پر جب تک دس
ہزار مرتبہ درود نہ بھیجے سوتا ہی نہیں۔

یہ سب باتیں عنبر کو پہلے ہی سے معلوم تھیں وہ سلطان
کے کردار سے واقف تھا۔ اسے یہ بھی علم تھا کہ سلطان
اس مرتبہ ہندوستان کی دولت لوٹنے نہیں آیا بلکہ حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اس نے فوج کشی کی ہے
پنڈت نے ایک دفعہ پھر عنبر کی توجہ اپنی طرف مبذول کر
لی۔ جو نوجوان افسر سے کہہ رہا تھا۔

گرو جی کو میرا پرنام کہنا اور کہہ دینا ان کے حکم کی تعمیل
ہو جائے گی۔ میں اپنے جاسوسوں کے ذریعے اس لڑکی

کو سلطان تک پہنچا دوں گا آگے کیا کرنا ہے یہ لڑکی اس
بات سے واقف ہو گی۔

لڑکی نے مسکراتے ہوتے کہا۔ مہاراج صرف اس داسی
کو سلطان تک پہنچانے کا بندوبست کر دیں جو کچھ کرنا ہے
اس کے لئے مجھے بچپن سے سکھایا گیا ہے۔

پنڈت نے کہا بہت خوب۔ بیٹھ جاؤ بیٹی دھرم کو جب
خطرہ ہو تو منش کو اپنا تن من دھن سب کچھ دھرم کی بھینٹ
کر دینا چاہیئے۔ تمہاری یہ قربانی ہندو دھرم پر احسان ہے
پھر اس نے نوجوان سے کہا بارش تھم گئی ہے تم اگر جانا چاہو
تو اجازت ہے۔ اور اگر ٹھہرنا ہو تو میں اس کا انتظام
کئے دیتا ہوں۔

نوجوان نے کہا دلیش جوالا مکھی کے دہانے پر کھڑا ہے
ایسے میں آرام کی کسے ہوش ہے۔ میری سینا میں سخت ضرورت
ہے مجھے تو بارش میں بھی واپس جانا تھا۔ صرف اس لڑکی
کو حفاظت سے آپ تک پہنچا دیا ہے۔ اب میں آگیا
چاہوں گا۔

عنبر نے مطلب کی بات سن لی تھی۔ اور لڑکی کو اچھی
طرح پہچان لیا تھا اب تو وہ کسی بھی روپ یا کسی بھی
لباس میں ہو وہ اسے پہچان سکتا ہے۔

عنبر وہاں سے ہٹ کر ایک ستون کی آڑ میں ہو گیا

نوجوان سپاہی تیزی سے اس کے قریب سے گزر گیا اور پھر
تھوڑی دیر بعد ہی رتھ کے بھاری پہیوں کی آواز وہ سن رہا
تھا جو دور ہوتی جا رہی تھی۔

راج کماری شکنتلا کے خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ
اچانک موسم خراب ہو جائے گا۔ اور آندھی کے ساتھ ساتھ
موسلا دھار بارش بھی شروع ہو جائے گی۔ وہ شکار گاہ
پہنچ کر بارش کا شکار ہو جائے گی۔ سارے ہی ساتھی
گھنے درختوں کے نیچے گھوڑوں سمیت پناہ لے چکے تھے۔ شکنتلا
بھی اپنے رتھ کو لے کر ایک برگد کے بہت بڑے درخت
کے نیچے بارش کے رکنے کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ ضدی
لڑکی تھی۔ ورنہ ہاتھی سنگھ اسے پہلے ہی راستے میں کہہ چکا
تھا کہ موسم کے آثار شکار کے مخالف جا رہے ہیں۔ ایسے
میں واپس چلنا چاہیئے۔ لیکن اس نے جواب دیا تھا اب
چاہے جو کچھ بھی ہو وہ ماتا اور پتا جی کو وچن دے کر
آئی ہے۔ کہ شیر کا سر لا کر ان کے قدموں میں ڈال
دے گی۔ میں شیر کے شکار بنا واپس نہیں جاؤں گی
ہاتھی سنگھ سمجھ دار آدمی تھا۔ اسے پتہ تھا یہ بال ہٹ بھی
ہے اور راج ہٹ بھی ہے۔

راج کماری کسی صورت واپس نہیں جائے گی اور بارش
میں شیر اپنی پناہ گاہ چھوڑ کر نکلنا کہاں پسند کرے گا

لیکن وہ مجبور تھا اس برگد کے پاس ایک بہت بڑا ٹیلہ
تھا اور اس برگد کی کئی داڑھیاں تنے بن کر زمین میں جا
دھنسی تھیں۔

اتفاق کی بات ہے کہ اسی برگد کے ٹیلے میں گیدڑوں کی
ایک پناہ گاہ خالی کروا کے شیر نے اپنا ٹھکانہ بنا لیا تھا۔ کیونکہ
پاس ہی ایک ندی بہتی تھی اور قریب ہی جنگل کافی گھنا
تھا۔ جہاں ہرن کثرت سے پائے جاتے تھے۔ اپر شیر
کو شکار کے لیئے دور سے آنا نہیں پڑتا تھا۔ وہ
دن بھر درخت کی ٹھنڈی چھاؤں میں ٹیلے کی ایک بھٹ
میں پڑا رہتا۔ اور رات کو قریبی جنگل سے شکار مار
لاتا۔ پانی کے لیئے ندی بھی بالکل قریب ہی تھی۔ کیوں کہ
شیر کی یہ عادت ہے کہ وہ رات کو خون اور گوشت
کھا کر آرام کرتا ہے اور صبح سویرے ہی اسے پیاس
لگتی ہے اور وہ پانی پینے ندی پر آتا ہے۔

شیر نے جو شکار کی بو سونگھی اس نے آہستہ سے
اپنے بھٹ میں سے جھانکا۔ چار موٹے تازے گھوڑے
رتھ میں جتے ہوئے تھے۔

ماریا بھی رتھ کے ساتھ رتھ پر سوار تھی۔ گھوڑوں
نے شیر کی بو پاتے ہی زور سے ہنہنانا شروع کر
دیا۔ ادھر ہاتھی سنگھ کے کان کھڑے ہوئے کہ گھوڑے

کی بو پا کر ہنہنا رہے تھے ۔ پھر اس سے قبل کہ وہ تیزی سے
راج کماری کی طرف آتا ۔ شیر نے ایک گھوڑے پر حملہ
کردیا ۔ راج کماری جو اتفاق سے ہاتھ میں بھالا پکڑے ہوئے
تھی ۔ اس نے بھالا شیر پہ مارا دونوں کے وار خطا گئے ۔
نہ تو شیر ہی ٹھیک سے حملہ کر سکا اور نہ ہی بھالا شیر پہ
ٹھیک سے لگا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ گھوڑے منہ زور ہو
کر ایک طرف بھاگ گئے ۔

راج کماری اچھی گھوڑ سوار تھی لیکن گھوڑے ڈر کر
بدک چکے تھے ۔ اور ہوا سے باتیں کر رہے تھے ۔ جس کی
وجہ سے کئی بار پتھروں سے ٹکرا کر الٹتے الٹتے بچی تھی
کئی بار راج کماری کا جسم ماریا کے جسم سے چھو گیا تھا
لیکن اس وقت اسے اپنے ہوش ہی کہاں تھی ۔ وہ گھوڑوں
کو قابو کرنے کی کوشش کر رہی تھی پھر دوسرے سواروں
کو حرکت میں آتا دیکھ کر شیر دھاڑنے لگا ۔ اور جھٹ
سے نکل کر جنگل میں گھس گیا جس کی آواز سن کر گھوڑے
اور بے قابو ہو گئے ۔

ماریا کو یہ سب بہت اچھا لگ رہا تھا ۔ لیکن ڈر
کی وجہ سے راج کماری کا بدن پسینے میں ڈوبا ہوا تھا
گھوڑے تھے کہ قابو میں ہی نہیں آتے تھے وہ
شکار گاہ سے بہت دور نکل آئے تھے ۔

راج کماری نے مدد کے لئے پیچھے مڑ کر دیکھا
اس کے ساتھیوں کا دور تک پتہ نہ تھا ۔ پھر اچانک
ہی ماریا نے ناگ کی بو محسوس کی سامنے سے
ایک نوجوان تانگے پر چلا آ رہا تھا ۔ اور ماریا نے پہچان
لیا یہ اس کا پیارا بھائی ناگ تھا ۔

راج کماری نے جو اسے دیکھا تو مدد کے لئے
پکارا اسی وقت ناگ نے بھی ماریا کی بو محسوس کر
لی تھی پھر اس نے سرپٹ بھاگتے ہوئے گھوڑے کے
برابر اپنا گھوڑا کیا اور کافی بھاگ دوڑ کے بعد وہ
اپنے گھوڑے سے کود کر ان چاروں گھوڑوں میں سے
ایک پر جا بیٹھا ۔ ناگ کی بو پا کر گھوڑے اور بدک گئے
لیکن ناگ نے ان کی لگامیں کھینچ کر ان کی گردنیں ان
کی کمروں سے لگا دیں اور وہ ٹھوکر کھا کر گر پڑے ۔
تو خیریت ہوئی قریب ہی ایک گڑھے میں بارش کا پانی
جمع تھا اور راج کماری جھٹکے سے اس میں جا گری اور
اسے چوٹ تک نہ آئی ۔

ماریا آرام سے اڑ کر نیچے اتر گئی تھی اور
اب قریب ہی کھڑی تھی ۔ اور ناگ سے بات کرنے
کے لئے بے چین تھی ۔ مگر راج کماری بالکل ہوش
میں تھی ۔ اور ایسے میں ناگ سے بات کر کے

وہ اسے ہراساں نہ کرنا چاہتی تھی۔ آخر ناگ نے راجکماری
کو گڑھے میں سے نکالا۔ راج کماری نے اس کا شکریہ
ادا کیا اور کہا کہ میرا لباس بھیگ گیا ہے میں ذرا درخت
کی آڑ میں اسے نچوڑ لوں۔ آپ مہربانی کر کے میری
رتھ کو سیدھا کر دیں۔

ناگ نے کہا رتھ تو اب بیکار ہے ایک تو گھوڑے
ساز تڑا کر بھاگ گئے ہیں دوسرے اس کا پہیہ
ٹوٹ گیا ہے۔

راج کماری پریشان ہو گئی۔

ناگ نے کہا آپ فکر نہ کریں پہلے سردی سے اپنے
آپ کو بچائیں گیلے کپڑے نچوڑ لیں۔

راج کماری درختوں کی آڑ میں چلی گئی تو ناگ نے
کہا مجھے معلوم ہے میری بہن مجھ سے کوئی سوال پوچھنا
چاہتی ہے۔ اور مجھے بھی بہن سے کئی سوال کرنا ہیں۔ لیکن
یہ کہاں سے ٹکر گئی۔

ماریا نے بتایا یہ راج کماری شکنتلا ہے اس شہر کے
راجا کی بیٹی ہے جو سلطان محمود کے خلاف جنگ کی
تیاری کر رہا ہے۔ شیر کے شکار کے لئے گھر سے نکلی تھی
اور شیر ہی سے ڈر کر گھوڑے اسے یہاں تک لے

ناگ نے کہا تو پھر مرنے دو اسے یہ اس مجاہد کے
دشمن کی بیٹی ہے جو اسلام کا نام روشن کرنے والا ہے۔

ماریا نے کہا فی الحال اسے ہمیں محل تک پہنچانا ہے
میں چاہتی ہوں اسی بہانے تمہیں راجا کے ہاں ملازمت
مل جائے اور اس طرح ہم ساری فوج کی خبریں راجا
تک پہنچائیں۔

ناگ نے کہا ماریا بہن بعض وقت تم بھی بچوں کی
سی باتیں کرنے لگتی ہو۔ یہ جنگ تو پہلے ہو چکی ہو ہم
اپنا واپسی کا سفر طے کر رہے ہیں اس کا انجام سلطان
محمود کی فتح اور سومنات کی تباہی ہے۔

ماریا نے کہا اور بعض وقت ہم بھی عام انسان بن جاتے
ہیں۔ آخر ہیں تو انسان ہی۔

ناگ نے کہا تم ٹھیک کہتی ہو اس طرح ہو سکتا ہے کہ
عنبر کا بھی کچھ پتہ چل جائے۔ تم اس کے متعلق کچھ جانتی ہو
تو بتاؤ۔

ماریا نے کہا میں تو خود تم دونوں کے لئے پریشان تھی
تم مل گئے ہو عنبر بھی ضرور مل جائے گا۔

اتنے میں راج کماری اپنے کپڑے نچوڑ کر آ گئی وہ
سردی سے کانپ رہی تھی۔

ناگ نے اپنا دوشالہ اتار کر اس پر ڈال دیا کیوں کہ ان تینوں کو تو سردی لگتی ہی نہ تھی۔ موسموں پر اثرات ان پر نظر انداز ہوتے ہی نہ تھے۔

ناگ نے کہا شہزادی صاحبہ آپ میرے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ جائیں میں آپ کو محل تک پہنچا دیتا ہوں۔

پہلے تو شہزادی ہچکچائی لیکن پھر مجبوری سمجھ کر گھوڑے پر سوار ہو گئی۔

جب کہ ماریا نے گھوڑے کے ساتھ ساتھ اُڑنے والے انداز میں دوڑ شروع کر دی۔

کافی اندھیرا ہو چکا تھا ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔ مگر ناگ اور گھوڑا دونوں کو اندھیرے میں صاف نظر آ رہا تھا۔ جب کہ شنکلا ڈری ہوئی تھی آخر کافی سفر طے کر کے وہ دوبارہ شکار گاہ تک پہنچ گئے۔ لیکن یہاں آ کر راج کماری کو بڑی مایوسی ہوئی۔ اس کے سب آدمی اس کی تلاش میں نہ جانے کہاں جا چکے تھے۔

راج کماری نے کہا گھوڑا روک دو۔

ناگ نے کہا یہاں ویرانے میں۔

راج کماری نے کہا اپنے پتا جی سے کہہ کر آئی تھی کہ شیر کا سر لے کر آؤں گی اور بس شیر کے سر بنا واپس نہیں جا سکتی۔

عنبر اور کالے لباسوں والے

عنبر رات کے اندھیرے میں سفر کرتے ہوئے ایک میدان میں پہنچ گیا۔ یہاں اس قدر اندھیرا تھا کہ ایک فٹ کے فاصلے پر بھی کوئی چیز نظر نہیں آ رہی تھی۔ عنبر اس مقام سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا جہاں سلطانی فوج خیمہ زن تھی بارش میں بھیگنے کے بعد مندر سے چلتے وقت گھوڑا بیمار ہو گیا تھا لہذا مجبوراً اسے اس گھوڑے کو چھوڑ دینا پڑا۔ اور یہ تھوڑا بہت سفر اس نے پیدل ہی طے کرنے کا فیصلہ کر لیا ویسے بھی وہ اگر گھوڑے پر بیٹھ کر سلطان کی فوج کے خیموں میں پہنچتا تو جاسوس سمجھ کر گرفتار کر لیا جاتا۔ وہ سلطان تک پہنچنے کی ترکیبیں سوچتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے دیکھا کالے گھوڑوں پر کالے کپڑے پہنے ہوئے کچھ سوار اس کے قریب سے گزرے وہ جلدی سے درخت کی آڑ میں ہو گیا۔

عنبر سمجھا شاید ڈاکو ہیں حیرت کی بات یہ تھی کہ گھوڑوں کے سموں کی آواز زمین پر پڑنے کے بعد بھی نہیں آ

رہی تھی۔ عنبر کا ماتھا ٹھنکا یہ کیا ماجرا ہے شاید ان
لوگوں نے گھوڑوں کی سموں پر غلاف چڑھا رکھے تھے۔ ہر
گھوڑے پر دو دو آدمی سوار تھے۔

جوں ہی ایک گھوڑا عنبر کے قریب سے گزرا۔ پیچھے
بیٹھے ہوئے سوار کی پگڑی ہوا سے درخت سے اٹک گئی
اور وہ پگڑی سنبھالتے ہوئے گھوڑے سے کود گیا اوپر بیٹھے
ہوئے سوار نے سرگوشی کی۔

رام نارائن کیا ہوا۔

رام نارائن نے سرگوشی کی میری پگڑی درخت سے اٹک
کر گر گئی ہے۔

اوپر بیٹھے ہوئے سوار نے کہا یہ تم میں بہت بری عادت
ہے شکار کے وقت ہی تمہارا کچھ نہ کچھ کھو جاتا ہے جانتے
نہیں ایک منٹ کی دیر بھی دشمن کو چوکنا کر دے گی۔

رام نارائن نے کہا فکر کی کوئی بات نہیں ابھی تو پیچھے
آنے والوں کا بھی انتظار کرنا ہے گھیرا چاروں طرف سے
بڑھ رہا ہے جب تک ساری فوج اکٹھی نہیں ہو جاتی اور
ہمیں الو کی آواز میں اشارہ نہیں ہو جاتا ہم کوئی قدم بھی
نہیں اٹھا سکتے۔

دوسرے سوار نے کہا اپنا منہ بند رکھو۔

عنبر سمجھ گیا کالے لباسوں میں گھوڑوں کے سموں میں

غلاف چڑھائے اور کالے گھوڑوں پر سوار یہ ہندو فوج ہے
جو سلطان کی سپاہ پر شب خون مارنا چاہتی ہے اور اگر
بروقت یہ اطلاع سلطان تک نہ پہنچی۔ تو اسلامی فوج
کا کافی نقصان بھی ہو سکتا ہے جب تک پہرے پر کھڑے
سپاہی فوج کو اطلاع کریں گے۔ یہ گاجر مولی کی طرح انہیں
انہیں کاٹ کر رکھ دیں گے ایک منٹ کی بھی تاخیر کیے
بغیر عنبر نے اپنی مخصوص طاقت کو کام میں لا کر جنگل کے
بل اندھیرے میں بھاگنا شروع کر دیا اور جلد از جلد سلطان
کے خیموں تک پہنچنے کے لیے اس نے اپنی پوری طاقت
صرف کر دی۔ آسمان سیاہ تھا کوئی ستارہ بھی نہیں چمک
رہا تھا۔ اور اندھیرے سے عنبر بھی فائدہ اٹھا رہا تھا۔
اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی جب اسے دور سے سلطان
کے خیموں کی جلتی مشعلیں نظر آئیں۔

یہ رات کا پہلا پہر تھا اس لیے شب خون مارنے
والے اپنی طاقت کو پھیلا کر چاروں طرف سے حملہ کرنا چاہتے
تھے۔ اس کے لیے کافی وقت درکار تھا۔ تھوڑے تھوڑے
فاصلے پر ایسے سپاہی موجود تھے۔ جو الو کی آواز سن کر
خود ویسی ہی آواز سے دوسروں کو آگاہ کریں اور اس طرح
انہوں نے دبے پاؤں بالکل خیموں کے قریب پہنچ کر حملہ کر
دینا تھا۔

عنبر جب سلطان کی فوجی چھاؤنی کے قریب پہنچا تو
اسے فوراً ہی گرفتار کر لیا گیا اور اسے جاسوس سمجھ کر فوراً
ایک آفیسر کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ عنبر
نے اس آفیسر سے کہا میں جاسوس ضرور ہوں لیکن کافروں کی
فوج کا نہیں مسلمانوں کی فوج کا کیوں کہ خدا کے فضل و کرم
سے میں مسلمان ہوں میرے پاس ایک ایسی اطلاع ہے
جو ابھی اور اسی وقت سلطان معظم تک پہنچانا ضروری ہے۔
اگر ذرا بھی تاخیر ہو گئی تو ساری ذمہ داری آپ پر ہو
گی۔

آفیسر نے کہا تم یہیں ٹھہرو اور سپاہیوں کی حفاظت میں
عنبر کو چھوڑ کر خود سلطانی سپہ سالار کے پاس حاضر ہو کر سارا
ماجرہ کہہ سنایا اب عنبر کی طلبی سپہ سالار کے پاس ہوئی اور
سپہ سالار نے پوچھا۔

وہ کیا اطلاع ہے ہمیں بتاؤ۔

لیکن عنبر نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا
وہ صرف سلطان معظم کے حضور ہی بیان کرے گا۔ وقت بہت
کم ہے مجھے سلطان معظم کے پاس پہنچا دیا جائے
سپہ سالار کو مجبوراً سلطان معظم کے مشیر خاص سے رابطہ
قائم کرنا پڑا۔ اور مشیر خاص نے عنبر سے یہی سوال کیا۔

نوجوان تم وہ اطلاع ہمیں بھی دے سکتے ہو کیا ہماری وفاداری
پر تمہیں شبہ ہے۔

عنبر نے کہا نعوذ باللہ یہ بات نہیں ہے۔ میں جو کچھ
عرض کروں گا آپ کی موجودگی میں سلطان معظم سے کروں گا
مہربانی فرما کر جلدی کریں تاخیر نقصان دہ ثابت ہو گی۔

مشیر خاص فوراً عنبر کی صداقت کا یقین کرتے ہوئے
اسے سلطان محمود کی بارگاہ میں لے کر حاضر ہوا اور بتایا
کہ ایک شخص اس جنگ کے بارے میں کوئی خاص اطلاع رکھتا
ہے اور وہ صرف حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر بیان
کرنا چاہتا ہے۔

سلطان ابھی ابھی عشاء کی نماز کے بعد درود شریف پڑھ
کر فارغ ہوا تھا۔ فوراً عنبر کی طلبی ہو گئی۔

عنبر نے اس سلطانی خیمے میں داخل ہو کر دیکھا انتہائی
سادہ جس میں نہ کوئی بادشاہوں والی آرائش تھی اگر کوئی
سجاوٹ تھی تو وہ نہایت عمدہ قسم کے جنگی ہتھیار تھے۔
جن کی آرائش اور زیبائش کی گئی تھی۔ سلطان زمین پر بچھے
ہوئے ایک قالین پر گاؤ تکیے کے سہارے بیٹھے تھے پاس
ہی تسبیح پڑی تھی۔ جسے پڑھ کر ابھی ابھی وہ فارغ
ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر ایسا جلال تھا کہ عنبر جیسا

نڈر شخص بھی آنکھ ملا کر ان سے بات کرنے کی جرأت اپنے
اندر نہ پا رہا تھا۔ تب عنبر نے سلطان کو سارا ماجرہ
کہہ سنایا کہ کس طرح دشمن کی فوج شب خون مارنے کے
لئے تیار ہے۔

سلطان نے عنبر کے چہرے کی صداقت سے سب کچھ
پڑھ لیا تھا۔

سپہ سالار اور مشیر خاص پہلے ہی موجود تھے۔ سلطان نے
سپہ سالار کو حکم دیا

ایک چوتھائی فوج کو بیدار کر کے اس طرح ایک سمت
روانہ کر دو جیسے وہ سپاہ واپس جا رہی ہے۔ اور جس طرح
دشمن نے چاروں طرف سے ہمیں گھیرا ڈالنے کی کوشش کی
ہے یہ سپاہ ان کے گرد گھیرا ڈال دے۔

دوسرا ایک چوتھائی فوج کو حکم دیں کہ بالکل اپنے خیموں
میں اس طرح تیار رہیں کہ دشمن کو ان کی تیاری اور بیداری
کا علم نہ ہو سکے۔ اور پھر عنبر کے بتائے ہوئے خفیہ
اشارے الو کی آواز کے ساتھ اپنے ہتھیار سنبھال لیں۔
جیسے ہی دشمن شب خون مارنے کے لئے آگے بڑھے
اندر کی تیار فوج اس سے مقابلہ کرے اور باہر والی فوج
اس کو اپنے گھیرے میں لے لے بے خبر دشمن کا ایک

سپاہی بھی واپس نہیں جانا چاہیئے۔

سپہ سالار اور مشیر خاص حکم ملتے ہی تیاری کے لئے
ہو گئے۔

سلطان نے عنبر سے کہا تم کون ہو نوجوان کیا اسی
ملک کے رہنے والے ہو۔

تب عنبر نے کہا سلطان معظم! میں خدا کے فضل وکرم
سے مسلمان ہوں۔ اور اس کفر کی دنیا کو جہاں دیوی دیوتاؤں
کی حکومت ہے اس شرک سے پاک دیکھنا چاہتا ہوں میں
چاہتا ہوں یہاں بھی مسجدوں سے اذانوں کی آوازیں آئیں
مندر کے گھنٹوں کی آوازیں نہیں۔ یہاں بھی اسلامی پرچم
ہواؤں میں لہراتا نظر آئے اور خداوند ذوالجلال کا ذکر ہو
اس کی وحدانیت اور حمد وثنا بیان ہو۔ میرا سینہ جذبہ
ملی سے سرشار ہے میں بھی اس جہاد میں شرکت کی
آرزو لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔

سلطان نے کہا مرحبا مجھے تم سے مل کر بڑی خوشی ہے
نوجوان ہمارے خود یہی خیالات ہیں ہمیں نبی کریمؐ نے
خود خواب میں یہ حکم فرمایا ہے۔

اے محمود خانہ کعبہ سے جن بتوں کو میں نے نیست و
نابود کر دیا تھا۔ یہ سومناتھ کا بت بھی یہاں موجود تھا۔

مگر نہ جانے کیسے یہ بت کافر لوگ یہاں سے بچا کر لے گئے اور اسے ہندوستان کے اس مندر میں لا سجایا جا اے محمود لات اور ہبل ان بتوں کو میں نے ریزہ ریزہ کر دیا تھا ۔ بڑا بت یہ سومناتھ کا ہے اسے تو اپنے ہاتھوں تباہ کر دے ۔ میں اپنے آقا کے حکم سے جہاد پر آیا ہوں اور انشاء اللہ اسے تباہ کر کے ہی لوٹوں گا ۔ تاکہ قیامت کے روز اپنے آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی شفاعت کے لئے عرض کر سکوں آقا میں تیرا وہی غلام محمود ہوں ۔ جو بت شکن ہے بت فروشی جس نے گوارا نہ کی ۔

پھر سلطان نے بھی فوجی لباس پہنا اور عنبر کو کہا نوجوان! اب تم اپنی رشتہ داریوں کا ناطہ ہم سے جوڑ لو ۔ اور ہمارے خاص فوجی دستے میں شامل ہو جاؤ تاکہ ہم سے قریب رہ سکو ۔ مجھے تم سے مل کر بڑی خوشی ہوتی ہے ۔

عنبر نے جواباً کہا سلطان معظم گوہر کی قدر جانتے ہیں مجھے آپ اپنا غلام ہی سمجھیں ۔ اور بفضل تعالیٰ اس کفر اور اسلام کی جنگ میں یہ غلام آپ کا سایہ بن کر آپ کے ساتھ رہے گا ۔

سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا تو پھر تیار ہو جاؤ ہم چاہتے ہیں کہ اس جہاد کی ابتداء تم بھی آج ہی شروع کر دو ۔

سلطان نے مشیر خاص کو بلا کر عنبر کو ان کے سپرد کرتے ہوئے کہا انہیں ہمارے خاص فوجی دستے میں کسی عہدے پر فائز کر دیں یہ نوجوان اس سے بھی زیادہ سلطانی عنایات کا مستحق ہے ۔ انشاء اللہ اس جنگ کے بعد ہم خود اسے اعزازات سے نوازیں گے ۔ پھر عنبر بھی مشیر خاص کے ساتھ ہی باہر نکل گیا ۔

شب خون مارنے والی جماعت نے ٹھیک رات کے دوسرے پہر اُلو کی آواز میں حملہ کا اشارہ دیا کئی جگہ سے الوؤں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں جس سے اسلامی لشکر واقف تھا ۔ اور پوری تیاری کے ساتھ بیٹھا تھا ۔ پھر چاروں طرف سے اندھیروں سے سیاہ لباسوں میں کافر نکل کر سلطانی چھاؤنی پہ حملہ آور ہوئے اس لباس میں وہ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے ۔ کہ لٹیروں کی کوئی جماعت ہے راجہ کی باقاعدہ فوج نہیں ۔ جسے سلطان محمود جیسے عاقل بڑی اچھی طرح سمجھ چکے تھے ۔ کہ ہندو راجا اس شب خون سے بری الذمہ ہونے کے لئے یہ سب کچھ کر رہا ہے ۔

پھر سیاہ پوش یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ، سیاہ کو
وہ غافل سمجھ کر کاٹ پھینکنا چاہتے تھے وہ ہوشیار مع
ہتھیاروں کے ان کے مقابلہ میں اتر آتے۔ پھر قیامت
کا رن پڑا دونوں طرف کے بہادر دادِ شجاعت دیتے
ہوتے ایک دوسرے سے نبرد آزما ہو گئے۔ لیکن اچانک
ان کی موت ان کے گرد گھیرا تنگ کرتی ہوتی حملہ آور ہو
گئی۔ اور یہ ایک چوتھائی وہ فوج تھی جسے پہلے ہی
سلطان کے حکم سے چھاؤنی سے دور بھیج دیا گیا تھا اور
جس نے حملہ کے بعد ہی دشمن کو گھیرے میں لے لینا
تھا۔

سلطان بذات خود اس لڑائی کا منظر دیکھ رہے تھے
اور ان کے خاص دستے میں عنبر نے تلوار کے وہ
جوہر دکھائے کہ افغان سپاہی اور آفیسر بھی داد دیتے بغیر
نہ رہ سکے۔ وہ جس طرف بھی جاتا دشمن کو گاجر مولی کی
طرح کاٹتا ہوا باہر نکل جاتا جب اس کے جسم پر
کئی دشمن کی تلواریں ٹوٹ چکی تھیں۔ اور پھر جلد ہی سلطانی
فوج نے ان حملہ آوروں کو جہنم رسید کر دیا۔ سلطانی چھاؤنی
کے چاروں طرف ان کی لاشیں بکھری پڑی تھیں۔
راج کماری کی ہٹ سے تنگ آ کر ناگ نے اسے

کہا اگر آپ شیر کا سر لے کر ہی واپس جانا چاہتی ہیں تو
تیار ہو کر جائیے میں شیر کو ہنکا کر باہر نکالتا ہوں
میں شکاری ہوں میں شیرنی کی آواز نکال کر شیر کو پکاروں
گا شیر جب باہر آئے گا۔ تو آپ اس کا شکار کر
لیں۔

ماریا بھی ناگ کے پاس ہی کھڑی تھی۔ راج کماری
نیزے اور ڈھال کے ساتھ شیر کے بھٹ کے قریب
آ گئی۔

دوسری طرف ناگ نے ماریا سے کہا ذرا خیال رکھنا
اس ضدی لڑکی کا۔ میں شیرنی کی آواز میں شیر کو باہر
بلا رہا ہوں ایسا نہ ہو شیر باہر آئے اور یہ اس کا
خود ہی شکار ہو جائے۔

ماریا نے ہنستے ہوئے کہا ناگ راج ہٹ تو تم
نے سن ہی رکھا ہے۔ تم فکر نہ کرو میں اس کے قریب
ہی رہوں گی۔

پھر ناگ نے شیر کے بھٹ کے قریب ہی جا کر
شیرنی کی آواز میں شیر کو پکارا جواب میں شیر کی دھاڑ
بھی سنائی دی۔ اور شیر جست لگا کر اپنی مادہ کی آواز
پر باہر آیا۔

راج کماری کا گھوڑا پھر بدکا اور شیر چوکنا ہو کر اس پر حملہ آور ہوا۔

گھوڑا راج کماری کو گراتے ہوئے بھاگ نکلا پھر اس سے پیشتر کہ شیر راج کماری کو اپنی خوراک بنا لے ماریا اور ناگ نے اسے اپنے نیزوں سے ہلاک کر دیا اور پھر اس کا سر کاٹ لیا۔

ناگ راج کماری کو ہوش میں لانے لگا اور ماریا سے کہا۔

تم اُڑتی ہوئی جاؤ اور گھوڑے کو پکڑ لاؤ اس کے بغیر یہ سفر کیسے طے ہو گا۔ میں تو اڑ کر چلا جاؤں گا تم بھی تھوڑا بہت میرا ساتھ دے سکتی ہو لیکن یہ راجکماری صاحبہ کا کیا ہو گا۔

ماریا نے ہنستے ہوئے کہا بڑی بہادر ہے ناگ بھائی یہ راج کماری شیر کی دھاڑ سنتے ہی نیزہ ہاتھ سے گر گیا اور گھوڑا نیچے گرا کر بھاگ گیا۔

ناگ نے بھی قہقہہ لگایا اور ماریا اُڑتی ہوئی گھوڑے کی تلاش میں چلی گئی۔

ناگ نے ندی سے پانی لا کر اس کے چھینٹے راج کماری کے منہ پر مارے۔ راج کماری کو ہوش آ گیا اور وہ اُٹھ

کر بیٹھ گئی۔

ناگ نے کہا آپ نے بھی کمال کر دیا شیر آپ کے سامنے تھا اور آپ بجائے اس پر وار کرتیں الٹا اس کا شکار ہو گیتں وہ تو اچھا ہوا میں زیادہ دور نہیں تھا۔ اور میرے پاس بھی نیزہ موجود تھا۔ ورنہ شیر آپ پر حملہ کر چکا تھا

راج کماری شرمندہ سی نظریں نیچے کئے بیٹھی رہی تب ناگ نے شیر کا کٹا ہوا سر پیش کرتے ہوئے کہا میرے علاوہ یہ کسی کو علم نہیں کہ شیر کا شکار آپ نے نہیں کیا یہ سر آپ کی خدمت میں تحفہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ اسے ہمراہ لے کر آپ اپنے پتا جی کے پاس جا سکتی ہیں۔

راج کماری نے کھسیانی ہو کر کہا ہم تمہیں اس خدمت کا منہ مانگا انعام دیں گے۔

ناگ نے کہا راج کماری صاحب میرے لئے یہ بہت بڑا انعام ہے کہ میں آپ کے کسی کام آ گیا اور آپ کی عزت رہ گئی۔ اسی وقت راج کماری اور ناگ نے دیکھا کہ گھوڑا خود بخود ان کی طرف آ رہا ہے۔

راج کماری بڑی حیران ہوئی لیکن ناگ کو تو ماریا کی خوشبو آ رہی تھی۔ کہ گھوڑا ماریا لے کر آ رہی ہے۔

لہذا اس نے کہا۔

حیران نہ ہوں راج کماری صاحبہ بڑا اصیل جانور ہے۔ اور شکار کے لئے تربیت یافتہ ہے۔

ناگ ایک دفعہ پھر گھوڑے پر سوار ہوا۔ ساتھ راجکماری کو بٹھایا اور محل کی طرف روانہ ہوئے جبکہ ماریا ساتھ اڑتی جا رہی تھی۔

راجا کو جب محل میں علم ہوا کہ رتھ کے گھوڑے اچانک شیر کے حملے سے بدک کر راج کماری کو لے کر بھاگ گئے ہیں اور باوجود ساتھیوں کی تلاش کے راج کماری کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ تو وہ خود مع چند سواروں کے محل سے روانہ ہو گیا۔

ایک ہی بیٹی تھی اور وہ اسے دیوانہ وار چاہتا تھا لہذا اس سے صبر نہ ہوا اور مع مہارانی کے رتھ میں سوار ہو کر محل سے روانہ ہوا۔ تھوڑی ہی دور آنے کے بعد راجا اور رانی کو راج کماری ایک اجنبی کے ساتھ گھوڑے پر سوار شیر کا سر لئے آتی نظر آتی۔ وہ تیزی سے بیٹی کے پاس پہنچ گیا۔

راج کماری نے بھی انہیں دیکھ لیا تھا اور وہ گھوڑے سے کود کر باپ کی طرف بھاگی اور ماں باپ سے لپٹ

گئی۔ دونوں نے اس کی پیشانی کو چوما اور راج کماری نے بڑے فخر کے ساتھ شیر کا سر پیش کرتے ہوئے کہا۔ یہی ہے وہ گستاخ سر پتا جی جس نے اچانک حملہ آور ہو کر ہماری رتھ کے گھوڑوں کو ہراساں کر دیا پھر ناگ کا تعارف کراتے ہوتے راج کماری نے کہا

پتا جی! یہ ہیں وہ نوجوان جنہوں نے رتھ کے منہ زور گھوڑوں کو قابو کرتے ہوئے رتھ کا پہیہ ٹوٹ جانے کے بعد مجھے بچا لیا۔

راجا نے ناگ کی طرف دیکھتے ہوتے کہا

نوجوان! ہم تمہیں منہ مانگا انعام دیں گے۔ ہمارے ساتھ ہی ہمارے محل میں آؤ۔

اور پھر جب راجا رانی اور راج کماری محل میں داخل ہوا تو انہیں خبر ملی شب خون مارنے والی فوج کا ایک بھی سپاہی واپس لوٹ کر نہیں آیا۔

راجا بے حد پریشان ہوا۔

اور پھر ماریا کے کہنے پر ناگ نے راجا سے فوج میں خاص عہدے پر ملازمت حاصل کر لی۔ کیوں کہ راجا کو بہادر سپاہیوں کی ضرورت تھی اور ناگ اور ماریا چاہتے تھے کہ یہاں ملازمت کر کے تمام فوجی راز سلطان تک پہنچائے

جائیں اور یہ جاسوسی کا کام ماریا نے اپنے ذمہ لے لیا تھا
راجا نے ناگ کو اپنی سپاہ سالار کا نائب مقرر کر دیا تھا۔
اب وہ اپنے فوجی آفیسروں اور مہا پنڈت جی سے جنگ
کے متعلق اہم صلاح مشورے کر رہا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

پنڈت جی ہمارے اس حربے کا کیا انجام ہوا۔

پنڈت نے سمجھتے ہوئے کہا

مہاراج! وش کنیا سلطان تک پہنچا دی گئی ہے مجھے
اپنے چیلے کا پیغام مل چکا ہے۔

راجا نے کہا ٹھیک ہے دشمن پر ہر طرف سے حملہ کرنا
چاہیئے۔

دوسری صبح جب عنبر سلطان کے سلام کے لئے حاضر
ہوا۔ تو سلطان کے خیمے میں وش کنیا کو دیکھ کر حیران رہ گیا
وہ واپس جانا ہی چاہتا تھا کہ سلطان نے اسے بلا لیا۔

واپس کیوں جا رہے ہو۔

عنبر شاید اپنے سلطان کے خیمے میں کسی لڑکی کو دیکھ کر
اپنے سلطان کے کردار سے مشکوک ہو گئے تھے۔

عنبر نے سر جھکا کر کہا جی نہیں سلطان معظم بھلا غلام کی
یہ مجال کہاں کہ سلطان سے کسی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سلطان نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

عنبر تم مسلمان سپاہی ہو اور اپنے امیر کے ہر قول و فعل
پر اعتراض کرنے کا حق تمہیں اسلام نے دیا ہے۔ جب سیدنا
فاروق اعظمؓ اور شیر خدا علی مرتضیٰؓ جیسے جلیل القدر خلیفوں
پر مومن سر محفل اعتراض کر دیا کرتے تھے تو مجھ ناچیز غلام
کی حیثیت کیا ہے ان کے سامنے پھر لڑکی کی طرف دیکھ
کر کہا۔

لڑکی تم جا سکتی ہو۔

لڑکی نے ایک نظر عنبر پر نخوت سے ڈالی اور واپس
چلی گئی۔

تب سلطان نے کہا ہم خود حیران ہیں یہ کنیز کل ہی
کسی نے تحفہ کے طور پر ہماری ملکہ کو پیش کی ہے اور ہمیں
ملکہ کی اس بات پر حیرانی ہے کہ باوجود ہماری عادت کے واقف
ہوتے ہوئے یہ صحرائی پھول انہوں نے اپنی بجائے آج اس کنیز
کے ہاتھوں کیوں بھیجے ہیں ہم اس لڑکی کا دل توڑنا نہیں چاہتے
تھے اس لئے پھول قبول کر لئے۔ لیکن ہم ملکہ سے ضرور بازپرس
کریں گے۔

عنبر نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا خدا حضور کی عمر
دراز کرے اور ہر آفت اور بلا سے محفوظ رکھے۔

سلطان نے عنبر کی طرف حیرانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔ بلا

اور آفت سے مراد یہ لڑکی ہے شاید۔ وجان میں تمہاری
وفا داری پر بھروسہ ہے تم کچھ کہنا چاہتے ہو کہ ڈالو حق
کی بات بھی تو سر دار بھی کہہ دینی چاہیئے۔

تب عنبر نے چاروں طرف دیکھ لینے کے بعد یہ اطمینان
کرتے ہوئے کہ کوئی سن تو نہیں رہا ہے، سلطان کے
قریب آ کر کہا۔

سلطان نے کہا یہ وش کنیا ہے

سلطان نے سرگوشی میں دہرایا وش کنیا سے کیا مراد ہے

عنبر نے عرض کی یہ بچپن سے سانپوں کے جھوٹے
دودھ پر ایسے ہی کاموں کے لئے پالی جانے والی لڑکیوں
میں سے ایک ہے اس کے جسم میں خون نہیں زہر ہے
اس کا ہاتھ کسی چیز سے چھو جائے تو وہ چیز زہریلی ہو
جاتی ہے۔

سلطان نے کہا لیکن تم یہ یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو
کیا اس کا ثبوت ہے تمہارے پاس۔

عنبر نے کہا سلطان معظم خود تجربہ کر لیں اس کا جھوٹا
دودھ کسی جانور کو پلا کر دیکھ لیں حقیقت خود ہی واضح ہو
جائے گی۔

سلطان نے حیرت سے کہا ہم ضرور تجربہ کریں گے لیکن

اس بات کا تمہیں کیسے علم ہے۔

پھر عنبر نے تمام روداد سلطان کو سنا دی

سلطان فکر مند ہو گئے اور عنبر سے کہا تم جاؤ، ہمیں ملکہ کو
بھی اس آفت سے آگاہ کرنا ہے کہیں دھوکے میں وہ اس
کا شکار نہ ہو جائیں۔

سلطان نے فوراً اس لڑکی کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا
اور اپنی ملکہ کو بھی اس حقیقت سے آگاہ کر دیا لیکن ملکہ
یہ بات ماننے کو تیار نہ تھیں اور انہوں نے سلطان سے
کنیز کی گرفتاری پر گلہ بھی کیا۔

تب سلطان نے حکم دیا کہ لڑکی کو پیش کیا جائے۔

سلطان نے ملکہ کو کہا اپنے ہاتھوں سے اپنی کنیز کو
دودھ پلاؤ۔

ملکہ نے بھرا ہوا جگ کنیز کو دیتے ہوئے کہا گل بدن
اسے پی جاؤ۔

لڑکی سہمی ہوئی تھی پہلے تو اس نے انکار کیا لیکن ملکہ
کو اپنی حمایت پر دیکھ کر رونے لگی۔

ملکہ نے پیار سے کہا پی جاؤ ہمیں علم ہے تم بھوکی ہو
ہم نے خود سلطان معظم سے تمہاری گرفتاری پر احتجاج
کیا ہے۔

کنیز کو ڈھارس بندھی اور اس نے ملکہ کی خوشی کے لئے جگ میں سے آدھا دودھ پی لیا۔

سلطان کے حکم پر سپاہی اسے دوبارہ لے گئے۔

تب سلطان نے کہا ملکہ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیں۔ ایک کتا پکڑوا کے منگوایا گیا تھا پیش ہوا اور سلطان نے اپنے ہاتھوں سے ملکہ کے سامنے وہ دودھ کتے کے آگے رکھ دیا۔ کتے نے دودھ پی لیا اور پھر فوراً ہی زہر نے اسے ختم کر دیا۔ اب ساری بات سلطان نے ملکہ کو بتا دی کہ کس طرح دشمن نے یہ اوچھا ہتھیار ہم پر استعمال کرنے کے لئے ہمارے پاس بھیجا تھا۔

ملکہ نے خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے فوراً صدقہ دینے کا حکم صادر کیا اور سلطان سے معافی مانگی کہ انہوں نے پہلی مرتبہ سلطان سے اجازت لئے بغیر اس کنیز کو قبول کر لیا۔

سلطان نے فوراً حکم دیا اس امیر کو بھی تلاش کیا جائے جو یہ تحفہ لے کر آیا تھا اور پھر دونوں کو قتل کر دیا جائے سلطان فوراً اپنے خیمے میں چلے آئے اور اپنے آفیسروں کا اجلاس طلب کر لیا۔

پھر کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۴۵
"ماریا سونے کی مورتی بن گئی" پڑھیئے

مایا سونے کی مورتی بن گئی
اے حمید
۲۸

قیمت : چھ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
بار اوّل :
تعداد دو ہزار
مکتبہ [illegible] لاہور
طابع : تاج پرنٹنگ پریس لاہور

سُلطان محمود غزنوی
اور سومنات

دوسری طرف راجا نے تمام ہندوستانی راجاؤں کا اجلاس طلب کیا اور میٹنگ میں یہ طے کیا کہ اب جب کہ تمام ہندوستان کے راجاؤں کی فوجیں کاٹھیا واڑ پہنچ گئی ہیں کیوں نہ خود ہی بڑھ کر محمود پر حملہ کر دیا جائے جنگ کا نقشہ تیار ہوتا رہا اور اس پر تمام راجاؤں کی بحث ہوتی رہی۔ اس کمرہ میں کسی کو بھی جانے کا حکم نہ تھا، لیکن ماریا کو کون روک سکتا ہے۔

جنگ کا نقشہ تیار ہو گیا اور اس میں طے ہو گیا کہ کس راجا کی فوج اس کی کمان میں کدھر سے اور کس راجا کی فوج جنگ میں کدھر سے حملہ آور ہو گی۔ تمام نقشہ ایک بڑی میز پر پھیلا ہوا تھا۔ اور اس پر بحث مباحثہ جاری تھی جبکہ ماریا سب کچھ سن بھی رہی تھی۔ اور آرام کے ساتھ ان راجاؤں کے درمیان کھڑی ہوئی اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک کپڑے پر اسے نقل بھی کرتی جا رہی تھی، جو اس

کے ہاتھ میں ہونے کی وجہ سے کسی کو نظر نہیں آ رہا تھا۔ لہذا حملے کا دن مقرر ہو گیا اور یہ خفیہ میٹنگ بھی برخاست ہوئی۔

راجاؤں کے ساتھ ہی ماریا بھی باہر آئی اور سیدھی ناگ کے پاس پہنچ گئی جو راجا کی فوجی وردی میں اسے عجیب سا لگ رہا تھا اور اسے دیکھ کر ہنسنے لگی۔

ناگ نے کہا کیا ہوا ماریا بہن میری شکل بدل گئی ہے یا یونہی ہنسی آ رہی ہے۔

ماریا نے کہا ناگ بھائی تم اس وردی میں بالکل اچھے نہیں لگ رہے تمہارے جسم پر تو اسلامی فوجی وردی بہت اچھی لگتی۔

ناگ نے کہا تو اتار پھینکتے ہیں یہ سب تو تمہارے ہی کہنے سے کیا ہے ہمارا کیا ہے۔ سلطان کی فوج میں جا پہنچتے ہیں۔

ماریا نے کہا نہیں یہاں رہنا بھی ضروری ہے میں نے جنگ کا تمام نقشہ کپڑے پر اتار لیا ہے ماریا نے کپڑا میز پر رکھ دیا تو ناگ کو دکھائی دیا اور اس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا اسے اب سلطان تک پہنچانا تمہارا کام ہے۔

ماریا نے کہا تم سے اسی لئے ملنے آئی ہوں کہ حملہ کا دن سوموار طے ہو گیا ہے وہ سومناتھ کے نام کے دن ہی سوموار کو حملہ کرنا چاہتے ہیں جبکہ سنا ہے سلطان کو اپنی (فوج) فوج کا انتظار ہے اور ہندو یہ موقعہ نہیں دینا چاہتے راجا کے جاسوس نے اطلاع دی ہے کہ تمام راجاؤں کے اتحاد اور ان کی اکٹھی فوجی طاقت سے متاثر ہو کر سلطان نے اپنا ایک آفیسر فوجی امداد کے لئے روانہ کر رکھا ہے اور مزید کمک کے انتظار میں بیٹھا ہے۔

ناگ نے کہا یہ تو ٹھیک ہے سلطان کے پاس تو اس فوج کا چوتھائی حصہ بھی موجود نہیں بہر حال تم فوراً یہ نقشہ لے کر روانہ ہو جاؤ۔ مجھے بھی حکم ملا ہے کہ فوجی آفیسروں کی میٹنگ میں حاضر ہو جاؤں پھر دونوں اپنی اپنی مہم پر روانہ ہو گئے۔

عنبر اپنے خیمے میں لیٹا سوچ رہا تھا کہ نہ جانے ناگ اور ماریا سے اب کہاں اور کیسے جگہ ملاقات ہو گی کہ اسے ماریا کی خوشبو محسوس ہوئی اور اس نے کہا ماریا بہن تم ہو خوشبو اور قریب سے محسوس ہوئی اور اس نے کہا ماریا بہن تم ہو۔

ماریا نے کہا ہاں خدا کا شکر ہے تمہیں پھر سے اپنی اصلی حالت میں دیکھ رہی ہوں تمہاری تلاش میں ہم نے اس ملک

کا کونا کونا چھان مارا۔ لیکن تم سے ملاقات نہ ہو سکی ناگ
بھائی بھی تمہارے لئے بہت اداس ہیں۔

عنبر نے کہا تو کیا ناگ تمہارے ساتھ ہی ہے۔

ماریا نے ہنستے ہوئے کہا وہ تو راجا کی فوج کے ایک
آفیسر ہیں۔ میرا دل کہتا تھا کہ تم سے اسلامی فوج میں ہی
ملاقات ہوگی میں جنگ کا یہ نقشہ لے کر آئی ہوں۔
ہندوؤں کو جاسوسوں سے معلوم ہوگیا ہے کہ سلطان اپنے ملک
سے کمک کا انتظار کر رہا ہے جب کہ تمام ہندوستان کے
راجے سومناتھ کے مندر کے مہا پجاری کے کہنے پر ایک
جگہ اکٹھے ہو گئے ہیں"۔ اور سوموار کو سلطان پر ایک بڑا حملہ
کرنے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔

ماریا نے نقشہ عنبر کے سامنے رکھ دیا۔

عنبر نے نقشہ دیکھا اور حیران رہ گیا کئی لاکھ فوج سلطان
کے مقابلے میں حملے کے لئے تیار کھڑی تھی۔ عنبر نے کہا مجھے
اسی وقت سلطان کو اطلاع دینی چاہیئے۔

عنبر نقشہ لے کر سلطان کے خیمے کی طرف چل پڑا
اسی وقت اللہ اکبر کی صدا کے ساتھ ہی مزید کمک لے
کر ایک آفیسر آ پہنچا جس سے سلطان کا حوصلہ بلند ہو
گیا۔ اور ساتھ ہی سلطان کے مرشد کی دعاؤں کے ساتھ
ہی ان کا جبہ دیتے ہوئے سلطان سے کہا مرشد نے حکم

[illegible] جنگ کے وقت اس جبے کے وسیلے سے
سلطان فتح کے لئے دعا کریں۔

سلطان نے جبے کو چوما آنکھوں سے لگایا تب عنبر نے
سلطان کو وہ نقشہ پیش کیا اور بتایا کہ سوموار کو ہندو راجا
حملہ کر دے گا۔

سلطان نے خدا کا نام لے کر اپنی فوج کو اس نقشے
کے مطابق ترتیب دے کر حکم دیا کل صبح فجر کی نماز
کے بعد پیش قدمی کر کے حملہ کر دیا جائے۔

عنبر نے ماریا کو بتایا کل صبح ہماری فوج حملے کے لئے
روانہ ہو رہی ہے۔

ماریا نے کہا تو پھر عنبر بھائی ہم سب کی ملاقات سومناتھ
کے مندر ہی میں ہو گی۔ مجھے ناگ کو تمہارے متعلق
بھی بتانا ہے اب میں چلتی ہوں۔

عنبر نے ماریا کو خدا حافظ کہا اور تیاری میں مصروف ہو گیا
فجر کی نماز کے بعد سلطان محمود غزنوی نے ۱۰۲۴ء
کو اپنی فوج کے ساتھ کاٹھیا واڑ پر حملہ کر دیا دونوں فوجوں
میں گھمسان کی جنگ ہوئی جس میں عنبر سلطان کے ساتھ تھا اور
ناگ ہندو راجا کی فوج سے نکل کر اسلامی فوج میں شامل ہو
گیا تھا۔ کیوں کہ میدان جنگ میں اس نے عنبر کو لڑتے ہوئے
دیکھ لیا تھا۔ ہزاروں انسان اس لڑائی میں کام میں آ گئے

عنبر کو چھپا کئے ہوئے نقشے کی مدد سے سلطان
فتح و نصرت کے ڈنکے بجاتا ہوا اور اللہ اکبر کے نعروں سے
سومناتھ کے مندر میں داخل ہو گیا جہاں مہا پنڈت سومناتھ
کے بت کے قدموں کے نیچے بیٹھا تھا۔

سلطان نے حکم دیا ایک گرز مہیا کیا جائے
جس کی فوراً تعمیل ہو گئی تب سلطان نے اپنے ہاتھوں
بت کو توڑنے کے لئے آگے بڑھے۔

پنڈت نے ہاتھ جوڑ کر کہا مہاراج اس بت کے بدلے
دنیا جہان کی دولت لے لیں اسے نہ توڑیں لیکن سلطان نے
بت پر ضرب لگاتے ہوئے کہا میں اپنے آقا کے روبرو قیامت
کے روز بت شکن بن کر جانا چاہتا ہوں بت فروش نہیں اور کئی
ضربوں سے اس بت کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

فتح و نصرت کے بعد سلطان محمود دوبارہ اپنے ملک کو
روانہ ہو گیا اور عنبر نے ان سے اجازت لے کر ماریا اور
ناگ کے ساتھ ایک قافلے میں شامل ہو کر متھرا کا سفر اختیار کیا
کیوں کہ وہاں ایک بڑا بھاری میلہ لگتا تھا اور یہ تینوں کچھ دن
سیر و تفریح کرنا چاہتے تھے۔

کالی ماتا کا پجاری

عنبر ناگ اور ماریا والا قافلہ منزلوں کو طے کرتا ہوا
ہندوستان کے قدیم شہر متھرا کی طرف بڑھ رہا تھا راستے
میں لوگ مختلف شہروں میں ان سے جدا ہو جاتے اور نئے
لوگ قافلے میں شامل ہو جاتے اب زیادہ تر تعداد ان
یاتریوں کی شامل ہو رہی تھی۔ جو متھرا میں سالانہ میلے میں
شرکت کرنے جا رہا تھا۔ یہ میلہ ہر سال کالی ماتا کے مندر
پر ہوتا تھا۔ جو بہت ہی خوب صورت اور بڑا تھا جس
میں سیکڑوں کمرے اور ہزاروں بت موجود تھے۔ یہ قافلہ
منزلوں پر منزلیں مارتا ہوا متھرا پہنچ گیا۔

عنبر اور ناگ نے یہاں سرائے میں ایک کمرہ کرایے پر
حاصل کر لیا اور تینوں نے اس کمرے میں ڈیرے ڈال
دیئے۔

اس شہر میں ایک مسلمان بزرگ صوفی نثار علی شاہ بھی
رہتے تھے۔ اس نے عنبر اور ناگ کو دیکھ لیا تھا یہ تینوں

بھائی بہن کمرے میں اپنی اپنی چارپائیوں پر لیٹے ہوئے تھے اور باتیں کر رہے تھے کہ ہوٹل کا ایک ملازم ان کے پاس آیا اور کہا

عنبر اور ناگ آپ دونوں کو صوفی نثار علی شاہ نے بلایا ہے۔

عنبر نے کہا کون نثار علی شاہ ہم کسی کو نہیں جانتے۔

سرائے کے ملازم نے کہا آپ شاہ جی کو نہیں جانتے ارے بھائی اس شہر میں تو اس کو خوش نصیب سمجھا جاتا ہے جسے شاہ جی کے نیاز حاصل ہوں۔ تم لوگ بہت خوش قسمت ہو کہ انہوں نے خود تمہیں بلایا ہے۔ شاہ جی بہت پہنچے ہوئے بزرگ ہیں اور بڑی بڑی روحانی طاقت کے مالک ہیں ہر سال کالی ماتا کے میلے پر ضرور آتے ہیں اور لوگوں کی اچھائیں پوری کر کے بہت سے لوگوں کی تقدیریں بدل کر چلے جاتے ہیں۔

عنبر نے ناگ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور نوکر سے کہا تم چلو ہم آ رہے ہیں۔

نوکر کے جانے کے بعد عنبر نے ناگ سے کہا لو بھائی مجھ سے پہلے اس گلی میں میرے افسانے گئے۔

ناگ نے کہا عنبر بھائی ہم دنیا کے کسی بھی تختے پر

پہلے جائیں کوئی نہ کوئی آفت ضرور ہمارے ہمارے انتظار میں ہو گی۔ پھر انہوں نے ماریا سے کہا تم یہاں ٹھہرو ہم دونوں جاتے ہیں۔ یہاں کئی پہنچے ہوئے لوگ آتے ہیں کہ ایسے بھی صاحب بصیرت ہوتے ہیں جو ہمیں دیکھتے ہی پہچان جاتے ہیں ایسا ہی کوئی معاملہ لگتا ہے لہذا ہم جاتے ہیں تم یہیں انتظار کرو۔

عنبر اور ناگ دونوں کمرے سے باہر نکل گئے۔

ماریا کے کمرے کے ساتھ والے کمرے میں ایک ہندو جوڑا اور ان کا ۷ سالہ بچہ ٹھہرے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ اپنے بیٹے پرکاش کی سنت پوری کرنے آئے ہیں کیوں کہ شادی کے ٹھیک سات سال بعد کالا ماتا کے پجاری کی دعا سے پرکاش ہوا تھا اولاد کے لئے ترستے تھے اس لئے پرکاش دونوں میاں بیوی کو جان سے بھی پیارا تھا۔

پرکاش سات سال کا ہونے کے باوجود اپنی ماتا کے ساتھ ہی سویا کرتا تھا۔ دونوں میاں بیوی اسے ایک پل کے لئے بھی اپنی آنکھ سے اوجھل نہیں ہونے دیتے تھے۔

عنبر اور ناگ کے جانے کے بعد ماریا تنہائی میں بوریت

محسوس کر رہی تھی رات ہو گئی تھی ناگ اور عنبر ابھی تک
واپس نہیں آتے تھے ماریا کسی سے پوچھ بھی نہیں سکتی
تھی کیوں کہ غیبی آواز جو بھی سن لیتا ڈر کے مارے بھاگ
جاتا۔

ماریا نے آواز سن کر دروازے کی جھری سے جھانک کر
دیکھا دونوں اپنے بچے کو ساتھ بٹھائے اس کی میٹھی میٹھی
باتوں پر دبے دبے قہقہے لگا رہے تھے۔ ماں تو بار
بار اس کی بلائیں لیتی اور باپ بات بات پر منہ چوم لیتا
ماریا کو یہ چھوٹا سا خوش و خرم گھرانہ بہت اچھا لگا
وہ تھوڑی دیر کے لئے اپنے بھائیوں کو بھول کر
ان کی خوشیوں میں کھو گئی اور سوچنے لگی کہ اگر یہ بچہ
گھڑی بھر کے لئے ماں باپ سے جدا ہو گیا تو دونوں
جدائی میں جان دے دیں گے۔

آدھی رات بیت چکی تھی عنبر اور ناگ ابھی تک
لوٹ کر نہیں آئے تھے۔ آسمان پر کالے بادل
چھائے ہوئے تھے اور ٹھنڈی ہوا بتا رہی تھی کہ بارش
ہونے ہی والی ہے۔

ماریا نے سوچا وہ ضرور کسی مصیبت میں پھنس گئے ہیں
ورنہ آدھی رات تک باہر رہنے کا کوئی جواز ہی نہ تھا

ماریا سوائے صبر کے اور کیا کر سکتی تھی ان کے بیٹے
کی کوئی نئی بات تو تھی نہیں اس نے اپنے خیالات کو
منتشر کرنے کے لئے ایک دفعہ پھر ساتھ والے کمرے میں
جھانکا۔

کمرے میں اندھیرا چھایا ہوا تھا اور میاں بیوی کے
خراٹوں کی آوازیں آ رہی تھیں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ
دونوں سو گئے ہیں۔

کالی ماتا کا وسیع و عریض مندر یاتریوں سے کھچا کھچ
بھرا ہوا تھا لیکن ایک تاریک کونا ایسا بھی ہے جہاں
ایک نہایت ہی بدصورت اور اس رات سے بھی کالا آدمی
منکاتے بیٹھا ہے اس کی آنکھیں جنگلی کبوتر کے خون کی
طرح سرخ ہیں۔ سر کے بال خشک اور میل سے اس طرح
اکڑے ہوئے ہیں جیسے کوئی پہاڑی بچھو اپنے پنجے پھیلائے
بیٹھا ہوا ہو۔ اس کے گلے میں مختلف رنگ اور نسل کے
سانپ رینگ رہے ہیں جسم پر کالے ریچھ کی کھال کا
لمبا سا چوغہ پڑا ہے۔

قدموں کی آہٹ سن کر اس نے اپنی سرخ انگارہ آنکھوں
سے آنے والے کی طرف دیکھا یہ اس کا سیوک بھوندو
تھا جو ہاتھ میں ایک تھال اٹھائے چلا آ رہا تھا جو

کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا ساتھ دو آدمی اور تھے جو شکل ہی
سے بدمعاش لگ رہے تھے۔ ان میں سے ایک کے چہرے
پر دائیں آنکھ سے لے کر جبڑے تک زخم کا لمبا نشان تھا
اور اس کی آنکھوں سے عیاری ٹپک رہی تھی

دوسرا ایک چوڑے چکلے شانے اور مضبوط جسم اور
بھدے خدوخال کا آدمی تھا اور ایک آنکھ سے کانا تھا۔
اور اس کے اوپر کے لمبے لمبے دانت اس کے ہونٹوں پر
پڑتے تھے لیکن اس کے بھرے بھرے بازو بتا رہے تھے
کہ نہایت طاقتور انسان ہے۔

بھوندو نے چرن چھو کر یہ تھال اپنے گرو کے سامنے
رکھ دیا اور ہاتھ جوڑ کر نہایت ادب سے کہا

بھوانی جی مہاراج یہ دونوں بڑے کام کے آدمی ہیں
آپ ان سے خود ہی بات کر لیں۔

بھوانی نے دونوں کا سر سے پاؤں تک جائزہ لیا اور
پھر ایسی آواز میں جسے غراہٹ ہی کہا جا سکتا ہے۔ "ہوں"
کہا پھر تھال سے کپڑا اٹھایا اس میں مردہ مینڈک، چھپکلیاں
اور مردار کیڑے مکوڑے پڑے تھے جن میں سے بدبو اُٹھ
رہی تھی۔

دونوں بدمعاشوں نے اپنی ناک پر رومال رکھ لیا لیکن

بھوانی ان کی پرواہ کئے بغیر ہی نہایت رغبت سے انہیں
کھانے میں مصروف ہو گیا جب کہ سانپ بھی اس کے جسم
سے اُتر اُتر کر اس کے ساتھ شریک ہو گئے اور دیکھتے
ہی دیکھتے سارا تھال چٹ کر گئے لیکن بھوانی کا پیٹ
ابھی بھرا نہیں تھا اور اس نے ان سانپوں کو اُٹھا اُٹھا کر
گاجر اور مولی کی طرح مزے لے لے کر کھانا شروع کر
دیا تھا۔

دونوں بدمعاشوں کا کراہت سے بُرا حال تھا اور انہیں
اُبکائیاں آنے لگی تھیں

آخر ایک لمبی ڈکار لینے کے بعد بھوانی نے دونوں کو
مخاطب کیا اور کہا۔

بالکو میں کالی ماتا کا سچا پجاری ہوں میرے لئے کسی آدمی
کے من میں کھوٹ آ جائے تو میں اس کا کلیجہ ایک منٹ میں
نکال کر چبا جاتا ہوں۔ مجھ سے کوئی دھوکہ کر کے پاتال
میں بھی نہیں چھپ سکتا۔ میری شکتی اور میرا جادو اسے
مقناطیس کی طرح کھینچ کر لے آتا ہے۔

مجھے اپنی شکتی تو امر کرنے کے لئے اور جاپ شروع
کرنے سے پہلے مجھے کالی ماتا کے چرنوں میں ایک اکلوتے
چھ یا سات سال کے بچے کی قربانی دینی ہے جس کی

کلائی پر چندر ما کا نشان موجود ہو۔ تم لوگ اس شہر کے رہنے والے ہو مجھے ہر قیمت پر بچہ چاہیئے دولت کی فکر نہ کرو میں سونے سے تمہاری جھولیاں بھر دوں گا۔ بچہ مل جائے تو بھوندو کے سپرد کر دینا اب تم لوگ جاؤ میری پوجا کا وقت شروع ہونے والا ہے۔

بھوندو اور ان دونوں آدمیوں نے ہاتھ جوڑ کر نمستے کیا اور تینوں بھوانی کو تنہا چھوڑ کر چلے آئے۔

رات آدھی بیت چکی تھی ماریا اپنے پلنگ پر کروٹیں بدل رہی تھی۔ بادل گرج رہے تھے اور تیز ہوا نے آندھی کی صورت اختیار کر لی تھی۔ ماریا کا پلنگ کھڑکی کے قریب ہی تھا اور اسے اس طوفان کا ذرا بھی بھی احساس نہ تھا کہ اچانک زور سے بجلی چمکی اور تیز ہوا کی وجہ سے کھڑکی کے پٹ زور سے بج اٹھے جنہوں نے ماریا کے خیالوں کا سلسلہ منقطع کر دیا تھا وہ کھڑکی کے پاس آ گئی۔ باہر بارش شروع ہو چکی تھی۔ اس نے کھڑکی بند کی تو اسے ساتھ والے کمرے سے کسی قسم کی آہٹ محسوس ہوئی اس کے سامنے پرکاش کا پیارا پیارا چہرہ ابھرا اس نے دروازے کی جھری سے آنکھ لگا کر دوسرے کمرے میں جھانکا۔ اندھیرا تھا چراغ بجھا ہوا تھا کہ اچانک بجلی چمکی کمرے میں ایک لمحے کے لئے

روشنی ہوئی تو ماریا نے دیکھا دو آدمی اپنے منہ کپڑوں سے چھپائے ہاتھوں میں چمک دار خنجر لئے اس پلنگ کی طرف بڑھ رہے تھے جہاں پرکاش اپنی ماں کے ساتھ سویا ہوا تھا۔

ماریا پریشان ہو گئی کیوں کہ اب پھر تاریکی چھا گئی تھی۔ لیکن تھوڑی دیر بعد پھر بجلی چمکی۔

ماریا نے دیکھا ایک بدمعاش نہایت ہوشیاری سے پرکاش کو اپنی ماں کے سینے سے جدا کر کے اٹھا رہا تھا جو اپنی ماں سے لپٹ کر سو رہا تھا۔

ماریا آخر عورت تھی اور عورت ہی عورت کا دکھ درد محسوس کر سکتی ہے وہ بدمعاش ایک ماں کی ممتا کو تڑپنے کے لئے چھوڑ کر اس کے جگر کا ٹکڑا لے جا رہے تھے اس نے سوچا جب ماں اور باپ بیدار ہو کر اپنے لال کو نہ پائیں گے تو دونوں کی کیا حالت ہو گی دونوں اپنے لخت جگر کی جدائی میں مر جائیں گے۔

ماریا نے فیصلہ کر لیا وہ ان بدمعاشوں کو ضرور سزا دے گی اور پرکاش کو واپس لائے گی وہ جلدی سے اپنے کمرے سے باہر نکل گئی۔

اس نے دیکھا باہر بارش ہو رہی تھی اور ہوائیں سائیں سائیں کرتی اس طرح لگ رہی تھیں گویا ماں اور بچے کے

بچھڑنے پر ماتم کر رہی ہوں۔ انہوں نے پرکاش کو بیہوش
کر کے کسی جڑی بوٹی کی مدد سے تھیلے میں ڈال رکھا تھا
اور قریب ہی ایک بیل گاڑی کھڑی تھی جس میں وہ بیٹھ
گئے۔

تاریکی اور بارش میں ڈوبی ہوئی لمبی سڑک پر ماریا نے
بیل گاڑی کو جاتے دیکھا تو خود بھی بارش کی پروا کئے بغیر
اپنے مخصوص انداز میں بیل گاڑی کے پیچھے دوڑنے لگی
اور تھوڑی ہی دیر میں وہ بھی بدمعاشوں کے ساتھ ہی
بیل گاڑی میں موجود تھی۔ وہ چاہتی تو یہیں بدمعاشوں کو
سزا دے سکتی تھی اور پرکاش کو واپس لا سکتی تھی لیکن
اس نے سوچا ذرا لگے ہاتھوں یہ بھی دیکھ لے کہ ان کے
پیچھے کون سی طاقت ہے جس نے انہیں اس نیچ کام کے
لئے اکسایا ہے۔

بیل گاڑی کالی کے مندر کے تھوڑی ہی دور رک گئی
اور دونوں بدمعاش تیزی سے تھیلا اٹھائے ہوئے اندر داخل
ہو گئے۔

ماریا ان کے پیچھے تھی طوفان نے شدت اختیار کر لی
تھی۔ اور بارش بھی موسلا دھار ہو رہی تھی لیکن اب وہ
بدمعاش مع ماریا کے، مندر کی چھت کے نیچے پناہ لے

چکے تھے اور یہ وہی جگہ تھی جہاں بھوندو نے انہیں ملنے
کو کہا تھا۔ کیوں کہ مندر کا یہ گوشہ بھی کافی تاریک
تھا۔ اتنے میں بھوندو اندھیرے کی چادر کو چیرتا ہوا
ان کے پاس آیا ایک لمحے کے لئے دونوں کے
ہاتھوں میں خنجر چمکے اور پھر دوست کو پہچان کر میانوں
میں چلے گئے۔

بھوندو نے سرگوشی کی۔

"کام بن گیا؟"

جواب میں ایسی ہی سرگوشی ابھری۔

"ہاں! بچہ ہمارے پاس اس تھیلے میں موجود ہے"

بھوندو دونوں کو لے کر اسی تاریک کمرے کی طرف
بڑھا جہاں بھوانی زمین پر پڑا تھا۔ ریچھ کی کھال میں وہ
ریچھ ہی نظر آ رہا تھا۔ اور چاروں طرف نہایت موذی اور
زہریلے سانپ رینگ رہے تھے اور پہرہ دے رہے تھے
قدموں کی چاپ سن کر انہوں نے اپنے خونخوار پھن زمین
سے اٹھائے لیکن اسی وقت انہیں ماریا میں اپنے آقا کی
بو محسوس ہوئی۔ اور وہ جھک جھک کر تعظیم بجا
لانے لگے۔

بھوندو نے پاس جا کر آہستہ سے کہا

مہارانج بھوانی کی جے ہو
جواب میں آواز آئی
کالی ماتا کی جے ہو۔
اندر آ جاؤ بھوندو یہ میرے سیوک سانپ دوست اور دشمن کو پہچانتے ہیں
سب اندر آئے بھوانی اُٹھ کر بیٹھ گیا اور سانپوں کو جھکے ہوئے دیکھ کر اس کا ماتھا ٹھنکا اور اس نے ناک سے زور لگاتے ہوئے سانس لیا۔
بھوندو نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا یہ لوگ بچ کے آئے ہیں گرو۔
شانتی سے کام لو بھوندو بھوانی نے کہا ہماری مشکتی بتا رہی ہے کہ دوستوں کے علاوہ کوئی اور بھی یہاں موجود ہے
ماریا پریشان ہو گئی کہ کم بخت نے اس کی خوشبو پالی ہے۔
ہم اس سے پنٹ لیں گے تم فکر نہ کرو
بھوانی نے کوئی منتر پڑھ کر پھونک ماری تو ماریا کی نظروں سے یہ کمرہ غائب ہو گیا چاروں طرف سے دھند کے بادل اُٹھے اور انہوں نے اس کمرے کو اپنے اندر ہی چھپا لیا۔

ماریا کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور اس نے وہاں سے بھاگ جانا چاہا مگر مندر کی پتھریلی زمین نے اس کے پاؤں جکڑ لئے اور وہ باوجود کوشش کے بھی ایک قدم نہ اٹھا سکی۔
عنبر اور ناگ سرائے کے مالک کے ساتھ باہر آئے یہاں کوئی موجود نہ تھا لیکن ایک بیل گاڑی ان کا انتظار کر رہی تھی۔
عنبر کے پوچھنے پر نوکر نے کہا
یہ شاہ جی نے آپ لوگوں کے لئے بھیجی ہے انہوں نے آپ لوگوں کو اس وقت دیکھا تھا جب آپ کا قافلہ یہاں پہنچا تھا۔ وہ جس حویلی میں ٹھہرے ہوئے ہیں وہ حویلی یہاں سے دور ہے۔
آخر دونوں نوکر کے ساتھ بیل گاڑی میں بیٹھ گئے اور بیل گاڑی یہاں سے روانہ ہو گئی۔
عنبر اور ناگ کو لے کر بیل گاڑی شہر سے کافی دور ایک ویران علاقے میں ایک پرانی حویلی کے اندر داخل ہوئی اور دروازے پر رک گئی۔
نوکر نے اُتر کر دروازہ کھولا۔ اور دونوں کو لے کر حویلی میں داخل ہو گیا کئی راہداریاں اور کمرے گزر کر آخر یہ

لوگ ایک کمرے میں پہنچے۔ جہاں ایک سفید ریش اور سفید لٹوں والا بزرگ نما آدمی شیر کی کھال پر بیٹھا تھا اور وہ اس کے ہاتھ میں تسبیح تھی۔ جس پر وہ کوئی جاپ کر رہا تھا ان کی آمد پر اس کا ہاتھ رُک گیا اور اس نے بڑی شفقت سے دیکھ کر کہا

بیٹے ناگ اور عنبر بیٹھ جاؤ میں نے تمہیں تکلیف دی ہے امید ہے تم مجھے معاف کر دو گے جس کے کام کے لئے تمہیں بلایا ہے اسے جان لینے کے بعد تم مجھے یقیناً معاف کر دو گے۔

عنبر نے کہا آپ ہمارے بزرگ ہیں ایسی باتیں کر کے ہمیں شرمندہ نہ کریں آپ جیسے بزرگ کی خدمت کر کے ہمیں خوشی محسوس ہو گی۔ اس لئے کہ آپ عرفان کی اس منزل پر ہیں جہاں انسان کی نگاہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رہتی۔

تم دونوں بہت اچھے بچے ہو نیک ہو اور انسانیت کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہو بوڑھے نے کہا اور پھر نوکر کو اشارہ کیا کہ چلا جائے۔

نوکر کے چلے جانے پر شاہ جی نے مسکرا کر ناگ کی طرف دیکھا اور کہا

بیٹے میں نے تمہارے دل کے اندر جھانک لیا ہے نکوست [illegible] مجھے سب کچھ بتا دوں گا۔ یاد رکھو بیٹا بہروپ کے چکر میں وہ پڑتا ہے جس کے دل میں برائی ہوتی ہے اور اپنے اوپر اعتماد نہیں ہوتا۔ یہ سب بہروپ ہیں یاد رکھو بزرگوں کی نظر میں جسم کی کوئی اہمیت نہیں اصل چیز تو روح ہے۔ دنیا کے سارے مذہب ایک ہی مرکز پر جا کر مل جاتے ہیں مذہب آپس میں بیر رکھنا نہیں سکھاتا بھلائی اور نیکی ہر مذہب میں موجود ہے۔ برائی اور گناہ کو ہر مذہب بُرا کہتا ہے۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کا کوئی مذہب نہیں ہوتا وہ صرف انسان پیدا ہوتا ہے۔ اور انسان ہی کی بھلائی کے لئے خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے۔ مسلمان ہوں لیکن میں عیسیٰؑ کو بھی مانتا ہوں۔ لیکن قرآن کو باعث نجات سمجھتا ہوں۔

ناگ اور عنبر اس درویش کی باتوں سے بہت متاثر ہوئے۔

اس نے پھر کہنا شروع کر دیا برائی خواہ کسی مذہب میں بھی ہو وہ برائی ہے اب میں اصل مقصد کی طرف آتا ہوں جس کے لئے تم دونوں کو بلایا ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ کالی ماتا

کے مندر کے نیچے ایک تہ خانہ ہے جس کا علم صرف بڑے
پجاری پنڈت نارائن راؤ کو ہی ہے وہ بڑا کٹر ہندو پنڈت
ہے۔ اس کے ساتھ اس کے کئی چیلے بھی مستقل طور پر مندر میں
رہتے ہیں اور مفت کے مال پر پل رہے ہیں۔
نارائن راؤ کے گرگے دور دور سے مسلمان لڑکیاں اغوا
کر کے لاتے ہیں پہلے ان کو تہ خانہ میں رکھا جاتا ہے۔
اور بعد میں دیو داسیاں بنا دیا جاتا ہے۔ وہ بے چاری
وہ واپس جانے کے قابل نہیں رہتیں اپنے آپ کو
دیو داسیوں میں شامل کر لیتی ہیں۔ کیوں کہ کافی عرصے کے
بعد ان کے لئے اپنے رشتہ داروں اور ماں باپ کے
دروازے ہو چکے ہوتے ہیں۔ اور کچھ غیرت مند بچیاں
خودکشی کر لیتی ہیں۔
یہ بات سن کر عنبر اور ناگ کا خون کھول گیا۔
شاہ جی نے کہا اس برائی کی روک تھام میرے بس کی
بات نہیں میں عمر کے اس حصے میں پہنچ چکا ہوں۔ جہاں
جسمانی طاقت ختم ہو جاتی ہے اس کام کے لئے نوجوان
جسم کی ہی ضرورت ہے۔
پنڈت نارائن راؤ جادو ٹونے کا بھی ماہر ہے اور یہ
بات بھی تمہارے لئے کوئی نئی نہیں تم لوگوں کا ٹکراؤ اکثر

داروں سے ہوتا ہے ان بچیوں کے لئے ہمارا دل بہت
دکھی ہے جو داسیوں کی زندگی بسر کر رہی ہیں اس
کی روک تھام کرو اور ان مصیبت کی ماری لڑکیوں کی مدد
کرو بیٹا! یہ بہت بڑی عبادت ہے اور اس کا بڑا ثو
ثواب ہے۔ تم جہاں بھی رہو گے میری نظروں کے سامنے
رہو گے کسی بھی کٹھن گھڑی میں یاد کرنا میں تمہاری مدد کو
پہنچ جاؤں گا۔
عنبر اور ناگ نے یک زبان ہو کر وعدہ کیا کہ وہ کل
ہی سے اس مہم کو سر انجام دینے کے لئے قدم اٹھائیں
گے۔
تب شاہ جی نے کہا اب تم جاؤ چاہو تو باہر میرا نوکر
اور بیل گاڑی موجود ہے جو تمہیں تمہارے ٹھکانے پر
پہنچا دے گی۔
دونوں دعائیں لیتے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئے۔
دوسری طرف پرکاش کی ماں سو کر اٹھی تو پرکاش کو اپنے
پہلو میں نہ پا کر پریشان ہو گئی اس نے جھنجھوڑ کر اپنے
خاوند کو جگایا اور پرکاش کے متعلق بتایا دونوں میاں بیوی
نے اپنا سر پیٹ لیا۔ نالے اور شیون کی آوازیں سن کر ہوٹل
میں ٹھہرے ہوئے مسافر بھی بیدار ہو گئے اور حالات معلوم

کرنے کے لئے ان کے پاس پہنچ گئے۔ پرکاش کی ماں کو غش پر غش آ رہے تھے۔ وہ جب بھی ہوش میں آتی سینے پر دو ہتھڑ مار کر ہائے میرا بچہ کہہ کر پھر بے ہوش ہو جاتی۔ اب لوگ اس صورت حال پر پریشان تھے لیکن کسی بھی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کریں۔

اسی وقت عنبر اور ناگ بھی بیل گاڑی سے نکل کر سرائے کے کمرے میں آئے لیکن یہاں ماریا موجود نہ تھی۔ دونوں نے سمجھا شاید ہمسایوں کے رونے دھونے کی آواز سن کر وہاں چلی گئی ہو گی۔

ناگ نے اسے وہاں بھی سونگھا لیکن اس کی بو اسے کہیں بھی نہ آئی۔ دونوں پریشان ہو گئے۔

عنبر نے کہا ایسا لگتا ہے بہن ماریا ہم سے ایک دفعہ پھر بچھڑ گئی ہے۔ میرا دل کہتا ہے وہ کسی مصیبت میں پھنس گئی ہے۔

ناگ نے کہا بہت ممکن ہے وہ اغوا شدہ بچے کے متعلق کچھ جان چکی ہو اور اس کی تلاش میں گئی ہو

عنبر نے جواب دیا تمہارا خیال درست لگتا ہے فکر نہ کرو ہم تلاش کر لیں گے۔

ادھر مندر کے تاریک کمرہ میں بھوانی پرکاش کو دیکھ کر

[illegible] خوش ہوا۔ اس کی کلائی پر چندرما کا نشان بھی موجود تھا [illegible] کالی ماتا کی قربانی کے لئے نہایت موزوں خیال کیا [illegible] ہے۔

بھوانی نے خوشی سے کالا ماتا کی جے کا نعرہ لگایا اور [illegible]نے کے سکوں سے بھری چار تھیلیاں بدمعاشوں کے حوالے کر کے انہیں اسی وقت چلے جانے کو کہا۔

دونوں تھیلیاں لے کر وہاں سے خوشی خوشی چلے گئے [illegible] دولت تو انہیں عمر بھر کے لیے کافی تھی۔

بھوندو نے بھوانی سے کہا مہاراج نے کسی پانچویں نشن کے بارے میں وچار کیا تھا۔

بھوانی نے ایک بھدا سا قہقہہ لگایا اس کے پیلے پیلے [illegible]ے چوڑے اور ٹیڑھے دانت کسی خونی بھیڑیے کی طرح [illegible] سے جھانکنے لگے۔ اور اس نے بھوندو کی کمر پر ہاتھ [illegible]تے ہوئے کہا۔

بالک وہ بڑی سندر ناری ہے کسی کو دکھاتی نہیں دیتی مگر تیرے گرو کی نظریں تو پاتال میں بھی دیکھ سکتی ہیں۔ سنہری بالوں اور نیلی آنکھوں والی، دودھ کی طرح سفید رنگ اور کشمیری سیب کی طرح سرخ گال میدے اور سیندور کی بنی ہوئی گڑیا معلوم ہوتی ہے۔

اس جاپ کے بعد میں شیوجی کا جاپ کروں گا اس وقت

یہ ناری میرے کام آئے گی۔ تب تک یہ میری داسی بن کر میری سیوا کرے گی۔

بھوندو نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا گروجی کیا یہ سیوک اس ناری کے درشن نہیں کر سکتا۔

بھوانی نے مسکراتے ہوئے کہا دیکھنا چاہتا ہے تو دیکھ تیرا گروہ تیری یہ اچھیا ضرور پوری کرے گا تو اپنی آنکھیں بند کرلے۔

بھوندو نے آنکھیں بند کیں تو بھوانی نے ایک منتر پڑھنا شروع کر دیا اور پھر اس پر پھونک ماری اور کہا بھوندو آنکھیں کھول کر دیکھ۔

بھوندو نے آنکھیں کھولیں تو اس کے سامنے ماریا کھڑی تھی ایک حسین سنگ مرمر کی مورتی کی طرح۔ جو سوچ تو سکتی تھی لیکن عمل نہیں کر سکتی تھی اس کے اعصاب کسی اور کے قبضے میں تھے وہ اسی کے اشارے پر حرکت کرتی تھی۔

ماریا محسوس کرتی تھی کہ اس کا جسم پتھر کا ہو چکا ہے اور اس جسم کے اندر کوئی اور موجود ہے جو اس پتھر کی مورتی کو اٹھائے پھر رہا ہے صرف اس کا ذہن زندہ تھا اس کی آنکھیں زندہ تھیں باقی سب کچھ مفلوج ہو چکا تھا۔

ناگ عورت بن گیا

عنبر اور ناگ نے آغاز کالی کے اسی مندر سے کیا جس کے کسی تہ خانے میں نارائن راؤ پنڈت نے مسلمان لڑکیوں کو اپنی دیوداسیاں بنانے کے لئے قید کر رکھا تھا۔ غیرت ملی سے دونوں کا خون کھول رہا تھا۔ ان کا بس چلتا تو ابھی جا کر پنڈت کی بوٹیاں اڑا دیتے۔ لیکن یہاں جوش سے زیادہ ہوش کی ضرورت تھی اور پھر پنڈت نارائن راؤ بھی بقول صوفی نثار کے جادو ٹونے سے واقف تھے۔ ایسے آدمی کو چونکا کر مارا نہیں جا سکتا بلکہ غفلت میں دبوچ لیا جاتا ہے۔

ساتھ والے کمرے سے بلبلوں کی آوازیں مسلسل آرہی تھیں پرکاش کی ماں بے چاری مچھلی کی طرح بیٹے کی جدائی میں تڑپ رہی تھی۔

عنبر نے ناگ سے کہا

بھائی ان حالات میں تو میرا دل ایک منٹ بھی یہاں

شہر نے کو نہیں چاہتا ماں کی ماتا کو انگاروں پر لوٹتا
دیکھ کر میرا دل خون ہو رہا ہے میرا خیال ہے کہ یہاں سے
چلنا چاہیئے۔

ناگ نے کہا لیکن بھائی ہم جائیں گے کہاں؟

عنبر نے جواب دیا ہماری مہم کا آغاز تو کالی ماتا کے
مندر سے ہو گا۔

یار ناگ میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے پنڈت
نارائن راؤ اور اس کے گرگے عورتوں کو اغوا کر کے داسی
بنانے کے لئے یہاں لاتے ہیں ہیں کیوں نا اسی تلوار
سے انہیں ہلاک کیا جائے۔

ناگ نے کہا یہ بات تو میری سمجھ میں نہیں آئی ذرا وضاحت
تو کرو تمہارا مقصد کیا ہے۔

عنبر نے ہنستے ہوئے کہا یار بات ہی ایسی ہے تم سنو
گے تو تمہیں بھی ہنسی آ جائے گی

ناگ نے کہا خدا کے بندے کچھ بتاؤ گے بھی یا پہیلیاں
ہی بجھاتے رہو گے۔

عنبر نے کہا تم اپنے آپ کو ہر شے میں تبدیل کر
لیتے ہو آج اپنے آپ کو ایک حسین ترین عورت میں
تبدیل کر لو۔

ناگ نے کھسیانا ہو کر کہا زندگی میں یہ پہلا واقعہ ہے

عنبر نے ہنستے ہوئے کہا سنو تو سہی یار مچھلی کو پھانسنے
کے لئے کانٹے کی ضرورت تو پڑتی ہے تم عورت بن جاؤ
اور میں تمہارے خاوند کے روپ میں پنڈت نرائن راؤ کے
درشن کو چلتے ہیں نارائن راؤ ایک حسین عورت کو دیکھ
کر ضرور حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور اپنے گرگوں
کے ہاتھوں تمہارے اور میرے گرد جال پھیلائے گا پھر تم خود
تو ہی اس جال میں پھنس جانا۔

ناگ نے کہا لاحول ولا قوۃ یہ آج عنبر بھائی تمہیں ہو
کیا گیا ہے۔

عنبر نے کہا یار ایک تو تم میں یہ بڑی بُرائی ہے
پوری بات سنتے ہی نہیں ہو بلکہ راستے میں ہی ٹوک
دیتے ہو۔

ناگ نے کہا اچھا بھائی اب پوری بات سمجھا دو

عنبر نے کہا بات جاری رکھتے ہوئے کہا جب وہ
تمہیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو میں
روتا چلاتا ہوا پنڈت کے پاس پہنچ جاؤں گا اور چرن
چھو کر کہوں گا

میری پتنی مجھے دلوا دیجئے اور وہ اس ڈر سے تمہیں

ضرور اسی تہ خانے میں ڈلوا دے گا جہاں اور مغویہ عورتیں
جمع ہیں۔

ناگ نے پہلی مرتبہ سمجھتے ہوئے کہا عنبر بھائی مان گئے
آپ کی ترکیب لاجواب ہے اس طرح میں تہ خانے کا
راستہ معلوم کر لوں گا اور نہایت ہی آسانی سے ہم نارائن
راؤ اور ان کے گرگوں کی گردنیں ناپ دیں گے، اور ان
مصیبت کی ماری لڑکیوں کو ان خونی بھیڑیوں کے پنجوں
سے آزاد کرا دیں گے، اب تم جلدی سے یہاں سے چلو
باہر جا کر ہمیں کپڑوں کا انتظام بھی کرنا ہوگا پھر تم ہندو
یاتری بن جانا اور میں ہندوانے لباس میں تمہاری بیوی بن
کر مندر کو روانہ ہو جائیں گے۔

عنبر نے کہا چلو اور دونوں بھائی سرائے سے باہر
نکل گئے۔

آسمان رات کی تاریکی کا لباس پہنے انسان کی بے حسی
اور ظلم پر ماتم کر رہا تھا۔ گناہ کی اس دنیا سے منہ موڑ
کر چاند نے بھی اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔ سنسان رات
میں ہر طرف ہو کا عالم طاری تھا ایسی راتیں جادو اور
ٹونا کرنے والوں کے لئے بڑی موزوں خیال کی جاتی
ہیں۔

کس کر اپنے مطلب کی شئے اٹھا کر چلا جاتا تھا۔

ماریا شاہی قلعے کے بڑے دروازے پر آگئی۔ یہاں
بھی تڑنگے قسم کے باغی زبردست پہرہ دے رہے تھے۔
یہاں بغیر خاص اجازت نامے کے کسی کو اندر جانے کی
اجازت نہیں تھی۔ لیکن ماریا یہاں سے بھی گزر گئی۔

اب اس نے شاہی قلعے میں گھومنا شروع کر دیا۔ اُسے
اندازہ تھا کہ پھانسی کی سزا پانے والے لوگوں کو باغیوں نے
قلعہ کے تہ خانے میں ہی قید رکھا ہوگا۔ ماریا نے تہ
خانے کی تلاش شروع کی۔ آخر اُس نے ایک باغی کو
دیکھا کہ دو بدنصیب قیدیوں کو زنجیروں میں جکڑے ایک جگہ
سے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ ماریا بھی اس کے پیچھے پیچھے ہوگئی
اور ایک تہ خانے میں پہنچ گئی۔ یہ تہ خانہ کیا تھا بلکہ
زمین کے اندر ایک لمبا چوڑا محل بنا ہوا تھا۔ بڑے بڑے
ستون جگہ جگہ کھڑے تھے اور دیوار کے ساتھ ساتھ کتنی ہی
کوٹھریاں بنی ہوئی تھیں۔ ان کوٹھریوں کے آگے لوہے کی
سلاخوں والے مضبوط جنگلے لگے تھے۔ جن کے دروازوں پر
موٹے تالے پڑے ہوئے تھے۔ ہر کوٹھری میں چھ چھ قیدی
بند تھے۔ ماریا نے ایک ایک کرکے سب قیدیوں کو دیکھا۔ ان
میں چارلس کی شکل کا کوئی نوجوان اسے دکھائی نہ دیا۔ اتنے

میں ایک باغی سپاہی اس کے قریب سے گزرا تو اس کے
ایک دوسرے ساتھی نے کہا:

"ارے شاہی قیدیوں کی باری کب آرہی ہے؟ اُن
کی گردنیں کب کاٹی جائیں گی؟"

سپاہی بولا:

"ان شوروں کی گردنیں کل دوپہر کو پیرس کے چوراہے
میں لے جا کر کاٹی جائیں گی۔"

دوسرا سپاہی بولا:

"انہیں بھوکا رکھنا۔ ذرا شاہی خاندان والوں کو بھی پتا
چلے کہ بھوک کیا ہوتی ہے۔"

"فکر نہ کرو ۔ ہم انہیں دن میں صرف دو ٹکڑے ڈبل
روٹی کے پانی کے ساتھ دیتے ہیں ۔ اب بھی میں ان کے
لیے یہ دیکھو ڈبل روٹی لے کر جا رہا ہوں۔"

سپاہی نے اپنے کندھے پر اٹھائے تھیلے کی طرف
اشارا کرتے ہوئے کہا۔ ماریا کا مقصد پورا ہو گیا تھا۔ وہ
اس باغی سپاہی کے ساتھ ساتھ چل پڑی ۔ سپاہی ایک دروازے
سے گزرا، دوسرے دالان میں آگیا ۔ یہاں ایک برآمدے کے
سامنے بارہ الگ الگ لوہے کے جنگلوں والی کوٹھڑیاں بنی تھیں۔
ان کوٹھڑیوں میں شاہی قیدی قید تھے ۔ یہ وہ لوگ تھے، جنہیں

دوسرے روز پیرس کے چوراہے میں قتل کیا جانے والا تھا۔
ماریا ایک ایک کوٹھڑی کے آگے سے گزرنے لگی ۔ وہ غور
سے اندر دیکھ رہی تھی۔ یہاں مشعلیں روشن تھیں ۔ آخر اُس
نے ایک کوٹھڑی میں چارلس کو پہچان لیا ۔ نیلی نیلی آنکھیں۔
[illegible] مونچھیں۔ خوب صورت ۔ مگر داڑھی تھوڑی تھوڑی بڑھی
ہوئی۔ بال پریشان۔ چہرے پر موت کی زردی ۔ ہونٹ خشک۔
اور بھوکا رہنے کی وجہ سے کمزور ہو چکا تھا ۔ ماریا نے یہ
[illegible] کے لیے کہ یہی چارلس ہے، انگوٹھی اتار کر کوٹھڑی
کے اندر پھینک دی۔ کوٹھڑی میں کل چار شاہی خاندان کے
افراد تھے ۔ جونہی انگوٹھی ان کے آگے گری ۔ ایک قیدی
نے جھپٹ کر اسے اٹھا لیا اور کہا:

"یہ انگوٹھی کہاں سے آگئی؟"

چارلس نے انگوٹھی کو دیکھا تو لپک کر اس کے ہاتھ سے
لے لی اور کہا:

"یہ تو میری ماں کی انگوٹھی ہے ۔ یہ یہاں کہاں سے آ
گئی۔ کس نے اندر پھینکی ہے؟"

ایک شاہی قیدی نے کہا:

"شہزادے، تمہاری ماں ضرور اللہ کو پیاری ہو چکی ہے۔
اور یہ انگوٹھی اس کی روح یہاں آکر پھینک گئی ہے۔"

چارلس نے کہا :

" خدا نہ کرے کہ میری ماں مرگئی ہو"

اور پھر انگوٹھی کو چومتے ہوئے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ماریا کو اس بات کا ثبوت مل گیا تھا کہ یہی شہزادی کا بیٹا چارلس ہے۔ اس نے دیکھا کہ ان سب موت کے قیدیوں کے لباس ایک جیسے تھے۔ انہوں نے کالے لمبے چغے پہن رکھے تھے اور ہر قیدی کے سینے پر اس کا نمبر لکھا تھا — چارلس کا نمبر سات تھا۔ باغی شاہی خاندان کے لوگوں کی شکلوں سے واقف نہیں تھے، انہوں نے ان کے نمبر لگا دیے تھے تاکہ ان کو گننے میں آسانی ہو اور کوئی اگر کسی طریقے سے بھاگ جائے تو انہیں فوراً پتا چل جائے دن میں تین بار ان کی گنتی ہوتی تھی — اگرچہ وہاں سے فرار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

شہزادہ چارلس کا وہاں سے نکالنا خطرناک ہو سکتا تھا کیونکہ وہاں جگہ جگہ باغی بندوقیں لیے پہرہ دے رہے تھے۔ ماریا کو تو کچھ نہ ہوتا، مگر شہزادہ کسی نہ کسی باغی کی گولی سے ہلاک ہو سکتا تھا۔ ماریا وہاں سے واپس چل دی۔ تہہ خانے میں آکر اس نے شہزادی کو پہلی خوشخبری دی کہ اس کا بیٹا شہزادہ چارلس ابھی تک زندہ ہے۔ شہزادی کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آگئے۔ پھر اس نے عنبر کو الگ لے جا کر بتایا کہ چارلس کو کل دوپہر شہر کے چوراہے میں پھانسی دی جا رہی ہے — عنبر سوچ میں پڑ گیا۔ اس نے کہا :

" شہزادی کو مت بتانا — میں اسے وہاں سے نکالنے کی کوشش کروں گا"

شہزادی نے کہا :

" تم کیا بات کر رہے تھے ؟"

عنبر نے کہا :

"کچھ نہیں، میں شہزادے کو قلعے سے نکال کر ساتھ لانے کے لیے جا رہا ہوں"

شہزادی نے ہاتھ باندھ کر دعا دی اور کہا :

" خدا تمہیں کامیاب کرے — میرا بیٹا میرے پاس آجائے"

"پھر اس نے ماریا سے پوچھا :

" میرے شہزادے نے انگوٹھی لے لی تھی"

" ہاں شہزادی صاحبہ، اور وہ حیران ہوا تھا کہ یہ انگوٹھی کہاں سے آگئی — میں اسے حیران ہی چھوڑ کر واپس آگئی۔ کیونکہ وقت بہت کم تھا"

عنبر کے پاس بھی وقت بہت کم تھا۔ اس نے ماریا کے جانے کے بعد کچھ کھانے پینے کی چیزیں وہاں رکھ دی تھیں۔

عنبر نے ماریا سے کہا :

" آؤ ماریا، میرے ساتھ چلو۔"

ماریا عنبر کے ساتھ چلنے کو تیار ہو گئی — عنبر نے شہزادی سے کہا :

شہزادی صاحبہ، آپ اطمینان سے رہیے گا — انشاءاللہ ہم آپ کے بیٹے کو لے کر ہی آئیں گے۔"

" خدا تمہاری دعا قبول کرے۔"

شہزادی خدا کے حضور سجدے میں گر گئی۔

عنبر اور ماریا تہہ خانے سے نکل کر باہر سڑک پر آ گئے۔ وہ شاہی قلعے کی طرف روانہ ہو گئے — شہر کے دروازے پر باغیوں نے عنبر کو روک کر پوچھا :

" کون ہو تم، کہاں جا رہے ہو ؟"

عنبر نے دونوں ہاتھ بلند کر کے نعرہ لگایا :

" انقلاب زندہ باد — میں پیرس کا موچی ہوں۔ آپ کے افسروں کے جوتے مرمت کرنے جا رہا ہوں۔"

باغی ہنس پڑے :

" اچھا جاؤ میاں موچی — اور واپسی پر ہمارے جوتے بھی پالش کر دینا۔"

" ضرور کروں گا پالش۔"

یہ کہہ کر عنبر شہر میں داخل ہو گیا — صرف ایک ہی خطرہ تھا کہ کہیں عنبر کو باغیوں کا وہ لیڈر نہ دیکھ لے جو آدھی رات کو شہزادی کی تلاش میں اس کے گھر آیا تھا۔ اُس نے ماریا سے کہا :

" اگر رات والا باغی لیڈر مل گیا تو کم بخت مجھے ضرور پہچان لے گا۔ خواہ مخواہ ہمارے لیے کوئی مشکل پیدا نہ کر دے۔"

ماریا نے کہا :

" اگر وہ آ گیا تو میں اُس سے بھی نمٹ لوں گی۔ تم فکر نہ کرو۔"

دوسری مشکل شاہی قلعے میں داخل ہونے کی تھی۔ کیونکہ وہاں کوئی ایسا شخص داخل نہیں ہو سکتا تھا جس کے پاس اجازت نامہ نہ ہو۔ جس پر باغیوں کے کمانڈر کی مہر ہوتی ہے۔ عنبر نے ماریا سے مشورہ کیا — دونوں شاہی قلعے کے باہر ایک بڑے درخت کے پاس کھڑے تھے — ماریا نے کہا :

" پہلے تو یہ بات بتاؤ کہ تمہارے دماغ میں پروگرام کیا ہے۔ تم اندر جا کر کیا کرنا چاہتے ہو؟"

عنبر نے کہا :

" میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ شہزادہ چارلس کو کسی طرح باہر نکال کر تمہارے حوالے کر دوں اور نمبر پورا کرنے کے لیے

اس کا کالا لباس خود پہن کر دوسرے قیدیوں کے ساتھ کوٹھری
میں رہ جاؤں تاکہ نفری بھی پوری رہے اور کسی کو شک بھی
نہ ہو — اور شہزادے کی تلاش شروع نہیں ہوگی۔"

ماریا بولی :

" مگر تم دن کی روشنی میں چارلس کو کوٹھری میں سے
کیسے نکالو گے — سب کو پتا چل جائے گا - گولیاں چلنے لگیں
گی — تم تو بچ جاؤ گے، مگر شہزادہ ہلاک ہو سکتا ہے۔"

عنبر نے پوچھا :

" پھر تم کیا مشورہ دیتی ہو ؟"

" تمہارا پروگرام ٹھیک ہے - مگر اسے رات پر اٹھا رکھو۔
بجائے دن کی روشنی میں قلعے کے اندر جانے کے ہم رات
کے اندھیرے میں داخل ہوتے ہیں۔"

" بہتر خیال ہے، شام ہونے میں کون سی دیر ہے،
پانچ تو بج رہے ہیں ۔"

"ہمیں رات کے دس بجے اندر جانا چاہیے - اتنی دیر
ہم اسی جگہ باغ میں ٹھہرتے ہیں ۔"

وہ دونوں باغ میں ایک فوارے کے پاس بیٹھ گئے۔
جو انقلاب کے بعد بند ہو چکا تھا — ماریا نے کہا :

" کاش، یہاں کہیں ناگ بھی ہمیں نظر آ جاتا - خدا جانے

وہ ان لوگوں کے ساتھ کہاں نکل گیا ہے۔"

عنبر نے کہا :

" میرا خیال ہے وہ پیرس شہر میں آ چکا ہے اور وہ
بھی ضرور ہماری تلاش میں ہے، لیکن ہماری ملاقات نہیں ہوئی۔
ہم بھی تو اس کام میں پھنسے ہیں — شہر کے سارے بازاروں
گلی کوچوں کے چکر لگاتے تو شاید ناگ سے ملاقات ہو جاتی۔"

باغ میں سے کئی لوگ لوٹا ہوا مال چھکڑوں پر لاد کر
گزر گئے - ماریا نے کہا :

" حیرانی کی بات ہے کہ یہ لوگ ایک بار پہلے بھی
اسی طرح یہاں سے گزر چکے ہیں ۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا :

" اس لیے کہ ہم واپسی کے سفر پر ہیں اور اس
انقلاب فرانس کو ایک بار پھر دیکھ رہے ہیں - اسی لیے
تو ہم بادشاہ اور ملکہ فرانس کو نہیں بچا سکے - کیوں کہ جو
لوگ اس انقلاب میں مر گئے تھے - انہیں ہم نہیں بچا سکتے۔
اصل میں یہ سارے لوگ مرے ہوئے ہیں — یہ زندہ نہیں
ہیں — ان کی تو تاریخ کے پردے پر دوسری بار فلم چل
رہی ہے اور ہم اس فلم میں باہر سے آ کر داخل ہو گئے ہیں۔"

ماریا نے کہا :

"سوال یہ ہے کہ میں قلعے میں داخل ہونے کا اجازت نامہ
کہاں سے حاصل کروں"

ماریا نے کہا:

"تم یہاں ٹھہرو، میں اجازت نامہ لاتی ہوں"

عنبر وہیں رُکا رہا اور ماریا قلعے کے دروازے میں آ
گئی — یہاں کچھ لوگ اجازت نامے دکھا کر اندر داخل ہو
گئے۔ ماریا نے ان کا پیچھا شروع کر دیا — قلعے کی ڈیوڑھی
سے نکل کر جب وہ شاہی باغ میں آئے تو ان میں سے
ایک آدمی شاہی محل کی طرف چل پڑا — اجازت نامہ اس
کی جیب میں تھا — ماریا نے پیچھے سے آ کر اس کے کان میں
کہا:

"کیا حال ہے، کہاں جا رہے ہو؟"

وہ آدمی خوف سے اچھل پڑا — ماریا نے دوسرے کان
کے پاس منہ لے جا کر کہا:

"ذرا ایک بار اور اُچھلو، میں تمہیں چوہے کی طرح
بھون کر کھا جاؤں گی — میں شاہی قلعے کی خونخوار بلی ہوں"

وہ آدمی چیخ مار کر دوڑا — ماریا نے اسے ایک ہاتھ ایسا
مارا کہ وہ نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا — ماریا نے اس کی
جیب سے اجازت نامہ نکالا اور واپس عنبر کو لا کر دے دیا —

"خدا کی خدائی یاد آتی ہے"

"اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کی قدرت کا کوئی
ٹھکانہ نہیں — وہ کائنات کی ہر شے پر قادر ہے، وہ جو
چاہے کرتا ہے — اور اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ اب اگر
ہم تاریخ کے اس پردے سے باہر آ جائیں تو یہ لوگ
سارے کے سارے مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہم اسی
جگہ ۱۹۸۰ء کے ماڈرن شہر پیرس کو دیکھیں گے کہ بجلی کی
ریلیں، ٹرامیں چل رہی ہیں — ہوائی جہاز اُڑ رہے ہیں اور
ٹیلی ویژن گھروں میں دیکھے جا رہے ہیں — اگر ہم ان میں سے
کسی کو بتائیں کہ ٹیلی ویژن بھی ایک شے ہوتی ہے تو
انہیں کبھی یقین نہیں آئے گا"

اسی طرح باتیں کرتے کرتے رات ہو گئی۔ اندھیرا پھیل
گیا — قلعے کے دروازے پر مشعلیں روشن کر دی گئیں — قلعے
کی دیوار کے اوپر بھی جگہ جگہ مشعلوں کی روشنی ہو گئی — ماریا
نے کہا:

"اب ہمیں قلعے میں داخل ہو جانا چاہیے کیونکہ ابھی
بہت کام باقی ہے اور یہ لوگ صبح صبح قیدیوں کو کوٹھڑیوں
سے نکال کر پنجروں میں بند کر کے شہر کی طرف جلوس بنا کر
روانہ ہو جائیں گے"

"یہ لو اجازت نامہ — اب تم آسانی سے اندر داخل ہو سکتے ہو۔"

عنبر اور ماریا اجازت نامے کے بغیر بھی اندر جا سکتے تھے۔ مگر وہ کسی جگہ بھی کوئی لڑائی جھگڑا کھڑا نہیں کرنا چاہتے تھے — وہ چاہتے تھے کہ ہر کام خاموشی اور امن سکون سے ہو جائے تو زیادہ اچھا ہے — عنبر نے قلعے کے دروازے پر جا کر اجازت نامہ دکھایا۔ اس پر صرف باغیوں کے لیڈر کی مہر ہوتی تھی — سپاہی نے مہر دیکھ کر عنبر کو اجازت نامہ واپس کرتے ہوئے گھور کر دیکھا اور کہا:

"جاؤ۔"

عنبر کے پاس ماریا بالکل تیار کھڑی تھی کہ ذرا کوئی خرابی پیدا ہو تو فوراً اس سپاہی کو اگلی دنیا میں پہنچا دے، مگر خیریت ہی رہی — عنبر اور ماریا دونوں تہہ خانے میں آ گئے۔ یہاں آگے بڑا زبردست پہرہ تھا — عنبر ایک ستون کے پیچھے آ گیا۔ یہاں اندھیرا تھا۔ اس نے ماریا سے کہا:

"تم شہزادہ چارلس کی کوٹھری کا تالا جا کر کھول آؤ۔"

ماریا چارلس کی کوٹھری کے باہر آ کر رک گئی — اُس نے کوٹھری کے اندر جھانک کر دیکھا، شہزادہ چارلس اندھیرے کونے میں سر جھکائے بیٹھا تھا — اس کی کوٹھری میں اب صرف

ایک ہی دوسرا قیدی تھا — باقی دو قیدیوں کو وہاں سے نکال لیا گیا تھا — دونوں سر جھکائے موت کے انتظار میں سوگوار بیٹھے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ اگلے روز ان کے سر کاٹ دیے جائیں گے — اور اب انہیں دنیا کی کوئی طاقت موت کے منہ سے نہیں بچا سکتی — ماریا نے تالے کو دونوں ہاتھوں میں لے کر آہستہ سے دبایا — تالا بغیر آواز کے کھل گیا۔ ماریا نے اُسے وہیں کا وہیں لگا رہنے دیا اور واپس عنبر کے پاس آ گئی۔

عنبر نے کہا:

"اب ایک کام اور کرو۔"

"وہ کیا؟" ماریا نے پوچھا۔

"یہاں کسی پہرے دار کو بے ہوش کر کے اس کی وردی اور بندوق مجھے لا دو۔"

ماریا نے کہا:

"یہ تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ابھی ابھی ایک پہرے دار میرے قریب سے گزرا تھا۔ اچھا میں ابھی کسی دوسرے کو پکڑتی ہوں۔"

ماریا دوسرے دالان والی کوٹھریوں کی طرف چلی گئی — یہاں ایک باغی پہرے دار بڑا اکڑ اکڑ کر پہرہ دیتے ہوئے پھر رہا تھا اور قیدیوں کی طرف دیکھ کر انہیں گالیاں بھی دیتا تھا۔

ماریا کو اس پر سخت غصہ آیا — یہی اس کا شکار تھا۔ ماریا نے
ایک طرف اندھیرے میں جا کر ستون کے ساتھ زمین سے پتھر اُٹھا
کر مارا — کھڑاک سن کر پہرے دار ادھر کو لپکا —
جوں ہی وہ اندھیرے میں ستون کے پیچھے آیا۔ ماریا نے
ایک کراٹے کا ہاتھ اس کی گردن پر ایسا مارا کہ پہرے دار
کوئی آواز نکالے بغیر دھڑاپ سے فرش پر گر پڑا — یہاں
اندھیرا ہی اندھیرا تھا — ماریا نے اس کی وردی اتار کر کندھے
پر رکھی۔ بندوق اٹھائی اور عنبر کے پاس آ گئی۔

"یہ لو وردی، اسے پہن لو۔ جلدی کرو۔ وہاں میں
نے سُنا تھا کہ شاہی قیدیوں کو پہلے لے جا رہے ہیں"

عنبر نے کہا:

"بس اب کوئی دیر نہیں ہے — تم میرے ساتھ رہنا۔
اگر کوئی گڑ بڑ ہوئی تو ہنگامہ نہ ہونے دینا — سارا کام
خاموشی سے ہونا چاہیے۔"

عنبر وردی پہن کر باغی پہرے دار بن گیا۔ اس نے بندوق
کندھے پر رکھی اور شہزادہ چارلس کی کوٹھڑی کی طرف آ گیا۔
یہاں جو سپاہی پہرہ دے رہے تھے — وہ سارے کے سارے
شہر کے غنڈہ ٹائپ لوگ تھے اور سارے ہی ایک دوسرے
کے لیے اجنبی تھے — کوئی کسی کو پہلے سے نہیں جانتا تھا۔ عنبر

نے آہستہ سے کوٹھڑی کا دروازہ کھولا اور کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔
ماریا نے پیچھے دروازہ بند کر کے تالا لگا دیا تاکہ کسی کو شک نہ
پڑے کہ یہ پہرے دار اندر کیا کرنے گیا ہے۔

سپاہی کو دیکھ کر دوسرا قیدی تو کچھ نہ بولا، بلکہ اُس
نے اپنا سر اور زیادہ گھٹنوں میں دے دیا۔ کیونکہ اُسے معلوم
تھا یہ سپاہی اسے پھانسی کے تختے کی طرف لے جانے کے
لیے آیا ہے — عنبر شہزادہ چارلس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔
شہزادے نے اپنا پریشان پریشان چہرہ اٹھا کر دیکھا۔

"کیا موت کا وقت آ گیا؟"

عنبر نے کہا:

"نہیں، زندگی کا دروازہ کھل گیا ہے۔"

"کیا؟" شہزادے نے حیران ہو کر عنبر کو دیکھا۔ دوسرے
قیدی نے بھی اپنا سر اٹھا لیا، لیکن عنبر اس قیدی کو نہیں
بچا سکتا تھا، کیونکہ موت اس کے مقدر میں لکھی جا چکی تھی —
اگر ایسی بات نہ ہوتی تو اس کی جان بچانے کے لیے بھی اس
کا کوئی نہ کوئی بھائی یا بہن یا ماں باپ عنبر کے پاس ضرور آتے۔

دوسرے قیدی نے کہا:

"تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"میں شہزادہ چارلس کو یہاں سے نکالنے آیا ہوں۔"

"مجھے بھی یہاں سے نکال دو۔" قیدی نے عنبر کو بازو سے تھام کر کہا۔ عنبر بولا:

"میں ایسا نہیں کر سکتا۔ مجھے صرف شہزادہ چارلس کی جان بچانے کے لیئے کہا گیا ہے۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ شہزادہ چارلس کی جان نہ بچنے پائے۔"

"نہیں نہیں۔ میں شہزادے کی زندگی چاہتا ہوں۔ میں مر جاؤں تو کوئی بات نہیں۔ ہمارے شہزادے کو زندہ رہنا چاہیے۔"

یہ لوگ کوٹھری کے اندھیرے میں باتیں کر رہے تھے۔ عنبر نے شہزادے سے کہا:

"جلدی سے میری وردی پہن لو اور اپنا قیدیوں کا لباس مجھے دے دو۔ دیر نہ کرو۔ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔"

عنبر نے اندھیرے میں جا کر اپنی وردی اتار دی۔ چارلس نے اپنا لباس اتار کر وردی پہن لی اور ٹوپی سر پر رکھ کر اسے آگے کو ماتھے پر کر لیا۔ بندوق کندھے پر اٹھالی۔ عنبر نے اس کا قیدیوں والا سیاہ چغہ پہن لیا جس کے سینے پر قیدی کا نمبر سات لکھا ہوا تھا۔ عنبر نے شہزادے سے کہا:

"دروازہ کھلا ہے۔ یہاں سے نکل جاؤ۔ قلعے کے باہر دروازے

سی مسکراہٹ آ گئی۔ نارائن راؤ اُٹھ کر ماتا کے چرنوں میں سر رکھ کر سجدے میں چلا گیا اور کالی ماتا کی جے کا نعرہ لگایا۔ تمام لڑکیاں خوف سے تھرتھر کانپ رہی تھیں۔ اور نارائن راؤ کے گرگے ماتا کی جے کے نعرے لگا رہے تھے۔ کالی ماتا نے انہیں اشیرباد دینے کے لئے ہاتھ اٹھا دیا پھر ماتھے پر بل ڈال کر عنبر کی طرف دیکھا اور کہا اِس چھوکرے کو اپنے ساتھ ہی لے جا رہی ہوں۔ صوفی نثار شاہ سے کہنا اگر ہمت ہے تو ناگ کو واپس لے جائے۔ ناگ میرے ساتھ ہی ہمیشہ کے لئے غائب ہو رہا ہے۔ کالی ماتا کا جسم دوبارہ مجسمے کی جگہ جا کر ساکت ہو گیا اب وہاں صرف پتھر کا مجسمہ ہی رہ گیا تھا۔ نارائن راؤ نے بڑے غصے سے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا بہروپئے اب تو بھی اِس راز کے ساتھ ہی اس تہہ خانے میں دفن ہو جائے گا کیونکہ یہاں کا راز باہر نہیں جا سکتا۔ اُس نے اپنے حواریوں سے کہا منہ کیا دیکھتے ہو مورکھو اس کے جسم کے ٹکڑے کر کے کنویں میں ڈال دو۔ یہ کہہ کر وہ لڑکیوں کی طرف متوجہ ہُوا۔ جو عنبر کے کہنے پر باہر جانے کے لئے تیار تھیں۔ لڑکیو اپنی آنکھوں سے اپنے دھرم بھائی کا انجام دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔ تمہاری تقدیر میں یہی لکھا ہے کہ میرے سیوکوں کی سیوا کرو اور یہیں مر جاؤ۔ تمام گرگے اپنے ہتھیاروں سے عنبر پر پل پڑے اور نارائن راؤ قہقہے

لگاتا ہوا اس بھروسے پر باہر چلا گیا کہ ایک منٹ میں عنبر کے جسم
کے ٹکڑے کر کے اُس کے حواری لاشوں کے کنوئیں میں پھینک
دیں گے۔ اِس تہہ خانے میں ایک لاشوں کا کنواں بھی تھا۔ جو اِس
تہہ خانے کے اندر موجود تھا اور جب کوئی یہاں کا قیدی مرجاتا
تو لاش اس کے اندر پھینک دی جاتی۔ جہاں سینکڑوں حشرات الارض
اس گوشت پر پل رہے تھے اور پھر ہڈیوں کا پنجر ہی رہ جاتا جو آہستہ
آہستہ اِس مٹی کی خوراک بن جاتا۔ اس کنوئیں کے اُوپر ایک بہت
بڑا لوہے کا کئی من وزنی ڈھکن تھا جسے ایک کل کے ذریعے ہٹایا
جاتا تھا۔ اور مُردہ پھینک کر پھر اسی کل کے ذریعے اِس کنوئیں
کو بند کر دیا جاتا تھا کہ کوئی زہریلا کیڑا باہر نہ آنے پائے۔ نلائن
راؤ کے گرگے اپنے ہتھیاروں سے عنبر پر گھاؤ لگانے کی کوشش
میں پوری طاقت ضائع کر رہے تھے۔ لیکن وہ ایک بھی گھاؤ عنبر کے
جسم پر لگانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اور اس لوہے کے جسم پر
کئی ہتھیار پڑ کر ٹوٹ گئے۔ اُن کے بازو شل ہو گئے اور جسم
پسینے سے تر ہو گئے۔ وہ وار کرتے کرتے تھک کر ہانپنے لگے۔
پھر بدری ہی کو ترکیب سوجھ گئی اس نے کہا یہ جادو کا بنا
جسم ہے۔ اِس پر گھاؤ نہیں لگے گا۔ پھر انہوں نے آنکھوں آنکھوں
میں ایک دوسرے کو اشارے کئے جسے عنبر نہ سمجھ سکا۔ اور وہ
عنبر کو گھیر کر اس لوہے کے ڈھکن پر لے آئے۔ جو فرش کے

ساتھ ہی چپکا ہوا تھا۔ جوں ہی عنبر کے دونوں پاؤں اس پر
آ گئے۔ بدری نے کالی ماتا کا نعرہ لگا کر کل کو زور سے گھما
دیا۔ اور ڈھکن اندر کی طرف کھل گیا۔ جس سے عنبر کنواں میں
جا گرا۔ اُوپر سے بدری نے ڈھکن بند کر دیا۔ لڑکیوں کی چیخیں
نکل گئیں اور بدری نے قہقہہ لگایا اور کہا جان بچ گئی اگر یہ
زندہ رہ جاتا تو مہاراج نے ہمارے جسموں کے ٹکڑے اُڑا دینے
تھے۔ اب آؤ مہاراج کو بتا دیں کہ اس مُسلے کو کیڑوں کی خوراک
بنانے کے لئے لاشوں کے کنوئیں میں پھینک دیا ہے۔ دوسری طرف
عنبر گرتا چلا گیا اور کافی دیر کے بعد اس کے پاؤں ڈھانچوں پر
پڑے جو کافی شکستہ ہو چکے تھے اور ٹوٹ گئے۔ عنبر کو ڈھکنا بند
ہو جانے کا پتہ چل گیا تھا کیونکہ اب کنوئیں میں کافی اندھیرا تھا
اسے حشرات الارض کی سرسراہٹیں سنائی دینے لگیں۔ جو بھوکے خوراک
کی طرف جھپٹ رہے تھے۔ عنبر کی زندگی میں پہلی بار ایسا حادثہ پیش
آیا تھا۔ جہاں وہ اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہا تھا۔ ایک تو
ناگ کے متعلق وہ بہت فکرمند تھا۔ جس کی گردن کالی ماتا
کے ہاتھ میں دیکھ چکا تھا۔ دوسری طرف کنوئیں میں اندھیرے کی
وجہ سے اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ جہاں ہر طرف سیلن کی بُو
پھیلی ہوئی تھی۔ اور تازہ ہوا برائے نام ہی تھی۔ جس سے اسے
دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔ کنوئیں کے کیڑے چیونٹیوں کی طرح اس

کے جسم سے لپٹ گئے تھے اور اپنے دانت گوشت میں اتارنے کی
بجائے اُن سے محروم ہو رہے تھے۔ آج پہلی مرتبہ یہ کیڑے
پریشان تھے کہ مندر والوں نے اُن سے مذاق کرتے ہوئے کسی
پتھر کو اندر پھینک دیا ہے۔ جس کا گوشت کھانے کی کوشش میں
وہ اپنے دانتوں سے بھی محروم ہو رہے تھے۔ عنبر کا دماغ تیزی
سے یہاں سے نکلنے کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اندھیرے میں کافی
دیر رہنے کے بعد اُسے نظر آنا شروع ہو گیا تھا۔ اب کیڑوں میں
اسے بڑے بڑے سانپ بھی نظر آنے لگے تھے۔ جن کی اب
تک وہ پھنکاریں ہی سُن رہا تھا۔ لیکن انہوں نے اپنے آقا
کی بُو عنبر کے جسم سے محسوس کر لی تھی۔ اور وہ ادب سے دور کھڑے
پھنکاروں سے اسے خوش آمدید کہہ رہے تھے۔ لہروں کی دوش
پر ہوتی ہوئی پھنکاریں لفظوں میں ڈھل کر عنبر تک پہنچ گئیں اور پھر
عنبر نے بھی ان کا شکریہ ادا کیا۔ اور پوچھا اے میرے بھائی ناگ
کے ہم نسو تم اس جہنم میں کب سے آباد ہو۔ جواب میں انہوں نے
کہا اے آقا کے بھائی ہم کئی نسلوں سے یہاں آباد ہیں ہمارے
بزرگوں میں سے صرف ایک سانپ باقی ہے جو بہت بوڑھا ہے اور
اپنے آپ ہل بھی نہیں سکتا۔ اس کے لئے خوراک بھی ہم ہی لے
کر جاتے ہیں۔ اسی کنویں کے ایک سوراخ میں وہ رہتا ہے ساری
باتوں کا ٹھیک جواب وہی دے گا۔ ہم اسے تیری خدمت میں لے

کر آتے ہیں۔ کئی سانپ ایک طرف روانہ ہوئے۔ اب عنبر پھر
ناگ اور ماریا کے متعلق سوچنے لگا۔ ماریا سے بھی ملاقات نہ ہو
سکی تھی نا جانے وہ کس مصیبت میں گرفتار رہے۔ پھر اسے
صوفی نثار شاہ کا خیال آیا۔ وہ تو بہت بڑا بزرگ ہے۔ ہمارے
حال سے ضرور واقف ہوگا۔ لیکن ابھی تک وہ مدد کے لئے نہیں
آیا۔ کہیں ایسا تو نہیں اپنے کسی خاص مقصد کے لئے اُس نے
ہمیں چارہ بنایا ہو۔ لیکن اس کے چہرے کا نور یاد کر کے
اس نے خود ہی اپنے اس خیال کو جھٹک دیا۔ ہوا کی کمی کی
وجہ سے اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی اور وہ سوچ
رہا تھا اگر جلدی ہی کوئی بندوبست نہ ہوا تو کہیں وہ بیہوش
ہی نہ ہو جائے۔ لیکن جلدی ہی اسے پھر سانپوں کی پھنکاریں
سنائی دیں۔ اُس نے دیکھا ایک بہت بڑے اور لاغر اور اژدہے
نما سانپ کو لے کر اپنے کندھے پر اٹھائے بہت سے سانپ آ رہے
ہیں۔ پھر وہ عنبر کے پاس آ کر جُھک گئے اور کہا اے آقا کے
بھائی ہمارا بزرگ تیری خدمت میں آ گیا ہے۔ معلومات کے
لئے یہ سب کچھ بتا سکتا ہے۔ اُس اژدہے نے اپنی کمزور
پھنکاروں سے اپنی زبان میں کہنا شروع کر دیا جس کا مفہوم عنبر تک
لفظوں میں پہنچ رہا تھا۔ پہلے اس نے چند جملے تعظیم کے ادا کئے
اور پھر عرض کی میں ایک ماہ کا بچہ تھا۔ تب سے یہاں لایا گیا

ہوں۔ یہ کئی سالوں کی بات ہے اور آج تم جو یہ کئی ہزار سانپ
دیکھ رہے ہو میری ہی نسل پھل پھول رہی ہے۔ عنبر نے کہا
یہاں سے آزاد ہونے کا کوئی راستہ تجھے معلوم ہے۔ سانپ نے
کہا یہاں سے قریب ہی گنگا ندی بہتی ہے جس کی وجہ سے
یہاں کافی سیلن موجود ہے۔ میں اِسی سمت ایک سوراخ میں
رہتا ہوں۔ جہاں جا کر یہ سوراخ ختم ہوتا ہے۔ اُس جگہ مجھے
بہت ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے اور ایسا بھی لگتا ہے کہ پانی کی
لہریں اس سے آ کر ٹکرا رہی ہیں۔ اسی کی وجہ سے یہاں کی
دیواروں کی مٹی نیچے سے بہت نرم ہے۔ اُوپر کا حصہ تو پتھروں
سے چن کر چاروں طرف اُوپر تک بنایا گیا ہے لیکن نیچے کی
زمین اس لئے کچی رہنے دی گئی ہے کہ کیڑے مکوڑے اس میں
اپنا گھر بنا سکیں۔ اور خوراک نہ ملنے کی وجہ سے مٹی کھا کر بھی
زندہ رہ سکیں۔ اُوپر کی دیواریں چاروں طرف سے پلستر کر کے
سپاٹ کر دی گئی ہیں۔ اور پھر ان پر اس قسم کا روغن کیا گیا
ہے کہ اوپر چڑھنے والا کیڑا فوراً پھسل کر زمین پر گر جاتا ہے۔
شاید یہ اسی لئے کیا گیا ہے کہ کوئی سانپ بھی اس قید خانے
سے باہر نہ جا سکے۔ عنبر نے کہا لیکن یہ میرے سوال کا جواب
نہیں۔ میں نے تو پوچھا ہے یہاں سے باہر جانے کا کوئی ذریعہ
تمہیں معلوم ہو تو بتاؤ۔ اژدھے نے ایک منٹ تک سوچا اور

پھر کہا اے آقا کے بھائی تیری جان بچانے کے لئے ہم اپنی
پوری اس نسل کی زندگی داؤ پر لگا دیں گے۔ جو یہاں آباد
ہے۔ ہم سب مل کر اس سوراخ کو اتنا چوڑا کر دیں گے کہ تو
اس میں سے گزر سکے۔ جس میں میری رہائش ہے اور پھر
اسے اور لمبا کریں گے تا وقتیکہ گنگا کا پانی اس سوراخ سے
اندر داخل ہونے لگے پھر تو اس سوراخ سے گنگا کے پانی
میں چلے جانا اور تیر کر پانی کی سطح پر آ جانا اور جہاں جانا
چاہو چلے جانا۔ اس کنوئیں میں پانی بھر جانے سے جو مصیبت
ہم پر آئے گی اُسے ہم دیکھ لیں گے۔ عنبر نے کہا تم فکر نہ
کرو پانی کی سطح کے ساتھ ساتھ تم بھی تیرتے ہوئے ڈھکن
تک چلے جانا۔ پھر جب پانی کنواں بھر جانے کے بعد باہر نکلنے
لگے گا تو تہہ خانے میں قید دیو داسیاں خود ہی پنڈتوں کو
ہی بتا دیں گی۔ جس سے وہ ڈھکن اٹھا کر دیکھیں گے
تم فوراً ان کو ڈس کر باہر آ جانا۔ تہہ خانے میں پہنچ کر مندر
میں جانا اور پھر درختوں وغیرہ پر چڑھ کر آزاد ہو جانا۔ تمہاری
اس مہربانی سے پنڈت گنگا کا پانی تو روک نہ سکیں گے یہ
تہہ خانہ بھی تباہ ہو جائے گا اور ان مسلمان لڑکیوں کو بھی
آزادی مل جائے گی۔ جو دیو داسیوں کی زندگی اس تہہ خانے
میں بسر کر رہی ہیں۔

ناگ نے کہا ٹھیک ہے۔ جو ہوگا ہم بعد میں بھگت لیں
گے۔ اب آپ بھی کسی مُردے کی سخت ہڈی لے کر ہمارا ساتھ
دیں۔ ہم آگے جاکر سوراخ کو لمبا کرتے ہیں۔ آپ پیچھے سے
اسے اتنی چوڑی کرلیں کہ ہم اس سے گذر سکیں یہ کام زیادہ
مشکل بھی نہیں کیونکہ مٹی کافی گیلی اور نرم ہے۔ تم ٹھیک کہتے
ہو۔ پھر سانپوں نے اس سوراخ میں گھس کر اندر سے اسے اور
لمبا کرنا شروع کر دیا۔ عنبر نے بھی مُردہ کی ٹانگ کی لمبی نلی اٹھا
لی اور اس سوراخ کو کشادہ کرنا شروع کر دیا۔

نارائن راؤ باہر مندر میں دھیان لگا کر بیٹھا تھا۔ یاتری آکر
ماتا کے چرن چھوتے نارائن کے چرن چھو کر چڑھاوے چڑھاتے
اور چلے جاتے۔ اور کھڑے حواری یہ دیکھتے رہتے۔ اگر ان
یاتریوں میں کوئی حسین چہرہ نظر آجاتا تو اس کو اغوا کرنے
کی کوشش کرتے اور پھر بنا سنوار کر اسے اپنے گرو کی بھینٹ
کرتے تہہ خانے میں دیوداسیاں اس کا سکھایا ہوا سبق دوہرا
دیتیں۔ کہ بھگوان شیو نے اسے سیوکار کرنے کے لئے بلایا ہے
وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قیدی ہو کر اس تہہ خانے کی
اسیر ہو جاتیں۔

تھوڑی دیر کے بعد بدری گھبرایا ہوا نارائن راؤ کے پاس آیا
اور اس کے کان میں کچھ کہا جسے سن کر نارائن راؤ کے چہرے پر

فکر کی پرچھائیں چھا گئیں۔ اور وہ بدری کے ساتھ تہہ خانے
کی طرف بھاگا۔ اندر آکر اس نے جو منظر دیکھا اسے پریشان
کر دینے کے لئے کافی تھا۔ اس نے دیکھا کنوئیں سے پانی
نکل نکل کر تہہ خانے میں پھیل رہا تھا جس سے دیوداسیاں
بھی چیخ و پکار کر رہی تھیں۔ نارائن نے انہیں ڈانٹتے ہوئے
کہا۔ بند کرو یہ چیخ و پکار ورنہ قتل کر دوں گا۔ پھر اس نے
چوبے اور بدری سے کہا۔ کنوئیں کا ڈھکنا اٹھاؤ۔ جونہی کل
گھمائی ڈھکنا ہٹا اور پانی کے ریلے کے ساتھ ہی حشرات الارض
باہر رینگ گئے اور انہوں نے تہہ خانے میں مصیبت برپا کر دی
ایک سانپ نے چوبے کو کاٹ لیا اور دوسرے نے بدری کے
جسم میں زہر اتار دیا۔ تمام فرش پر بچھو سانپ اور کیڑے
رینگتے پھر رہے تھے۔ اور لڑکیوں نے چیخ چیخ کر آسمان
سر پر اٹھا رکھا تھا۔ نارائن راؤ کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا
تھا کہ اس مصیبت کو کیسے روکے۔ کیونکہ پانی آہستہ آہستہ
تہہ خانے میں جا رہا تھا۔ اور سانپوں نے ہر طرف مصیبت
ڈال رکھی تھی۔ وہ لڑکیوں کو چھوڑ کر نارائن راؤ کے گرگوں
کو ڈس رہے تھے۔ اور کچھ تو باہر کی طرف بھی رینگ رہے
تھے۔ کیونکہ گھبراہٹ میں نارائن راؤ تہہ خانے کا دروازہ بند
کرنا بھول گیا تھا۔ آخر اس نے باقی بچے ہوئے اپنے گرگوں

سے کہا اِن لڑکیوں کو لے کر اُوپر آ جاؤ۔ اب شاید
گنگا میّا کا پانی اِس مندر کے تمام پاپ دھو کر ہی
واپس جائے گا۔ اُسی وقت صوفی نثار شاہ تہہ خانے
کی سیڑھیوں پر اپنی لکڑی کی کھڑاویں بجاتا ہُوا نارائن راؤ
کے سامنے آیا اور اس نے کہا نارائن راؤ تم نے اپنی کالی
کرتوتوں سے اِس مندر کو ناپاک کر دیا ہے۔ اب گنگا کا
پانی جب تک تمام مندر کو پاک دھو کر نہیں کر دیتا واپس
نہیں جا سکتا دیکھ لے یہ لاشوں کا کنواں اور یہ قید خانہ
ہی تمہاری بربادی کا سبب بن گیا ہے۔ گنگا ندی قہر
میں آ گئی ہے۔ بہت ممکن ہے یہ مندر جہاں موجود ہے
دو تین دنوں بعد یہاں صرف اُس کے نشان ہی نظر آئیں۔
اور یہ سب تیری ہی کرتوتوں کی وجہ سے ہُوا ہے۔

یہ کہہ کر صوفی نثار شاہ واپس چلا گیا اور نارائن
راؤ دوڑ کر کالی ماتا کے چرنوں میں گر پڑا اور گڑگڑا کر
اپنی مدد کے لئے پکارنے لگا۔ اب کی بار کالی ماتا کے
چہرے کے آثار بگڑے ہوئے تھے جیسے وہ اب نارائن
راؤ کی مدد کے لئے تیار نہیں ہے اور اسے بات پر غصہ
آگیا تھا کہ اس کے غلط کرتوتوں کی وجہ سے مندر تک
سیلاب میں ڈوب رہا ہے تھوڑی دیر کے بعد نارائن راؤ

نے دیکھا کہ پتھر کے سانپ میں جان پیدا ہو گئی اور وہ جسم سے
رینگتا ہوا اُترا اور اُس نے نارائن راؤ کے ماتھے پر ڈس لیا۔
پانی تمام مندر میں داخل ہو گیا تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے بڑھنے
لگا۔ دوسری طرف عنبر اُس سوراخ سے باہر گنگا میں آ چکا تھا۔
اور تیرتے ہوئے اُوپر کی سطح پر آ گیا تھا۔ اس نے کنارے
کی طرف تیرنا شروع کر دیا اور اسے بہت ہی خوشی اس
بات پر ہوئی کہ کنارے پر صوفی نثار شاہ کھڑا مسکرا رہا
تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر عنبر کو باہر نکالا اور اسے سینے
سے لگایا اور بتایا کہ نارائن راؤ اور اس کے حواری سانپوں کے
انتقام کا نشانہ بن چکے ہیں۔ اور کالی ماتا کا یہ مندر جو کاریگروں
کی مہارت کا بہترین نمونہ تھا۔ تیزی سے گنگا کی آغوش میں
سما رہا ہے۔ پھر وہ دونوں یہاں سے چل کر تھوڑی دور گئے
اور دور سے انہوں نے مڑ کر مندر کی طرف دیکھا جسے گنگا ندی
نے پوری طرح اپنی آغوش میں سما لیا تھا اور اس طرح اس
ظلم کدے اور گناہوں کے مرکز کا خاتمہ ہو گیا۔

○

چھ ہاتھ چار لاشیں

دوسری طرف ماریا کو یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ ناگ اور عنبر
پرکاش کو جادوگر سے بچا کر لے آئے ہیں۔ لیکن بچے کو ماں باپ
کے سپرد کر کے وہ بھی غائب ہو گئے تھے۔ ماریا کو اُن پر غصہ بھی
آرہا تھا اور وہ فکر مند بھی تھی۔ غصہ اس بات پر آرہا تھا
کہ بچے کو لانے کے بعد ان کو میرا انتظار کرنا چاہیئے تھا۔ فکر
اس بات کی تھی کہ کہیں پھر وہ کسی مصیبت میں نہ پھنس گئے
ہوں۔ کیونکہ یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئی تھی کہ گنگا ندی کی لہروں
نے مندر کو ہمیشہ کے لئے اپنے اندر سما لیا ہے۔ اور اسے
یہ بھی معلوم تھا۔ کہ پرکاش کو چھوڑ کر پھر وہ دونوں کالی ماتا
کے مندر کی طرف ہی گئے تھے۔ سرائے والے نے ان کی غیر حاضری
سے تنگ آ کر یہ کمرہ کرائے پر اٹھا دیا تھا۔ کیونکہ ان تینوں
کا کوئی بھی سامان وہاں موجود نہ تھا اور سرائے کا مالک سمجھ
رہا تھا کہ لڑکے اس کا کرایہ مار کر رفو چکر ہو گئے ہیں نئے
آنے والے کرایہ دار اس قدر بے ہنگم اور بدتمیز تھے

ماریا کا وہاں ایک منٹ بھی جی نہ لگا۔
عنبر اور ناگ کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔ وہ دریائے
گنگا کے اس کنارے پر آئی جہاں کالی کا مندر تھا
کہ شاید یہاں سے اسے عنبر ناگ مل سکیں۔ لیکن وہاں تو
سوائے لہروں کے اور کچھ نہ باقی بچا تھا۔ جو زور زور سے آ
کر کنارے سے ٹکراتیں اور واپس لوٹ جاتیں۔ سورج غروب
ہو رہا تھا اور بالکل سونے کے تھال کی طرح سے چمک
رہا تھا۔ اس کی کرنوں سے گنگا کے پانی میں آگ کی ایک
چمک رہی تھی۔ جس کے ساتھ ایک کشتی تیزی سے اس
کنارے کی طرف آرہی تھی۔ ماریا اس منظر کو نہایت دلچسپی
سے دیکھ رہی تھی۔ جس میں ایک عورت سرخ لباس میں بیٹھی
تھی اور باقی چار آدمی مختلف رنگ کے لباس میں نظر آ
رہے تھے۔

ماریا نے سوچا شاید ان سے عنبر اور ناگ کے متعلق کچھ پتہ
چل سکے۔ ماریا کنارے پر بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگی۔ کشتی جب
کنارے پر لگی تو ماریا نے دیکھا کہ اس میں ایک خوبصورت
لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اور جس نے رو رو کر اپنی آنکھیں سُجا رکھی
تھیں۔ ماریا کو احساس ہوا کہ یہ لوگ اس لڑکی کو کہیں اغوا
کر کے نہ لائے ہوں۔ نا جانے یہ اسے کہاں لے جا رہے تھے۔

کنارے پر اُتر کر انہوں نے کشتی ویسے ہی چھوڑ دی جس سے
اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ وہ واقعی لڑکی کو اغوا کر کے
لائے ہیں۔ ورنہ اُترنے کے بعد سب سے پہلے اس کشتی کو
کنارے پر باندھ دیتے۔ ان میں سے ایک جو شاید ان کا سردار
تھا۔ اس نے زبردستی لڑکی کو اتارا۔ کیونکہ لڑکی اپنی مرضی
سے اترنے پر رضامند نہیں تھی۔ اب ماریا نے سنا کر لڑکی جو
ہاتھ جوڑ کر کہہ رہی تھی۔ خدا کے لئے میرے شوہر کو تو تم نے
قتل کر دیا۔ اب مجھے بھی اس کے پاس پہنچا دو۔ سردار نے
کہا اور دو لاکھ روپے جو سردار جیون سنگھ سے وصول کرنے
ہیں وہ تیرا باپ دے گا۔ اُس تیرے دشمن سے ہم نے
دو لاکھ میں سودا کیا ہے۔

ہم دو لاکھ روپے لے کر تمہیں جیون سنگھ کے حوالے کر دیں
گے۔ پھر تم جانو اور جیون سنگھ۔ ہمیں نہیں پتہ اُس نے تمہیں
کیوں اغوا کروایا ہے۔ اس نے تمہارے اغوا کرنے کی قیمت
دو لاکھ لگائی اور ہم نے یہ کام کر لیا۔ یہاں سے تھوڑی دور
ہی اُس کی حویلی ہے جس میں جیون سنگھ رہ رہا ہے۔

لڑکی نے کہا۔ وہ کمینہ ہے بزدل ہے۔ وہ بہادر ہرگز نہیں
ورنہ تم جیسے لٹیروں کی مدد حاصل نہ کرتا۔ اگر وہ بہادر ہوتا
تو خود میرے شوہر کا مقابلہ کرتا۔ اگر کوئی دشمنی تھی تو اس کے

اور میرے خاوند کے درمیان تھی یہ کہاں کی بہادری ہے
دشمن سے بدلہ لینے کے لئے اس کی بیوی کو اغوا کر لیا
جائے۔

سردار نے کہا اپنی چونچ بند کر لے ہمیں تیری کہانی سے
کوئی غرض نہیں۔ ہم نے صرف تیرا سودا سردار سے کیا تھا
اپنے تمام زیورات اتار کر ہمارے حوالے کر دے کیونکہ یہ سودے
میں طے نہیں ہوا تھا۔ یہ زیورات اب ہماری ملکیت
ہیں۔ ماریا کو اس پر طیش آ رہا تھا کہ روپے کی خاطر ان ظالموں
نے ایک مسلمان لڑکی کو نہ صرف اغوا کیا بلکہ اُس کے زیور بھی اُتروائے
ہیں۔ ماریا نے سوچا ان کا تو انجام میرے ہاتھوں ہو کر ہی
رہے گا۔ ذرا اُس سورمے کے بھی درشن کر ہی لوں۔ جس
نے یہ سارا ڈرامہ رچایا ہے۔ اور یوں جو بھس میں چنگاری ڈال
کر دور کھڑا تماشہ دیکھ رہا ہے۔

سردار نے لڑکی جس کا نام بلقیس تھا گھوڑے پر بٹھا کر جس کا
انتظام اُس کے ایک ساتھی نے پہلے ہی کر رکھا تھا۔ اُس طرف
روانہ ہو گئے جہاں جیون سنگھ کی حویلی تھی۔ ماریا بھی اُن کے پیچھے
چلی آ رہی تھی۔ آخر دور اُسے ایک حویلی نظر آئی وہ بھی اس لئے
کہ اندھیرے میں کئی چراغ جلتے نظر آ رہے تھے۔ یہ ڈاکو بلقیس
کو لے کر حویلی پہنچ گئے۔ جہاں سردار جیون سنگھ اپنے لٹھ بردار

حواریوں کے ساتھ صدر دروازے پر ہی کھڑا بے چینی سے
انتظار کر رہا تھا۔ اُس نے سردار کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اور سب
کو لے کر حویلی کے ایک سجے ہوئے ہال میں آ گیا۔ جہاں چراغ
جل رہے تھے۔ اور زمین پر خوبصورت قالین بچھا ہوا تھا اور
مخملی گاؤ تکیے پڑے تھے۔ پھر اُس نے مستان سنگھ کو آواز
دے کر کہا۔ مہمانوں کے لئے کچھ کھانے کو لاؤ اور کھڑک سنگھ
سے کہو دو لاکھ روپے گن کر تھیلیوں میں ڈال کر لے آؤ۔
اسی وقت مہمانوں کے لئے پھل۔ دودھ، شہد اور ترکاریاں۔
مع چپاتیوں کے دسترخوان پر سجا دی گئیں۔ نا جانے وہ کب
سے بھوکے تھے۔ کھانے پر پل پڑے۔

ڈاکو کھانا کھا چکے تو کھڑک سنگھ چار تھیلیاں لے کر آ گیا
جنہیں جیون سنگھ نے سردار کے آگے پھینکتے ہوئے کہا چندر
راؤ بیٹا گرا نہیں گن کر پورا کر لو۔ یہ ڈاکوؤں کے سردار کا نام
تھا جس نے تھیلیاں اٹھاتے ہوئے کہا سردار جی ہم تو آپ
کے پرانے سیوک ہیں اور جانتے ہیں آپ بات کے دھنی ہیں
ہمیں وشواش ہے ہمارے ساتھ دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ اب
آ گیا دیجیئے۔ جیون سنگھ نے ان سب سے باری باری ہاتھ
ملائے اور وہ باہر نکل گئے۔ ماریا جو یہاں موجود تھی اُس
نے سوچا پہلے اِن لوگوں کو تو سزا دے لوں بعد میں اس کم بخت

[illegible]ون سنگھ سے نپٹ لوں گی۔ وہ اِن چاروں کے ساتھ باہر
[illegible]ئی۔ جہاں ان لوگوں نے اپنے گھوڑے حویلی کے باہر درختوں
[illegible]ے ساتھ باندھے تھے۔ وہاں کافی اندھیرا تھا اور اس سے
[illegible]ئدہ اٹھاتے ہوئے جوں ہی چندر راؤ نے تھیلیاں گھوڑے
[illegible]ی کاٹھی پر رکھ کر اپنا کھولنا چاہا ماریا نے آرام سے وہ
[illegible]ھیلیاں اٹھا لیں چندر راؤ نے گھوڑے کی باگ کھول کر اُس
[illegible] بیٹھنے سے پہلے تھیلیاں اٹھانا چاہیں تو وہاں کچھ نہیں تھا۔
اس نے سمجھا شاید اُس کے ساتھی نے اٹھا لی ہیں لہٰذا
اس نے کہا۔ اوم چند تھیلیاں تم نے اٹھائی ہیں۔ اوم
چند نے کہا بہت اچھے۔ اُس کے ساتھ ہی نے ماریا نے ایک
[illegible]ھوڑا کھول کر اُسے ایک چھڑی رسید کر دی۔ جو سرپٹ
جنگل کی طرف بھاگ گیا۔ ادم اور ساتھیوں نے اندھیرے
میں ایک گھوڑے کو تیزی سے جاتے ہوئے دیکھا اور پلٹ
کر چندر راؤ سے کہا تھیلیاں دے کر بھگا دیا اسے بے ایمان
کہیں کے۔ چندر راؤ نے کہا تم پاگل تو نہیں ہو۔ تیسرے
ساتھی امر سنگھ نے کہا چندر راؤ ہمیں بیوقوف مت بناؤ۔ تم
نے پہلے ہی اپنے کسی آدمی کو سمجھا رکھا تھا اور وہ اُس
کام کے لئے تیار رکھا تھا تم نے اندھیرے کا فائدہ
اٹھاتے ہوئے تھیلیاں اُس کے حوالے کر دیں او وہ لے کر

اب تمہارے بتائے ہوئے پتے پر تمہارا انتظار کرے گا۔
مگر یاد رکھو اسے یہ انتظار قیامت تک کرنا پڑے گا۔ اور اس
سے پہلے اُس کی موت بن کر وہاں پہنچ جائیں گے۔ چوتھے ساتھی
کستوری لال نے کہا چندر راؤ ہم تجھے زندہ واپس جانے ہی
نہ دیں گے۔ ڈاکوؤں کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں وہ بات
کے پکے دھنی ہوتے ہیں اور غدار کی تو ہرگز سزا ہی موت
ہے۔ پھر باقی تینوں ساتھیوں نے تلواریں نکال لیں۔ چندر راؤ
نے کہا میں تم سے کمزور نہیں ہوں۔ سب کو مار کر ہی
مروں گا۔ اس نے بھی تلوار نکال لی اور پھر ان چاروں
میں کافی دیر تک شمشیر زنی ہوتی رہی۔ اور بالآخر چاروں ایک
دوسرے کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ ماریا نے وہ تھیلیاں ایک
جگہ چھپا دیں اور چندر راؤ کے لباس سے دلہن کے سارے
زیور بھی نکال کر ان کے ساتھ رکھ لئے اور خود اندر بلقیس
کی خبر گیری کے لئے چل دی۔ اُدھر جیون سنگھ بلقیس کو کہہ
رہا تھا کہ میں تمہیں فروخت کر کے ایک بڑی رقم حاصل کروں
جو تمہارے خاوند کی دشمنی کی وجہ سے ضائع ہو گئی ہے۔

بلقیس نے بھوکی شیرنی کی طرح کہا جیون سنگھ جو اچھا انسان
ہی نہ ہو وہ نہ تو اچھا دوست ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کے
قول و فعل پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ بہادر خان کی موت کے

زندگی بہت بڑی سزا ہے۔ میرے لئے مجھے زندگی کی موت
آزاد کر دو۔ کیونکہ جو تم نے چاہا ہے میں نہیں ہونے دوں
ماریا اندر آ کر ایک کونے میں کھڑی ہو گئی۔ جیون سنگھ نے
بیانوں نے سچ کہا ہے سیدھی انگلی گھی نہ نکلے تو ذرا ٹیڑھی
اُس نے بڑھ کر بلقیس کو دبوچ لیا۔ بلقیس ایک دھان
کی لڑکی تھی بھلا جیون سنگھ جیسے قوی الجثہ سے زور آزمائی
تک کر سکتی تھی۔ بالآخر ماریا کو مداخلت کرتی ہی پڑی۔
نے جیون سنگھ کی تلوار جو دیوار سے لٹک رہی تھی اُسے
لیا۔ بلقیس جیون سنگھ کے ہاتھ پر کاٹ کر اُس کی گرفت
آزاد ہوئی۔ جوں ہی جیون سنگھ نے دوبارہ اپنا ہاتھ اس
طرف بڑھایا۔ بلقیس کا دوپٹہ اس کے ہاتھ میں آ گیا۔
کا دوسرا سرا بلقیس کے ہاتھ میں تھا۔ جیون سنگھ نے زور
ر دوپٹہ چھین لیا لیکن ابھی اس کا ہاتھ واپس نہیں
تھا کہ ماریا نے اُس پر تلوار کا وار کر کے اسے کاٹ کر
دیا۔ جس پر جیون سنگھ کے علاوہ بلقیس بھی حیران تھی
دونوں کے علاوہ اِس کمرے میں کوئی نہ تھا۔ اور نہ
ئی دکھائی دے رہا تھا۔ باہر لٹھ بردار حواری پہرہ دے رہے
۔ جیون سنگھ کی چیخ نکل گئی۔ اُس کا ہاتھ کلائی سے
ہوا نیچے پڑا تھا۔ اور ہاتھ سے خون بہہ رہا تھا۔ باہر سے

مستان سنگھ کی آواز آئی۔ سردار جی کیا بات ہے۔ جیون
نے کہا سور کی اولاد اِدھر آ۔ مستان سنگھ نے درو
کھولنا چاہا جو اندر سے بند تھا اُس نے کہا۔ سردار جی
تو اندر سے کھول دیں۔ جیون سنگھ کراہتے ہوئے کنڈی
کے لئے آگے بڑھا اور اس نے دوسرا ہاتھ بڑھا کر کنڈ
چاہی ہی تھی کہ تلوار کا بھرپور ہاتھ ماریا نے مارا اور د
ہاتھ بھی کٹ کر زمین پر گر پڑا۔ اور اس دفعہ بڑی بھیانک
جیون سنگھ کے منہ سے نکل گئی۔ مستان سنگھ نے پھر کہا
کیا ہو رہا ہے۔ سردار جی ایک ونڈیا قابو میں نہیں آر
گنڈی ہی کھول دو۔ جیون سنگھ نے دو تین گالیاں
اور کہا دروازہ کھول کے آ جا۔ میرے دونوں ہاتھ کٹ
ہیں۔ بلقیس خوف زدہ ہو کر چاروں طرف دیکھ رہی تھی
کوئی نظر نہیں آ رہا تھا اور یہی حالت جیون سنگھ کی
دروازہ کسی بہت ہی مضبوط لکڑی کا بنا ہوا تھا ا
بھاری تھا باہر سے مستان سنگھ۔ کھڑک سنگھ دونوں جو
پر تھے دروازے کو توڑنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن
کافی مضبوط ہونے کے سبب ٹوٹ بھی نہیں رہا تھا اند
سنگھ گالیاں دے رہا تھا کہ کتنے کے بچو جب میری گردن
جائے گی تب آؤ گے۔ اندر ماریا نے بلقیس کے کان میں

ری بہن مجھ سے ڈرو نہیں میں ایک رُوح ہوں۔ مجھے خدا
تمہاری مدد کے لئے بھیج دیا ہے۔ بلقیس پھر بھی سہمی اور
ہوئی تھی۔ اُس نے بھی سرگوشی میں کہا یہ دونوں بدمعاش
سنگھ اور کھڑک سنگھ کئی قتل کر چکے ہیں اور بڑے ہی
ہیں اگر یہ اندر آ گئے تو مجھے قتل کر دیں گے۔ ماریا نے
میں تمہارے ساتھ ہوں فکر نہ کرو۔ ڈرو نہیں ان دونوں
شاید آج ہی یوم حساب آ گیا ہے۔ اِن تینوں کی ارتھیاں
ہی اُٹھیں گی۔ آخر دونوں نے مل کر دروازہ توڑ دیا۔
یون سنگھ کے دونوں کٹے ہوئے ہاتھ پڑے تھے۔ اور
قالین پر بیٹھا نیم بے ہوشی کے عالم میں کہہ رہا تھا۔ یہاں
بھوت ہے جس نے میرے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے ہیں۔
سنگھ نے غصے سے کہا ہم سے بڑا بھوت تو سردار جی اس
ے علاقے میں نہیں۔ سب سے پہلے حکم دو کہ اس کے ٹکڑے
ں بھوت سے بعد میں نپٹ لیں گے۔ جیون سنگھ نے کہا
ب کچھ اسی کے کارن ہوا ہے۔ کاٹ دو اس کا گلا۔ پھر
سنگھ نے اپنی تلوار نکال کر وار کرنے کے لئے ہاتھ اٹھایا
تھا کہ تلوار سمیت اس کا ہاتھ کٹ کر زمین پر آ رہا اور
سسکاری سی اُس کے منہ سے نکل گئی۔ مستان سنگھ نے
یہ ماجرہ دیکھا تو غصے سے بولا یہ کوئی بہادری نہیں چھپ کر

وار کرتے ہو تم بھوت ہو دیو ہو خواہ کوئی بھی ہو۔ مزہ تو
ہے بہادروں کی طرح سامنے آ کر وار کرو۔ پھر اس نے بھی
تلوار میان سے نکال لی اور للکارا دشمن سامنے آ اور پھر
مستان سنگھ کی تلوار کی کاٹ۔ تیری گردن تیرے دھڑ سے کٹ
جدا ہوتی ہے۔ کھڑک سنگھ نے کہا مستان سیاں پہلے
کو تو ختم کر دے۔ دشمن سے پھر نپٹ لیں گے۔ مستان س
نے بڑی زور کا وار بلقیس کی گردن پر کرنا چاہا لیکن ہا
فضا میں ہی تھا کہ کٹ کر زمین پر گر پڑا اور ساتھ ہی مستان
درد کے مارے دوہرہ ہو کر زمین پر بیٹھ گیا۔ بلقیس سہمے
انداز میں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ کھڑک سنگھ نے جو یہ ماجرا
تو اپنے بائیں ہاتھ سے بلقیس پر وار کرنا چاہا لیکن ماریا با
چاک و چوبند تھی اور اس کے ایک اور بھرپور وار
کھڑک سنگھ کا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ کر پھینک دیا۔ اب ز
پر پانچ ہاتھ کلائیوں سے کٹے پڑے تھے۔ اور ان میں سے خو
بہہ رہا تھا۔ جس سے کمرے کا فرش بھر گیا تھا۔ جیون سنگھ تو بے
ہو گیا تھا اور اب یہی کیفیت کھڑک سنگھ کی بھی ہو رہی تھی
تب پہلی مرتبہ ماریا نے ہونٹ کھولے اور کہا مجھے یہاں چھ ہاتھ
چاہئیں۔ یہاں صرف پانچ ہیں مستان سنگھ ابھی ایک ہاتھ تمہارے
پاس ہے۔ اسے مجھے دے دے۔ مستان نے قدرے ڈرتے ہوئے

نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ تم کون ہو اور کیوں ہمارے درمیان آ
گئی ہو ہم نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ ماریا نے کہا اس لڑکی
نے بھی تمہارا کیا بگاڑا تھا۔ جس کا گھر برباد کر دیا ہے تم
لوگوں نے۔ مستان سنگھ کی حویلی سے تھوڑی دور ان بدمعاشوں
کی چاروں لاشیں پڑی ہیں۔ میں چاہتی ہوں ان کے ساتھ
ہی چھ ہاتھ بھی دفن ہوں۔ وقت کم ہے اپنا دائیاں ہاتھ بھی
بڑھا دو۔ مستان سنگھ نے جب سنا تو اٹھ کر بھاگنا چاہا لیکن
ماریا نے اسے مہلت ہی نہ دی اور ایک ہی وار میں اس کا
بایاں ہاتھ بھی کلائیوں سے کٹ کر زمین پر گرا۔ اور مستان سنگھ
بھی ایک بھیانک چیخ کے ساتھ زمین پر آ رہا۔ تب ماریا نے بلقیس
سے کہا یہ بدمعاش اپنی سزا بھگت چکے ہیں۔ اس سے پہلے کہ
حویلی کے دوسرے ملازموں کو خبر ہو یہاں سے نکل چلو۔ بلقیس
نے دروازہ کھولا اور وہ چھپتی چھپاتی حویلی سے نکل گئی۔ حویلی کے
باہر آ کر ماریا نے کہا۔ میرے ساتھ آؤ اور اپنی امانت بھی وصول
کر لو۔ ماریا اسے ان ڈاکوؤں کی لاشوں کے پاس لائی اور کہا
ان کو میں پہلے ہی سزا دے چکی ہوں۔ پھر بلقیس کے زیورات اور
دو لاکھ روپے کی تھیلیاں نکال کر بلقیس کو دیتے ہوئے کہا۔
یہ تمام تمہارے زیورات ہیں۔ اور یہ دو لاکھ روپیہ تاوان کے
طور پر وصول کر لو یہ جرمانہ ہے۔ بلقیس نے کہا اچھی روح

تم نے تو یہ نیک کام کرکے ثواب کما لیا ہے۔

میرے شوہر کو اِن ظالموں نے قتل کر دیا ہے۔ اب میں سسرال جاکر کیا کروں گی۔ تم مجھے میرے ماں باپ تک پہنچا دو۔ ماریا نے کہا میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔ ماریا نے مُردہ ڈاکوؤں کا ایک گھوڑا لیا اس پر بلقیس کو بٹھایا اور اُس کے گاؤں روانہ ہوگئی۔

عنبر اور صوفی نثار شاہ دونوں سرائے میں آئے لیکن یہاں ماریا کا کہیں بھی پتہ نہیں تھا۔ عنبر نے ہر طرف اس کی خوشبو سونگھ کر دیکھا۔ لیکن ماریا وہاں ہوتی تو اس کی خوشبو بھی محسوس ہوتی۔ عنبر سرائے والوں پر ناراض ہوا۔ جنہوں نے اس کا کمرہ کرائے پر اٹھا دیا تھا۔ لیکن نثار شاہ نے عنبر کو سمجھایا کہ اب تم سرائے میں نہیں رہو گے۔ تمہیں ایک لمبی منزل طے کرنی ہے لہذا میرے ساتھ حویلی چلو۔ ناگ کے لئے تمہیں ایک کٹھن مرحلہ طے کرنا ہے جو غائب ہو چکا ہے اسے دوبارہ مایوس ہوکر واپس لانا ہے۔ عنبر ماریا سے ہوکر نثار شاہ کے ساتھ ہی اُس کی حویلی چلا گیا۔

جوں ہی ماریا بلقیس کو لے کر اُس کے گاؤں کے قریب پہنچی۔ اُسے چند گاؤں والے اُس کی تلاش میں پھرتے مل گئے۔ ان میں کچھ اُس کے اپنے گھر والے اور کچھ بہادر خان کے رشتہ دار

تھے۔ بہادر خان کے بھائی نے جلدی ہی قریب آتے ہوئے کہا بھابی تمہاری تلاش میں تو ہم نے کنوؤں میں بانس تک ڈلوا دیئے۔ تمہارا کہیں پتہ ہی نہیں چلا۔ ماریا نے اس کے کان میں سرگوشی کی کہ اس کو کہو تم ان ڈاکوؤں سے ڈر کر کہیں چھپ گئی تھی۔ بلقیس نے کہا بھائی جب سب بھاگ لئے اور بہادر خان بھی اس دنیا سے منہ موڑ گئے تو میں عزت بچانے کے لئے چھپ گئی تھی۔ بہادر خان کے بھائی نے کہا بھابی بہادر خان زندہ ہیں خدا کے فضل و کرم سے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اُن کو کافی زخم آئے ہیں لیکن اب وہ گھر پر موجود ہیں اور تمہارے لئے پریشان ہیں۔ بلقیس پر شادی مرگ کی کیفیت طاری ہوگئی اور خوشی سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اور اس نے روندے ہوئے دل سے کہا انور بھائی مجھے اُن تک جلدی پہنچا دو۔ پھر ماریا نے کہا اچھی بہن خدا کا شکر ادا کرو تمہارے سر کا تاج سلامت ہے اور خوشی خوشی اپنے گھر جاؤ اب میں چلتی ہوں۔ بلقیس نے کہا کاش اے نیک رُوح میں تمہیں دیکھ سکتی تمہاری خدمت کرسکتی تم نے جو احسان مجھ پر کیا ہے۔ خدا اس کی جزا تم کو دے۔ ماریا نے بلقیس کا ماتھا چوما اور اُسے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ بھیج دیا۔

جب تک اُن کے گھوڑے نظروں سے دور نہ ہوگئے۔
وہ انہیں دیکھتی رہی اور پھر اس ملاح کی طرح جو کنارے پر مسافروں کو اتار کر پھر واپس ہو جاتا ہے۔ ماریا بھی وہاں سے ہوٹل کی طرف چل دی اب اُسے عنبر اور ناگ کی فکر تھی۔

○

عنبر اور طلسمی تلوار

حویلی میں صوفی نثار شاہ نے اپنے علم اور کشف کے ذریعے ناگ کے متعلق رات بھر ایک وظیفہ کیا اور پھر صبح عنبر کو بلا کر کہا۔ میں نے تمہارے گمشدہ بھائی کا پتہ چلا لیا ہے۔ بیٹے کالی ماتا نے اُسے خلاء میں موجود ایک سیارے میں قید کر رکھا ہے اور اس سیارے کے گرد جادو کے بادلوں کا حصار قائم ہے عنبر نے مایوسی سے کہا اس کا مقصد ہے کہ ناگ تک رسائی ممکن نہیں۔ نثار شاہ نے کہا مایوسی گناہ ہے بیٹے۔ دنیا میں وہ کون سی چیز ہے جس کا توڑ موجود نہیں سوائے موت کے ہر چیز کا توڑ موجود ہے۔ عنبر نے بے صبری سے کہا تو پھر بتا دیجئے اپنے بھائی ناگ کے لئے تو میں آگ کے سمندر میں بھی کود جانے کو تیار ہوں۔ نثار شاہ نے کہا صبر سے کام لو میرے بیٹے میں تمہیں سب کچھ سمجھا دوں گا ذرا غور سے سنو اس سیارے میں بھی ایک مخلوق آباد ہے۔ وہ بہت زیادہ خونخوار لوگ ہیں اور اس دنیا کے لوگوں کے ازلی دشمن ہیں۔ وہ اب بھی وحشیوں
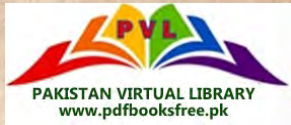
کی طرح زندگی بسر کر رہے ہیں اور کالی دیوی کی پوجا کر رہے
ہیں۔ وہاں صرف ایک ہی بہت بڑا کالی ماتا کا مندر ہے جس
میں کالی ماتا کا بہت بڑا بُت بنا ہوا ہے۔ اس بُت کے
اندر ناگ قید ہے۔ عنبر نے کہا لیکن اس سیارے میں
پہنچنے کا تو کوئی راستہ بتائیں۔ نثار شاہ نے کہا غور سے
سنو۔ یہاں سے تمہیں کالے پانی کے سمندر کا سفر کرنا ہوگا
اس سمندر کے بیچ ایک جزیرہ ہے وہاں چلے جانا اور
ٹھیک چاند کے پورا ہونے کا انتظار کرنا۔ جب چاند پورا
ہو جائے اسی رات کو تم سمندر میں کود جانا۔ اس جگہ
سات مگرمچھ موجود ہیں۔ پانی کے نیچے ایک پہاڑی سلسلہ ہے
اور چھوٹی چھوٹی غاریں بنی ہوئی ہیں ان میں سے ایک غار میں
ایک صندوق موجود ہے۔ جس میں کالی کے بُت کی وہ چابی
رکھی ہوئی ہے جہاں ناگ قید ہے اور جس کی حفاظت سات
خونی آدم خور مگرمچھ کرتے ہیں۔ تمہیں ان سے مقابلہ کرنا
ہوگا۔ اور وہاں سے صندوق کھول کر چابی حاصل کرنی ہوگی
جو اُن ساتوں کی زندگی میں ممکن نہیں۔ تمہیں اُن سے لڑ کر انہیں
ہلاک کرنا ہوگا۔ تب تم چابی تک پہنچ سکتے ہو۔ وہ سنہری چابی
لے کر جب تم کنارے پر آؤ گے تو تمہیں کنارے پر ایک اُڑن رتھ
ملے گی۔ تم اس میں بیٹھ جانا وہ خود بخود اُڑا کر تمہیں سیارے

میں لے جائے گی۔ اب سیارے میں پہنچ کر تمہیں ان وحشیوں
سے بچنا پڑے گا جو آدمی کی بُو سونگھ لیتے ہیں اور اسے کچا
ہی کھا جاتے ہیں اور اِن سے مقابلہ کوئی آسان بات نہیں
کیونکہ ان کی مدد کے لئے کالی ماتا بھی موجود ہوگی جس کے
قیدی کی رہائی کے لئے تم وہاں جاؤ گے۔ یہاں ایک
نہایت سخت مقابلہ ہوگا۔ عنبر نے کہا لیکن میں کالی ماتا
کے جادو کا مقابلہ کیسے کروں گا۔ نثار شاہ نے کہا پہلے
سب کچھ سُن لو اِس مقابلے کے بعد ہی تم کالی ماتا کے
مندر میں اس کے بُت کے پاس جا سکو گے۔ اس بت کے
سر کے اُوپر ایک دروازہ ہے جس کی یہ چابی ہے۔ اسے
کھول کر تمہیں نیچے جانے کے لئے سیڑھیاں ملیں گی تم
جانا وہاں ناگ قید ہے لیکن وہ اپنی دماغی طاقت کھو
بیٹھا ہے۔ ہو سکتا ہے کالی ماتا اسے بھی تمہارے مقابلے پر
لے آئے۔ اور ناگ تمہارے گلے پڑ جائے کیونکہ اس
سیارے میں جو بھی کالی ماتا کے حکم کی خلاف ورزی کرتا
ہے کالی ماتا ناگ کو کہتی ہے اس کا خون پی جا۔ اس
طرح انسانی خون پی پی کر ناگ دماغی توازن کھو بیٹھا ہے۔
اس کے لئے میں تمہیں ایک جانور دوں گا۔ ناگ کے سامنے
ڈال دینا ناگ جب اس کا خون پی لے گا تو اُس کی

دماغی کیفیت پھر ٹھیک ہو جائے گی۔ اور وہ تمہیں پہچان لے
گا۔ وہاں کے وحشی لوگوں کی نظروں سے بچنے کے لئے میں
تمہیں ایک روغن دوں گا وہ جسم پر مل لینا وحشی لوگوں کو
تمہاری بُو نہیں آئے گی۔ باقی رہ گئی کالی ماتا اُس کے جادو
سے بچنے کے لئے تمہیں پتہ بتا دوں گا۔ یہاں سے جنوب
کی طرف ایک جنگل میں جھگی ڈالے ایک بوڑھے بزرگ یادِ
الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اُنہیں جا کر میرا اسلام دینا
میرا نام سُن کر وہ تمہیں ایک تعویز دیں گے۔ جس سے تم
کالی کے جادو سے محفوظ رہو گے۔ کیونکہ کالے علم کا توڑ صرف
نوری علم ہی کر سکتا ہے۔ وہ بزرگ میرے مُرشد ہیں اور میں
انہیں استاد مانتا ہُوں۔ وہ بزرگ میرے بچپن کے دوست
بھی ہیں۔ اب رہ گئی جسمانی طاقت کا مظاہرہ تو اس کے لئے
میں طلسمی تلوار تمہیں دوں گا جو ہتھیار بھی اس سے ٹکرائے
گا پاش پاش ہو جائے گا۔ اور اگر کالی کی موت ہی آ گئی
ہے تو وہ تم سے اِس ہتھیار کے ہوتے ہوئے مقابلہ کرے گی
ورنہ تمہاری راہ سے ہٹ جائے گی۔ مجھے معلوم ہے وہ
میرے مرشد سے ناراضگی کا خطرہ مول نہیں لے گی۔ کیونکہ
اُن کی تلوار کے ہوتے ہوئے تمہاری شکست تلوار کی شکست
ہو گی۔ جسے وہ برداشت نہیں کریں گے اور پھر خود کالی ماتا کے

مقابلے کے لئے چلے آئیں گے۔ آج کی رات تم اور میرے
مہمان رہو مجھے اِسی تلوار کے لئے وظیفہ کرنا ہے۔
صبح ہی تمہیں روغن اور تلوار مع جانور دے دوں گا۔ تعویز جا
کر اُن بزرگ سے لے لینا اور پھر سفر شروع کر دینا۔ میں
تمہارے لئے دعا کروں گا اور وہ بزرگ بھی تمہاری کامیابی
کے لئے دعا کریں گے۔ اب تم آرام کرو۔ عنبر نثار شاہ کے
پاس سے ماریا کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ دوسری طرف ماریا
بھی بلقیس کو چھوڑنے کے بعد ایک دفعہ پھر اُسی سرائے کی طرف
روانہ ہو گئی۔ عنبر سرائے میں داخل ہُوا تو نیچے کے ہال کمرے
میں لوگ کھانے پینے میں مصروف تھے۔ عنبر بھی ایک میز پر
بیٹھ کر ماریا کے متعلق سوچنے لگا۔ اُس کے سامنے ہی ایک
بدمعاش قسم کا آدمی پوری میز کھانوں سے سجائے بیٹھا تھا۔
اور کھانے میں اِس طرح مصروف تھا کہ جیسے صدیوں کا بھوکا
ہو۔ ایک نوکر عنبر کے پاس بھی پوچھنے کے لئے آ گیا کہ کیا
چاہیئے۔ عنبر نے وقت گذارنے کے لئے چائے کا آرڈر دے
دیا۔ عنبر نے ایک دفعہ پھر اُس بدمعاش کی طرف غیرارادی
طور پر اسے دیکھا تو اسے بڑا تعجب ہُوا کہ وہ مکھیاں مار مار
کر پلیٹوں میں ڈال رہا ہے۔ پھر جب ہوٹل کا ملازم بل لے کر
اُس کے پاس آیا تو وہ اِسی پر بگڑ گیا اور ساری پلیٹوں کو

سن سکتا۔ بس پھر کیا تھا اُس بدمعاش کی شامت آ گئی
عنبر نے اسے اپنے مکّوں پر رکھ لیا کئی میزیں اُلٹ گئیں
اور عنبر نے مار مار کر اِس بدمعاش کا بھرکس نکال دیا۔
اور کہا فوراً اِس کھانے کی قیمت ادا کرو ورنہ تمہاری گردن
توڑ دوں گا تم جیسے لوگوں نے اِس دنیا کو جہنم بنا رکھا ہے
شرافت اور انسانیت کو پامال کر دیا ہے۔ بدمعاش نے چپ چاپ
کھانے کے پیسے چکائے عنبر کو کھا جانے والی نظروں سے
دیکھتا ہوا آگے بڑھا اور کسی چیز سے اُلجھ کر گرا۔ جیسے اُس
کو کسی نے ٹانگ اڑا کر گرا دیا ہو۔ بدمعاش بڑا حیران ہوا
کہ ٹکرانے والی چیز اُسے سامنے نہ دکھائی دی۔ اُس کے اِس
طرح گرنے سے سارا ہال ہنس پڑا۔ لیکن عنبر سمجھ گیا یہ حرکت
ماریا کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ اب اُسے ماریا کی خوشبو آنے
لگی تھی۔ وہ اپنی میز پر جا بیٹھا جہاں نوکر نے چائے کا کپ
لا کر رکھ دیا تھا۔ پھر عنبر نے دیکھا کپ میز سے خودبخود غائب
ہو گیا۔ تب عنبر نے کہا خدا کا شکر ہے تم سے ملاقات تو ہو
گئی۔ کئی روز سے تمہاری تلاش میں تھا۔ ماریا نے کہا میں
بھی تمہارے اور بھائی ناگ کے لئے پریشان ہوں۔ وہ کہاں
ہیں۔ عنبر نے کہا ماریا ناگ کالی ماتا کی قید میں ہے اور پورا
قصہ اسے کہہ سنایا ——— جسے سن کر وہ بہت پریشان ہوئی

سر پر اٹھا لیا کہ کھانوں میں مکھیاں پڑی ہوئی ہیں میری
طبیعت کھانا کھا کر خراب ہو گئی ہے۔ اور اس نے دو تین
مکّے ملازم کے بھی جڑ دیئے۔ عنبر اُس کی اِس حرکت پر بہت
ہنسا۔ مفت کھانا کھانے کے لئے اُس نے خوب ترکیب سوچی
تھی۔ لیکن اُسی وقت سرائے کا منیجر اُس کے پاس آیا اور
اُس نے کہا تم اِس قسم کی باتیں کر کے سرائے کی شہرت کو
نقصان پہنچانا چاہتے ہو۔ مکھیاں تم نے خود ڈالی ہیں پیسے
نہیں ہیں تو ادھار کر لو۔ مگر ہماری آنکھوں میں دھول نہ
جھونکو۔ اِس بات پر اُس بدمعاش نے منیجر کو بھی گالیاں دیں
اور اپنے بوٹ سے ٹھوکریں بھی لگائیں۔ عنبر کو اس بات
پر غصہ آ گیا۔

وہ میز سے اُٹھ کر اُس بدمعاش کے پاس گیا اور نہایت
شرافت سے کہا۔ بھائی میں نے خود دیکھا ہے تمہیں مکھیاں مار
کر پلیٹوں میں ڈالتے ہوئے اپنی غلطی ماننے کی بجائے ان بیچاروں
کو مارنا بھی شروع کر دیا۔ بدمعاش نے ایک مکّا عنبر کو بھی
جڑ دیا اور کہا تو اِن کا ماماں ہوتا ہے اُلو کے پٹھے۔ عنبر
نے جب اس کی زبان سے اپنے باپ کو اُلو کہتے سنا تو غصے
کے مارے اس کا چہرہ لال ہو گیا۔ کیونکہ عنبر میں یہ کمزوری
ہے کہ وہ اپنے باپ کے متعلق کوئی ذرا سی بھی غلط بات نہیں

اور ضد کرنے لگی کہ وہ بھی ساتھ اِس سفر میں جائے گی۔
لیکن عنبر نے اسے سمجھایا کہ سفر اسے تنہا کرنا پڑے گا۔ قد
قدم پر خطرات سے ٹکرانا ہے۔ میرے واپس آنے تک تم یہیں
قیام کرو۔ ماریا مان گئی اور کہا ناگ بھائی کو واپس لاتے ہی
سیدھا اسی سرائے میں پہنچنا۔ میں ہر روز تم دونوں کا انتظار
کروں گی۔ پھر عنبر نے بتایا وہ کل ہی صبح اپنے سفر پر روانہ ہو
جائے گا۔ اور پھر باتیں کرتے ہوئے دونوں بھائی بہن سرائے
سے باہر آ گئے۔ جوں ہی عنبر دوسرے دن صوفی نثار شاہ کے
پاس پہنچا وہ اُس کا انتظار کر رہا تھا۔ اور اُس نے اُسے
دیکھتے ہی کہا تم کہاں چلے گئے تھے میں رات کے کھانے
پر تمہارا انتظار کرتا رہا۔ عنبر نے کہا میری بہن ماریا مِل گئی
تھی لہٰذا ہم دونوں نے رات ناگ کے ہی متعلق باتیں کر
گذار دی ہے۔ صوفی نثار شاہ نے کہا ماریا بہت اچھی بیٹی
ہے اُسے بھی ساتھ لے آتے۔ عنبر نے کہا فی الحال میں اُسے
سرائے میں چھوڑ کر آیا ہُوں۔ تب صوفی نثار شاہ نے شیشی میں
بند ایک روغن اُسے دیا اور کہا اسے اپنے جسم پر مل لو اور یہ
رہی طلسمی تلوار۔ عنبر نے دیکھا ایک نہایت خوب صورت میان
والی تلوار تھی جس کے دستے پر لعل اور یاقوت جڑے ہوئے
تھے نیام پر مخمل چڑھا ہُوا تھا اور اس تلوار کا دستہ خالص سونے

کا تھا۔ دونوں چیزیں اُس نے صوفی نثار شاہ سے لیں۔
اجازت اور دعائیں لیتا ہُوا اُس بزرگ کی تلاش
میں جنوب کی طرف روانہ ہو گیا۔ عنبر منزلوں پر منزلیں مارتا ہُوا
اپنا سفر طے کرتا رہا۔ اور یونہی ایک روز ایک گھنے جنگل میں پہنچ
گیا۔ جہاں بندروں کی کافی تعداد موجود تھی۔ بندروں نے عنبر
کو دیکھ کر خوخیانا شروع کر دیا۔ اور پھر عنبر پر پھلوں کی بارش
شروع ہو گئی۔ عنبر پھل اٹھا اٹھا کر کھانے لگا۔ اسی کھیل ہی
کھیل میں ساتھ سفر بھی جاری رہا۔ لیکن عنبر حیران تھا کہ اتنی
تعداد میں بندر کہاں سے اکٹھے ہو گئے ہیں۔ جو لگاتار دو رویہ
درختوں پر چلے ہی جا رہے ہیں۔ آخر سورج غروب ہو گیا اور
عنبر سستانے کے لئے ایک درخت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور
اُس نے آرام کی خاطر آنکھیں بند کر لیں حالانکہ عنبر کو نیند آتی
ہی نہیں۔ دراصل آنکھیں بند کر کے بندروں کا ردِ عمل
دیکھنا چاہتا تھا۔ کیونکہ وہ اس کی آمد کی سے خوشی کی
بجائے ناراضگی کا اظہار کر رہے تھے اور عنبر کا ماتھا
ٹھنکا کہ ضرور دال میں کالا ہے لہٰذا آنکھیں بند کر کے
وہ بیٹھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد ایک بڑا بندر درخت
سے اُترا۔ عنبر دل ہی دل میں مسکرایا کہ اس کا خدشہ ٹھیک
ہی تھا۔ اب دیکھیں یہ کِس لئے اُتر کر آیا ہے۔ بندر دبے

پاؤں عنبر کے قریب آیا اور طلسمی تلوار کو اٹھا کر لے جانا چاہا لیکن ہاتھ لگاتے ہی وہ چیخ کر دور جا گرا۔ عنبر کو پہلی مرتبہ احساس ہوا کہ اس تلوار کو کوئی میرے علاوہ ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ اس کی باقاعدہ حفاظت ہو رہی ہے۔
رہی سہی کسر ہنومان نے پوری کر دی جو ایک درخت سے مع گرز کے اتر آیا۔ اور قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔ عنبر تجھ سے کہا تھا نہ کہ مقابلہ اُدھار رہا " کھنڈرات کی بدروحوں میں تُو نے مجھے شکست دی تھی۔ لیکن آج میری شکتی کے علاوہ میرے ساتھ کالی ماتا کی شکتی موجود ہے اور اُس نے مجھے اپنی مدد کے لئے بلایا ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ہم دونوں کا دشمن ایک ہی ہے۔ اگر میرا یہ سیوک تیری یہ تلوار لے آنے میں کامیاب ہو جاتا تو تیری تکا بوٹی کرنے کے لئے میرے یہ سیوک ہی کافی تھے۔ میں نے اس تلوار کو پہچان لیا ہے یہ طلسمی تلوار ہے جو چوری نہیں کی جا سکتی۔ عنبر نے کہا کیا تمہاری کالی ماتا نے ابھی سے اپنی شکست مان لی ہے کہ تمہیں اپنی مدد کے لئے بلایا ہے۔ وہ خود بھی مقابلہ کر سکتی تھی۔
ہنومان نے کہا کیا بکتا ہے۔ کالی ماتا اور تجھ جیسے کھٹمل سے ہار مان لے۔ دراصل وہ تجھ جیسے چھوٹے آدمی کے منہ

نہیں لگنا چاہتی۔ اور پھر جس کے سیوک ہم جیسے شکتی وان موجود ہوں۔ اُسے بھلا خود آنے کی کیا ضرورت ہے۔ عنبر نے کہا اب تم کیا چاہتے ہو۔ ہنومان نے کہا تمہاری موت ہی میری شکست کے اپمان کو بھلا سکتی ہے۔ تیار ہو جاؤ میں تم پر وار کرنے لگا ہوں۔ عنبر نے طلسمی تلوار میان سے نکال لی اور ہنومان کے کندھے پر رکھا ہوا کئی من کا گرز ہوا میں لہرایا اور عنبر پر وار کیا جسے عنبر نے طلسمی تلوار پر روکا۔ لیکن تلوار کی دھار سے لگتے ہی گرز کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ عنبر نے ہنس کر ہنومان کو دیکھا۔ ہنومان نے کہا گھمنڈ مت کر۔ یہ شکتی تیری نہیں طلسمی تلوار کی ہے۔ پھر اس نے جے کالی ماتا کا نعرہ لگایا۔ گرز کا ٹکڑا زمین سے اُٹھ کر پھر دوسرے ٹکڑے سے جڑ گیا۔
اب ہنومان نے طنزاً مسکرا کر عنبر کی طرف دیکھا اور کہا دیکھ لیا میرا چمتکار۔ عنبر نے کہا ہنومان یہ تیرا چمتکار نہیں۔ کالی ماتا کی شکتی ہے۔ ہنومان نے اپنی دُم گھما کر کمند کی طرح پھینکی جس سے عنبر کے دونوں ہاتھ بندھ گئے لیکن دوسرے ہی لمحے عنبر نے زور لگا کر دُم کے دو ٹکڑے کر دیئے اور ہنومان کی چیخ نکل کر رہ گئی۔ ہنومان نے آسمان کی طرف ہاتھ کیا اگنی بان اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ جس کا تیر جل رہا تھا

اور اس نے نشانہ باندھ کر عنبر کے دل پر تیر پھینکا۔ لیکن
تیر عنبر سے ٹکرا کر زمین پر جا پڑا اور اور اس کی جلتی
ہوئی نوک ٹیڑھی ہو گئی۔ ہنومان نے حیرت کے ساتھ عنبر
کو دیکھا اور کہا کم بخت کس مٹی کا بنا ہوا ہے۔ عنبر نے
کہا فکر مت کرو ہنومان۔ تم اپنے حربے آزمائے جاؤ
اب ہنومان نے اپنے منہ سے آگ برسانی شروع کر دی
راستے میں آئے ہوئے کئی درختوں اور شاخوں کو آگ
لگ گئی۔ لیکن مسلسل عنبر کے جسم پر آگ برستی رہی اور
اس کے کپڑے تک نہ جلا سکی۔ اس دفعہ تو عنبر کو خود
بھی حیرت ہو رہی تھی لیکن اس نے محسوس کر لیا تھا
کہ میرے پیچھے بیٹھا ہوا صوفی نثار شاہ بھی مہان شکتی کا
مالک ہے۔ ورنہ طلسمی تلوار کوئی چھوٹا موٹا آدمی تو حاصل نہیں
کر سکتا۔ دوسری طرف ہنومان غصے سے ٹہل رہا تھا۔ اس
کا آگ والا حربہ بھی ناکام ہو چکا تھا۔ اس نے اپنی قوم کو حکم
دیا۔ اس منش سے لپٹ جاؤ اور اس کی تکا بوٹی کر ڈالو
تمام بندروں نے درختوں سے چھلانگیں لگا کر اکٹھا ہونا شروع
کر دیا۔ عنبر نے کہا ہنومان کیوں ان غریب جانوروں کی جان
گنوانا چاہتے ہو۔ ان کا خون تمہاری گردن پر ہو گا۔ اب سب
بندر اکٹھے ہو کر عنبر پر حملہ آور ہو گئے لیکن عنبر کے جسم

پر جس نے ناخن مارا اس کا ناخن ٹوٹ گیا۔ جس نے دانت
گاڑھنے چاہے اس کے دانت ٹوٹ کر منہ میں آ گئے۔ اور
جس کسی کو ہوا میں اچھالا اس کی کمر ٹوٹ گئی اور دیکھتے
ہی دیکھتے کئی بندر اپنے ہاتھ پاؤں تڑوا بیٹھے۔ پھر ہنومان اور
عنبر کا جسمانی مقابلہ بھی شروع ہو گیا۔ اب ایسے لگتا تھا کہ
دو ہاتھی آپس میں ٹکرا رہے ہیں۔ ہنومان کے قدموں سے
زمین کانپ رہی تھی۔ لیکن کئی گھنٹے مقابلہ جاری رہا۔ مگر
دونوں ایک دوسرے کو زیر نہ کر سکے۔ آخر دونوں پسینے میں
شرابور ہو گئے۔ تو ہنومان نے "جے کالی ماتا" کا نعرہ لگایا
اور پھر عنبر نے پہلی مرتبہ دیکھا کالی ماتا شیر پر سوار اپنے چھ
ہاتھوں میں ہتھیار سجائے آسمان سے اتر آئی اور غصے سے
عنبر کی طرف دیکھا اور کالی ماتا نے ہنومان سے کہا۔ ہنومان تیری
شکتی کو کیا ہوا ہے۔ ایک معمولی انسان تجھ سے بھسم نہیں ہو
سکا۔ پھر اس نے بڑے غیض و غضب سے عنبر کی طرف دیکھا
اور کہا تو اپنے بھائی ناگ کا انجام بھول گیا ہے جو میری شکتی سے
ٹکرانے چلا آیا ہے۔ تیرے بھائی نے میرے ایک سیوک کو ڈس
لیا تھا۔ وہ آج تک میری قید میں بند ہے۔ اب تو نے اپنی
شامت اعمال کو آواز دی ہے۔ میں تجھے جلا کر راکھ کر دوں گی
تیار ہو جا۔ عنبر کے دل میں تھوڑی دیر کے لئے اس بزرگ کا

خیال آیا جس سے تعویذ حاصل کرنا تھا وہ فکر مند ہو گیا کہ تعویذ
ملنے سے پہلے ہی جادو کی اس طاقت سے مقابلہ ہو گیا ہے۔ عنبر
نے یہ سوچا ہی تھا کہ اس کے سامنے ایک بزرگ نمودار
ہوئے ہاتھ میں تسبیح تھی اور اس کے جسم میں آکر سما گئے اور
سرگوشی کی کہ فکر مت کر۔ مجھے تیرے آنے کی اطلاع مل
گئی تھی۔ یہ میرا علاقہ ہے اور ان دونوں نے یہاں آکر میری
توہین کی ہے۔ لیکن شاید کالی ماتا یہ سب کچھ نہ دیکھ سکی تھی۔
اس نے اپنے ہاتھوں میں پکڑا اگن چکر انگلی پہ گھمایا اور اسے
زور سے عنبر کی طرف پھینکا۔ جو راستے میں آئے ہوئے کئی درختوں
کو کاٹتا ہوا عنبر کی طرف بڑھا اور قریب جاکر ہوا میں معلق ہو
کر گھومتا رہا۔ لیکن عنبر تک نہ پہنچ سکا۔ پھر عنبر کی زبان
سے بزرگ نے چکر کو حکم دیا واپس جا اور پھینکنے والے
پہ وارد ہو جا۔ چکر اور تیزی سے گھوما اور واپس کالی ماتا
کی طرف بڑھا۔ کالی ماتا نے اپنا ایک ہاتھ بڑھا کہ اسے
پکڑنا چاہا لیکن اگن چکر ایک ہاتھ کاٹ کر نکل گیا۔ کالی ماتا
کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس کے کٹے ہوئے ہاتھ سے
خون بہہ رہا تھا۔ ہنومان بھی حیران ہو کر دیکھ رہا تھا۔ اگن
چکر پھر واپس آیا اور دوبارہ کالی پہ حملہ آور ہوا۔ لیکن اس
دوران کالی اپنے شیر سمیت غائب ہو گئی تھی۔ ہنومان نے جو

کالی ماتا کا یہ حشر دیکھا تو اس نے بھی بھاگنے میں ہی عافیت
سمجھی۔ بندر بھی تمام زخمیوں کے علاوہ درختوں پہ چڑھ گئے
تب بزرگ عنبر کے جسم سے جدا ہوئے اور پیار سے کہا اب آؤ
میرے ساتھ۔ کالی ماتا کے جاتے ہی ہر طرف آندھیاں چلنے
لگیں۔ اور آندھی نے اتنی شدت اختیار کی کہ کئی درخت
جڑوں سے اکھڑ گئے۔ لیکن ایک بھی عنبر یا بزرگ کو نہ چھو سکا
بزرگ نے مسکرا کے کہا ڈرو نہیں چلے آؤ۔ کالی ماتا کھسیانی ہو
کر کھمبا نوچ رہی ہے۔ دونوں چلتے رہے اور بزرگ کی
گھاس پھوس کی جھونپڑی آ گئی۔ لیکن اتنی شدت کی آندھی میں
بھی وہ جھونپڑی اسی طرح کھڑی تھی۔ جب کہ کئی تناور درخت
جڑ سے اکھڑ گئے تھے۔ لیکن جھونپڑی کو کوئی گزند نہ پہنچ سکی
تھی۔ بلکہ اس میں چراغ بھی روشن تھا۔ جس کی لو بالکل سیدھی
کھڑی جل رہی تھی۔ ہوا سے ذرا بھی اس میں لرزش نہیں
آ رہی تھی۔

عنبر اور بزرگ دونوں بیٹھ گئے۔ تب بزرگ نے جو کی روٹی
اور پیاز نکال کر عنبر کے سامنے رکھا اور کہا فقیروں کے دسترخوان
پر تو یہی کچھ دستیاب ہے بیٹا۔ بسم اللہ کر کے کھاؤ۔ عنبر نے
کہا مجھے بھوک تو محسوس ہوتی نہیں لیکن تبرک سمجھ کر اسے ضرور
چکھوں گا۔ فقیر نے کہا میں سب جانتا ہوں۔ تم کھاؤ میں تمہارے

لئے نقش تیار کر لوں۔ اب آندھی رُک گئی تھی اور آسمان پہ
چاند چمک رہا تھا۔ ستاروں کی ٹولیاں بھی نیلی چھت پر آنکھ
مچولی کھیل رہی تھیں۔ بزرگ نے تعویز اپنے ہاتھوں سے بسم اللہ
کہہ کر عنبر کے گلے میں ڈال دیا اور کہا لو بیٹا خدا کے فضل و
کرم سے اس تعویز کی وجہ سے تم ہر قسم کے جادو سے محفوظ
رہو گے۔ رات اگر میرے مہمان رہنا چاہو تو مجھے خوشی ہو
گی۔ لیکن یہاں گھاس پھوس کا بستر ہی ہو گا۔ کوئی آرام دہ
بستر تمہیں میں مہیا کر کے نہیں دے سکتا۔ اس لئے کہ
یہ فقیر کی جھونپڑی ہے کسی امیر کا محل نہیں۔ عنبر نے قدموں کو
چھو کر کہا محترم بزرگ جو سکون اور باری تعالےٰ کے انوار کی
بارش یہاں ہے وہ محلوں میں کہاں۔ تعصب اور لالچ کی دنیا
میں سوائے ہنگاموں اور قتل و غارت کے سوا رکھا ہی کیا ہے
انسان انسان کو نوچ نوچ کر کھا رہا ہے۔ وہاں امیروں کے
محلات غریبوں کی لاشوں پر تعمیر ہوتے ہیں جہاں شیطانوں کا
رقص ہوتا ہے۔ بزرگ نے کہا تم ٹھیک کہتے ہو بیٹا یہ دنیا
اب نیک لوگوں کے رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے میں اسے
چھوڑ کر بہت دُور ویرانے میں آ بسا ہوں۔ عنبر نے کہا میں رات
یہاں آپ کے قدموں میں گزاروں گا اور فجر کے وقت آپ کی دعائیں
سمیٹ کر منزل کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ اس سکون کے ساتھ

میں جہاں بھی رہوں گا آپ کی دعاؤں کے زیرِ سایہ رہوں گا
بزرگ نے کہا انشاءاللہ فتح حق کی ہو گی اور تم کامیاب لوٹو
گے۔ تم جہاں بھی ہو گے میری نظروں میں رہو گے۔ عنبر نے
بزرگ کے ساتھ مل کر جو کی روٹی پیاز کے ساتھ کھائی۔ پھر
بزرگ تو یادِ الٰہی میں مشغول ہو گئے اور عنبر گھاس پھوس کے
بستر پر لیٹ کر آئندہ کے متعلق سوچنے لگا۔ آسمان پر چاندنی
کی بارات دھیرے دھیرے گزرتی رہی اور پھر چمکتے ہوئے ستاروں
کے دل ڈوبنے لگے۔ اور اُن کا حُسن سحر کے نور سے پھیکا پڑ
گیا۔ نور کا تڑکا ہوا۔ شجر اور حجر تمام اپنے خدا کی حمد و ثناء
میں مصروف ہو گئے۔ پرندوں نے درختوں کی ڈالیوں کے جھولوں
میں بیٹھ کر ذکرِ الٰہی شروع کر دیا اور کانوں میں رس گھولنے لگے
عنبر اجازت لے کر بزرگ سے روانہ ہو گیا۔ اب عنبر کے پاس
دو طاقتیں موجود تھیں۔ ایک تعویز تھا دوسری طلسمی تلوار
تھی۔ وہ منزلوں پہ منزلیں طے کرتا ہُوا اپنی منزل کی طرف
رواں دواں تھا۔ پہلی ہی منزل پر شکست کھانے کے بعد
ابھی تک کوئی اور بدی کی طاقت راہ میں حائل نہیں ہوئی تھی
آخر کئی دن کی مسافت طے کر کے وہ کالے سمندر کے پانی تک
پہنچ گیا۔ اُس نے دُور سے دیکھا۔

○

عنبر اور کالا سمندر

تھوڑی ہی دور اُسے وہ جزیرہ دکھائی دیا۔ اُس نے سمندر میں
چھلانگ لگائی اور تیرتا ہوا اُس جزیرے پر پہنچ گیا۔ اُسے اس
بات پر حیرت تھی کہ اس جزیرے کی زمین نہایت نرم تھی اور
سارا سپاٹ میدان تھا کہیں بھی کوئی درخت نظر نہیں آرہا
تھا۔ چاند سمندر کی لہروں میں سے اپنا سر اُبھار رہا تھا اور
اس کی روپہلی چاندنی اِس زمین پر اِس طرح سے پڑ رہی
تھی کہ جس سے ساری زمین چاندی کی معلوم ہو رہی تھی۔ لیکن
عنبر کو یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا کہ ابھی چاند آدھا تھا جس
کا مقصد تھا کہ اُسے مزید کئی دن چاند کے پورا ہونے کا انتظار
کرنا ہوگا۔ اُس کا بس چلتا تو اُڑ کر ایک منٹ میں ناگ تک
پہنچ جاتا۔ لیکن تقدیر کا لکھا کون مٹا سکتا ہے ہر چیز کے لئے
وقت معیّن ہے اور وہ اس سے پہلے نہیں ہو سکتا۔ وہ چاندی
کی طرح چمکتی اور ربڑ کی طرح نرم گیلی زمین پر لیٹ گیا جس کی
ٹھنڈک نے اسے بہت سکون پہنچایا۔ اُسے زندگی میں پہلی بار

محسوس ہوا کہ کوئی اُسے تھپک تھپک کر سلا رہا ہے۔ جیسے ایسی
خنک ہوا میں کوئی نشہ آور اثر ہے۔ اُسی وقت کالی ماتا فضا
میں نمودار ہوئی اور اُس نے مچھلی کو حکم دیا جا اسے گہرے
سمندروں کے بھنور میں لے جا کر چھوڑ دے۔ دراصل جسے عنبر جزیرہ
سمجھ رہا تھا یہ ایک بہت بڑی وہیل مچھلی تھی۔ اِسی لئے عنبر کو
اِس کی زمین گیلی اور نرم لگ رہی تھی جو مچھلی کی کھال تھی اور
اسی لئے اِس زمین پر اسے کوئی درخت دکھائی نہ دیتا تھا۔
مچھلی نے اپنے جسم کو حرکت دی اور سمندر میں اُتر گئی اور تیرتی
ہوئی دُور بہت دُور پہنچ کر سمندر کے بھنور کی طرف چل پڑی۔ یہ
سفر ابھی شروع ہی ہوا تھا کہ تعویز سے ایک شعلہ اٹھا اور عنبر
کی آنکھوں میں چھائی دُھند چھٹ گئی۔ اس نے محسوس کیا شاید
زلزلہ آ گیا ہے۔ لیکن جب وہ پوری طرح اپنے حواس پر قابو پا
چکا تو اسے محسوس ہوا وہ ایک بہت بڑی مچھلی کی پیٹھ پر بیٹھا
ہوا ہے۔ اُس نے فوراً دَوڑ کر اِس میلوں لمبے جسم کو پار
کیا اور سمندر میں چھلانگ لگا دی۔

مچھلی نے اپنی بہت بڑی اور لمبی دُم گھما کر اسے ماری
جس سے عنبر کئی گز اوپر گیا اور دُور بہت دُور جا کر درختوں
سے گھرے ہوئے ایک جزیرے پر جا گرا۔ اور کوئی ہوتا تو اس
کی ہڈیوں کا سُرمہ بن چکا ہوتا۔ لیکن یہ عنبر تھا جو گیند کی طرح جا کر

زمین سے لگا اور تھوڑی دور لڑھکتا چلا گیا۔ اور پھر اُٹھ کر
بیٹھ گیا اور اب وہ درختوں سے گھرے ہوئے ایک ذخیرے
میں موجود تھا۔ جو بلاشبہ اِسی جزیرہ کا حصہ تھا جہاں اسے
اُترنا تھا اگر تعویز کی طاقت اُس کے پاس نہ ہوتی تو وہ
بیچ سمندر کے بھنوروں کی نظر ہو چکا ہوتا۔ یہ بدی کی
طاقتوں کی دوسری شکست تھی جو وقتی طور پر نیند کی صورت
میں اپنا اثر اُس پر ڈال سکی تھی۔ لیکن جلدی ہی ان کا اثر
زائل ہو گیا۔ ورنہ عنبر کو تو نیند آتی ہی نہیں ہے۔ اور اس
شکست پر بھی کالی ماتا اپنے اُس سیارے میں بیٹھی پیچ و تاب
کھا رہی تھی۔

عنبر نے دیکھا تلوار اُس کے پاس تھی۔ تعویز اس کے گلے
میں تھا اور جانور بھی اُس کے جُبے کی جیب میں موجود تھا۔
جو چھپکلی کی طرح چار ٹانگوں والا تھا لیکن رنگ سیاہ تھا اور
پیلی بلور کی طرح چمکتی ہوئی آنکھیں تھیں اور وہ جسامت
کے لحاظ سے بھی چھپکلی کے برابر ہی تھا۔ اس میں خوبی
یہ تھی کہ وہ بغیر کچھ کھائے پیئے زندہ رہتا تھا۔ اب اسے
اطمینان ہو گیا کہ اس کی غفلت میں بھی اُس کی کوئی چیز
غائب نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح کئی روز اسے یہاں قیام
کرنا پڑا۔ ہر روز وہ چاند کو دیکھتا جو دن بدن بڑھ کر گول ہو

رہا تھا اور بل آخر وہ دن آ ہی گیا جب پورا چاند گول
تھال کی طرح آسمان پر جگمگا رہا تھا اور یہی وقت تھا جب
اسے سمندر میں کود جانے کا حکم تھا۔ عنبر نے ایک نگاہ
پورے ماحول پر ڈالی اور پھر خدا کا نام لے کر سمندر میں
کود گیا۔ پانی اسے باہر پھینکنے کی بجائے اندر ہی اندر گہرائی
میں لیتا چلا گیا۔ لیکن اسے حیرت ہو رہی تھی کہ اسے سانس
لینے میں ذرا بھی دشواری نہیں ہو رہی تھی۔ آخر وہ
گہرائی میں اس جگہ پہنچ گیا۔ جہاں پانی کالے کی بجائے بالکل
شفاف ہو گیا تھا اور یہاں سے پہاڑی سلسلہ پانی کے اندر
شروع ہو جاتا تھا۔ لیکن اچانک ہی پانی کی پُرسکون لہروں
میں طوفان سا برپا ہو گیا۔ عنبر نے دیکھا ایک بہت بڑا مگرمچھ
اپنے خونی جبڑے کھولے ایک غار سے نکل کر اس کی طرف آیا
عنبر نے بھی طلسمی تلوار نکال لی اور جونہی وہ قریب آیا اس
نے اپنا غار کی طرح کا منہ کھولا۔ عنبر نے اس کے جبڑے پر
تلوار کا وار کیا۔ عنبر کا خیال تھا کہ اس کے وار سے اس
کا جبڑا کٹ کر لٹک جائے گا لیکن اس کی حیرت کی انتہا نہ
رہی جب اس نے یہ محسوس کیا کہ اس کا یہ وار ایک
پتھر کی سِل پر پڑا ہے۔ عنبر کی ذرا سی غفلت سے فائدہ
اٹھا کر مگرمچھ نے عنبر کو اپنے جبڑے میں پکڑ لیا لیکن یہ

عنبر تھا اپنے وقت کا عجیب و غریب انسان وہ مگرمچھ کے جبڑے
میں اس طرح زور لگا کر کھڑا ہو گیا کہ پاؤں اس کے نچلے
حصے میں تھے اور زور لگا کر اس نے اپنا سر تالو سے لگا
لیا۔ جس سے مگرمچھ کا جبڑا اتنا زیادہ کھل گیا کہ وہ مزید حملہ
کرنے سے معذور ہو گیا۔ اُس کے دونوں جبڑوں کے درمیان
اتنا تناؤ پیدا ہو گیا اور عنبر اس کے منہ میں پھنس کر رہ
گیا۔ عنبر نے مزید زور لگا کر جبڑے کو پھاڑ دینا چاہا۔ مگرمچھ
نے اُچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ اب وہ اپنے جبڑے میں تکلیف
محسوس کر رہا تھا۔ لیکن عنبر اتنی محفوظ جگہ تھا کہ وہ نہ تو
دانتوں کو استعمال کر سکتا تھا اور نہ ہی اس کی دُم عنبر پر
وار کر سکتی تھی۔ اس کی کوشش تھی کہ وہ کسی بھی صورت عنبر
کو یا تو نگل جائے یا پھر اُگل دے لیکن عنبر نے اس کی دونوں
کوششیں ناکام بنا دی تھیں۔ اُس نے زور زور سے اپنے
جسم کو پہاڑیوں سے مارنا شروع کر دیا۔ کہ شاید کسی بھی جھٹکے سے
عنبر کی گرفت ڈھیلی ہو جائے اور وہ اسے نگل جائے۔ لیکن اس
کی کوئی بھی کوشش کام نہ آ سکی۔ عنبر مضبوطی سے جبڑے میں
جما کھڑا تھا۔ اب اس نے اپنا ایک ہاتھ آزاد کر لیا تھا۔ اور
تلوار سے متواتر وار کئے جا رہا تھا۔ لیکن طلسمی تلوار بھی اس کے
جسم پر ضرب لگانے سے معذور نظر آ رہی تھی۔ تب اس کے کان

میں بزرگ کی سرگوشی ہوئی۔ تلوار اس کے پیٹ کے نرم حصے
کو ہی کاٹ سکتی ہے۔ اُس پر ضرب لگاؤ۔ اب عنبر کے لئے بہت
بڑی مجبوری تھی۔ اگر ذرا بھی اُس کی گرفت ڈھیلی ہو جاتی تو
مگرمچھ اسے نگل سکتا تھا اور اگر وہ جبڑوں سے باہر کی طرف چھلانگ
لگا دے تو بھی مگرمچھ کی دُم یا اُس کے خونی دانتوں کی زد میں
آنے کا خطرہ تھا۔ آخر اس نے سوچ کر ایک نہایت ہی عجیب
فیصلہ کیا۔ اس نے جان لیا تھا کہ مگرمچھ کے پیٹ پر وار کرنا
انتہائی مشکل کام ہے یہ قوی ہیکل مگرمچھ اسے ایسا موقع ہی نہیں
دے گا اور تلوار کی دھار اس کے جسم پر بیکار ہو گئی تھی اس
نے فیصلہ کر لیا کہ وہ مگرمچھ کو اسے نگلنے کا موقع دے گا۔ اور اس
طرح اس کے پیٹ میں جاتے جاتے اُس پر آسانی سے تلوار
کی دھار بھی پھیرتا جائے گا۔ جس سے اس کا پیٹ چاک ہو
جائے گا اور عنبر آرام سے باہر آ جائے گا۔ اور اس بلا کا
خاتمہ بھی ہو جائے گا۔ پھر یہ سوچ کر عنبر نے تھوڑا سا اپنی گرفت
کو ڈھیلا کیا۔ مگرمچھ کے لئے یہ موقع غنیمت تھا۔ اُس نے فوراً
زور لگا کر اُسے اپنے حلق سے اندر اتار لیا۔ لیکن عنبر کے ساتھ
ساتھ تلوار کی دھار بھی حلق سے لے کر پیٹ تک کاٹتی چلی گئی مگرمچھ
درد سے بے قابو ہو کر سمندر میں کئی گز اُوپر اُچھلا۔ جس سے عنبر
آرام سے اس کے پیٹ کے چیرے ہوئے حصے سے پانی میں نکل

آیا۔ اور ایک غار کے منہ میں داخل ہو گیا۔ جب کہ باہر مگر مچھ نے
ایسا طوفان تڑپ تڑپ کر پیدا کر دیا تھا کہ اس کی زد میں اگر
عنبر آجاتا تو وہ اُسے توڑ مروڑ کر رکھ دیتا۔ یہ الگ بات ہے
کہ مگر مچھ کو عنبر کی طاقت کا اندازہ نہیں تھا۔ آخر اُچھل کود ایک حد
تک جا کر ختم ہو گئی اور یہ قوی ہیکل مگر مچھ مردہ حالت میں پانی
کی سطح پر مردہ حالت میں اُبھر آیا اور لہروں نے اسے کنارے
کی طرف پھینک دیا۔ ابھی عنبر نے اطمینان کا سانس بھی نہ
لیا تھا کہ دوسری بلا مگر مچھ لہروں میں طوفان بپا کرتا ہُوا
مُنہ کھولے عنبر کی طرف بڑھا۔ عنبر نے ایک دفعہ پھر تلوار
کا بھرپور ہاتھ مارا۔ مگر مچھ نے تلوار کے پھل کو منہ میں
پکڑ کر جھٹکا مارا۔ عنبر اس کیلئے تیار نہیں تھا۔ تلوار اس
کے ہاتھ سے نکل گئی۔ جسے یہ مگر مچھ نگل گیا۔ عنبر طلسمی
تلوار کی طاقت سے محروم ہو چکا تھا۔ تعویز اسے صرف
جادوئی طاقت سے محفوظ رکھ سکتا تھا۔ ایک دفعہ پھر عنبر
کو اپنی طاقت پر انحصار کرنا پڑا۔ اس نے غوطہ لگا کر
مگر مچھ کی دُم پکڑنی چاہی کہ اس کے ساتھ لٹک کر وہ اس
کے خونی جبڑوں سے محفوظ ہو جائے لیکن مگر مچھ نے اپنی
دُم کو اس زور سے حرکت میں لا کر عنبر پر حملہ کیا کہ وہ
پانی میں کئی گز اوپر گیا اتنا اوپر کہ سطح سے بھی باہر نکل

گیا اور اسے آسمان نظر آنے لگا پھر جب وہ واپس نیچے کی
طرف آیا تو مگر مچھ نے اپنے جبڑے اُسے نگل جانے کے لئے
کھول رکھے تھے۔ عنبر کے لئے فضا میں معلق ہو جانا ممکن نہ
تھا۔ وہ تیزی سے مگر مچھ کے منہ میں آیا اور حلق سے پھسلتا
ہُوا پیٹ میں چلا گیا اور پھر اس سے پہلے کہ مگر مچھ اسے
اپنے پیٹ میں ہضم کر ڈالے اس کا ہاتھ تلوار پر پڑ گیا اور
اس نے فوراً اسے تھام لیا۔ پھر دستے پر اپنی گرفت مضبوط
کی اور خدا کا نام لے کر اس موذی کا پیٹ چاک کر دیا۔ اس
کاری ضرب سے مگر مچھ نے وہ اُچھل کود مچائی کہ عنبر کو پیٹ سے
باہر نکلنے کا موقع نہ مل سکا۔ اور وہ مگر مچھ کے پیٹ میں کھلونے
کی طرح پٹخنیاں کھاتا پھر رہا تھا مگر مچھ نے باہر اُچھل کود مچا
رکھی تھی۔ اندر عنبر مگر مچھ کے پیٹ میں پٹخنیاں کھا رہا تھا۔
اندر ایک زبردست زلزلے کی کیفیت تھی۔ آخر یہ کیفیت آہستہ
آہستہ ختم ہو گئی۔ عنبر سمجھ گیا ایک دشمن اور کم ہو گیا ہے وہ
پیٹ سے نکل کر آرام سے باہر آیا اور اپنی سانسیں درست کرنے
لگا۔ لیکن اسے زیادہ وقت نہ مل سکا اور وہ اپنے جسم سے لپٹی
وہ غلاظت بھی صاف نہ کر سکا جو پیٹ کی چکی میں چلنے کے بعد
اس کے جسم سے لپٹ گئی تھی۔ کر ڈکارتا ہُوا تیسرا مگر مچھ
بھی اس کی سمت بڑھا۔ عنبر سستانے کے لئے جلدی سے ایک

چھوٹی سی غار میں چلا گیا۔ تاکہ آرام کر کے اپنی قوت کو پھر اس کے خلاف صرف کر سکے۔ مگرمچھ نے جو یہ دیکھا تو اپنا لمبا منہ اس کے اندر ڈال دیا۔ کیونکہ جسمانی طور پر تو وہ اِس میں داخل نہیں ہو سکتا تھا اور زور زور سے سانس اندر کھینچنے لگا۔ اس کا مقصد تھا کہ سانس کے ساتھ ہی عنبر بھی اُس کے منہ میں کھچا چلا آئے گا لیکن عنبر ایک آڑ میں ہو کر بڑے ہی محفوظ مقام پر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب کون سا حربہ استعمال کرے اچانک اِس غار کی طرف سے ایک اژدہے کی پھنکار سنائی دی۔ یہ غار دراصل ایک اژدہے کا گھر تھا۔ اسے عنبر میں اپنے دیوتا ناگ کی بُو آ گئی تھی اور وہ وہی خوشی سے پھنکارتا ہوا عنبر کے پاس آیا اور اپنا پیغام لہروں کی دوش پر چھوڑا جو الفاظ کی صورت میں عنبر نے موصول کر لیا۔ اژدہا کہہ رہا تھا خوش آمدید اے میرے آقا کے بھائی۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اس وقت مصیبت میں ہے۔ میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم کر۔ عنبر نے بھی لہروں کی دوش پر اپنا جواب اسے دیا اور کہا اگر تم میری مدد کر سکتے ہو تو کسی صورت بھی اِس مگرمچھ کے منہ کے گرد لپٹ جاؤ۔ تاکہ یہ منہ نہ کھول سکے۔ اور میں آرام سے غوطہ لگا کر تلوار سے اِس کا پیٹ چاک کر سکوں۔ اژدہے نے کہا اے آقا کے بھائی آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ یہ مگرمچھ اِس دروازے میں مصروف

ہے میں دوسری راہ سے پانی میں اُتر جاؤں گا۔ اور آپ کے حکم کی تعمیل میں اس کے منہ کو اپنے جسم میں لپیٹ کر بند کر دوں آپ تھوڑی دیر اسے یہیں مصروف رکھیں تاکہ اس کی ساری توجہ اسی طرف ہو اور میں بے خبری میں وار کر جاؤں۔ عنبر نے کہا ٹھیک ہے تم جاؤ۔ اژدہا چلا گیا اب عنبر نے تھتھنی پر مگرمچھ کو زور سے تلوار ماری جسے وہ غار میں گھسیڑے ہوئے تھا۔ اور اسی طرح اُسے اپنی طرف ہی مصروف رکھا اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد عنبر نے پانی میں پھر طوفانی کیفیت محسوس کی اور وہ سمجھ گیا کہ اژدہے نے اپنا کام کر دیا ہے۔ اب مجھے اِس بلا کا کام تمام کرنا ہے۔ وہ بجلی کی سرعت کے ساتھ باہر آیا۔ اژدہا مگرمچھ کے پورے منہ پر ایک موٹی اور مضبوط رسی کی طرح لپٹا ہوا تھا اور مگرمچھ بے بس ہو کر پانی میں پلٹیاں کھا رہا تھا۔ اس موقعے کو غنیمت جان کر عنبر نے پانی میں غوطہ کھایا اور اس کی تلوار مگرمچھ کا پورا پیٹ چیرتی ہوئی دم کی طرف نکل گئی۔ لیکن جب وہ واپس آیا تو اسے یہ دیکھ کر بہت دکھ ہوا مگرمچھ نے اپنی طاقت سے اژدہے کے کئی ٹکڑے کر دیئے تھے۔ اُس نے اپنے جبڑوں کو اتنے زور سے کھولنا چاہا تھا کہ جسم جو پوری طرح منہ کے گرد لپٹا ہوا تھا۔ کئی جگہ سے ٹوٹ گیا اور اس طرح ایک موذی

کے ساتھ ساتھ ہی ایک وفادار دوست بھی ختم ہوگیا۔ عنبر
کو اژدہے کی موت کا بہت افسوس تھا جس نے وفاداری
کے نام پر یہ قربانی دی تھی۔ وہ اپنے آقا کے دوست کے
کام آگیا تھا۔ اب تین دشمن ہلاک ہو چکے تھے۔ اور چار
ابھی باقی تھے۔ عنبر کو ابھی تک وہ غار کہیں دکھائی نہ دیا تھا
جہاں وہ صندوق پڑا ہو۔ کیونکہ اِس پہاڑی سلسلہ میں کئی
چھوٹے بڑے غار موجود تھے۔ عنبر نے اس غار کی تلاش
شروع کردی اور کافی کوشش کے بعد اُسے وہ غار نظر
آیا جہاں سونے کا صندوق پڑا چمک رہا تھا۔ وہ سوچ رہا
تھا کہ چوتھا دشمن ابھی تک نظر نہیں آیا لیکن اسے کیا علم
تھا کہ وہ مکار چھپکلی کی طرح دھیرے دھیرے خاموشی سے
اس کی طرف بڑھ رہا ہے اور قریب آکر اس نے اچانک
عنبر پر حملہ کر دیا۔ لیکن اتنی دیر میں عنبر ہوشیار ہو چکا
تھا۔ اُس نے بڑا اپنے آپ کو بچایا لیکن پھر بھی اس کا
ایک پاؤں اس موذی کے منہ میں آگیا۔ اِس سے پہلے
کہ وہ اسے نگل لے۔ عنبر نے مضبوطی سے پہاڑی کے ایک
پتھر کو پکڑ لیا۔ اب زور آزمائی شروع ہو گئی۔ نہ ہی عنبر
پتھر چھوڑ رہا تھا اور نہ ہی مگرمچھ اس کی ٹانگ۔ مگرمچھ نے
کئی دفعہ کوشش کی کہ اس کے گوشت میں اپنے دانت گاڑ

دے۔ لیکن وہ لوہے کے بنے ہوئے تھے۔ عنبر کے جسم پر
تو تلوار کی دھار اثر نہیں کرتی تھی۔ پھر بھلا مگرمچھ کے دانت
کیا معنی رکھتے تھے۔ وہ ٹوٹ تو سکتے تھے لیکن اِس گوشت
میں گڑھ نہیں سکتے تھے۔ اِس طرف سے ناکام ہو کر مگرمچھ
نے پھر زور آزمائی شروع کردی اور اپنی پوری طاقت سے
ایک ایسا جھٹکا دیا کہ پہاڑی سے ٹوٹ کر ایک بڑا سا پتھر عنبر
کے ہاتھ میں آگیا۔ لیکن عنبر کا ذہن پوری طرح جاگ رہا
تھا اس نے فوراً پلٹ کر اس سے پہلے کہ مگرمچھ اپنا پورا
منہ جسے وہ کھول چکا تھا اُسے نگل جائے عنبر نے وہ بڑا
سا پتھر اُس کے منہ میں ڈال دیا۔ مگرمچھ نے اُسے نگلنا چاہا۔
لیکن پتھر بڑا تھا گلے میں اٹک گیا اور یہ پتھر مگرمچھ کے لئے
مصیبت بن گیا یہ نا تو نگلا جا رہا تھا اور نہ ہی اگلا جا
رہا تھا جس کی وجہ سے مگرمچھ پریشان ہو کر رہ گیا اور عنبر
نے اسی بدحواسی سے فائدہ اٹھایا اس نے چپ چاپ غوطہ
لگایا اور اس کے پیٹ کے نیچے پہنچ گیا پھر اس سے پہلے
کہ مگرمچھ کو علم ہو۔ عنبر کی تلوار کی دھار اس کا پیٹ چاک
کر چکی تھی اور وہ بغیر کوئی آواز نکالے کیونکہ پتھر اُس کے
حلق میں اٹکا ہوا تھا۔ اُچھل کود مچاتا ہوا ختم ہوگیا۔ عنبر کو
امید بھی نہ تھی کہ یہ مکار جس نے چھپ کر اس پر وار کیا

تھا قد... اتنی آسانی سے اسے ختم کروا دے گی۔ اُس نے
ایک ... پھر خدا کا شکر ادا کیا کہ چوتھی بلا بھی ہلاک ہو
چکی تھی۔ لیکن ابھی تین اور باقی تھیں۔ ابھی عنبر یہ سوچ
ہی رہا کہ اسے احساس ہو گیا کہ بقایا تینوں نے
ایک ساتھ مل کر اُس پر حملہ کر دیا ہے اور وہ چاروں طرف
سے اِن کے گھیرے میں آ چکا تھا۔ ایک ہی وقت میں تینوں
بلاؤں کا مقابلہ کرنا اُس کے بس سے باہر تھا۔ اور وہ جان
بچانے کے لئے پھر ایک دفعہ ایک چھوٹی سی غار میں گھس گیا
جب کہ یہ تینوں دشمن باہر اُسی کے انتظار میں موجود تھے
اُس نے سوچا ان کو دھوکہ دے کر اِس غار کے کسی اور
دہانے سے باہر نکل جائے اور پھر بے خبری میں کسی ایک پر
وار کرے۔ یہ سوچ کر وہ اندر کی طرف بڑھتا چلا گیا
اِس دفعہ اُس کی ہمت جواب دے رہی تھی اور وہ بار بار
خدا سے دعا کر رہا تھا کہ یا مولا میری مدد فرما۔ میں یہ سارے
پاپڑ صرف اپنے بھائی ناگ کی لڑائی کے لئے بیل رہا ہوں۔ میرا
اپنا تو کوئی ذاتی مقصد نہیں۔ ایک کلمہ گو انسان طاغوتی طاقتوں کے
چنگل میں آ گیا ہے۔ جہاں انسانی سوچ کی حدیں ختم ہو جاتی ہیں وہیں
سے تیری راہنمائی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ خیال کرتا اور دعائیں مانگتا
ہوا وہ آگے ہی آگے بڑھتا رہا اور پھر اُسے اِس غار کے ایک

طرف روشنی سی محسوس ہوئی۔ وہ سمجھا شاید اُس سمت کوئی باہر
نکلنے کا راستہ ہے۔ وہ روشنی کی طرف مڑ گیا لیکن یہ کیا وہاں
تو نور کے ایک ہالے میں وہی جنگل والے بزرگ آنکھیں بند کئے
تسبیح پھیرنے میں مصروف تھے اور اُن کے سامنے ایک پتھر کی
قبر بنی ہوئی تھی۔ عنبر کے دل کی ڈھارس اُن کو دیکھ کر بندھ گئی
اور وہ نہایت خاموشی سے مخل ہوئے بغیر ہی اُن کے قریب
بیٹھ گیا اور فاتحہ خوانی کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ بزرگ نے
آہستہ سے آنکھیں کھول دیں اور کہا گھبرا گئے تھے بیٹے۔
حالانکہ قدرت قدم قدم پہ تمہاری راہنمائی کر رہی تھی ورنہ
تمہاری کیا جرأت کہ سمندر کے پانیوں میں آ کر مگر مچھوں
سے بیَر رکھ سکو۔ عنبر نے نہایت احترام سے کہا آپ نے
درست فرمایا ہے ایک ناچیز سا انسان اس قدر طاقت ور
بلاؤں کا کہاں مقابلہ کر سکتا ہے یقیناً آپ کی دعائیں اور
قدرت کی امداد ہی میری کامیابی کی ضامن ہے۔ میرے محترم
مَیں تھک گیا ہوں اور اس دفعہ مقابلہ تینوں سے ہے میری
مدد فرمائیں۔ بزرگ نے کہا خداوندِ ذوالجلال ہی تمہاری مدد
فرمائیں گے۔ ہم گنہگار تو اپنی مدد آپ نہیں کر سکتے اُس
قادرِ مطلق نے تمہارے لئے مجھے ایک وسیلہ بنا دیا ہے مزار
کے چاروں طرف موٹے موٹے چیونٹے پھر رہے تھے۔ بزرگ

نے انہیں کہا جاؤ بھئی اس کی مدد کرو اور ان بلاؤں
کا مقابلہ کرو۔ سب چیونٹے اکٹھے ہونے شروع ہو گئے
اور لائن کی صورت اسی سمت چل دیئے۔ جدھر سے عنبر
آیا تھا۔ بزرگ نے شفقت سے عنبر کو دیکھا اور کہا یہ میرے
پیر و مرشد کا مزارِ اقدس ہے میں ہر ماہ یہاں حاضری دینے
آتا ہوں۔ کبھی یہ مزارِ مبارک اُوپر جزیرے میں واقع تھا۔
لیکن لوگ یہاں لعب ولاحرج کے لئے منتیں مرادیں مانگنے آنے
لگے۔ اور اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر ان بزرگ پر تکیہ کرنے لگے۔
جو سراسر شرک ہے خدا کے سوا بھلا کون کسی کو کچھ دے
سکتا ہے۔ یہ تو وہی ذاتِ کبریا ہے جو سب کی حاجت پوری
کرتا ہے لوگ بھٹک گئے ہیں اور خدا کو چھوڑ کر بندوں سے
طلب کرنے لگے ہیں۔ میرے مرشد کو گوارہ نہ تھا اس لئے انہوں
نے سمندر کو حکم دیا۔ اس جزیرے کو نگل جا پھر ایک رات سمندر
میں طوفان آیا اور سمندر اس جزیرے کو نگل گیا اور میرے
مرشد لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں بے قرار
ہو کر بہت رویا۔ مجھے ان کی جدائی برداشت نہ تھی پھر مجھے
خواب میں پتہ دیا گیا کہ وہ سمندر کے سینے میں ایک غار میں
آرام فرما ہیں۔ اب میں ہر ماہ یہاں آکر حاضری دے جاتا ہوں
تم جاؤ بیٹا یہاں کی بائیں طرف ایک سوراخ ہے اس سے باہر

نکل جاؤ۔ اور قدرت کا یہ کرشمہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ
لو جو چیونٹی سے ہاتھی اور چڑیوں سے باز مروا دیتا ہے۔ عنبر
نے ادب سے سلام کیا اور بائیں طرف جا کر ایک سوراخ سے
باہر پانی میں چلا گیا اور تیرتا ہوا مگرمچھوں کی سمت نکل گیا
پھر اُس نے اپنی آنکھوں سے عجیب ماجرہ دیکھا۔ چیونٹے ان
تینوں مگرمچھوں کے نتھنوں میں اسی غار کے دہانے سے گھس
رہے تھے اور جب سارے ہی تینوں ٹولیوں میں تقسیم ہو کر
اِن تینوں کے نتھنوں میں گھس گئے۔ جس کا ان تینوں کو علم نہ ہوا
تو انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ دماغ میں گھستے گئے اور
اپنے موہنوں سے اُن کے دماغوں کو کھانا شروع کر دیا۔ ایک
قیامت سمندر کے پانی میں آگئی۔ تینوں کئی کئی گز اُچھلتے اور اپنے
سر پہاڑی کے پتھروں پر مارتے۔ کوئی اُن کے سامنے نہ تھا جس
پر حملے کر کے جان چھڑا سکیں۔ اُن کمزور اور حقیر کیڑوں نے اِن
قوی ہیکل بلاؤں کو مصیبت میں ڈال رکھا تھا۔ سمندر کی تہہ
میں اِس ہلچل سے طوفان آیا ہوا تھا اور یہ تینوں بلائیں اپنے
سر زور زور سے پتھر پر مار رہی تھیں۔ عنبر یہ منظر دیکھ کر
قدرت کی اس امداد پر سجدے میں جھک گیا اور رو رو کر
کہا اے خدا تو وحدہٗ لاشریک ہے آج تک صرف یہ سنا ہی
تھا کہ چیونٹی سے ہاتھی اور چڑیوں سے باز بھی مروا دیتا ہے

آج تیری قدرت کو آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ واقعی تُو زندگی اور موت کا مالک ہے اور ہر چیز پر تیری قدرت ہے اور جن کو تیری یہ قدرت نظر نہیں آتی وہ اندھے ہیں اُن کے دلوں پر واقعی تالے پڑ گئے ہیں۔ اس کے سامنے ہی بقایا تینوں دشمنوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ جنہوں نے اپنے سر خود ہی پتھروں پر مار مار پھاڑ لئے تھے۔ جن سے کیڑے اُن کا مغز کھانے کے بعد واپس غار میں لائن بنا کر جا رہے تھے۔ عنبر جلدی سے صندوق والی غار میں داخل ہو گیا اُس نے صندوق کو کھولا اس میں ایک سنہری چابی پڑی تھی۔ عنبر نے اسے اٹھایا احتیاط سے جیب میں رکھا اور غار سے باہر آگیا پھر اس نے اپنے آپ کو لہروں کے سپرد کر دیا۔ جنہوں نے اُسے اُوپر سطح کی طرف پھینک دیا۔ عنبر جب پانی کی سطح پر آیا تو ایک مچھلی آگے بڑھی اور اس سے آواز آئی۔ عنبر میری پیٹھ پر بیٹھ جا میری ڈیوٹی ہے ہر ماہ اس بزرگ کو لے کر اُن کے مرشد کے مزار پر جاتی ہوں اور پھر واپس کنارے پر چھوڑ آتی ہوں۔ وہ واپس جا چکے ہیں اور میری ڈیوٹی لگا گئے ہیں کہ تمہیں بھی کنارے تک پہنچا کر اپنے بچوں میں واپس جاؤں تیرا بہت شکریہ تُو نے زیادہ انتظار نہیں کروایا ورنہ میرے بچے بھوک سے بے تاب ہو جاتے۔ عنبر جلدی سے اُس مچھلی کی پیٹھ پر بیٹھ گیا اور مچھلی

تیزی سے تیرتی ہوئی اسے لے کر کنارے پر چھوڑ گئی۔ اور خود پانی میں غائب ہو گئی۔

عنبر باہر آیا تو اس نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنی۔ ایک طرف ایک رتھ کھڑی تھی۔ جس میں چار سفید اُڑنے والے گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ عنبر فوراً اس رتھ پر سوار ہو گیا اور کہا چلو بھئی میری منزل کا راستہ تمہیں بھی معلوم ہے۔ گھوڑے زور سے ہنہنائے انہوں نے اپنے پر کھولے زمین پر دوڑ لگائی اور ہوا میں اُڑ گئے۔ اور تھوڑی سی دیر میں وہ بادلوں کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اپنی منزل کی طرف جا رہے تھے عنبر نے زمین کی طرف دیکھا تا حدِ نگاہ پھیلا ہوا سمندر زمین کے سینے پر ایک نہر کی طرح بہتا معلوم ہو رہا تھا اور رتھ بلندیوں کی طرف تیزی سے جا رہی تھی۔ بادلوں کے آوارہ ٹکڑے بار بار عنبر سے ٹکرا ٹکرا کر اُسے خوش آمدید کہہ رہے تھے اور عنبر خدا کی حمد و ثنا بیان کرتا ہوا منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ جو اس مشکل کو آسان کر رہا تھا جو بظاہر ناممکن نظر آ رہی تھی۔

O

ماریا سونے کی مورتی بن گئی

ماریا نے اِس سرائے میں جہاں وہ عنبر اور ناگ کے ساتھ رہ چکی تھی۔ ایک کمرہ پر قبضہ بھی کر رکھا تھا جو مسافر اِس کمرہ میں ٹھہرتا اس کے ساتھ ماریا عجیب عجیب قسم کی حرکات کر کے اسے ہراساں کر دیتی۔ اور وہ دوسرے ہی دن ہوٹل کے مینجر سے کہتا آپ کے کمرے میں بھوت ہے اور اپنا بستر گول کر جاتا اس بات سے سرائے کی شہرت کو الگ نقصان پہنچ رہا تھا۔ اور آمدنی میں بھی کمی آ گئی تھی جس کی وجہ سے اس کا مالک خاصا پریشان تھا۔ ماریا کے لئے یہ مجبوری تھی کیونکہ عنبر اسے ناگ کے غائب ہونے کی اور پھر اس کی رہائی کے لئے جانے کی پوری داستان بتا کر کہہ گیا تھا کہ وہ اِسی سرائے میں رہے اور وہ ناگ کو لے کر اسی سرائے میں واپس آئے گا۔ کئی عامل اور چھوٹے پنڈت اِس بھوت کو نکالنے کے لئے مالک سے روپے وصول کر چکے تھے لیکن بھوت نے ان کی خاصی مرمت کر کے یہاں سے بھیجا تھا۔ یہ خبر سارے شہر میں عام ہو گئی تھی

کہ سرائے کے کمرہ نمبر دس میں ایک بھوت نے ڈیرہ جما رکھا ہے۔ ایک رات ایک پنڈت جی اِس شہر میں آئے۔ کیونکہ گنگا کے کنارے تباہ شدہ کالی کے مندر کی جگہ ہندو لوگ دوبارہ مندر تعمیر کر رہے تھے۔ گنگا کا پانی یہ جگہ چھوڑ کر دُور جا چکا تھا۔ لہٰذا اس مقدس جگہ پر دوبارہ تعمیر ہو رہی تھی۔ جس میں ہندو بڑھ چڑھ کر مالی امداد دے رہے تھے۔ اور جو لوگ مالی امداد دینے کے قابل نہ تھے۔ وہ اس نیک کام میں حصہ لینے کے لئے مزدوروں کے ساتھ مل کر کام کر رہے تھے۔ جس کی وجہ سے کئی رشی منی اور پنڈت دور دور کے شہروں سے چل کر اس پوتر مندر کی تعمیر میں حصہ لینے جو کالی ماتا کا استھان تھا۔ متھرا میں اکٹھے ہو رہے تھے۔ اور انہیں لوگوں میں یہ پنڈت امرناتھ بھی کالی ماتا کے پجاری ہونے کے ناطے دور سے چل کر رات کے وقت شہر پہنچے تھے۔ لہٰذا رات کو آرام کرنے کے لئے اسی سرائے میں آ گئے جو پہلے ہی کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ سوائے اس کمرے کے جہاں ماریا کا قبضہ تھا۔ مالک نے مجبوری ظاہر کرتے ہوئے کہہ دیا سرائے میں کوئی کمرہ خالی نہیں ہے۔ مہاراج مجبوری ہے صرف ایک کمرہ ہے لیکن وہاں ایک بھوت نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور وہ کسی مسافر کو یہاں قیام نہیں کرنے دیتا۔ لہٰذا ہم نے وہ کمرہ کرائے پر دینا ہی

چھوڑ دیا ہے۔ پنڈت نے کہا بالک وہ کمرہ تم مجھے دے دو۔ رات بھر ہی تو قیام کرنا ہے۔ بھوت سے مَیں خود ہی نپٹ لوں گا۔ مالک تو چاہتا ہی تھا کہ کوئی پہنچا ہُوا پنڈت اس کام میں ہاتھ ڈالے اور اس بھوت سے چھٹکارہ دلوائے۔ اسی لئے اُس نے پنڈت کو کچھ صاحب کرامت دیکھتے ہوئے یہ ذکر چھیڑا تھا۔ فوراً پنڈت جی کو لے جا کر کمرے کا تالا کھول کر کمرہ اُن کے حوالے کر دیا۔ ماریا اس وقت پلنگ پر لیٹی عنبر اور ناگ کے متعلق سوچ رہی تھی کہ خدا جانے اس کٹھن کام میں عنبر کہاں تک کامیاب ہُوا ہو گا۔ کہ کالا بھجنگ اور موٹا تازہ یہ پنڈت اپنی توند نکالے بدن سے ننگا صرف جینو ڈالے اور دھوتی باندھے پاؤں میں لکڑی کی کھڑاویں بجاتا اندر داخل ہُوا۔ اس کا سر منڈا ہوا تھا اور درمیان میں چوٹی تھی۔ اور چمکتے ہوئے سر پر جو تازہ تازہ منڈا ہُوا تھا تیل ملا ہُوا تھا جس سے وہ خوب چمک رہا تھا۔ ہاتھ میں لٹیا اور بغل میں ایک بستر دبائے جو سن کی رسّی سے بندھا ہُوا تھا کمرے میں آ کر اسی پلنگ پر بیٹھ گیا جہاں ماریا لیٹی تھی اور ماریا کو ایک طرف ہٹنا پڑا جس کے بوجھ سے پلنگ چرچرانے لگا۔ اور خطرہ تھا کہ اس ہاتھی کے بوجھ سے کہیں ٹوٹ ہی نہ جائے۔ ماریا ان دنوں کافی اداس بھی تھی کیونکہ دل لگی کرنے کے لئے کوئی مسافر بھی اِس کمرہ میں عرصے سے نہ آ رہا تھا سب ڈر کر

اِس کمرے کے پاس سے بھی نہ گزرتے تھے۔ پھر کئی دن بعد ماریا کے ہاتھ میں یہ کھلونا پنڈت جی کی صورت میں لگا تھا۔ اُس کے گھٹے ہوئے سر کو دیکھ کر ماریا کے ہاتھوں میں کھجلی ہو رہی تھی۔ مگر اس نے صبر سے کام لیا ابھی تو پوری رات شرارتوں کے لئے پڑی تھی ماریا نے اپنے ہاتھوں کو قابو میں رکھا۔ پنڈت جی نے بغل سے ایک پوٹلی نکالی جس میں موٹی موٹی دو روٹیاں اور آلو کی بھجیا بندھی تھی۔ کھانے میں مصروف ہو گیا۔ ماریا کے لئے یہ کھانا بھی اِس قابل نہ تھا کہ وہ اِس میں حصّہ بٹا سکتی۔ مرغ یا بکرے کی ران وغیرہ ہوتی تو اور بات تھی۔ پنڈت کافی بھوکا معلوم ہو رہا تھا تب ہی بڑے بڑے لقمے منہ میں ڈال رہا تھا۔ اور پھر جلدی ہی وہ دونوں روٹیاں ہڑپ کر گیا۔ جگ میں سے پانی انڈیل کر پیا اور ایک بڑی سی ڈکار لی توند پر ہاتھ پھیرا اور پلنگ پر دراز ہو گیا مجبوراً ماریا کو پلنگ خالی کرنا پڑا۔ اب ماریا اپنا کھیل شروع کرنا چاہتی تھی۔ وہ پلنگ کے نیچے گھس گئی اور نیچے سے سوئی زور سے پنڈت کی کمر میں چبھو دی پنڈت نے اس جگہ کھجاتے ہوئے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور بڑبڑایا پلنگ میں کھٹمل معلوم ہوتے ہیں۔ مورکھ یہ نہیں جانتے کالی کے سیوک امرناتھ کا خون کڑوا ہے کہہ کر تھکے ہوئے پنڈت نے خراٹے لینے شروع کر دیئے۔

اب کئی بار ماریا نے اس کے گوشت میں سوئی اتاری۔ مگر خراٹے لیتا ہوا پنڈت ٹس سے مس نہ ہوا۔ وہ عجیب قسم کے لمبے لمبے اور بے ہنگم قسم کے خراٹے لے رہا تھا جس میں بھینسوں کے ڈکارنے کی آواز مینڈکوں کے ٹرانے اور درندوں کے غرانے کی ملی جلی آوازیں شامل تھیں۔ آخر ماریا پلنگ کے نیچے سے نکل آئی اب پھر اس کی چندیا دیکھ کر اس کا ہاتھ کھجانے لگا تھا۔ لہٰذا اس نے ایک مزے دار چپت اس کے سر پر لگائی۔ پنڈت جی ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھے کون ہے۔؟ ماریا نے ایک اور ہاتھ جما دیا پنڈت جی پلنگ سے اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہا۔ دیکھو بھائی بھوت ہم کالی ماتا کے سیوک ہیں ہمیں تنگ مت کرو اگر ہم بھی موج میں آ گئے تو تم ناراض ہو جاؤ گے۔ رات بھر کے مسافر ہیں دن ہوتے ہی چلے جائیں گے۔ یہ کہا اور پھر پلنگ پر دراز ہو کر خراٹے لینے شروع کر دیئے۔ ماریا نے کہا کم بخت بھوت کو کچھ سمجھ ہی نہیں رہا۔ جیسے بھوت نہ ہوا کوئی مذاق ہی ہو گیا ڈرتا بھی نہیں۔ ماریا کو اس کے خراٹے بہت بُرے لگ رہے تھے۔ آخر اس نے سوچ کر الماری سے ایک غبارہ نکالا جو کل ہی وہ ایک پھیری والے کی ریڑھی سے اُٹھا لائی تھی اور دن بھر اس سے کھیل کر دل بہلاتی رہی تھی۔ لیکن بعد میں اس کی ہوا نکال کر رکھ دی اور اس غبارے کو پنڈت جی کے منہ میں دے کر اسے دھاگے سے باندھ

دیا۔ اب خراٹوں کی آواز آنی بند ہو گئی۔ پنڈت کے سانس کے ساتھ ہی غبارہ پھول جاتا اور سکڑ جاتا۔ جونہی پنڈت سانس باہر پھینکتا غبارے میں ہوا بھر جاتی اور پھر جب سانس لیتا غبارے سے ہوا نکل جاتی اور وہ پچک جاتا۔ ماریا اس کو بڑی دلچسپی سے دیکھ کر ہنس رہی تھی۔ خراٹوں میں تیزی آتی جا رہی تھی۔ بالآخر غبارہ زیادہ ہوا بھر جانے سے ایک پٹاخے کی آواز کے ساتھ ہی پھٹ گیا اور پنڈت جی ایک دم اُٹھ گئے۔ اس کے ساتھ ہی بل پڑ گئے اور اس نے کہا بچوں کے کھیل بڑوں کے ساتھ شوبھا نہیں دیتے۔ جو لوگ بڑوں کی عزت نہیں کرتے انہیں بڑے کشٹ اٹھانے پڑتے ہیں۔ کھلونے سے کھیلتے کھیلتے بعض وقت خود بھی کھلونا بن جانا پڑتا ہے۔

کسی کو دُکھ دینے سے پہلے خود بھی وچار کر لینا چاہیئے کہ دُکھ اُس کا بھی انتظار کر رہے ہیں۔ عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے۔ کانٹوں کی جھاڑی میں اُلجھو گے تو دامن تمہارا ہی پھٹ جائے گا۔ سانپ کی دُم پر پیر رکھ دینے سے سانپ کاٹ لیتا ہے۔ ماریا نے کوئی جواب دینے کی بجائے ایک دفعہ پھر اس کی چندیا پر چپت جما دی۔ پھر ایسا ہی ہوا جیسے پنڈت کو کسی بھڑ نے کاٹ لیا ہو اور وہ ایک دفعہ پھر پلنگ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور غصے سے کہا نادان چھوکری بڑوں کے ساتھ مذاق کرتا ہے۔

شیر کے منہ میں سر دیا ہے تو مزہ بھی چکھ لے۔ ماریا نے کوئی جواب
دینے کی بجائے۔ پنڈت امرناتھ کی آنکھوں میں نیند کے خمار
کی بجائے خون اتر آیا تھا۔ اس نے اپنی مالا نکال کر کچھ جاپ
شروع کر دیا۔ ماریا کو لگا اس کی طبیعت میں اضطراب اور بے چینی
سی شروع ہو گئی جو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ بڑھ گئی۔ دل کی
دھڑکنیں تیز تر ہوتی جا رہی تھیں۔ اور پھر ایک دم یہ دل کی
دھڑکنیں جو گھوڑے کی طرح دوڑتی معلوم ہو رہی تھیں رُک
اور ماریا کو محسوس ہوا۔ اس کا قد گھٹ کر فٹوں سے انچوں میں
تبدیل ہو گیا اور اس کا جسم پتھر کا بن کر رہ گیا ہے۔
امرناتھ نے جاپ ختم کیا تو ماریا اس کے قریب ایک سونے
کی گڑیا کا بُت بنی پڑی تھی اور خود ایک خوب صورت کھلونا بن
گئی تھی۔ سے امرناتھ نے ہاتھ میں اٹھا لیا اور کہا بھوت صاحب
اس میں ہمارا کوئی دوش نہیں۔ تم نے ہم سے کھلونا سمجھ کر کھیلنا
شروع کر دیا ہماری طبیعت بھی موج میں آ گئی۔ اب ہم اس کھلونے
سے کھیلنا شروع کریں گے۔ امرناتھ نے منتر پڑھ کر پھونک ماری
سونے کی اس گڑیا میں جان پیدا ہو گئی اور امرناتھ نے اسے
ہاتھ کی ہتھیلی پر بٹھا لیا اور طنز کی کہئیے بھوت صاحب آپ
سے ڈر کر یہ کمرہ چھوڑ دیں۔ ماریا بہت شرمندہ تھی۔ پنڈت
امرناتھ نے کہا نادان چھوکری اب تو تمام عمر سونے کا

بے جان بُت بن کر رہے گی اور جب مندر تیار ہو
جائے گا تو یہ سونے کا بُت میں کالی کے چرنوں میں چڑھا
دوں گا۔ پھر اس نے منتر پڑھ کر پھونک ماری پھر وہ
بے جان بن گئی۔ تب امرناتھ نے اس بُت کو اپنی پوٹلی
میں باندھ لیا اور پلنگ پر لیٹ کر پھر خراٹے لینے لگا۔ دن
کے وقت مالک کو دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ پنڈت امر
ناتھ صحیح سلامت اور خیریت سے مسکراتا ہوا اس کے پاس
آیا اور کرایہ ادا کر کے کہا لو بھائی میں جا رہا ہوں۔ مالک
نے کہا کمال ہے پنڈت جی رات میں آپ کی بھوت سے
ملاقات نہیں ہوئی۔

پنڈت نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ہوئی تھی اور میں
اسے اپنے ساتھ ہی لئے جا رہا ہوں۔ اب آپ کا کمرہ
خالی ہو گیا ہے۔ اسے کرایہ پر اُٹھا دیا جائے۔ کمرے
کا بھوت میرے ساتھ ہی جا رہا ہے۔ اس نے پنڈت
جی کے پیسے واپس کرتے ہوئے اُن کے چرن چھو لئے
اور کہا بڑی کرپا کی ہمارے حال پر۔ مہاراج یہ کرائے کے
پیسے رہنے دیں اور جو خدمت کہیں میں کرنے کے لئے
تیار ہوں۔ پنڈت نے ہنس کر کہا نہیں بھائی میں نے
تم پر کوئی احسان نہیں کیا۔ اگر یہ بھوت ہمارے منہ نہ لگتا

تو رات بھر ٹھہر کر ہم چلے جاتے۔ لیکن اس نادان نے ہم سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ ہم نے سمجھایا بھی کہ بڑوں کے منہ نہیں لگتے لیکن یہ مانا ہی نہیں ہم تھکے ہوئے تھے آخر مجبوراً ہمیں جواب دینا پڑ گیا۔ اور یہ چیز تمہارے حق میں بہتر ہو گئی اچھا اب میں چلتا ہوں۔ اب اس کمرے میں کبھی بھوت نہیں آئے گا۔ پنڈت امرناتھ سرائے سے نکل کر کالی ماتا کے مندر کی طرف روانہ ہو گیا اور بہت سارے مزدوروں کے ساتھ مل کر اس مندر کی طرف مصروف ہو گیا۔ ماریا سونے کا بت بنی اس کی پوٹلی میں بے جان پڑی تھی۔

○

عنبر سیارے میں

کالی ماتا کے سیارے میں سالانہ تقریب تھی یہ تقریب سال بھر کے بعد کالی ماتا کے مندر میں منائی جاتی ہے۔ کالی ماتا کے چرنوں میں قربانیاں دی جاتی ہیں۔ اور کالی ماتا کا مہا پجاری جو اس سیارے کا جادوگر بھی ہے۔ کالی کے نام پر تمام سیارے کے لوگوں سے وفاداری کا عہد لیتا ہے۔ اسی دن تمام سیارے میں شادیاں بھی طے ہوتی ہیں اور جرم پر سزائیں بھی دی جاتی ہیں۔ اسی دن تمام سیارے کے لوگوں کے سامنے کالی ماتا اپنا درشن دیتی ہے۔ کالی کا مہا پجاری شادیوں اور سزاؤں کی لسٹ ماتا کو پڑھ کر سناتا ہے۔ اور کالی ماتا جو فیصلہ صادر کرتی ہے اُسی وقت سب کے سامنے اُس پر عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اِس موقعے پر سارے سیارے اور کالی ماتا کے مندر کو خوب سجایا جاتا ہے۔ لوگ بھی اپنے جسموں پر مختلف رنگوں سے پھول پتیاں بناتے ہیں۔ عورتیں سولہ سنگھار کرتی ہیں اور سیارے میں مہکتے ہوئے پھولوں کے گہنوں سے اپنے آپ کو

آراستہ کرتی ہیں۔ کالی کے چرنوں میں سندر پھول نچھاور کیے جاتے
ہیں۔ اور اپنی زبان کے گیتوں میں کالی ماتا کے گیت ہوتے
ہیں۔ بڑا پجاری کالی کے بت کے دائیں بائیں بنے ہوئے
پیالوں میں کور اور صندل جلاتا ہے۔ جس سے اُٹھنے والے
دھوئیں کی مہک سارے سیارے میں پھیل جاتی ہے۔ پوجا کے
وقت بڑا پجاری شلوک پڑھتا رہتا ہے اور آخر پھر کالی ماتا
اپنے بُت سے نکل کر شیر پر سوار سنگِ مرمر کے تخت پر جلوہ افروز
ہوتی ہے۔ یہ کچھ سالہا سال سے ہوتا چلا آ رہا ہے۔
اور کبھی بھی اس کے معمول میں فرق نہیں آیا۔ سب لوگ
کالی ماتا کو سجدے کرتے ہیں اور مختلف ناموں سے اس کی
صفت بیان کی جاتی ہے اور کالی ماتا کی جے کے نعرے
لگائے جاتے ہیں۔ یہ تقریب سیارے میں موسم بہار کے
موقعے پر منائی جاتی ہے۔ اس زور میں چاروں طرف اُگے
درختوں پر پھول ہی پھول کھلے ہوتے ہیں اور پورا سیارہ
گلستان بنا ہوتا ہے۔ اس سیارے پر گندم کے دانوں کی قسم
کی کاشت ہوتی ہے جسے لوگ ابال کر بھون کر اور پیس کر آٹا
بنا کر مختلف قسم سے کھاتے ہیں۔ سیارے میں پھولوں اور پھلوں
کی بہتات ہے۔ یہاں کے لوگ ان پھولوں اور پھلوں کو بھی سبزوں
کی طرح پکاتے ہیں۔ جانوروں اور پرندوں کا گوشت کھاتے ہیں

یہاں نیل گائے قسم کا ایک جانور بڑی بہتات سے پایا جاتا ہے
اور بھی مختلف قسم کے جانور ہوتے ہیں۔ کوئی ہرن سے مشابہت
رکھتا ہے اور کوئی جنگلی سوروں سے ملتا جلتا ہے۔ اِن سب
کا شکار کیا جاتا ہے۔ سوروں کی تعداد اس سیارے میں بہتات
سے ہے۔ لوگ اسے پالتے ہیں اور اُن کی نسل بڑھانے کے
لئے ان کے بچوں کی نگہداشت بھی کرتے ہیں۔ یہاں دودھ
کے لئے صرف سور کی مادہ ہی ایسا جانور ہے جس کا دودھ
استعمال کیا جاتا ہے۔ کالی ماتا نے اس سیارے کے گرد
بادلوں اور دھند کا حصار قائم کر رکھا ہے۔ اور اس
جادو کے حصار کی وجہ سے یہ سیارہ کسی دوسرے سیارے
سے نظر نہیں آتا۔ سالانہ تقریب کی تیاریاں یہاں زوروں
پر ہیں۔

دوسری طرف رتھ عنبر کو اڑائے اِس سیارے کے قریب
پہنچتی ہے۔ عنبر دیکھتا ہے کہ بادل کے ایک سفید ٹکڑے پر
ایک سفید کپڑوں میں ملبوس سفید ریش بزرگ ہاتھ میں عصا
لئے اِس کی طرف آتے دکھائی دیتے ہیں۔ عنبر رتھ کے
جُتے ہوئے گھوڑوں کی راسیں ذرا کھینچتا ہے تاکہ وہ بزرگ
جلدی ہی قریب آ جائیں۔ گھوڑے الف ہو کر اور ہنہنا کر اپنی
ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں کہ اُتنے میں بادل کا ٹکڑا رتھ کے

پاس آکر رُکتا ہے۔ عنبر بزرگ کے پاس آکر سلام کرتا
ہے اور بزرگ وعلیکم السلام جواب دیتے ہیں۔ اور کہتے
ہیں میں جانتا ہوں بیٹا تجھے بہت جلدی ہے لیکن میں تجھے
چند باتیں سیارے کے متعلق سمجھانا چاہتا ہوں۔ عنبر نے
انکساری سے عرض کیا یا حضرت ارشاد فرمائیں۔ بزرگ نے
کہا جیتے رہو بیٹا۔ یہ سیارہ کفر کے اندھیروں میں گھرا ہوا
ہے۔ جہاں خداوندِ ارض و سما کی بجائے کافر دیوی کالی ماتا
کی پوجا ہوتی ہے۔ اور اس کے قدموں میں انسانوں کو قربان
کیا جاتا ہے۔ اسے سجدے کئے جاتے ہیں۔ تجھے مبارک
ہو تو پہلا مسلمان ہے جس کے قدم اس سیارے کو چھُو
رہے ہیں۔ اپنے بھائی کی آزادی کے ساتھ ساتھ تجھے وہاں
توحید کی شمع بھی روشن کرنی ہے۔ تاریکیوں میں بھٹکتے ہوئے
ان انسانوں کو نورِ ایمان کی روشنی دکھانی ہے۔ انہیں بتانا
ہے کہ انسان کا سر صرف خداوندِ قدوس کے سامنے ہی جھکنا
چاہیئے۔ دیوی دیوتاؤں کی پوجا گناہِ عظیم ہے اور انہیں سجدہ
کرنا شیطانی فعل ہے۔ اُن کافروں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان بنانا
بھی تمہارا فرض ہے۔ اور مجھے تمہاری قسمت پر رشک آتا ہے
بیٹا کہ تم وہ پہلے انسان اس سیارے پر گئے ہو جو اللہ اکبر
کی صدا بلند کرے گا۔ پھر انہوں نے اپنی انگوٹھی جو ایک چمکدار

دھات کی بنی ہوئی تھی عنبر کو دیتے ہوئے کہا اسے پاس رکھو
اس سیارے کے گرد جو جادو کا حصار ہے اسے تمہارے گھوڑے
پار نہیں کر سکتے۔ اس حصار کے پار جا کر یہ انگوٹھی دکھا دینا
حصار ٹوٹ جائے گا اور تمہیں راستہ مل جائے گا۔ یہ رتھ
میں نے ہی تمہارے لئے بھجوایا تھا۔ اس لئے کہ تم سے
یہ عظیم کام لینا تھا۔

عنبر نے انگوٹھی لے کر پہن لی اور دل میں سوچنے لگا اس
بزرگ کو کس نے بتایا ہوگا کہ میں اس سیارے پر آنا
چاہتا ہوں۔ بزرگ نے دل کی بات جان کر مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔ میں جانتا ہوں تم کن وسوسوں کا شکار ہو۔ تم مجھے نہیں جانتے
لیکن میں تو تمہیں جانتا ہوں۔ میری قبر سمندر کی تہہ میں
تم دیکھ چکے ہو۔ جہاں کے چیونٹوں نے تمہارے تین دشمن ہلاک
کئے تھے۔ میرے ہی مرید نے تمہیں سلیمانی نقش دیا تھا۔
صوفی نثار شاہ بھی میرے اس مرید کے مرید ہیں۔ یہ ٹھیک
ہے کہ خدا کے برگزیدہ بزرگ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں۔ لیکن
ان کا تعلق دنیاوی چیزوں سے منقطع ہو جاتا ہے۔ ان کا رشتہ
صرف خداوندِ قدوس ہی سے قائم رہتا ہے اس لئے یہ کام
وفات کے بعد میں نہیں کر سکتا۔ میرا خیال ہے اب تمہارے دل
میں کسی وسوسے کی گنجائش باقی نہ ہوگی۔

نثار شاہ کی وجہ سے تمہارا تعلق مجھ سے ہے اور اس
طرح تم بھی میرے مرید ہوا اس لئے یہ کام میرے سپرد
کیا گیا ہے۔ کہ تمہاری راہنمائی کروں۔ اب جاؤ خدا تمہارا
حامی و ناصر ہو۔ عنبر نے انہیں سلام کیا اور گھوڑوں کی راسیں
ڈھیلی چھوڑ دیں۔ جو پھر ہوا سے باتیں کرنے لگے۔ اور تھوڑی
ہی دیر کے بعد سامنے بادلوں اور دھوئیں کی دیوار دیکھ کر رک
گئے۔ عنبر سمجھ گیا سیارہ کا حصار یہی ہے جسے کالی ماتا نے قائم
کر رکھا ہے۔ اس نے بزرگ کی انگوٹھی کا رُخ اس سمت
کیا۔ جس سے کرنیں نکل کر ان بادلوں سے ٹکرائیں اور حصار چٹاخے
کی آواز کے ساتھ ہی پھٹ گیا اور اس میں راستہ پیدا
ہوگیا جس سے گھوڑے رتھ سمیت داخل ہو گئے۔ عنبر اس
وقت سیارے میں داخل ہوا جب یہاں جشن منایا جا رہا تھا
کالی ماتا تخت پر بیٹھی تھی اور سیارے کے لوگ سجدے میں
جھکے کالی ماتا کی جے کے نعرے لگا رہے تھے اچانک کالی ماتا
کا ہشاش بشاش مسکراتا ہوا چہرہ قہر و غضب میں آ گیا۔ مہا پنڈت
اور تمام سیارے کے لوگ تھر تھر کانپنے لگے اور ڈرنے لگے کہ نا
جانے ان سے کیا غلطی ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے کالی ماتا
غصے میں آگئی ہے۔ تب کالی ماتا نے لوگوں کو مخاطب کیا اور
کہا میرے سیوکو آج تمہارے درمیان ایک ایسا منش آ گیا
ہے جس کا سمبندھ اس سیارے سے نہیں۔ جو تمہارا اور

کالی ماتا کا دشمن ہے۔ مہا پنڈت نے ہاتھ جوڑ کر کہا ماتا
ایسا کون سا دشمن ہے جس کی بو ہمیں نہیں آ رہی اور وہ
ہماری ماتا کا دشمن ہوتے ہوئے اس کے کرود اور انتقام سے
کیسے بچا ہوا ہے۔ کالی ماتا نے کہا پنڈت اس کے پاس
جادو کی طاقت ہے جس سے اس کی بو تمہیں محسوس نہیں
ہوسکتی لیکن تمہاری کالی ماتا تو محسوس کر لیتی ہے۔ باقی رہا
وہ میرا دشمن ہوتے ہوئے میرے انتقام سے کیسے بچا ہوا ہے
کچھ باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کو برداشت کرنا پڑ جاتا ہے
کچھ مہان شکتیاں یہ چاہتی ہیں کہ وہ زندہ رہے۔ اس
لئے میں انہیں ناراض نہیں کرنا چاہتی۔ لیکن وہ سمے
آ رہا ہے کہ اب اس سے کھل کر مقابلہ ہوگا۔ کیونکہ وہ
تمہاری کالی ماتا کی بجائے کوئی اور ان دیکھی طاقت کو جسے
وہ خدا کہتا ہے۔ تم لوگوں سے اس کی پوجا کروانا چاہتا ہے
وہ چاہتا ہے تم لوگ اس کے خدا کے سامنے سر جھکاؤ۔ وہ
تم لوگوں میں کھڑا سن رہا ہے۔ میں تمہارے سامنے زندہ حالت
میں اپنی پوری طاقت کے ساتھ موجود ہوں۔ میں اسے کہتی
ہوں۔ اگر اس کا کوئی خدا ہے تو وہ میری طرح تمہارے
سامنے آئے۔ تمہاری فریاد سنے تمہاری نسل بڑھانے کے لئے
تمہیں اولاد عطا کرے اور برے کاموں کی آ کر تمہیں سزا
دے۔ پورے مجمع سے آواز آئی ماتا وہ پاپی کون ہے

ہمیں بتا دیں ہم اس کی بوٹیاں اُڑا دیں گے۔ ماتا نے
کہا دھیرج رکھو وہ تمہارے سامنے ضرور آئے گا۔ پھر
کالی ماتا نے کہا عنبر میدان میں آ جاؤ۔ اور پہلے اپنے
بھائی ناگ کو جو میرا غلام ہے اُس سے اپنی بات منوا کر
دکھاؤ۔ پھر تمہیں اندازہ ہو جائے گا کہ اس سیانے والے
تمہاری بات مان سکتے ہیں یا نہیں۔ اپنے دل میں ایمان کی
روشنی رکھتے ہوئے بھی وہ میرا غلام ہے۔ اور تمہارا دشمن
بن کر تمہارے سامنے آئے گا۔ وہ جان دے دے گا مگر
تمہارا کوئی حکم نہیں مانے گا۔ تب عنبر نہایت تحمل سے مجمعے
سے نکل کر کالی ماتا کے سامنے آیا۔ لوگ چاروں طرف سے
اس کی طرف بڑھے لیکن کالی ماتا نے کہا وہیں رُک جاؤ
نادانوں تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ کیوں اپنی جانیں مفت
میں گنوانا چاہتے ہو۔ سب لوگ وہیں رُک گئے۔ عنبر سمجھ گیا
کہ ناگ کے دماغ پر کالی طاقتوں کا اثر ہے اور کالی ماتا ایک
تیر سے دو نشانے لگانا چاہتی ہے۔ وہ ناگ کو مجھ سے لڑا کر
ہماری طاقت ضائع کروانا چاہتی ہے۔ لیکن وہ مجبور تھا۔
کالی ماتا نے آواز دے کر کہا ناگ کالی ماتا کے سیوک باہر
باہر آ جاؤ۔ اور پھر بت کے سر پر دروازہ کھل گیا اور ناگ
پھنکارتا ہوا بڑے غصے میں باہر آ گیا۔ کالی نے مہا پنڈت
سے کہا ایک جاندار قسم کا سور ناگ کی بھینٹ دو۔ فوراً مہا پنڈت

کے اشارے پر تین چار آدمی رسے سے بندھے ہوئے ایک
موٹے اور طاقتور سور کو لے کر میدان میں آئے اور ناگ کے
سامنے چھوڑ دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سور بھاگ جائے۔
ناگ نے اس پر جست لگائی اور اس کے ماتھے پر ڈس لیا
اور اس کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔ جس کی وجہ سے سور زمین
پر گر کر تڑپنے لگا۔ ناگ نے اس کی شہ رگ پر منہ رکھ دیا اور
اس کا سارا خون پی گیا۔ اب ناگ میں پہلے سے بھی زیادہ
توانائی آ چکی تھی۔ کالی ماتا نے حکم دیا ناگ تمہارے سامنے
میرا دشمن کھڑا ہے۔ اس کا بھی خون پی جا۔ ناگ نے غصے
سے عنبر کی طرف دیکھا وہ اسے بالکل نہیں پہچان رہا تھا۔
اور پھنکارتا ہوا عنبر کی طرف بڑھا۔ عنبر نے اپنا بازو آگے
کر دیا اور ناگ نے جوں ہی اس کے گوشت میں دانت
گاڑنے چاہے۔ اس کے دانت ٹوٹ گئے۔ اسے ایسا لگا
کہ اس نے فولاد پر اپنے دانت گاڑنے کی کوشش کی
ہے۔ وہ غصے سے آگ بگولا ہو گیا۔ کالی ماتا نے جو
یہ دیکھا تو کہا ناگ میں نے تیری ساری طاقت واپس کر
دی ہے۔ سوائے تیرے دماغ کے جو میرا تابع ہے۔ ناگ نے
غصے میں اپنے آپ کو ہاتھی میں تبدیل کر لیا۔ لوگوں نے
ماتا کی جے کے نعرے لگائے۔ ناگ ایک بدمست ہاتھی کی
طرح عنبر کی طرف بڑھا اور اپنی لمبی اور توانا سونڈ ایک

رسّے کی طرح اُس کے گرد لپیٹ کر اُسے اُٹھانا چاہا۔ لیکن وہ پورا زور لگانے کے باوجود بھی عنبر کو ایک انچ بھی نہ اُٹھا سکا۔ اُسے معلوم ہو رہا تھا کہ ساری زمین اور آسمان کا وزن اِسی میں آگیا ہے۔ اِس شکست سے وہ بہت زیادہ غصے میں آگیا۔ اور فوراً شیر بن دھاڑا اور عنبر پر حملہ آور ہو گیا۔ لیکن نہ تو وہ دانت ہی گوشت میں گاڑ سکا اور نہ ہی ناخن اسے گزند پہنچا سکے۔ وہ تابڑ توڑ حملے کرتا رہا لیکن عنبر کو جنبش تک نہ ہوئی۔ وہ چاہتا تو شیر کا منہ پکڑ کر چیر سکتا تھا۔ ہاتھی کی سونڈ توڑ کر ٹکڑے کر سکتا تھا۔ لیکن اُسے علم تھا ناگ کا دماغ جادو کے اثر میں ہے۔ جب ناگ کے تمام حربے ختم ہو گئے تو عنبر نے کالی ماتا کی طرف دیکھا اور کہا۔ میرے بھائی کو میرے ہاتھوں مروانے کی بجائے اپنی شکتی کو میرے مقابلے میں لاؤ۔ یاد رکھو تمہارے اقتدار کا سورج اِس سیارے پر غروب ہو چکا ہے۔ یہاں کالی ماتا کی جے کی بجائے اللہ اکبر کے نعرے گونجیں گے۔ جن بارہ ہاتھوں پر مان کرتی ہو میں انہیں توڑ ڈالوں گا۔

پھر کیا ہوا، جاننے کے لیے قسط نمبر ۴۶
"ناگ غائب ہو گیا" پڑھیے

عنبر ناگ ماریا

موت کے تعاقب کی دا

۵ ہزار سالہ سفر کی پُراسرار اور سنسنی خیز داستان

مُصنّف: اے حمید

- ۱۔ لاش کی ملاقات ۵/-
- ۲۔ جہاز ڈوب گیا ۵/-
- ۳۔ مندر کی چڑیل ۵/-
- ۴۔ پُراسرار غار کی مورتی ۵/-
- ۵۔ ناگ لندن میں ۵/-
- ۶۔ تابوت میں سانپ ۵/-
- ۷۔ موت کا دریا ۵/-
- ۸۔ سانپ کا انتقام ۵/-
- ۹۔ سانپ کی آواز ۵/-
- ۱۰۔ ناگ کا قتل ۵/-
- ۱۱۔ شاہ بلوط کا خزانہ ۵/-
- ۱۲۔ پتھر کا ہاتھ ۵/-
- ۱۳ طوفانی سمندر کا بھوت ۵/-
- ۱۴۔ ڈائناسورس کا جزیرہ ۵/-
- ۱۵۔ سیاہ پوش سایہ ۵/-
- ۱۶۔ انسانی بلّی ۵/-
- ۱۷۔ سانپوں کا جنگل ۵/-
- ۱۸ ماریا اور بن مانس ۵/-
- ۱۹ قبر نما انسان ۵/-
- ۲۰ لکشمی دیوی کا انتقام ۵/-
- ۲۱ ناگ اور جادوئی ترشول ۵/-
- ۲۲۔ ناگ عنبر مقابلہ ۵/-
- ۲۳۔ لاش کی چیخ ۵/-
- ۲۴۔ آسیب کی رات ۵/-
- ۲۵۔ ننانوے سیڑھیوں کا راز (سلور جوبلی نمبر) ۱۵/-
- ۲۶۔ عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں ۵/-
- ۲۷۔ ماریا اور جادوگر سانپ ۵/-
- ۲۸۔ نقلی ناگ کی سازش ۵/-
- ۲۹۔ بابل کی بدروحیں ۴/-
- ۳۰۔ قبر کی دُلہن (خاص نمبر) ۷/۵۰
- ۳۱۔ آدھا گھوڑا آدھا انسان ۵/-
- ۳۲۔ ناگ ناگن مقابلہ ۶/-
- ۳۳۔ ایک آنکھ والی عورت ۶/-
- ۳۴۔ مُردوں کی شہزادی ۶/-
- ۳۵۔ سانپوں کا دربار ۶/-
- ۳۶۔ قبر اور ڈھانچہ ۶/-
- ۳۷۔ عقرب دیوتا کا پجاری ۶/-
- ۳۸۔ کٹا ہوا زندہ ہاتھ ۶/-
- ۳۹۔ عنبر لاہور میں ۶/-
- ۴۰۔ چڑیلوں کی ملکہ (خاص نمبر) ۱۲/-
- ۴۱۔ مُردہ ہونٹ اور ماریا ۶/-
- ۴۲۔ رات کا کالا کفن ۶/-
- ۴۳۔ کھنڈرات کی بدروحیں ۶/-

نیا مکتبہ اقرأ ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸

اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان
ناگ غائب ہو گیا

اے۔ حمید

قیمت: سات روپے پچاس پیسے

بار اول ۱۹۹۳ء

ناشر: مکتبہ اقرا [illegible]

طابع: الفرید پرنٹرز لاہور

کالی ماتا نے غرور سے کہا مشرق سے لے کر مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک کہاں کہاں میرے اقتدار سے ٹکراؤ گے۔ مورکھ صرف پانچ ہزار سالہ زندگی پر گھمنڈ کرتے ہو جس سورج کو غروب کرنا چاہتے ہو وہ تو کئی پانچ ہزار سال سے چمک رہا ہے اور جب تک اس جہان میں کہیں بھی آبادی موجود ہے چمکتا رہے گا۔ ایک مٹھی خاک سے تمہارا خمیر بنا ہوا ہے۔ وہی خاک کی مٹھی تمہاری آنکھوں میں جھونک کر تمہیں اندھا کر دوں گی۔ کالی ماتا نے اپنے ایک ہاتھ میں پکڑا ہوا ترشول عنبر کی طرف پھینک مارا جوں ہی یہ ترشول عنبر کے قریب پہنچا تو تعویز سے کرنیں پھوٹ کر اس سے جا ٹکرائیں۔ اور اسے آگ لگ گئی۔ اور وہ جلتا ہوا واپس کالی ماتا کی طرف لوٹ گیا۔ عنبر نے قہقہہ لگایا تمام لوگ ڈرے اور سہمے ہوئے انداز میں کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے جن میں ناگ اور مہا پجاری بھی شامل تھے۔ کالی نے ایک ہاتھ آسمان کی طرف اٹھایا کڑکتی ہوئی بجلی اس کے ہاتھ میں آگئی اور اس نے بجلی کے کوڑے

کو گھما کر عنبر کو مارا جو عنبر کے سارے جسم سے لپٹ گئی۔
کالی ماتا نے عزدرے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا بتا تجھے کس
مقام پر پھینک دوں۔ جہاں تمام عمر یہ بجلی تجھ سے لپٹی تجھے
ہلکی ہلکی آنچ دے کر جلاتی رہے۔

لیکن اسی وقت پھر تعویز سے کرنیں چھوٹ کر بجلی سے جا
ٹکرائیں اور وہ کئی ٹکڑوں میں ٹوٹ کر زمین پر گر پڑیں۔ کالی
ماتا کا عزدرے اُٹھا ہوا سر تعجب اور حیرت سے جھک گیا۔
عنبر نے قہقہہ لگاتے ہوئے طنز کی۔ سیارے کے لوگو دیکھ
لی تم نے اپنی اِس دیوی کی طاقت جو میرے اَن دیکھے خدا کو
کہہ رہی تھی تم لوگوں کے سامنے آئے۔ میں کہتا ہوں جب
اُس خدا کا ایک معمولی گنہگار بندہ تمہارے سامنے موجود ہے
اور اُس کا یہ کچھ نہیں بگاڑ سکی۔ تو میرے خدا کا کیا مقابلہ
کرے گی۔ یاد رکھو یہ دیوی تمہارا خدا نہیں۔ یہ کسی معمولی
بندے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اُس خدا کی پوجا کرو جو سب کا
رب ہے جو زمین و آسمانوں کا مالک ہے اور جسے کوئی شکست
نہیں دے سکتا۔ اگر آج تمہاری دیوی مجھے شکست دے
سکی تو تمہیں حق ہوگا کہ اِس کی پوجا کرو اسے سجدہ کرو
اور اگر یہ خدا کے اِس ناچیز بندے سے شکست کھا گئی تو
تم خود ہی فیصلہ کر لینا کہ خدا کو کوئی شکست دے سکتا
ہے۔ وہ خود فتح و شکست، زندگی اور موت کا مالک ہے۔

کالی نے کہا عنبر میں تمہیں اُس گستاخی کی ایسی سزا دوں
گی کہ زمین اور آسمان کانپ اُٹھیں گے۔ اُس نے اپنا ایک
ہاتھ اُوپر اُٹھایا جس میں ایک دو دھاری چوڑی اور لمبی تلوار
تھی کہا یہ دیکھ یہ اندر بھگوان کی تلوار ہے جس کا لوہا فولاد
کو بھی کاٹ کر نکل جاتا ہے۔ اور اب یہی تلوار تجھے سزا دینے
کے لئے کافی ہوگی۔ عنبر نے بھی اپنی تلوار نکال کر لہرائی اور کہا
دیکھ یہ تلوار اُس مجاہد کی ہے جو مکہ کی فتح کے وقت جنگ میں
شریک تھا اور جس کی تلوار نے سینکڑوں کافروں کے خون
کئے تھے۔ یہ اسلام کے بہادر جرنیل خالد بن ولید کی تلوار
ہے جسے سیف اللہ کہا گیا ہے۔ یعنی اللہ کی تلوار۔ پھر کالی ماتا
بجلی کی تیزی کے ساتھ عنبر پر تلوار لے کر جھپٹ پڑی۔
دونوں تلواریں ٹکرائیں اور شرارے چھوٹنے لگے۔ دونوں کی
دھار بے مثال تھی۔ دونوں کی کاٹ لاجواب تھی۔ دونوں کے
بازوؤں میں ہاتھیوں کی طاقت تھی۔ جس کی وجہ سے ان کے قدموں
کی زمین دہل رہی تھی۔ اور سیارے میں زلزلے کے جھٹکے محسوس ہونے
لگے تھے۔ آسمان پر بجلیاں چمکنے لگی تھیں۔ اور سیارے کے لوگ
خوف کے مارے سجدے میں گر گئے تھے۔ وار پر وار ہو رہا تھا۔
کہیں بازوؤں کی طاقت کا مظاہرہ تھا اور کہیں تلوار کی کاٹ کے
جوہر سامنے آرہے تھے۔

دونوں کے درمیان اگر کوئی درخت آجاتا تو اس کا تنا مولی کی

طرح کٹ جاتا اور تلوار اسی میں سے اس طرح گزر جاتی جیسے پانی
کی لہر ہو۔ دونوں حریف پسینے سے شرابور ہو رہے تھے۔ کالی
ماتا کی آنکھوں سے چنگاریاں غصے کے مارے نکل رہی تھیں۔
اُس کے آٹھوں ہاتھوں میں ہتھیار تھے جن سے وہ برابر وار کر رہی
تھی۔ لیکن اس بات پر اسے حیرت تھی کہ عنبر ایک تلوار سے ہی
آٹھوں ہتھیاروں کا نہ صرف دفاع کر رہا تھا بلکہ ساتھ ساتھ
وار بھی کرتا جاتا تھا۔ کئی دفعہ اس کے جسم پر کاری ضرب بھی لگ
چکی تھی۔ لیکن جسم پر ایک خراش تک نہ آئی تھی البتہ کالی ماتا
کو ٹوٹا ہُوا ہتھیار ضرور بدلنا پڑتا تھا ـــــ سیارے کے لوگوں
کو حیرت ہو رہی تھی کہ کیا کسی انسان میں اتنی طاقت ہو سکتی
ہے کہ دیوتاؤں کا اس طرح مقابلہ کر سکے۔ اُن کے ایمان میں
لرزش آ گئی تھی۔ اور وہ عنبر کو بھی کالی ماتا کی طرح کوئی مہان
طاقت سمجھ رہے تھے۔ یہ مقابلہ طول پکڑتا جا رہا تھا۔ کالی ماتا
کے جسم پر کئی گھاؤ عنبر نے لگائے تھے لیکن وہ فوراً ہی بھر
جاتے تھے۔

لیکن عنبر کے جسم پر تو کوئی ہتھیار بھی کارگر نہیں ہو رہا
تھا۔ اب عنبر کے حملوں میں زور شور پیدا ہو گیا تھا وہ بار بار
اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر وار کرتا ہی چلا جاتا کالی ماتا کو
مہلت ہی نہ دیتا کہ وہ بھی وار کر سکے۔ وہ آٹھوں ہاتھوں سے
دفاع کر رہی تھی اور ہر اللہ اکبر کے نعرے کے ساتھ ہی

اُس کے پاؤں اور بازوؤں میں لرزش پیدا ہونے لگی تھی۔
دونوں تلواروں سے چنگاریوں کی جگہ پر ٹکراؤ سے شعلے لپکنے
لگے تھے۔ پھر اس طویل جنگ کا اختتام اُس وقت ہوا جب
عنبر نے یا علی کا نعرہ لگا کر کالی کی تلوار پر اپنی تلوار کا بھرپور
ہاتھ مارا اور ٹوٹ کر زمین پر جا گری۔ ایک دفعہ تو سیارے کی زمین
لٹو کی طرح سے گھوم کر رہ گئی۔

آسمان سے کڑکتی ہوئی بجلی کالی کے بُت پر گری اور اس
میں دراڑیں پڑ گئیں۔ فضا میں طاغوتی طاقتوں کے شور و غل کی
آوازیں اُبھرنے لگیں اور اس نے آسمان کی طرف منہ کر کے
کہا۔ اندر بھگوان تیری تلوار ٹوٹ گئی ہے یہ میری شکست
نہیں تیری ہار ہے۔ آسمان پر بجلیوں کا جال سا پھیل گیا۔ اور
سیارے میں کئی جگہ بجلی کی کڑک اور چمک کے ساتھ گری جس
نے کئی درختوں کو جلا کر راکھ کر دیا۔ مہا جادوگر اور سیارے کے
لوگ بار بار سجدے میں گر رہے تھے۔ اور اپنی زبان میں اس
بلا کو ٹالنے کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ ناگ کنڈلی مارے
کالی کے تخت کے نیچے لاتعلق سا بیٹھا تھا اور پھر سیارے کے
لوگوں نے آسمان پر گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیکھا بارہ سیاہ
گھوڑوں کی رتھ پر اندر دیوتا اپنے قوی بازوؤں میں لگامیں تھامے
اُڑتا ہُوا اس سیارے کی طرف چلا آ رہا تھا۔ کالی نے خوشی کے
اظہار کے ساتھ نعرہ لگایا جے اندر دیوتا۔ سیارے کے کچھ

لوگوں نے اس کا جواب جے کالی ماتا جے اندر دیوتا سے دیا
لیکن عنبر نے پورے جوش کے ساتھ اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور
کہا دیکھ لو سیارے کے لوگو۔ تمہاری دیوی خدا کے اس عاجز
بندے سے شکست کھا گئی ہے۔ کالی نے کہا گھمنڈی وہ دیکھ
تیری موت بن کر اندر بھگوان آسمانوں سے خود آ گیا ہے۔ پھر اندر
کا رتھ سیارے میں اُترا۔ اُس کے سیاہ منہ زور گھوڑوں کے
نتھنوں سے جھاگ نکل رہا تھا۔ اور ان کے کھروں سے جو سیارے
کی پتھریلی زمین پر پڑ رہے تھے۔ چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں۔
اندر نے اپنے کندھے پر کئی من وزنی گرز اٹھا رکھا تھا۔ اور
اس کی آنکھوں میں خون کی لالی بتا رہی تھی کہ وہ سخت غصے
میں ہے۔

اُس نے آتے ہی کالی ماتا سے کہا۔ تُو نے ببول کے
کانٹوں سے دامن الجھا لیا ہے۔ یہ کانٹا تیرے گلے میں اٹک کر
رہ جائے گا۔ اس لئے کہ اسے موت نہیں آ سکتی۔ ہم دونوں مل کر
بھی اسے جان سے نہیں مار سکتے۔ تُو نے میری تلوار کو اس چھوکرے
سے تڑوا کر میرا اپمان کیا ہے۔ میں بھگوان کے لکھے فیصلے کو پڑھ
رہا ہوں۔ اس سیارے پر تیرے عروج کا سورج غروب ہوتا نظر
آ رہا ہے۔ پھر اندر نے عنبر کے قریب آ کر کہا۔ لڑکے تو اپنے بھائی
کو لینے یہاں آیا تھا۔ میں تجھے یہ موقع دیتا ہوں۔ ناگ کو لے
کر یہاں سے چپ چاپ یہاں سے چلا جا یہی تیرے لئے بہتر ہے۔

لیکن عنبر نے کہا۔ اِندر جی مجھے اپنے بھائی سے مذہب اسلام زیادہ
عزیز ہے۔ یہاں کالی ماتا کی جے کے نعرے نہیں اللہ اکبر کی صدائیں
جب تک نہیں گونجیں گی میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ یہ میرے
اللہ کا حکم ہے۔ اِندر نے کہا نادان تیرے بزرگ فرعونوں کا
یہ مذہب نہ تھا۔ پھر تو اس نئے مذہب کے لئے کیوں مصیبت
میں اپنی جان ڈالنا چاہتا ہے۔ عنبر نے کہا جب حق آیا تو
باطل چلا گیا۔ بہتر ہے آپ یہ مشورہ کالی ماتا کو دیں کہ وہ
یہاں سے بوریا بستر باندھ کر چلی جائے۔ اِندر نے کہا اس کا
مقصد ہے کہ جنگ ہمارے لئے ناگزیر ہو گئی ہے۔ عنبر نے جواب
دیا میرے لئے تو یہ جہاد ہے۔ اِندر نے حقارت سے کہا۔
لڑکے تو نہیں جانتا کس کے منہ لگ رہا ہے۔ ہم نے آج تک
دیوتاؤں کی گستاخی برداشت نہیں کی۔ تیری حیثیت ہی کیا
ہے۔ پھر اندر نے اپنے بارہ وحشی سیاہ گھوڑوں کی لگامیں
کھینچیں جو ہنہنا کر الف ہو گئے اور اندر نے اُن کا رُخ عنبر کی
طرف کر دیا۔ جو بھاگتے ہوئے رتھ سمیت عنبر پر چڑھ دوڑے
لیکن عنبر پلک جھپکتے ہی ایک طرف ہو گیا اور گھوڑے وحشت میں
گرد اُڑاتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ اِندر نے پھر اُن کا رُخ موڑ
کر عنبر کی طرف کر دیا۔ اور تڑاخ تڑاخ کوڑے اُن کے جسموں پر
برسائے۔ گھوڑے آندھی اور طوفان کی طرح عنبر پر چڑھ دوڑے
لیکن اب اِندر نے عنبر کو بچ کر ہٹنے کا موقع ہی نہ دیا۔ جونہی عنبر

نے بائیں طرف ہٹنا چاہا۔ اندر نے بجلی کی سرعت کے ساتھ اس
سمت کی باگ کو جھٹکا دیا اور گھوڑے عنبر کے سر پر پہنچ گئے۔
عنبر نے فوراً آگے والے دونوں گھوڑوں کے گلے میں پڑے ہوئے
چمڑے کے ساز کو پکڑ کر زور سے اُوپر اٹھا کر اُوپر پھینکا جس کے
ساتھ ہی آٹھوں گھوڑے رتھ سمیت اُلٹ گئے۔ بوکھلاہٹ کے
مارے کالی ماتا کے آٹھوں ہاتھوں سے ہتھیار گر پڑے اور اندر
نے زمین پر سے اُٹھ کر کئی من وزنی گُرز کو ہوا میں لہرایا
جس سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔ اور پھر پوری طاقت سے عنبر کے
سر پر دے مارا۔ عنبر نے فوراً اپنی تلوار پر اِس کو روکا اور گُرز
کٹ کر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔ اب سیارے والوں کے دلوں
میں یہ خیال پیدا ہونا شروع ہو گیا کہ بلاشبہ عنبر اندر بھگوان
اور کالی ماتا دونوں سے زیادہ طاقت ور ہے اور عنبر کے لئے
ان کے دل میں احترام پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ اب ان کے منہ
سے کالی ماتا یا اندر کے لئے کوئی بھی نعرہ نہیں نکل رہا تھا
اور وہ عزت و احترام سے خدا کے اس سپاہی کو دیکھ رہے
تھے جو بلاشبہ اللہ کی تلوار بن کر باطل سے ٹکرا گیا تھا اِس
سے پہلے کہ اب اندر کوئی اور وار عنبر پر کرے کالی ماتا درمیان
میں آ گئی اور اندر دیوتا سے کہا مہاراج میری وجہ سے آپ
کا اپمان ہوا ہے۔ جس کے لئے میں شرمندہ ہوں۔ مجھے شما
کریں یہ لڑائی میرے اور اس کے درمیان میں ہے آپ

اندر لوک لے جائیں۔ اندر نے کہا کالی ماتا ہم نے تو آتے ہی
[illegible] کہ تم نے ببول کے کانٹوں میں اپنا دامن الجھا لیا ہے جسے
[illegible] ہے۔ میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ لڑکے مگر یاد رکھنا
اس اپمان کا بدلہ تم سے ضرور لوں گا۔ جب سمے کی باگیں میرے
ہاتھ ہوں گی۔ میرے پاس اتنی شکتی موجود ہے کہ میں تمہارے
ساتھ ساری عمر مقابلہ کرتا رہوں تو کم نہ ہو لیکن میں دیوتاؤں
کے دیوتا زیوسِ اعظم کو ناراض نہیں کرنا چاہتا۔ اُن کا حکم
ہے کہ میں بلا مقابلہ کئے چلا آؤں۔ میرے دل میں یہ خلش اِس
وقت تک رہے گی جب تک تجھ سے بدلہ نہ لے لوں اور اِس
کے لئے میں عظیم زیوس دیوتا کو راضی کر لوں گا۔ اِندر اپنی
رتھ پر سوار ہوا اور اپنا کوڑا غصے سے لہرایا اور آٹھ سیاہ
گھوڑوں کی پیٹھ پر یہ کوڑا نشان بناتا ہوا بجلی کی تیزی سے واپس
گیا۔ گھوڑوں کے منہ سے غصے میں جھاگ بہنے لگی اور وہ تیزی
سے ہوا میں رتھ لے کر اُڑ گئے۔ پھر کالی ماتا نے عنبر سے
کہا مجھے اندر دیوتا کی رائے سے اتفاق ہے مہان شکتی دان
[illegible] نہیں چاہیئے کہ تم سے بڑی جنگ لڑی جائے۔ میں ناگ
کو دوبارہ ٹھیک کیئے دیتی ہوں۔ اسے لے کر یہاں سے چلے
جاؤ۔ عنبر نے کہا دیوی تمہاری شکست ہو چکی ہے۔ حق آ گیا
ہے۔ اِس سیارے پر باطل کو چلے ہی جانا چاہیئے۔ اب اگر
تم اپنی مٹی خراب کرنا چاہتی ہو تو تمہاری مرضی ہے اس لئے

کہ میرے ہاتھ میں جو تلوار ہے اس کی کاٹ اِندر دیوتا کی تلوار بھی نہیں کرسکی۔ گلے میں سلیمانی نقش کی وجہ سے دنیا کا کوئی جادو میرے اُوپر نہیں چل سکتا۔ جسمانی طاقت کا مظاہرہ بھی تم دیکھ چکی ہو۔ کالی ماتا نے منتر پڑھ کر ناگ پر پھونکا۔ وہ ٹھیک ہو گیا اور جلدی ہی عنبر کو دیکھ کر انسان بن کر اس سے لپٹ گیا۔ کیونکہ اُس کا ذہن کالی ماتا کے جادو سے آزاد ہو چکا تھا۔ پھر کالی نے کہا میں یہاں سے جا رہی ہوں۔ عنبر وقتی طور پر تمہاری فتح تسلیم کرتی ہوں لیکن دشمنی کی وہ آگ سینے میں لے کر جا رہی ہوں۔ جو صرف تمہارے خون سے ہی بجھے گی۔ پھر اُس نے پشیمانی سے سیارے کے لوگوں کی طرف دیکھا اور زمین میں غائب ہو گئی اُسی وقت آسمان سے کڑکڑاتی ہوئی بجلی آکر کالی ماتا کے مجسمے پر گری اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر بکھر گیا۔ سیارے کے لوگوں نے عنبر کے آگے اپنے سر جھکا دیئے۔ لیکن عنبر نے کہا سیارے کے لوگو ہم سب انسان ہیں اور سب برابر ہیں۔ ہمارا سر صرف ربّ جلیل کے سامنے جھکنا چاہیئے۔ جو تمام جہانوں اور آسمانوں کا رب ہے۔ تم آج تک باطل کے اندھیرے میں بھٹک رہے تھے۔ میں خداوندِ واحد کے نور سے یہاں روشنی کرنے آیا ہوں۔ آج سے وعدہ کرو کہ تم صرف ایک خدا کی پرستش کرو گے۔ جو واحدہٗ لاشریک ہے۔ سب نے ایک زبان ہو کر کہا ہم خدا کی پرستش

کریں گے اور اسی کے آگے سر جھکائیں گے۔ پھر عنبر اور ناگ نے مہا پنڈت کو کلمہ پڑھنا سکھایا اور لوگوں کو بھی اسلام کے زریں اصول سکھائے اور مہا پنڈت کو اپنا نائب مقرر کرکے وہاں سے ناگ اور عنبر دوبارہ رخصت ہوئے۔ لوگوں نے بہت اصرار کیا کہ آپ دونوں ہم پر حکومت کریں۔ لیکن عنبر نے کہا ہم حکومت کرنے کے لئے نہیں۔ انسانیت کی خدمت کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ پھر وہ سیارے کے لوگوں کو روتا چھوڑ کر وہاں سے رخصت ہوئے کیونکہ اُن کے لئے وہی رتھ جس پر بیٹھ کر عنبر آیا تھا۔ پھر آن موجود ہوا۔ رتھ وہاں سے روانہ ہوا اور سیارے کی حدود کو پیچھے چھوڑتا ہوا آسمان میں سفر کرنے لگا۔ جہاں ایک بار پھر عنبر کی ملاقات اُسی بزرگ سے ہوئی جنہوں نے یہ کام اُن کو سونپا تھا کہ سیارے کے کافر لوگوں کو اسلام کے زریں اصول بتا کر مسلمان بنائیں۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے پہلے عنبر کو اور پھر ناگ دونوں کو باری باری گلے لگایا اور بہت پیار کیا۔ اور نصیحت کی کہ انسانیت کی خدمت ہی سب سے بڑی عبادت ہے اِس سے کبھی منہ نہ موڑنا۔ خدا کے فضل و کرم سے کوئی بھی طاقت تم پر غالب نہ آسکے گی۔ اور پھر انہیں اپنی دعاؤں سے رخصت کیا۔ رتھ کئی دن کی مسافت طے کرتا ہوا دوبارہ عنبر اور ناگ کو متھرا شہر کی طرف لے کر اترنے لگا۔

ماریا چوری ہوگئی

متھرا میں کالی کا مندر تیار ہوچکا تھا جس کے لئے
ہزاروں رشی منی جوگی اور پنڈت دور دراز کا سفر کرکے اس
ثواب میں حصہ لینے آئے تھے۔ ہزاروں لوگوں نے دن رات کی
محنت سے یہ مندر سالوں کی بجائے ہفتوں میں تعمیر
کیا تھا۔ اور ہندو لوگوں کا عقیدہ تھا کہ اس کی تعمیر
میں دیوتاؤں نے بھی حصہ لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو تعمیر
سالوں میں ہونی تھی ہفتوں میں اختتام کو پہنچ گئی اب ہندو
یاتری وغیرہ اسے سجانے میں دن رات مصروف تھے۔ کیونکہ عمارت
کی تعمیر کے ساتھ ساتھ مختلف شہروں میں کالی ماتا اور شیو جی،
مہاراج کے مختلف سائز کے ہزاروں بت تیار کر رہے تھے اور
دن رات یہاں پہنچ رہے تھے جن کو یہاں کے کاریگر پنڈتوں کی
ہدایت پر جگہ جگہ سجاتے پھر رہے تھے۔ ان میں پنڈت وشانت
بھی شامل تھا۔ جس کے قبضے میں ماریا سونے کا بت بنی موجود تھی
وہ چاہتا تھا کہ یہ سونے کا بت کالی ماتا کے چڑھاوے میں دے

کا مندر کی تعمیر کے دوران وشانت کے ساتھ ایک اور جوان لڑکا جس
کا نام کالی داس تھا وشانت کے چرن چھو کر اس کا چیلا بن
گیا تھا اور چند دنوں میں رات دن خدمت کرکے وشانت کے
دل میں گھر کر گیا تھا۔ اس نے ایک روز سونے کا بت وشانت
کے پاس دیکھ لیا اُسکے دل میں خیال آیا۔ کالی ماتا کے
چرنوں میں تو لاکھوں کروڑوں چڑھاوے چڑھیں گے اگر ایک سونے
کا بت چڑھایا بھی نہ گیا تو کیا فرق پڑ جائے گا۔ کیوں نہ
میں اسے چرا کر یہاں سے لے جاؤں۔ اور اپنے شہر میں جا کر
اس بت کو بیچ کر اپنی بہنوں کا بیاہ کر دوں جو جہیز نہ ہونے
کی وجہ سے اب تک گھر بیٹھی ہیں۔ اور اُس کی بوڑھی ماں ان کے
غم میں بیمار پڑی ہے۔ پہلے باپ بھی یہی غم لے کر دنیا سے سدھار
چکا ہے۔ ایک رات جب وشانت بے خبر سو رہا تھا۔ کالی داس
نے چپ چاپ اُٹھا اُس نے ماریا کا بت جسے وشانت نے اپنے
جھولے میں چھپا رکھا تھا۔ نکالا اور مندر میں کالی کے بڑے
بت کے پاس آیا اور رو رو کے کہنے لگا ماتا مجھے معاف کر
دینا۔ یہ سونا ہیرے موتی تمہارے کسی کام کے نہیں تم تو
خود مہان شکتی کی مالک ہو۔ اِس کی ضرورت تو ہم غریبوں
کو ہے۔ جن کی بیٹیاں اور بہنیں جہیز نہ ہونے کی وجہ سے ماں
باپ کی موت کا باعث بن رہی ہیں۔ یہ دنیا والے بھی کیا

پاگل ہیں۔ جن سے خود مانگ کر لیتے ہیں۔ اُن ہی کی جھولیاں
بھرنے چل پڑتے ہیں۔ اور جو غریب دامن پھیلائے کھڑے
ہیں اُن کی طرف نفرت کی نگاہ کرکے منہ موڑ کر چل دیتے ہیں
مجھے معاف کر دینا ماں میں یہ چوری اپنی ضرورت کیلئے نہیں۔
بہنوں کے ہاتھ پیلے کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔ اُس نے ماتا
کے چرن چھوئے رات ہی کو مندر چھوڑ کر چلا گیا۔ دن کے
وقت جب وشانت نے اپنی عادت کے مطابق جھولے میں ماریا
کے بُت کو دیکھا تو وہ غائب تھا۔ وہ سمجھا شاید جادو کے زور
سے کسی مہاشکتی دان نے اسے دوبارہ نہ اپنی اصلی حالت
میں بدل دیا ہو لیکن جب اسے کالی داس نظر نہ آیا تو سمجھ
گیا یہ کارنامہ اُسی کا ہے۔ اُس نے مسکراتے ہوئے سوچا
کیسا نادان ہے یہ بھی نہیں سوچتا کہ گرو کے لئے تو وہ گھڑے
کی مچھلی ہے۔ گرو جب چاہے گا ہاتھ بڑھا کر اسے گردن سے
پکڑ لے گا۔ کوئی بات نہیں میں اُسے موقع دوں گا۔ جتنا تیز
وہ بھاگ سکتا ہے بھاگ لے۔ اُسی رات ناگ اور عنبر متھرا
شہر سے باہر اُتر گئے اور پھر شہر کی طرف روانہ ہوئے کہ ہوٹل
میں ماریا اُن کا انتظار کر رہی ہوگی۔ وہ جلدی ہی ایک بگھی
حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جو خالی تھی اور اسی میں بیٹھ کر
سرائے میں پہنچ گئے۔ عنبر اور ناگ مالک کے پاس آئے پہلے

جہاز پر لنکا سے واپس خراساں جا رہے تھے۔ کہ دیبل کی
بندرگاہ پر ڈاکوؤں نے ہمیں لوٹ لیا۔ ہمارے کئی آدمی اُن
سے مقابلے میں شہید ہو گئے ہیں۔ کچھ آدمیوں کو وہ قیدی بنا
کر لے گئے ہیں۔ جن میں عورتیں اور لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ عنبر
کا خون کھولنے لگا اور اُس نے کہا۔ پہلے یہ بتاؤ بھائی
یہ کون سا علاقہ ہے۔ آدمی نے کہا شاید تم دونوں بھی پردیسی
ہو۔ یہی دیبل کا علاقہ ہے یہاں سے تھوڑی دور بندرگاہ ہے۔
اس علاقے کا راجا داہر ہے ہمارے خلیفہ ولید بن الملک ہیں۔
اور قریبی ملک خراساں کے گورنر حجاج بن یوسف سے راجہ داہر
کا معاہدہ ہے کہ دونوں حکومتیں تجارتی جہازوں کی حفاظت کی
ذمہ دار ہیں۔

لیکن راجا داہر بڑا سازشی اور ظالم آدمی ہے اِس کے اپنے
ملک کی رعایا اِس کے ظلم سے بے حد تنگ ہے ہم نے بندرگاہ
پر مقیم آفیسروں سے شکایت بھی کی۔ لیکن انہوں نے ہمیں یہ کشتی
دے کر سمندر میں دھکیل دیا ہے اور ہماری شکایت پر کان
تک نہیں دھرے۔ ہم مسلمان اپنا مال اور عزت لٹا کر واپس
خراساں جا رہے ہیں۔ ناگ نے عنبر اور عنبر نے ناگ کی طرف
دیکھا اور سرگوشی کی اِس کا مقصد ہے کہ ہم تین سو سال
کی جست لگا چکے ہیں۔ خدا جانے ماریا کا کیا حال ہے۔ ناگ
نے کہا وہ جہاں بھی ہوگی خیریت سے ہوگی۔ تم جلدی ہی

بھول جاتے ہو۔ ہم نے زندہ رہ کر پانچ ہزار سال کا عرصہ پورا کرنا ہے۔ عنبر نے کہا تم ٹھیک ہی کہتے ہو۔ اب خراساں کے گورنر حجاج بن یوسف کا بھتیجا محمد بن قاسم اِس ملک پر حملہ کرے گا اور اس کی فتح ہو گی۔ راجا داہر مارا جائے گا۔ وہ دونوں ہنسنے لگے۔ وہ بالکل بھول گئے تھے کہ اُن کے علاوہ بھی یہاں کوئی موجود ہے۔ لوگوں کو ان کی ہنسی بہت ناگوار گذری۔ ایک بوڑھے نے کہا شکل سے تو تم مسلمان لگتے ہو۔ لیکن مسلمانوں کی آفت پر ہنس رہے ہو۔ ہمارا سب کچھ لُٹ گیا ہے۔ مسلمان ہونے کے ناطے تم ہمارے غم میں شریک نہیں ہو سکتے۔ تو قہقہے نہ لگاؤ۔

عنبر اور ناگ کو بہت دُکھ ہُوا اور انہوں نے اپنے رویے پر معافی مانگتے ہُوئے کہا۔ محترم بزرگ مسلمان کی جان مال اور عزت ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوتی۔ خدا کی قسم اگر حکومتوں کا معاملہ نہ ہوتا تو ہم ابھی اُن ظالموں کو ڈھونڈ کر سزا دیتے۔ ہم دونوں بھائی آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

ہم بھی آپ لوگوں کے ساتھ خراساں چلیں گے اور گورنر سے مِل کر درخواست کریں گے کہ اِس عہد شکنی پر راجا داہر سے جواب طلبی کرے۔ پھر وہ دونوں بھی ان لوگوں میں شامل ہو گئے۔ عنبر اور ناگ نے اِس کشتی کی پتوار سنبھال لی۔

اور اسے سمندر کے گہرے پانی میں لے کر ایران کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور سندھ صوبے کو پار کر کے بلوچستان سے ہوتے ہوئے سمندر سے خلیج فارس میں داخل ہو گئے۔

دوسری طرف وشانت نے ناگ اور عنبر سے پیچھا چھوٹ جانے کے بعد یہاں سے کوچ کیا اور کاٹھیا واڑ کی طرف سومنات کے مندر کی تعمیر میں حصہ لینے کے لئے روانہ ہو گیا ماریا سونے کی مورتی کی شکل میں اُس کے پاس تھی جہاں اسے ضرورت ہوتی تھی۔ اُس شہر میں وہ جا کر کسی سنار کے اُس مورتی کو فروخت کر دیتا تھا۔ اور عیش و عشرت میں وہ شہر بہ شہر پھرتا ہُوا کاٹھیا واڑ کی طرف جا رہا تھا۔ کیونکہ ایک شہر میں وہ مورتی فروخت کرتا اور دوسرے شہر جا کر مورتی کو واپس بلا لیتا۔ یہ فن ماریا کے پاس ہی تھا کہ جادو کے اشارے پر وہ لوہے کی تجوری میں سے نکل آتی اور اُڑتی ہُوئی وشانت کے اشارے پر اُس تک پہنچ جاتی۔ وشانت نے اُس کے دماغ کو ایسا قابو کر رکھا تھا کہ اُسے عنبر اور ناگ بالکل بھول چکے تھے۔ وہ صرف وشانت کو ہی اپنا مالک سمجھتی تھی اور اُس کے اشارے پر ہی فوراً ہر حکم بجا لاتی تھی۔ جس قیمتی چیز کو وشانت چاہتا ماریا کے ذریعے منگوا لیتا وہ چیز سب کے سامنے پڑی غائب ہو جاتی اور چیز کا مالک احتجاج بھی نہ کر سکتا۔ کیونکہ اس کے سامنے کوئی موجود ہی نہ ہوتا

ماریا اسے نظر ہی نہ آ سکتی تھی۔ اُسے تو صرف وشانت ہی
دیکھ سکتا تھا۔ ماریا کے ذریعے وشانت پنڈتوں کی بجائے
راجاؤں کی زندگی بسر کرنے لگا تھا۔ دوسری طرف خراساں کے
گورنر حجاج بن یوسف نے فوراً ان لُٹے ہوئے مسلمانوں کی دادرسی
کے لئے ایک مراسلہ راجہ داہر کے نام ارسال کر دیا۔ جس میں
اسے معاہدے کا یاد دلاتے ہوئے کہا گیا تھا کہ مسلمانوں
کے تمام قیدی اور تجارتی سامان واپس کرے۔ عنبر اور ناگ کو
چونکہ علم تھا کہ کیا ہونے والا ہے وہ خراساں ہی میں ایک سرائے
میں ٹھہر گئے جو سرکاری تھی۔ اور اس میں تمام تاجر جواب آج
تک ٹھہرے ہوئے تھے۔ دوسری طرف راجا داہر جس کی
حکومت کی سرحدیں مغرب میں مالوہ اور گجرات سے ملتی تھیں
شمال کی طرف یہ ملک ضلع میانوالی کے اوپر تک پھیلا ہوا
تھا۔ مشرقی حد ملتان اور دیپال پور میں واقع تھے۔ اور مغرب
کی طرف کا علاقہ سیستان اور مکران سے ملتا تھا۔ دیبل۔ نیرون
راوڑ۔ برہمن آباد اور ملتان ریاست کے بڑے شہر ہوتے تھے۔
جبکہ اس کا پایۂ تخت الور (حالیہ روڑی) تھا یہ بڑا مسلمانوں کے
خلاف تھا اندرون خانہ ڈاکوؤں سے ملا ہوا تھا جو مسلمانوں کے
تجارتی جہاز سمندر میں لُوٹ لیتے تھے۔ خود ذات کا برہمن
تھا۔ ظلم کی انتہا یہ تھی کہ رعایا کو گھوڑے کی سواری اور ریشمی
کپڑا پہننے کی اجازت نہ تھی۔ یہاں تک کہ وہ سر پر پگڑی تک نہیں

باندھ سکتے تھے۔ دربار میں جب حجاج بن یوسف کا مراسلہ پہنچا
تو راجہ نے پڑھ کر بڑی نفرت سے اپنے وزیر سے کہا اُس
کے جواب میں لکھ دو۔ اِتنے بڑے سمندر میں ڈاکو خود مختار
زندگی گذار رہے ہیں وہ اتنے خود سر ہو گئے ہیں کہ ہمارے
کسی معاہدے کی پرواہ نہیں کرتے۔ اُن کے لوٹے ہوئے
مال کو نہ تو ہم واپس کر سکتے ہیں اور نہ ہی قیدی۔
مراسلے کا جواب قاصد کے حوالے کر دیا گیا۔ اور راجا نے
قاصد کے ساتھ بھی کوئی اچھا برتاؤ نہیں کیا۔ جو اُس
کے تکبر اور غرور کی سب سے بڑی علامت تھی۔ جونہی یہ مراسلہ
حجاج بن یوسف کے پاس پہنچا۔ دربار میں عنبر ناگ اور
دیگر آفیسر بھی موجود تھے۔ اور جس زبان میں اِس کا
جواب دیا گیا تھا اُس کے الفاظ نشتروں سے کم نہ تھے
حجاج بن یوسف نے فوراً سندھ پر فوج کشی کا حکم صادر
کر دیا۔ فوج کو تمام ساز و سامان سے لیس کر دیا گیا۔ جس
کے ہمراہ کئی چھوٹی منجنیقیں تھیں۔ اِن کے علاوہ ایک بہت بڑی
منجنیق بھی تھی۔ جس کا نام عروس تھا۔ یہ فوج بارہ ہزار سپاہ
پر مشتمل تھی۔ جس کا سپہ سالار سترہ سال کا ایک خوبصورت
نوجوان محمد بن قاسم تھا جو حجاج بن یوسف کا بھتیجا تھا۔
اِس فوج کشی کے لئے حجاج نے باقاعدہ خلیفہ ولید سے
اجازت طلب کر لی تھی جبکہ محمد بن قاسم کے دائیں بائیں ہمارے

دونوں ہیرو ناگ اور عنبر بھی موجود تھے۔ جو اپنی خصوصی کارگذاری
کی بنا پر محمد بن قاسم کو اپنا گرویدہ بنا چکے تھے۔ محمد بن قاسم
نیزہ بازی میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ سالانہ
مقابلوں میں ہمیشہ اُس نے خلیفہ بن ولید الملک کو ہمیشہ
شکست دی جو اپنے وقت کا بہترین نیزہ باز تھا اور یہی
شکست بعد میں محمد بن قاسم کی معزولی کا باعث بنی جب
ولید کی موت کے بعد سلیمان تخت خلافت پر بیٹھا تو سب
سے پہلا فرمان جو جاری کیا۔ وہ محمد بن قاسم کی معزولی کا
تھا۔ لیکن مشق کے دوران عنبر اور ناگ نے محمد بن قاسم کو بھی
کئی دفعہ شکست دی تھی۔ حالانکہ اس فتح میں اُن کی خصوصی
طاقت کو دخل تھا۔ جسے محمد بن قاسم نہ جانتا تھا۔ لیکن یہی
چیز اِن دونوں کو محمد بن قاسم کے نزدیک لے آئی۔ اور اس
مہم میں جس میں شامل ہونے کا ناگ اور عنبر پہلے ہی تہیہ کر
چکے تھے۔ محمد بن قاسم نے خود انہیں شمولیت کی دعوت دی۔
اور یوں وہ دونوں محمد بن قاسم جو فوج کا سپہ سالار تھا۔
اس کے دستۂ خاص میں شامل ہو گئے۔ اور اسلام کا یہ
سپاہی بارہ ہزار کی قلیل فوج کے ساتھ ۷۱۳ء کفر کی کثیر
طاقت سے ٹکرانے کے لئے نکل پڑا اور سیستان اور مکران سے
ہوتا ہوا دیبل پہنچ گیا۔ یہ شہر آج کے کراچی شہر سے
کچھ فاصلے پر واقع تھا۔

راجہ داہر کی موت

اِس شہر میں قلعہ نما ایک مندر موجود تھا۔ جس پر
گیروے رنگ کا ایک جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اِس قلعہ نما
مندر میں راجہ نے بہت بڑی فوج تعینات کر رکھی تھی۔
محمد بن قاسم نے آتے ہی قلعہ نما مندر کا محاصرہ کر لیا۔
دشمن نے قلعہ بند کر لیا تو محمد بن قاسم نے منجنیقوں سے قلعہ
کی دیوار پر سنگ زنی شروع کر دی۔ جب عروس جیسی بڑی
منجنیق سے سنگ زنی شروع ہوئی تو اس کے پتھروں سے قلعہ
کی دیوار میں شگاف پڑ گئے۔ دشمن نے باہر سے حملہ کر دیا۔
دونوں فوجوں میں بڑا زور دار مقابلہ ہوا۔ اور آج عنبر کے
ہاتھ میں کئی تلواریں ٹوٹیں۔ وہ جدھر جاتا دشمن کو گاجر مولی
کی طرح کاٹ پھینکتا۔ ناگ محمد بن قاسم کے ساتھ سائے کی
طرح لگا رہا۔

اُسے عنبر نے منع کر دیا تھا۔ کیونکہ اس کے زخمی ہونے کا
خطرہ تھا۔ لیکن پھر بھی ناگ اپنے نیزے کے وہ جوہر دکھا رہا

تھا۔ کہ کئی موقعوں پر تو محمد بن قاسم نے بھی اُس کی داد دی۔
سورج غروب ہوتے ہی لڑائی روک دی گئی۔ مسلمان سپاہ اپنے
خیموں میں واپس آگئے۔ اور ہندو قلعے میں بند ہو گئے۔ لیکن
آج کا میدان ہندوؤں کی لاشوں سے پٹا ہُوا تھا۔ کئی ہزار
سپاہی کام آئے تھے۔ جس کی اطلاع راجا داہر کو ہُوئی
تو وہ راتوں رات منزلیں مارتا ہُوا خود تازہ دم فوج کے
ساتھ مندر میں آن موجود ہُوا۔ جس سے بقایا فوج کا
حوصلہ بڑھ گیا۔

محمد بن قاسم کے خیمے میں بھی یہ خبر ملتے ہی تمام سردار
اکٹھے ہُوئے اور دشمن کی فوج میں مزید کمک مع راجا کے
آجانے پر تبادلہ خیال ہُوا۔ تب عنبر نے بھی اپنی رائے
دیتے ہُوئے محمد بن قاسم کو مشورہ دیا ہم وطن سے دور
بیٹھے ہیں اور دشمن اپنے گھر میں ہے۔ دشمن کی فوجی طاقت
ہم سے کئی گنا زیادہ ہے۔ کیوں نہ ہم آج ہی رات
جب دشمن راجا داہر کے آجانے پر اور مزید فوج کی آمد
پر خوشیاں منا رہے ہوں۔ شب خون مار کر اُن کی فوجی
طاقت کو ہراساں کر دیں۔ کئی سرداروں نے اس کی حمایت
کی ـــــــ لیکن محمد بن قاسم نے کہا۔ اسلامی آئین جنگ
میں شب خون کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور پھر یہ کوئی بہادرانہ

عمل بھی نہیں۔ عنبر نے کہا یہ کہاں کی بہادری ہے کہ بارہ
ہزار سپاہیوں کے لئے پچاس ہزار فوج مقابلے پر لائی جائے
جنگ میں سب کچھ جائز ہے۔ فتح اور نصرت تو خدا کے ہاتھ ہے
اور جنگ میں بہادری سے زیادہ حکمت عملی کام آتی ہے۔ محمد بن
قاسم نے کہا فرض کرو اگر میں تمہاری بات مان بھی لوں تو
قلعہ بند فوج پر شب خون کیسے مار لیا جائے گا۔ جب
کہ دشمن فوج کے سپاہی قلعہ کی فصیل پر رات دن پہرہ
دیتے ہیں۔ جب تک تم قلعہ کی دیواروں تک پہنچو گے۔ راجا
کی فوج کو اطلاع ہو چکی ہوگی۔ اس مقابلے میں ہمارا کافی
جانی نقصان ہو گا۔

ناگ نے کہا عنبر بھائی سالار ٹھیک کہتے ہیں۔ دشمن
کی فوج کو ہراساں کرنے کے لئے آپ صرف ہم دونوں
بھائیوں کو اجازت دے دیں۔ محمد بن قاسم نے کہا میری سمجھ
میں تو خودکشی کے برابر ہے۔ بھلا دو آدمی اتنی بڑی فوج
وہ بھی قلعہ بند کو کیسے ہراساں کر سکتے ہیں۔ پھر بھی اگر
تمہارے ذہن میں کوئی ترکیب ایسی ہے جس سے تمہیں
کامیابی کا یقین ہو۔ تو صرف تم دونوں کو اجازت ہے وہ
بھی اس لئے کہ تم میرے ذاتی دوست ہو۔

عنبر نے کہا۔ ہم جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر اس جنگ

میں حصہ لینے آئے ہیں جہاں جہاد فی سبیل اللہ کا مسئلہ ہو وہاں زندگی کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ محمد بن قاسم نے کہا میں تمہارے جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ آج کی رات تمہاری اپنی رات ہے۔ میری طرف سے آج کی رات تم پر کوئی پابندی نہیں۔

عنبر اور ناگ نے شکریہ ادا کیا۔ پھر محمد بن قاسم صبح کی جنگ کے نقشے پر آفیسروں سے مشورہ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ جب کہ عنبر اور ناگ دونوں اپنے خیمے میں آ گئے۔ جہاں ناگ نے کہا عنبر میں سانپ بن کر قلعے میں داخل ہو جاؤں گا۔ اور پھر کسی سپاہی کی وردی حاصل کر کے فصیل پر پہرے داروں میں پہنچ جاؤں گا۔ میرے ہاتھ میں مشعل ہوگی اور اسے میں بار بار اپنے چہرے کی طرف لاؤں گا۔ تاکہ تم میرا چہرہ پہچان جاؤ۔ تم اندھیرے میں رینگتے ہوئے فصیل کے نیچے پہنچ جانا۔ میں تمہیں رسہ پھینک دوں گا۔ اُسی سے اُوپر آ جانا۔ عنبر نے کہا یہ ترکیب ٹھیک نہیں سب سے بہتر ترکیب یہی ہے کہ تم سانپ بن کر قلعہ میں پہنچ جاؤ۔ اور دو سپاہیوں کی وردیوں کا انتظام رکھو۔ میں سمندر کی سمت آؤں گا۔

یہ حصہ بالکل محفوظ ہے۔ جہاں باقاعدہ فوج حملہ نہیں کر

سکتی۔ اس لئے یہاں انتظام بھی برائے نام ہی ہوگا۔ تم اس بات سے ایک رسہ فصیل کے ساتھ سمندر میں پھینک دینا۔ اسے پکڑ کر میں اُوپر آ جاؤں گا۔ قلعہ کی یہ سمت سمندر کے کنارے پر واقع تھی۔ جہاں سمندر کی خوفناک لہریں فصیل کی دیوار سے آ کر ٹکراتی تھیں۔ اِس لئے اس طرف سے حملے کا کوئی تصور ہی نہیں کر سکتا۔

ناگ کو عنبر کی یہ ترکیب بے حد پسند آئی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عام آدمی سمندر میں واقع اِن چٹانوں کو عبور کر کے نہیں آ سکتا۔ جہاں لہروں کا کافی زور تھا اور وہ انسان کو تنکے کی طرح چٹانوں میں پٹخ کر ہڈیوں کا سُرمہ بنا دیتی تھیں۔ یہ کام صرف عنبر ہی کر سکتا تھا۔ جس کا جسم فولاد کا بنا ہوا تھا۔

یہ کہہ کر ناگ پرندہ بن کر اُڑا اور فصیل کے پاس اُتر کر سانپ بن گیا۔ اور رینگتا ہوا ایک نالی میں اندر داخل ہو گیا۔ عنبر نے سمندر کے کنارے پر جا کر لہروں کا زور شور دیکھا اور پھر خدا کا نام لے کر چھلانگ لگا دی۔

دوسری طرف قلعہ میں راجہ داہر کی قیام گاہ پر رقص و سرود کی محفل گرم تھی۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی اور رانی بھی آئی تھیں۔ لیکن یہ محفل صرف فوجی آفیسروں کے

لئے منعقد کی گئی تھی۔ جس میں قیدی مسلمان لڑکیوں کو
ناچنے پر مجبور کیا جارہا تھا۔ باپ کے یہ کرتوت تھے اور بیٹی
راجکماری کلاوتی اپنی سہیلی سے کہہ رہی تھی۔ سنا ہے مسلمانوں
کا سپہ سالار صرف سترہ سال کا لڑکا ہے۔ جو بہت سُندر ہے
میرا جی چاہتا ہے بھیس بدل کر باہر جاؤں اور اُس کے
درشن کروں۔ سہیلی نے کہا تیری عقل تو ٹھکانے پر ہے۔
وہ ہمارا دشمن ہے اگر بھید کھل گیا اور مسلمانوں نے ہمیں
پکڑ لیا تو تیری وجہ سے مہاراج یہ جیتی ہوئی جنگ ہار جائیں
گے۔ اور انہیں تمہارے بدلے دشمن سے صلح کرنی پڑے
گی۔ جو دیش اور دھرم دونوں کے لئے ٹھیک نہیں۔ لیکن
راجکماری نے کہا تیرا دل تو چڑیا کی طرح ہے۔ اپنے آپ کو
چھوئی موئی کا پودا سمجھتی ہے کیا لڑائی اور ہتھیاروں کا استعمال
ہمیں اِسی لئے سکھایا گیا ہے کہ ہم صرف چوڑیاں پہن کر
بیٹھ جائیں۔ سہیلی نے کہا اگر مہاراج کو خبر ہو گئی تو کیا
ہوگا۔ کلاوتی نے کہا وہ تو راگ رنگ میں مصروف ہیں۔
اُنہیں میری چنتا ہی کب ہے۔ وہاں سے آکر سو جائیں گے
میں نے سارا انتظام کر رکھا ہے۔ ہم جوگنوں کے بھیس میں
وہاں جائیں گی اور کہیں گی ——— کہ ایک خطرناک سانپ
کا پیچھا کرتی ہوئی یہاں آگئی ہیں۔ زہر نکالے ہوئے ناگ

... بند و بست کر لیا ہے۔ سہیلی نے کہا جب سب کچھ تُو نے
... لیا ہے تو پھر مجھے کیا پوچھتی ہے۔ رام کا نام لے کر
... پڑتے ہیں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ دونوں قلعہ سے باہر
... اور جھاڑیوں میں اپنے کپڑے تبدیل کر کے جوگنوں کے
... میں اسلامی لشکر کی طرف چل پڑیں۔
دوسری طرف ناگ نے قلعے کے اندر جا کر پورا چکر لگایا۔
اور یہ دیکھ کر اُس کا خون کھول اُٹھا کہ مسلمان لڑکیوں
... وڑوں کی تال پر زبردستی نچایا جا رہا ہے۔ اس کا
دل چاہا تلوار لے کر راجا پر ٹوٹ پڑے لیکن اُس وقت جوش
... بجائے ہوش کی ضرورت تھی۔ اُس نے اسلحہ خانہ بھی
دیکھا۔ جہاں مختلف قِسم کے ہتھیاروں کا ذخیرہ موجود تھا۔ اُس
نے اصطبل دیکھا جہاں ہزاروں کی تعداد میں نہایت قیمتی گھوڑے
موجود تھے۔ پھر وہ سمندر کی سمت والی فصیل کے پاس آگیا
جہاں تھوڑے تھوڑے وقفے سے مشعلیں جل رہی تھیں۔ لیکن
... برائے نام ہی تھا۔ ایک جگہ ایک سپاہی ستون سے ٹیک
... اونگھ رہا تھا۔ ناگ نے اپنا زہر کاٹ کر اُس میں
... دیا۔ اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔
ناگ آدمی کے روپ میں آیا اُسے گھسیٹ کر گھاس کے
... میں چھپا دیا جو گھوڑوں کے لئے رکھا ہوا تھا۔ اور خود

اُس کی وردی پہن لی۔ اور سمندر والی سمت آ گیا۔ اور اندھیرے میں کھڑا ہو کر دوسرے پہرے پر کھڑے سپاہی کو دیکھنے لگا جو اس کے پاس آیا اور کہا تم نے آرام کر لیا بال کشن اب میں چلا۔ کل رات سے جاگ رہا ہوں۔ آرام سے کہیں بیٹھ جاؤ یہاں کون آتا ہے دیکھنے کے لئے۔ اور جمائی لیتا ہوا ایک طرف چلا گیا۔ اور خشک گھاس کا بستر بنا کر لیٹ گیا۔ ناگ نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور پھر اسے خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ تو ناگ نے اصطبل سے ایک رسی حاصل کی۔ فصیل کے اُوپر جا کر مشعل اپنے ہاتھ میں لی اور عنبر کی آواز کا انتظار کرنے لگا۔ جو کسی جانور کی آواز میں اپنی موجودگی کا بتانے کا کہہ چکا تھا۔ سمندر کی خوفناک لہریں جھاگ اُڑاتی ہوئی اور چٹانوں سے ٹکرا ٹکرا کر کئی فٹ اُچھلتی ہوئی آ کر فصیل کی دیوار سے ٹکرا رہی تھیں۔

ناگ بار بار مشعل اپنے چہرے کے قریب لاتا تھا۔ لیکن ابھی تک کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ اچانک اسے پاؤں کی چاپ کی آواز سنائی دی۔ اُس نے دیکھا۔ ایک افسر ناگ کی طرف ہی آ رہا تھا۔ ناگ نے فوراً مشعل ایک طرف رکھ دی اور خود اندھیرے میں کھڑا ہو گیا۔ افسر اس کے پاس آیا اور کہا تم اوپر کیا کر رہے ہو۔ تمہاری

ڈیوٹی تو نیچے ہے۔ ناگ نے کہا کوئی آہٹ سن کر اُوپر آ گیا تھا آفیسر نے کہا نئے آئے ہو جانتے نہیں نیچے سمندر کی لہریں خوفناک آوازیں نکالتی ہوئی دیواروں سے ٹکراتی ہیں۔ ناگ نے بات بنائی جی نیا آیا ہوں نا۔ آفیسر مسکرایا کہ اچانک اُس کی نگاہ اُس رسی پر پڑی۔ جو ناگ نے اُوپر رکھی ہوئی تھی اُس کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

دوسری طرف ناگ کو عنبر کی آواز سنائی دینی شروع ہو گئی جو جانور کی آواز میں اسے اپنی موجودگی کا احساس دلا رہا تھا۔ آفیسر نے آواز کو سنا تو اُسے یہ غیر فطری معلوم ہوئی۔ اُس کی موجودگی۔ نیا سپاہی جسے دیکھا بھی نہیں۔ پھر فصیل کے اُوپر نیچے کی ڈیوٹی کی بجائے اُس نے فوراً تلوار نکال لی اور ناگ سے کہا کون ہو تم۔ میرے ساتھ چلو تم نے یہ رسہ کیوں رکھا ہوا ہے۔ اگر تمہارے آفیسر نے تمہیں پہچان لیا تو ٹھیک ہے ورنہ تمہیں جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر لیا جائے گا۔ دوسری طرف عنبر بار بار اسے جانور کی آوازیں پکار کر آفیسر کو مشکوک بنا رہا تھا۔ اب ناگ نے سوچا اس سے پیشتر کہ یہ بات آگے بڑھے۔ اسے یہیں ختم کر دینا چاہیئے۔ پھر اُس نے جوں ہی آفیسر کو ذرا غافل دیکھا اُسے اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ اتفاق کی بات کہ وہ

عنبر کے قریب ہی چٹان پر جا کے گرا۔ اُس کی تمام ہڈیاں ٹوٹ گئیں اور وہ ختم ہو گیا۔ عنبر نے جلدی سے اُس کی وردی اتار کر پہن لی۔ اور پھر فصیل کی طرف دیکھا۔ جہاں ناگ اس کے لئے رسّہ پھینک رہا تھا۔ اُس نے رسّے کو پکڑا اور اُس کے ساتھ فصیل تک پہنچ گیا۔ پھر دونوں فصیل سے نیچے اُتر آئے۔ اُدھر راجکماری اور اُس کی سہیلی جوں ہی جوگنوں کے لباس میں اسلامی فوج کے خیموں تک پہنچیں پہرے داروں نے انہیں گرفتار کر لیا۔ اور اپنے آفیسر کے پاس لے گئے۔ آفیسر نے رات کے وقت جوگنوں کو دیکھا جو نہایت حسین وجمیل تھیں۔ اور کہہ رہی تھیں وہ سانپ کا پیچھا کرتی یہاں تک آئی ہیں۔ جو بہت خطرناک ہے یہ بات اُس اُس کی سمجھ میں نہ آئی اور وہ دونوں کو محمد بن قاسم کے خیمے میں لے گیا۔ جہاں محمد بن قاسم دھیمی اور سریلی آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔ آفیسر نے دیکھا اور خاموش کھڑا ہو گیا۔ اِس حالت میں اسے سالار کو بلانے کی جرأت نہ ہُوئی۔ جب کہ محمد بن قاسم تلاوت میں ایسا کھویا ہُوا تھا کہ اُسے ان لوگوں کے آنے کی آہٹ بھی محسوس نہ ہوئی — راجکماری کو اس کی سریلی آواز بہت اچھی لگی۔ اور پھر تلاوت نے اُسے بہت ہی متاثر کیا۔ اُس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ

انہوں نے چاروں طرف سونگھا ماریا کی بُو کہیں بھی محسوس نہ ہوئی انہوں نے یہ سوچ کر شاید کہیں باہر گئی ہو گی عنبر نے اسی کمرے کو کرائے پر حاصل کرنے کے لئے کہا جس میں وہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ انہیں علم تھا کہ اگر ماریا یہاں ہی ہوئی تو وہ کمرہ ضرور آسیب زدہ مشہور ہو گا۔ مالک نے انہیں پہچانتے ہوئے کہا۔ آپ پہلے بھی اس کمرے میں ٹھہر چکے ہیں۔ عنبر نے کہا ہاں وہ کمرہ ہمیں بے حد پسند ہے۔ تب مالک نے کہا اچھا ہُوا جب آپ آئے تو یہ کمرہ بھوت سے خالی ہو چکا ہے۔ آپ کے جانے کے بعد کافی عرصہ ہمیں اِس کمرہ میں تالا ڈالنا پڑ گیا تھا کیونکہ اس کمرہ میں کسی بھوت نے بسیرا کر لیا تھا۔ اور وہ کسی مسافر کو برداشت ہی نہ کرتا تھا۔ عنبر نے ناگ کی طرف مسکرا کر دیکھا لیکن جلدی ہی مالک نے اِس کی مسکراہٹ حیرت میں تبدیل کر دی۔ اور بتایا پھر —— ایک روز ایک پنڈت مہاراج یہاں تشریف لائے میرے پاس اس کمرے کے علاوہ کوئی کمرہ خالی نہ تھا۔ میں نے اُن سے کہا پنڈت جی کمرہ تو کوئی خالی نہیں صرف ایک کمرہ ہے مگر وہاں بھوت کا بسیرا ہے جسے ہم نے تالا لگا دیا ہے۔ تب اس پنڈت نے کہا کوئی بات نہیں۔ ہم نے صرف ایک رات ٹھہرنا ہے۔ تم مجھے یہی کمرہ دے دو۔ وہ پنڈت یہاں رات بھر رہے اور صبح کے وقت جاتے ہوئے انہوں نے

کہا۔ میں بھوت کو ساتھ لئے جا رہا ہوں اب تم اس کمرے کو
کرائے پر اٹھا سکتے ہو۔ اب وہ کمرہ خالی ہے آپ اپنا
سامان وہاں لے جا سکتے ہیں۔ عنبر نے گھبرا کر منیجر سے پوچھا۔
وہ پنڈت مہاراج کہاں سے آئے تھے اور کہاں گئے ہیں۔
مالک نے کہا آئے کہاں سے تھے یہ تو معلوم نہیں لیکن یہاں
وہ کالی کے مندر کی تعمیر میں حصہ لینے آئے تھے ہو سکتا ہے وہیں
ہوں۔ اُن کا نام وشانت تھا۔ دونوں پریشان ہو کر کمرے میں
آئے اور عنبر نے اپنا ماتھا پیٹ لیا اور کہا یار ناگ اس
کالی ماتا سے ہمارا پیچھا کیسے چھوٹے گا۔ گھما پھرا کر پھر کالی ماتا
کا مندر ہی سامنے آ گیا ہے۔ ناگ نے کہا وہ دو بار شکست کھا
کر سیخ پا ہو گئی ہے ہو سکتا ہے سیارے کی واپسی کے بعد یہ
اسی کا انتقام ہو۔ عنبر نے کہا اب تمہارا کیا خیال ہے۔ ہمیں
جلدی ہی کوئی قدم اٹھانا ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ ماریا کسی مصیبت
میں مبتلا ہو۔ ناگ نے کہا چلو کالی کے مندر چل کر دونوں تیار
ہو کر پھر کالی کے مندر کی طرف روانہ ہو گئے۔

دوسری طرف کالی داس ایک قافلے کے ساتھ منزلیں طے کرتا
ہوا متھرا کے قریبی شہر سیتا پور پہنچ گیا اور گھر آتے ہی اُس
نے اپنی ماں کو خوش خبری سنائی کہ اُس نے رات دن کالی
ماتا کے مندر کی تعمیر میں حصہ لیا اور ماتا نے خوش ہو کر

مجھے ایک سونے کا بُت دیا ہے۔ میں اسے بیچ کر اپنی بہنوں
کا بیاہ کرنا چاہتا ہوں۔ اپنے اُن امیر رشتہ داروں کو بتا
دو کہ وہ غریب سمجھ کر میری بہنوں کے رشتے ٹھکرا رہے
تھے۔ لیکن اب ہم اُن کو منہ مانگا جہیز دینے کے لئے تیار ہیں
ماں نے کہا ٹھیک ہے میں صبح ہی چلی جاؤں گی۔ تم صبح اپنے
پتا کے دوست تارا چند سنار کے پاس چلے جانا اور یہ بُت اُن
کے ہاتھ فروخت کر دینا۔ وہ تمہارے پتا کا دوست ہے اور
تمہیں سونے کی ٹھیک ٹھاک قیمت ادا کر دے گا اور میں
پنڈت جی سے شادیوں کا مہورت نکلوا کر اور لڑکے والوں سے
جہیز کی بات کر آؤں گی۔

دونوں ماں بیٹے کی باتیں سن کر بہنوں کی آنکھوں میں
آنسو آ گئے جو بے چاری جہیز نہ ہونے کی وجہ سے جوانی سے
بڑھاپے کی طرف قدم بڑھا رہی تھیں۔ وہ جلدی سے پوجا کے
کمرے میں گئیں اور کالی ماتا کے چرن اپنے آنسوؤں سے دھونے
لگیں۔ جنہوں نے اُن پر دیا کی تھی۔

ناگ اور عنبر دونوں کالی ماتا کے مندر میں داخل ہوئے جہاں
مختلف پنڈت اور یاتری مندر کو سجانے میں مصروف تھے۔ وہ دونوں
یاتریوں کے لباس میں مندر میں گھومتے پھر رہے تھے۔ اور اس
طرح ظاہر کر رہے تھے۔ کہ وہ بھی بے حد مصروف ہیں اور اس
طرح وہ وشانت پنڈت کی تلاش میں تھے۔ آخر سارا دن اُن کا

تلاش میں گذر گیا لیکن وشانت کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔ سورج غروب ہو چکا تھا اور مندر میں چراغ روشن ہونے لگے تھے۔ آخر تھک ہار کر وہ بھی ایک جگہ بیٹھ گئے اور ماریا کے متعلق باتیں کرنے لگے۔ دوسری طرف وشانت مندر کے ایک ویران اور اندھیرے کونے میں بیٹھا ماریا کے لئے جاپ کر رہا تھا۔ اس کا مقصد تھا۔ وہ اپنے جادو سے سونے کی مورتی کو دوبارہ ماریا بنا دے۔ پھر ماریا خود ہی کالی داس کی مرمت کر کے اسے اِس چوری کی سزا دے گی۔ وہ ماریا جیسی نظر نہ آنے والی لڑکی کے دماغ پر قبضہ کر کے اس سے کئی کام لینا چاہتا تھا۔ اس کا اب خیال تھا کہ سونے کی مورتی کو مندر پر چڑھانے کی بجائے وہ اُسے اپنے پاس جھولے میں رکھے اور جب کوئی کام اِس سے لینا ہو اُسے پھر لڑکی بنا کر اُسے حکم دے اور اُس سے اپنا کام کروا لے کیونکہ وہ کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ اس لئے اس کے لئے ہر کام کر لینا آسان تھا۔ اُس نے اپنا جاپ مکمل کیا اور الماری میں رکھی سونے کی مورتی کالی داس کے گھر میں ماریا میں تبدیل ہو گئی۔ یہ سارا منظر وشانت پیالے میں پانی رکھے اُس میں دیکھ رہا تھا۔ ماریا باہر آ گئی اُس وقت ماں اور بیٹے میں شادی کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ اور ماں بیٹے کو جہیز کا سامان بتا رہی تھی کہ لڑکے والوں نے کیا کیا مانگا ہے۔ جب کہ کالی داس کہہ رہا تھا ماں جتنا

جہیز اُن لوگوں نے مانگا ہے۔ اُتنی قیمت اِسی سونے کی مورتی کی وصول بھی ہو جائے گی یا نہیں ماں فکرمند تھی اور کہہ رہی تھی۔ بیٹا اسی لئے تو کہتے ہیں غریب کی بیٹی کو قبر سے اچھا گھر اور موت سے اچھا بر نہیں مل سکتا۔ نا جانے بھگوان اُن لوگوں کو بیٹیاں کیوں دے دیتا ہے جن کو دینے کے لئے اُس کے پاس دولت نہیں ہوتی غریب کے لئے بیٹی کی ارتھی اُٹھانا زیادہ آسان ہے لیکن ڈولی اُٹھانا بہت مشکل ہے ماریا یہ سب کچھ سُن رہی تھی اور اندر دونوں بہنیں جن کی شادی کی بات ہو رہی تھی۔ اپنے نصیبوں کو رو رہی تھیں۔ ماریا کو ان لوگوں پر بڑا رحم آنے لگا تھا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ اِس غریب گھر میں دو جوان لڑکیاں جہیز نہ ہونے کی وجہ سے بیٹھی بوڑھی ہو رہی ہیں۔ اُسے اِس معاشرے پر غصہ آ رہا تھا جہاں بیٹی کی قیمت وصول کرنے والوں کو تو کنجر کہہ کر پکارا جاتا ہے لیکن جو لوگ لڑکے کے سر پر سہرا باندھ کر جہیز کے نام پر قیمت وصول کرتے ہیں اُن کو مہذب سمجھا جاتا ہے۔ تب ماں نے کہا بیٹا اُس مورتی کو لے کر تم تارا چند سنار سے اِس کی قیمت تو لگواؤ۔ لڑکا اُٹھ کر الماری کے پاس گیا جہاں سے مورتی غائب تھی۔ اس نے ہر جگہ تلاش کیا لیکن مورتی کا کہیں پتہ نہ چلا۔ ماریا سمجھ گئی پنڈت نے پھر مجھے مورتی سے ماریا بنا لیا ہے۔ کالی داس کی ماں کو جب معلوم ہوا

تو اس نے سر پیٹ لیا اور کہا میں تو شادی پکی کر آئی ہوں
اب کیا ہو گا۔ وہ پوجا کے کمرے میں آئی اور کالی کے
قدموں میں اپنا سر مار مار کر خون نکال لیا اور کہا ماتا تم
بھی غریبوں سے مذاق کرتی ہو۔ گھڑی بھر کے لئے خوشی دے
کر ہمیشہ کا رونا دے دیا۔

اب کہاں سے لاؤں گی میں ان دو شادیوں کے لئے دولت۔
اس سے تو اچھا ہے مجھے موت آ جائے۔ اس نے پھر اپنا سر
زور زور سے کالی ماتا کے قدموں کو مارنا شروع کر دیا۔ جس سے
خون کا فوارہ نکل کر بہنے لگا۔ ماریا کو بہت دکھ ہوا اس نے
سوچا کاش وہ مورتی بنی رہتی اور ان غریبوں کے کام آجاتی
ان بہنوں کی ڈولیاں اٹھ جاتیں۔ ایک بھائی اور ماں کے ارمان
پورے ہو جاتے۔ لیکن یہ سب اس کے بس کی بات نہ تھی۔ فوراً اسے
محسوس ہوا۔ کوئی طاقت اسے ہوا میں اڑا کر لے جانا چاہتی
تھی۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک دم یہ گھر اس کی آنکھوں سے
اوجھل ہو گیا۔ اور اب وہ مندر کے ایک تاریک کونے میں
پنڈت وشانت کے سامنے کھڑی تھی۔ وشانت نے قہقہہ لگایا اور
کہا وہ پاپی اس سونے کی گڑیا کا سودا کر رہا تھا۔ چور نیچ کہیں
کا چیلا بن کر گرو کی چوری کرنے چلا تھا۔ ماریا نے کہا پنڈت جی
آپ نے ایک گھر کی خوشیاں چھین لی ہیں۔ دو بیٹیوں کے سر میں
سہاگن بننے سے پہلے ہی سیندور کی جگہ راکھ بھر دی ہے۔ جس

گھر سے دو ڈولیاں اٹھنے والی تھیں۔ وہاں سے اب شاید ارتھیاں
اٹھیں گی۔

آپ نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ خدا کے لئے مجھے دوبارہ
سونے کی مورتی بنا کر وہاں پہنچا دیجئے۔ اگر وہ مجھے بیچ کر اپنی
بہنوں کی شادیاں کر سکتا ہے تو مجھے بک جانا بھی منظور ہے۔
وشانت نے کہا لیکن لڑکی وہ چور اور پاپی ہے۔ کیا اس نے
کالی ماتا کی چوری نہیں کی۔ جب کہ میں تمہیں مندر میں چڑھانا
چاہتا تھا۔ کیا اس نے اپنے گرو کے اعتماد کو دھوکہ دے کر پاپ
نہیں کیا۔ اس کی سزا یہی ہے کہ اس کا گھر تباہ ہو جائے۔
ماریا نے کہا ایک معمولی انسان بن کر نہیں مہاراج وشانت بن کر
سوچیے۔ اپنے اندر سمندر جیسا دل رکھ کر سوچیے۔ جو ہزاروں
طوفانوں کو چھپائے پھرتا ہے۔ کسی کا گھر اجاڑ دینے کی بجائے
آباد کر دینے میں زیادہ سکون ملتا ہے۔ بدلہ لینا ہو تو اپنے برابر
سے بدلہ لو۔ کمزور کو تو ویسے ہی حالات نے مار ڈالا ہوتا ہے
بھگوان بن کر نہیں انسان بن کر سوچیے۔ کیونکہ بھگوان کے سینے
میں دل نہیں ہوتا۔ وہ دکھ درد سے آزاد ہوتا ہے۔ لیکن
انسان دل رکھتے ہوئے دوسروں کے دکھ درد کو محسوس کر
سکتا ہے۔ وشانت نے کہا لڑکی مجھے تو تیری زبان سے بھی،
بھگوان بولتا نظر آ رہا ہے مجھے افسوس ہے شکتی دان ہو کر بھی
میں نے یہ بات نہیں سوچی جو تو نے محسوس کی ہے۔ تو جیسا

چاہتی ہے ویسا ہی ہوگا۔ مَیں تجھے سونے کی اس سے بھی
بڑی مورتی بنا کر وہاں پہنچا دیتا ہُوں لیکن ایک بات سُن
لے۔ جب وہ تجھے سنار کے پاس بیچ کر رقم وصول کرے گا
تو مَیں تجھے واپس بلا لُوں گا اِس لئے کہ اب مَیں نے سوچا
ہے کہ تُو صرف میرے کام آئے گی۔ اور تیری اس بات
سے کہ تُو کسی کو نظر نہیں آتی۔ مَیں فائدہ اُٹھاؤں گا۔ ماریا
نے کہا مجھے سب منظور ہے۔ پہلے کالی داس کی بہنوں کی
ڈولیاں اُٹھ جانے دیں۔ وشانت نے منتر پڑھا اور ماریا کو
محسوس ہُوا اس کا قد چھوٹا اور پتھر کا جسم ہو گیا ہے۔
دوسری طرف کالی داس نے ایک چیخ مار کر خوشی سے
روتی ہُوئی ماں اور بہنوں سے کہا مورتی کا قد بڑھ گیا ہے
اور وہ تو وہیں پڑی ہے۔ شاید ماں کالی ماتا نے تیری
فریاد سُن لی ہے۔ مورتی کا سونا اور بڑھ گیا ہے۔ پھر
وہ جلدی ہی مورتی کو لے کر تارا چند سنار کے پاس گیا۔
اُس کا وزن کروایا اور اسے بتایا کہ خواب میں کالی ماتا
نے ماں کو درشن دے کر کہا تھا کمرے کے کونے میں فرش
کے نیچے سونے کی مورتی پڑی ہے اسے بیچ کر بیٹیوں کی
شادی کر دے۔ اور ہم نے کمرے کو کھودا تو مورتی نکل
آئی۔ تارا چند نے کسوٹی پر رگڑ کر کہا۔ بھتیجے اصلی سونا ہے
اور پھر کالی ماتا کی دین ہے۔ نقلی کیسے ہو سکتا ہے۔ پھر

اُس نے وزن کے حساب سے روپوں کی تھیلیاں بھر کر
کالی داس کے حوالے کیں اور مورتی کو اپنی بڑی سی سیف
میں بند کر دیا۔ اور پھر جب اس گھر سے بڑی شان و
شوکت اور جہیز کے ساتھ دو ڈولیاں اٹھ رہی تھیں۔
ماریا جو سیف سے وشانت کے جادو کی وجہ سے نکل،
آئی تھی خوشی سے دیکھ رہی تھی اور پھر وہ
وہاں سے جو غائب ہوئی تو وشانت کے سامنے کھڑی
تھی۔ وشانت نے کہا کروا آئی دونوں کی شادیاں۔ ماریا
نے جواب دیا ہاں مہاراج۔ آج میں بہت خوش ہُوں۔
پھر وشانت نے کہا بن جا گڑیا اور آ جا میرے جھولے
میں۔ ماریا پھر گڑیا بن گئی۔ اور وشانت کے جھولے
میں پہنچ گئی۔ اُسی وقت ناگ اور عنبر بھی پاس سے
گزرے انہوں نے پنڈت کو دیکھا اور کہا مہاراج کا شبھ نام
پنڈت نے تھوڑی دیر اُن کی آنکھوں میں دیکھا اور مسکرا
دیا۔ پھر کہا بالکو کوئی چیز کھو گئی ہے اُس کی تلاش چھوڑ دو۔
وہ بہت طاقت ور ہاتھوں میں ہے۔ اور اسے چھین لینا تمہارے
بس کی بات نہیں۔ عنبر نے کہا صرف اتنا بتا دیں، کہ آپ
کا ہی نام پنڈت وشانت ہے۔ وشانت نے کہا ہاں کالی ماتا کے
اس سیوک کو ہی وشانت کہہ کر پکارتے ہیں۔

عنبر ناگ واپسی

عنبر نے کہا ہماری کھوئی ہوئی چیز آپ کے پاس ہے
اسے واپس لوٹا دیں وشانت نے مسکراتے ہوئے کہا بالکو
بھلا یہ چیز تمہارے کس کام کی ہے۔ پارس کو سونے کی
کیا ضرورت ہوتی ہے۔ ہیرے کے سامنے قیمتی موتیوں کا ڈھیر
بھی لگا دیا جائے تو اُس کے سامنے اِن کی کوئی حقیقت
نہیں ہوتی۔ تم میں سے کوئی پارس ہے کوئی ہیرا ہے کوئی
سونا ہے۔ تم لوگوں کی قدر تو ضرورت مند ہی جانتا ہے۔ وہی
تم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جب کہ تم خود اپنے وجود سے بے
نیاز ہو۔

بھوک تمہیں نہیں لگتی۔ موسموں کے اثرات تم پر نہیں ہوتے۔
موت کا غم تمہیں نہیں ستاتا۔ تم اُس دولت کی مانند ہو جو
زمین میں دفن ہوتی ہے۔ اور جو چیز کسی کے کام نہ آسکے
بھلا اس کا کیا فائدہ۔

عنبر نے کہا پنڈت جی آپ بہت گیانی ہیں۔ لیکن یہ منطق ہماری

سمجھ میں نہیں آرہی۔ ہم سب کچھ ہونے کے باوجود انسانیت
کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ دُکھی انسانوں کے کام
آتے ہیں۔ ہم زمین میں دفن دولت کی طرح ہرگز نہیں
لیکن ہم کسی کے لالچ کے لئے آلۂ کار نہیں بننا چاہتے
آپ لوگ اپنے لالچ کے لئے ہمیں غلام بنا کر رکھنا چاہتے
ہیں۔ یہ تو کوئی جانور بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ اُس کی آزادی
ختم کر کے کوئی اُسے سونے کے پنجرے میں بند کر دے۔
آپ نے ہماری بہن کو اپنے جادو کے اثر سے اسیر کر لیا
ہے۔ اور اُسے لالچ کی تلوار بنا کر اپنے مطلب کے لئے چلانا
چاہتے ہیں جو ہمارے مقصد کے خلاف ہے۔ وشانت نے کہا۔
بالک وہ تمہاری بہن نہیں۔ تم مسلمان ہو۔ دوسرا تمہارے
ساتھ ناگ ہے۔ جو ایک جانور ہے۔ یہ لڑکی عیسائی ہے
تم تینوں میں کوئی خون کا رشتہ نہیں۔ پھر کیوں ایک دوسرے
کے لئے اپنی جان کی بازی لگاتے پھرتے ہو۔

عنبر نے جواب دیا مہاراج۔ رشتوں کا تعلق خون سے نہیں
دل سے ہوتا ہے۔ خون کے رشتے تو دولت اور دنیاوی
عیش و عشرت کے لئے ایک دوسرے کا گلا کاٹنے سے بھی
دریغ نہیں کرتے۔ لیکن دل کے رشتے ایک دوسرے کے
لئے جان بھی قربان کر دیتے ہیں۔ وشانت نے نہایت مکاری
سے مسکرا کر عنبر اور ناگ کی طرف دیکھا اور کہا تمہاری

دلیل ٹھیک ہے۔ میں خوش ہوں کہ اِس دَور میں بھی
تم تینوں ایک دوسرے کے لئے جان کی پروا نہیں کرتے۔ میں
تمہاری چیز تمہیں لوٹا دوں گا۔ آج رات تم تینوں میرے
مہمان ہو۔ رات کا بھوجن ہم اکٹھے کریں گے۔ اور میں خود
اس بیٹی کو اپنے جادو سے ٹھیک کر کے تمہارے ساتھ
بھیج دوں گا۔

وشانت نے جھولے سے سونے کی مورتی نکال کر عنبر کو
دیتے ہوئے کہا۔ لو اسے اپنے پاس رکھ لو کیونکہ میرا جادو
کا سورج غروب ہونے کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔ عنبر نے
سونے کی بنی مورتی ماریا کو پنڈت سے لے لیا۔ اب ناگ اور
عنبر کو اطمینان ہو گیا تھا کہ پنڈت ہم سے کوئی دھوکہ نہیں کر
سکتا۔ وہ اسی وقت یہاں سے چلے جاتے لیکن مجبوری تو
ماریا کو دوبارہ ٹھیک کرنے کی تھی۔ اور وشانت کا جادو
رات کے اندھیرے میں شروع ہوتا تھا۔ لہذا انہیں پنڈت
کی دعوت قبول کر لینے کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آیا اور
انہوں نے اس کے باوجود کہ انہیں کسی قسم کی بھوک کا احساس
تک نہیں ہوتا تھا۔

وشانت کو خوش کرنے کے لئے دعوت کو قبول کر لیا۔
وشانت نے انہیں بتایا کہ کالی کا مندر تعمیر ہو چکا ہے۔ اور
اب وہ یہاں سے کاٹھیا واڑ جائے گا جہاں سومنات کے

مندر کی دوبارہ تعمیر ہو رہی ہے جسے محمود غزنوی توڑ پھوڑ
گیا تھا۔ اُس نے دیوتاؤں کے کردار کو آواز دی ہے دیکھ
بتا سومناتی جی کا انتقام محمود کو تباہ و برباد کر دے
ناگ اور عنبر نے اُس سے اُلجھنا پسند نہیں کیا۔ وہ
رات تک اُسے اِس لئے برداشت کر رہے تھے کہ وہ
ماریا کو دوبارہ ٹھیک کر دے۔ ادھر یہ دونوں یہ سوچ کر
چپ تھے۔ دوسری طرف وشانت کا دماغ تیزی سے کام کر رہا
تھا اور وہ اپنی سازش کا جال بُننے میں مصروف تھا۔
اُس نے سب کے لئے رات کا کھانا خود تیار کیا اور اُس
میں بیہوش کر دینے والی ایک پہاڑی بوٹی ملائی۔ اُس کی
وجہ یہ تھی کہ وہ اپنے جادو کے علم سے معلوم کر چکا تھا
کہ اِن لوگوں کو شکست دینا بہت مشکل ہے۔ یہ لوہے کی
تلوار سے بچ جاتے ہیں۔ اس لئے اِن کو زخم لگانے کے
لئے مکاری اور سازش کے ہتھیار کا استعمال کیا جائے۔
وہ اِن کے متعلق سب کچھ جان چکا تھا کہ یہ لوگ پانچ ہزار
سال سے زندہ ہیں اور اب واپسی کا سفر شروع کر چکے ہیں
ایسے لوگوں سے مقابلہ کرنا سخت مشکل ہی نہیں ناممکن بات
ہے۔ لہذا اُس نے ترکیب سوچ لی اُسے معلوم تھا یہ
جب تک زندہ ہیں وہ ماریا کو لے کر پاتال میں چلا
جائے۔ اِن سے پیچھا نہیں چھوٹ سکتا۔ اس لئے اُس نے

ان پر جادو آزمانے کے لئے ضروری سمجھا پہلے انہیں بیہوش
کیا جائے۔

سورج ڈوب گیا رات ہوگئی۔ وشانت نے ان دونوں
بھائیوں کے کھانے میں بیہوشی کی بوٹی ملائی تھی اور اُسے
اِس بات کی آسانی ہوگئی تھی کہ وہ ہندو ہونے کے ناطے
مسلمانوں کے ساتھ ایک برتن میں نہیں کھا سکتا۔ اُس کا دھ
بھرشٹ ہو جائے گا۔ لہٰذا عنبر اور ناگ نے ایک ہی بر
اور وشانت نے دوسرے برتن میں کھانا کھایا۔ عنبر کی خواہش
تھی کہ ماریا بھی شریک ہو لیکن وشانت نے بہانا بنا دیا کہ جادو
اور منتر کے لئے وقت کی قید ہوتی ہے۔ اِس سے پہلے وہ ا
نہیں کر سکتا۔ خاص طور پر یہ جادو جس سے ماریا کو اپنی
اصلی حالت میں لانا تھا۔ کھانا کھا کر تھوڑی دیر عنبر اور ناگ
میں مستقبل کے متعلق ہی گفتگو ہوتی رہی اور اِسی دَوران
وہ بے ہوش ہوگئے۔

وشانت نے ماریا کی مورتی اٹھا کر اپنے جھولے میں ڈالی
اور منتر کا جاپ شروع کر دیا۔ کوئی ایک گھنٹے کے بعد اُس نے
یہ کہہ کر ان دونوں پر پھونک ماری کہ جاؤ دونوں واپ
سفر کے کئی سو سال پیچھے لوٹ جاؤ۔ پھر وشانت نے دونوں
رات کے اندھیرے میں گنگا کی لہروں کی نذر کر دیا۔
سونے کی مورتی اُس نے عنبر سے واپس لے لی۔ اُس

مقصد تھا کہ ناگ اور عنبر کئی سو سال واپس لوٹ جائیں گے
جب کہ ماریا پر ایسا کوئی جادو نہیں کیا گیا اور وہ اُس
کے پاس رہ جائے گی۔ اور ان دونوں سے اِس کا پیچھا
چھوٹ جائے گا۔ اِس جادو میں وشانت کے ساتھ ہی کالی
ماتا اور اِندر دیوتا کی طاقتیں اس کی مددگار تھیں کیونکہ
وہ اِن سے سیارے کی شکست کا بدلہ لینا چاہتے تھے اور کالی
ماتا نے تو اِس شکست کے بعد مہا دیو کے نام کی قربانیاں
دیں۔ اور ایسے ایسے کٹھن جاپ کئے تھے کہ مہادیو نے اس
کی شکتی میں کئی گُنا زیادہ اضافہ کر دیا تھا۔ اتفاق ہی کی
بات تھی کہ اسی کا ایک سیوک پھر اِن لوگوں سے جا ٹکرایا تھا۔
اور جس جاپ پر وشانت نے ایک گھنٹہ لگایا تھا۔ وہ کالی
ماتا کا ہی بتایا ہُوا تھا۔ یہ اتنا طاقتور جاپ تھا کہ پہاڑوں
پر کیا جاتا تو راستے سے ہٹ جاتے۔ اِس کے ذریعے تو
سمندروں کا رُخ بھی موڑا جا سکتا تھا۔ پھر بھلا عنبر اور ناگ
اِس کی زد سے کیسے بچ سکتے تھے۔ اِس کے بچنے کی ایک
ہی صورت تھی کہ کوئی مسلمان بزرگ اپنے نوری علم سے اس
کا توڑ کرے لیکن فی الحال عنبر اور ناگ کو ایسی کوئی امداد
حاصل نہ تھی۔ وقت نے تیزی سے گردش کی۔ تاریخ کے
اوراق جادو کی آندھی سے اُڑ کر پیچھے کی طرف جا پہنچے تھے اور
پھر جب عنبر اور ناگ کو ہوش آیا تو وہ کوئی تین سو سال پیچھے

واپسی کا سفر طے کر چکے تھے۔ اُن کی آنکھ ہندوستان کے شہر دیبل میں سمندر کے کنارے جب کھلی۔ دیبل کی بندرگاہ جسے آج کل کراچی کہتے ہیں۔ اُس وقت بندرگاہ کی وجہ سے اِس شہر کو بھی دیبل کہتے تھے۔ تو وہ کالی ماتا کے مندر کی بجائے سمندر کی ٹھنڈی ریت پر پڑے ہوئے تھے۔

تاحدِ نگاہ ناریل کے درخت پھیلے ہوئے تھے اور ساحلی ہوا ناریل کے پتوں کی جلترنگ بجاتی ہوئی دھیمی دھیمی چل رہی تھی۔ دونوں اُٹھ کر ایک دم بیٹھ گئے۔ ناگ نے کہا عنبر شاید ہم کوئی خواب دیکھ رہے ہیں۔ عنبر نے کہا نہیں وہ حقیقت تھی۔ ناگ بھائی دھوکے باز پنڈت نے شاید کھانے میں ہمیں کچھ کھلا دیا تھا۔ ناگ نے کہا لیکن ہم یہاں کیسے پہنچ گئے۔ عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا بے ہوش ہونے کے بعد کوئی بھی ہمیں یہاں لا کر ڈال سکتا ہے۔ ناگ نے جواب دیا میرے بھائی یہ سمندر کا کنارہ ہے دریائے گنگا نہیں جب کہ ہم گنگا ندی کے کنارے بنے ہوئے کالی کے مندر میں تھے۔ عنبر نے ایک دفعہ پھر حیران ہو کر چاروں طرف دیکھا اور کہا۔ ناگ مجھے تو یوں لگتا ہے پھر ہم واپسی کے سفر میں کئی سال واپس چلے گئے ہیں۔ عنبر کی بات کی تصدیق اُس وقت ہو گئی جب چند آدمی بُرے حالوں میں ایک کشتی سے اُتر کر ساحل پر آئے اور اِن لوگوں کے پوچھنے پر بتایا ہم تجارتی

تمام رات کھڑی رہے۔ اور تلاوت سُنتی رہے۔ آخر محمد بن قاسم نے ایک مقام پر جہاں سجدہ لکھا ہوتا ہے جُھک کر قرآنِ پاک پر سجدہ کیا اور جب سجدے سے سر اُٹھایا تو اُس کی نظر اِن تینوں پر پڑ گئی۔ محمد بن قاسم نے کلام پاک کو چُوم کر بند کرتے ہوئے کہا کیا بات ہے۔ شہاب الدین یہ لڑکیاں کون ہیں۔ محمد بن قاسم کے چہرے پر نور کی وجہ سے ایسا جلال تھا جس نے اُسے اور خوب صورت بنا دیا تھا۔ چھریرا بدن۔ تیکھے نقوش۔ گندمی رنگ اور گھنگھریلے بال۔ گفتگو میں شہد کی مٹھاس۔ راجکماری کی نظر ایک لمحہ کے لئے بھی اُس کے چہرے سے نہ ہٹتی تھی۔ اُس نے یہ بھی نہ سنا کہ آفیسر نے اِن کے متعلق کیا کہا ہے۔ آخر اُس کی سہیلی نے کُہنی سے اسے اشارہ کیا۔ اور وہ اِس طرح ہوش میں آئی جیسے ابھی ابھی کوئی خواب سے بیدار ہُوا ہو۔ محمد بن قاسم نے اُن سے کئی سوال کئے۔ جن کا جواب راجکماری نے بالکل ٹھیک دیا۔ لیکن اپنے لہجے اور وقار پر قابو نہ رکھ سکی۔ جس نے اُس کی شخصیت کی چغلی کھائی۔ اور محمد بن قاسم سمجھ گیا جوگن کے رُوپ میں کوئی شخصیت ہے۔ جو ہو سکتا ہے جاسوسی کی غرض سے بھیجی گئی ہو۔

آفیسر خیمے سے باہر انہیں چھوڑ کر جا چکا تھا۔ محمد بن قاسم

تے اپنی تسلی کے لئے کہا جوگن بین بجانا جانتی ہو۔ راجکماری نے طنز کی۔ مہاراج کو موسیقی سے کیا لگاؤ۔ آپ کو تو صرف تلوار کی جھنکار زیادہ پسند ہے۔ بے شک محمد بن قاسم نے کہا۔ میرے مذہب میں موسیقی حرام ہے۔ راجکماری نے کہا اِس کے باوجود مہاراج کے گلے میں ایسا رس ہے کہ معلوم ہوتا ہے گلے میں سرسوتی کا استھان ہے۔ محمد بن قاسم نے کہا یہ سرسوتی کیا بلا ہوتی ہے۔ راجکماری نے قہقہہ لگا کر کہا بلا نہیں راگ کی دیوی کا نام ہے۔ محمد بن قاسم نے کہا اولیکن میں تو گانا بالکل نہیں جانتا۔ راجکماری نے کہا ابھی ابھی تو آپ۔ محمد بن قاسم نے کہا یہ گانا نہیں۔ میں قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا۔

محمد بن قاسم ایک شریف النفس اور سیدھا سادا مسلمان سپاہی تھا۔ عورتوں کی موجودگی اسے پسند نہ تھی۔ اس لئے اس نے اپنے شک کا اظہار سیدھے سادے لفظوں میں کر دیا۔ اور کہا کیا تمہاری قوم میں کوئی بہادر مرد موجود نہیں تھا جو انہوں نے تمہیں جاسوسی کے لئے بھیجا ہے۔ شاید وہ مسلمانوں کو بھی عیاش اور بدکردار سمجھتے ہیں۔ جو خوب صورت عورتوں کو اِس کام کے لئے منتخب کر کے بھیج رہے ہیں۔ گو کہ جنگ کے قانون میں جاسوس کی سزا قتل ہے۔ لیکن ہم مسلمان ہیں اور تلوار

عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں پر نہیں اُٹھائی جاتی۔ راجکماری نے جب دیکھا کہ راز فاش ہو ہی گیا ہے تو اُس نے اپنی آنکھوں میں خواہشات کا سمندر بھر کر کہا۔ شہزادے ہم تو تلوار اُٹھنے سے پہلے ہی قتل ہو گئے ہیں۔ تمہیں جیسا سُنا تھا ویسا ہی پایا ہے اگر تم ہمیں اپنی پتنی بنانا منظور کر لو تو ہم سب کچھ چھوڑ کر تمہارے پاس آنے کے لئے تیار ہیں۔

محمد بن قاسم نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ پتھر میں جونک نہیں لگتی۔ لڑکی ہم دشمن کی غیرت سے نہیں تلوار سے کھیلتے آئے ہیں۔ ہمارا کردار ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے۔ ہم مسلمان خدا کے سپاہی ہیں۔ اُسی کے نام پر جہاد کرتے ہیں اِس لئے کہ ہمارا ایمان ہے ہمیں اُسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ شہزادے تمہارے پہلو میں دل ہی نہیں ورنہ تم حُسن کو اِس طرح نہ ٹھکراتے۔ جو خود چل کر تمہارے قدموں میں آیا ہے۔ تم اگر چاہو تو ہم اپنا دھرم بھی تمہارے لئے چھوڑ سکتے ہیں۔ محمد بن قاسم نے جواب دیا۔ لڑکی جو دل خداوند قدوس کے جلووں سے سرشار ہو وہ کسی کو کیا سمجھتا ہے پھر اُس نے زور سے پہرے پر کھڑے سپاہی کو آواز دی رحمت علی رحمت علی نے جلدی سے آ کر کہا۔ لبیک یا امیر۔ محمد بن قاسم نے کہا لے جاؤ ان نادان لڑکیوں کو اور شہاب الدین سے

کہوانہیں قلعے کی فصیل کے پاس چھوڑ دے۔ راجکماری نے کہا زخمی ناگن کے انتقام سے ڈرو شہزادے۔ محمد بن قاسم نے کہا ہم صرف خدا سے ڈرتے ہیں۔ جو زندگی اور موت کا مالک ہے رحمت علی دونوں لڑکیوں کو لے کر باہر چلا گیا۔

دوسری طرف ناگ اور عنبر دونوں نے مل کر تمام قلعے کا چکر لگایا۔ اُس کے کمزور پہلوؤں کو دیکھا پھر عنبر کو شرارت سوجھ گئی۔ اُس نے اُن مجبور اور قیدی مسلمان لڑکیوں کا انتقام راجہ داہر سے اُسی وقت لینے کی ٹھان لی جو راگ رنگ کی محفل آراستہ کئے ہوئے تھا۔ ناگ اور عنبر نے سوکھی گھاس جو اصطبل کے قریب ہی کافی مقدار میں گھوڑوں کے لئے پڑی تھی۔ اصطبل میں اکٹھی کرنی شروع کر دی۔ اور اس کے ساتھ ہی تمام گھوڑوں کی رسیاں کھول دیں۔ اسی طرح مختلف جگہ خشک گھاس کے ڈھیر اکٹھے کر دیئے اور پھر ناگ اور عنبر دونوں نے مشعلوں سے اِس خشک گھاس میں آگ لگا دی۔ اور خود سمندر کی طرف فصیل پر کھڑے ہو کر تماشہ دیکھنے لگے۔ گھاس نے جلد ہی آگ پکڑ لی اور ہر طرف شعلے بلند ہونے شروع ہو گئے۔ اصطبل سے جونہی شعلے بلند ہوئے۔ تمام گھوڑے ڈر کر بھاگ لئے۔ وہ جدھر جاتے آگ کے شعلے دیکھ کر بدک جاتے تمام قلعے میں شور مچ گیا۔ مسلمانوں نے شب خون مارا ہے سپاہی

اپنے اپنے ہتھیار سنبھال کر بھاگتے پھر رہے تھے اور گھوڑوں کے پاؤں تلے کچلے جا رہے تھے۔ یہی حال فیل خانے کا بھی تھا۔ جہاں پچاس ہاتھی آزاد ہو کر تباہی مچا رہے تھے۔ تمام قلعے اور مندر میں ہاتھی۔ گھوڑے اور آدمی ٹکراتے اور کچلتے جا رہے تھے۔ اور جو نقصان شب خون مار کر بھی نہیں ہو سکتا تھا وہ دونوں عنبر اور ناگ نے کر دکھایا تھا۔ قلعہ میں وہ تباہی اور بھگدڑ مچی ہوئی تھی کہ قیامت کا سماں تھا اور یہ چیخ و پکار اسلامی لشکر میں بھی سنائی دے رہی تھی۔ اور شعلے بلند ہوتے ہوتے یہاں سے بھی دکھائی دے رہے تھے۔ جب کہ ناگ اور عنبر محمد بن قاسم کے خیمے میں بیٹھے سب کو ساری داستان سنا رہے تھے۔ محمد بن قاسم نے عنبر اور ناگ کو گلے سے لگا لیا۔ جب کہ راجکماری اپنی سہیلی سے کہہ رہی تھی۔ اُس نے جو اپمان میرا کیا ہے۔ اس کا ایسا بدلہ لوں گی کہ تمام عمر یاد رکھے گا۔

سہیلی نے کہا تجھے اپنے بہروپ پر بھروسہ تھا۔ اُس نے تمہیں پہچان ہی لیا۔ راجکماری نے کہا اب ہمیں اپنی غلطی کا احساس ہوا ہے۔ دراصل ہمارا لب و لہجہ ہماری چغلی کھا گیا۔ جو گھبراہٹ ڈر اور خوف ایک معمولی جوگن میں ہونا چاہیئے وہ ہم دونوں میں نہیں تھا۔ اور پھر بات چیت کے انداز پر بھی وہ سمجھ گیا بھلا ایک معمولی جوگن ایک لشکر کے مہان سیناپتی سے آنکھ ملا کر کیسے

بات کر سکتی ہے۔

سہیلی نے کہا تمہاری زبان بھی تو قینچی کی طرح چل رہی تھی جس سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ تم معمولی لڑکی نہیں ہو۔ آخر اُس کے دماغ میں بھی تو بھیجا ہے۔ راجکماری نے کہا اُس کے پاس سب کچھ ہے۔ مگر دل نہیں ہم سمجھتے تھے کہ پہل ہم نے کی ہے۔ مگر اُس نے تو ہم سے پہلے ہی قلعہ میں تباہی کا طوفان اُٹھا دیا۔ دوسرے کمرے میں راجا داہر اپنے آفیسروں سے کہہ رہا تھا اِس طوفان کا بدلہ اب دن کے اجالے میں لیا جائے گا۔ ہمیں خبر نہ تھی سترہ سال کا چھوکرہ بہادر ہونے کے ساتھ ساتھ سازشی بھی ہو سکتا ہے۔ رات کے طوفان میں ہمارا جتنا نقصان ہوا۔ وہ دن بھر کی لڑائی کے برابر تھا۔ جب کہ وہ چھوکرہ اپنے سب سپاہی بچا گیا۔ اب مجھے اُس وقت چین آئے گا۔ جب دن کے وقت اِس سے زیادہ خون میدانِ جنگ میں ہمارے بہادر سپاہی بہا کر دکھائیں گے۔ سیتا پتی نے کہا فکر نہ کریں مہاراج ہم اِس لڑکے کو ایسا سبق دے کر بھیجیں گے کہ پھر کوئی ملیچھ مسلمان بھارت ماتا کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی دیکھنے کی کوشش نہ کرے گا۔ سب نے مِل کر کہا مہاراج داہر کی جے۔ راجا نے کہا جے وجے اور اُس کے ساتھ ہی سورج نے بادلوں کی اوٹ سے جب جھانک کر دیکھا تو اِس قلعہ نما مندر میں جگہ جگہ

بکھری ہوئی لاشیں اور خون ہر طرف پھیلا ہُوا نظر آیا۔ نقاروں پر چوٹیں پڑیں اور فضا میں جنگی بِگلوں کی آوازیں دُور تک پھیل گئیں۔ دونوں طرف کی فوجیں ہتھیاروں سے لیس ہو کر میدانِ جنگ میں کود پڑیں اور پھر سوار اور پیدل ایک دوسرے میں گھی اور کھچڑی کی طرح سے مل گئے۔ فضا میں ہتھیاروں کے ٹکرانے اور قتل ہونے والی چیخوں کے سوا کچھ سنائی نہ دے رہا تھا۔ راجہ داہر بذاتِ خود اپنے ہاتھی پر بیٹھا مسلمان سپاہیوں پر نیزے اور تیر پھینک رہا تھا میدان کارزار میں دونوں طرف کے بہادر دادِ شجاعت دے رہے تھے۔ آج کی جنگ میں جسے ہندو فیصلہ کُن سمجھ رہے تھے راجکماری نے بھی حصہ لیا۔ پہلے وہ اپنی سہیلی جو ہندو سینا پتی کی بیٹی تھی کے ساتھ ایک ہاتھی پر بیٹھی مسلمان سپاہیوں پر تیر چلا رہی تھی لیکن اس کی آنکھیں محمد بن قاسم کو تلاش کر رہی تھیں اور سینے میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔

دوسری طرف راجا داہر کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ جس کی بڑی وجہ اس کے بدمست ہاتھی تھے۔ جن سے عربوں کے گھوڑے بدک رہے تھے۔ اور وہ پیش قدمی کی بجائے پیچھے ہٹ رہے تھے۔ عنبر اور ناگ بھی اس جنگ میں محمد بن قاسم کے شانہ بشانہ لڑ رہے تھے۔ محمد بن قاسم نے یہ صورتِ حال دیکھی

توپریشان ہوگیا۔تب عنبر کو ایک ترکیب سُوجھ گئی۔اور اُس
نے محمد بن قاسم سے کہا۔آپ فکر نہ کریں میں سپاہیوں کے
دل سے ان ہاتھیوں کا خوف ابھی کم کیئے دیتا ہُوں۔عنبر گھوڑا
دوڑاتا ہُوا اُس جگہ پہنچ گیا اور ایک سپاہی سے نیزہ لے کر
آگے بڑھتے ہوئے ہاتھی کی آنکھ میں کھینچ مارا۔جس سے ہاتھی
اپنی آنکھ سے محروم ہو کر درد کے مارے چنگھاڑتا ہُوا میدان
سے منہ موڑ کر بھاگا۔عنبر نے کہا اِس جانور سے ڈرتے ہو
جو ایک نیزے کا زخم برداشت نہیں کر سکتا۔پھر کیا تھا۔
مسلمانوں میں ایسا جوش و خروش پھیلا کہ انہوں نے ہاتھیوں کی
آنکھوں میں تیر اور نیزے مارنے شروع کر دیئے۔اور ہاتھی اپنی
ہی پیدل فوج کو کچلتے ہوئے بھاگنے لگے۔راجا داہر نے جب
یہ دیکھا تو حکم دیا۔ہاتھیوں سے اُتر کر گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ
لہذا خود بھی ہاتھی سے گھوڑے پر آ گیا۔راجکماری نے بھی
اپنے لئے ایک گھوڑا طلب کیا اور اس پر سوار ہو کر نیزے
اور ڈھال سے حملہ شروع کر دیا۔اُس نے کئی دفعہ کوشش
کی کہ وہ محمد بن قاسم تک پہنچ جائے۔لیکن اُس کی یہ آرزو
دل میں ہی رہی۔ہاتھیوں کا میدانِ جنگ سے ہٹنا تھا کہ مسلمان
سپاہ کا دباؤ بڑھ گیا۔اور وہ پیش قدمی کرتے ہوئے ہندوؤں
کو دھکیل کر فصیل تک لے گئے۔راجا داہر نے جب یہ حالت دیکھی

کہ اس کی سپاہ کے قدم اُکھڑ چکے ہیں۔تو وہ قلعہ بند ہوگیا۔محمد بن
قاسم کے حکم سے قلعہ کی دیواروں پر عروس جیسی منجنیق سے پتھر
برسائے گئے۔اور دیواروں کو گرا کر مسلمان سپاہ اندر گھس گئی
ایک پتھر راجا کے اُس جھنڈے پر بھی لگا جو قلعہ کے مندر پر
لگا ہُوا تھا ٹوٹ کر گر پڑا۔راجہ قلعے کی سُرنگ ———
سے بھاگ گیا۔اور مسلمانوں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔اور سُرنگ
سے راجا کا پیچھا کر کے اسے قتل کر دیا۔مالِ غنیمت میں راجا داہر
کی لڑکی بھی گرفتار ہو کر محمد بن قاسم کے سامنے لائی گئی۔جسے
محمد بن قاسم نے پہچان لیا۔ایک دفعہ پھر راجکماری نے کہا اگر تم
میرے ساتھ شادی کر لو تو میں تمہارے لئے اپنا مذہب چھوڑنے
کو تیار ہُوں۔لیکن محمد بن قاسم نے جواب دیا۔مالِ غنیمت میں
خیانت نہیں ہو سکتی۔لہذا دیگر اشیاء کے ساتھ ہی راجکماری کو
بھی خلیفہ کے پاس بھیج دیا گیا۔

عنبر اور ناگ نے جب خلیفہ کا مراسلہ پڑھا تو انہیں بہت
دُکھ ہُوا اور انہوں نے محبّت کے آنسوؤں کے ساتھ اس
بہادر نوجوان کو الوداع کہا۔حالانکہ وہ دونوں جانتے تھے اِس
بہادر سپاہی کا انجام یہی ہے۔یہ اِس جنگ کو پہلے بھی دیکھ
چکے تھے۔یہاں سے فرصت ہوئی تو عنبر اور ناگ کو ماریا کی
فکر ہوئی اور دونوں نے مشورہ کیا کہ سب سے پہلے اُسے ہی
تلاش کیا جائے۔

ماریا اور خزانے کا سانپ

ناگ اور عنبر کے جانے کے بعد پنڈت وشانت ماریا سے
غلاموں کی طرح کام لیتا رہا اور راجاؤں کی زندگی بسر کرنے لگا
اُسے جب بھی ضرورت ہوتی سونے کی مورتی بیچ کر روپے حاصل
کرتا اور عیش کرتا۔ ماریا سونے کی مورتی کی صورت بکتی اور پھر
دوسرے ہی دن وشانت اُسے اپنے جادو سے واپس بلا لیتا۔
اب وہ کالی ماتا کا بھگت نہیں رہا تھا۔ وہ بھول کر بھی
مندر کا رُخ نہ کرتا اور شہر بہ شہر گھوم پھر کر عیش کرتا۔
ماریا کو سونے کی مورتی بنا کر کالی ماتا کے چرنوں میں چڑھانے
کی جو اُس نے منت مانی تھی اُسے پنڈت بھلا چکا تھا وہ
یہ بھول گیا تھا کہ جادو وغیرہ کا سارا عِلم اُسے کالی ماتا
کا ہی عطا کیا ہُوا ہے۔ لیکن کالی ماتا کو سب یاد تھا
پھر ایک دن جب وشانت گنگا ندی کو کشتی میں پار کر
رہا تھا تو کالی ماتا نے گنگا ندی سے بنتی کی۔ ماں اِس
نے منت مان کر پوری نہیں اور اُس سے اپنا کاروبار چلانا

شروع کر دیا ہے۔ اِس پاپی کو اپنی لہروں میں غرق کر دے
اُس وقت ماریا سونے کی مورتی بنی ہوئی وشانت کے
جھولے میں پڑی تھی۔ پھر گنگا ندی نے کالی ماتا کی فریاد
سُن لی اور اُس میں ایک دم طوفان آ گیا۔ گنگا ندی غیض و
غضب میں آ گئی۔ اور جب وشانت کی کشتی درمیان میں پہنچ
گئی تو طوفان نے اُس کی کشتی کو گیند کی طرح اچھالنا
شروع کر دیا۔ موت سامنے دکھائی دی تو وشانت کو کالی ماتا
کا خیال آ گیا۔ اُس نے کالی ماتا کو مدد کے لئے پکارا لیکن
کالی ماتا تو ناراض ہو گئی تھی۔ پھر ایک ایسا طوفان کا ریلا آیا
کہ وشانت کی کشتی ڈوب گئی۔ وشانت نے بہت کوشش کی کہ
تیر کے پار چلا جائے۔ مگر گنگا کی لہریں اُسے بہاتے ہوئے
اپنے بھنوروں میں لے گئیں
لیکن گنگا ندی نے بھی وشانت کی لاش کو قبول نہ کیا اور
اس کی لاش کو اُچھال کر گنگا ندی کے کنارے بنے ہوئے ایک
بہت پرانے اندھے کنوئیں میں ڈال دیا۔ مرتے ہوئے بھی ماریا
کی مورتی اُس کے قبضہ میں تھی اور وشانت کہہ رہا تھا کہ میری
رُوح اس کی حفاظت کرے گی۔ ماریا کی مورتی مجھ سے کوئی
حاصل نہیں کر سکتا۔ مَیں ایک دفعہ پھر اپنی روح کے لئے کوئی
جسم حاصل کروں گا۔
جو برائی اُس نے عنبر اور ناگ کے ساتھ کی تھی۔ ویسا

ہی بدلہ اسے مل گیا۔ وشانت نے بھی عنبر اور ناگ کو بیہوش کر کے گنگا ندی میں پھینکوا دیا تھا۔ اُسی ندی میں آج آپ ڈوب گیا۔ سچ ہے جو دوسروں کے لئے گڑھا کھودتے ہیں۔ ایک دن اُس میں آپ بھی گر جاتے ہیں۔ وشانت کا جھولا کچھ عرصے کے بعد گل سڑ گیا اور مورتی اندھے کنوئیں میں کئی سال آرام کرتی رہی۔

عنبر اور ناگ نے ہندوستان کا کونہ کونہ ماریا کی تلاش میں چھان مارا۔ ماریا کہیں ہوتی تو ملتی۔ آخر دونوں دوست ماریا کی تلاش میں بنارس جا پہنچے یہاں کی چہل پہل اور بلند و بالا مندروں کو دیکھ کر جہاں دن رات یاتریوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی۔ میں اُن کا دل لگ گیا اور انہوں نے یہاں ایک سرائے میں کمرہ کرائے پر لے لیا۔ اِس کا مالک ایک مسلمان تھا جو نہایت ہی شریف اور مخلص آدمی تھا۔ چند ہی روز میں عنبر اور ناگ سے اُس کی دوستی ہو گئی۔ اور یہ محبت اور پیار اتنا بڑھا کہ وہ مسلمان جس کا نام احمد علی تھا ان کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کرتا تھا۔ یہاں تک کہ کھانا بھی اُس کے بغیر نہ کھاتا۔ جس کی وجہ سے عنبر اور ناگ کو بھی باوجود بھوک نہ ہونے کے اُس کا دل رکھنے کو باقاعدگی سے کھانا پڑتا۔ قدرت خدا کی دیکھئے چند روز بعد ہی احمد علی کو بخار آیا اور اسی بخار کی وجہ سے اُس کا انتقال ہو گیا۔ عنبر

اور ناگ کو اس کا بڑا ہی دُکھ ہُوا۔ احمد علی کا کوئی رشتہ دار بھی اِس شہر میں نہ تھا صرف بیوی اور دو چھوٹے بچے تھے مجبوراً اُس کی تجہیز و تکفین کا سارا کام عنبر اور ناگ کو ہی کرنا پڑا۔ احمد علی کو جس قبرستان میں دفن کیا وہ بہت ہی پرانا اور شہر سے کافی دُور تھا۔ کئی قبریں بیٹھی ہوئی تھیں۔ کئی قبروں کے کتبے زمین پر گرے پڑے تھے۔ ایسا لگتا تھا یا تو یہ کئی سو سال پرانی ہیں۔ یا پھر اِن کا کوئی والی وارث اپنے عزیز کو دفن کرنے کے بعد بھول کر بھی واپس لوٹ کر نہیں آیا۔ اور ان کی کبھی خبر گیری نہیں کی۔ ناگ اور عنبر احمد علی کو دفن کرنے کے بعد اس وسیع و عریض قبرستان میں گھومتے ہوئے اور قبروں کی حالت پر باتیں کرتے ہوئے ایک قبر پر آئے۔ جہاں خلافِ معمول تھور اور کانٹے دار جھاڑیوں کی بجائے مختلف رنگوں کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ عنبر نے ناگ سے کہا دیکھو یہ کسی بزرگ کی قبر لگتی ہے۔ دیکھ لو اِن کے اعمال پھول بن کر کھل رہے ہیں۔ اور یہ بڑ کا پرانا درخت اپنی ٹھنڈی چھاؤں اِس پر کیئے ہوئے ہے۔

ناگ نے کہا تم ٹھیک ہی کہتے ہو بھائی عنبر دنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں جو نیک اور اچھے کام کرتا ہے۔ اچھے عمل کرتا ہے مرنے کے بعد اُس کا کئی گنا اچھا بدلہ دیتا ہے۔ دونوں نے اِس قبر پر فاتحہ پڑھی۔ عنبر نے اِن پھولوں کے درمیان

اُگی ہُوئی گھاس کو اُکھاڑ کر پھینک دیا۔ جو پھُولوں کی خوبصورتی
کو خراب کر رہی تھی۔ پھر عنبر اور ناگ دونوں نے پتھر لا کر اس
قبر کے چاروں طرف احاطہ بنا دیا۔ اور یہاں سے واپس آ گئے۔
وہ دن بھر ماریا کی تلاش میں پھرتے رہے اور رات کو سرائے
کے کمرے میں لیٹ گئے۔ آج شام ہی سے موسم کچھ خراب
ہو گیا تھا۔ آسمان کالے بادلوں سے ڈھکا ہُوا تھا۔
تھوڑے تھوڑے وقفے سے بجلی چمکنے لگی۔ ہوا میں خاصی تیزی
تھی۔

عنبر اور ناگ اپنے کمرے میں لیٹے ہوئے تھے۔ کمرے میں
ایک چراغ جل رہا تھا۔ اچانک بجلی بڑے زور سے کوندی
اور ایسا معلوم ہُوا کہ قریب ہی گری ہے۔ اِس کے ساتھ
ہی تیز ہوا کا جھونکا آیا اور چراغ بجھ گیا۔ اب کمرے میں
گھُپ اندھیرا چھا گیا تھا۔ مگر عنبر اور ناگ کو اس سے
کیا فرق پڑتا تھا۔ ڈر تو ان کے قریب سے بھی نہ گذرا تھا
تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ انہیں اندھیرے میں آہٹ محسوس
ہوئی۔ جیسے کوئی چل رہا ہو۔ عنبر نے سرگوشی میں کہا ناگ
جاگ رہے ہو۔ ناگ نے اسی سرگوشی میں جواب دیا نیند
ہماری قسمت میں کہاں بھائی۔

عنبر نے کہا قدموں کی آہٹ سُن رہے ہو۔ ناگ نے کہا
مجھے تو دکھائی بھی دے رہا ہے۔ یہ کوئی بزرگ ہیں۔ سر پہ

سفید عمامہ باندھے، سفید براق کپڑے پہنے ہاتھ میں تسبیح لئے
کھڑے ہیں۔ عنبر نے بھی اندھیرے میں غور سے دیکھا تو اُسے
وہ بزرگ نظر آ گئے۔ تب بزرگ نے کہا بیٹا میں وہی ہُوں۔
جس کی قبر پر تم دونوں احاطہ بنا کر آئے تھے۔ اور پھُولوں کو
دیکھ کر میرے اعمال کی تعریف کر رہے تھے۔ عنبر نے کہا ہمارا
خیال ٹھیک ہی تھا۔ ایسی قبر تو آپ جیسے بزرگوں کی ہی ہو سکتی
ہے۔ بزرگ نے کہا بیٹا وقت کم ہے۔ میں تمہارے پاس ایک
ضروری کام کے لئے آیا ہُوں۔ وعدہ کرو اُسے کرو گے۔ انکار
نہ کرو گے۔ عنبر نے کہا آپ ارشاد فرمائیں۔ آپ جیسے بزرگوں کی
خدمت کر کے ہمیں بہت خوشی ہو گی۔ بھلا ہم گنہگار آپ کے
کیا کام آ سکتے ہیں۔ آپ تو خود ہی صاحبِ کرامت ہیں۔ بزرگ
نے کہا بیٹا میں دُنیا سے اُٹھ چکا ہُوں۔ اب دنیا سے میرا
تعلق ختم ہو گیا ہے۔ میں جسم نہیں رُوح ہُوں اور روح جسم
کے بغیر ایک غیر مرئی چیز ہوتی ہے۔ اُسے تم پرچھائیں ہی سمجھ
لو۔ میری قبر پر ایک کافر پنڈت آ کر رات بھر ایک جاپ کر رہا
ہے۔ وہ کالی ماتا کے لئے جاپ ہے۔ وہ جادو کے الفاظ
رات بھر پڑھتا رہتا ہے۔ اور مجھے نظر نہ آنے والی اُس لڑکی
کو دے دے۔ جس کی آواز سُن کر ہی میں پاگل ہو گیا ہُوں۔
میں اُس سے زمین کے اندر چھپے ہُوئے خزانے کا پتہ پُوچھوں
گا اور اُس سے کئی کام لوں گا۔

نظر نہ آنے والی لڑکی کا نام سُنتے ہی دونوں کے کان کھڑے
ہو گئے۔ عنبر نے احترام سے کہا آپ ہم سے کیا خدمت
چاہتے ہیں۔ بزرگ نے کہا وہ نجس اور گندگی کا پُتلا میری
قبر کے پاس نجاست پھیلا رہا ہے۔

عنبر نے کہا محترم بزرگ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ
ہندو پنڈت مسلمانوں کے قبرستان میں کالی ماتا کا جاپ کرنے
کے لئے کیسے آگیا۔ یہ جگہ اُس کے مذہب کے خلاف ہے۔
بزرگ نے مسکراتے ہوئے کہا مجھے معلوم تھا تم یہی سوال کرو
گے۔ دراصل آج سے تین سو سال پہلے یہاں ہندو کا شمشان
تھا۔ یہ بڑ کا درخت جو میری قبر کے پاس ہے۔ ہندوؤں کے
عقیدے کے مطابق یہاں کرشن بچپن میں بیٹھ کر گوپیوں کے
گھڑے اپنی غلیل سے پھوڑا کرتا تھا۔ یہ بڑ کا درخت کرشن
کا استھان ہے جو پنڈت کے لئے بہت متبرک جگہ ہے۔ اِس بات
کا علم اِس پنڈت کو تو نہ ہوگا۔ ضرور کسی گرو نے اسے بتایا
ہوگا۔ میری رُوح کو اِس سے تکلیف ہوتی ہے۔ اور میری عبادت
میں خلل آتا ہے۔ اُسے وہاں سے اُٹھا دو۔

عنبر نے کہا آپ کے حکم کی آج ہی تعمیل ہوگی۔ بزرگ
نے کہا وہ اِس شہر کے کیلاشں مندر میں ٹھہرا ہوا ہے اور
اس کا نام ہری گوپال ہے۔ تم دونوں بہت اچھے بچے ہو اسی
لیئے تو تمہارے پاس چلا آیا تھا۔ عنبر نے وعدہ کر لیا کہ وہ صبح

ہوتے ہی کیلاشں مندر جاکر اُس سے نپٹ لے گا۔ بزرگ نے
دُعا دی اور غائب ہو گئے۔

عنبر نے ناگ سے کہا خدا کا شکر ہے ماریا کے متعلق کچھ تو
سراغ ملا۔ اِس کا مقصد یہ ہے کہ ماریا جہاں کہیں بھی
ہے۔ اِس پنڈت کو علم ہے۔ ناگ نے کہا عنبر ہری گوپال سے
دوستی کرلے۔ اور اُس سے ہمیں مزید معلومات ہوسکتی ہیں
دن کے وقت دونوں دوست اُٹھ کر سب سے پہلے کیلاشں مندر
کی طرف چل دیئے۔ جہاں ہری گوپال اپنے ساتھیوں کے ساتھ
بیٹھا مٹھائی اور پُوریاں اُڑا رہا تھا۔ دونوں نے ہندوانے کپڑے
پہن رکھے تھے۔ اور ماتھے پر تلک لگا رکھا تھا۔ اندر داخل ہوتے
ہی اُن کی ملاقات ایک پنڈت سے ہوئی جس سے انہوں نے
ہری گوپال کے متعلق پُوچھا۔ پنڈت نے کہا ایسا لگتا ہے تم
شنکر ڈیرہ سے آئے ہو۔ اور گوپال کے شہر دار ہو۔ اس کی
ماتا بیمار تھی ٹھیک ہے نا۔ اب عنبر اور ناگ کو پتہ چل گیا کہ
گوپال شنکر ڈیرہ کا رہنے والا ہے۔ اور اُس کی ماں بیمار
ہے کسی آدمی سے دوستی کرنے کے لئے یہی کافی تھا۔ وہ
دونوں پنڈت کے بتائے ہوئے کمرہ میں آئے جہاں گوپال
بیٹھا ہوا تھا۔

دونوں نے آکر ہاتھ جوڑ کر رام رام کیا۔ سب نے جواب دیا
رام رام پھر تین آدمی جو بیٹھے ہوئے تھے ددتے کہا لو بھئی گوپال

ہم چلے گرو جی کے استھان۔ وہ دونوں اُٹھ کر چلے گئے تو
ناگ اور عنبر بیٹھ گئے۔

گوپال نے کہا نئے آئے ہو۔ عنبر نے جواب دیا ابھی
آئے ہیں۔ گوپال نے کہا کون سا گاؤں ہے تمہارا۔ عنبر نے
کہا شنکر ڈیرہ۔ گوپال چونک پڑا۔ اور کہا میں بھی وہیں
کا رہنے والا ہوں۔ کالی کے مندر میں صرف منگل داس
جی پنڈت ہیں اور اُن کے چچا ماتوں کو بھی جانتا ہوں تم
دونوں کو کبھی نہیں دیکھا۔ عنبر کی معلومات میں مزید اضافہ
ہوا۔ تب عنبر نے کہا بھائی ہم پنڈت منگل داس جی کے
بھتیجے ہیں۔ اصل میں ہم کالا کوٹ کے رہنے والے ہیں چند
روز سے چاچا کے پاس آ گئے ہیں۔ اور تمہارے لئے ایک
پیغام لے کر آئے ہیں۔ تمہاری ماتا مرن سیج پر پڑی ہیں۔
چاچا جی نے کہا تھا تم ملو تو بتا دو اور کہو فوراً واپس
آ جاؤ۔ بہری گوپال پریشان ہو گیا اور کہا ماتا جی۔ لیکن میں
واپس کیسے جا سکتا ہوں۔ ناگ نے بھولے پن سے کہا جیسے
آئے تھے۔ گوپال نے کہا دل لگی نہ کرو دراصل بات
یہ ہے کہ میں ایک جاپ کر رہا ہوں۔ اسے ادھورا چھوڑ کر
نہیں جا سکتا۔

عنبر نے کہا جاپ کیسا جاپ کر رہے ہو۔ گوپال نے کہا۔

تم منگل داس جی کے بھتیجے ہو اور وہ میرے گرو بھی ہیں تم
سے کیا چھپانا ہے۔ دراصل میں ایک ایسی لڑکی کے لئے
جاپ کر رہا ہوں جو کسی کو نظر نہیں آتی صرف اس کی آواز
سنائی دیتی ہے۔ عنبر نے مزید کریدنے کے لئے کہا متراب
تم مذاق کرنے لگے۔ گوپال نے کہا یہ مذاق نہیں حقیقت ہے۔
میں نے خود اُس کی آواز سُنی ہے۔ عنبر نے کہا ہم نے تو آج
تک ایسی لڑکی کے متعلق کسی کی زبان سے نہیں سُنا تم نے
اس کی آواز کہاں سے سُن لی بھائی۔ گوپال نے ادھر
اُدھر دیکھ کر سرگوشی کی ایک رات میں ہنومان پور سے
پیدل ہی شنکر ڈیرہ آ رہا تھا موسم خراب تھا جب میں ہنومان
پور کے دو کوس دور جنگل میں پہنچا تو موسلا دھار بارش
شروع ہو گئی۔

میں بہت گھبرایا سردی سخت پڑ رہی تھی اور رات بھی کالی
تھی۔ مجھے دور روشنی دکھائی دی۔ اور میں اُسی سمت دوڑتا
ہوا چلا گیا۔ پاس آ کر دیکھا تو کسی بہت ہی پرانے مندر
کا کھنڈر تھا۔ یہاں کسی زمانے میں ہنومان جی کی پوجا ہوتی
ہو گی۔ کیونکہ اس کھنڈر میں ایک ٹوٹے ہوئے کمرے میں ہنومان
کے بُت کے سامنے ایک پنڈت جی بیٹھے سامنے آگ جلائے
اس کمرے کی آدھی بچی ہوئی چھت کے نیچے ایک نظر نہ

آنے والی لڑکی سے باتیں کر رہے تھے۔ میں نے تم سے وعدہ
کیا تھا یہ خزانہ ملنے کے بعد میں آزاد کر دوں گا۔ میں اپنے
وعدے پر قائم ہوں تم نے بتایا ہے کہ ہنومان جی کے بُت کے
نیچے راجہ وشر رتھ کا خزانہ ہے۔ میں آج ہی رات نکال لوں
گا۔ اور اس کے بعد تمہیں ہمیشہ کے لئے آزاد کر دوں گا۔
تمہیں حاصل کرنے کے لئے مجھے بڑی مصیبتوں سے گذرنا پڑا
ہے اور آج رات مجھے اس کا انعام ملنے والا ہے۔

پھر اس نے کدال سے ہنومان کے بُت کے چرنوں کی زمین
کھودنی شروع کر دی۔ میں بارش سے چھپا ہوا سب کچھ دیکھ
رہا تھا۔ تھوڑی سی کھدائی کرنے کے بعد وہاں سے ایک
سونے کے سکوں سے بھرا صندوق نکل آیا۔ پنڈت پاگلوں
کی طرح سکّے اچھالنے لگا۔ وہ ہاتھی کی طرح طاقتور اور نہایت
خوفناک شکل والا آدمی تھا۔ ورنہ میں ضرور اس سے حصہ بٹوا
لیتا۔ میں نے سوچا اگر اسے معلوم ہو گیا میں یہاں چھپا
ہوں تو مجھے قتل کر دے گا۔ تب اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے
کہا۔ ماریا مجھے خزانہ مل گیا ہے۔ اور میں اب تمہیں کبھی
آزاد نہیں کروں گا۔

ماریا نے کہا تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ خزانہ ملنے
کے بعد تم مجھے آزاد کر دو گے۔ یاد رکھو لالچ اور وعدہ خلافی

آدھی رات بیت گئی۔ اِن دونوں کو تو نیند آتی ہی نہیں تھی۔
اچانک ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا اور چراغ بجھ گیا۔ دونوں
نے حیرت سے دیکھا۔ اس سے پہلے تو ہوا بالکل ہی ساکت
ہو چکی تھی اور لوگ ہوا کے لئے ترس رہے تھے۔ یہ اچانک
ہوا کا سرد جھونکا کدھر سے آگیا۔ پھر انہیں اندھیرے میں نور
کا ایک ہالہ نظر آیا۔ جس میں وہ بزرگ کھڑے تسبیح پھر رہے
تھے۔ انہوں نے کہا بچو میں تمہارا شکر گذار ہوں کہ تم نے اس
کافر اور پلید آدمی سے میری جگہ خالی کروا دی۔ میں تم کو پہلے
بھی بتا چکا ہوں کہ میں رُوح ہوں حقیقت نہیں۔ میرا اس دنیا
سے انتقال ہو چکا ہے۔ مجھے معلوم ہے تم میری قبر پر مجھ سے
سوالات کر رہے تھے جنہیں میں سُن رہا تھا لیکن جواب نہیں دے
سکتا تھا۔ جب تک باری تعالےٰ کا حکم نہ ہو۔ کوئی رُوح کسی
سے بات نہیں کر سکتی۔ مجھے اب اجازت مِلی ہے۔ بتاؤ تم کیا
چاہتے ہو۔ میں تمہیں صرف بتا سکتا ہوں۔ تمہاری مدد نہیں
کر سکتا۔ تم اپنی بہن ماریا کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ وہ عیسائی
لڑکی بڑی اچھی بیٹی ہے۔ بڑی نیک لڑکی ہے وہ ایک بدبخت
پنڈت کے ہاتھوں جادو سے اسیر ہے۔ جو اس سے خزانوں کا
راز پوچھتا رہتا ہے۔ خزانے کے سانپ اس میں ناگ کی رُوپا کر
اس کا احترام کرتے ہوئے ناگ کی وجہ سے خزانے کے

منقلق بھی بتا دیتے۔ اور رکاوٹ بھی نہیں بنتے۔ حالانکہ اس لڑکی میں ایسا کوئی علم نہیں کہ وہ خزانوں کے راز جان سکے۔ یہ صرف ناگ ہی کی طفیل ہے۔ اُس بدبخت نے ماریا سے وعدہ کیا تھا کہ ہنومان مندر کے کھنڈر میں راجا وشرتھ کا خزانہ مل جانے کے بعد اُسے رہا کردے گا لیکن اُس لالچی کتے نے خزانہ ملنے کے بعد بھی اُسے آزاد نہ کیا اور مورتی بنا کر اپنے ساتھ لے گیا۔ ہنومان مندر کے کھنڈر میں خزانے کا سانپ یہ گفتگو سُن چکا تھا کہ اس لالچی نے ہمارے پیارے سردار ناگ کی بہن کے ساتھ وعدہ خلافی کی ہے اور اُسے مورتی بنا کر قید میں رکھا ہے۔

پنڈت جب خزانہ لے کر جنگل میں چلا گیا تو سانپ نے بھی اُس کا پیچھا کیا۔ پنڈت یہ خزانہ کسی محفوظ مقام پر چھپانا چاہتا تھا اُسے معلوم تھا کہ جنگل کے بیچ راجا وشرتھ کے محل کے کھنڈرات ہیں وہاں ایک کنواں تھا اور پنڈت اس کنویں میں وہ خزانہ چھپانا چاہتا تھا۔ جب وہ کھنڈر میں داخل ہوا تو خزانے کا سانپ بھی اُس کے پیچھے ہی کھنڈر میں داخل ہو گیا۔ کیونکہ یہ سانپ خزانے کا محافظ تھا۔ اِس خزانے کو راجا وشرتھ نے اپنے دشمن راجا کنور رائے سے جنگ سے پہلے ہنومان مندر میں اُس کی مورتی کے قدموں میں چھپا

دیا تھا۔ پنڈت کنویں پر آیا اور ایک درخت سے رسی باندھ کر خزانے کے صندوق کے ساتھ کنویں میں اُتر گیا۔ سانپ بھی کنویں میں اُتر گیا اور جب پنڈت نے صندوق کنویں کی تہہ میں اُگی خشک جھاڑیوں میں چھپا دیا تو سانپ نے اُسے ڈس لیا۔ سانپ نہایت زہریلا تھا۔ پنڈت کو منتر پڑھنے کی بھی مہلت نہ مل سکی۔ اُس کے خون میں آگ لگ چکی تھی اور اُس کی زبان پتھر کی طرح ساکت ہو گئی۔ اور وہ وہیں گر کر مر گیا۔ آج بھی اُس کی ہڈیوں کا ڈھانچہ کنویں میں پڑا ہے۔ گوشت کیڑے کھا گئے ہیں اِس ڈھانچے کے ایک طرف سونے کے سکوں کا صندوق پڑا ہے دوسری طرف ماریا مورتی بنی پڑی ہے۔ یہ ہے لالچ کا انجام اور وعدہ خلافی کی سزا۔ بس میں صرف اتنا ہی جانتا ہوں۔ عنبر اور ناگ نے بزرگ کا شکریہ ادا کیا اور بزرگ پھر نور کے ہالے میں تحلیل ہو گئے اور ہالہ سمٹ کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ عنبر اور ناگ نے اُسی وقت سرائے چھوڑ دی اور دونوں ہنومان گڑھ کی طرف روانہ ہو گئے۔

ناگ غائب ہو گیا

عنبر اور ناگ نے سرائے سے نکل کر دو گھوڑے خریدے
اور ان پر سوار ہو کر ہنومان گڑھ روانہ ہو گئے۔ رات
کا وقت تھا لیکن دونوں بھائیوں نے صبح کے انتظار
میں وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ برسات کا موسم
تھا دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر تاروں کی جگہ کالے
بادل اٹھے اور گرج چمک کے ساتھ بارش شروع ہو
گئی۔ دونوں شہر سے کافی دور نکل چکے تھے لہذا
واپس ہونے پر آگے بڑھنے کو ترجیح دی اور آگے ہی بڑھتے
گئے۔ دور کہیں چھوٹے بڑے پہاڑی ٹیلوں میں انہیں
روشنی دکھائی دی دونوں نے ادھر کا ہی رخ کیا۔ قریب
جانے پر پتہ چلا ایک سادھو جسم پر بھبھوت ملے ایک
الاؤ لگائے بیٹھا تھا اس کی لمبی جٹائیں زمین پر پڑ
رہی تھی جسم پر صرف ایک لنگوٹی تھی سارے جسم پر
ریچھ کی طرح سیاہ اور سخت بال تھے ایسا لگتا تھا کہ

ببول کے درخت پر کانٹے اُگے ہوئے ہیں۔ آنکھوں
میں مشعلیں جلتی نظر آ رہی تھیں جسم کے تنے ہوئے رگ
اور پٹھے بتا رہے تھے کہ کافی توانا آدمی ہے۔ موسلا دھار
بارش کے باوجود اس کا جسم خشک تھا اور الاؤ جل
رہا تھا اور وہ سمادھی لگائے بیٹھا تھا۔ دونوں نے جونہی
اپنے گھوڑے اس کے قریب سے لے جانے چاہئیں دونوں
گھوڑوں نے اپنی اگلی ٹانگیں ایسے اوپر اٹھا لیں جیسے
پاؤں آگ پر آ گئے ہوں اور اپنے پچھلے پیروں پر
کھڑے ہو گئے۔ عنبر سمجھ گیا سادھو نے اپنے گرد حصار
قائم کر رکھا ہے اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور جسم
درخت کے تنے سے ٹکا ہوا تھا قریب سے دیکھنے پر
معلوم ہوا کہ سارے جسم پر کیڑے رینگتے پھر رہے ہیں۔
کئی کیڑے ناک کے نتھنوں میں ایک طرف گھسے جا
رہے ہیں دوسرے نتھنے سے باہر نکل رہے تھے۔ چند
کیڑے لائن بنا کر موہنہ کے اندر آ جا رہے تھے۔ ایسا
محسوس ہو رہا تھا کہ کئی روز کے مردہ جسم کو درخت
کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا دیا ہے۔ لیکن حیرت کی بات
یہ تھی کہ الاؤ جل رہا تھا اور کیڑوں نے جسم کو چھوا
تک نہیں تھا صرف جسم پر اس طرح چل رہے تھے جیسے

زمین پر ہوں گوشت پوست کے جسم پر نہ ہوں۔ عنبر نے غور سے دیکھا سانس کا زیروبم بھی ختم ہو چکا تھا۔ یعنی یہ جسم سانس بھی نہیں لے رہا تھا۔ عنبر نے گھوڑے سے اُتر کر آگے جانے کی کوشش کی تو اس کے سامنے نظر نہ آنے والی دیوار حائل ہو گئی یعنی اس جسم کے گرد حصار قائم تھا۔ اور اس حصار کے اندر بارش کا قطرہ تک داخل نہ ہو سکا تھا۔ دونوں کو یقین ہو گیا کہ ان کے سامنے ایک مردہ جسم پڑا ہے کوئی الاؤ روشن کر کے اس مردہ جسم کے گرد حصار قائم کر کے چلا گیا ہے۔ دونوں الاؤ کے قریب حصار سے باہر بیٹھ گئے ابھی تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ جسم میں حرکت محسوس ہوئی کوئی چمک دار روشنی کی کرن آنکھوں کے راستے جسم میں داخل ہوئی تھی اور پھر دونوں نے دیکھا جسم سے سانس کا رشتہ قائم ہو گیا۔ آنکھوں میں جلتی ہوئی مشعلوں کی روشنی تیز ہو گئی۔ تب سادھو نے ان دونوں کی طرف بڑے غور سے دیکھا معنی خیز انداز میں مسکرایا اور کہا بالکو میں شریر اور آتما کے رشتے کو جدا کر کے دوبارہ جوڑنے کا ریاض کر رہا ہوں تم لوگوں کی وجہ سے مجھے دوبارہ جلدی ہی شریر میں آنا پڑ گیا۔ عنبر نے کہا مہاراج یہ تو پانچ ہزار سال پہلے فوت

ہونے والے فرعون بھی جانتے تھے کہ کافی عرصہ گذر جانے کے بعد پھر کس طرح روح کا رشتہ جسم سے قائم کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے ان لوگوں کے جسم حنوط سے رکھے جاتے تھے۔ تاکہ گل سڑ نہ جائیں۔ تم ٹھیک کہتے ہو بالک لیکن اب یہ علم بہت ہی کم لوگوں کے پاس ہے میں اپنی آتما اپنے شریر کی بجائے دوسرے کسی شریر میں بھی داخل کر سکتا ہوں۔

ناگ نے کہا مہاراج یہ بھی کوئی مشکل بات نہیں میں ابھی آپ کے سامنے نہ صرف اپنی روح کو بلکہ اپنے جسم کو بھی ساتھ ہی تبدیل کر سکتا ہوں۔

تمہاری بات اور ہے بالک تم انسان نہیں اگر میرا علم غلط نہیں تو تم وہ سانپ ہو جو لمبی عمر پانے کے بعد اپنی آتما اور شریر دونوں کو ایک ساتھ بدل لیتا ہے کیا یہ سچ نہیں؟

ناگ نے کہا اگر آپ نے پہچان لیا ہے تو میں انکار نہیں کروں گا۔

سادھو نے کہا لیکن تم اپنا جسم چھوڑ کر خالی اپنی آتما کو دوسرے شریر میں نہیں لے جا سکتے۔

ناگ نے تمسخر اڑانے والے انداز میں کہا یہ بھی کوئی مشکل بات نہیں لیکن مجھے پہلے اپنے اصلی جسم میں آنا

پڑے گا پھر میں ناگ کا خالی جسم چھوڑ کر کسی بھی انسانی
یا حیوانی جسم میں اپنی روح داخل کر سکتا ہوں۔

عنبر نے اکتا کے کہا ناگ بھائی آخر اس ساری شعبدہ
بازی کا کیا فائدہ ہے۔ بہت فائدہ ہے۔ بالک اگر ناگ
اپنا اصلی شریر چھوڑ کر اپنی آتما میرے شریر میں داخل کر
دینے میں کامیاب ہو جائے تو تمہیں ہنومان گڑھ جانے کی
ضرورت نہیں پڑے گی میں مایا کی مورتی اپنی شکتی سے
یہاں لا دوں گا۔

ناگ نے کہا مجھے منظور ہے میں اپنا وعدہ پورا کیے
دیتا ہوں۔

آپ اپنے وچن کو یاد رکھیں۔ نہ جانے عنبر کو یہ ساری
شعبدہ بازی کیوں پسند نہیں آ رہی تھی لیکن وہ ناگ کی
وجہ سے خاموش ہو گیا۔

ناگ انسان سے اپنے اصلی جسم سانپ میں آیا اور
سادھو سے کہا مہاراج آپ اپنا شریر خالی کر دیں اور اپنی
آتما اس سے نکال دیں۔ سادھو کی آنکھوں سے روشنی کی کرن نکل
کر باہر چلی گئی جس کے ساتھ ہی جسم میں سانس کا سلسلہ ختم
ہو گیا۔ اور صرف مردہ جسم رہ گیا تب ناگ نے اپنا جسم چھوڑ دیا
اور ایک روشنی کی لکیر اس کے جسم سے نکل کر سادھو کے مردہ

جسم میں داخل ہو گئی جس کے ساتھ ہی سانس کا رشتہ قائم
ہو گیا۔

فضا میں ایک قہقہہ بلند ہوا اور سادھو کی آواز آئی ناگ
اس وقت کے لیے میں نے کئی سال انتظار کیا ہے دیوتاؤں
نے مجھے خوش ہو کر کہا تھا جس چیز کے لیے تو اتنی قربانیاں
دے رہا ہے وہ وقت ضرور آئے گا اور تیری منوکامنا پوری
ہو گی میں ایسی ہی آتما چاہتا تھا جس کے ساتھ شریر بھی تبدیل
ہو جائے دیوتاؤں نے تجھے بھیج دیا میں بازی جیت گیا ہوں
تیری آتما میرے شریر میں آ چکی ہے اور قید ہو چکی ہے جو مالا
میرے گلے میں پڑی ہے اس کی طاقت سے تو ہمیشہ کے لیے
میرے بدن میں قید ہو گیا ہے اب میں جس چیز میں چاہوں
گا جسم سمیت تبدیل ہو جاؤں گا تیرا یہ شریر ہمیشہ کے لیے
ختم کر دوں گا تاکہ پھر تو کبھی واپس نہ جا سکے۔ اس سے پہلے
کہ سادھو مردہ سانپ کے جسم کی طرف ہاتھ بڑھائے
عنبر نے ناگ کے جسم کو اٹھا کر اپنے جبے میں ڈال لیا۔
اب سادھو نے فکر مند ہو کر کہا:

بالک تیرے لیے مردہ سانپ کا جسم بے کار ہے مجھے ہر
حالت میں اسے ختم کر دینا ہے اسے میرے حوالے کر دو۔

عنبر نے خالی آواز کی طرف دیکھ کر کہا دھوکے باز مکار اب

اپنی آتما کے لیے کوئی دوسرا جسم تلاش کرے۔ اس لیے کہ مجھے ناگ کی روح دوبارہ تیرے جسم سے نکال کر اس کے اصلی جسم میں داخل کرنی ہے۔

تب سادھو نے کہا:

یہ خواب کبھی پورا نہ ہوگا ناگ کی روح میرے شریر میں قید ہے اس دماغ پر میرا ہی قبضہ ہے اور میرے حکم کے بغیر ناگ نہ تو اپنے آپ کو تبدیل کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کی روح میرے شریر کی قید سے آزاد ہو سکتی ہے۔ تم یہاں ٹھوکریں کھاؤ میرا مطلب حل ہوگیا اب میں چلا۔ پھر سادھو کا جسم پرندے میں تبدیل ہوا اور وہ ہوا میں اڑ گیا۔

عنبر نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ چلے تھے نماز بخشوانے اور روزے گلے پڑ گئے۔ ماریا کو قید سے آزاد کروانے نکلے تھے اب ناگ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ بارش رک چکی تھی عنبر نے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کا رخ بھوہان گڑھ کی طرف موڑ دیا۔ عنبر منزلیں پر منزلیں طے کرتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ شہری آبادی سے دور جنگل اور ویرانوں میں یکایک اس کا گھوڑا زور سے ہنہنایا اور الف ہوگیا پھر باوجود زور لگانے اور ایڑ لگانے کے بھی ایک قدم آگے نہ بڑھا ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس کے قدم زمین نے پکڑ لیے ہیں

مجبوراً عنبر کو اس کی پیٹھ خالی کرنی پڑی اور وہ نیچے اتر کر ادھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کیا ماجرا ہے قرب و جوار لے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا پھر اس نے آسمان کی طرف نگاہ کی اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آسمان پر ایک چمکدار ستارہ موجود تھا جس سے روشنی کی ایک لمبی لکیر نکل کر زمین سے مل گئی تھی۔ عنبر کو جستجو ہوئی کہ یہ روشنی کی کرن کہاں زمین سے مل رہی ہے اس نے اپنا گھوڑا درخت سے باندھ دیا اور اسی سمت روانہ ہوگیا تھوڑی ہی دور جانے کے بعد کرن ایک بڑے سے ٹیلے کے پیچھے غائب ہوتی اسے دکھائی دی عنبر ٹیلے کے گرد چکر لگا کر اس کے پیچھے پہنچا تو اس نے دیکھا وہاں کسی بزرگ کا شکستہ مزار تھا کرن اس کی قبر کے تعویذ پر پڑ رہی تھی۔ عنبر نے بڑی عقیدت کے ساتھ وہاں فاتحہ پڑھی اور صدقِ دل سے ماریا اور ناگ کے لیے دعا کی کہ وہ طاغوتی طاقتوں کے شکنجے سے آزاد ہو کر ایک دفعہ پھر مل جائیں۔ تب عنبر کو قبر میں سے آواز آئی عنبر ہمارے پاس سے چپ چاپ گذر رہے تھے ہم نے تمہیں اپنے پاس بلا لیا جو لوگ دوسروں کے کام آتے ہیں مصیبت میں اللہ تعالیٰ ان کی مدد کرتے ہیں مجھے حکم ہوا تھا کہ میں تمہاری مدد کروں۔ ماریا کو کنوئیں

سے نکالنے سے پہلے تمہیں اس خبیث پنڈت کی بھٹکتی ہوئی
روح سے مقابلہ کرنا ہو گا جو کنویں میں پڑی دولت اور
ماریا کے بت کی حفاظت کر رہی ہے۔ لیکن یہ تمہارے جیسے
بہادر کے لیے مشکل بات نہیں ہے خدا نے تمہیں وہ
طاقت عطا کر رکھی ہے جس سے تم ان کالی طاقتوں کا مقا[بلہ]
کر سکو۔ ماریا بیٹی کی مورتی لے کر یہاں آ جانا میں اسم اعظم
سے اس طلسم کو توڑ دوں گا جس میں وہ بچی قید ہے پھ[ر]
تم دونوں ملکر ناگ کو آزاد کروانا لیکن ابھی اس کا وقت
نہیں آیا ابھی ناگ کو کچھ عرصہ اور اس قید میں دن گزار[نے]
ہیں تمہارا راستہ میں نے ہی روکا تھا اب تم جاؤ۔

عنبر نے شکریہ ادا کرتے ہوئے سلام کیا اور دوبارہ اُسی
جگہ آ گیا جہاں اپنا گھوڑا باندھ کر گیا تھا۔ اس نے گھوڑ[ا]
کھولا اس پر بیٹھ کر اپنے سفر پر روانہ ہو گیا اب اس کے
دل کو سکون تھا کہ ماریا کو دوبارہ مورتی کی قید سے آزاد
کروانے کے لیے اسے پریشانی نہ ہو گی — رات اپنا
سیاہ دامن سمیٹ کر جا چکی تھی اور آسمانوں سے صبح
نور چھن چھن کر زمین تک آنے لگا تھا۔ عنبر گھوڑ[ا]
اب دھیمی چال سے چلا جا رہا تھا۔ اس نے رات بھر
بغیر رُکے سفر کیا تھا اور گھوڑا تھک گیا تھا عنبر کو دُور

سے ہنومان مندر کے کھنڈرات نظر آ رہے تھے۔ عنبر نے
گھوڑے کی گردن سہلاتے ہوئے تھپکی دی اور کہا بس بیٹے
منزل نزدیک آ گئی ہے اب سب سے پہلے میں تجھے
کھانے پینے کے لیے چھوڑ دوں گا اور پھر اس کے گھوڑے
کے سم ہنومان مندر کی پتھریلی زمین پر چنگاریاں بکھیرتے ہوئے
پڑ رہے تھے جن کی آواز کھنڈرات سے ٹکرا کر گونج پیدا کر
رہی تھی۔ عنبر نے گھوڑا روک کر اسے کاٹھی کی قید سے
آزاد کر دیا اور کہا لو ساتھی اب تم ہری ہری گھاس بھی
کھا لو اور اس قریب ہی بہتے ہوئے برساتی نالے سے
اپنی پیاس بجھا لو میں تب تک منزل کا راستہ تلاش کر
لوں۔ گھوڑا گھاس چرنے لگا اور عنبر ایک سمت راستے کی
تلاش میں آگے بڑھ گیا جو یہاں سے قریب ہی ہنومان گڑھ
کی طرف جاتا تھا جہاں تباہ شدہ شہر کے کھنڈرات کے درمیان
وہ کنواں تھا جس کی اسے تلاش تھی۔ تھوڑا آگے جانے پر
عنبر کو اپنی دائیں طرف کی جھاڑیوں میں سرسراہٹ سی محسوس
ہوئی عنبر نے اس سمت دیکھا ایک سیاہ رنگ کا سانپ
بھاگا چلا آ رہا تھا۔ عنبر رُک گیا سانپ نے قریب آکر
اپنا پھن جھکا لیا اسے عنبر سے اپنے دیوتا ناگ کی بُو آ رہی
تھی پھر سانپ نے اپنی زبان میں کہا:

اے میرے آقا کے بھائی یہ غلام تیری خدمت میں
آداب عرض کرتا ہے اور تجھے خوش آمدید کہتا ہے۔ میں
راجا دشراتھ کے خزانے کا سانپ ہوں۔ عنبر تک یہ بات ہ
کے دوش پر لہروں کی وساطت سے پہنچ گئی۔

تب عنبر نے جواب میں کہا:

اے سانپ مجھے وہ کنواں بتا دے جس میں اس
نابکار پنڈت نے خزانے کے ساتھ ساتھ ماریا کو مورتی میں
قید کر رکھا ہے۔

سانپ نے کہا:

میرے آقا کے بھائی میرے پیچھے چلا آ یہاں سے
تھوڑی ہی دور ہنومان گڑھ کے کھنڈرات میں وہ کنواں
ہے لیکن اس پنڈت کی آتما اب بھی بن مانس کے روپ
میں اس کی حفاظت کر رہی ہے اور یہ بن مانس ہاتھی کے
جسم کا ہے اور نہایت ہی طاقت ور ہے۔ دونوں باتیں
کرتے ہوئے کنوئیں کی جانب روانہ ہو گئے۔

عنبر نے چلتے چلتے کہا:

"کیا تم نے اس بن مانس کو دیکھ رکھا ہے؟"

سانپ جو آگے آگے رہبری کے لیے چلتا جا رہا تھا
نے جواب دیا اس لیے کہ میں بھی تو اس خزانے کا محافظ

ہوں جہاں جہاں وہ خزانہ جائے گا مجھے اس کی حفاظت
کرنی ہوگی۔ وہ بن مانس تو اتنا سخت ہے کہ کسی جانور
کو بھی کنوئیں کے پاس نہیں جانے دیتا۔

عنبر نے کہا:

تم اس کی فکر مت کرو میں اس سے نپٹ لوں گا
مجھے وہ کنواں دکھا دو اور پھر دونوں چلتے ہوئے
تباہ شدہ شہر کے کھنڈرات میں پہنچ گئے اور سانپ نے
کنوئیں کے پاس جا کر عنبر کو کنواں دکھا دیا۔

عنبر نے کہا یہ تو کافی گہرا ہے۔ اس میں اترنے کے
لیے تو ایک لمبی رسی درکار ہے۔

تب سانپ نے کہا میرے آقا کے بھائی گھبرانے کی
کوئی بات نہیں تو اس بلا سے نپٹ لے۔ میں رسی کی
بجائے اس کھنڈر کے اژدھے کو بلا لوں گا۔ تو اسے پکڑ کر
کنوئیں میں اتر جانا وہ کافی لمبا اور موٹا ہے اس محنت
کے صلے میں ہم اسے بن مانس کا جسم خوراک کے طور پر
دے دیں گے وہ خوش ہو جائے گا۔

عنبر نے کہا ٹھیک ہے تم اژدھے کی طرف جاؤ اور میں
اس سے نپٹ لوں جوں ہی عنبر دو تین قدم اور آگے کنوئیں
کی طرف بڑھا خوف ناک غراہٹوں کے ساتھ ہی ایک اتھی

کے برابر بن مانس زمین سے نکل کر عنبر کے سامنے آ گیا اور آتے ہی عنبر پر حملہ آور ہو گیا۔ اس نے عنبر کو اپنی گرفت میں لے کر زور لگانا شروع کر دیا کہ اس کی ہڈیاں پسلیاں توڑ کر سرمہ بنا دے لیکن اپنی پوری قوت صرف کرنے کے باوجود بھی وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اسے ایسا لگا جیسے لوہے کے مجسمے کو گرفت میں لیے زور آزمائی کر رہا ہے۔ اس نے حیرت اور غصے سے عنبر کو چھوڑ دیا اور اسے دیکھنے لگا جو بظاہر گوشت پوست کا انسان نظر آ رہا تھا۔ اس نے اپنے پنجے سے اپنے چھرے نما ناخون نکال کر پوری طاقت سے اپنے دائیں ہاتھ کا پنجہ عنبر پر مارا بجائے اس کے عنبر کا گوشت ادھڑ کر اسے خون میں نہلا دے بن مانس کے سارے ناخون ٹوٹ کر پنجوں میں لٹک گئے اور تکلیف کی شدت سے اس نے اپنے جبڑے کھول دیئے۔ اسے کیا خبر تھی۔ عنبر کے جسم پر تو تلوار کی دھار مڑ جاتی ہے اور وہ ٹوٹ جاتی ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ عنبر حملے کے لیے تیار ہو بن مانس نے غصے سے پاگل ہو کر عنبر کا سر اپنے خوفناک جبڑوں میں لے کر اپنے مضبوط اور نوکیلے دانت اس میں گاڑنے کے لیے پورا زور لگا

دیا اور پھر اس کا انجام بھی ناخونوں کی طرح سے ہی ہوا دانت ٹوٹ کر موہنہ میں آ گئے اور بن مانس کے موہنہ سے خون بہنے لگا۔ بن مانس غصے سے پاگل ہو کر حملے پر حملہ کر رہا تھا لیکن ہر دفعہ عنبر کو نقصان پہنچانے کی بجائے اپنی ہی جسم کی کوئی حصہ تڑوا بیٹھتا تھا۔ وہ عنبر سے لپٹ گیا تھا اور اس زور آزمائی میں عنبر نے اس کے دونوں بازو توڑ کر رکھ دیئے تھے۔ بن مانس عنبر کو اپنے سے بڑی بلا سمجھ کر اس سے جان چھڑانے کی فکر میں تھا لیکن عنبر نے کہا تم اپنے سارے حربے آزما چکے ہو اب میری باری ہے۔ میں تمہیں زندہ جانے نہیں دوں گا۔ بن مانس، پھر عنبر نے ہاتھی نما بلا کو اپنے قوی بازو کے زور سے اوپر اٹھایا اور اسے پوری طاقت سے زمین پر مارا۔ بن مانس کی کمر کی ہڈی چٹخ گئی اور وہ دہاڑتا ہوا زمین پر تڑپنے لگا۔

عنبر نے کہا دوست تمہیں بہت تکلیف ہو رہی ہے۔ دونوں بازو ٹوٹ گئے کمر کی ہڈی چٹخ گئی سسک سسک کر مرنے سے کیا فائدہ میں تمہیں اس تکلیف سے نجات دلا دیتا ہوں تاکہ تم پھر کوئی اور جنم لے کر آ سکو پیارے پنڈت۔ عنبر نے ایک دفعہ پھر آگے بڑھ کر بن مانس کو اٹھایا اور پوری طاقت

ے زمین پر مارا ایک خوف ناک چیخ کے ساتھ بن مانس زمین
پر تڑپنے لگا اور مرگیا۔ اژدھا اور سانپ یہ لڑائی دیکھ رہے
تھے تب سانپ نے کہا:

"اے آقا کے بھائی اژدھا کنویں میں اُتر رہا ہے آپ اسے
پکڑ کر اندر اُتر جائیں اژدھا نے ایک مضبوط درخت کو جو
کنویں کے پاس تھا اس کے گرد اپنے آپ کو پلیٹ لیا اور
پھر کنویں کے اندر بقایا جسم اتار دیا عنبر آسانی سے اسے پکڑ
کر اندر اتر گیا۔ اس نے جھاڑیوں کو ہٹایا تو اسے صندوق
کے پاس پنڈت کی ہڈیوں کا ڈھانچا اور ماریا کی مورتی پڑی ہوئی
مل گئی اس نے ماریا کی مورتی کو اٹھایا اور اژدھے کو پکڑ کر
اوپر آ گیا یہاں خزانے کا سانپ انتظار کر رہا تھا۔ واپس
آکر عنبر نے سانپ کا شکریہ ادا کیا اور کہا اپنے دوست
اژدھے سے کہو بن مانس کی لاش پر دعوت اڑائے۔ پھر سانپ
اور عنبر دونوں واپس آ گئے اور اژدھے نے بن مانس کے
گوشت پر اپنے دانت تیز کرنے شروع کر دیئے۔ عنبر نے
ہنومان مندر کے کھنڈر میں آکر گھوڑے پر کاٹھی کسی اور
اور سانپ کا شکریہ ادا کرتا ہوا ماریا کی مورتی لے کر واپس
لوٹ گیا۔ دھوپ ہر سمت پھیلی ہوئی تھی اور دن کے اُجالے
میں عنبر منزلیں طے کرتا ہوا جنگل میں بزرگ کے مزار کی

طرف جا رہا تھا۔ گھوڑا دن بھر ایک ہی رفتار سے دوڑتا
رہا اس کا جسم پسینے میں نہایا ہوا تھا اور اس کے مونہہ
سے جھاگ نکل رہی تھی پھر درختوں کے سائے لمبے ہوتے
شروع ہو گئے۔ دھوپ کی تمازت کم ہوئی تو گھوڑے کا جسم
بھی آہستہ آہستہ خشک ہونا شروع ہو گیا۔ سورج آہستہ آہستہ
اپنی کرنیں سمیٹ کر دور درختوں میں ڈوب رہا تھا اور اس
کی سرخ روشنی میں تاحدِ نگاہ پھیلے ہوئے جنگل میں آگ
سی لگی معلوم ہو رہی تھی۔ پرندوں کے غول کے غول اپنے
آشیانوں کی طرف لوٹ رہے تھے۔ اور رات اپنا سیاہ مخملی
آنچل لہراتی دبے قدموں سے آسمان سے زمین پر اُتر رہی
تھی۔ پھر آسمان پر پوری طرح سے سیاہ چادر پھیل گئی
اور اس پر ننھے ننھے ستارے چمکنے لگے۔ عنبر اب بھی
جنگل میں سرسراتی ہوئی ہواؤں کا سینہ چیرتا ہوا اور دکھائی
دینے والے ٹیلوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ پھر آسمان پر روشن
ستارہ نمودار ہوا اور اس کی ایک کرن لمبی ہو کر زمین سے
مل گئی۔ عنبر نے خوش ہو کر آسمان کی طرف اور پھر
اس نور کی لکیر کے ساتھ ساتھ زمین کو دیکھا جس نے
آسمان اور زمین کے درمیان ایک پل سا بنا دیا تھا اور
وہ بڑے ٹیلے کے گرد چکر کاٹ کر بزرگ کے مزار پر

پہنچ گیا۔ گھوڑے سے اتر کر اس نے مزار پر فاتحہ پڑھی اور قریب ہی بیٹھ گیا۔

تب مزار سے آواز آئی عنبر بیٹے ماریا کی مورتی کو ہماری قبر کے پاس رکھ دو اور خود چند قدم دور ہٹ جاؤ۔

عنبر نے حکم کی تعمیل کی اور مورتی رکھ کر خود ذرا فاصلے پر چلا گیا۔ تب آسمان سے آنے والی روشنی کی کرن نے اپنا رخ بدلا اور وہ مزار پر پڑنے کی بجائے تھوڑی دیر کے لیے ماریا کی مورتی پر پڑی اور مورتی زمین سے غائب ہو گئی۔ روشنی دوبارہ قبر کے تعویذ پر لوٹ گئی اس کے ساتھ ہی عنبر نے ماریا کی خوشبو اپنے پاس محسوس کی اور ماریا کا سریلا قہقہہ اس کے کانوں میں گونج گیا۔

عنبر نے کہا ماریا بہن تم ٹھیک تو ہو۔

ماریا نے کہا ہاں میں شاید لمبی نیند کے بعد بیدار ہوئی ہوں۔ اسے کیا خبر تھی کہ وہ گنگا کی لہروں میں پڑی تین سو سال واپسی کا سفر طے کر چکی ہے اور زمانہ بدل گیا ہے۔

عنبر مسکرانے لگا کہ اس پگلی کو کیا معلوم کن عصبیتوں لمبے اور بلاؤں سے آزاد ہوئی ہے پھر ماریا نے پوچھا عنبر بھائی ناگ بھیا نظر نہیں آ رہے۔

عنبر نے مسکرا کر کہا ماریا بہن ناگ بھائی غائب ہو گیا ہے تم مل گئی ہو دونوں مل کر اسے تلاش کریں گے۔

ماریا نے کہا، عنبر بھائی اب کدھر کا ارادہ ہے۔

عنبر نے کہا:

فی الحال ہمیں بنارس ہی جانا ہے وہاں پر سالانہ میلہ ہونے والا ہے اور دور سے سادھو، جوگی، پنڈت آئیں گے۔ دراصل ناگ ایک سادھو کی قید میں ہے جو ناگ کی غلطی کی وجہ سے ناگ کی روح کو اپنے جسم میں داخل کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے تاکہ وہ جب چاہے جو چاہے بن جائے۔ ناگ کی روح سادھو کے جسم میں ہے اور ناگ کا اصلی جسم سانپ والا میرے پاس ہے جسے سادھو ضائع کر دینا چاہتا تھا، لیکن میں نے بچا کر پاس رکھ لیا ہے کہ اپنے اصلی جسم میں جب تک اس کی روح واپس نہ آئے گی ناگ کی مخصوص طاقت ختم ہو جائے گی کسی اور چیز کا جسم حاصل کر کے وہ اپنے آپ کو تبدیل کرنے کی طاقت کھو بیٹھے گا اب ہمیں اس سادھو کے جسم سے ناگ کی بو محسوس ہوگی اور ہم اسے آسانی سے پہچان سکتے ہیں مجھے امید ہے وہ بنارس کے بڑے مندر میں ضرور حاضری دینے کے لیے آئے گا۔ اب میں تنہا نہیں تم بھی ساتھ ہو دونوں مل کر اسے

آزاد کروا لیں گے اور اس کے بعد ہندوستان کو چھوڑ کر کسی اور ملک چلیں گے یہاں سے اب میں اکتا گیا ہوں۔

ماریا نے کہا یہ تو ٹھیک ہے ناگ بھائی کی رہائی تک مجبوری ہے ورنہ میرا دل بھی اس ملک سے اکتا گیا ہے۔

عنبر گھوڑے پر اور ماریا اپنے مخصوص انداز میں اڑتی ہوئی شہر بنارس کے قریب ہی رک گئے۔ عنبر نے گھوڑے کو آزاد کر دیا اور خود ماریا کے ساتھ اسی مسلمان کی سرائے میں آ گیا جسے اس کی بیوہ چلا رہی تھی اور عنبر نے اسے بھی اپنی بہن بنا لیا تھا۔

○

معصوم بچے کا قاتل

ماریا اور عنبر سرائے پہنچے تو انہوں نے کرسی پر ایک بڑی بڑی مونچھوں والا بدمعاش نما آدمی کو دیکھا وہ اپنے کمرے میں آئے جہاں نوکر صفائی کر رہا تھا جس کا نام رمضانی تھا عنبر نے آتے ہی رمضانی سے اس بڑی مونچھوں والے کے بارے میں پوچھا کہ یہ کون ذاتِ شریف ہیں۔

رمضانی نے کہا شریف نہیں صاحب یہ آدمی بہت بڑا بدمعاش ہے اور چار سو بیس ہے دھوکے باز ہے۔ اس نے رشیدہ کے ساتھ بہت بڑا سلوک کیا ہے اچھا ہوا آپ آ گئے۔

عنبر نے رشیدہ کا نام سن کر فکر مند ہوتے ہوئے کہا کیا ہوا رشیدہ کو ـــــ رشیدہ دراصل اس سرائے کے مالک عنبر اور ناگ کے دوست احمد علی کی بیوی تھی جسے عنبر نے خاوند کے مرنے کے بعد بہن بنا لیا تھا۔ اس کا ایک لڑکا بھی تھا جس کی عمر چار سال کے قریب تھی۔

نوکر نے اِدھر اُدھر دیکھ کر اطمینان کر لینے کے بعد کہ
کوئی سن نہیں رہا عنبر سے کہنا شروع کیا احمد علی کی موت
کے بعد جب آپ یہاں سے چلے گئے تھے۔ یہ آدمی
پتہ نہیں کہاں سے احمد علی کا بھائی بن کر رشیدہ بی بی کے
پاس آیا پہلے پہل تو خوب روتا رہا ان کے بچے سلطان
کو گلے سے لگا کر خوب پیار کیا اور کہا بیٹا میں تمہارا چچا
ہوں۔ افسوس بھائی صاحب کی موت کے وقت میں یہاں
موجود نہ تھا ایسی چکنی چپڑی باتیں کر کے رشیدہ بی بی کو یقین
دلا دیا کہ وہ ان کا دیور ہے۔ اس کا نام امتیاز ہے۔ پھر
اس نے سرائے کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا بلکہ رشیدہ بی بی
نے خود ہی کہا میرا اس دنیا میں کوئی نہیں آپ آ گئے ہیں
تو سرائے کا انتظام سنبھال لیں۔ شروع شروع میں اس کا
سلوک سب سے بہت اچھا تھا جب پوری طرح اس نے
سرائے پر قبضہ کر لیا تو ملازموں کے ساتھ اس کا رویہ سخت
ہوگیا۔ میں کل رشیدہ بی بی کے پاس گھر گیا تھا وہاں کے
حالات بھی بدل چکے ہیں گھر پر بھی اس کا قبضہ ہے۔
رشیدہ بی بی نے رو رو کر آپ کے متعلق پوچھا مجھے معلوم
نہ تھا۔ میں نے رشیدہ بی بی سے کہہ دیا عنبر صاحب یہاں
سے چلے گئے ہیں بی بی بہت پریشان تھیں۔ انہوں نے کہا

سوچا تھا مجھے عنبر صاحب کا سہارا ہی مل جائے گا لیکن
بھائی عنبر بھی ملے بغیر ہی چلے گئے۔
ماریا بھی یہ داستان سن رہی تھی اور عنبر کا غصے
سے چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔
عنبر نے کہا رمضانی جلدی سے کہہ ڈالو سب کچھ پھر کیا
ہوا۔
رمضانی نے کہا بس جی رشیدہ بی بی نے بتایا اب اس
کا رویہ ان کے ساتھ بھی ظالمانہ ہو گیا ہے یہ شخص انہیں
دھمکیاں دے رہا ہے کہ سرائے اس کے نام لکھ دو ورنہ
تمہارا بیٹا سلیمان اغوا کر لیا جائے گا اور قتل کر دیا جائے
گا۔ رشیدہ بی بی کے انکار پر اس ظالم نے انہیں مارا بھی
تھا۔
عنبر نے کہا رشیدہ بی بی نے محلے والوں سے کچھ نہ کہا۔
رمضانی نے جواب دیا صاحب جی رشیدہ بی بی خود ہی
تو محلے والوں سے اس کا تعارف کروا چکی تھیں کہ میرا دیور
آگیا ہے خدا نے میرے خاوند کے بعد میرے بیٹے اسے
سہارا بنا کر بھیج دیا ہے۔
عنبر نے کہا کیا رشیدہ اسے پہلے سے جانتی ہے کہ واقعی
یہ اس کا دیور ہے۔

رشیدہ بی بی سے میں نے پوچھا تھا کہنے لگیں ایک دفعہ صاحب کے ساتھ گھر آئے تھے صاحب نے کہا تھا یہ اُن کے دور کے رشتہ دار ہیں اور ان کے بھائی ہوتے ہیں اس کے بعد صاحب کی زندگی میں کبھی نہیں آئے موت کے بعد ہی آئے ہیں اتنے ہمدرد بن کر گئے تھے کہ رشیدہ بی بی نے سب محلے والوں سے انہیں خود متعارف کروایا کہ میرے سگے دیوار ہیں۔

عنبر نے کہا خوب تو بھیڑ کی کھال اوڑھ کر بھیڑیا آیا تھا۔

رمضانی نے کہا صاحب جی خدا کے واسطے رشیدہ بی بی کی خبر لیجئے پہلے تو یہ مجھے سودا وغیرہ دینے کے لیے گھر بھیج دیتا تھا لیکن اسے شاید مجھ پر کچھ شک ہو گیا ہے۔ اب ایک نیا نوکر اس نے رکھ لیا ہے جسے گھر بھیجتا ہے مجھے تو وہ شخص بھی شکل ہی سے غنڈا لگتا ہے۔ ایک اور بات صاحب جی اس نے کل اس نوکر کو چابیاں دے کر بھیجا تھا میرا خیال ہے وہ آتے وقت باہر سے تالا لگا کر آتا ہے میں کمزور سا آدمی ہوں صاحب جی اس لیے ڈر کے مارے گھر کی طرف نہیں گیا۔ خدا کا شکر ہے آپ آ گئے ہیں میں چلا کہیں اسے شک ہی نہ ہو جائے سارے حالات میں نے آپ کو بتا دیئے ہیں رشیدہ بی بی اور سلیمان

دونوں کی زندگی خطرے میں ہے۔

عنبر نے کہا تم جاؤ اور خیال رکھو مجھ سے یہاں بالکل ملنا یہاں کی صفائی بھی کسی دوسرے کے ذمہ لگا دو میں نہیں چاہتا اس کی نظروں میں آ جاؤں کہ میں رشیدہ بی بی کو جانتا ہوں۔

رمضانی فوراً کمرے سے چلا گیا تو عنبر نے ماریا سے کہا بہن یہاں بھی ایک مصیبت پہلے سے ہمارا راستہ دیکھ رہی تھی اس سرائے کا مالک میرا اور تاگ کا دوست بن گیا تھا ہم دونوں نے اس کی بیوی رشیدہ کو اپنی بہن بنا لیا تھا۔ اب چلو چل کر رشیدہ بی بی کی خبر لیں۔ میرا خیال ہے یہ کام تم مجھ سے بہتر انجام دے سکتی ہو میں گھر اور رشیدہ کو تمہیں دکھا دوں گا تم اپنا ڈیرہ وہیں لگا لو۔ رشیدہ اور سلیمان کی زندگی خطرے میں ہے۔

ماریا نے کہا تو اٹھو بھائی عنبر نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہیے۔ اس مونچھوں والے گیدڑ کو تو میں نے دیکھ لیا ہے گھر اور رشیدہ کو تم دکھا دو پھر میں جانوں اور میرا کام ایسے بدمعاشوں کا تو وجود ہی مجھے معاشرے میں پسند نہیں۔ عنبر اور ماریا دونوں سرائے سے نکل کر رشیدہ کے گھر کی طرف چلے گئے جب وہ ہال سے گذر رہے تھے

تو انہوں نے چابی دیتے ہوئے نئے نوکر اور امتیاز کی باتیں
سن لیں جو سرگوشی میں کہہ رہا تھا ذرا ہوشیاری سے میں
نے تمام محلے میں کہہ دیا ہے رشیدہ اپنے میکے گئی ہوئی
ہے کسی کو شک نہ ہو ورنہ بنا بنایا کام بگڑ جائے گا۔

نوکر نے کہا آپ فکر نہ کریں میں اس دھندے میں نیا
تو نہیں ہوں پہلے بھی کئی کام آپ کے لیے نپٹا چکا ہوں
عنبر اور ماریا دونوں نوکر کے پیچھے پیچھے ہی چل پڑے
راستے کی بھیڑ میں ماریا نے آرام سے چابی نوکر کی جیب
سے نکال لی۔ نوکر جب گھر پہنچا تو مکان کے باہر ایک بوڑھی
عورت محلہ دار ملی اور اس نے کہا کیوں میاں رشیدہ بی بی
کب میکے سے آ رہی ہے۔

نوکر نے کہا بوا ایک ہفتہ تو لگ ہی جائے گا میں
روزانہ آ کر گھر کی صفائی کر جاتا ہوں۔

بوڑھی نے کہا بڑی اچھی بیٹی ہے بے چاری جوانی
ہی میں بیوہ ہو گئی۔

نوکر نے مگر مچھ کے آنسو بہاتے ہوئے کہا ہاں بوا
ہونی کو کون ٹال سکتا ہے۔

بوڑھی چلی گئی تو نوکر نے جیب میں ہاتھ ڈال کر چابی
نکالی لیکن چابی غائب تھی۔ وہ سمجھا شاید سرائے میں چھوڑ آیا

ہے لہذا بڑبڑاتا ہوا پھر واپس چلا گیا۔

عنبر نے موقع غنیمت جان کر فوراً تالا کھولا اور گھر میں
چلا گیا۔ دو چابیاں اکٹھی ہی ایک دھاگے میں پروئی ہوئی
تھیں۔ اندر جا کر اس نے دیکھا کمرے کے باہر بھی تالا لگا
ہوا ہے۔ دوسری چابی سے عنبر نے اندر کا تالا کھولا ایک
چارپائی پر پڑی رشیدہ رو رہی تھی۔

ماریا کو پہلی ہی نظر میں یہ لڑکی بڑی معصوم اور پیاری
لگی۔

رشیدہ نے عنبر کو دیکھا تو بھاگ کر اس کے قدموں میں
گر کر رونے لگی۔

عنبر نے کہا وقت بہت کم ہے مجھے سب کچھ علم ہو
چکا ہے فکر نہ کرو میں نے سارا بندوبست کر لیا ہے۔

رشیدہ نے کہا وہ ظالم سلیمان کو بھی کہیں لے گیا ہے
عنبر بھائی اب اس نے مطالبہ کیا ہے کہ ساری جائداد میرے
نام لکھ دو پھر میرے ساتھ ضمانت کے طور پر شادی بھی
کر لو تاکہ مجھے اطمینان ہو جائے کہ بعد میں بھی تم میرے
خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکو گی ورنہ تمہارا بیٹا قتل کر دونگا
میرا بیٹا تو ایک رات بھی کبھی میرے بغیر نہیں سویا تھا۔
اس معصوم کو کیسے میرے بغیر نیند آتی ہو گی میں تمہارے پاؤں

پڑتی ہوں بھیا میرے بیٹے کو بچا لو۔

عنبر نے اسے تسلی دی اور کہا میں آج ہی سلیمان کا بھی پتہ چلا لوں گا تم اپنے آپ کو تنہا نہ سمجھنا میرے بعد بھی ایک طاقت ایسی یہاں موجود ہو گی جو تمہاری حفاظت کرے گی تفصیل بتلانے کے لیے وقت نہیں وہ بھی میری بہن ہے ماریا یہاں موجود ہے لیکن تمہیں اور کسی کو بھی نظر نہیں آئے گی۔ پھر اس نے آواز دی ماریا۔

ماریا نے کہا بھائی عنبر بہن رشیدہ ہماری بہن ہے پھر ماریا نے رشیدہ سے کہا:

بہن فکر نہ کرو میں تمہارے پاس موجود رہوں گی اور تم پر کوئی ظلم نہ کر سکے گا۔ بھائی عنبر کے ذمے صرف سلیمان کو تلاش کرنا ہے وہ مل جائے تو اس غنڈے کو ایسی سزا دیں گے کہ عمر بھر یاد رکھے گا۔

رشیدہ نے حیرانی سے آواز سنی اور عنبر سے کہا:

"عنبر بھائی میں تمہارا اور ماریا بہن کا یہ احسان عمر بھر نہیں بھولوں گی سلیمان نہ جانے کس حال میں ہو گا۔ خدا کے لیے میری مامتا پر رحم کھایئے میری کوکھ جل رہی ہے مجھے کسی کروٹ بھی چین نہیں۔

عنبر نے کہا تو ماریا میں چلا نوکر واپس ہی آتا ہو گا

میں دونوں تالے لگا کر چابی دروازے کے پاس پھینک دوں گا جیسے جیب سے نکالتے ہوئے گر گئی ہو تاکہ اُن کو شک نہ ہو سکے میں چلا۔ عنبر نے دروازے کا تالا باہر سے لگایا پھر باہر آ کر صدر دروازے میں تالا لگایا اور چابی ایک طرف پھینک کر نوکر کو آتا دیکھ کر چھپ گیا۔

نوکر نے آ کر گھبراتے ہوئے انداز میں تالے کو بند دیکھا اس کے ساتھ ہی امتیاز بھی تھا دونوں کو اطمینان ہو گیا کہ اندر کوئی نہیں گیا پھر انہیں چابی گری ہوئی مل گئی۔

امتیاز نے کہا دیکھ اندھے میں نہ کہتا تھا تو نے ضرور چابی کہیں گرا دی ہے اب اٹھا میں چلا سرائے اور تو سودا وغیرہ اسے دے کر چلے جانا ذرا ہوشیاری سے۔

عنبر نے دل میں کہا۔ بیٹا لاکھ ہوشیاری کر لو آخر تمہاری موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہے۔۔۔

امتیاز نے جاتے ہوئے اسے کہا میں تھوڑی دیر کے لیے سلیمان کے پاس ہو کر جاؤں گا۔ اس کم بخت نے رات سے کچھ نہیں کھایا ماں کے پاس جانے کے لیے ضد کر رہا ہے۔ میں نے پیار سے بڑا سمجھایا ہے کہ بیٹا وہ تمہارے باپ کو لینے گئی ہے لیکن پھر بھی روتے جا رہا ہے کچھ کھا پی نہیں رہا تم رشیدہ کو اور زیادہ بڑھا چڑھا کر بیان کرنا

عورت کا یہی کمزور پہلو ہوتا ہے کہ اس کی ممتا پر وار کیا جائے مجھے امید ہے اب وہ مان جائے گی۔

نوکر نے کہا فکر ہی نہ کرو استاد تم تیل دیکھو اور تیل کی دھار دیکھو میں اسے کیسے شیشے میں اتارتا ہوں میرا کمال دیکھو۔ نوکر تالا کھولنے لگا اور امتیاز مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا ایک طرف چل دیا۔

عنبر نے چھپ کر اس کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ امتیاز نے بچے کے لیے کچھ پھل خریدے اور چل پڑا بازار سے ہوتا ہوا وہ ایک گلی میں مڑ گیا جو کافی لمبی تھی اور یہاں تقریباً تمام پرانی عمارتیں ہی تھیں دو تین موڑ مڑنے کے بعد ایک بوسیدہ سے مکان کا تالا کھول کر وہ اندر داخل ہو گیا۔

عنبر نے بھی اس کا پیچھا کیا۔ اندر جا کر امتیاز ایک کمرے میں داخل ہوا اور اس پر بچھی ہوئی میلی سی دری اٹھانے لگا۔ اس کمرے میں ایک چارپائی، ایک چھوٹی سی پرانی میز اور تین چار کرسیاں پڑی تھیں دری اٹھا کر اس نے زمین کے رنگ کا زمین سے لگا ہوا ایک لکڑی کا تختہ اٹھایا۔ عنبر نے چھپ کر دیکھا اندر بوسیدہ سی سیڑھیاں اتر رہی تھیں اور ڈھکنا اٹھاتے ہی اسے سیلن کی بو آنے لگی۔

امتیاز سیڑھیاں اتر گیا۔ اندر اندھیرا تھا صرف ایک چراغ دن کے وقت بھی جل رہا تھا اور معصوم سلیمان چیخیں مار مار کر رو رہا تھا۔ وہ امتیاز کے ساتھ لپٹ گیا۔ چاچا مجھے یہاں سے لے چلو مجھے ڈر لگتا ہے چاچا۔ مجھے امی کے پاس لے چلو۔

امتیاز نے کہا رو نہیں بیٹے میں نے تمہیں چھپا کر یہاں رکھا ہے تمہارے ابا کے دشمن تمہیں قتل کرنا چاہتے ہیں لو یہ پھل کھاؤ میں جلدی ہی تمہاری امی کے پاس تمہیں لے چلوں گا ذرا ان دشمنوں سے نپٹ لوں لیکن بچے نے بھوکا ہوتے ہوئے بھی کچھ نہیں کھایا ماں کے لیے روتا رہا اور کہتا رہا چاچا مجھے یہاں نیند نہیں آتی ڈر لگتا ہے مجھے امی کے پاس لے چلو آخر امتیاز نے اسے دو تین طمانچے بھی مارے اور کہا: الو کے پٹھے اگر تو نے کچھ نہ کھایا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ پھر بڑا سا چاقو نکال کر اسے دکھایا اس سے تیری گردن کاٹ دوں گا۔ بچے کی آواز خوف سے بند ہو گئی لیکن وہ ہچکیوں میں روتا رہا۔

امتیاز نے کہا یہ پھل اور کھانا پڑا ہے میں رات کو پھر آؤں گا اگر تو نے کچھ نہ کھایا تو تجھے قتل کر دوں گا۔ سلیمان سہما ہوا پھٹی پھٹی آنکھوں سے ہچکیاں لے رہا

تھا جیسے کسی نے گلا گھونٹ کر اس کی آواز ہی بند کر دی
ہو عنبر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور یہ ظلم اس کی
برداشت سے باہر ہو گیا۔

امتیاز نے جاتے ہوئے سرگوشی میں کہا۔ مرنا تو تجھے
بہرصورت ہے ہی لڑکے ماں کی شادی تک تیری زندگی
ہے کیوں کہ تیرے بغیر وہ مانے گی نہیں اور شادی کے
بعد میں پرائی اولاد پالنے کا عادی نہیں پھر دشمن کے بیٹے
اور سانپ کو چاہیے دودھ پلا پلا کر پالو آخر ڈس ہی لیتا
ہے۔ عنبر ایک طرف چھپ گیا اور امتیاز سیڑھیاں چڑھ
کر اوپر گیا اور تختہ گرا کر واپس چلا گیا۔ سلیمان نے پھر
چیخ ماری اور زور زور سے رونے لگا۔ عنبر کا کلیجہ کٹ
رہا تھا وہ فوراً سلیمان کے پاس آیا اور اسے گودی میں
اٹھا کر چومنے لگا۔ سلیمان عنبر کے گلے لگ گیا اور کہا
لا چاچا مجھے امی کے پاس لے چلو میں یہاں مر جاؤں گا۔
مجھے یہاں ڈر لگتا ہے۔

عنبر نے کہا فکر نہ کرو بیٹا میں تمہارے پاس رہوں
گا اور جب کوئی آئے گا تو چھپ جاؤں گا تم کسی
سے بتانا نہیں بس ادھر تمہاری امی واپس آئی اُدھر میں
لے کو تمہیں ان کے پاس پہنچا۔ پھر عنبر نے پیار کر کے

سلیمان کو پھل کھلائے کیوں کہ بچے کا ڈر عنبر کے آنے سے
کم ہو گیا تھا سلیمان نے اس وعدے پر پھل کھا لیے کہ عنبر
اسے اکیلا چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ رات عنبر سلیمان ہی کے
پاس رہا۔ دوسری طرف رات کو امتیاز گھر پہنچا اور تالا کھول
کر اندر کمرے میں گیا اور رشیدہ کو دیکھا جو چارپائی پر پڑی رو
رہی تھی۔

امتیاز نے کہا رشیدہ آج آخری فیصلہ ہو ہی جائے تو
بہتر ہے یا تو آج تم میرے ساتھ شادی کی ہاں کر دو گی ورنہ
یاد رکھو تمہارے بیٹے کی لاش تمہارے پاس آئے گی بلکہ
اسے میں تمہارے ہی سامنے ذبح کر دوں گا۔

ماریا پاس ہی کھڑی تھی۔ رشیدہ کو علم تھا کہ اس کی
حمایت کرنے والے آ گئے ہیں اس نے کہا:

امتیاز تم کمینے نکلے یاد رکھو خدا کی لاٹھی بے آواز
ہوتی ہے اس سے بچو بیوہ اور یتیم کی آہ تو عرشِ الٰہی
کو بھی ہلا دیتی ہے۔

امتیاز نے بالوں سے پکڑ کر اسے دو تین طمانچے
مارے ماریا کو اس کی حرکت پر غصہ آ گیا اور اُس نے
اسی طرح بالوں سے پکڑ کر امتیاز کے مونہہ پر دو تین طمانچے
کھینچ مارے۔

امتیاز اس ناگہانی آفت سے گھبرا گیا اور اس نے کہا
کون ہے ؟
رشیدہ نے کہا دیکھ لے ذلیل یہ خدا کی لاٹھی ہے
تو اس کی آواز نہیں سن سکتا اب بھی وقت ہے جس
طرح ہماری دنیا میں آیا تھا اسی طرح واپس چلا جا۔
امتیاز نے کہا میری تمام عمر اسی کام میں گذری ہے
میں ڈرنے والا نہیں ہوں۔ برسوں بعد ایک شکار ہاتھ آیا
ہے اسے بھی چھوڑ دوں میں آخری بار تجھے کہتا ہوں
اگر بیٹے کی زندگی چاہتی ہے تو شادی کے لیے ہاں کر دے
اور کاغذات پر دستخط کر دے ورنہ بیٹے کی لاش پر ماتم
کرنے کے لیے تیار ہو جا۔
رشیدہ نے کہا پھر سن لے ظالم تجھ جیسے مکار اور دھوکے
باز سے شادی تو کیا میں تیرے موںہہ پر تھوکنا بھی پسند
نہیں کرتی۔
امتیاز نے غصّے میں آکر رشیدہ کو ٹھڈے مارنے شروع کر
دیئے ___ ماریا نے طیش میں آکر ایک ڈنڈا اٹھایا اور امتیاز
پر برسانا شروع کر دیا۔
ماریا نے دل کھول کر امتیاز کی مرمت کر دی۔
آخر امتیاز نے بھاگتے ہوئے کہا مجھے معلوم ہے سیدھی انگلی

گھی نہیں نکلے گا۔ اب تیرا بچّہ زندہ نہیں رہے گا اس کی
لاش تیرے پاس بھیج دی جائے گی میں دیکھ لوں گا۔ تیرے
حمایتی میرا کیا بگاڑ لیتے ہیں۔ امتیاز غصّے سے باہر نکل گیا تو
رشیدہ کہنے لگی۔ بہن ماریا اب کیا ہوگا یہ ظالم میرے بیٹے
کو۔۔۔۔
ماریا نے کہا فکر نہ کرو عنبر بھائی اس کے پاس ہیں
رات جب تم سو گئی تھیں تو میں ان سے ملنے گئی تھی۔
انہوں نے بتایا تھا وہ سلیمان کی حفاظت خود کر رہے ہیں۔
رشیدہ نے کہا خدا میرے لال کی حفاظت کرے پروردگار
اس بلا کو ٹال دے۔
ماریا نے اسے تسلّی دی۔ دوسری طرف امتیاز سیدھا
تہ خانے میں پہنچ گیا۔
عنبر نے آہٹ سنی تو چھپ گیا اور سلیمان سے کہا
گھبرانا نہیں بیٹا میں تیرے پاس ہی ہوں۔
امتیاز انتہائی غصّے میں بھرا ہوا تہ خانے میں داخل
ہوا اور سلیمان سے کہا الو کے پٹھے میں نے کہا تھا۔
تیری زندگی چند روز اور لمبی ہو جائے لیکن تیری ماں نے
ہی تیرے سانسوں کی دوڑی کاٹنی شروع کر دی ہے۔ اب
تیری موت ہی اس ضدی عورت کی ناں کو ہاں میں بدل

سکتی ہے۔

امتیاز نے اپنا چاقو نکال لیا۔

سلیمان سہم کر رونے لگا اور ہاتھ جوڑ کر کہا مجھے نہ مارو چاچا مجھے نا مارو ماں.... امی کہہ کر سلیمان ڈر کر بھاگتا ہوا اس ستون کی طرف چلا گیا جہاں عنبر چھپا ہوا تھا۔

امتیاز نے کہا سور کے بچے بھاگ کر کہاں جائے گا۔ یہاں سے کوئی اور راستہ ان سیڑھیوں کے سوا باہر نہیں جاتا موت تیری تیرے سامنے کھڑی ہے میں رشیدہ کے دل پر ایسا گھاؤ لگاؤں گا کہ خدا کی جس لاٹھی پر وہ آس لگا کر بیٹھی ہے ٹوٹ جائے گی۔

عنبر نے کفر کے یہ الفاظ امتیاز کے مونہہ سے سنے تو یہ بات اس کی برداشت سے باہر ہوگئی وہ فوراً ستون کی آڑ سے نکل کر سامنے آگیا اور کہا کافر کتے خدا کی شان میں گستاخی کرتا ہے مجھے دیکھ لے میں خدا کی لاٹھی بن کر تیرے سامنے آگیا ہوں توڑ سکتا ہے تو آ توڑ کے دکھا۔

امتیاز نے حیرت سے کہا تم کون ہو اور یہاں کس طرح آئے ہو۔

تم جیسے سانپ کا سر کچلنے آیا ہوں جو ایک بیوہ اور ایک معصوم یتیم پر ظلم کر رہا ہے۔

امتیاز نے کہا کیوں مفت میں اپنی جان گنواتا ہے، پرائی آگ میں کود کر جان گنوانے کے سوا کچھ نہ ملے گا۔

عنبر نے کہا ساری عمر ہی کمزوروں اور بے سہارا انسانوں کی خدمت کی ہے یہ میری عادت ہے اور میرے ایمان کا حصّہ ہے۔ ظلم کے خلاف ہمیشہ یہ آواز بلند ہوتی ہے۔

امتیاز نے اپنا چاقو کھول کر لہراتے ہوئے کہا تو پھر تجھے بھی مزا چکھانا ہی پڑے گا۔ اس نے بڑھ کر عنبر کے سینے پر چاقو کا وار کیا سلیمان کے مونہہ سے چیخ نکل گئی لیکن چاقو کا پھل ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا اور عنبر کو خراش تک نہ آئی۔ امتیاز نے بڑھ کر عنبر کا گلا اپنے ہاتھوں میں لے کر گھونٹنا چاہا لیکن وہ تو فولاد کی طرح سخت تھا۔ امتیاز حیرانی اور خوف سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

تب عنبر نے کہا بس یا کچھ اور طاقت آزمائی باقی ہے۔

امتیاز نے بھاگنا چاہا تب عنبر نے سیڑھیوں کے آگے کھڑے ہوئے کہا الو کی دم یہاں سے باہر جانے کا صرف ہی راستہ ہے اس کے سوا کوئی اور راستہ نہیں امتیاز نے ڈر کر پیچھے ہٹنا شروع کر دیا تب پھر عنبر نے اسی کے

الفاظ دہرا دیئے تیری موت تیرے سامنے کھڑی ہے ہم
نے تو بہت کوشش کی تھی تیری زندگی بچ جائے اور تو راہ
راست پر آ جائے لیکن تیرے اعمالوں نے تیرے سانس
کی ڈوری کو کاٹنا شروع کر دیا ہے۔

امتیاز نے کہا مجھے معاف کر دو میں یہاں سے چلا
جاؤں گا۔

عنبر نے کہا زخمی سانپ کو چھوڑ دینا عقل مندی کی
دلیل نہیں پھر تم تو عادی مجرم ہو خدا جانے کتنے گھر
پہلے تباہ کر چکے ہو آج ان تمام گناہوں کا یوم حساب آ
گیا ہے۔ عنبر نے آگے بڑھ کر اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھایا
اور گھما کر پوری طاقت سے زمین پر دے مارا۔

امتیاز کی چیخیں تہ خانے کے درو دیوار میں گونجنے لگیں
اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی اور سر بھی پھٹ گیا تھا۔

تب عنبر نے کہا تو ظالم ہے میں تجھے جان سے نہیں
ماروں گا۔ یہ تہ خانہ تو نے ایک معصوم کے لیے قید خانہ
بنا رکھا تھا اب جب تک تیری زندگی ہے اس قید خانے
میں پڑے موت کا انتظار کرو۔ پھر اس نے سلیمان کو گودی
میں اٹھا کر کہا چلو بیٹا تمہاری امی تمہارا انتظار کر رہی
ہو گی۔

امتیاز نے کہا مجھ پر رحم کرو۔

عنبر نے جواب دیا تم نے آج تک کس پر رحم کیا
ہے۔ ایک بیوہ کے جگر کے ٹکڑے کو قتل کرنے سے
بھی دریغ نہ کیا۔ اس معصوم کے پھول سے گالوں پر
طمانچے مارے پھر کس مونہہ سے رحم کی بھیک مانگتے ہو جو
تم دوسروں کے ساتھ سلوک کرتے رہے ہو وہی تمہارے
ساتھ بھی ہو گا خدا کا قانون یہی ہے جو تم بوؤ گے وہی
تمہیں کاٹنا پڑے گا۔

پھر امتیاز نے دیکھا چھت کا تختہ بند کر کے عنبر سلیمان کو
لے کر جا چکا تھا۔ دوسری طرف رشیدہ مچھلی کی طرح تڑپ
رہی تھی اور بار بار ماریا سے کہہ رہی تھی وہ بڑا ظالم ہے
سلیمان کو مار ڈالے گا۔

ماریا بار بار اسے تسلی دیتی تھی بہن فکر نہ کرو خدا اس
کی حفاظت کرے گا کہ اتنے میں دروازہ کھلا۔

رشیدہ کا دل دھک سے رہ گیا لیکن آنے والا امتیاز نہیں
عنبر تھا جس نے سلیمان کو گودی میں اٹھا رکھا تھا۔ مامتا کی ماری
ماں کبھی عنبر کے پاؤں پر گرتی اور کبھی سلیمان کو سینے سے لگا لیتی سلیمان
بھی اپنی ماں کے سینے سے لگا رو رہا تھا۔ آخر عنبر نے رشیدہ کے
سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا رشیدہ بہن میں نے تمہارے متعلق ایک فیصلہ

گیا ہے مجھے امید ہے تم انکار نہیں کرو گی ہم لوگ تو سیلانی لوگ ہیں ساری عمر یہاں نہیں ٹھہر سکتے" اس دنیا میں امتیاز جیسے لوگوں کی کمی نہیں اب تمہیں اپنا گھر بسا لینا چاہیے کوئی شریف آدمی دیکھ کر میں تمہاری شادی کر دوں گا جو ایمان داری سے تمہارا کاروبار سنبھال لے اس دنیا میں کمزور اور تنہا عورت کا رہنا بہت مشکل ہے۔ رشیدہ نے سر جھکا کے کہا آپ کے احسانوں کے سامنے میرا سر ہمیشہ جھکا رہے گا آپ جو بھی کریں گے میرے لیے بہتر ہی کریں گے۔

پھر چند روز عنبر اور ماریا نے اس شہر میں گذارے اور ایک شریف آدمی کے ساتھ رشیدہ کی شادی کر کے۔ ماریا اور عنبر دونوں ناگ کی تلاش میں مصروف ہو گئے۔

○

سادھو یا شیطان

وہ دن بھر مندروں میں اس سادھو کی تلاش میں نکل کھڑے ہوتے جو سادھو سے زیادہ شیطان تھا اور رات کو مایوسی سے واپس سرائے آ جاتے۔ اب رات کو اکثر رشیدہ اس کا بیٹا سلیمان اور اس کا خاوند افضل بھی ان کے کمرے میں آ جاتے وہ سب ماریا سے بھی مانوس ہو گئے تھے سلیمان تو اسے ماریا آنٹی کہہ کر پکارتا تھا۔ ماریا کو بھی اس سے بڑا پیار ہو گیا تھا وہ رات کو اس کے لیے کبھی فروٹ اور کبھی مٹھائیاں لے کر آتی۔ گھنٹہ دو گھنٹے وہ لوگ ان کے پاس ٹھہرتے اور پھر اپنے گھر چلے جاتے۔ افضل بڑا ہی شریف اور مخلص آدمی تھا وہ سلیمان کو بالکل اپنے بیٹے کی طرح چاہتا تھا اور اب وہی اس سرائے کو چلا رہا تھا۔

عنبر ہندوؤں کے لباس میں صبح ہی مندروں کی خاک چھاننے چلا جاتا ساتھ ماریا بھی ہوتی لیکن کئی دن کی دوڑ دھوپ کے بعد بھی وہ کامیابی حاصل نہ کر سکے۔ ایک رات

عنبر اور ماریا دونوں ناگ سے مایوس ہو کر اپنے کمرے
میں لیٹے ہوئے تھے کہ اچانک عنبر کوئی آواز سن کر اٹھ
کے بیٹھ گیا۔
ماریا نے کہا عنبر بھائی خیریت تو ہے۔
عنبر نے کہا ماریا ذرا سونگ کر دیکھو کیا تمہیں ناگ
کی خوشبو محسوس نہیں ہوتی۔
ماریا نے سونگھا اور مسکراتے ہوئے کہا عنبر بھائی سو
فیصدی ناگ بھائی کی خوشبو ہے۔
عنبر نے اٹھ کر دروازے سے جھانک کر دیکھا وہی
سادھو اور اس کے ساتھ ایک چیلا میز پر کھڑے افضل
سے بات چیت کر رہے تھے عنبر سمجھ گیا کمرے کے متعلق
بات ہو رہی ہے کئی کمرے خالی ہیں انہیں ضرور کوئی
کمرہ مل جائے گا۔
عنبر بہت خوش تھا۔
ماریا نے کہا کچھ مجھے بھی تو بتایئے اکیلے اکیلے ہی
خوش ہو رہے ہیں خوشبو تو ناگ بھائی کی آ رہی ہے لیکن
یہ موٹا سادھو تو ناگ نہیں ہو سکتا۔
عنبر نے کہا ماریا شکار جال میں پھنس گیا سمجھو دراصل
ناگ کی روح اسی خبیث سادھو کے بدن میں موجود ہے

لیکن اس چیلے کی سمجھ نہیں آئی یہ پہلے تو ساتھ نہ تھا۔
ماریا نے کہا ہو گا کوئی اگر ناگ بھائی کی روح اس
سادھو کے جسم میں ہے تو ہم اسے واپس کیسے لا سکتے ہیں
مجھے کچھ سوچنے دو ماریا سوال کوئی نہ کرو۔
ماریا خاموش ہو گئی عنبر کمرے میں ٹہلتا رہا اور سوچتا
رہا۔ پھر باہر جا کر افضل سے سادھو کے متعلق پوچھا۔
اس نے کہا آپ کے ساتھ والا کمرہ دے دیا ہے۔
عنبر بھائی ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔
عنبر نے کہا کون سی بات۔
افضل نے کہا بظاہر گرو یہ سادھو ہے اور ساتھ اس
کے چیلا ہے۔ لیکن چیلا گرو پر اس طرح حکم چلا رہا ہے
جیسے وہ گرو ہو۔
عنبر نے ٹالنے کے لیے کہہ دیا۔ بعض وقت گرو کو چیلے
سے پیار ہی اتنا ہوتا ہے کہ چیلا حکم چلانا شروع کر
دیتا ہے۔
افضل اس جواب سے مطمئن نہ ہوا لیکن عنبر اس کی
پروا کیے بغیر ہی واپس اپنے کمرے کی طرف چل دیا اور
کمرے میں آ کر پھر سوچنے لگا چیلا گرو پر حکومت کرتا
ہے اور پھر اس کی سمجھ میں سب کچھ آ گیا اور وہ

خوش ہو گیا۔
اب ماریا نے کہا عنبر بھائی اگر اب بھی آپ نے مجھے خاموش رہنے کے لیے کہا تو میں جا کر اس سادھو کا گلا دبا دوں گی۔
عنبر نے ہنس کر کہا بس بُرا مان گئی میری بہن بات یہ ہے جب تک کوئی چیز اپنے ذہن میں صاف نہ ہو کسی کو کیا بتایا جائے۔ اب میری سمجھ میں یہ بات آگئی وہ بھی افضل اگر اس کا ذکر نہ کرتا تو میں یہاں تک نہ پہنچ پاتا۔
ماریا نے کہا خدا کے لیے عنبر بھائی جلدی سے کچھ بتاؤ۔
عنبر نے کہا تو سنو ناگ کی روح سادھو کے جسم میں ہے۔ سادھو اپنی روح ناگ کے خالی جسم میں لے جانا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے ایسا نہیں کرنے دیا اور ناگ کا مردہ جسم اٹھا کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اب بھی سادھو کی روح اسے بھی تو کوئی جسم چاہیے تھا۔ مجھے یقین ہے اسے اس نو عمر لڑکا کا جسم مل گیا ہو گا جس میں اس نے اپنی روح ڈال دی۔ اب جسم کے اعتبار سے وہ ناگ کا گرد تو بن نہیں سکتا تھا۔ چیلا بن کر اس کے ساتھ ہو گیا، کیوں کہ سادھو کا جسم اور اس کی شخصیت کافی پر اثر ہے۔

جب کہ جو جسم اس سادھو کو ملا وہ عمر کے جسم کے اور شخصیت کے اعتبار سے کسی صورت بھی گرد نہیں بن سکتا تھا وہ چیلا تو بن گیا لیکن ناگ کی روح پر حکومت تو اسی کی ہے اسی لیے چیلا گرد پر حکومت کر رہا ہے یہی بات مجھے افضل نے بتائی تھی جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔
ماریا نے کہا یہ بات بالکل ٹھیک ہے میں بھی آپ کی رائے سے متفق ہوں دراصل اس کا سہرہ افضل کے سر ہے۔
عنبر نے کہا یہ بات تو درست ہے راستہ اس نے دکھایا ہے اور خود بھول بھلیاں میں اب تک کھویا ہوا ہے کہ چیلا گرد پر کیسے حکومت کر سکتا ہے۔
ماریا نے کہا چلو یہ عقدہ تو حل ہو گیا۔ اب ہمیں کیا کرنا ہے۔
عنبر نے کہا وہ سادھو تو مجھے پہچان لے گا۔ اب ان کی نگرانی تمہارا کام ہے سائے کی طرح ان کے پیچھے رہو۔ اس دوران میں کوئی صورت نکال لوں گا۔
ماریا نے کہا بالکل ٹھیک ہے تم اس کے سامنے نہ آؤ ورنہ اسے شبہ ہو جائے گا۔
عنبر نے کہا سادھو کے گلے میں جو مالا ہے۔ وہ ناگ

کی روح کو اس جسم سے نکلنے نہیں رہتی جادو کی ساری
کرامات اس بین ہے ۔ چیلے کے ہوتے ہوئے وہ مالا
سادھو کے گلے سے نہیں اتاری جا سکتی ۔
ماریا نے کہا کیوں نا چیلے کا گلا گھونٹ دیا جائے ۔
عنبر نے کہا یہ بھول رہی ہو کہ اس کے اندر سادھو
کی روح ہے جو گیانی بھی ہے اور جادو کی کئی طاقتیں
اس کے پاس ہیں ۔ گو کہ اس کا حل اس کے علاوہ
اور کوئی بھی سمجھ میں نہیں آتا لیکن اس امکان پر تو
سادھو نے بھی غور کیا ہو گا اور اپنے کمزور جسم کی حفاظت
کا کوئی نہ کوئی بندوبست ضرور کیا ہو گا ۔ ہمیں ہر پہلو پر
غور کر لینا چاہیے اور پھر کوئی قدم اٹھانا چاہیے اگر شکار
چوکنا ہو تو پھر اسے قابو کرنا بہت ہی مشکل ہو جائے گا ۔ اس
نے ناگ کو دیکھ کر پہچان لیا تھا فرض کرو وہ تمہیں بھی
دیکھنے میں کامیاب ہو جائے اور لالچ میں آکر تم پر بھی
کوئی جادو وغیرہ کر ڈالے ۔ اس لیے تم اس کی نگرانی ضرور کرو
لیکن اس کے زیادہ قریب نہ جاؤ ۔
ماریا نے کہا آج پہلی مرتبہ میں تمہیں کچھ زیادہ ہی محتاط
دیکھ رہی ہوں عنبر بھائی ۔
عنبر نے کہا ، ماریا تم نے وہ منظر اپنی آنکھوں سے
نہیں دیکھا یہ سادھو بہت بڑا شیطان ہے ۔

ماریا نے کہا خیر اب تم زیادہ بھی اس مسئلے پر غور
نہ کرو ورنہ اور بھی الجھ کر رہ جاؤ گے ۔ ماریا اس سادھو
کے کمرے میں جانے کے لیے بے چین تھی لیکن عنبر کی
نصیحت پر عمل کرتے ہوئے وہ مجبوراً چارپائی پر لیٹ کر
کروٹیں بدلنے لگی ۔
عنبر اپنی چارپائی پر پڑا ہوا ترکیبیں سوچ رہا تھا اور
اسی طرح آدھی رات گزر گئی ۔ چراغ کا تیل شاید ختم ہو
چکا تھا ۔ اس کی لو پھڑپھڑائی اور وہ بجھ گیا ۔ ان لوگوں
کو اندھیرے اجالے سے کیا فرق پڑتا تھا ۔ عنبر نے ایک
نظر اٹھا کر بھی چراغ کی طرف دیکھنا گوارا نہ کیا وہ تو
اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش میں مصروف تھا جو اور بھی
الجھتی جا رہی تھی کہ اچانک اندھیرے میں اسے احساس
ہوا کہ کوئی ہے وہ ذرا چوکنا ہوا لیکن اس نے کوئی
حرکت نہ کی پھر دروازہ جو کھلا تھا ۔ اندر سے کنڈی لگانے
کی ان لوگوں کو ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی تھی کیوں کہ
ان کے پاس کوئی قیمتی سامان وغیرہ تو ہوتا ہی نہ تھا جس
کے لیے انہیں حفاظت کی ضرورت محسوس ہو دوسرے عنبر
وغیرہ کو نیند ہی نہ آتی تھی اور انہیں اندھیرے میں بھی دکھائی
دیتا تھا ۔ دروازہ ذرا سا آہستہ سے کھلا اور سادھو کا چیلا
دبے پاؤں داخل ہوا ایک منٹ کے لیے اس نے رک

کر اندازہ لگایا کے کوئی جاگ تو نہیں رہا۔
ماریا تو ویسے ہی اسے نظر نہیں آتی تھی اور عنبر نے
اسے دیکھ لیا تھا اور سوچ رہا تھا کے جس ڈرامے کا آغاز
وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کے وہ شروع ہو گیا۔ وہ سمجھ
رہا تھا کے سادھو کو ان کی موجودگی کا علم ہی نہیں لیکن
اس بات سے ظاہر ہو گیا کے وہ عنبر کی موجودگی سے پہلے
ہی واقف تھا یا اس نے بھی عنبر کو یہاں دیکھ لیا تھا۔
اور اس کمرے میں محض ناگ کا سانپ والا جسم چرانے
آیا تھا، لیکن عنبر نے پہلے ہی وہ ماریا کے سپرد کر دیا
تھا تا کہ نہ کسی کو دکھائی دے سکے اور نہ ہی چوری
ہو سکے۔ اب وہ سوچ رہا تھا کے اگر وہ اس سادھو
سے ابھی ٹکرا گیا تو وہ پھر غائب ہو جائے گا اور پھر
ناگ کی رہائی ممکن نہ ہو گی۔ وہ دم سادھے پڑا رہا
اور اس نے ماریا کو جو بالکل اس کے کان میں سرگوشی
کر رہی تھی۔ اسے منع کر دیا کے خاموش رہ کر دیکھیں
یہ کرتا کیا ہے۔

سادھو نے سارے کمرے کی تلاشی لے ڈالی پھر وہ
عنبر کے پاس آیا اور اس کے کپڑوں کی تلاشی بھی لے
ڈالی لیکن اسے ناگ کا سانپ والا جسم نہ مل سکا اور وہ
مایوس ہو کر کمرے سے نکل گیا۔

ماریا جو بے چین ہو رہی تھی اس کے نکلتے ہی عنبر
کے پاس آئی اور کہا:

"عنبر بھائی تم نے اس شیطان کو زندہ چھوڑ کر غلطی
کی ہے۔"

عنبر نے کہا:

ماریا جلدی مت کرو جب تک ہمیں سارے حالات
کا علم نہ ہو جائے ہم اس کے جسم کو مار کر کیا
کریں گے۔ جب وہ دیکھے گا کے میں ان کے بس
میں نہیں۔ اس جسم سے اپنی روح نکال کر لے جائے گا
اور خالی مُردہ جسم کو ہم کیا کریں گے، لیکن مجھے اس
بات کی خوشی ہوئی ہے کہ وہ تمہیں دیکھ لینے میں
کامیاب نہیں ہوا۔ میں نے لیٹے لیٹے اس کی حرکات و
سکنات کو غور سے دیکھا ہے اسے میرے علاوہ کسی
اور کی موجودگی کا احساس نہیں ہوا اور یہی وجہ ہے وہ
تمہیں نہیں دیکھ سکا۔ اب میں بے فکر ہو گیا ہوں تم
صبح ہی سے اُن کے پیچھے لگ جاؤ بظاہر تو صرف مجھے
اتنا ہی پتہ ہے کہ سادھو کے گلے میں پڑی ہوئی مالا ہی
ایسی رکاوٹ ہے جس سے ناگ اس کے جسم سے باہر
نہیں آ سکتا اور نہ ہی اپنے آپ کو اس کی مرضی سے
تبدیل کر سکتا ہے لیکن ہو سکتا ہے اس کے علاوہ بھی

کوئی طاقت ہو ۔

ماریا نے کہا ٹھیک ہے عنبر بھائی میں صبح ہی سے ان کے پیچھے لگ جاؤں گی اور اس کی کمزوریوں پر نظر رکھوں گی ۔ ممکن ہے جلدی ہی کام بن جائے اور ہم اپنے بھائی کو اس کی قید سے آزاد کروا سکیں ۔

اب عنبر نے اٹھ کر چراغ کو دیکھا تو تیل اس میں موجود تھا ۔ وہ سمجھ گیا چراغ کو بجھانے میں بھی اسی شیطان کا ہاتھ تھا ۔ صبح ہوئی بنارس کی صبح تو دنیا میں مشہور ہے جس طرح اودھ کی شام مشہور ہے ۔ عنبر اور ماریا بھی جلدی ہی اٹھ گئے کیوں کہ آج صبح ہی صبح رشیدہ اور سلیمان مع افضل کے ان کے لیے حلوہ اور پوریاں وغیرہ لے کر آئے تھے ۔ بھوک نہ ہونے کے باوجود سب نے ساتھ ناشتہ کیا اور اس کے دوران ہی افضل نے باتوں باتوں میں بتایا :

عنبر بھائی نوکر نے مجھے بتایا ہے کہ سادھو اور اس کا چیلا کمرے میں نہیں ہیں ۔ وہ رات کو ہی کہیں چلے گئے ہیں ۔

عنبر نے پریشانی سے افضل کی طرف دیکھا گویا منزل قریب آ کر پھر دور چلی گئی تھی !!

سونے کی زمین ہیروں کے پتھر

جس وقت افضل نے سادھو کے متعلق عنبر کو بتایا کہ وہ رات کو کسی وقت ہوٹل چھوڑ کر جا چکا ہے اس وقت سادھو گنگا ندی کے پار جنگل میں ناگ کے ہمراہ جا رہا تھا ۔ وہ کالی کے چرن چھو کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے تھے سادھو جس کا نام بلبیر تھا اور جس نے بڑے بڑے کٹھن جاپ کر کے دیوتاؤں کو راضی کیا تھا ۔ ہمالیہ کی ترائی میں آباد وحشیوں کے ایک قبیلے کی طرف جا رہا تھا جہاں کے متعلق اس نے سن رکھا تھا ۔ وہاں کی زمین میں سونا اور مختلف قسم کے جواہرات پائے جاتے ہیں اور وہاں کے وحشی لوگ اس مہذب دنیا سے کوئی رشتہ نہیں رکھتے ۔ اگر کوئی بھولا بھٹکا ان کے علاقے میں پہنچ جاتا ہے تو اسے جانوروں کی طرح شکار کر کے بھون کر کھا لیا جاتا ہے ۔ اور انہیں مہذب دنیا سے نفرت ہے ۔

ان کے بچے ان ہیرے جواہرات سے اس طرح کھیلتے ہیں ۔

جیسے ہمارے بچے شیشے کی گڑیوں سے کھیلا کرتے ہیں۔ البتہ عورتیں ان موتیوں سے اپنے لئے ہار اور مختلف قسم کے زیورات تیار کرتی ہیں۔ اور ان کو اپنے بالوں میں بھی پرو کر اپنی زیبائش کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا یہاں کوئی مصرف نہیں۔ سونے کو وہ بے کار دھات سمجھتے ہیں۔ البتہ کہیں لوہا نکل آتے تو ان کی خوشی کا ٹھکانہ نہیں رہتا۔ کیوں کہ اس وحشی دنیا میں لوہا نہایت ہی قیمتی دھات تصور کیا جاتا ہے جس سے مختلف قسم کے ہتھیار بنائے جاتے ہیں۔

یہاں کی حکمرانی ایک سردار کے پاس ہوتی ہے جو قبیلے کا سب سے طاقت ور آدمی ہوتا ہے۔ دوسرے نمبر پہ یہاں کا جادوگر ہوتا ہے جسے وزیر اعظم کی حیثیت حاصل ہوتی ہے بیماریوں کا علاج بھی وہ جڑی بوٹیوں کے ساتھ ساتھ جادو ٹونے سے کرتے ہیں۔

زندگی کا زیادہ تر انحصار شکار پر ہوتا ہے جو یہاں کے جنگلوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔ اور ان ہی کی کھالوں سے تن ڈھانپنے کا کام بھی لیا جاتا ہے۔ یہاں کتے اور بلیوں کی جگہ لوگ شیر، بھیڑیے اور ہاتھی کے بچے پالتے ہیں۔ اور ہمالیہ کی غاروں میں رہتے ہیں۔ جہاں انہوں نے بہت سی غاروں کو جو ساتھ ساتھ ہیں ایک دوسرے سے ملانے کے لئے

راستے کھود کر بنا لئے ہیں اس طرح کئی غاروں کا تعلق ایک دوسرے سے ہو گیا ہے۔ جہاں یہ لوگ آباد ہو گئے ہیں۔

پانی کے لئے ندی نالوں کی یہاں کوئی کمی نہیں ہے جن سے مچھلی کا شکار بھی انہیں مل جاتا ہے۔ برچھی کلہاڑی اور تلوار نما ہتھیار اور خنجر یہ لوگ لڑائی میں استعمال کرتے ہیں قبیلے کے لوگ ٹولیوں کی صورت میں جنگل میں نکل جاتے ہیں اور شکار کر کے جو بھی لاتے ہیں اکٹھا ہی ایک جگہ الاؤ لگا کر بھونا جاتا ہے۔ اور پھر سردار ضرورت کے مطابق سب میں تقسیم کر دیتا ہے۔

یہاں کی کانوں میں سونا اور قیمتی موتی بکثرت پائے جاتے ہیں۔ اور روڑوں اور کنکروں کی طرح سے وادی میں بکھرے ہوتے ہیں۔

اس بے حساب دولت کے لئے سادھو نے اپنے گرو سے سب کچھ سن رکھا تھا۔ جس نے اسے بتایا تھا کہ مختلف وقتوں میں لوگ دولت کے لالچ میں وہاں جاتے رہے ہیں اور وحشیوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اور اس نے نصیحت کی تھی۔ بیٹا لالچ بری بلا ہوتی ہے۔ اس سے بچنا۔

گرو کی موت کے بعد سادھو بلبیر نے جس کے دل میں بچپن سے اس دولت کو حاصل کرنے کا لالچ پیدا ہوگیا تھا اپنے

اندر شکتی پیدا کرنے کے لئے دیوتاؤں جاپ کتے۔ اور اب اسے
ایک ایسے علم کی ضرورت تھی۔ جو مقابلے کے وقت جو چاہے وہ
موقع محل کی نزاکت کو سمجھتے ہوتے بن جائے جس کے لئے اس
نے ناگ کو پھانس لیا۔ اور اب وہی سادھو اپنے غلام ناگ کے
ساتھ ہی اس دولت کی ہوس میں چلا جا رہا تھا۔

عنبر اور ماریا نے بنارس کے تمام مندروں کو چھان مارا۔
لیکن وہ وہاں ہوتے تو ملتے اور عنبر ہاتھ مل رہا تھا کہ منزل
کتنی قریب آکر کھو گئی ہے۔

ماریا نے کہا مَیں نے تو تمہیں پہلے ہی کہا تھا عنبر بھائی
کہ اس چیلے کا گلا دبا دو لیکن اس دفعہ تم زیادہ ہی محتاط تھے
اب خدا جانے ناگ کے لئے کتنے پاپڑ بیلنے پڑیں گے وہ
ہر مندر میں ہندووانے لباس میں جاکر سادھو کا حلیہ بیان کر
کے اس کے متعلق پوچھتا اور کہتا۔

وہ میرے گرو ہیں اور ہم دونوں بچھڑ گئے ہیں اس آس پر
شاید کوئی کچھ پتہ بتا دے۔ لیکن ابھی تک کامیابی حاصل نہیں
ہوئی تھی۔

عنبر مایوس نہیں ہوا تھا اس کا خیال تھا ان ہی مندروں میں
سے ضرور کسی سے ان کے متعلق پتہ چل جاتے گا البتہ ماریا کا
دل سلمان کے ساتھ ضرور لگ گیا تھا اور اکثر رشیدہ کے ساتھ اس

کی گاڑھی چھنتی تھی۔

آج پھر عنبر مارا مارا پھرتا ہوا جب کالی کے مندر آیا تو اس
نے نئے آنے والے یاتریوں کو باتیں کرتے سنا جو اسی جنگل
سے ہوکر کسی شہر سے کالی ماتا کے درشن کو آتے تھے۔ ایک دوسرے
سے کہہ رہا تھا۔

بالک رام گرو بڑا یا چیلا۔

دھرم داس یہ دوسرے کا نام تھا نے جواب دیا۔ کل جو کچھ دیکھا
ہے اس کے حساب سے تو چیلا ہی بڑا ہے بھائی۔

عنبر کے کان کھڑے ہوئے اور وہ قریب ہی بیٹھ کر دونوں کی
گفتگو سننے لگا۔

بالک رام کہہ رہا تھا مجھے تو اس میں کچھ گڑبڑ نظر آتی تھی لیکن
ہمارے پاس وقت ہی نہیں تھا قافلے والے جلدی میں تھے مَیں
نے اپنے کان سے سنا ہے۔ چیلا گرو کو کہہ رہا تھا۔

ناگ مجھے بھوک لگی ہے گرم گرم پوریاں اور مٹھائی لا کر
دے اور گرو نے کہا جو حکم ہو آقا غلام ابھی حاضر کرتا ہے۔

دھرم داس نے کہا مجھے تو صاف لگ رہا تھا کہ موٹے سادھو
پر کوئی جادو کیا گیا ہے۔ اس کی چال ڈھال سے لگتا تھا کہ
جیسے یہ جسم اس کا اپنا نہ ہو۔

عنبر ان کے قریب چلا گیا اب اسے یقین ہو چکا تھا کہ

یہ دونوں اسی بدمعاش سادھو کی باتیں کر رہے ہیں۔ اور اس نے
ان سے پوچھا۔
آپ لوگوں کی باتیں مَیں نے سن لی ہیں اور مَیں بھی ان کو
دیکھ کر شک میں مبتلا ہو گیا تھا۔ لیکن وہ ایسے یہاں سے غائب
ہوئے کہ پھر پتہ ہی نہ چلا۔
کیا آپ لوگ بتا سکتے ہیں کہ وہ کدھر جا رہے تھے۔
دھرم داس نے کہا میرا خیال ہے ان کا رخ کوہ ہمالیہ کی گپھاؤں
کی طرف تھا۔ اکثر سادھو پنڈت اس سونے اور ہیروں کے لئے
ادھر ہی رخ کرتے ہیں جو آدم خور قبیلہ کے پاس پایا جاتا ہے۔
لیکن آج تک وہاں سے زندہ لوٹ کر آتے کسی کو نہیں سنا وہ
آدم خور باہر کی دنیا کے لوگوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور انہیں
بھون کر کھا جاتے ہیں۔
بالک رام نے کہا ذرا سی شکتی مل جاتی ہے تو لعب و لالچ
میں آ جاتے ہیں۔ اور اپنی جان گنوا دیتے ہیں۔
عنبر نے کہا کہ یہ آدم خور قبیلہ ہے کہاں کیا یہ سچ ہے کہ وہاں
کی زمین میں سونا اور قیمتی ہیرے جواہرات ہیں
دھرم داس نے کہا سنتے چلے آئے ہیں آنکھوں سے دیکھا تو
ہے نہیں۔ آج تک کوئی ایسا شخص بھی نہیں ملا جو وہاں کے آدم
خوروں سے بچ کر ہی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہو لیکن اس لالچ میں

بہت سوں کو جلتے ہوتے دیکھا ہے۔
عنبر نے ان سے رخصت ہوتے ہوئے کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں
لالچ بری بلا ہے۔
اب عنبر کو سو فیصدی یقین ہو گیا تھا کہ سادھو ناگ کو لے کر
سونا اور موتی ہی حاصل کرنے گیا ہے۔ کیوں کہ وہ سادھو تو بنا
ہی مکاری اور شیطانیت کا تھا۔
عنبر جلدی سے واپس آیا اور اس نے ماریا سے مشورہ کیا ماریا تو
پہلے ہی تیار بیٹھی تھی کہ ناگ کے متعلق کچھ پتہ چلے تو اسے اس
سادھو کے چنگل سے آزاد کروائیں **پھر ان** دونوں نے رشید اور افضل
سے اجازت لی سلیمان کو پیار کیا اور **اس لالچی** سادھو کی تلاش میں روانہ
ہو گئے۔

O

اب سادھو منزل پر منزل مارتا ہمالہ کی گپھاؤں کی طرف جا رہا
تھا۔ اس کے پاس ناگ کی طاقت تھی۔ جو شیر، ہاتھی اور ضرورت
پڑنے پر سب کچھ بن جاتا تھا۔ سادھو کو معلوم تھا کہ ان وحشی لوگوں
کو طاقت کے ذریعے نہیں زیر کیا جا سکتا صرف اس قسم کی شعبدہ
بازی ہی انہیں زیر کر سکتی ہے۔ اگر ایک دفعہ وہ ان سے زیر
ہو گئے تو یہاں کی سرداری ان کے قدموں میں ہو گی اور یہاں کی
دولت کے یہ مختار کل ہوں گے۔ اسی کام کے لئے اسے ناگ

ٹھکانے پر غار کے اندر لے گئے۔ جو اندر سے بہت کھلا تھا اور پہاڑوں میں گھرا ہوا میدان ہی لگتا تھا۔ جہاں ایک بڑے پتھر پر شیر کی کھال بچھائے ان کا سردار سفید پروں کا تاج پہنے بیٹھا تھا۔ جس پر ہیرے جگمگا رہے تھے۔ وہ کافی قوی الجثہ اور توانا جسم کا مالک تھا۔ گلے میں بھی ہیرے اور موتیوں کے ہار پڑے تھے، ساتھ مختلف جانوروں کی ہڈیاں کے ہار بھی پڑے تھے۔ گویا ہیرے موتی اور ہڈیوں میں انہیں کوئی فرق ہی نہ محسوس ہوتا تھا۔ وہ جسم سے ننگا تھا صرف زیر جامہ ہی پہن رکھا تھا۔ جو کسی جانور کی کھال کا تھا۔ جس پر مختلف رنگوں سے نقش و نگار بنے ہوئے تھے۔ اور پاس ہی ایک لمبا سا چمکدار نیزہ پڑا ہوا تھا۔

اس کے ساتھ ہی قبیلے کا جادوگر بیٹھا ہوا تھا۔ جس کا سر منڈا ہوا تھا۔ اور اس پر کھوپڑی سیاہ رنگ کی بنی ہوئی تھی۔ اس کی بھنویں تک منڈھی ہوئی تھی اور چہرے پر مختلف رنگوں سے لکیریں بنی ہوئی تھیں۔ اس کے جسم پر بھی انسانی ہڈیاں اور کھوپڑی سیاہ رنگ سے بنی ہوئی تھی۔ اور گلے میں بھی ہڈیوں کے ہار پڑے ہوئے تھے۔ اس کے پاس ایک بہت بڑی کھوپڑی اور دو ٹانگوں کی لمبی ہڈیاں پڑی تھیں۔ آنکھوں میں بھیڑیوں والی چمک تھی۔ اور شکل سے لومڑیوں کی طرح مکار لگتا تھا۔ چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور کانوں میں لوہے کے

جیسے آدمی کی ضرورت تھی۔

اسے جس چیز کی ضرورت ہوتی ناگ کو حکم کر دیتا جو منٹوں میں اسے لاکر دیتا اور وہ ناگ کی وجہ سے سفر کرتے ہمالیہ کی غاروں کی طرف جا رہے تھے۔ جہاں آدم خور قبیلہ آباد تھا۔

عنبر اور ماریا نے بھی گنگا ندی کو پار کیا اور اس جنگل کی راہ لی جو ہمالیہ کی راہ میں کئی میلوں میں پھیلا ہوا تھا۔

عنبر خود گھوڑے پر سوار تھا جب کہ ماریا اپنے مخصوص انداز میں ساتھ دوڑنے والی اڑان سے جا رہی تھی۔ بھوک پیاس اور نیند تو انہیں ستاتی ہی نہیں تھی۔ پھر رکنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا صرف گھوڑے کو تازہ دم رکھنے کے لئے وہ کچھ دیر ٹھہر جاتے اور جوں ہی گھوڑا گھاس پانی سے فارغ ہو جاتا وہ پھر چل دیتے عنبر کو اس مکار اور دھوکے باز سادھو پر غصہ تھا وہ جلد از جلد اس سے ٹکرا جانا چاہتا تھا خواہ انجام کچھ بھی ہو۔

دوسری طرف ایک روز جب را دھو رات کے بعد بیدار ہوا تو اس نے جھاڑیوں میں سرسراہٹیں سنیں اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچے چاروں طرف سے نیزہ بردار وحشی نکل پڑے اور انہیں ہنکاتے ہوئے اپنے ڈیرے کی طرف لے چلے۔

سادھو خود بھی یہی چاہتا تھا کہ یہ لوگ خود اسے اپنے ٹھکانے پر لے جائیں۔ اندر لے جائیں۔ اسی لئے اس نے کوئی زحمت نہ کی۔ اور آدم خور وحشی خوشی کا رقص کرتے ہوئے انہیں اپنے

بالے پڑے ہوتے تھے۔ ان کے پیچھے ایک پتھر کا بت پندرہ بیس فٹ لمبا کھڑا تھا۔ جسے یہ چھپک دیوتا کے نام سے پکارتے تھے۔ اور قبیلے کی خوش حالی کو اسی کا کرم سمجھتے تھے اور اس دیوتا سے بہت ڈرتے تھے۔ کیوں کہ اس کی ناراضگی سے انہیں شکار ملنا بند ہو جاتا تھا۔ پہاڑوں میں زلزلے آنے لگتے تھے اور ندی نالے سوکھ جاتے تھے۔

خانہ بدوش سادھو اور ناگ کو نیزوں کے دائرے میں لے کر سردار کے سامنے لے آئے۔

سردار نے انہیں خوش ہو کر دیکھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے عورتیں بچے جوان پہاڑوں کے اندر سے اور نہ جانے کہاں سے آ کر جمع ہونے شروع ہو گئے۔

قبیلے کا جادوگر جو مختلف زبانیں جانتا تھا اس نے سادھو سے پوچھا۔

کیا تم نہیں جانتے کہ ہم اپنی دنیا میں کسی مہذب دنیا کے انسان کو ہرگز برداشت نہیں کرتے ہیں اور بھون کر کھا جاتے ہیں۔ اس لئے کہ تم لالچی کتے یہاں سے سونا اور پتھر لینے آتے ہو۔

مکار سادھو کے چیلے نے ایک نظر چھپک دیوتا کی طرف دیکھا اور پھر مسکرا کر جادوگر کی طرف دیکھا اور کہا

تم کیسے جادوگر ہو جو اپنے دیوتا کے بڑے بھائی کو نہیں

پہچانتے ہو۔ میں تمہارے دیوتا چھپک نے خود بلوایا ہے جو اس سردار سے ناراض ہے۔ اور اس کی جگہ مجھے سردار بنانا چاہتا ہے۔

سردار اپنا نیزہ لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔ کیوں کہ جادوگر نے اسے اپنی زبان میں یہ یہ ساری گفتگو سمجھا دی تھی۔ تب جادوگر نے اسے روک دیا اور کہا۔

صبر کر سردار میں نے تجھے منع کیا تھا لیکن تو نے نہیں مانا اور شاید عظیم دیوتا چھپک تجھ سے ناراض ہو گیا ہے تو نے باہر کی دنیا سے آتی ہوئی لڑکی کے ماں باپ اور رشتہ داروں کو تو بھون کر قبیلے کو کھلا دیا لیکن اس لڑکی کو اپنی بیوی بنا لیا جو ہمارے قبیلے کے قانون کے خلاف بات ہے اور یہ قانون تو جانتا ہے جو ہمارے بزرگوں کو دیوتا نے بنا کر دیئے تھے جس کی پابندی ہم پر لازم ہے۔

اب ان لوگوں کو اپنا مہمان بنا کر یہاں رکھ میں رات کو جاپ کروں گا اور دیوتا سے اس کی مرضی معلوم کر لوں گا۔

سردار نے کہا عظیم جادوگر! میں تیری طاقت سے بخوبی واقف ہوں اور مجھے امید ہے کہ تو دیوتا کو راضی کر لے گا۔

جادوگر نے متکبرانہ اپنے سر کو اٹھا کر سردار کی طرف دیکھا اور کہا

قباچہ! یہ سردار کا نام تھا میں تیرے لئے پوری کوشش کروں

گا۔ اس لیے کہ تو طاقت ور ہے اور قبیلے کا کوئی جوان تیرا
مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور ہمارے قانون کے مطابق طاقت ہی حکمران
رہی ہے۔ اب تو اپنے آدمیوں کو حکم دے دے کہ ان لوگوں
کو ایک علیحدہ جھونپڑے میں مہمان بنا کر رکھیں لیکن ان کو بتائے بغیر
ان کی نگرانی بھی کریں۔ جب تک میری دیوتا سے بات چیت نہیں
ہو جاتی ہم ان کے متعلق کوئی بھی رائے قائم نہیں کر سکتے۔

سردار نے کہا ٹھیک ہے پھر اس نے اپنی زبان میں کچھ
نوجوانوں کو حکم دیا جب وہ چلے گئے تب جادوگر نے اٹھ
کر سادھو۔ سے کہا

ہم اپنے دیوتا کے بھائی کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ تم
لوگ فی الحال ہمارے مہمان بن کر رہو سرداری کے لئے ہمارا
فیصلہ کل ہو گا۔ کیوں کہ عظیم دیوتا رات کو ضرور کوئی حکم
دے گا۔ اور اس پر صبح ہی عمل ہو گا۔ ہمارے قبیلے میں
صدیوں سے طاقت کی حکمرانی چلی آ رہی ہے بہت ممکن ہے
تمہیں پرانے سردار سے مقابلہ بھی کرنا پڑے اگر دیوتا تمہارے
حق میں ہو گا تو پرانے سردار کی شکست ہو جائے گی اور
شکست خوردہ سردار زندہ رہ کر زندگی نہیں گزار سکتا اسے ہر
حالت میں مرنا ہو گا۔ اس کے بعد اس کی تمام ملکیت مع بیویوں
اور بچوں کے نئے سردار کا حق ہوتا ہے۔

قباچہ کی ۵۰ بیویاں ہیں۔ ایک سو پچاس بچے ہیں، چار شیر

ہیں۔ دس بھیڑیئے ہیں اور پچاس ریچھ ہیں۔ دو نیزے ایک کلہاڑی
ایک تلوار اور چار خنجر ہیں جو سردار بننے پر تمہارے حوالے کر
دیئے جائیں گے۔ لیکن اگر تم شکست کھا گئے تو تمہارے گوشت پر
تمام قبیلے کی دعوت ہو گی اور تمہیں اذیتیں دے دے کر ہلاک
کیا جائے گا۔ اب تم ہمارے آدمیوں کے ساتھ جاؤ تمہارے
لئے ایک جھونپڑا خالی کرا دیا گیا ہے۔

سادھو مع چیلے کے چند نیزہ بردار نوجوانوں کے ایک طرف
روانہ ہوا جوان کو جھونپڑے میں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

عنبر اور مہاناگ رانی

دوسری طرف عنبر اور ماریا دونوں سادھو کی تلاش میں ہمالیہ کی وادیوں میں پہنچ کر رک گئے تھے کیوں کہ یہاں تقریباً بارشیں ہوتی ہی رہتی تھیں ایک آدھ گھنٹہ سورج نکلتا پھر وادیوں سے دھواں اٹھ کر ہمالیہ کی چوٹیوں تک جاتا جو بادل بن کر دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر چھا جاتا اور پھر موسلا دھار بارش ہونے لگتی۔ لہذا سورج غروب ہوتے ہی آسمان کو سیاہ بادلوں نے اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے بارش شروع ہوگئی۔

ماریا اور عنبر دونوں بھاگ کر ایک قریبی چھوٹے سے غار میں پناہ لینے کے لئے گھس گئے اتفاق سے یہاں بھیڑیوں کا ایک پورا جھنڈ موجود تھا اور جوں ہی عنبر اندر داخل ہوا اور انہوں نے انسانوں کی بو محسوس کی وہ غرانے لگے کیوں کہ ماریا تو انہیں نظر ہی نہ آرہی تھی البتہ عنبر پر حملہ کرنے کے لئے وہ بالکل تیار تھے۔

اب عنبر کے لئے یہ دشواری تھی کہ باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اس لئے اس پناہ گاہ کو چھوڑ کر وہ کسی دوسری کی تلاش میں جا بھی نہیں سکتا تھا۔ کیوں کہ خدا نے جن کو طاقت دی ہوتی ہے وہ اس کے غلط استعمال سے گریز کرتے ہیں اور کمزوروں پر رحم کرتے ہیں۔

عنبر کا ان بھیڑیوں سے ٹکرانے کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن ماریا نے کہا

یہ جانور ہیں اور باوجود کہ تم انہیں کوئی گزند پہنچانا نہیں چاہتے یہ تمہارا بالکل لحاظ نہ کریں گے۔ ان کو یہاں سے بھگانا ہی پڑے گا۔

جس وقت ماریا عنبر سے یہ باتیں کر رہی تھی اسی وقت دو بھیڑیوں نے جو غالباً اس جھنڈ کے سردار تھے عنبر پر حملہ کر دیا یہ الگ بات ہے کہ ان دونوں کو اپنے ٹوٹے ہوئے ناخنوں کا ماتم کرنا پڑا۔

اس کے بعد ہی پورے جھنڈ نے جن میں بارہ بھیڑیے تھے عنبر کو گھیر لیا اور تابڑ توڑ حملے شروع کر دیتے لیکن کسی کے دانت اور کسی کے پنجے لٹک کر رہ گئے تب عنبر نے انہیں دموں سے پکڑ پکڑ کر باہر دور پھینکنا شروع کر دیا جس سے کئی تو اپنی ٹانگیں اور کئی اپنی ریڑھ کی ہڈیاں تڑوا بیٹھے

اور یہ غار اس جھنڈ سے خالی ہو گیا۔ لیکن بارش ایک ہی رفتار سے موسلا دھار ہو رہی تھی۔ اور کئی برساتی نالے بہہ نکلے تھے۔

عنبر نے ماریا سے کہا ایسا لگتا ہے رات اسی غار میں گزارنی پڑے گی۔ کیوں کہ اس جنگل میں کہیں کہیں دلدلی علاقہ بھی ہے اس لیئے رات کا سفر نقصان دے بھی ثابت ہو سکتا تھا۔

ماریا نے کہا ٹھیک ہے اب سادھو ہماری نگاہوں سے بچ کر نہیں جا سکتا۔

عنبر غار کے دہانے پر زمین پر بیٹھ گیا لیکن ماریا تو چین سے بیٹھ سکتی ہی نہ تھی لہذا اس نے اس غار کا معائنہ شروع کر دیا۔ اور وہ اندر تک اس غار کا اختتام دیکھنے کے لیئے چلی گئی۔

یہ غار آگے جا کر تنگ ہوتی جا رہی تھی۔ دوسری طرف کوئی راستہ نہ تھا اور غار آگے سے بند ہو گئی تھی لیکن وہاں جا کر ماریا نے ایک عجیب ہی منظر دیکھا غار کے اختتام پر پتھروں کی ایک قبر بنی ہوئی تھی۔ جس کے چاروں طرف کئی چھوٹے بڑے سانپ لہرا رہے تھے ایک سانپ نے اپنا من اگل دیا جو نہایت چمک دار تھا اور اس سے اس حصے میں روشنی سی ہو گئی۔

لیکن سانپوں نے ماریا کی بو پا کر اس کی طرف دیکھا اور اپنے پھن جھکا دیئے۔ انہوں نے اپنے آقا ناگ کی بو ماریا میں محسوس کر لی تھی۔

تب ایک ناگ نے احترام سے آگے بڑھ کر اپنی زبان میں ماریا کو خوش آمدید کہا کہ ہم اپنے آقا کے بھائی اور بہن کو اس مبارک اور متبرک جگہ آنے پر خوش آمدید کہتے ہیں۔ یہ الفاظ ماریا نے محسوس کئے۔ اور وہ انسانوں کی زبان میں ڈھل کر ماریا کے دماغ میں آ گئے۔

تب ماریا نے کہا اے میرے پیارے بھائی کے ہم نسلوں یہ کیا ماجرہ ہے یہاں کس کی قبر پر تم لوگ اکٹھے ہوتے ہو۔

جواب میں اسے بتایا گیا کہ یہاں مہا ناگ رانی کلاوتی کی قبر ہے جو آسمانوں پر اندر بھگوان کے سنگاسن پر بیٹھی ہے اور اس کی بہن ہے۔

ہم یہاں سالانہ تقریب کے لیئے اکٹھے ہوتے ہیں ہمیں خوشی ہوگی اگر عظیم عنبر بھی اس میں شامل ہو جاتے جو یہاں آ تو گئے ہیں لیکن اس جگہ سے ناواقف ہیں۔

ماریا نے کہا فکر نہ کرو میں عنبر کو لے کر ابھی آتی ہوں پھر ماریا وہاں سے عنبر کے پاس آ گئی۔ جو باہر نکل کر آسمان کی طرف

نگاہ کئے بادلوں سے اندازہ لگا رہا تھا کہ بارش کب تک تھم سکتی ہے۔

ماریا نے اسے سانپوں کے اجتماع اور جہا ناگ رانی کلاوتی کی قبر کے متعلق بتایا عنبر بہت خوش ہوا۔ اور اس نے کہا کہ شاید قدرت ہم پر مہربان ہو رہی ہے

میں جہا ناگ رانی کلاوتی سے ناگ کے متعلق پوچھوں گا کہ وہ کس طرح سادھو کی قید سے آزاد ہو سکتا ہے۔

ماریا نے کہا ٹھیک ہے پھر وہ دونوں واپس غار میں پہنچ گئے جہاں سانپ باقاعدہ اپنی دیوی کی قبر پر عبادت کے انداز میں اپنے پھن اٹھائے اپنی پھنکاروں میں اس سے اپنی عقیدت کا اظہار کر رہے تھے۔

عنبر اور ماریا نے جب یہ دیکھا تو وہ بھی ایک طرف خاموشی سے بیٹھ گئے۔

اب سانپ حلقہ بنا کر قبر کے چاروں طرف بیٹھ گئے کچھ گھوم رہے تھے۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد تمام غار خوشبو سے مہک گئی۔ سانپوں پر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی فضا میں ایسی شہد کی گھلی سریلی اور رسیلی آوازیں پیدا ہو گئی تھیں۔ جیسے بہت سی نوعمر لڑکیاں مل کر کسی نامعلوم آواز میں گیت گا رہی ہوں۔ پھر ایک چھوٹا سا بادل کا ٹکڑا غار کے دہانے سے اندر

داخل ہوا جو روشن اور چمک دار تھا وہ سیدھا آکر کلاوتی کی قبر پر کھڑا ہو گیا۔ اور اس دائرے سے جہا رانی مسکراتی ہوئی نکل آئی۔ سب سانپ سجدے میں جھک گئے۔

جہا ناگ رانی نے چاروں طرف دیکھا اور اس کی نظریں عنبر اور ماریا پر رک گئیں۔ پھر اس نے تبسم بھرے انداز میں کہا۔

عنبر اور ماریا مجھے معلوم ہے تمہارا بھائی ناگ ایک شیطان سادھو کے جادو کے اثر میں ہے۔ یہ اس کی سزا ہے اسے طاقت کسی نمائش، اور خود نمائی یا شعبدہ بازی کے لئے نہیں دی گئی۔ طاقت صرف انسانوں کی بھلائی اور دکھیوں کی داد رسی کے لئے دی گئی ہے۔ انسانیت کی خدمت کے لئے عطا ہوتی ہے ناگ نے اس شیطان سادھو کے ساتھ شیخی اور تکبر میں آکر شعبدہ بازی کی ہے اور اسی بات کی یہ اسے سزا ملی ہے کہ وہ غلام بن کر سادھو کی ہر خواہش پوری کر رہا ہے۔

عنبر نے کہا جہا دیوی اب تو اسے کافی سزا مل چکی ہے اب آپ اس کی مدد کریں۔

کلاوتی نے کہا عنبر چند روز کی اور بات ہے ناگ کو رہائی تمہاری اور ماریا کی مدد سے ہی ملے گی۔ لیکن ابھی سادھو کے عروج کا سورج غروب نہیں ہوا۔ ابھی تو وہ آدم خوروں

کا سردار بنے گا۔ اور ناگ ہاتھی بن کر اس کی سواری کو حاضر رہے گا۔ پھر اس سے بھی ایک غلطی ہو گی جس طرح آدم خوروں کے سردار سے ہوتی ہے۔ جس نے ایک بہت ہی شریف مسلمان لڑکی کو جس کا خاندان ایک قافلے سے بچھڑ کر راستہ بھٹک گیا تھا۔ اور وہ آدم خود قبیلے میں جا نکلے تھے زبردستی اپنی بیوی بنا کر رکھا ہوا ہے۔

سادھو کے قبضے میں اس کی دوسری بیویوں کے ساتھ یہ خدا کی عبادت کرنے والی لڑکی بھی آئے گی۔ جس کے دامن کو وہ سردار چھو نہیں سکا تھا۔ لیکن سادھو اس لڑکی کو اپنانے کی کوشش کرے گا۔ اور یہی بات اسے تباہی کی طرف لے جائے گی۔ اسی دن تمہارے قدم وہاں پہنچیں گے اور تمہارے ہی ہاتھوں اس سادھو کا زوال ہو گا۔ اور وہ آدم خوروں کی خوراک بن جاتے گا اس کے عروج تک تمہیں باوجود کوشش کے بھی وہ جگہ نہ مل سکے گی۔

عنبر نے کہا مہا ناگ رانی ہم اس کے جادو کا مقابلہ کیسے کریں گے۔

کلاوتی مسکرائی اور کہا جیسے آج تک کرتے آئے ہو کوئی نہ کوئی امداد تم تک پہنچ ہی جاتے گی جس کا مجھے علم نہیں کیوں کہ ناگ میری رعیت میں سے ہے اس لئے مجھے اس

کے متعلق سب کچھ علم ہے بقایا باتیں کسی اور بڑی طاقت کو معلوم ہوں گی۔ میں نہیں جانتی۔

تب مہا ناگ رانی کلاوتی نے سانپوں کو اپنے آشیر باد سے نوازا۔ اپنے درشن دیتے اور پھر اسی طرح بادل کے ٹکڑے میں تحلیل ہو کر غار سے باہر نکل گئی۔

سانپوں نے سجدے سے سر اٹھاتے پھر عنبر۔ اور ماریا کو تعظیم دیتے ہوتے ایک ایک کر کے وہاں سے اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔

تب عنبر نے ماریا سے کہا لو بھئی ابھی تو ہمیں بقول مہا ناگ رانی کے کئی دن راستہ تلاش کرتے گزارنے ہیں۔

ماریا نے کہا ناگ بھائی کے لئے یہ تکلیف بھی اٹھا لیں گے پھر دونوں غار کے دہانے کے پاس بیٹھ کر مستقبل کے بارے میں سوچ بچار کرنے لگے۔ اور رات دبے پاؤں گزرتی رہی۔ بارش چھم چھم کر ہوتی رہی اور پھر سورج نے پہاڑوں کے دامن سے سر نکالا اور سارے جنگل میں سنہری کرنیں سونے کی طرح وادیوں میں پھیل گئیں۔

ڈیرے میں صبح صبح ہی ناگ کو جو سادھو کے بھیس میں ہی تھا۔ تھوڑی دور سے تلاوت قرآن پاک کی آواز سنائی دی اس کی روح اسیر ہونے کی باوجود اس بابرکت آواز سے

بے چین ہو گئی۔ اس تالاب کے خاموش پانی کی طرح جس میں
کسی شرارتی لڑکے نے بلا وجہ پتھر پھینک مارا ہو اور ٹھہرے
ہوئے پانی میں تلاطم برپا ہو جائے۔ یہی کیفیت ناگ کی تھی
اس کی طبیعت میں اضطرابی تلاطم برپا تھا وہ کچھ نہ جانتے
ہوئے بھی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ اور پھر اس کے قدم
غیر ارادی طور پر خود بخود آواز کی سمت چل پڑے جو ایک
جھونپڑے سے آ رہی تھی۔ اس نے جھانک کر اندر دیکھا ایک
خوش شکل لڑکی اپنے سامنے کلام پاک کو کھولے تلاوت
کرنے میں معروف تھی لیکن جلدی ہی اس کا چیلا آکر اسے ڈانٹ
کر زبردستی اپنے جھونپڑے میں لے گیا۔

دوسری طرف قبیلے کا جادوگر جادو کے علم سے بالکل ہی
کورا تھا۔ آدمی سازشی اور عقل مند تھا اس لئے بے وقوفوں
پہ حکومت کر رہا تھا۔

رات کے وقت وہ سادھو کی جھونپڑی میں آیا اور اس نے
سردار کے خلاف اپنی وفا داری کا رشتہ قائم کر لیا کیوں کہ پرانا
سردار کئی موقعوں پر اسے آنکھیں دکھانے لگا تھا۔ اور اپنی
مرضی کے مطابق فیصلے کروانے لگا تھا۔ جس سے اس نے اپنے
اقتدار کو خطرے میں محسوس کر لیا تھا۔

سادھو کی آمد نے اس کی گرتی ہوئی ساخت کو سنبھالا دیا
تھا اور وہ جان گیا تھا۔ جو آدمی اتنی دیدہ دلیری سے یہاں
آن پہنچا ہے۔ ضرور جادو کے علم سے واقف ہے اور ایسے
آدمی کی حمایت حاصل کر لینا ابن الوقتی کے مترادف ہے۔
لہٰذا رات کو ہی دونوں میں باہم مشورہ ہو چکا تھا اور
ہر چیز طے ہو گئی تھی۔

دوسری طرف پرانا سردار قباچہ البعج جادوگر کی جھونپڑی
میں گیا تھا اور اپنا نیزہ اس کے سینے پر رکھ کر کہا
یاد رکھو میری زندگی ہی سے تیرا بھرم قائم ہے۔ اگر کوئی فیصلہ
بھی میرے خلاف ہوا تو تجھے ختم کر دوں گا۔

اس قبیلے کے لوگ بے وقوف ہیں اور ان پر تیرے
جادو کی دھاک بیٹھ سکتی ہے۔ لیکن میں نے سرداری اپنے
بازوؤں کی طاقت سے حاصل کی ہے۔ اور جانتا ہوں تجھ میں
کوئی ایسی طاقت نہیں کہ تو عظیم دیوتا جھمپک تک رسائی
حاصل کر سکے۔

تب جادوگر نے کہا مجھ پر شک نہ کر سردار فیصلہ تو عظیم
دیوتا نے خود ہی کرنا ہے رات اس نے مجھ سے کہا ہے کہ
سارے قبیلے کے سامنے میں خود درشن دوں گا اور اپنی زبان
سے فیصلہ کروں گا۔

سردار نے حیرت سے کہا تو کیا وہ دیوتا ہی کے بھیجے

ہوتے آدمی ہیں۔

جادوگر نے کہا اے سردار مجھے دیوتا نے کچھ نہیں بتایا مجھے حکم ہوا ہے کہ ہر فیصلہ عظیم دیوتا اپنی زبان سے کرے گا۔

سردار نے کہا صدیوں سے ہمارے بزرگ یہاں آباد ہیں آج تک تو فیصلہ قبیلے کا سردار اور جادوگر ہی کرتے رہے ہیں کسی نے بھی دیوتا کو فیصلہ کرتے اور بولتے نہیں دیکھا۔

جادوگر نے کہا تو ٹھیک کہتا ہے سردار میری عقل بھی کام نہیں کر رہی۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا اب یہ کیسے ہوگا عظیم دیوتا ہی جان سکتا ہے۔

سردار قباچہ کچھ فکر مند سا نظر آنے لگا۔

تب اس نے کہا جس لڑکی کے متعلق تو نے کہا ہے کہ بیوی بنانے پر دیوتا ناراض ہو گیا ہے۔ شاید وہ ٹھیک ہی ہے اس کی حفاظت رات بھر ایک جنگلی شیر کرتا ہے میرا خیال ہے دیوتا ہی شیر کے روپ میں اس کی حفاظت کرتا ہے مجھ سے غلطی ہوتی ہے اب اگر میں سردار رہا تو اس لڑکی کو آزاد کر دوں گا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ جادوگر کی اس سلسلہ میں رائے لے اپنا نیزہ اٹھاتے یہاں سے چلا گیا۔ جادوگر کی سانس میں سانس آئی موت اس کے سر پہ آ کر واپس آ کر لوٹ گئی تھی اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور زیر لب کہا

میں اس موت کو ہمیشہ کے لیے ختم کرا دوں گا فکر نہ کر نادان سردار تیرے گوشت پر پورے قبیلے کی دعوت ہو گی۔ صبح جھمپک دیوتا کے بت کے خول میں سادھو کا چیلا خود گھس کر تیری موت کا اعلان کرے گا اور تیری موت کے جشن کے بعد میں پھر جادوگر کی حیثیت سے تیرے تخت کے دائیں طرف بیٹھوں گا۔

ڈیرے میں ڈھول بجنے شروع ہو گئے تھے۔ جن کے ساتھ ساتھ آدم خور قبیلے کے نوجوان بوڑھے، عورتیں اور بچے جھمپک دیوتا کے سامنے والے میدان میں اکٹھے ہونے شروع ہو گئے تھے جگہ جگہ ڈھول اور پہاڑی بکرے کے سینگ باجے کی طرح بج رہے تھے اور قبیلے کے لوگوں کو مطلع کر رہے تھے کہ اس اہم فیصلے کے لئے ہر خاص و عام دیوتا کے سامنے حاضر ہو اور اس کے فیصلے کو اپنے کانوں سے سنے۔

آدم خور قبیلے کے لوگ آ کر ایک دائرے کی شکل میں اپنے دیوتا کے سامنے بیٹھ رہے تھے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ دائرہ مکمل ہو گیا۔ جس کا مقصد تھا کہ ہر آدمی اس میدان میں اکٹھا ہو چکا ہے۔

جادوگر کے مشورے سے چیلہ دیوتا کے بت میں جا چکا تھا۔ نقاروں اور سینگوں کی آواز سے یہ وادی گونج رہی تھی۔ اور قبیلے والوں کے دل دھڑک رہے تھے۔

ہوا میں تیزی آگئی تھی اور سورج نے اپنا منہ بادلوں میں چھپا لیا تھا۔ ماحول میں عجیب قسم کی دہشت پھیلی رہی تھی۔ بڑے بڑے سورماؤں کے جسم دیوتا کے سامنے کانپ رہے تھے۔ اور ان کے ماتھوں پر پسینہ آگیا تھا۔ سب سے آخر میں جادوگر اپنی جھگی سے نمودار ہوا۔ اس کے ماتھے منہ اور سارے جسم پر مختلف رنگوں کی لکیریں بنی ہوتی تھیں۔ اور ہاتھ میں ایک انسانی کھوپڑی اور دو ہڈیاں پکڑی ہوئی تھیں۔ جو کسی کے خون سے تر تھیں انسان تو انسان اس قبیلے کے پالتو درندے بھی دھاڑ رہے تھے۔ ہواؤں میں عجیب قسم کی سیٹیاں بج رہی تھیں جیسے کئی عفریت ہواؤں میں لہراتے پھر رہے ہیں۔

آسمان پر اب سیاہ بادل پوری طرح سے چھا گئے تھے۔ اور کبھی کبھی بجلی بھی کوند جاتی تھی۔

غار میں اندھیرا چھا جانے کی وجہ سے جادوگر نے مشعلیں روشن کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ اور ہر طرف مشعلوں کی زبانیں ہوا کے زور سے لہراتی نظر آنے لگیں۔ پھر اپنی جھونپڑی سے سردار پوری تیاری کے ساتھ سر پر تاج رکھے اور ہاتھ میں اپنا بھالا پکڑے مختلف رنگوں سے رنگا ہوا باہر آیا اس کے پیچھے اس کی بیویاں اور بچے تھے جو بہت اداس تھے۔

سردار نے آتے ہی ایک سوّر کی قربانی دیوتا کے قدموں

میں پیش کی۔

دیوتا کی آنکھوں سے آگ کے شعلے نکلنے لگے تھے اور منہ سے دھواں نکل رہا تھا۔

قبیلے والوں نے پہلے کبھی اس قدر غیض و غضب کی حالت میں نہ دیکھا تھا۔ وہ ڈر کے مارے کانپ رہے تھے قربانی کے بعد سردار اپنے تخت پر آکر بیٹھ گیا۔ اور جادوگر سے کہا دیوتا کے جہانوں کو بھی بلا لو۔

ناگ اپنی پھولی توند کے ساتھ گھٹے ہوتے سر پر تیل ڈالے اور ماتھے پر چندن ملے گلے میں جنیئو ڈالے پاؤں میں لکڑی کی کھڑاویں بجاتے ہوا اپنی جگہ سے نکل کر سردار کے سامنے آگیا۔

تب سردار نے جادوگر سے کہا کہ وہ اپنا عمل کر کے دیوتا کو درشن دینے کے لئے کہا۔

جادوگر نے ہڈیوں کی حرکت سے کھوپڑی پر کوئی عمل پڑھنا شروع کر دیا۔ بادل گرجنے لگے اور بجلی کی کڑک نے وادی کی فضا کو دہلا کر رکھ دیا۔ دیوتا کے منہ سے دھواں اور بڑھ گیا اور آنکھوں سے الاؤ دہک گئے۔

جادوگر سجدے میں گر پڑا۔ تب دیوتا کے مونہہ سے آواز آئی۔

قبیلے کے لوگو! تمہارے سردار نے باہر کی دنیا کی ایک لڑکی کو اپنی بیوی بنا کر جو پاپ کیا ہے۔ ہم اس سے سخت ناراض ہیں سردار کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ لیکن لوگ سجدے میں گر پڑے دیوتا کی آواز پوری وادی میں گونج رہی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk
خون کی آبشار
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

خون کی آبشار

اے۔ حمید

قیمت: سات روپے پچاس پیسے

بار اوّل ـــــ ۱۹۸۳ء
ناشر: نیا مکتبہ اقراء ۲۰ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

عنبر، ماریا اور پُراسرار وادی

ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ سردار قباچہ کی جگہ ایک نیا سردار مہاراج بلبیر کو اپنا نائب بنا کر تمہارے قبیلے کی سرداری بخش دیں۔ اور یہی ہمارا فیصلہ ہے۔

جادوگر نے مہاراج بلبیر کی جے کا نعرہ لگایا لیکن سردار قباچہ نے کہا

ٹھہرو یہ سرداری میں نے اپنی طاقت کے بل بوتے پر حاصل کی تھی۔ اگر تم میں سے کسی کے بازوؤں میں طاقت ہے۔ تو چھین لے۔ اور مقابلہ کرے۔

جادوگر نے کہا قباچہ! دیوتا کا فیصلہ تیرے خلاف ہے۔

لیکن قباچہ نے کہا

ہمارے بزرگوں کے زمانے سے ہی یہی ریت چلی آ رہی ہے کہ قبیلے کا سردار سب سے زیادہ طاقت ور آدمی ہو گا میں بلبیر کو مقابلے کی دعوت دیتا ہوں اگر اس کے بازوؤں میں طاقت ہے تو مجھ سے لڑ کر سرداری چھین لے۔

تب ایک طرف سے ناگ آگے بڑھا اور چیلے نے کمان

میں کہا۔

ناگ یہ میرا دشمن ہے بچ کر نہ جائے۔

ناگ نے پاس کھڑے ہوتے ایک وحشی سے نیزہ چھین لیا اور قباچہ سے کہا میں مقابلے کے لئے تیار ہوں تجھ میں ہمت ہے تو میدان میں آ جا۔

قباچہ نے اپنے بھالے کو فضا میں لہراتے ہوئے کہا میں نے شیرنی کا دودھ پیا ہے اور میرے بازوؤں میں ہاتھی کے بل ہیں۔ افسوس تیری لاش پر رونے کے لئے تیرا یہاں کوئی بھی نہیں۔

تب ناگ نے کہا مجھے خوشی ہے کہ تیری لاش پر رونے والے بہت سے لوگ موجود ہیں جو تیرے گوشت پر ایک شاندار جشن منائیں گے۔

دونوں بہادر میدان میں اتر آئے اور مقابلہ شروع ہوگیا۔ قباچہ بلاشبہ ایک نہایت طاقت ور آدمی تھا۔ لیکن ناگ کے پاس اس کی مخصوص طاقت تھی۔ اور یہ بھروسہ کہ اسے موت نہیں آسکتی دونوں میں ایک زبردست مقابلہ ہوا۔ اور کافی کشمکش کے بعد ناگ نے قباچہ کا ایک وار اپنے نیزے پر روک کر اس کا بھالا ایک جھٹکے کے ساتھ چھین لیا۔ اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ مجمعے میں واہ واہ کی صدا بلند ہوتی۔ جو اپنی زبان میں داد دے

رہے تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ ناگ کوئی وار کرتا قباچہ نے بھاگ کر ایک آدمی کی تلوار حاصل کر لی اور ناگ پر تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے۔ لیکن ایک بھی ضرب ناگ کے جسم پر لگانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

قبیلے والے پہلے سمجھ چکے تھے کہ جب دیوتا ہی خلاف ہے تو قباچہ کیسے جیت سکتا ہے۔ لیکن قباچہ تو اپنی موت کے ساتھ جنگ کر رہا تھا۔ پہلے سے ہار بھی مان لیتا تو اسے مرنا ہی پڑتا تھا۔ لہٰذا اس نے سوچا کیوں نہ لڑ کر مرے لیکن اس میں خود اعتمادی نہیں تھی اور وہ ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ جنگ کر رہا تھا۔

آخر ناگ نے اس کی تلوار بھی توڑ دی تو قباچہ نے کلہاڑا پکڑ لیا اور ایک دم ناگ پر حملہ کر دیا۔ بچاتے بچاتے بھی کلہاڑا ناگ کے بازو پر زخم لگانے میں کامیاب ہوگیا۔ قباچہ کا حوصلہ بڑھ گیا اور ناگ کو تاؤ آگیا۔ پھر کیا تھا اس نے زمین پر لوٹ لگائی اور ہاتھی بن گیا۔

تمام وحشی پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگے اور انہیں یقین ہوگیا کہ واقعی یہ دیوتا کا بھائی ہی ہو سکتا ہے۔

ہاتھی نے اپنی سونڈ قباچہ کی طرف بڑھائی اور اسے کلہاڑے سمیت اٹھا کر اوپر اچھال دیا۔ قباچہ درختوں سے بھی اونچا چلا گیا

اور کافی بلندی سے زمین پر آکر گرا۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی چٹخ کر
کر رہ گئی تھی۔

قبیلے والے کانپ کر رہ گئے اور قباچہ کی بیویاں رونے لگیں۔
تب ناگ ہاتھی ہی کے روپ میں قباچہ کی طرف بڑھا جس کی
ہمت اب جواب دے گئی تھی۔ اور وہ زمین سے اٹھ بھی نہیں
سکتا تھا۔ اور اسے اپنے پاؤں کے نیچے رکھ کر کچل دیا۔

قباچہ کی موت کے بعد جادوگر نے بلبیر کی فتح کا اعلان کرتے
ہوتے حکم دیا آج سے قباچہ کی ہر چیز مہاراج بلبیر کی ملکیت ہو
گئی ہے۔

پھر تمام وحشی لوگوں نے پھولوں کے بنے ہوتے ہار ناگ کے
گلے میں ڈالے اور اسے سردار تسلیم کر لیا گیا۔ مردہ سردار قباچہ
کا جسم ایک لوہے کی سلاخ میں پرو کر آلاؤ پر رکھ دیا گیا اور
چند وحشی اس جسم کو بھوننے میں مصروف ہو گئے۔

ناگ مع چیلے کے قباچہ کے شاندار جھونپڑے میں داخل
ہوا۔ جہاں اس کی ساری بیویوں نے اس کا خیر مقدم کرتے
ہوتے اپنے سر اس کے سامنے جھکا دیئے۔

لیکن ایک سر ایسا تھا جس میں ذرا سا بھی خم پیدا نہ ہوا
تھا۔ اور وہ مسلمان لڑکی، جس کی تلاوت ناگ سن چکا تھا۔
لیکن اس کی مہار تو چیلے کے ہاتھ میں تھی اور چیلے نے

اس لڑکی کو دیکھ کر اپنا دل ہار دیا تھا۔ اور ساری عورتوں کے
سامنے ہی ناگ سے کہا تھا۔

مہاراج یہ سندر کنیا مجھے بخشش دیں۔

بھلا ناگ کی کہاں مجال تھی کہ وہ انکار کرے وہ تو چیلے کا
غلام تھا اور پھر ناگ نے اعلان کر دیا کہ یہ کنیا ہم نے تمہیں
بخش دی۔

عنبر اور ماریا دونوں ہمالیہ کی وادی میں آدم خور قبیلے کی تلاش
میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ لیکن نہ تو آدم خور قبیلے کا
کہیں پتہ تھا اور نہ ہی وہ صحیح راستے کا تعین کر سکتے تھے۔ وہ ایک
ایسی وادی میں بھٹک رہے تھے۔ جہاں کچھ اس قسم کی یکسانیت تھی
کہ وہ گھوم پھر کر وہیں آجاتے تھے۔ جہاں سے چلتے تھے۔ ان
کو اس وادی سے باہر جانے کا کوئی راستہ ہی نہ مل رہا تھا۔
اور وہ کئی دنوں کی تلاش بسیار کے بعد بھی گھوم پھر کر وہیں آجاتے
جہاں سے روانہ ہوتے تھے۔

ماریا نے عنبر سے کہا مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم کسی
جادو کے زیر اثر آگئے ہیں اور اس کی وجہ سے ہمیں اس وادی
میں قید کر دیا گیا ہے۔

عنبر نے کہا شاید تمہیں یاد نہیں دیوی کلاوتی نے کہا تھا سادھو
بلبیر کے مسلمان لڑکی سے شادی کرنے سے دیوتاؤں کا عتاب جب

تک اس پر نازل نہیں ہوتا ہم وہاں تک نہیں پہنچ سکتے اور پھر
ناگ کو بھی تو سزا کے طور پر بلبیر کا غلام بنا دیا گیا ہے جب
تک اس کی رہائی کے دن نہیں آتے ہمیں ان کا سراغ نہیں
مل سکتا۔

ماریا نے کہا لیکن ہمیں کوشش ہر روز کرنی چاہیئے پتہ نہیں
وہ گھڑی کب آجائے۔

عنبر نے کہا تمہارا خیال بالکل ٹھیک ہے۔ مجھے بھی اس وقت
ناگ کی شعبدہ بازی پسند نہیں آئی تھی نہ جانے ناگ کو کیا
ہو گیا تھا۔

ماریا نے کہا بھائی عنبر عروج و زوال تو دنیا میں ہوتا ہی
رہتا ہے ہر خزاں کے بعد بہار اور ہر بہار کے بعد خزاں یہی
قدرت کا اصول ہے۔

عنبر نے کہا یہ بھی ٹھیک ہے قسمت کا لکھا تو بھگتنا ہی پڑتا
ہے۔

وہ دونوں ایک پہاڑی نالے کے کنارے بیٹھے باتیں
کر رہے تھے۔ اچانک نالے سے ایک بڑی مچھلی اچھلی اور
اور ماریا نے ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑ لیا مچھلی نے حیرانی سے
سوچا کہ وہ جن ہاتھوں میں ہے وہ نظر آہی نہیں رہی اس نے
زور کا ایک جھٹکا دیا ماریا اس کے لئے تیار نہ تھی اور وہ
مچھلی کے ساتھ ہی پانی میں جا گری۔

پانی کا بہاؤ کافی تیز تھا۔ اور ماریا بہاؤ کے ساتھ ہی
بہتی ہوئی چلی گئی۔

عنبر کو بڑی حیرت تھی کیوں کہ اب ماریا کی خوشبو آنا بھی بند
ہو گئی تھی۔ مچھلی کو اچھلتے تو عنبر نے بھی دیکھا تھا لیکن اس کے
بعد مچھلی بھی غائب تھی اور ماریا کی خوشبو بھی۔

عنبر نے کئی آوازیں ماریا کو دیں جو چاروں طرف کے پہاڑوں
سے ٹکرا کر واپس آ جاتیں۔

عنبر کو یقین تھا کہ ضرور ماریا اس نالے میں گری تھی کیونکہ
اسے آواز سنائی دی تھی۔ اور اس کے بعد ہی سے ماریا کی آواز آنا
بند ہو گئی تھی۔

عنبر نے بھی نالے کے ساتھ ساتھ ہی چلنا شروع کر دیا وہ
بے حد پریشان تھا اس مہم میں اسے ماریا کی بھی ضرورت تھی۔ جس
سے کئی کام لئے جا سکتے تھے۔ لیکن اب ناگ کے ساتھ ساتھ ماریا
بھی غائب ہو گئی تھی۔ وہ نالے کے ساتھ ساتھ ماریا کو آوازیں
دیتا ہوا چلتا رہا۔ اور اسی طرح رات ہو گئی۔ لیکن اسے اس بات
پر ضرور حیرت ہوتی۔ کہ وہ اس پر اسرار جگہ سے نکل آیا تھا۔
جہاں سے باہر جانے کا راستہ ہی اسے نہ مل رہا تھا وہ نالے
کے ساتھ ساتھ ہی جنگل میں کسی اور جگہ آ نکلا تھا۔ لیکن وہ رکا نہیں
رات بھر نالے کے ساتھ ساتھ سفر کرتا رہا اور ماریا کو آوازیں دیتا
رہا لیکن خدا جانے ماریا کو زمین نگل گئی تھی یا آسمان اس کا

کچھ پتہ ہی نہیں چل رہا تھا۔

دوسری طرف سادھو بلبیر اپنی جھگی میں مسلمان لڑکی کو سامنے بٹھائے للچاتی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا

تم اب میری بیوی ہو اور تمہیں میرا ہر حکم ماننا ہوگا۔

لیکن مریم نے حقارت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

تم نے پہلے سردار کا انجام دیکھ لیا ہے۔ مجھ سے دور ہی رہو خدا واحد کی ماننے والی ہوں اور کوئی کافر بھی مجھے نہیں چھو سکتا۔

بلبیر نے کہا اتنا مان ہے تجھے اپنے دھرم پر ناری تو مہاراج بلبیر سے واقف ہی نہیں ہے۔ مہان شکتی کا مالک ہوں دیکھ لو ان آدم خوروں کے درمیان سردار بنا بیٹھا ہوں۔ اور وہ وحشی ہونے کے باوجود میرے ایک اشارے پر جان دینے کو تیار ہیں۔

مریم نے کہا وحشی لوگ تمہیں خدا مان سکتے ہیں لیکن جس مذہب سے میرا تعلق ہے۔ وہاں خدا عزوجل کی حکمرانی ہے پہلا سردار بھی اپنے تمام حربے آزما کر دیکھ چکا تھا۔ اگر اب تم بھی شیطانی حرکات سے باز نہ آئے۔ تو تمہارا انجام بھی اس سے مختلف نہ ہوگا۔

عنبر نے ایک تھپڑ مریم کے منہ پر دے مارا اور کہا نیچ چھوٹا منہ اور بڑی بات کر رہی ہے۔ دیکھتا ہوں تجھے میرے انتقام

سے کون بچا سکتا ہے۔ اور سادھو نے آگے بڑھ کر مریم کی کلائی پکڑ لی۔

بجلی زور سے کڑک گئی اور ناگ جھونپڑی میں داخل ہوا اور اس نے کہا۔

مہاراج بلبیر اس لڑکی کو چھوڑ دو۔

بلبیر نے غصے سے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا تو میرا غلام ہے میں تجھے حکم دیتا ہوں یہاں سے دفعہ ہوجا پھر ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی برساتی نالے کے سامنے بند باندھ رہا ہو ناگ برساتی نالے کی طرح ہی اُبال کھا رہا تھا لیکن مجبور تھا اس کی طاقت سلب ہوگئی اور اس کے دماغ پر بلبیر کی حکومت تھی۔

بلبیر نے اسے دھکے دے کر باہر نکال دیا اور مریم پر غصے سے جھپٹ پڑا۔ لیکن اسی وقت سردار کا پالتو شیر نا جانے کیسے آزاد ہوکر جھونپڑی میں داخل ہوگیا اور دھاڑنے لگا بلبیر کو بہت غصہ آیا اور اس نے منتر پڑھ کر شیر پر پھونک دیا شیر کتے کی طرح دم ہلاتا ہوا واپس ہوگیا۔

بلبیر نے قہقہہ لگایا اور کہا دیکھ لی میری شکتی میں نے شیر کو کتا بنا دیا ہے۔

مریم نے کہا کافر سادھو میرا نام مریم ہے اور اس نام کی لاج ہمیشہ میرے خدا نے رکھی ہے۔

دوسری طرف ماریا نالے سے باہر نکلی تو اسے چند آدم خور ایک غار میں جاتے دکھائی دیتے ماریا نے بھی ان کا پیچھا کیا اور وہ ناگ کی بو پا کر اسی جھونپڑی میں آ نکلی جہاں وہ سادھو بلبیر نے اس لڑکی کو پکڑ رکھا تھا۔

اسی وقت اس کے سر پر کسی نے ڈنڈا مارا اور اس نے مریم کو چھوڑ کر مارنے والے کو دیکھا جو نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس نے پھر مریم کی طرف ہاتھ بڑھایا ڈنڈا پھر اس کے سر پر پڑا اور غصے سے پلٹ کر اس نے دیکھا کوئی نہ تھا اس نے ایک منتر پڑھا اور ہوا میں پھونک ماری اور ڈنڈا مارنے والی شخصیت اس کے سامنے آ گئی۔ اس نے دیکھا ماریا اس کے پاس کھڑی تھی۔

تب بلبیر نے کہا اچھا ہوا تم لوگ بھی یہاں آ گئے مجھے تم لوگوں کا انتظار تھا۔ تمہارا ساتھی عنبر کہاں ہے میں تم سے ایک سودا کرنا چاہتا ہوں۔

ماریا نے کہا وہ بھی آنے ہی والا ہے ہم تم سے ضرور سودا کریں گے۔ لیکن وعدہ کرو اس وقت تک کے لئے اس لڑکی کو تنگ نہیں کرو گے۔

بلبیر نے مریم کو دیکھا اور کہا چلو تمہاری ہی بات مان لیتے ہیں۔

ماریا نے کہا میں اس لڑکی کے ساتھ رہوں گی جب تک عنبر نہیں آتا تم دوبارہ یہاں نہیں آؤ گے۔

بلبیر نے وعدہ کر لیا۔

لیکن رات ہوتے ہوئی ماریا عنبر کی تلاش میں نکل گئی وہ جلد از جلد عنبر کو تلاش کرنا چاہتی تھی۔ جب کہ اس نے منزل کو تلاش کر لیا تھا۔

ناگ بھی یہاں موجود تھا۔ لیکن اس نے نہ تو ماریا کی خوشبو سونگھ کر کوئی تاثر دیا تھا اور نہ ہی ماریا کو پہچانا تھا۔ اس لئے ماریا جلدی عنبر کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔ لیکن کافی دوڑ دھوپ کے بعد بھی عنبر کا کچھ پتہ نہ چلا۔ جب وہ واپس آئی تو مریم خودکشی کر چکی تھی۔

ماریا اس کی لاش پر کھڑی سادھو بلبیر پر پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ پھر اس کو عنبر کی خوشبو محسوس ہوئی۔ اور وہ باہر کی طرف بھاگی۔ جہاں عنبر چند نیزہ بردار آدم خوروں کے حلقہ میں آ رہا تھا۔ جو نالے کے ساتھ ساتھ ہی اس مقام تک پہنچ گیا تھا۔ اور ناگ اور ماریا کی خوشبو کا پیچھا کرتا ہوا وہ آدم خوروں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا تھا۔

پھر عنبر کو نئے سردار کے سامنے پیش کر دیا گیا جو ناگ کو ہاتھی بنائے اس پر سوار ہو کر اپنے تخت کی طرف آ رہا تھا۔

عنبر کا خون کھول گیا لیکن ناگ نے نہ تو اس کی خوشبو محسوس
کی اور نہ ہی اسے پہچانا۔ وہ تخت کے سامنے بیٹھ گیا اور سادھو
بلبیر اس پر سے اُتر آیا۔

پھر ناگ نے لوٹ لگائی اور وہ ہاتھی کی بجائے سادھو کے جسم
کے ساتھ آدم خوروں کے سامنے آگیا اور چیلے کے ساتھ تخت پر
جا بیٹھا جہاں جادوگر بھی موجود تھا۔

عنبر کو ناگ کے سامنے پیش کیا گیا تو چیلے نے گرو کو کہا
حکم دو اس کا فیصلہ کل ہوگا۔ آج کی رات یہ ہماری قید میں
رہے گا۔

عنبر نے سب کچھ سن لیا تھا اور وہ غصے سے پاگل ہو رہا
تھا لیکن ماریا نے اسے خاموش رہنے کے لئے کہا تھا۔

تب ناگ نے حکم دیا اس قیدی کو رات بھر کے لئے قید
میں ڈال دو اس کا فیصلہ کل صبح ہوگا۔

چند نیزہ بردار عنبر کو لے کر ایک طرف روانہ ہو گئے
جبکہ ماریا بھی ان کے ساتھ ہی تھی ان آدم خوروں نے اسے
ایک جھونپڑے میں قید کر دیا۔

تب ماریا نے کہا رات کو بلبیر ہمارے پاس آئے گا اور
وہ ہم سے کوئی سودا کرنا چاہتا ہے۔ پہلے اس کی بات ٹھنڈے دل
سے سن لینا کیوں کہ بقول دیوی کلاوتی اس کی زندگی کے دن پورے

ہو چکے ہیں۔ کیوں کہ بلبیر کی وجہ سے اس نیک خاتون نے
خودکشی کر لی یہ کل رات کی بات ہے۔ اگر میں تمہاری تلاش
میں نہ نکل پڑتی تو اس معصوم اور شریف لڑکی کی زندگی بچ
جاتی۔

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا ماریا بہن بعض وقت تم بھول
جاتی ہو ہم تو شطرنج کے مہروں کی طرح ہیں جو تقدیر کے
ہاتھوں حرکت کر رہے ہیں۔ لڑکی کی موت کا وقت آ چکا تھا
اور بلبیر کی تباہی اس فعل کی وجہ سے ہونی تھی لہٰذا اس ہونی
کو کون ٹال سکتا تھا۔

بلبیر ہم سے کیا سودا کرنا چاہتا ہے۔

ماریا نے کہا مجھے علم نہیں رات کو معلوم ہو جائے گا۔

پھر رات کے وقت بلبیر اس جھونپڑے میں آگیا اور اس
نے کہا،

دیکھو عنبر میں نے یہاں کی دولت کے لئے اپنی تمام جوانی
کٹھن جاپوں کی نذر کر دی ہے۔ تب جا کر کامیابی ہوتی ہے
کیا یہ بہتر نہیں کہ تم اس کام میں میرے شریک ہو جاؤ۔ میں
یہاں کا سردار ہوں اور تم بغیر کسی مزاحمت کے یہاں سے سونا اور
قیمتی موتی لے جا سکتے ہو اور اسے مہذب دنیا میں منہ مانگے
داموں فروخت کر سکتے ہو۔ اس دولت میں ہم برابر کے شریک

ہو جاتے ہیں۔

میں نے اسی دولت کے لالچ کے لئے ناگ کو اپنا غلام بنایا تھا اب وہ یہاں کا سردار ہے۔ جسمانی طور پر وہ تم لوگوں کا بھائی ہے اور یرغمال کے طور پر وہ میرے پاس رہے گا۔ تاکہ جو دولت میں یہاں سے تمہارے حوالے کردوں اس کی ضمانت ناگ کے وجود میں میرے پاس رہے۔ ہم دنوں میں ارب پتی ہو جائیں گے۔ یہ تو ہے امن اور دوستی کا راستہ جسے اپنا کر نہ صرف تم لوگ بلکہ میں بھی راجاؤں کی زندگی بسر کریں گے اور اگر تمہارے من میں پاپ ہے اور تم دشمنی کا راستہ اپنانا چاہتے ہو۔ تو سوچ لو میرے ایک اشارے پر آدم خور تمہارا گوشت بھون کر کھا جائیں گے۔ رات بھر کا وقت تمہارے پاس ہے خوب سوچ لو۔ اور غور کر لو صبح مجھے اپنے فیصلے سے آگاہ کر دینا۔

بلبیر چلا گیا تو عنبر نے کہا لالچی کتے یہ بھی نہیں جانتا کہ دولت ہم لوگوں کے کس کام کی چیز ہے دولت کا لالچ ہوتا تو زمین اپنے سارے پوشیدہ خزانے ہمارے سامنے اگل چکی ہے۔ لیکن ہم نے اس میں سے کبھی ایک درہم تک بھی حاصل نہیں کیا۔

ماریا نے کہا عنبر بھائی!

اس ظالم کی موت کا وقت آگیا ہے مجھے اس شریف لڑکی کی موت ابھی تک نہیں بھولی جس نے جان دے دی اپنی لمبی زندگی میں اگر کسی آدمی پر مجھے غصہ آیا ہے تو وہ یہ شیطان سادھو ہے۔ اب ہمیں مزید انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔

عنبر نے کہا ماریا بہن مجھے تمہاری رائے سے پورا اتفاق ہے۔ لیکن مجبوری صرف یہ ہے کہ وقت پھر ہمارے ناگ بھائی کو دشمن بنا کر میرے سامنے لا رہا ہے۔

سادھو ایک تیر سے دو شکار کرنے چاہتا ہے وہ ہماری ہی طاقت کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ اور لڑانا چاہتا ہے۔ مصیبت یہ ہے کہ میں دنیا میں ہر طاقت کا مقابلہ کر سکتا ہوں لیکن اپنے جگری دوست اور بھائی پر وار کرنے کو دل نہیں چاہتا۔

ناگ دماغی طور پر سادھو کے قبضے میں ہے اور ہمیں پہچانتا تک نہیں ایسی صورت میں جب وہ دشمن بن کر سامنے آئے گا۔ تو کیا تم اسے نقصان پہنچا سکو گی۔ یا میں اسے زخمی کر سکوں گا۔

ماریا نے کہا عنبر بھائی۔ ایسا وقت تو اس سے پہلے بھی کئی دفعہ آ چکا ہے۔ کہ ناگ تمہارے سامنے دشمن بن کر کھڑا ہوا ہے پھر قدرت نے خود ہی تم دونوں کی حفاظت کی ہے۔ مجھے یقین

ہے اب بھی ایسا ہی ہو گا۔ تم صبح صاف طور پر اس سادھو کو انکار کر دو۔

عنبر نے کہا اگر میری بہن کی یہی مرضی ہے تو ایسا ہی ہو گا

پھر اس رات کی صبح ہو گئی۔

عنبر، ناگ مقابلہ

یہ بہت ہی سوگوار دن تھا۔ آج دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے مقابلے میں آ رہا تھا۔ عنبر کو لے کر وحشی آدم خور سردار کے سامنے پہنچ گئے۔

ناگ سردار کے روپ میں تخت پر بیٹھا تھا چیلا گرد کے ساتھ اور جادوگر ذرا فاصلے پر براجمان تھا۔

تب چیلے نے عنبر سے کہا مہاراج نے جو تم سے کہا تھا تم نے اس کے متعلق فیصلہ کر لیا ہو گا۔ کیوں کہ وہ کسی طرح بھی گھاٹے کا سودا نہیں ہے۔ اس کے باوجود بھی کچھ کہنا چاہو تو اجازت ہے۔ لیکن یہ سوچ لینا کہ انکار کی صورت میں تمہاری موت بڑی بھیانک ہو گی۔

عنبر نے کہا بلبیر! لالچ وہ تلوار ہے اسے جتنی مضبوطی سے پکڑو گے اس کی دھار جسم میں اترتی چلی جائے گی۔ کیوں کہ اس تلوار کا دستہ نہیں ہوتا۔ دولت کی ہوس ان لوگوں کو ہوتی ہے جنہوں نے کبھی دولت دیکھی نہ ہو۔ لیکن جن لوگوں کے قدموں تلے

دولت رنگینی بھرتی ہو ان کے لئے دولت کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے
تمہیں یہ ساری دولت مبارک ہو ناگ کو ہمارے حوالے کر دو
کیوں کہ دنیا کی تمام دولت بھی ناگ کا نعم البدل نہیں
ہو سکتی۔

چیلے نے کہا جو در اصل سادھو ہی تھا اس کا مطلب
ہے کہ تمہاری طرف سے انکار ہے اور شاید تمہاری موت
ہی تمہیں یہاں تک لے آئی ہے۔ پھر اس نے ناگ کی
طرف دیکھ کر کہا جو سردار بنا سادھو کے جسم میں تخت پر
بیٹھا تھا۔

گرو یہ میرا دشمن ہے اس کی زندگی ختم کر دے۔

ناگ ایک وفادار غلام کی طرح اٹھا۔ اور عنبر پر حملہ کرنے
کی غرض سے ایک تلوار اٹھا لی۔

آدم خور چونکہ یہ زبان نہیں سمجھتے تھے لیکن پھر بھی اپنے سردار
کو مقابلہ پر آتے دیکھ کر خوشی سے پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو
گئے تھے۔

ناگ تلوار سونت عنبر کے مقابلے میں چلا آ رہا تھا۔

عنبر نے کہا ناگ میں تمہارا بھائی ہوں خدا کے لئے ہوش
میں آؤ۔

لیکن ناگ کی آنکھوں میں تو خون نظر آیا تھا اس نے آتے

او عنبر کی گردن پر بھرپور وار کیا لیکن گردن کٹنے کی بجائے ایک
ا کے ساتھ ٹوٹ گئی۔

چیلے نے ایک بھالا ناگ کی طرف پھینک دیا جسے ناگ
نے تھام کر اسے تولا اور ایک ماہر نیزہ باز کی طرح سے
عنبر کے سینے پر وار کر دیا لیکن بھالے کی نوک عنبر کی چھاتی پر
سے ٹکرا کر ٹیڑھی ہو گئی۔

تمام آدم خور مع جادوگر اور سادھو کے حیران رہ گئے کہ
لوہے کا ہتھیار انھوں نے گوشت کے جسم پر پہلی بار ناکام دیکھا تھا
ان کے گلے میں جادو کی مالا پڑی تھی عنبر بغیر کسی ہتھیار کے
ان کے سامنے کھڑا تھا۔

ناگ نے دونوں حربے بے کار ہوتے دیکھے تو زمین
پر لوٹ لگا کر شیر بن گیا۔ اور دھاڑتا ہوا عنبر کی طرف دیکھا
عنبر نے پھر کہا ناگ ہوش میں آؤ۔ میں عنبر ہوں تمہارا بھائی
تم جانتے ہو میں وقت کی وہ چٹان ہوں جس سے ٹکرا کر تم
سر تو پھوڑ لوگے لیکن میرے بھائی میرے جسم پر خراش تک نہ
ڈال سکو گے۔

لیکن ناگ تو غصے میں دیوانہ ہو چکا تھا۔ اس نے عنبر پر
جست لگائی اور عنبر نے اس کی دونوں اگلی ٹانگیں پکڑ لیں اور
کوئی ہوتا تو عنبر دونوں ٹانگوں کو چیر کر رکھ دیتا لیکن اس کے

سامنے ناگ تھا۔

ناگ نے اپنی ٹانگیں چھڑانے کے لئے بہت زور مارا مگر یہ عنبر تھا جو فولاد کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔

آدم خور اس آدمی کی طاقت سے مرعوب ہوتے جا رہے تھے۔ اور ان کے دلوں پر عنبر کا خوف طاری تھا۔

آخر جب شیر زور لگا کر تھک گیا تو عنبر نے اسے پرے دھکیل دیا۔

شیر نے آزاد ہوتے ہی لوٹ لگائی اور ہاتھی بن کر چنگھاڑتا ہوا عنبر کی طرف بڑھا۔

عنبر نے پھر کہا ناگ ہوش میں آ میں عنبر ہوں تیرا بھائی

جواب میں ہاتھی نے اپنی سونڈ عنبر کی کمر کے گرد لپیٹ لی او زور لگا کر اسے اوپر اٹھانا چاہا۔ لیکن ایسا معلوم ہوا کہ زمین نے عنبر کے پاؤں پکڑ لئے ہیں ہاتھی زور لگاتا رہا لیکن عنبر کو اپنی جگہ سے جنبش نہ دے سکا۔

آدم خور اب پوری طرح سے اس بلا سے خوف زدہ ہو چکے تھے۔ جسے نہ شیر ہی زیر کر سکا اور نہ ہاتھی ہی نقصان پہنچا سکا کافی زور آزمائی ہوتی رہی آخر عنبر نے تنگ آ کر ہاتھی کو سونڈ پکڑ کر اسے دھکا دیا۔ اور ہاتھی دور جا گرا لیکن ساتھ ہی

عنبر بھی اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا اور زمین پر گر گیا۔

عنبر کے کمالات دیکھ کر بلبیر سوچ میں پڑ گیا اور قبیلے کا جادوگر پریشان ہو گیا۔

ہاتھی نے زمین پر گرے ہوتے عنبر کو دیکھ کر فائدہ اٹھاتے ہوتے اسے پاؤں تلے کچلنے کے لئے دوڑ لگائی۔

عنبر سمجھ گیا اور خود بھی زمین پر لیٹ گیا اور کہا یہ حربہ بھی آزما کر دیکھ لے۔

ہاتھی نے اپنا پاؤں عنبر کے سینے پر پاؤں رکھ دیا اور سارے جسم کا بوجھ اس پر ڈال دیا۔ لیکن اسے ایسے لگا کہ پاؤں کے نیچے کوئی لوہے کا پتلا پڑا ہے۔ عنبر نے پھر اسے پرے دھکیل دیا۔

اب عنبر اور ناگ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے ہاتھی سے پھر ناگ انسان بن گیا تھا۔

عنبر نے پھر کہا ناگ ہوش میں آجاؤ اور مجھے پہچانو میں تمہارا بھائی ہوں۔

ماریا جو قریب ہی کھڑی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ خود بھی ناگ پر پیچ و تاب کھا رہی تھی۔ جب ناگ عنبر کو ہی نہیں پہچان رہا تھا۔ تو ماریا کو کیسے پہچان سکتا تھا۔

ناگ کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں اور وہ عنبر

پر حملہ کرنے کے لئے پر تول رہا تھا۔ اور جونہی حملہ کرنے کے لئے عنبر کے قریب آیا تو دونوں گتھم گتھا ہو گئے اور اس عرصہ میں ناگ کے گلے میں پڑی ہوئی مالا ٹوٹ گئی اور زمین پر بکھر گئی ایک بجلی کی کوند کے ساتھ ہی ناگ کو ہوش آ گیا اس نے سامنے کھڑے عنبر کو دیکھا۔ بالکل اسی طرح کہ ابھی ابھی نیند سے بیدار ہوا ہو اور عنبر بھائی کہہ کر عنبر کو گلے لگا لیا۔

عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا کہ عنبر کو ہوش تو آ گیا۔

سادھو غصے اور پریشانی سے کوئی منتر پڑھ رہا تھا۔ اس نے منتر پڑھ کر پھونک ماری بکھرے ہوئے مالا کے دانے ایک ایک کر اکٹھے ہو گئے۔ اور پھر خود بخود دھاگے میں پروے گئے۔ اور مالا کی شکل میں اُٹھ کر ناگ کے گلے کی طرف بڑھے۔ لیکن ناجا نے ایک باز کدھر سے اُڑتا ہوا آیا اور مالا کو اپنے پنجوں میں لے کر اُڑ گیا۔

سب لوگوں نے حیرانی سے دیکھا اور سادھو غصے میں پاگل ہو گیا۔ اور اس نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا کہنے مَیں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔

اس نے ہاتھ بلند کیا اور ایک ترشول اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ اور اس نے ترشول عنبر کی طرف پھینک کر ماری۔

عنبر کے جسم سے ترشول ٹکراتے ہی چنگاریاں سی پھوٹ

پڑیں اور ترشول کو آگ لگ گئی اور پھر وہ دھماکے سے پھٹ کر کئی ٹکڑوں میں بکھر گئی۔

آدم خود سہمے ہوئے یہ تمام مناظر دیکھ رہے تھے ایک ہی دن میں ان کے سامنے کئی حیرت انگیز واقعات رونما ہو چکے تھے

ناگ نے غصے سے سادھو کی طرف دیکھا۔ اور اس کی طرف بڑھا لیکن عنبر نے اسے روک دیا اور کہا۔

تم ہٹ جاؤ ناگ اس کی موت میرے ہی ہاتھوں لکھی ہوتی ہے۔

سادھو غصے سے عنبر کی طرف بڑھا۔

عنبر نے اسے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر زور سے گھمایا اور اوپر اچھال دیا لیکن سادھو اوپر ہوا میں جا کر معلق ہو گیا زمین پر نہیں گرا۔ اور اس نے قہقہہ لگایا لیکن پھر چار خون وار گدھ اچانک کہیں سے اُڑتے اُڑتے آئے اور سادھو پر جھپٹ پڑے سادھو جلدی سے نیچے کود گیا یہ چاروں گدھ بھی زمین پر اتر آئے۔ اور لوٹ پوٹ ہو کر گدھوں سے بھیڑیے بن گیا اور سادھو پر حملہ آور ہو گئے۔

لیکن سادھو نے ایک منتر پڑھ کر پھونکا اور بھیڑیے زمین میں غائب ہو گئے۔

ناگ نے عنبر کے کان میں کہا

میرا سانپ والا جسم تمہارے پاس تھا میں اس میں آنا چاہتا ہوں۔

عنبر نے کہا وہ ماریا کے پاس ہے۔

ناگ ماریا کی خوشبو پا کر ایک طرف چلا گیا۔

سادھو نے سب آدم خوروں سے کہا دیکھتے کیا ہو ان پر حملہ کر کے انہیں ختم کر دو۔ لیکن وہ تو بے چارے مارے خوف کے کانپ رہے تھے۔ کوئی بھی آگے نہ بڑھا۔

دوسری طرف ماریا نے ناگ کا سانپ والا جسم اس کے حوالے کر دیا اور ناگ سادھو کے جسم سے نکل کر سانپ کے جسم میں داخل ہو گیا، اب وہ آزاد تھا۔

سادھو نے کچھ منتر پڑھ کر پھونکا تو اس کا جسم ایک بہت بڑی چمگادڑ میں تبدیل ہو گیا۔

اور وہ عنبر پر جھپٹا اور اس نے اپنے دانت عنبر کے نرخرے میں گاڑ دیئے۔ لیکن وہ تو پتھر تھا اس میں دانت کیسے گڑھ سکتے تھے۔

عنبر نے چمگادڑ کو کھینچ کر اپنے گلے سے اتارا اور اس کی اور اس کی دونوں ٹانگیں چیر کر رکھ دیں۔

فضا میں ہر طرف چیخیں ہی چیخیں سنائی دینے لگیں اور آہستہ آہستہ چمگادڑ کا جسم سادھو کے جسم میں تحلیل ہو گیا جو خون

میں نہایا ہوا تڑپ رہا تھا۔

دوسری طرف چیلے والا جسم پڑا تھا جو کافی گلا سڑا تھا اور اس میں سے بو اٹھ رہی تھی۔

ناگ دوبارہ انسان کے روپ میں آ گیا تھا کیونکہ اس کا آزاد ہونے کے بعد سب سے پہلے اپنے اصلی جسم میں آنا بہت ضروری تھا۔ وہ پہلے سانپ والے جسم میں آیا اور پھر انسان بن گیا۔

عنبر نے جادوگر سے کہا یہ دو لاشیں تمہاری دعوت کے لئے کافی ہیں آج کے بعد تم ہی ان کے سردار ہو۔

جادوگر نے انکساری سے کہا میں چاہتا ہوں آپ یہاں رک جائیں۔ آپ جیسے مہان طاقت ور انسان کو سردار ہونا چاہیئے لیکن عنبر نے کہا

بھائی ہمیں طاقت حکومت کرنے کے لئے نہیں خدمت کرنے کے لئے ملی ہوئی ہے ہم مستقل طور پر ایک جگہ نہیں رہ سکتے ہم یہاں دولت کے لالچ میں نہیں اپنے بھائی کو آزاد کروانے آئے تھے۔

اب تم سردار بن کر ان پر حکومت کرو اور ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔

پھر وہ تینوں بھائی بہن ان آدم خوروں کی بستی سے نکل کھڑے

ہوتے اور آدم خوروں نے دو لاشوں کو اٹھایا اور دولت کی ہوس
میں ہزاروں دوسرے انسانوں کی طرح دولت کی بھینٹ چڑھ
گئے تھے۔ جنہیں آدم خوروں نے لوہے کی سلاخوں پر چڑھا کر
الاؤ پر رکھ دیا اور آلاؤ کے گرد خوشی سے رقص کرنے میں
مصروف ہو گئے۔

تینوں بھائی بہن ہمالیہ کی دشوار گزار گھاٹیوں کو پار کرتے
ہوئے میدانی علاقے کی طرف آ رہے تھے۔
عنبر نے کہا
ناگ بعض وقت تم میرے لئے بہت تکلیف دہ ہو جاتے ہو
خاص طور پر اس وقت جب تم پر کوئی دشمن غلبہ پا لیتا ہے مجھے
تمہاری رہائی کے لئے بھی تم ہی سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور
تمہارے ہر حملے کو خندہ پیشانی سے قبول کرنا پڑتا ہے۔
ماریا نے کہا عنبر بھائی ٹھیک کہتے ہیں ناگ بھائی۔ آپ پر
تو اس وقت وحشت سوار ہوتی ہے اور آنکھوں میں خون اُتر آتا
ہے۔ آپ نے جس طرح آدم خور قبیلے میں عنبر بھائی سے مقابلہ
کیا ان کی جگہ کوئی اور معمولی آدمی ہوتا تو وہ کبھی کا ختم ہو گیا ہوتا۔
ناگ نے کہا
ماریا بہن میں اس کے لئے شرمندہ ہوں یہ مجبوری کی بات

ہے اس میں بھلا میری رضامندی کو کہاں دخل ہے۔ میں اپنے بھائی
عنبر پر حملہ کروں میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا۔ ویسے عنبر
بھائی میں تم سے شرمندہ ہوں مجھے معاف کر دو۔
عنبر نے ہنستے ہوئے کہا ارے نہیں یار ہم تو تم سے دل لگی
کر رہے تھے۔ اور تم سنجیدہ ہو گئے ہو ہم جانتے ہیں اس میں
تمہارا کوئی قصور نہیں۔
ناگ نے کہا اب کہاں کے ارادے ہیں۔
ماریا نے جواب دیا میں نے اور عنبر نے تمہاری رہائی تک
یہاں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اب ہمارا دل ہندوستان سے اکتا گیا ہے
کسی اور ملک کی سیر کرنی چاہیئے۔
عنبر نے کہا تمہارا کیا خیال ہے ناگ؟
ناگ نے کہا
عنبر بھائی میں بھی تو آپ لوگوں کا ایک حصہ ہوں جو فیصلہ
آپ لوگ کریں گے۔ میں اس سے کیسے اختلاف کر سکتا ہوں۔
تینوں کو باتیں کرتے اور چلتے چلتے رات ہو گئی۔
ماریا نے کہا رات ہیں۔ یہیں گزارنی چاہیئے۔
ناگ نے کہا کیوں یہیں بھلا اندھیرے سے کیا فرق پڑتا ہے۔
ماریا نے کہا تم نہیں سمجھ سکتے مگر میرا خیال ہے عنبر بھائی
کی سمجھ میں یہ بات آ گئی ہو گی۔
عنبر نے بھی نہ سمجھتے ہوئے چاروں طرف دیکھا۔ اور پھر جیسے

اس کی سمجھ میں آگیا ہو۔ اس نے ٹھنڈی سانس بھری اور کہا۔ ماریا ٹھیک کہتی ہے۔

ناگ ہم ایک دفعہ پھر اسی وادی میں آ گئے ہیں جہاں پہلے بھی ہمیں باہر جانے کے لئے کوئی راستہ نہ ملتا تھا۔ ہم روز سفر کرتے تھے اور رات کو وہیں پہنچ جاتے تھے۔ جہاں سے دن کو سفر شروع کیا تھا۔

ناگ نے کہا اس کا مقصد ہے یہ وادی اسرار ہے۔

عنبر نے کہا پہلے تو ثابت ہو چکی ہے اب پتہ نہیں پھر بھی رات یہیں گزار لیتے ہیں کیا حرج ہے۔

ناگ نے بھی کسی موزوں جگہ کے لئے چاروں طرف دیکھا تو اُسے بہت دور آبادی کے آثار نظر آئے۔ جہاں کہیں کہیں روشنی ہو رہی تھی۔

ناگ نے کہا یہاں سے تھوڑی ہی دور وہ آبادی نظر آ رہی ہے وہیں چلتے ہیں۔

عنبر اور ماریا نے حیرت سے دیکھا واقعی دور آبادی میں روشنی سی نظر آ رہی تھی۔

عنبر نے کہا جگہ وہی ہے لیکن پہلے ہمیں قرب و جوار میں کوئی آبادی نظر نہ آئی تھی۔

ماریا نے کہا آپ ٹھیک کہتے ہیں ہم تو اس وادی میں کئی دن تک باہر نکلنے کی کوشش میں گھومتے رہے ہیں اس وقت

ہمیں کوئی آبادی نظر نہ آئی تھی۔

ناگ نے کہا یا تو یہ کوئی دوسری جگہ ہے وادی اسرار نہیں اور اگر وہی جگہ ہے اور ہمیں آبادی نظر آ ہی گئی ہے تو کیا ہے ہمیں کوئی کھا تھوڑی جائے گا۔

عنبر نے کہا ٹھیک ہے رات گزارنے کے لئے آبادی ہی میں چلتے ہیں۔

پھر وہ تینوں آبادی کی طرف روانہ ہو گئے۔

بدقسمت دُلہن

تینوں سفر طے کرتے ہوتے آبادی میں پہنچ گئے یہ ایک
پہاڑی گاؤں تھا۔ جو تقریباً دو اڑھائی سو مکانوں پر مشتمل
تھا۔ یہ تینوں اس بستی کی گلیوں میں سے گزرتے ہوئے ایک
حویلی کے باہر پہنچ گئے۔ جہاں مشعلوں سے روشنی ہو رہی تھی۔
اور یہی روشنی ان لوگوں کو دور سے دکھائی دی تھی۔ بستی کے کافی
لوگ مرد اور عورتیں یہاں جمع تھے۔

عنبر نے کہا شاید کوئی شادی ہے۔

ناگ نے کہا مجمع تو شادی کا ہی ہے لیکن کسی چہرے پر
بھی خوشی کے آثار نہیں آتے ہر آدمی حزن و ملال کی صورت
بنائے گھوم رہا ہے۔

ماریا نے کہا کہیں کوئی مر تو نہیں گیا

ناگ نے کہا نہیں بھئی اگر کوئی مر گیا ہوتا تو لوگ رو رہے
ہوتے۔

وہ سب باتیں کرتے مجمع تک پہنچ گئے اور ایک بزرگ نما

آدمی سے کہا۔

ہم پردیسی آدمی ہیں یہاں رات گزارنے کے لئے کوئی ٹھکانہ
چاہتے ہیں۔

بزرگ نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا کاش تم لوگ آج
یہاں نہ آئے ہوتے۔

عنبر نے کہا کیوں خیریت تو ہے؟

بزرگ نے کہا مَیں اس گاؤں کا چودھری ہوں میرا نام فیروز
ہے۔ یہ گاؤں پہلے ہندوؤں کا تھا۔ اور ہم سب ہندو تھے پھر
اچانک ایک بزرگ مسافر ایک روز یہاں آ گئے وہ مسلمان تھے
اور صاحب کرامت بھی۔

انہوں نے یہاں آ کر اس گاؤں کی اصلاح کی اور لوگوں کو
اسلام کے زرین اصول بتائے۔ اور یہ پورا گاؤں ان کے ہاتھ پر
بیعت کر کے مسلمان ہو گیا۔

عنبر نے کہا مگر آپ نے یہ نہیں بتایا ہے کہ آپ کے اس
فقرے کا کیا مقصد ہے کہ کاش تم آج یہاں نہ آئے ہوتے۔

بزرگ نے ایک چارپائی خالی کروا کر کہا
یہاں بیٹھ جاؤ بیٹا! صورت سے تم بھی مسلمان ہی لگتے ہو

ناگ نے کہا الحمدللہ۔ ہم مسلمان ہیں۔

چودھری نے کہا پھر تو آپ بھی لوگ اپنے مسلمان بھائیوں

کی اس تکلیف میں برابر کے شریک ہیں۔

ناگ اور عنبر پلنگ پر بیٹھ گئے۔ اور قریب ہی چوہدری بھی بیٹھ گیا اور پھر اس نے کہنا شروع کیا۔

جب تک بابا جی یعنی وہی بزرگ زندہ تھے ان کی برکت سے سارا گاؤں خوش حالی کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد جہاں اور کئی مصیبتیں در پیش آ گئیں وہاں ایک اور بڑی ہی مصیبت جو بہت تکلیف دہ ہے طورا ڈاکو ہے جو اپنے گروہ کے ساتھ غاروں میں رہتا ہے۔ بڑا ہی ظالم اور سفاک آدمی ہے۔ پہلے ہر سال آ کر سارا اناج اور رقم و زیور لوٹ کر لے جاتا تھا۔ پھر چند آدمیوں کی منت سماجت کے بعد وہ ایک چوتھائی حصے پر راضی ہو گیا اور اس کے ساتھ امن سے رہنے کی کچھ شرائط طے ہو گئیں۔ اس کے گروہ میں سو ڈیڑھ سو آدمی ہیں۔

طورا جب بھی کسی خوب صورت اور جوان لڑکی کو دیکھ لیتا ہے اس کے گھر شادی کا سرخ جوڑا بھیج دیتا ہے جس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس لڑکی کو عروسی جوڑا پہنا کر دلہن بنا کر لوگوں کے اجتماع میں تیار رکھو۔

پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ آتا ہے اور لڑکی کو لے جاتا ہے یہ بات بھی اس کی شرائط میں شامل ہے۔ جس حویلی میں تم بیٹھے ہو میں اس کا مالک ہوں۔ میری ایک ہی لڑکی ہے۔ میں نے

اسے حویلی کی بلند دیواروں کے اندر پال پوس کر جوان کیا ہے لیکن پھر بھی اس ناہنجار ڈاکو نے میری سلمٰی کو نہ جانے کیسے دیکھ لیا ہے اور عروسی جوڑا میرے گھر بھیج دیا ہے۔

ایک ڈاکو گاؤں میں آ کر پہلے اعلان کرتا ہے اور پھر لوگوں کی موجودگی میں وہ جوڑا بھیج دیا جاتا ہے۔

مَیں ہوں وہ بدنصیب باپ جس کی بیٹی دلہن بن کر کسی شریف آدمی کی بیوی بن کر نہیں جا رہی بلکہ ایک بدنام ڈاکو کی بیوی بن کر جا رہی ہے۔

کاش! مَیں آج اپنی بیٹی کی ڈولی کی بجائے اس کا جنازہ اٹھا رہا ہوتا۔ بوڑھے رونے لگا۔

عنبر کا خون کھول اٹھا اور اس نے کہا کیا آپ تمام لوگ مل کر بھی اس ڈاکو کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ آپ لوگوں کی تعداد تو ان سے کم نہیں۔

چودھری نے کہا یہ تو ٹھیک ہے بیٹا لیکن قدیم زمانے کی دشمنیاں اور رنجشیں باوجود مسلمان ہو جانے کے بھی قائم ہیں اس گاؤں میں اتفاق نام کی کوئی چیز بھی موجود نہیں اور اسی نااتفاقی سے طورا ڈاکو فائدہ اٹھا رہا ہے۔

عنبر نے کہا اتفاق میں بڑی برکت ہے اور نااتفاقی بربادی کا باعث ہے۔

چودھری نے کہا بالکل ٹھیک کہتے ہو اسی نا اتفاقی کی بدولت ہم
ذلیل وخوار ہو رہے ہیں۔ اندر میری بیٹی کو دلہن بنایا جا رہا ہے
دشمن لوگ خوش ہیں وہ نہیں سمجھتے جو چنگاری آج میرا گھر جلا
رہی ہے کل شعلہ بن کر ان کی عزت کو بھی اپنی لپیٹ میں لے
لے گی۔

عنبر نے کہا

چودھری صاحب ہم یہاں موجود ہیں اور قسم کھا کر کہتے ہیں کہ
آج کے بعد کوئی ڈاکو بھی مسلمانوں کے اس گاؤں میں ان کی عزت
سے کھیلنے نہیں آئے گا۔

چودھری نے کہا نہیں بیٹا میں تم دونوں بھائیوں کی جوانی اپنی
غیرت پر قربان نہیں ہونے دوں گا۔

ناگ نے کہا آپ ہماری جوانی کی فکر نہ کریں چودھری صاحب
اور اس اطمینان کے ساتھ بیٹھ جائیں کہ ملودا ڈاکو کی زندگی کا آج
آخری دن ہے۔

چودھری نے بہتے ہوئے آنسوؤں کو اپنی پگڑی سے صاف کیا
اور کہا اگر یہ درست ہے تو میں سلمیٰ کی ماں کو بھی یہ خوش خبری
سنا آؤں۔ ان لوگوں کو بھی بتا دوں جو میری عزت کا تماشہ دیکھنے
کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔

چودھری چلا گیا تو ماریا نے کہا۔

عنبر بھائی آپ دونوں باہر ڈاکو کا انتظار کریں اور میں اندر ذرا
دلہن کو دیکھ آؤں۔

چودھری کے کہنے پر سب لوگ یہاں اکھٹے ہو گئے اور مخالف
لوگوں نے چودھری سے کہا۔

یہ خلاف ورزی ہم سب کی موت بھی بن سکتی ہے آخر
گاؤں کی اور لڑکیاں بھی تو اس ڈاکو کی بھینٹ چڑھ چکی ہیں۔
پھر تمہاری بیٹی میں کون سا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے۔

پھر عنبر اور ناگ نے سارے مجمعے کو اکھٹا کر کے کہا۔

گاؤں کے لوگوں تم مسلمان ہو اور مسلمان ایک دوسرے کا
بھائی ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کی عزت کا محافظ ہوتا ہے
اسلام کے نام لیوا اپنی بیٹیوں کو ڈاکوؤں کے حوالے نہیں کر
دیتے۔ غیرت کے نام پر تو مسلمان نیزے کی انی پر چڑھ جاتا
ہے لیکن غیرت پر حرف نہیں آنے دیتا۔ اخوت اور بھائی چارہ
ہی اسلام کے بنیادی اصولوں میں سے ایک ہے اگر تم لوگ ایک
مسلمان بھائی کی عزت کے لئے اسلام کی ایک بیٹی کی غیرت کے لئے
کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے تو اس کی مخالفت بھی نہ کرو ملودا ڈاکو ہماری
لاشوں پر سے گزر کر تم تک پہنچے گا۔

مخالف گروہ کے ایک آدمی نے کہا

تم نے صرف اس کا نام سنا ہے وہ ڈاکو نہیں عذاب الٰہی ہے

جس کا مقابلہ نہیں ہوسکتا۔

تب عنبر نے کہا اس کا مقابلہ ضرور ہوگا۔ آپ لوگ اپنے گھروں
کے دروازے بند کر کے آرام کریں اور طورا ڈاکو سے مقابلہ ہم پہ
چھوڑ دیں۔

ناگ نے کہا

اور یہ بات بھی غور سے سن لیں آپ کی مخالفت کے باوجود
ہم اس ڈاکو کا مقابلہ کریں گے اور دنیا کی کوئی طاقت ہمیں اس
کام سے نہیں روک سکتی آپ لوگ ہاتھوں میں چوڑیاں پہن کر
گھروں میں بند ہو جائیں اور اسلام کے نام پر ہم لوگوں کو
قربان ہونے دیں۔

مخالف گروپ والے اپنے آدمیوں کو لے کر یہاں سے چلے گئے۔
جب کہ ناگ اور عنبر طورا ڈاکو کا انتظار کرنے لگے۔

اندر سلمیٰ کو دلہن بنایا جا رہا تھا۔ ایک پتلی دُبلی خوب صورت
سی گڑیا۔ خدا نے جتنی حسین شکل دی تھی اُتنے ہی بُرے نصیب
لے کر آئی تھی۔ شریف ماں باپ کی شریف لڑکی جو کسی
کے گھر کی شمع بننے کی بجائے ایک بد صورت، بدطینت ڈاکو
کی بیوی بن کر جا رہی تھی۔

ماریا نے دیکھا سوگوار دلہن کا جسم بیدِ مجنوں کی طرح کانپ
رہا تھا۔ چہرے پر حسن و جمال کی بجائے خوف کی زردی چھائی

ہوئی تھی۔

ماریا نے قریب جاکر دیکھا لڑکی درود شریف پڑھ رہی تھی
ماریا کا دل بے چین ہوگیا اور اس نے تہیہ کر لیا کہ وہ طورا
ڈاکو کو زندہ ہرگز اس گاؤں سے بچ کر نہ جانے دے گی۔

سلمیٰ کے قریب لڑکیاں کسی کام سے باہر گئیں تو ماریا نے
سنا وہ اپنی سہیلی سے کوئی زہریلی چیز لے کر کھانا چاہتی تھی جبکہ
اس کی سہیلی فوزیہ کہہ رہی تھی۔

سلمیٰ خودکشی گناہ ہے اللہ مجھے معاف کرے تمہاری محبت
سے مجبور ہو کر یہ زہر میں تیرے لئے لے آئی ہوں لیکن خدا
کے لئے خودکشی نہ کرنا۔

پھر فوزیہ کو کسی نے پکارا اور وہ بھی اٹھ کر چلی گئی۔

سلمیٰ نے میدان جو صاف دیکھا تو زہر کی پڑیا کھول کر منہ
میں ڈالنا چاہی لیکن ماریا نے ہاتھ پکڑ لیا۔

سلمیٰ کانپ کر رہ گئی اُسے تو کوئی بھی دکھائی نہ دے رہا تھا۔

ماریا نے کہا پیاری بہن فوزیہ نے ٹھیک کہا ہے کہ خودکشی کرنا
حرام ہے۔

سلمیٰ نے ڈرتے ڈرتے کہا تم کون ہو اور کہاں ہو

ماریا نے کہا میں بھی تمہاری طرح ایک لڑکی ہوں لیکن ایک
بزرگ کی بد دعا سے غائب ہوں کسی کو دکھائی نہیں دیتی میں تمہاری

ہمدرد ہوں باہر میرے دونوں بھائی طورا ڈاکو کو ختم کرنے کے
لئے کھڑے ہیں ۔ خدا اور رسول پر ایمان بھی رکھتی ہو اور پھر بھی
شیطان سے گھبراتی ہو ۔ جس رسول عربیؐ پر تم ایمان رکھتی ہو اور درود
پڑھ رہی ہو ۔ وہی تیری لاج رکھیں گے ۔ طورا ڈاکو ہمیشہ کے لئے
فنا ہو جائے گا ۔

سلمیٰ نے کہا بھلا ایسے خوف ناک ڈاکو اور اس کے ساتھیوں کو
تمہارے دو بھائی بھلا کیسے شکست دے سکتے ہیں ۔

ماریا نے کہا خدا پر بھروسہ رکھو ۔ بہن جو چیونٹی سے ہاتھی مروا
دیتا ہے ۔ اگر یقین نہیں تو خودکشی کا ارادہ اس وقت تک کے لئے
ملتوی کر دو جب تک کہ طورا ڈاکو تم تک نہیں پہنچ جاتا ۔ زہر
تمہارے پاس موجود ہے وعدہ کرو میرے بھائیوں کی شکست تک
یہ فیصلہ ملتوی کر دو گی ۔

سلمیٰ نے کہا ٹھیک ہے لیکن طورا ڈاکو مجھے زندہ حالت میں
اس گھر سے نہ لے جا سکے گا ۔

فضا میں دور گھوڑوں کے ہنہنانے اور ٹاپوں کی آوازیں رات کے
سناٹے میں سنائی دے رہی تھیں ۔

سلمیٰ نے کہا طورا ڈاکو آ رہا ہے ۔

ماریا نے کہا میں باہر ہی جا رہی ہوں اپنے وعدے پر قائم
رہنا ۔

باہر ناگ اور عنبر کے علاوہ تمام گاؤں والوں نے طورا اور ساتھیوں
کے گھوڑوں کی آوازیں سن لی تھیں ۔

چودھری نے گھبرا کر عنبر سے کہا ڈاکو آ رہے ہیں تمہارے پاس تو
کوئی ہتھیار بھی نہیں ۔

عنبر نے چودھری کو تسلی دیتے ہوئے کہا مسلمان تو ہتھیار سے زیادہ
خدا کی مدد پر بھروسہ ہوتا ہے ۔ تم گھبراؤ نہیں ۔

تمام گاؤں والوں میں ایک کھلبلی سی مچی ہوتی تھی لڑکیاں کمروں
میں بند ہو گئی تھیں ۔ نوجوان آدمیوں کے سر جھکے ہوئے تھے ڈاکوؤں
کے گھوڑوں کے قدموں تلے گاؤں کی زمین کانپ رہی تھی اور پھر
عنبر اور ناگ نے دیکھا

طورا وحشت اور بربریت کا طوفان بن کر حویلی کے دروازے
پر آ کر رکا ۔ سامنے چودھری سمیت تمام آدمی سر جھکائے کھڑے تھے
ایسی خاموشی چھائی ہوئی تھی جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو ۔

طورا نے کہا چودھری کیسے سسر ہو داماد کو اندر آنے کے لئے
بھی نہ کہو گے ۔

چودھری نے ڈرتے ڈرتے عنبر کی طرف دیکھا ساتھ ہی طورا کی
نگاہ بھی عنبر اور ناگ کی طرف اٹھ گئی ۔

تب طورا نے کہا یہ کون ہیں اس سے پہلے دونوں کو اس گاؤں
میں نہیں دیکھا ۔

عنبر نے کہا میں اس لڑکی کا بھائی ہوں طورا جسے تو لوٹ کا مال سمجھ کر لوٹنے چلا آیا ہے۔

طورا نے گھوڑے سے اترنا چاہا تو اب کی بار ناگ نے کہا

اپنے ناپاک بدن اس پاک زمین پر مت رکھنا طورا اس گاؤں میں مسلمان رہتے ہیں۔

طورا نے تمسخر اڑاتے ہوئے ڈاکوؤں کی طرف دیکھا اور کہا سنا بھئی تم لوگوں نے۔

عنبر نے کہا پہلے تم کان کھول کر سن لو پھر ان خریدے ہوئے غلاموں کو سنا دیں گے۔

طورا نے کہا لڑکے یہ قینچی کی طرح چلتی ہوئی زبان ہمیشہ کے لئے بند کر دوں گا۔ اپنی بہن کو دلہن بنا کر میرے حوالے کر دے

عنبر نے کہا فکر نہ کر تیری لاش کو دولہا بنا کر ہی تیرے ساتھیوں کے حوالے کر دوں گا۔ اگر تجھ میں ہمت اور غیرت ہے تو اپنے ساتھیوں سے کہہ دے دور کھڑے ہو کر اپنے سردار کی درگت کا تماشہ دیکھیں۔

طورا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

ساتھیو!

اس نے تمہارے سردار کو للکارا ہے۔ دور ہٹ جاؤ لوٹ کے اس مال میں تمہارا حصہ نہیں ہے جب میں ہی اس مال

کا مالک ہوں تو اس دھمکی کا جواب بھی مجھے ہی دینا ہوگا۔ ڈاکو چند قدم پیچھے ہٹ گئے۔

تب طورا اپنے گھوڑے سے نیچے اترا اور اس نے اپنی لمبی اور چوڑی وزنی تلوار نکال کر کہا۔

نوجوان اپنی پسند کا ہتھیار تم بھی لے لو

گاؤں والوں کے دل دہل گئے اور وہ بربادی کے ڈر سے کانپنے لگے۔

عنبر نے کہا طورا ہتھیار وہ اٹھاتے ہیں جن کے بازوؤں میں دم نہیں ہوتا۔ تو اپنے آپ کو سب کچھ سمجھتا ہے اور میں گاؤں والوں کو دکھانا چاہتا ہوں کہ میری نظر میں تو ایک حقیر کیڑے کے مانند ہے جس کو مارنے کے لئے ہتھیار نہیں اٹھایا جاتا جوتے کی ٹھوکر ہی کافی ہوتی ہے۔

طورا نے اپنی تمام زندگی میں کبھی ایسے الفاظ نہیں سنے تھے ایک دم اشتعال میں آ گیا اور ایک بھرپور تلوار کا وار عنبر کی گردن پر مارا۔

گاؤں والوں کے دل دہل گئے لیکن انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ عنبر کی گردن جسم سے جدا ہونے کی بجائے تلوار کے دو ٹکڑے ہو گئے تھے۔ گاؤں والوں سے زیادہ حیرت ڈاکوؤں کو اور ان سے زیادہ حیرت طورا کو ہو رہی تھی۔ جسے محسوس ہوا تھا کہ

اس کی تلوار کسی آہنی مجسمے پر پڑی ہے۔ اس نے پھرتی سے اپنے
گھوڑے کی کاٹھی سے نیزہ اٹھالیا۔
عنبر نے کہا گھبرانے کی کیا ضرورت ہے۔
طورا میں ابھی تجھ پر کوئی وار نہیں کروں گا پہلے تو اپنی
طاقت اور حربے آزما لے پھر میری باری آئے گی۔

طورا نے باتوں میں لگا دیکھ کر ایک دم سے نیزہ عنبر کے
سینے میں مارا لیکن اس کی نوک مڑ گئی۔ اب تو حیرت اور خوف
کے ملے جلے جذبات کے ساتھ طورا کی پیشانی پر پسینہ آگیا۔ اور
اس نے کہا نوجوان۔
میرے ساتھیو کے ہاتھ تیری ایک بوٹی بھی نہیں آئے گی۔
کیوں پرائی آگ میں کود رہا ہے میں جانتا ہوں تو اس گاؤں کا
رہنے والا نہیں۔
عنبر نے کہا بے وقوف تو شاید نہیں جانتا ہمارے مذہب میں ہر
مسلمان ایک دوسرے کا بھائی ہے اور اس پر لازم ہے کہ مسلمان
کے جان و مال کی حفاظت اسی طرح سے کرے جیسے اپنے مال اور
جان کی۔
اگر تو وعدہ کرے کہ پھر کبھی اس گاؤں کی طرف منہ نہ کرے گا
تو میں تیری جان بخشی کرنے کو تیار ہوں ورنہ آج یہاں سے تیری

لاش ہی جائے گی۔
طورا کے لیئے یہ باتیں بچھو اور سانپ کے ڈنگ کے برابر
تھیں بھاگ کر ایک بڑا سا کلہاڑا اٹھا لایا اور عنبر کی گردن
پر ایک زبردست ہاتھ مارا لیکن نتیجہ پھر وہی ہوا دستہ طورا
کے ہاتھ میں رہ گیا اور کلہاڑا ٹوٹ کر زمین پر گر پڑا۔
ڈاکو حیران رہ گئے اور گاؤں والوں کے حواس کچھ قائم
ہوئے۔
طورا سمجھ چکا تھا کہ یہ ضرور کوئی جن یا بھوت ہے ورنہ انسان
کی کیا مجال کہ اس کے جسم پر ہتھیار ٹوٹ جائیں۔ وہ کود کر اپنے
گھوڑے پر بیٹھ گیا اور گھوڑے کو موڑنا چاہا۔ لیکن عنبر نے کہا
اتنی جلدی بھی کیا ہے طورا تم نے مجھے حملہ کرنے کی دعوت
بھی نہیں دی کیا تیرے تمام حربے اور ہتھیار ناکام ہو گئے۔
طورا نے کہا میں تمہارے منہ نہیں لگنا چاہتا تمہاری بہن
کو چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن یاد رکھو ہمیشہ میری راہ میں دیوار بن
کر مت آنا۔
عنبر نے کہا آؤ گے تو تم اس وقت کہ میں تمہیں جانے دوں
گا۔ اب سنبھل جا اب میری باری ہے۔ یہ مقابلہ دلہن سلمیٰ بھی دروازے
کی اوٹ سے دیکھ رہی تھی۔
عنبر نے آگے بڑھ کر طورا کو گھوڑے سمیت اٹھایا اور زور

سے اوپر پھینکا پھر نا صرف نیچے گر کر گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی بلکہ طورا
کی گردن بھی ٹوٹ گئی ۔جس نے اوپر جاتے وقت گھوڑے سے
چھلانگ لگانا چاہی تھی۔

پھر کیا تھا ناگ اس دوران میں ہاتھی بن چکا تھا ۔ اور ماریا نے
طورا کی تلوار اٹھالی تھی ۔ کچھ ڈاکو تو ناگ نے ہاتھی بن کر کچل
ڈالے چند ایک کی گردنیں ماریا نے کاٹ ڈالیں ۔ گاؤں والے
دم بخود ہو کر یہ ماجرہ دیکھ رہے تھے کہ اچھے بھلے آدمی کی
گردن کٹ کر گر پڑی تھی ۔تلوار اور تلوار چلانے والا نظر
نہیں آتا تھا ۔ ڈاکو اتنے بدحواس تھے کہ ہتھیار ہوتے
ہوئے بھی نہ تو استعمال کر رہے تھے اور نہ ہی بھاگ جانے
کی کوشش کر رہے تھے ۔ اور ادھر عنبر انہیں اٹھا اٹھا کر اوپر
اچھال رہا تھا ۔ جو زمین پر آتے ہی اپنی ریڑھ کی ہڈی تڑوا
رہے تھے ۔ یہاں تک کہ ایک ڈاکو بھی جان بچا کر واپس نہ
جا سکا ۔ حویلی کے باہر طورا کے علاوہ اس کے پورے گروہ کی
لاشیں بکھری پڑی تھیں ۔ چودھری سجدے میں گرا پڑا تھا
جس کی عزت بچ گئی تھی اندر سلمٰی نے ہاتھ دعا کے لئے اٹھے
ہوئے تھے کہ ماریا نے آکر اسے گدگدی کی ۔ سلمٰی ہنس پڑی
اور کہا ۔

اب میں نہیں ڈرتی تم سے مجھے معلوم ہے تم وہی اچھی

لڑکی ہو اگر تم نہ ہوتیں تو میں زہر کھا کر خودکشی کر لیتی ۔
ماریا نے کہا میں نے کہا تھا نا کہ خدا ضرور تمہاری مدد کرے گا ۔
سلمٰی نے کہا میں نے سارا مقابلہ دیکھا ہے تمہارے بھائی
بڑے بہادر ہیں ۔ اور باہر چودھری اور گاؤں والے عنبر اور ناگ کی
بہادری کی تعریف کر رہے تھے ۔ پھر عنبر نے گاؤں والوں کو اکٹھا کر
کے کہا ۔

آپس کی رنجشیں بھول کر ایک دوسرے کے بھائی بن جاؤ اتفاق میں
بڑی برکت ہے ۔ تم مسلمان ہو اور مسلمان ایک دوسرے مسلمان کے
لئے دل میں بغض نہیں رکھتا ۔ اخوت اور محبت ہی مسلمان کا ایمان ہے ۔
پھر عنبر اور ناگ نے دونوں گروہوں میں صلح کرا دی اور کہا
اتفاق سے رہو گے تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی
اور اگر نا اتفاقی تمہارے درمیان رہی تو پھر کوئی اور طورا ڈاکو پیدا ہو
جائے گا ۔ اور تمہاری عزت کو کھلونا سمجھ کر کھیلنے لگے گا اب دن نکل
آیا تھا گاؤں والوں نے بہت کوشش کی کہ وہ لوگ یہاں چند روز مہمان
رہیں ۔ لیکن انہوں نے سب کو الوداع کہا اور اپنی منزل کی طرف
گامزن ہو گئے ۔

قافلہ لُٹ گیا

یہاں سے ایک قافلہ بمبئی کے لئے روانہ ہونے والا تھا تھینوں بھائی بہن اس میں شامل ہو گئے۔ اس میں زیادہ تر تاجر لوگ تھے جو مختلف شہروں میں تجارت کا مال فروخت کرتے اور خریدتے ہوئے بمبئی تک جا رہے تھے۔ جن لوگوں نے ملک سے باہر سفر جاری رکھنا ہوتا تھا اس شہر کی بندرگاہ سے بحری جہاز دوسرے ممالک کے لئے روانہ ہوتے رہتے تھے جو مسافروں و سامان کو لے کر مختلف ممالک کا چکر لگاتے ہوئے دوبارہ بمبئی کی بندرگاہ پر واپس لوٹ آتے۔ راستے میں تاجر اور مسافر اترتے اور شامل ہوتے رہتے تھے۔ اُس زمانے میں تجارت کا سامان لے کر سفر کرنا کوئی ہنسی مذاق نہ تھا جگہ جگہ ڈاکو اور بحری قزاقوں سے واسطہ پڑتا رہتا تھا اس لئے ہر آدمی ہتھیاروں سے لیس ہو کر اور اپنے رشتے داروں سے مل ملا کر سفر کرتا تھا کہ خُدا جانے ملاقات بھی ہو گی یا نہیں کیونکہ جہاں کہیں بھی کسی قافلے کو ڈاکو

لوٹے لڑائی جھگڑے میں جو لوگ بھی کام آ جاتے اُن کی لاشیں اُن کے لواحقین کو پہنچانے کا کوئی بھی انتظام نہ ہوتا تھا۔ یہاں تک کے کئی شدید زخمی بھی جو چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتے انہیں راستے ہی میں چھوڑ دیا جاتا تھا علاج وغیرہ کی بھی کوئی خاص سہولت نہ تھی۔ لہٰذا اسی قافلے کے ساتھ ہی یہ تینوں بھی روانہ ہو گئے۔ کیونکہ اس قافلے میں تجار لوگ زیادہ تھے اس لئے تاجر نے حفاظت کے لئے کئی کئی حبشی غلام بھی ساتھ رکھے ہوئے تھے جو بار برداری کے جانوروں سے سامان لادنے اور اتارنے کے بھی کام آتے اور لوٹ مار کے وقت محافظوں کا بھی کام دیتے یہ کافی جفاکش اور بہادر قسم کے آدمی رکھے جاتے تھے اور معقول معاوضہ بھی مالکان انہیں ادا کرتے۔ عنبر۔ ناگ اور ماریا نے محسوس کیا تھا کہ امیر کارواں جو کافی لحیم شحیم آدمی تھا اور کافی سخت مزاج بھی تھا چہرے بشرے سے کوئی اچھا آدمی معلوم نہیں ہوتا تھا اور ماریا نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ مجھے یہ آدمی رہبر کی جگہ رہزن نظر آتا ہے۔ بہر حال قافلہ ہنسی خوشی کئی روز تک سفر کرتا رہا اور کوئی بھی واقعہ قابلِ ذکر رونما نہ ہوا۔ آج کل یہ لوگ تاحدِ نگاہ پھیلے ہوئے نوں کے علاقے سے گزر رہے تھے جہاں درخت بھی باکثرت تھے اور بڑے چھوٹے ٹیلے دور تک چلے گئے تھے۔ یہ قافلہ سارا

دن سفر کرتا رہا اور رات کو ایک ٹیلوں کے درمیان چھوٹے سے
میدان میں جس کے چاروں طرف ٹیلے تھے رات بسر کرنے کے لئے
امیر کارواں کے حکم سے رُک گیا اور خیمے لگا دیئے گئے۔ مشعلیں
روشن کر دی گئیں اور چند آدمیوں کو حفاظتی خیال سے پہرے پر
کھڑا کر کے بقایا لوگ سونے کی تیاری کرنے لگے اور پھر سب
لوگ گھوڑے بیچ کر اُس وقت تک سوئے رہے جب کے ہنگامے
اور شور و غل کی آوازوں نے انہیں جھنجھوڑ کر نہیں جگا دیا۔ ڈاکوؤں
نے قافلے پر حملہ کر دیا تھا لیکن سب سے عجیب بات یہ تھی کہ
کسی ایک کے پاس بھی ہتھیار موجود نہ تھا جو شاید سوتے میں لوگوں
کو غافل پاکر چرا لئے گئے تھے اور نہتے لوگ ڈاکوؤں کا کہاں تک
مقابلہ کر سکتے تھے اور پھر سب سے حیرت کی بات یہ تھی کہ
امیر کارواں خود ڈاکوؤں سے ملا ہوا تھا اسی لئے وہ قافلے کو
عام راہ سے ہٹا کر ان ٹیلوں میں لے آیا تھا جہاں ڈاکوؤں کی
آماجگاہ تھی۔ امیر کارواں خود تمام مال کی نشاندہی کر رہا تھا۔ چند
غلاموں نے حق نمک ادا کرتے ہوئے وفاداری کے نام پر اپنی
جانیں ضرور قربان کر دیں تھیں لیکن نہتے آدمی ہتھیار بند ڈاکوؤں
سے کب تک مقابلہ کر سکتے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے ڈاکوؤں
نے ان امیر تاجروں کو فقیر کی جھولی کی طرح خالی کر دیا اور دن
کا اجالا ہونے سے پہلے ہی مال و اسباب کے ہمراہ اپنے ٹھکانے

لوٹ گئے۔

جب سب قافلے والے سونے کی تیاریاں کر رہے تھے تو
عنبر ناگ ماریا یوں گھومنے پھرنے کے لئے ٹیلوں کی طرف نکل
گئے اور پھرتے پھرتے وہ بہت دور نکل گئے۔ کیونکہ انہیں تو
سونے کی اتنی ضرورت ہی نہ تھی۔ وہ رات بھر گھومتے پھرتے
جب قافلے میں واپس آئے تو انہیں پتہ چلا کہ قافلہ لٹ چکا
ہے اور امیر کارواں بھی ڈاکوؤں کا ساتھی تھا۔ عنبر ناگ ماریا کو
قافلے کے اس طرح لٹ جانے کا بہت دُکھ ہوا۔

پھر دن کے اجالے میں عنبر ناگ نے سب قافلے والوں کو
اکٹھا کیا اور کہا کہ بھائیوں اس ناخوشگوار واقعے پر بہت افسوس
ہے لیکن آپ لوگ فکر نہ کریں دُو تین دن کے لئے سفر ملتوی
کر دیں میں آپ لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کا سارا سامان
جب تک واپس نہ دلا دوں گا چین سے نہ بیٹھوں گا۔ کئی ایک
نے مخالفت کرتے ہوئے کہا لڑائی کے بعد جو طمانچہ یاد آئے اُسے
مونہہ پر مار لینا چاہئے۔ جس وقت قافلہ لٹ رہا تھا اس وقت
آپ کہاں تھے۔ عنبر نے کہا میں اس وقت یہاں موجود نہ تھا۔
میں کوئی زبردستی نہیں کر رہا جو لوگ جانا چاہیں میں اُن کا
راستہ نہیں روکوں گا لیکن جو لوگ اپنی ساری زندگی کا اثاثہ لٹا بیٹھے
ہیں وہ مجھ پر بھروسہ کریں اور ٹھہر جائیں میں انشاءاللہ لوگوں

کو اُن کے سامان کے ساتھ ہی یہاں سے روانہ کروں گا۔ سب
اس رائے پر متفق ہو گئے کہ ہمیں دو تین دن ٹھہر ہی جانا
چاہیئے۔ پھر خالی ہاتھ جا کر بھی کیا کریں گے۔ تب عنبر نے کہا ہم
یہ جگہ اسی وقت چھوڑ دینی چاہیئے اور اصل راستے پر کسی جگہ قیام
کرنا چاہیئے کیونکہ میرا خیال ہے ان پھیلے ہوئے ٹیوں میں ہی
کہیں ڈاکوؤں کا ٹھکانہ ہے۔ پھر تمام لٹا ہوا قافلہ ان ٹیوں کو چھوڑ
کر اصل شاہراہ کے پاس آ کر خیمہ زن ہو گیا۔ عنبر نے ناگ اور
ماریا سے کہا دن کے وقت ڈاکو ضرور اپنی قیام گاہ پر آرام کرتے
ہوں گے اور اِن لوگوں کا پتہ لگانے کے لئے رات سے زیادہ
دن کا وقت ٹھیک ہے لہذا ہم لوگوں کو ابھی روانہ ہونا چاہیئے
ٹیلوں میں جا کر ہم تینوں مختلف سمتوں میں تلاش کرنے کی کوشش
کریں گے ہم میں سے جس کسی کو بھی اُن کی پناہ گاہ کا پتہ چل
جائے وہ سوکھے پتے جو یہاں بکثرت ہیں ان میں آگ لگا کر
دھوئیں سے اپنی موجودہ جگہ کی نشاندہی کرے تاکہ بقایا دونوں
دھواں دیکھ کر وہاں پہنچ جائیں۔ ناگ اور ماریا نے کہا یہ ٹھیک
ہے عنبر بھائی اور پھر تینوں قافلے والوں سے جدا ہو کر ٹیلوں
میں آ گئے اور مختلف سمتوں کو روانہ ہو گئے۔ اب ڈاکوؤں کی
سنیئے۔ ڈاکوؤں کا اصول ہوتا ہے کہ وہ دن کے اُجالے میں
اپنی پناہ گاہوں میں گھوڑے بیچ کر سو جاتے ہیں اور ساری رات

جاگ کر شکار کی تلاش کرتے ہیں۔ لیکن ان ڈاکوؤں کا طریقۂ کار
ہی جدا تھا۔ ان کے ساتھی پہلے ہی سے قافلے میں موجود ہوتے
تھے اور اُن کو مطلع کر دیتے تھے کہ اتنے افراد کی نفری
قافلے میں اور اتنا سامان موجود ہے پھر امیر کارواں کی شکل میں
ان کا ساتھی شاہراہ سے ہٹا کر قافلے کو ان ٹیلوں میں لے آتا
ہے۔ جب سب سو رہے ہوتے ہیں یہ حملہ کر کے ان کو لوٹ لیتے۔
عنبر نے چلتے چلتے ایک مقام پر خون کے دھبے دیکھے جو
ان ٹیلوں کے درمیان کچے راستے پر دُور تک چلے گئے تھے
اس کا اندازہ تھا کہ ضرور کوئی ڈاکو زخمی ہوا ہے جس کے خون
کے دھبے یہاں پڑے ہیں اور وہ لوگ اسی راستے سے گذر
کر واپس گئے ہیں وہ ان نشانوں پر آگے بڑھتا رہا لیکن غور
کرنے پر اب یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ خون کسی انسان کا نہیں
کیونکہ نشان گھوڑے کے پاؤں کے تھے جس سے ظاہر ہو رہا
تھا کہ ان ڈاکوؤں کے کسی گھوڑے کا پاؤں بھاگ دوڑ میں زخمی
ہوا ہے۔ عنبر کے لئے یہی نشانی منزل تک راہبری کے لئے کافی
تھے اور وہ آگے ہی آگے ٹیلوں کے پُر پیچ راستوں میں خون
کے نشانوں پر بڑھتا گیا جو ایک بلند اور بڑے ٹیلے کے
پاس جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ عنبر نے جھاڑیوں کو ہٹا کر آگے
بڑھنا شروع کیا یہاں کافی گھنی جھاڑیاں تھیں پھر تھوڑی ہی دُور

جانے پر اُسے دُو آدمیوں میں گفتگو کرنے کی آواز سنائی دی
عنبر چھپ کر اور آگے بڑھ گیا اور جھاڑیوں کی اوٹ سے
گفتگو سُننے لگا۔ یہ دونوں پہرے پر موجود ڈاکو تھے اور عنبر
اس بڑے ٹیلے میں ایک راستہ دیکھ لیا تھا جہاں پھر خون
کے نشان اندر جا رہے تھے جس سے صاف ظاہر تھا کہ اس
کے بعد ہی ڈاکوؤں کی پناہ گاہ ہے اسی لئے پہرے دار ڈاکو
یہاں موجود ہیں وہ دونوں بھی رات کی واردات پر ہی گفتگو
کر رہے تھے اور ہنسی مذاق میں کہہ رہے تھے رات کو کافی
دولت وصول ہوئی ہے جو ہمارے سردار ہیبت کے اندازے
سے بھی زیادہ ہے۔ ایک نے اُن میں سے جس کا نام سندر تھا
کہا بھائی رانا میرا خیال ہے، ہمارے اس ٹیلے میں بلاشبہ قارون
سے زیادہ دولت جمع ہو گئی ہے۔ رانا نے کہا یار سندر سردار
نے یہ تمام دولت زمین میں گھاڑ رکھی ہے۔
سُنا ہے زمین میں دفن دولت کچھ عرصے بعد چل پڑتی ہے
کہیں ایسا ہی نہ ہو ہم عمر بھر دولت جمع کرتے رہیں اور وہ
زمین کے اندر اندر کہیں نا معلوم جگہ پہنچ جائے۔ سندر نے کہا
نہیں یار یہ سب بکواس ہے۔ عنبر آرام ہی سے اُن کے سروں
پر پہنچ گیا اور پھر ایک دَم سے دبوچ لیا۔ بے چاروں کے مُنہ
سے آواز بھی نہ نکل سکی اور دونوں کی گردنیں عنبر نے توڑ کر

رکھ دیں۔ پھر اطمینان کر لینے کے بعد کوئی اور پہرے دار موجود
تو نہیں۔ عنبر نے قریب ہی ٹیلے پر پتے اکٹھے کرکے دھویں کا
اشارہ دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی مختلف سمتوں سے ناگ پرندہ
بن کر اڑتا ہوا اور ماریا اپنے مخصوص انداز میں وہاں پہنچ گئے۔
ناگ فوراً انسان بن گیا اور اُن دونوں نے ماریا کی خوشبو محسوس
کرتے ہوئے رائے دی کہ ماریا تم اس راستے سے اندر جاکر
جائزہ لو کہ کتنے ڈاکو ہیں۔ کس جگہ سامان پڑا ہے۔ کس جگہ
گھوڑے موجود ہیں اور یہ پتہ کر کے جلدی لوٹ آؤ۔
ماریا فوراً چلی گئی۔ عنبر نے ناگ سے کہا تم یہاں ٹیلوں میں
موجود سانپوں کو حکم دو کہ ایک جگہ یہاں آ کر اکٹھے ہو جائیں۔
ناگ نے کہا آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے بتائیں تاکہ اس پر عمل
کیا جائے۔ تب عنبر نے کہا میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی
ہے۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکوؤں کی تعداد ساٹھ ستر سے کم نہیں۔
عنبر نے کہا ہم سانپوں کو گھوڑوں میں داخل کر دیں گے اور
گھوڑے کھول دیں گے۔ یقیناً گھوڑے سانپوں سے ڈر کر بدحواس
ہو جائیں گے۔ جس سے ڈاکوؤں میں کھلبلی مچ جائے گی۔ تم سانپوں
کو حکم دو کسی گھوڑے کو نہ کاٹیں بلکہ گھوڑوں کو ڈرانے کے
بعد ڈاکوؤں میں پھیل جائیں اور ان کو ڈسنا شروع کر دیں۔ دوسری
طرف ہم یہاں سے ہتھیار چرا کر تمام قافلے والوں میں بانٹ کر

ان کو بھی یہاں لے آتے ہیں۔ اِدھر سے سانپ حملہ کریں۔ دوسری
طرف سے گھوڑے بدحواس ہو کر کھلبلی مچائیں۔ تیسرے طرف سے
ہم تین گروہوں میں تقسیم کر کے قافلے والے ساتھیوں سے حملہ کر
دیں اور اِن ڈاکوؤں کو گاجر اور مولی کی طرح سے کاٹ پھینکیں۔
ناگ نے کہا عنبر بھائی جواب نہیں ہے تمہارا میں چلا سانپوں
کو سگنل دینے آپ ماریا کا انتظار کر کے تمام تفصیل معلوم کر لیں
ناگ کے جانے کے بعد ہی ماریا آ گئی اور اس نے اندر کے
تمام حالات کا نقشہ کھینچ کر بتا دیا کہ تمام ڈاکو جو تعداد میں ستر
ہیں۔ سوئے پڑے ہیں۔ اُن کے پاس ہی لٹا ہوا سامان ڈھیر کی
شکل میں پڑا ہے۔ دائیں طرف ستر اسّی گھوڑے بندھے ہوئے
ہیں اور بائیں طرف ڈاکوؤں کے ہتھیار موجود ہیں۔ اتنے میں
ناگ نے آ کر عنبر کو اطلاع دی کہ ان ٹیلوں میں جو سانپ موجود
ہیں میں نے انہیں یہاں اکٹھا ہونے کا حکم صادر کر دیا ہے۔
اب کوئی اور خدمت ہو تو بتائیں۔ عنبر نے کہا ہم تینوں کو اندر
جا کر تمام ہتھیار یہاں لا کر جمع کرنے چاہئیں بلکہ تم اور ماریا
دونوں ہی یہ کام سرانجام دو کیونکہ ماریا ویسے نظر نہیں آتی
اور تم خطرے کے وقت اپنے آپ کو تبدیل کر سکتے ہو۔ ہتھیار لا کر
یہاں جھاڑیوں میں جمع کر دو میں قافلے سے نوجوان آدمی اکٹھے کر کے
لے آتا ہوں۔ تم نے سانپوں کو بھی اکٹھا ہونے کے لئے کہا ہے

نا۔ ناگ نے کہا آپ فکر نہ کریں آپ کے آنے تک وہ یہاں
موجود حکم کے منتظر ہوں گے۔ عنبر نے کہا تو میں چلا قافلے والوں
میں تم اندر جا کر ہتھیار لے آؤ۔ عنبر نے قافلے میں آ کر سب کو
اکٹھا کیا اور بتایا کہ اس نے تمام انتظامات کر لئے ہیں سب
لوگ دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لئے میرے ساتھ چلو اور
وہیں سے اپنا سامان بھی وصول کرو۔ قافلے والوں کے مردہ جسم
میں روح واپس آ گئی اور وہ انتقام لینے کے لئے عنبر کے پیچھے
روانہ ہو گئے۔ دوسری طرف بغیر کسی مزاحمت کے ماریا اور ناگ
نے ڈاکوؤں کے ہتھیار لا کر باہر اکٹھے کر دیئے۔ سانپ بھی اتنی
دیر میں اپنے آقا کے حکم پر وہاں پہنچ گئے تھے اور دوسرے حکم
کے منتظر تھے۔ جب کہ ڈاکو خوابِ خرگوش میں پڑے سو رہے
تھے۔ اتنے میں عنبر مع قافلے والوں کے آن پہنچا۔ تمام ہتھیار اُن
میں بانٹ دیئے گئے اور عنبر نے ان کو راستے میں سب کچھ سمجھا
دیا تھا کہ وہ سانپوں سے نہ ڈریں اور انہیں کچھ نہ کہیں کہ سانپ
صرف ڈاکوؤں کو جو سیاہ کپڑوں میں ہیں ڈسیں گے۔
سب لوگ عنبر کی حکمتِ عملی اور اس مخصوص طاقت پر حیران
تھے کہ آدمیوں کے ساتھ ساتھ سانپ بھی اس کے تابع ہیں۔
تب عنبر نے ناگ سے کہا تم دونوں اندر جا کر ڈاکوؤں کے گھوڑے
کھول دو اور سانپوں کو کہو اندر کی طرف رینگنا شروع کر دیں۔

قافلے کے لوگ حیران تھے کہ یہاں تو صرف ایک ہی آدمی
ہے پھر عنبر دوسرے کو کیسے کہہ رہا ہے۔ لیکن عنبر نے انہیں
سوچنے کا موقع ہی نہ دیا اور اُن آدمیوں کو تین ٹولیوں میں بانٹ
کر حملے کا وقت اور تمام چیزیں سمجھا دیں کہ خبردار کوئی ڈاکو زندہ
بچ کر نہ جائے۔ کیونکہ عنبر اس علاقے کو ڈاکوؤں سے خالی کر دینا
چاہتا تھا جو قافلوں کے لئے مصیبت بنے ہوئے تھے۔ اندر ماریا
اور ناگ نے گھوڑوں کو کھول دیا تھا اور تمام سانپ اندر گھوڑوں
کے پاس پہنچ گئے تھے پھر کیا تھا سانپوں نے گھوڑوں میں گھس کر
اپنے پھن اٹھا کر پھنکارنا شروع کر دیا اور گھوڑے بدک کر ہنہناتے
ہوئے بھاگے لیکن باہر نکلنے کا راستہ قافلے والوں نے بند کر رکھا
تھا اور وہ ہتھیار لئے یہاں موجود تھے لہذا گھوڑے ڈر کر ڈاکوؤں
میں جا گھسے۔ افراتفری میں ڈاکو اُٹھ بیٹھے۔ پھر گھوڑوں اور سانپوں
نے اُن پر قیامت برپا کر دی۔ باہر کا راستہ قافلے والوں نے
بند کر رکھا تھا اندر سانپ گھوڑوں کو ڈرا رہے تھے اور موقع
ملتے ہی ڈاکوؤں کو ڈس رہے تھے۔ اُس کے ساتھ ہی عنبر کے
حکم پر قافلے والوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ ڈاکو ایک طرف تو
گھوڑوں کے پاؤں سے کچلے جا رہے تھے۔ دوسری طرف سانپ
انہیں ڈس رہے تھے جو بھاگ کر باہر نکلنا چاہتے۔ انہیں قافلے
والے حملہ کر کے کاٹ ڈالتے۔ ایک قیامت کا سماں تھا۔ ڈاکو اپنے

ہتھیار تلاش کر رہے تھے لیکن وہ تو پہلے ہی غائب کر دیے
گئے تھے اور اسی طرح یہ ظالم انسان جو سینکڑوں افراد کے
قاتل تھے ایک ایک کر کے بڑی بے بسی سے ہلاک ہو گئے۔ پھر
عنبر نے سب قافلے والوں سے کہا اپنا اپنا سامان پہچان کر اٹھا
لیں مگر خبردار کسی دوسرے کے سامان پر نظر نہ رکھیں ورنہ لالچ
کا انجام اُن کے سامنے موجود ہے۔ سب نے ایمانداری سے اپنا
اپنا سامان اٹھایا اور کسی کو کسی سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی
مالِ غنیمت کے طور پر ڈاکوؤں کے گھوڑے بھی قافلے والوں میں
تقسیم کر دیئے گئے اور تمام لوگ عنبر اور ناگ کو دعائیں دیتے
ہوئے ہنسی خوشی قافلے میں واپس آئے اور ایک دفعہ پھر یہ
قافلہ منزل کی طرف رواں دواں ہوا لیکن اب لوگوں نے زبردستی
عنبر کو میر کارواں بنا دیا تھا اور وہ انسانیت کی خدمت کرتے
ہوئے تاجروں کو حفاظت سے مختلف شہروں کو پہنچاتا اور
دوسرے نئے لوگوں کو قافلے میں شامل کرتا ہوا ماریا اور ناگ
کے ہمراہ بمبئی کی بندرگاہ تک پہنچ گیا یہ اس قافلے کی
آخری منزل تھی اور یہاں یہ قافلہ آ کر تمام ہوا۔ عنبر نے
معلوم کیا تو پتہ چلا دو دن بعد یہاں سے ایک بحری
جہاز روانہ ہونے والا ہے۔ یہ شہر بمبئی آج کل کا بمبئی نہ
تھا جو نہایت صاف ستھرا اور بلند بالا عمارتوں سے آراستہ

ہے بلکہ اس زمانے میں یہ ایک معمولی سا شہر تھا صرف
بندرگاہ کی وجہ سے اس شہر کو اہمیت حاصل تھی یہاں
سے بحری جہاز دوسرے ملکوں کو جاتے تھے۔ جہاں ہندوؤں
کے ساتھ ساتھ مسلمان بھی آباد ہو گئے تھے اور اسے اپنا
وطن بنا لیا تھا ویسے تو بمبئی پونا وغیرہ میں مرہٹوں کی حکومت
تھی۔ لیکن بحر ہند میں سمندری قزاقوں نے اڈا جما رکھا تھا۔
گو کہ انہیں شہر میں لوٹ مار کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی
لیکن سمندر میں ان کی پوری طرح حکومت تھی اور وہ کسی
حکومت کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے۔ اس لئے یہاں سے
روانہ ہونے والے تجارتی جہازوں پہ بھی ہتھیار وغیرہ شامل
کر لئے گئے تھے جن میں ہلکی قسم کی منجنیقیں بھی شامل تھیں
اور جہاز کے عملے میں ایسے افراد بھی شامل تھے جو ضرورت
کے وقت ڈاکوؤں کا مقابلہ بھی کر سکیں۔ یہاں سے بحری جہاز
ایران۔ مصر سے ہوتا ہوا ترکی اور ہسپانیہ تک جاتا تھا۔ مسلمانوں
نے طارق بن زیاد کی قیادت میں یہ ملک فتح کر کے اپنی
سلطنت میں شامل کر لیا تھا۔

جہاز کے روانہ ہونے میں ابھی دو روز باقی تھے۔ لہذا
عنبر، ناگ اور ماریا نے ایک سرائے میں قیام کرنا ہی مناسب
سمجھا۔ اس سرائے میں مختلف ہندو، مسلمان، عیسائی سب ہی

قوموں کے مسافر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ناگ اور عنبر ماریا نے دن
بھر اس شہر کی سیر کی یہ شہر اُن کا دیکھا ہوا تھا ہر جگہ سے
واقف تھے جب دن بھر سیر و تفریح میں گزر گیا تو رات کو
یہ لوگ سرائے میں لوٹ آئے اور بیٹھ کر اپنے آئندہ سفر کے
متعلق مشورے کرنے لگے کہ انہیں اب کس ملک کو جانا ہے آخر
اتفاق رائے سے یہ فیصلہ ہوا کہ ہمیں ہسپانیہ چلنا چاہیئے نیند تو
ان لوگوں کو آتی ہی نہ تھی اور نہ ہی کبھی ان کو بھوک
نے تنگ کیا تھا محض وقت گزارنے کو وہ چارپائیوں پر لیٹے
ہوئے تھے اچانک انہیں اپنے ساتھ والے کمرے سے مار پیٹ
کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں اس کمرے میں ایک یہودی اور
اس کا بوڑھا غلام ٹھہرے ہوئے تھے۔ عنبر نے جلدی سے
جھانک کر دیکھا یہودی بوڑھے کو کوڑے مار رہا تھا اور
کہتا تھا ارے پھر تم نے کبھی اس کتاب کو ہاتھ لگایا تو
میں تیرے جسم کی بوٹی بوٹی علیحدہ کر دوں گا۔ بوڑھا زمین
پر گرا ہوا تھا اور اس کے ننگے جسم پر کوڑوں کے نشان
موجود تھے جس سے اب خون رسنا شروع ہو گیا تھا۔ بوڑھے
نے کہا تم میرے آقا ضرور ہو اور مجھ پر تمہاری اطاعت
واجب ہے میں جسمانی طور پر تمہارا ہر کام کرنے کیلئے تیار ہوں
ہر وقت تمہاری خدمت مجھ پہ واجب ہے لیکن اس چیز کا

تعلق میری روح سے ہے اور میری روح تمہاری غلام نہیں
یہ تو خُدا کا نُور ہے جو کبھی غلام نہیں ہو سکتا۔ یہودی نے
کہا اس سے قبل تُو یہودی تھا مجھے بتا اس مذہب میں تجھے
کون سی بُرائی نظر آتی ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے جانتا نہیں
میں پکا مذہبی یہودی ہوں اور حضرت موسیٰ سے بڑھ کر کسی
کی شان نہیں سمجھتا توریت سے بڑی فضیلت والی کوئی بھی کتاب
میری نظر میں نہیں۔ میں صرف اُن دس احکامات کو درست سمجھتا
ہوں جن کا خدا نے حضرت موسیٰ کو حکم دیا تھا۔

بوڑھے نے کہا حضرتِ موسیٰ بڑے پیارے نبی تھے کلیم اللہ
تھے اس بات پر کوئی شک نہیں اور نہ ہی توریت کی
فضیلت پر کوئی شبہ ہے بلا شک وشبہ یہ الہامی کتاب ہے
لیکن وقت کے ساتھ ساتھ خداوندِ قدوس نے اپنے احکامات
میں اپنے بندوں کی بُرائیاں دیکھتے ہوئے ان میں اضافہ کیا اور
مزید احکامات صادر فرمائے حضرت موسیٰ کے بعد ان کا آئین حضرت
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آنے پر منسوخ ہو گیا اور
وہ قیامت تک کے لئے قرآن کی صورت میں وہ کتاب لے کر
آئے جس میں توریت، زبور اور انجیل الہامی کتابیں شامل ہیں اور
جس کا آئین قیامت تک کے لئے نافذ کر دیا گیا ہے۔ یہودی نے
پھر کوڑا لہراتے ہوئے کہا بدبخت تو یہودی کا غلام ہے تیری اپنی

کوئی منفرد حیثیت نہیں ہے جو مذہب تیرے آقا کا ہے وہی تیرا
ہونا چاہیئے۔ بڑھاپے نے تیرا دماغ خراب کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ
کے بعد حضرت عیسیٰ بھی ایک نیا آئین انجیل کی صورت لائے تھے
جسے ہم نے قبول نہیں کیا پھر محمدؐ آئے اور اُن پر بھی اُس کے
کہنے کے مطابق ایک کتاب نازل ہوئی لیکن ہم دس احکامات
کے علاوہ اور کسی چیز کو اپنے ایمان میں داخل نہیں ہونے دیں
گے اور اگر پھر تو نے کبھی قرآن کی تلاوت کی اور حضرت موسیٰ
پر حضرت محمدؐ کو فضیلت دی تو میں تیرا قیمہ بنا کر چیل اور کوؤں
کو کھلا دوں گا۔

بوڑھے نے کہا مالک کیا تم میرے ساتھ حضرتِ بلال پر کئے
گئے مظالم سے بھی زیادہ ظلم کر سکتے ہو۔ جبر اور ظلم تو اُس مردِ
مجاہد کو بھی اپنے ایمان سے رتی برابر بھی نہیں ہلا سکا تھا۔ بہتر
ہے میں بوڑھا ہو گیا ہوں اب تمہاری خدمت نہیں کر سکتا مجھے
کسی مسلمان کے ہاتھ بیچ دو۔ یہودی نے جسم پر کوڑے برساتے
ہوئے کہا یہ ممکن نہیں ہے میں برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ کوئی
یہودی میرے سامنے مسلمان ہو جائے میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے تو
کر سکتا ہوں تجھے بیچ نہیں سکتا۔ غلام نے کہا تو پھر میرا بھی آخری
فیصلہ سُن لو۔ میں مسلمان ہوں۔ مسلمان رہوں گا اور الحمدللہ مسلمان
ہی فوت ہوں گا تم اپنے بازوں میں ظلم کرنے کی قوت اکٹھی کر لو

میں نے صبر کا سبق حضرت بلال سے سیکھ لیا ہے۔ یہودی نے بوڑھے
کے جسم پر کوڑے برسانے شروع کر دیئے۔ عنبر کی آنکھوں میں
خون اُتر آیا۔ ناگ اور عنبر جب اُس کے کمرے میں داخل ہوئے
تو کافی مسافر یہاں جمع ہو چکے تھے اور یہودی کو اس بوڑھے
پر ظلم کرنے سے روک رہے تھے لیکن یہودی نے سب سے
کہہ دیا تھا یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔ سلیمان میرا غلام ہے میں اس
کے ساتھ جو بھی سلوک کروں تم میں سے کسی کو حق نہیں پہنچتا
کہ مجھے روک سکو۔

عنبر نے کہا۔ اے یہودی یہ ٹھیک ہے کہ سلیمان تیرا غلام ہے
لیکن اس کے باوجود انسان ہے اور انسان کو دوسرے انسان کے
بارے میں وہی سوچنا چاہیئے جو وہ اپنے بارے میں سوچتا ہے۔
فرض کرو تم اس کے غلام ہوتے اور سلیمان تمہارا آقا تو تم اپنے
لئے ایسا ہی ظلم کرنے کا سوچتے۔ اگر یہ تمہاری بات نہیں مانتا
تو اسے فروخت کر دو مذہب کا معاملہ ہر انسان کا انفرادی
معاملہ ہوتا ہے اسے جبر سے تسلیم نہیں کروایا جا سکتا بہتر تھا تم
اپنے اخلاق سے اسے اتنا متاثر کرتے کہ اس کے دل سے اسلام
کا خیال بھول جاتا۔ یہودی نے کہا مجھے نصیحت مت کرو تم
مسلمان ہو اور اپنا فلسفہ اپنے تک رکھو ہمارے مذہب میں جبر
جائز ہے۔ عنبر نے کہا تم بکتے ہو۔ حضرت موسیٰ اللہ تعالیٰ کے

نبی اور پیارے نبی تھے لاؤ دکھاؤ آئین جس میں انہوں نے
جبر سے کسی پر مذہب ٹھونسنے کے لئے کہا ہو۔ یہودی نے کہا
تم کون ہو میرے حاکم تو نہیں اور نہ ہی تمہارا غلام ہوں۔
جاؤ دوسرے کے معاملے میں اپنی ٹانگ مت اڑاؤ۔ پھر کوڑا لے
کر سلیمان کو مارنا شروع کر دیا۔ ناگ کے ضبط کا بند ٹوٹ گیا
اور اس نے چیخ کر کہا یہودی اپنا ہاتھ روک لے یہ مسلمان
ہے اور خدا واحد کی قسم مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔
ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے دکھ اور تکلیف میں کام نہ آئے
تو وہ مومن نہیں ہے۔ بتا اس غلام کی کیا قیمت ہے جس نے
ایک دفعہ کلمہ پڑھ لیا اس کا قلب روشن ہو گیا اندھے تجھے
تو کچھ بھی نظر نہیں آتا لیکن اُسے تو سرکارِ مدینہ سامنے کھڑے
نظر آتے ہیں۔ اسے تو بلال حبشی دکھائی دیتے ہیں جو قریب
ہی کھڑے صبر کی تلقین کر رہے ہیں۔ اسے بیچ دے یہ تیرے
بس کا نہیں رہا۔ یہ بلال حبشی کے نقشِ قدم پر چل نکلا ہے
جس کے سامنے ظلم و ستم نے ہار مان لی تھی۔ یہودی نے کہا تو
بڑا مسلمان بنا پھرتا ہے۔ تو میں اس غلام کے بدلے میں تول کر
سونا لینا چاہتا ہوں۔ بتا سودا کرتا ہے۔ عنبر اور ناگ نے سر جھکا
دیا۔ یہودی زور سے ہنسا اور طنز کی اب کہاں گیا بھائی چارہ
تم مسلمان کنگال لوگ بھلا کیا قیمت دے سکتے ہو۔ ناگ نے کہا

اس پر ظلم کرنا بند کر دے کل صبح تجھے مونہہ مانگی قیمت مل
جائے گی۔ یہودی نے طنز کی اس شہر کے تمام مسلمانوں کی دولت
بھی اکٹھے کر لو گے تو یہ رقم پوری نہیں ہو گی ضد نہ کرو۔
ناگ نے کہا۔ مسلمان کا وعدہ ایفا ہونے کے لئے ہوتا ہے میں
نے جو کہہ دیا کر کے دکھاؤں گا کل تک انتظار کر لو۔ یہودی
نے کہا ٹھیک ہے کل تک کے لئے اس کی سزا میں نے
روک دی ہے۔ اپنی زبان کا تم خیال رکھنا عنبر اور ناگ
دونوں اپنے کمرے میں آئے تو عنبر نے کہا تم نے اس فضول
مطالبے کو کیوں مان لیا ہم تو ویسے بھی اس کی گردن توڑ سکتے
تھے۔ ناگ نے کہا کہہ دیا سو کہہ دیا فکر نہ کرو عنبر بھائی آج
تک ہم نے زمین میں دفن خزانوں میں سے ایک درہم بھی نہیں
لیا لیکن آج ایک مسلمان بھائی کے لئے زمین کی اس امانت میں
خیانت کرنی ہو گی۔ میں ابھی باہر جاکر یہاں کے سانپوں سے
زمین دوز خزانے کا پتہ معلوم کروں گا اور اس میں سے اس
یہودی کا مطالبہ پورا کردوں گا۔ عنبر نے کہا میں تمہیں اس کارخیر
سے نہیں روک سکتا۔ پھر ناگ جلدی آنے کا وعدہ کر کے وہاں
سے چلا گیا۔

ماریا نے کہا عنبر بھائی ناگ اُسے قیمت بھی دے دے مگر
میں اس پاجی کے جسم پر اتنے ہی زخم لگاؤں گی جتنے اس

اس نے اُس بوڑھے کے لگائے ہیں۔ عنبر نے کہا اگر ناگ بیچ
میں نہ آ جاتا تو میں اس یہودی مردود کی گردن توڑ دیتا۔
وہاں ایک ایسا آدمی بھی موجود تھا جو اس ساری کارروائی کے
دوران صرف سُنتا اور دیکھتا رہا تھا اور وہ تھا ایک بوڑھا سپیرا
جو پہلے ہی ناگ کو دیکھ کر چونکا تھا پھر جب ناگ نے غلام
کے عوض سونا تول کر دینے کا وعدہ یہودی سے کر لیا تو اُسے
یقین ہو گیا کہ یہ وہی صدیوں پُرانا سانپ ہے جو زمین کے
اندر دفن خزانوں کا راز جانتا ہے۔ یہ بوڑھا ایسے ہی سانپ کی
تلاش میں یورپ کے کسی شہر سے آیا تھا اس لئے ہندوستانی
سپیرے کے روایتی لباس سے مختلف تھا۔ پھر جب ناگ نے
عنبر سے زمین میں دفن خزانوں کا ذکر کیا تو وہ سُن رہا تھا اور
جب ناگ یہاں سے روانہ ہوا تو وہی بوڑھا انگریز اسکا پیچھا
کر رہا تھا اس نے کسی ہندوستانی جادوگر سے ایک منتر سیکھ
رکھا تھا جو ایسے ناگ پر اُس وقت پڑھ کر پھونکا جاتا تھا
جب وہ اپنی اصل شکل یعنی سانپ میں ہو۔ وہ ایسا جادو تھا
کہ پھر ایسا سانپ دوبارہ شکل تبدیل نہیں کر سکتا تھا۔ اور
اس جادو کے زور پر وہ عامل کا غلام ہو جاتا تھا۔

بوڑھے نے جوانی میں دولت کے خواب دیکھے تھے اور دولت
حاصل کرنے کی کوشش میں اُس کی جوانی بڑھاپے میں تبدیل ہوگئی۔

دَر دَر شہر شہر کی خاک چھانتا رہا اور پھر ایک جنگل میں مرتے ہوئے ایک جوگی کی خدمت کرنے کے صلے میں جسے ایک ناگ نے کاٹ لیا تھا۔ جوگی نے مرتے ہوئے اُسے بتایا تھا کہ ہندوستان میں ایسا سانپ پایا جاتا ہے جو ہزاروں سال کی عمر کو پہنچ کر اپنے اندر ایسی طاقت پیدا کر لیتا ہے جس سے وہ اپنے آپ کو جس چیز میں چاہے تبدیل کر سکتا ہے۔ میں نے بھی ساری زندگی اُسے حاصل کرنے میں گزار دی ہے بدقسمتی سے وہ مجھے اس جنگل میں ملا بھی لیکن میرے جادو پڑھنے سے پہلے ہی وہ جان گیا اور مجھے ڈس لیا۔ ایسا سانپ ہی زمین کے اندر خزانوں کا پتہ جانتا ہے۔

جوگی آپ تو مر گیا لیکن اس لالچی انگریز کو اس راہ پر لگا گیا اور منتر بھی سیکھا گیا۔ اُس کے بعد سے آج تک یہ انگریز ایسے سانپ کی تلاش میں مارا مارا پھرتا یہاں پہنچ گیا تھا لیکن خوش قسمتی سے جوگی کی بتائی ہوئی نشانیوں سے یہ ناگ کو پہچان گیا تھا پھر خود ہی ناگ نے اس قسم کی باتیں کر ڈالیں۔ جس نے اس بات کی تصدیق کر دی اور وہ جس کی ساری زندگی محنت سے کمانے کی بجائے مفت کی دولت کے لالچ میں گزر گئی تھی ناگ کے پیچھے روانہ ہو گیا۔

خزانے کی چوری

ناگ زمین پر سانپ کی لکیریں دیکھتا ہوا اس مقام پر پہنچ گیا جہاں کسی پرانے قلعے کا کھنڈر موجود تھا۔ ناگ نے وہاں جاکر سانپوں سے رابطہ قائم کیا تو اُسے جلدی پتہ چل گیا کہ خزانہ کہاں دفن ہے فوراً خزانے کا سانپ ناگ کے حکم پر باہر آیا سر جھکا کر تعظیم دی اور بتایا کہ زمانہ قدیم کے ایک راجا شنکر راؤ کا خزانہ اس قلعے کے کھنڈر میں موجود ہے جس کا میں محافظ ہوں۔ خزانہ زیادہ تر سونے کی بڑی بڑی اینٹوں پر مشتمل ہے۔ ناگ نے خوش ہو کر کہا مجھے بھی سونا ہی چاہیئے تھا۔ تب خزانے کے سانپ نے کہا دیوتا اپنے روپ میں آ کر میرے ساتھ آ جائیے میں خزانے تک راہنمائی کروں گا۔ پھر ناگ نے لوٹ لگائی اور سانپ بن کر ہمراہ ایک جگہ روانہ ہو گیا جہاں ایک تہہ خانے کا دروازہ تھا جو ملبے کے اندر دب گیا تھا۔ دونوں ایک سوراخ سے ملبے میں داخل ہوئے اور پھر دروازے سے تہہ خانے میں چلے گئے جہاں چاروں طرف سونے کی اینٹیں چنی ہوئی تھیں۔ ناگ

خوش ہو گیا اور اس نے کہا اس کام کے لئے مجھے انسان بن
کر باہر کا ملبہ ہٹا کر راستہ بنانا ہوگا۔ سانپ نے کہا آپ مالک
ہیں جیسا چاہیں کریں۔ اُسی وقت بوڑھے انگریز نے سوراخ سے
جھانک کر دیکھا تو حیران رہ گیا تہہ خانے میں چاروں طرف
سونے کی اینٹیں جڑی ہوئی تھیں۔ جونہی ناگ باہر آنے لگا انگریز
نے جادو کا منتر جوگی کا بتایا ہوا پڑھنا شروع کر دیا۔ جونہی ناگ
سوراخ سے باہر آیا بوڑھے نے اُس پر پھونک ماری ناگ کو ایسا
لگا کہ اُس کا جسم پتھر کا ہو گیا ہے حالانکہ اس میں لچک موجود
تھی وہ چل پھر سکتا تھا لیکن محسوس کر رہا تھا کہ اُس کے
چاروں طرف پتھر کا خول چڑھا دیا گیا ہے۔ اُس نے لوٹ لگا
کر انسان بننا چاہا لیکن اب ممکن نہ تھا۔ پھر اُس نے پرندہ
بننا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا اس کے جسم پر چڑھا ہوا پتھر
کا خول اُسے اپنے سے باہر نہ جانے دیتا تھا۔ بوڑھے نے قہقہہ
لگایا اور ناگ کو پکڑ لیا۔ ناگ کو بہت غصہ آیا اس نے بوڑھے
کو ڈسنا چاہا لیکن پتھر کے خول نے اُسے جکڑ لیا۔ پھر بوڑھے
نے ایک پٹاری نکال کر کہا چل اس میں آجا۔ ناگ سرکشی کرنے
کے باوجود اپنی مرضی کے خلاف اس پٹاری میں چلا گیا۔ خزانے
کے سانپ نے بوڑھے پر حملہ کرنا چاہا لیکن بوڑھے نے پتھر
سے اس کا سر کچل دیا اور وہ ملبہ ہٹا کر تہہ خانے کے اندر

چلا گیا اور اتنے ڈھیر سارے سونے کو دیکھ کر پاگلوں کی طرح
قہقہے لگانے لگا۔ اُس نے فیصلہ کیا پہلے ایک بڑی کشتی
خریدے گا اور اُسے سمندر کے کنارے بندر گاہ سے دُور
چھپا کر رکھے گا پھر گھوڑا خرید کر راتوں رات سارا سونا کشتی
میں لاد کر یہاں سے انگلستان روانہ ہو جائے گا۔ اُس نے
صرف ایک اینٹ اٹھائی اور فیصلہ کیا اسے بیچ کر کشتی اور
گھوڑے خریدے گا۔ کیونکہ ایک گھوڑے پر کافی دیر لگے گی
لہٰذا کم از کم دس بارہ گھوڑے رات بھر میں یہ سونا کشتی
تک پہنچا دیں گے۔ یہ قلعہ سمندر کے ساحل سے بالکل قریب
ہی تھا اس لئے کسی لمبے فاصلے سے بھی جان چھوٹ
گئی تھی اور پھر یہ ایک بالکل غیر آباد علاقہ تھا لوگوں میں
ویسے بھی مشہور تھا کہ اس کھنڈر میں بھوت رہتے ہیں۔
بوڑھے نے ایک اینٹ اٹھائی اور پٹاری کو بند کر کے تہہ خانے
ہی میں چھپا دیا اور خود شہر سونا فروخت کرنے چل پڑا۔

دوسری طرف عنبر اور ماریا نے دن چڑھے تک انتظار کیا
لیکن ناگ واپس نہ آیا۔ عنبر نے کہا ماریا میرا دل کہتا ہے
ہمارا بھائی کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے میں جا رہا ہوں
اس کی تلاش میں کیونکہ ایک دفعہ اس نے کہا تھا ساحل سمندر
کے کنارے پر ایک راجا شنگر راؤ کے قلعے کا کھنڈر ہے

جس میں خزانہ ہے۔ ابھی وہ باہر ہی نکلا تھا کہ یہودی سے
ملاقات ہو گئی اور یہودی نے عنبر پر طنز کر دی اور کہا
ہمارے پیغمبر کی دعا نے ہمیں اتنا دولت مند کر رکھا ہے کہ
یہودیوں کا بچہ بچہ سونے سے کھیلتا جوان ہوتا ہے۔ تمہارا پیغمبر
تو بہت بڑا ہے تمہیں دولت بھی نہیں دلا سکتا ساری مسلمان
قوم مفلسی کا شکار رہے۔ میرا مذہب اختیار کر لو تمہیں دولت
کے ڈھیر میں بٹھا دوں گا۔ عنبر تو پہلے ہی غصے میں تھا۔ اسی
منحوس کی وجہ سے ناگ کسی مصیبت کا شکار ہوا تھا اور
پھر یہ بدبخت مسلمانوں کے پیغمبر کی شان میں گستاخی کر رہا تھا
عنبر نے اُسے کہا بدبخت لعین تیری یہ ہمت عنبر نے اُسے اٹھا
کر زمین پر دے مارا اور یہودی گرتے ہی مر گیا اتفاق سے
وہاں اُس زمانے کی پولیس کے سپاہی موجود تھے اور انہوں نے
عنبر کو یہودی کے قتل کے الزام میں گرفتار کر لیا اور اسے حاکم
شہر کے پاس لے گئے

بوڑھے انگریز نے سناروں کے بازار میں ایک بڑی دکان پر
وہ اینٹ ایک سنار کو دکھائی۔ سنار اتنے خالص سونے کو دیکھ
کر حیران رہ گیا اور بوڑھے کو مشکوک انداز میں دیکھا اور کہا یہ
خالص سونا تو بہت پرانے زمانے کا معلوم ہوتا ہے اتنی بڑی اور
وزنی سونے کی اینٹ کسی راجا کے ہی خزانے کی ہو سکتی ہے

بتاؤ کہاں سے لیا ہے۔ بوڑھا بہت پریشان ہوا آدمی عقلمند تھا
اس نے سنار کو لالچ دیا کہ میں تمہیں اور بھی ایسی اینٹیں لا کر
دوں گا مجھ سے آدھے دام میں سونا خرید لو۔ سنار لالچ میں
آ گیا اور اس وعدے پر کہ وہ اور سونے کی اینٹیں بھی لے
کر آئے گا سنار نے اُسے اس زمانے کے سکے میں کافی رقم
ادا کر دی۔ بوڑھا وہاں سے سیدھا گھوڑوں کے ایک تاجر کے
پاس آیا اور اس سے دس گھوڑوں کا سودا کیا۔ پھر اس نے ایک
کافی بڑی کشتی خریدی اور اُسے سمندر میں ڈال کر کھنڈر کے
قریب درختوں میں باندھ دیا پھر سوداگر سے دس گھوڑے لے
کر کھنڈر میں آیا اور ان پر سونا لاد کر کشتی پر لے گیا۔ کشتی
کافی بڑی تھی اور اس میں ایک تہہ خانہ بھی بنا ہوا تھا۔
لہذا بوڑھے نے رات بھر میں سارا سونا کشتی کے تہہ خانے
میں پہنچا دیا اس کام سے فارغ ہو کر اس نے دوبارہ کسی
اور بیوپاری کے ہاتھ دس گھوڑے سستے داموں میں فروخت
کر دیئے اور کشتی کو سمندر میں ساحل سے دور لے گیا۔ ناگ
کی ٹپاری اس کے پاس تھی۔

دوسری طرف عنبر کو شہر کے حاکم کے پاس پیش کیا گیا اُس
پر قتل کا جرم ثابت ہو گیا اور اُسے گردن زدنی کی سزا سنائی
گئی۔ ماریا ساتھ ہی تھی اور سخت پریشان تھی۔ لیکن عنبر نے اُسے

کہا وہ کھنڈر میں جا کر ناگ کی خبر لے۔ ماریا جب اڑتی ہوئی کھنڈر
میں پہنچی تو خزانے کے سانپ کی لاش باہر پڑی تھی اور تہہ خانہ
خالی نظر آیا جہاں ایک اندھیرے حصے میں چند سونے کی اینٹیں
بوڑھے کی نظر سے بچ گئیں تھیں۔ ماریا فوراً سمجھ گئی ناگ ایک
دفعہ پھر مصیبت میں پھنس چکا ہے اور کسی نے نا صرف خزانے
کی صفائی کر دی ہے بلکہ اسے بھی قید کر لیا ہے اور یہ بات
جادو کے علاوہ اور کسی چیز میں نہیں ہو سکتی۔

دوسری طرف جلاد عنبر کو لے کر مقتل میں پہنچا اور اس کا
سر لکڑی کی چوکی پر رکھ کر تلوار کا بھرپور ہاتھ گردن پر مارا
لیکن گردن کٹنے کی بجائے تلوار ٹوٹ کر گر گئی۔ جلاد کے علاوہ
موقعہ پر موجود افسر بھی حیران رہ گیا انہوں نے سینکڑوں لوگوں
کو سزا کے طور پر قتل کیا تھا لیکن اس سے پہلے آج تک
ایسا نہ ہوا تھا۔ فوراً دوسری تلوار منگوائی گئی پھر جلاد نے
بھرپور ہاتھ مارا اور ایک دفعہ پھر تلوار کے دو ٹکڑے ہو گئے
افسر نے حیرت سے عنبر کی طرف دیکھا اور کہا نوجوان تم میں
ایسی کون سی طاقت ہے کہ تمہاری گردن پر تلوار اثر نہیں
کرتی۔ عنبر نے کہا تم ساری عمر تلواروں سے وار کر کے بھی میری
گردن نہ کاٹ سکو گے۔ اس لئے اس کافر نے میرے مذہب
اسلام کی توہین کی تھی۔ خدا میرے ساتھ ہے۔ آفیسر خود مسلمان

تھا ڈر گیا اور جلاد سے کہا اسے چھوڑ دو کہیں ایسا نہ ہو
خدا کا عذاب ہم پر بھی نازل ہو جائے۔ آفیسر نے کہا نوجوان ہم
تمہیں دن کے وقت رہا نہیں کر سکتے رات کی تاریکی میں تمہیں
چھوڑ دیں گے یہاں سے کہیں اور چلے جانا۔ عنبر نے وعدہ کر
لیا کہ کل یہاں سے ایک جہاز روانہ ہو رہا ہے وہ اُسی سے
یہ شہر چھوڑ کر چلا جائے گا۔ چونکہ رات کے وقت افسر نے عنبر
کو رہا کر دیا۔ عنبر سیدھا کھنڈر میں پہنچا اور وہاں جا کر ماریا
سے اُسے تمام حالات کا علم ہو گیا کہ ناگ کسی جادوگر کے قبضے
میں آ گیا ہے اور اس شخص نے کھنڈر کا خزانہ بھی صاف کر
دیا ہے۔ خزانے کا سانپ باہر مرا پڑا ہے۔ عنبر نے کہا ماریا اب
میں اس شہر میں نہیں رہ سکتا میں تمہاری طرح غائب انسان
تو ہوں نہیں۔ پھر اُسے افسر اور جلاد کا واقعہ سنایا۔ ماریا نے
کہا یہ ٹھیک ہے ہمیں یہاں سے اسی جہاز میں روانہ ہو جانا
چاہیئے۔ عنبر بھائی تم صرف سرائے میں اس کے مالک کے پاس یہ
پیغام چھوڑ جاؤ کہ ناگ اگر یہاں آئے تو اُسے بتا دیا جائے عنبر
بحری جہاز سے یہ شہر چھوڑ کر چلا گیا ہے اور اب وہ ہسپانیہ
کی طرف گیا ہے اور وہیں اس سے ملاقات ہو گی۔ عنبر رات
کے اندھیرے میں سرائے میں آیا اور مالک کو پیغام دے کر
راتوں رات دوبارہ ماریا کے پاس پہنچ گیا۔ پھر وہ دونوں اسی

روز روانہ ہونے والے جہاز سے اس ملک کو خیرباد کہہ رہے
تھے لیکن اس کے دل میں ایک خلش تھی کہ ان کا پیارا بھائی
نہ جانے کس کی قید میں اور کس حالت میں ہوگا۔

بوڑھا انگریز اپنی کشتی میں بیٹھا تصورات کے محلات بنا
رہا تھا کہ وہ انگلستان جاکر لارڈ بن کر بقایا زندگی گزارے گا۔
اتنا سونا اس کی پشتوں کے لئے کافی ہوگا۔ بحرِ ہند کی موجیں
مہربان تھیں اور کشتی لہروں کی چاندی پر بہتی جا رہی تھی۔ ہوا
موافق چل رہی تھی اس لئے بوڑھے نے بادبان بھی اتار دیئے
تھے۔ پاس ہی اس نے پٹاری رکھی ہوئی تھی جس میں ناگ بند
تھا جو اس کے حکم کا غلام تھا اب انگلستان جاکر وہ ناگ سے
مزید قدیم بادشاہوں کے خزانے کا پتہ چلائے گا ناگ اس کے پاس
نا ختم ہونے والے خزانے کی صورت تھا۔ یہ وہ سکہ تھا جسے جب
چاہیئے وہ چلا سکتا تھا۔ انسان کی خواہشات کی کوئی انتہا نہیں ہوتی
انسان ساری دنیا کا خزانہ سمیٹ لینا چاہتا ہے لیکن وہ یہ نہیں
سوچتا کہ دنیا سے خالی ہاتھ ہی جانا ہے جو خزانے زمین میں دفن
ہیں وہ بھی تو انسان کے ہی اکٹھے کئے ہوئے ہیں آج اُن
کی ہڈیوں کا بھی نشان موجود نہیں ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ
مرنے کے بعد دولت کام نہیں آئے گی صرف اچھا اخلاق اعمال
ہی کام آئیں گے انسان صرف دولت جمع کرتا ہے اور پھر خالی ہاتھ

لوٹ جاتا ہے۔ یہی کیفیت اس بوڑھے کی تھی جو اتنا سونا ہوتے
ہوئے بھی مزید خزانوں کی تلاش کے لئے ناگ کو اسیر کئے ہوئے تھا
دوسری طرف بحری جہاز جس میں عنبر اور ماریا کے علاوہ کافی مسافر
اور تاجر مع سامانِ تجارت کے سفر کر رہے تھے بحرِ ہند کی
سرکش موجوں کا سینہ چاک کرتا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ عنبر
اور ماریا جہاز کے عرشے پر کھڑے ڈوبتے ہوئے سورج کو
دیکھ رہے تھے جو آسمان پر پگھلے ہوئے سونے کی طرح بکھرا
ہوا تھا۔ آبی پرندوں نے غول غول پانی کی سطح سے تھوڑا ہی
اوپر پرواز کرکے کسی نا معلوم منزل کی طرف جا رہے تھے۔
سطح سمندر سے بڑی بڑی مچھلیاں اچھل کود کرتی آنکھ مچولی
کھیل رہیں تھیں اور آہستہ آہستہ سرمئی اندھیرا پھیلتا جا رہا
تھا کیونکہ سورج سمندر کی لہروں کے آغوش میں مونہہ چھپا چکا
تھا ہوا دبے پاؤں چل رہی تھی اور سمندر پُر سکون تھا۔ دیکھتے
ہی دیکھتے رات نے اپنی سیاہ چادر دنیا کے گرد پھیلا دی پھر
چاند نے سر اُبھارا ستارے اس طرح جھلملانے لگے جیسے کسی
دوشیزہ کی اوڑھنی پر سفید موتی ٹانکیں گئے ہو۔ جہاز پر مشعلیں
روشن کر دی گئیں تھی اور بمبئی کا شہر مسافروں کی نظروں سے
اوجھل ہو چکا تھا۔

اسی طرح کئی دن اور کئی راتیں گزر گئیں۔ ایک دن صبح ہی

صبح سٹول پہ بیٹھے آدمی نے کپتان کو اطلاع دی کہ دُور سے
اُسے کوئی بحری جہاز کا خاکہ سا نظر آرہا ہے۔ کپتان سوچنے لگا
پندرہ روز پہلے چلا ہوا جہاز تو ہو نہیں سکتا پھر یہ جہاز کہیں
قزاقوں کا تو نہیں۔ وہ خود مستول کے پاس عرشے پر پہنچ گیا
اور اوپر بیٹھے آدمی سے کہا وقفے وقفے سے جس طرح جہاز نظر
آ رہا ہے اُس کی اطلاع مجھے دیتے رہو۔ نہ جانے یہ خبر مسافروں
تک کیسے پہنچ گئی کہ قزاقوں کا کوئی جہاز سمندر میں دیکھا گیا
ہے۔ وہ گھبرا گھبرا کر کپتان کے پاس اکٹھے ہونے شروع ہو گئے
لیکن کپتان نے کہا سمندر میں جہاز کی موجودگی کوئی نئی بات
نہیں آپ لوگ جاکر آرام کریں اگر کوئی خطرہ ہوا تو اسکی اطلاع
فوراً دے دی جائے گی۔ دوسری طرف انگریز اپنی کشتی میں سو
رہا تھا کئی دنوں کے بعد اس کی آنکھ لگی تھی دولت لٹ
جانے کے خطرے سے اُسے نیند ہی نہیں آتی تھی آخر کئی روز
کے بعد وہ سو ہی گیا لیکن جب بیدار ہوا تو یہ دیکھ کر
حیران رہ گیا کہ کشتی سے تھوڑی دور ہی قزاقوں کا جہاز اسی
سمت آرہا تھا اُن کے جھنڈے پہ انسانی کھوپڑی اور ہڈیوں کے
نشان بنے ہوئے تھے۔ بوڑھے کی امیدوں پہ اُوس پڑ گئی۔ ابھی
تو وہ اس دولت سے کچھ خرچ بھی نہ کر سکا تھا کہ لٹیرے
آن موجود ہوئے۔ انہوں نے جہاز کشتی سے قریب لاکر چند ڈاکو

ایک کشتی میں بیٹھ کر بوڑھے کی کشتی میں چلے گئے اور تلوار اُس
کے گلے پہ رکھ کر کہا جو کچھ تمہارے پاس ہے ہمارے حوالے
کر دو۔ بوڑھے نے مکاری سے کہا اکیلا آدمی ہوں لے چلو ہر
خدمت کے لئے حاضر ہوں مال و دولت کوئی ہے نہیں تم تلاشی لے
سکتے ہو۔ تلاشی میں پٹاری ایک ڈاکو کے ہاتھ آگئی اُس نے
کھولا تو اس میں سانپ تھا اس نے ڈر کے مارے پٹاری سمندر
میں پھینک دی۔ بوڑھے نے دو ہتڑ اپنے سینے پہ مارے اور کہا
یہ کیا غضب کیا میری ساری عُمر کی کمائی پانی میں بہا دی یہ ناگ
تو مجھے زندگی سے بھی پیارا تھا۔ دوسرے ڈاکوؤں نے بوڑھے کی
تلاشی لی تو صرف چند سکے نکلے اُن کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ اس
کشتی میں کوئی تہہ خانہ بھی ہو سکتا ہے جس میں سونا ہوگا۔
ایک ڈاکو نے کہا بوڑھے تم نے ہماری محنت ہی ضائع کر دی خوامخواہ
جہاز سے اتر کر تمہارے پاس آئے کچھ نہ رکھنے کے جُرم میں
تمہیں سزا کے طور پر جہاز پہ لے جائیں گے اور تم سے خدمتگاری
کا کام لیا جائے گا اور یہ کشتی کافی مضبوط ہے ہم اپنے جہاز کی
دوسری کشتیوں میں شامل کر لیں گے۔ بوڑھے نے بڑا شور مچایا
ہاتھ جوڑے کہ مجھے کشتی دے دو میں اسی پہ سفر کروں گا مگر
نقار خانے میں طوطی کی صدا کون سُنتا ہے ڈاکوؤں نے دو چار
تھپڑ مار کر اُسے اٹھا کر اپنی کشتی پہ بٹھا لیا اور اس کی کشتی کو

جہاز کی دیگر کشتیوں کے ساتھ باندھ دیا اور اسے لاکر خدمتگاروں
میں کام دھندے پر لگا دیا۔ دوسری طرف ناگ پانی میں بہتا
ہوا جہاز کے ساتھ چپک گیا اور پھر جب بوڑھے کی کشتی جہاز
کے ساتھ باندھ دی گئی تو ناگ اس کشتی میں جاکر تہہ خانے
کے سونے پر بیٹھ گیا۔ یہ کافی تیز رفتار اور بڑا جہاز تھا جس
پر کافی جنگی سازو سامان کے علاوہ چار بڑی منجنیقیں بھی لگی ہوئی
تھیں اور یہ بحری قزاقوں کی سب سے خطرناک ٹولی تھی ڈاکوؤں
کا سردار ہی جہاز کا کپتان بھی تھا ابھی ابھی اُسے اطلاع ملی تھی
کہ اور ایک تجارتی جہاز نظر آ رہا ہے اس نے ملاحوں پر کوڑے
برسانے شروع کر دیئے تھے جو بے چارے لٹے ہوئے جہازوں
کے بچے ہوئے مسافر تھے اور ان سے ملاحوں والی بیگار لی
جاتی تھی ان سب کے پاؤں میں بیڑیاں ہوتی تھیں تاکہ کہیں بھاگ
نہ سکیں یہ غریب دن رات جہاز کی پتواریں سنبھالے ڈاکوؤں کے
ہنٹر کھاتے ان کے حکم پر تیز کبھی ہولے جہاز کو چلانے کا کام
کرتے تھے۔ لہٰذا جہاز کا رخ تیزی سے تجارتی جہاز کی طرف موڑ
دیا گیا یہ تجارتی جہاز وہی تھا جس میں ماریا اور عنبر سفر کر
رہے تھے اور اُس جہاز کے کپتان نے بھی اس جہاز کو دیکھ
لیا تھا پھر جونہی قزاقوں کے جہاز کے جھنڈے کھول دیئے گئے
جن پر انسانی کھوپڑی اور ہڈیاں بنی ہوئی تھیں تجارتی جہاز پر

قیامت آگئی۔ تمام مسافروں کو آگاہ کر دیا گیا اور عملے کے آدمیوں
نے ہتھیار اور دیگر ڈیوٹیاں سنبھال لیں۔ ماریا نے عنبر سے کہا
ستیاناس جدھر جاؤ ہنگامے۔ وہاں پہنچ جاتے ہیں کتنے مزے
سے سفر کٹ رہا تھا اب یہ بدبخت بحری قزاق آگئے۔ عنبر نے
کہا ماریا بہن زندگی تو چلنے کا نام ہے ٹھہر گئے تو اسے موت
سمجھو ہنگاموں سے چھٹکارا تو انسان کو مرنے کے بعد ہی ملتا ہے
زندگی تو ہنگاموں سے بھری پڑی ہے۔ ماریا نے کہا اب کیا ہو
گا۔ عنبر نے کہا تمہیں کون سے خزانے کی فکر ہے جو لٹ جائے
گا۔ موت ہمیں آ نہیں سکتی زیادہ سے زیادہ جہاز پر ڈاکو قبضہ
کر لیں تو ہمارا کیا بگاڑ لیں گے۔ ماریا نے کہا خوامخواہ کے کشت و
خون سے دل گھبرا گیا ہے۔

دوسری طرف ڈاکوؤں کا جہاز تھوڑے فاصلے پہ آکر رُک
گیا تھا اور ایک کشتی میں تین چار ڈاکو اس جہاز کی سمت پیغام
لے کر آ رہے تھے۔ ڈاکوؤں نے آکر اپنے سردار کا پیغام دیا اگر
جہاز پر لدا ہوا تمام مال و دولت بغیر کسی حیل وحجت ہمارے
حوالے کر دیا جائے تو مسافروں کی جان بخشی ہو سکتی ہے اور
یہ جہاز بچ سکتا ہے۔ انکار کی صورت میں مسافروں کو بھی ہلاک
کر دیا جائے گا۔ سامان لوٹ کر جہاز ڈبو دیا جائے گا۔ یہ بات
ظاہر ہے کسی کے لئے بھی قابلِ قبول نہ تھی لہٰذا انکار کر دیا گیا

اور ڈاکو واپس اپنے جہاز پر پیغام لے کر لوٹ گئے۔ اب دونوں جہازوں کی منجنیقیں حرکت میں آ گئیں اور ایک دوسرے پر پتھراؤ شروع ہو گیا۔ پتھر اور آگ کے گولے رکھ کر پھینکے جانے لگے عملے کے لوگوں نے ہتھیار سنبھال لئے۔ پتھروں نے پانی میں گر گر کر اچھا خاصا تلاطم پانی میں پیدا کر دیا تھا۔ جو پتھر جہازوں کو لگتے وہ ضرور جہازوں کو نقصان پہنچا رہے تھے کئی گھنٹے سنگ زنی ہوتی رہی جس سے دونوں جہازوں کا نقصان ہوا اور ٹوٹ پھوٹ ہوئی۔ کئی جگہ دونوں طرف آگ کے گولوں نے جہاز پر آگ لگائی لیکن اس پر قابو پا لیا گیا۔ پھر ڈاکوؤں کے سردار نے حکم دیا جہاز کو جہاز کے ساتھ ملا دیا جائے۔ دونوں جہاز ایک دوسرے کی طرف دشمنوں کی طرح بڑھنے لگے اور پھر مل گئے۔ دونوں طرف سے تختے لگا کر راستہ بنا دیا گیا اور دونوں طرف کے بہادر ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہو گئے، خوب دونوں طرف سے بہادروں نے تلوار کے جوہر دکھائے لیکن بحری ڈاکو اس کام میں مہارت رکھتے تھے اور آخرکار ان ہی لوگوں کا پلہ بھاری ہو گیا۔ ماریا اور عنبر نے بھی اپنے جہاز کی طرف سے لڑائی میں حصہ لیا اور کئی ڈاکو تو نارِ جہنم ان کے ہاتھوں ہوئے لیکن یہ ایک بڑی لڑائی تھی سینکڑوں آدمیوں کے درمیان یہ دونوں کیا کر سکتے تھے۔ جہاز پر ڈاکوؤں کا قبضہ ہو گیا۔ مرنے والوں کی لاشیں سمندر میں بہا دی

گئیں مال و اسباب پر ڈاکوؤں کا قبضہ ہو گیا اور بچے کھچے مسافروں کو اپنی روایت کے مطابق زنجیروں میں باندھ کر ملاحوں میں شامل کر لیا گیا۔ ماریا تو خیر کسی کو نظر ہی نہ آتی تھی البتہ عنبر کو بھی زنجیریں پہنا کر ملاحوں میں داخل کر دیا گیا۔ حالانکہ اگر عنبر نہ چاہتا تو اُسے کون زنجیریں پہنا سکتا تھا لیکن عنبر فی الحال جہاز پر رہنا چاہتا تھا اس کے سوا سفر جاری رکھنے کا کوئی اور طریقہ نہ تھا۔ پھر عنبر کے لئے زنجیریں توڑ ڈالنا کون سی بڑی بات تھی۔ رات کو ڈاکوؤں نے اپنی فتح اور کامیاب ڈاکہ زنی کی خوشی میں خوب جشن منایا۔ عنبر ایک کونے میں ملاحوں کے ساتھ بیٹھا تھا جب سارے لوگ سو گئے تو ماریا نے کہا عنبر بھائی اب کیا پروگرام ہے۔ عنبر نے کہا کم بختوں نے سارا کام ہی بگاڑ دیا ہے ان لوگوں کی تو کوئی منزل نہیں ساری عمر سمندر میں ہی میں گذری ہے لیکن ہم کب تک یہاں پڑے رہیں۔ ماریا نے کہا کیوں نا کوئی کشتی کھول کر اس سے نکل چلیں۔ عنبر نے کہا یہ بات میرے ذہن میں ہے لیکن چھوٹی کشتی میں سمندر کا سفر جاری رکھنا انتہائی مشکل کام ہے یہ کشتیاں سمندری طوفان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں چند روز انتظار کر لیں شاید کوئی مسافر جہاز ان کو شکست دینے میں کامیاب ہو جائے

اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر کیا ہوگا عنبر جانی۔
ماریا نے سوال کیا

عنبر نے جواب دیا پھر مجبوری ہے کوئی مضبوط سی کشتی لے کر راہ فرار اختیار کریں گے۔ ہمیں سمندری نقشہ کسی صورت کپتان کو ڈاکو سے حاصل کرنا ہے جو ہمارے جہاز کے کپتان کے سامان میں تھا اس کا ہمارے پاس ہونا بہت ضروری ہے۔

ماریا نے کہا اس کی تم فکر نہ کرو۔

ادھر بوڑھے انگریز نے ایک رات جہاز کے عملے کو غافل پا کر اپنی کشتی میں فرار ہونے کی کوشش کی لیکن تھوڑی دور جانے پر ہی پکڑا گیا۔ تیز ہواؤں نے اسے پھر دھکیل کر صبح کے وقت ڈاکوؤں کے جہاز تک لا پھینکا جب کہ غریب رات بھر سفر کرتا رہا اور مخالف ہوا نے اس کی محنت پر پانی پھیر دیا۔

کشتی پھر جہاز کے ساتھ باندھ دی گئی ایک دفعہ پھر کسی کو علم نہ ہوسکا۔ کہ منوں سونا اس کے تہ خانے میں موجود ہے۔ جس پر ناگ قبضہ کئے بیٹھا ہے۔

ڈاکوؤں کے سردار نے بوڑھے کو بڑا مارا اور حکم دیا کہ

اسے تہ خانے میں پھینک دیا جائے۔

ڈاکوؤں کے جہاز میں ایک تہ خانہ بھی تھا جہاں انتہائی خطرناک مجرموں کو پھینک دیا جاتا۔ وہاں بے شمار موٹے موٹے مچھر اور کھٹمل تھے۔ جو دن رات ان بے چاروں کا خون پیتے رہتے۔ تہ خانے میں ہر سو تاریکی ہی تاریکی تھی رات بھر کا بچا کھچا کھانا اوپر سے پھینک دیا جاتا ایک ہفتہ بعد ڈاکو اس میں اتر کر مردوں کو اٹھا لاتے اور انہیں سمندر کی مچھلیوں کی خوراک بنا دیتے۔ بقایا پھر مرنے کے لئے اپنی باری کا انتظار کرتے رہتے۔

یہاں کے قیدیوں کے لئے کوئی دوا علاج نہ تھا نہ ہی کوئی اوڑھنا بچھونا تھا خوراک بھی نہ ہونے کے برابر ہی تھا پھر بھلا کون زیادہ عرصہ اس زندان میں زندہ رہ سکتا تھا۔ یہاں ہر طرف غلاظت کے ڈھیر لگے رہتے تھے اور تعفن سے دماغ پھٹ جاتا تھا یہ سب راہ فرار اختیار کرنے والوں یا حکم عدولی کرنے والوں کے لئے قیدخانہ تھا جس میں بوڑھے انگریز کا اور اضافہ ہوگیا تھا۔

کئی دن اسی طرح نکل گئے ماریا نے سمندری نقشہ ڈاکو سردار کے کمرے سے حاصل کرلیا تھا۔

عنبر دن بھر قیدی ملاحوں کے ساتھ پتوار چلانے میں گزار

دیتا۔ دوسروں ملاحوں کے ساتھ کئی دفعہ اس کے جسم پر بھی کوڑے پڑ چکے تھے۔ لیکن اس فولادی جسم پر بھلا کیا اثر ہو سکتا تھا۔

رات کے وقت ماریا باورچی خانے سے خاص کھانا لا کر عنبر کو دیتی۔ جو اسے بھوکوں ملاحوں میں بانٹ دیتا اسے تو بھوک کا احساس تک نہیں ہوتا تھا۔

پھر ایک دن صبح ہی سے ہواؤں میں تیزی آنا شروع ہو گئی بحری قذاقوں کو تو ہوا ہی سے سمندری طوفانوں کا پتہ چل جاتا تھا۔

سردار نے فوراً حکم دیا کہ طوفان آنے سے پہلے جہاز کو قریبی جزیرے کے ساحل پر پہنچا دیا جائے۔

ملاحوں کی کم بختی آ گئی اور ان کے جسموں پر کوڑے پڑنے لگے عنبر کو تو خیر کوڑے کی ضرب ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ چند کمزور اور بوڑھے قیدی مسلسل کوڑے لگنے سے بے ہوش ہو گئے اور ایک دو نے تو دم بھی توڑ دیا۔ ہواؤں میں شدت اور زیادہ پیدا ہو گئی تھی۔

عنبر نے غصے میں آ کر دو ڈاکوؤں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔

اس پر ڈاکوؤں نے باقاعدہ اس نہتے قیدیوں پر حملہ کر دیا اور کئی ایک کو قتل کر دیا یہ الگ بات تھی کہ وہ عنبر کے جسم پر کئی تلواریں توڑ چکے تھے اور اسے خراش تک نہ آئی تھی کیونکہ اس بغاوت کا وہی سرغنہ تھا اس سے قبل کہ اس بغاوت کا کوئی فیصلہ ہو۔ ہواؤں نے طوفان کی صورت اختیار کر لی۔

ڈاکو سردار بہت پریشان تھا اس کا بس چلتا تو عنبر کی بوٹیاں اڑا دیتا لیکن اس وقت عنبر سے زیادہ اسے اپنے ساتھیوں اور جہاز کی فکر تھی۔ جسے وہ سمندری طوفان سے بچانا چاہتا تھا۔

سمندر پوری طرح جوش و خروش میں آ چکا تھا اور لہریں جہاز کو کھلونے کی طرح اچھالتی پھر رہی تھیں۔ موسلا دھار بارش اور دھند میں کوئی چیز بھی صاف دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ہوا اتنی تیز تھی کہ جہاز کا جوڑ جوڑ چڑچڑانے لگا تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جہاز کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ لہروں کے تھپیڑوں سے جہاز اس طرح الٹ پلٹ ہو رہا تھا کہ کئی آدمی ان جھٹکوں کے ساتھ ہی سمندر میں جا گرے تھے۔ اور کئی جہاز کے مختلف حصوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے تھے۔

ڈاکوؤں کا سردار نہایت پریشان تھا وہ زور زور سے

چیخ چیخ کر حکم دیتا لیکن طوفان میں اس کی آواز ہی سنائی نہ
دے رہی تھی۔

آخر ایک زبردست ہوا کا تھپیڑا آیا اور جہاز کا مستول
ٹوٹ کر گر پڑا طوفانی لہروں نے جہاز کا انجر پنجر ڈھیلا
کر دیا تھا۔ اور اس کا جوڑ جوڑ ڈھیلا ہو کر مختلف قسم کی
آوازیں پیدا کر رہا تھا۔ لہروں سے کافی پانی جہاز میں آ گیا
تھا جسے ڈاکو باہر نکالنے کی متواتر کوشش کر رہے تھے۔

عنبر نے تمام قیدی ملاحوں کی زنجیریں توڑ ڈالی تھیں۔
اور انہیں آزاد کر دیا تھا تاکہ وہ اپنی اپنی جانیں بچا سکیں
ڈاکوؤں کے سردار کے لیئے عنبر کا یہ قدم بھی برداشت
سے باہر تھا۔ لیکن اس وقت صرف زندگی بچانے کا سوال تھا
طوفان تھا کہ کم ہونے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔

ہواؤں میں تیزی اور بڑھ گئی تھی اور جہاز لہروں کے تھپیڑوں
سے نہ جانے کس سمت چلا جا رہا تھا۔ اور آخر کار سمندری
چٹانیں جہاز کو چٹانوں میں لے گئیں جن سے ٹکرا کر جہاز
میں کئی جگہ سے سوراخ ہو گئے۔ جن میں سے پانی اندر
آنا شروع ہو گیا

اب دوست اور دشمن سارے ہی مل کر جہاز سے
پانی نکال نکال کر باہر پھینک رہے تھے۔ یہ تو خیریت

ہوئی کہ آہستہ آہستہ طوفان کا زور ختم ہونا شروع ہو گیا اور
سمندر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا ہواؤں میں بھی کمی آ گئی اور لہروں
میں اعتدال پیدا ہو گیا۔

جہاز کے مسافر جتنا پانی سوراخوں سے آنے والے کو باہر
نکالتے اتنا ہی پھر اندر آ جاتا۔ اب طوفان بالکل تھم گیا تھا
اور سمندر پرسکون ہو گیا تھا۔

جہاز کی حالت دیکھ کر کپتان نے حکم دیا کہ فالتو سامان
سمندر میں پھینک دیا جائے۔ کیوں کہ پانی جہاز میں تیزی
سے آ رہا تھا۔ اور جہاز کے ڈوبنے کا خطرہ تھا۔ بہت سا
ضروری اور غیر ضروری سامان بھی پھینک دیا گیا لیکن جہاز
پھر بھی پانی میں بوجھ سے بیٹھتا جا رہا تھا۔ کپتان کی
پوری کوشش تھی کہ وہ جہاز کو کم پانی میں لے جائے
اس نے کسی حد تک کامیابی بھی حاصل کر لی تھی لیکن
جہاز میں پانی جس اشارے پر بڑھ رہا تھا اس کے
لیئے ضروری تھا۔ کہ جہاز کو اور ہلکا کر دیا جائے پھر
کپتان نے انتہائی قسم کا قدم اٹھاتے ہوئے ڈاکوؤں کو
حکم دیا۔

سارے قیدیوں کو سمندر میں پھینک دیا جائے۔

ایک دفعہ پھر زندگی اور موت کی کشمکش شروع ہو

گئی۔ تمام قیدی آزاد تھے اور وہ زندگی بچانے کے لئے
ڈاکوؤں سے اُلجھ گئے تھے اور جہاز پر باقاعدہ جنگ شروع
ہوگئی تھی اور قیدیوں میں یہ جرأت عنبر نے پیدا کی تھی
اور اس بغاوت کا سرغنہ عنبر ہی تھا کئی ڈاکو اب بھی جہاز
کو کم پانی میں لے جانے میں مصروف تھے دونوں کام
ساتھ ساتھ ہو رہے تھے۔

کبھی ڈاکو چند قیدیوں کو سمندر میں پھینکنے میں کامیاب
ہو جاتے اور کبھی قیدی ڈاکوؤں کو سمندر میں دھکیل
دیتے۔

ڈاکوؤں کا سردار دونوں طرف ہدایت جاری کر رہا
تھا پھر آخر کار کپتان جہاز کو بچا کر کم پانی میں لے
جانے میں کامیاب ہو گیا۔

دوسری طرف ڈاکوؤں کا پلہ بھاری ہو گیا اور تمام بچے
کھچے قیدی پھر زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے۔

کپتان نے حالات پر قابو پا لیا اور اس بغاوت کو
ناکام بنا کر رکھ دیا۔

عنبر کو جب ڈاکو گرفتار کر کے کپتان کے سامنے لے
گئے تو اس نے فوراً حکم دیا۔

اس باغی کو ابھی اور اسی وقت جہاز کے تہ خانے میں

ڈال دیا جائے۔

تین چار ڈاکوؤں نے عنبر کو دھکیل کر جہاز کے تہ خانے
میں ڈال دیا۔

ماریا نے مزاحمت کرنا چاہتی تھی لیکن عنبر نے اسے پہلے
ہی منع کر دیا تھا اور کہا تھا

مجھے تہ خانے میں ڈال دینے دو تاکہ ان کی توجہ میری
طرف سے ہٹ جائے پھر رات کو کسی وقت تم تہ خانے
کا دروازہ بند کر کے اندر آ جانا اور میں باہر نکل آؤں گا۔
اور رات کے اندھیرے میں ہی یہاں سے کشتی لے کر فرار ہو
جائیں گے۔

ڈاکوؤں کا جہاز فی الحال خراب ہو چکا ہے جب تک وہ
اس کی مرمت کریں گے ہم ان کو بہت پیچھے چھوڑ چکے ہوں
گے۔

ماریا نے کہا ٹھیک ہے میں رات کو آؤں گی۔

عنبر تہ خانے میں جا گرا۔ یہاں گھپ اندھیرا تھا اور عنبر
کو کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ صرف بدبو سے دماغ پھٹا
جا رہا تھا۔

عنبر تھوڑی دیر کے لئے زمین پر بیٹھ گیا اور جب اس کی
آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہو گئیں تو اس نے

چاروں طرف کا جائزہ لیا اس کے قریب ہی وہ بوڑھا انگریز زمین
پر لیٹا تھا۔ جس نے ناگ کو قبضہ میں کر کے کشتی میں سونا
چھپایا ہوا تھا اس کی حالت بہت خراب تھی۔

عنبر نے جو بوڑھے کی حالت خراب دیکھی جو پانی پانی پکار
رہا تھا تو اس نے فوراً پانی کی بوتل اس کے منہ سے لگا دی
بوڑھے نے پانی پیا تو اس کی حالت قدرے ٹھیک ہوئی بوڑھے
کے حواس درست ہوئے تو عنبر نے پوچھا

تمہارا جرم یہی تھا کہ تم کشتی لے کر بھاگ گئے تھے میں نے
اندھیرے میں بھی تمہیں پہچان لیا ہے۔

بوڑھے نے کہا بیٹا میں تو اپنے گناہ کی سزا بھگت رہا ہوں
تم ایک اچھے انسان ہو اور ہمدرد آدمی ہو میں شاید اب بچ
نہ سکوں لیکن اس گناہ کو میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں۔
شاید اس سے ہی میرے ضمیر کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔

میں وہ لالچی انسان ہوں جس نے ساری عمر بغیر محنت کے
دولت کمانے کے چکر میں ختم کر لی پھر ایک بوڑھے سپیرے
کی اس طرح خدمت کی۔ جو ناگ کے ڈسنے سے مر رہا تھا۔
اس نے مرتے ہوئے مجھے ایک منتر بتایا تھا اور کہا تھا ایک
ایسے ناگ کی تلاش کرو جو ہزاروں سال سے زندہ ہو۔ میرے
پوچھنے پر اس نے ناگ کی تمام نشانیاں بتا دیں۔

عنبر سنبھل کر بیٹھ گیا۔

بوڑھے نے کہا

میں نے منتر یاد کر لیا اور ایسے ناگ کی تلاش میں شہر بہ شہر
پھرتا رہا اور پھر خوش قسمتی سے ایک شہر میں مجھے ایسا ناگ
انسان کے روپ میں مل گیا اس نے خود ہی ایسے حالات پیدا
کر دیئے کہ مجھے یقین ہو گیا کہ یہی وہ ناگ ہے جو پوشیدہ
خزانے جو زمین میں دفن ہیں ان کے متعلق جانتا ہے جس کے
متعلق بوڑھے جوگی نے مجھے بتایا تھا کہ جب وہ ناگ اپنی اصلی
حالت یعنی سانپ کے روپ میں آئے منتر پڑھ کر پھونک
دینا وہ اپنے ہی جسم میں قید ہو جائے گا اور تمہارا غلام بن
کر تمہیں زمین میں دفن خزانوں کا پتہ بتا دے گا جس سے
تم بہت امیر اور دولت مند بن جاؤ گے۔ جب مجھے
اطمینان ہو گا کہ یہ انسان دراصل ایک ناگ ہے تو میں
نے اس کا پیچھا کیا کیونکہ ایک یہودی سے اس کا غلام خریدنا
چاہتا تھا اور یہودی نے اس کے وزن کا سونا مانگ لیا تھا اور
اس آدمی نے وعدہ کر لیا تھا کہ کل سونا دے کر غلام کو
لے جائے گا۔

پھر میں سائے کی طرح اس کے پیچھے لگ گیا ایک
کھنڈر میں جا کر اس نے اپنے آپ کو سانپ کے روپ

میں ڈال لیا اور کھنڈر میں گھس گیا۔

میں نے جھانک کر اسی سوراخ سے دیکھا تو حیران رہ گیا ملبے کے نیچے ایک تہ خانہ تھا جس میں وہ گیا تھا۔ میں باہر انتظار کرتا رہا۔ اور اسی جوگی بوڑھا کے منتر کا جاپ کرتا رہا۔

پھر جوں ہی اس سوراخ سے وہ سانپ نکلا میں نے پھونک ماری۔ اور وہ ناگ میرا اسیر ہو گیا اور میرے پوچھنے پر بتا دیا کہ تہ خانے میں بے شمار سونے کی اینٹیں ہیں۔

عنبر نہایت غور سے داستان سن رہا تھا اور خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ اس سزا کے پیچھے بھی قدرت نے کیا اسرار رکھا ہوا تھا۔

بوڑھے نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا۔

میں نے ملبہ ہٹا کر تہ خانے سے ایک اینٹ سونے کی لی اور اسے بیچ کر یہ کشتی خریدی اور راتوں رات سارا سونا گھوڑوں پر لاد کر اس کشتی کے تہ خانے میں بھر لیا اور وہاں سے اپنے ملک کی طرف روانہ ہو گیا۔

عنبر نے کہا پھر اس ناگ کا کیا ہوا۔

بوڑھے نے کہا میں نے اسے پٹاری میں بند کر لیا تھا

اور وہ میرے پاس اس کشتی میں تھا۔

پھر بدقسمتی سے ایک روز مجھے یہ ڈاکو مل گئے۔ میری تلاشی لی میرے پاس کچھ ہوتا تو ملتا ایک ڈاکو نے جو پٹاری کھولی تو وہی ناگ تھا اس نے ڈر کے مارے وہ پٹاری سمندر میں پھینک دی۔ کشتی کے تہ خانے کا انہیں آج تک علم نہیں جہاں ڈھیروں سونا پڑا ہے۔

عنبر نے کہا بابا کیا وہ ناگ دوبارہ اپنی اصلی حالت میں آ سکتا ہے۔

بوڑھے نے کہا کیوں نہیں مجھے اس جادو کا توڑ بھی اس جوگی نے بتایا تھا۔ لیکن شاید اب اس کی ضرورت ہی نہ پڑے وہ ناگ بے چارہ سمندر میں ڈوب گیا ہو گا یا کسی بڑی مچھلی کی خوراک بن گیا ہو گا۔

عنبر نے کہا بابا تم فکر نہ کرو میں تمہیں آج رات ہی یہاں سے نکال کر لے جاؤں گا۔ تمہاری کشتی میں ہی ہم یہاں سے فرار ہوں گے۔

بوڑھے نے کہا اگر تم نے مجھے آزادی دلوا دی تو میں تمہیں خوشی سے آدھا سونا دے دوں گا۔

عنبر نے کہا

مجھے سونے کا لالچ نہیں میں چاہتا ہوں کہ کسی صورت وہ

ناگ مل جائے۔ اور تم اسے دوبارہ ٹھیک کر دو تمہارا سونا
تمہیں مبارک ہو۔

بوڑھے نے کہا تو میرا یہ وعدہ رہا تم مجھے یہاں سے
آزادی دلوا دو اور کبھی بھی اگر وہ سانپ مل گیا تو میں اسے
ٹھیک کر کے آزاد کر دوں گا۔

لیکن بیٹا تم اس ناگ کی رہائی کیوں چاہتے ہو اُسے اپنے
رکھ کر تو ہم تمام دنیا کے خزانوں کا پتہ لگا سکتے ہیں۔

عنبر نے کہا بڑے میاں!
کیا کرو گے سارے جہان کا خزانہ لے کر۔

بتاؤ تمہارے خزانے نے کون سا ساتھ دیا ہے تمہارا اگر
تم یہاں ہی مر جاتے تو وہ خزانہ اور دنیا بھر کا خزانہ تمہارے
کس کام کا تھا؟ اور کتنے سال جیو گے کیا مرنے کے بعد بھی
خزانہ ساتھ قبر میں لے جاؤ گے؟

اصل خزانہ تو اخلاق ہے۔ نیک کام ہیں، اچھے اعمال ہیں
یہ وہ دولت ہے جسے نہ تو کوئی لیٹرا ہی لوٹ سکتا ہے اور نہ
نہ ہی مرنے کے بعد ضائع ہوتی ہے بلکہ مرنے کے بعد قبر
میں بھی ساتھ ہی جاتی ہے۔

تمہارا وہ سونا تمہیں ایک گھونٹ پانی اور ایک نوالہ روٹی
کا نہ دے سکا۔ نہ تم سونے کو کھا سکتے ہو اور نہ پی سکتے

ہو۔ ایسی دولت اکٹھی کرو جو مرنے کے بعد بھی کام آئے۔

بوڑھے نے کہا
بیٹا۔ تم بہت بڑے آدمی ہو۔ تم نے مجھے سیدھا راستہ دکھایا
ہے۔ میں ساری عمر دولت کے لالچ میں بھاگ دوڑ کرتا
رہا لیکن آج تم نے احساس دلایا ہے کہ اصل دولت تو
نیک کام، اچھا اخلاق اور عمل صالح ہیں۔ میں تمہارا بہت مشکور
ہوں بیٹا۔

عنبر نے کہا آج رات تم آرام کرو ہمیں آج ہی رات یہاں
سے فرار ہونا ہے۔

بوڑھے نے کہا ہم اس تہ خانے سے نکلیں گے کیسے؟

عنبر نے کہا یہ مجھ پر چھوڑ دو۔ اور اس اطمینان کے ساتھ آرام
کرو کہ آج کا دن اس تہ خانے میں تمہارا آخری دن ہے۔

کئی دن کے تھکے ہوئے ڈاکو رات کو گہری نیند سو گئے
تھے۔

ماریا چابی حاصل کر چکی تھی آدھی رات کے قریب اس
نے تہ خانے کا دروازہ کھول دیا۔

عنبر تو جاگ ہی رہا تھا اور بوڑھا بھی بالکل تیار تھا۔ عنبر
نے سہارا دے کر بوڑھے کو باہر نکالا۔

باہر ماریا موجود تھی جس نے عنبر کے کان میں سرگوشی کی

یہ کسے اٹھا لائے ہو عنبر بھائی!

عنبر نے سرگوشی میں ہی جواب دیا بڑے کام کی چیز ہے سب کچھ بتا دوں گا کشتی کا کیا ہوا۔

ماریا نے کہا اسی بوڑھے والی مضبوط کشتی نیچے تیار ہے۔ میں نے تمام بندوبست پہلے ہی کر رکھا ہے۔

پھر عنبر بوڑھے کو اٹھا کر جہاز سے رسی کی سیڑھی کے ذریعے نیچے اترا کیوں کہ بوڑھے میں طاقت نہیں تھی کہ اپنا بوجھ سنبھال کر نیچے اتر سکے۔ قید و بند کی تکلیفوں نے اسے نچوڑ کر رکھ دیا تھا۔

عنبر نے بوڑھے کو لا کر اس کی کشتی میں بٹھا دیا۔ بوڑھا بہت خوش تھا۔

ہر طرف موت کی خاموشی طاری تھی۔ تمام ڈاکو گہری نیند سو رہے تھے اور ہوا ہولے ہولے موافق سمت چل رہی تھی۔

عنبر نے بادبان کھول دیئے اور کشتی کو ہوا کے رُخ پر چھوڑ دیا۔ لیکن بوڑھے نے کہا بیٹا!

سست رفتاری سے تو ہم زیادہ دور نہ جا سکیں گے تم پتوار بھی استعمال کرو۔ تاکہ ہم دن نکلنے سے پہلے کافی دور جا چکے ہوں گے۔

عنبر نے کہا تم ٹھیک کہہ رہے ہو بابا واقعی ہمیں تیزی سے یہ سفر طے کرنا ہے۔

پھر ایک پتوار عنبر نے سنبھال لی تھی اور دوسری ماریا نے اور بوڑھا حیران تھا کہ ایک پتوار سے ہی کشتی کی رفتار چار گنا ہو گئی تھی۔ اس خیال سے کہ بوڑھا حیران نہ ہو جائے عنبر نے فی الحال ماریا کو بولنے سے منع کر دیا تھا۔

ماریا کو بہت غصہ آ رہا تھا ماریا عنبر سے کئی سوالات پوچھنا چاہتی تھی۔ ناگ کے بارے میں اس پراسرار بوڑھے کے بارے میں۔

لیکن عنبر نے اسے خاموش رہنے کا کہہ کر اسے ناراض کر دیا تھا۔ اور اس نے تہیہ کر لیا تھا کہ اب جب تک عنبر اپنے اس رویے کی اس سے معافی نہ مانگ لے گا اس وقت تک وہ بالکل ہی خاموش رہے گا وہ سارا غصہ پتوار پر نکال رہی تھی اور بڑے زور سے ہاتھ چلا رہی تھی۔

جہاز کے تہ خانے کے قیدیوں نے جب عنبر اور بوڑھے کو تہ خانے سے باہر نکلتے دیکھا تو وہ تھوڑی دیر انتظار کرتے رہے کہ کہیں باہر ڈاکوؤں نے ہی تہ خانے کا دروازہ نہ کھولا ہو۔ لیکن انہیں کوئی آواز ان کی سنائی نہ دی۔

عنبر اور ساریانے جاتے ہوئے تہ خانے کا دروازہ بند
نہ کیا تھا یا وہ بھول گئے تھے جو زندہ قیدیوں کے کام آگیا تھا
یہ تقریباً دس تھے جنہوں نے شاید اپنی زندگی میں پہلی بار
دوبارہ آسمان دیکھا تھا۔

آسمان تاریک تھا لیکن ستارے چمک رہے تھے پھر ان
دس آدمیوں کی ایک جماعت بن گئی۔ انہوں نے آپس میں
اتفاق کر لیا اور منصوبہ بنا ڈالا کہ سوئے ہوئے ڈاکوؤں کو
قتل کر دیا جائے ان میں تجارتی جہاز کا کپتان بھی شامل تھا
جس کو قیدیوں نے اپنا سردار منتخب کر لیا تھا پھر دس اور
دس بیس ہاتھوں نے ڈاکوؤں کا اسلحہ قبضہ میں لیا ضرورت
کے ہتھیار اپنے قبضہ میں لئے اور باقی کو چھپا دیا۔

ڈاکو اب بھی گہری نیند سو رہے تھے شاید موت نے
انہیں تھپک تھپک کر سلا دیا تھا۔ اور ان کی زندگی میں شاید
آج کے دن کا دیکھنا نصیب میں نہ تھا۔

دس آدمیوں نے ۲۰ ہاتھوں میں ہتھیار پکڑ رکھے تھے
اور پھر موت دبے پاؤں ان ڈاکوؤں کی طرف بڑھی اور ان
کی شہ رگ پر تلوار کی دھار اس انداز میں چلی کہ کوئی آہ بھی
نہ کر سکا۔

جس طرح کیلیے میں ڈاکوؤں کو ذبح کیا جاتا ہے اسی
طرح قیدیوں نے ڈاکوؤں کو ذبح کر دیا۔ جہاز میں خون ہی
خون پھیل گیا۔

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔

سچ ہے ظالم کی رسی دراز ہوتی ہے لیکن اس کی موت
بھی بڑی عبرتناک ہوتی ہے ہزاروں انسانوں کے قاتل آج خود
قتل ہوئے تھے۔ وہ یہ بھول گئے تھے کہ جو بوؤ گے۔ وہی
کاٹو گے۔

اب یہ دس قیدی ڈاکوؤں کی بے انتہا دولت اور جہاز کے
مالک تھے۔ ان میں سے کئی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے
ہوئے کہا کیوں نہ ہم بھی ایک جماعت بنا لیں اور یہی دھندا
اختیار کر لیں۔

تب جہاز کے کپتان نے انہیں ڈانٹ دیا اور کہا
تم کو ان ظالموں کی موت سے عبرت نہیں ہوئی۔ ظلم کی
راہ اپنانے سے پہلے ظالم کا انجام سوچ لو۔ خدا نے
تمہاری مصیبتوں اور صبر کے صدقے تمہیں بے شمار دولت
سے نوازا ہے۔ اس دولت سے ہم تجارت کریں گے ہمیں
ہمارے جہاز کے بدلے میں دوسرا جہاز مل گیا ہے ہم نے
موت کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ بقایا زندگی نیک کاموں

اور انسانوں کی بھلائی کے لئے وقف کر دو۔

سب نے اس کی آواز پر لبیک کہا وہ تمام تجربہ کار آدمی تھے لہٰذا انہوں نے جہاز کی مرمت کے ادھورے کام کو دوبارہ شروع کر دیا۔

دوسری طرف عنبر ماریا اور بوڑھا انگریز تیزی سے سفر کرتے چلے جا رہے تھے۔ بوڑھے کی طبیعت خراب تھی اور اسے بخار آ رہا تھا۔ جو یقیناً مچھروں کے کاٹنے کا نتیجہ تھا۔ لیکن اس کشتی پر علاج وغیرہ کے سلسلے میں کوئی بھی چیز میسر نہیں تھی۔

ان کی خوش نصیبی تھی کہ حالات ساز گار تھے ہوا موافق تھی اور سمندر پر سکون تھا۔ لیکن عنبر کو بے انتہا بوڑھے کی فکر تھی۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اگر بوڑھا مر گیا تو ناگ ساری عمر ہی سانپ کے روپ میں دھکے کھاتا رہے گا۔

یہ تو عنبر کو معلوم ہی تھا کہ ناگ مر ہی نہیں سکتا لیکن یہ اذیت کیا کم تھی کہ ہزاروں سال کا رفیق دوست اور بھائی صرف سانپ بن کر ہی رہ جائے۔ اس لئے وہ رات دن بوڑھے کی خاطر مدارت میں لگا رہتا تھا۔

ماریا کو چونکہ اس کی اہمیت کا پتہ نہیں تھا لیکن وہ دل

دل میں پیچ و تاب کھا رہی تھی لیکن مجبور تھی۔

دوسرے عنبر اور ماریا تو بھوکے بھی رہ سکتے تھے لیکن بوڑھے کے لئے خوراک کی ضرورت تھی۔ جو اب ختم ہو رہی تھی اب اگر جلدی ہی کوئی شہر نہ آگیا تو بوڑھے کی زندگی ختم ہو جائے گی۔

پھر ایک دن جب عنبر نے آنکھ کھولی تو عنبر یہ دیکھ کر بے انتہا خوش ہوا۔ کہ انہیں دور سے زمین نظر آ رہی تھی۔

عنبر نے غور سے دیکھا تو اسے یہ جزیرہ لگا اور وہ دعا کرنے لگے کہ یہاں آبادی ضرور ہو تاکہ بوڑھے کو بچایا جا سکے پھر زمین آہستہ آہستہ قریب آتی گئی اور کشتی کنارے سے جا لگی۔

عنبر نے کشتی درخت سے باندھ کر بوڑھے کو سہارا دے کر ساحل پر اتارا اور ماریا سے سرگوشی کی۔

ماریا بہن!

ہمارے بھائی ناگ کی تبدیلی اس بوڑھے کے ہاتھ میں ہے جو صرف سانپ بن کر رہ گیا ہے اور اس بوڑھے نے اپنے جادو سے اسے قیدی بنا لیا ہے لیکن جب ڈاکوؤں نے اس بوڑھے کی کشتی پر قبضہ کیا۔ تو پٹاری کو جس میں ناگ تھا۔ اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ اب خدا جانے ناگ خود کہاں ہے۔ لیکن اس بوڑھے کو میں اسی لئے بچانا چاہتا ہوں کہ یہی

اس کو اپنے جادو سے آزاد کر سکتا ہے۔

یہ ایک طویل داستان ہے۔ تمہیں سب بتاؤں گا۔ فی الحال اس آبادی میں گھوم کر ڈاکٹر کے متعلق معلوم کرنا ہے تاکہ اس کا علاج ہو سکے۔

ماریا نے کہا عنبر بھائی! میں نے خاموش رہنے کی قسم کھا لی تھی۔ لیکن ناگ کے متعلق معلوم کر کے اس بوڑھے کی زندگی کا احساس ہوا ہے۔ اگر ناگ بھائی کی زندگی کا خیال نہ ہوتا تو میں ہمیشہ خاموش رہتی۔

عنبر نے کہا۔

میری پیاری بہن! کیا کریں تم کسی کو نظر تو آتی نہیں ہو پھر اگر ہر موقعہ پر تمہیں خاموش نہ رکھیں تو لوگ ڈر کر تمام کام الٹ پلٹ کر دیں۔ میں تم سے معافی چاہتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ ناگ کے مل جانے اور ٹھیک ہونے کے بعد کئی روز تک تم سے باتیں کرتا اور سنتا رہوں گا۔ ٹھیک ہے اب تو مجھے معاف کر دو۔

ماریا نے ہنستے ہوئے کہا چلو معاف کیا۔ آپ بوڑھے کے پاس رہیں میں تمام جزیرے کا چکر لگا کر آتی ہوں اور تمام حالات تمہیں بتاتی ہوں۔

عنبر کو بوڑھے کے پاس چھوڑ کر ماریا اڑتی ہوئی اس جزیرے

کے درمیانی حصہ میں چلی گئی۔

عنبر نے بوڑھے کو ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی۔

بوڑھا ہذیانی کیفیت میں بڑبڑا رہا تھا میرے پاس اتنا سونا ہے کہ میں لارڈز کی زندگی گزار سکتا ہوں میں نے اپنا بچپن اور اپنی ساری جوانی دولت کی ہوس میں گزاری ہے اور اب جب کہ دولت ملی ہے تو زندگی بے وفائی کر رہی ہے۔

عنبر نے کہا ہوش میں آؤ بابا شاید ہم پھر کسی مصیبت سے دوچار ہو گئے ہیں۔ میری چھٹی حس کہتی ہے کہ ہم یہاں خوش گوار وقت نہیں گزار سکیں گے۔ آنے والے وقت کے لئے حوصلہ پیدا کرو۔

بوڑھے نے کہا بیٹا کہیں سے زندگی ملتی ہے تو خرید لاؤ ایسے وقت میں زندگی کی ڈور ختم ہو رہی ہے جب میرے چاروں طرف سونا ہی سونا ہے۔ میں مرنا نہیں چاہتا میرا سونا۔

عنبر نے کہا بابا لالچ کو دل سے نکال دو بعض وقت انسان ایسی چیز کی ضد کر بیٹھتا ہے جو اس کے نصیب میں نہیں ہوتی خدا بڑا غفور الرحیم ہے وہ بندے کی ضد تو پوری کر دیتا ہے لیکن ایسے حالات پیدا کر دیتا ہے کہ وہ چیز اس آدمی کے لئے ریت کے

ذرے کے برابر بھی اہمیت نہیں رکھتی تم نے ضد کر کے دولت تو
حاصل کر لی لیکن مجھے بتاؤ یہ سونا تمہارے کس کام آ سکتا ہے۔
تمہیں دوائی کی ضرورت ہے، تمہیں خوراک کی ضرورت ہے، تمہیں
پوشاک کی ضرورت ہے۔ تمہارے پاس ان تمام چیزوں میں سے
کوئی بھی نہیں دولت ہے سونے کی شکل میں جو یہاں تمہاری
کوئی ضرورت بھی پوری نہیں کر سکتی بتاؤ اس سونے سے زندگی
خرید سکتے ہو۔ نہیں یہ مٹی کی جگہ تمہاری قبر کے کام تو آ سکتا
ہے تمہیں زندگی نہیں دے سکتا۔

خون کی آبشار

ماریا اُڑتی ہوئی اس جزیرے کی سیر کرتی ہوئی ایک
ایسے مقام پہ پہنچ گئی۔ جہاں ایک پہاڑی ٹیلے پر آدمیوں
کی ایک لمبی لائن لگی ہوئی تھی۔ جن کو زنجیریں پہنائی گئی
تھیں۔ اور اس لمبی لائن کا اختتام اس پہاڑی ٹیلے پر لگی
بڑے بڑے پتھروں کے دو پاٹ والی چکی پہ ہوتا تھا
جسے کئی قوی ہیکل آدمی چلا رہے تھے اور اُن کو زنجیروں
ہی سے جکڑ رکھا تھا۔

ان کی نگرانی کے لئے وحشی قسم کے جنگلی انسان ہاتھوں
میں کوڑے لئے ان غریبوں کے ننگے جسم پہ برسا رہے تھے
ان انسانوں کی شکلیں مختلف قسم کے درندوں کی تھیں لیکن دھڑ
انسانوں کے تھے۔

لمبی لائن میں آدمی اس چکی کے پاس آکر ایک سوراخ سے
اندر کو دھکیل دیتے جاتے تھے اور پھر پتھر کے دو پاٹوں
کے درمیان آ کر پس جاتے تھے۔ جیسے بیلنے کے منہ میں

گنّا دے کر رس نکالا جاتا ہے ٹھیک اسی طرح آدمی کا سارا خون ایک چھوٹے سے چکور تالاب میں اکٹھا ہو کر ایک نالی سے اس ٹیلے کی چوٹی سے آبشار بن کر نیچے گرتا تھا۔

ماریا تیزی سے قریب آ گئی اور یہ سارا منظر دیکھنے لگی خون اس تالاب میں اور گوشت دوسرے تالاب میں اکٹھا ہو رہا تھا۔

چکی مسلسل چل رہی تھی جسے بندھے ہوئے غلام چلا رہے تھے۔ جو اس میں جُتے ہوئے تھے۔

ظلم اور بربریت کا یہ کھیل تو انھوں نے آج تک کہیں نہیں دیکھا تھا۔ حالانکہ چنگیز اور ہلاکو کا دور بھی وہ دیکھ چکے تھے۔ جو انسانی کھوپڑیوں کے مینار بنایا کرتے تھے۔ لیکن زندہ انسانوں کا اس طرح چکی میں پیس کر خون نچوڑ لینا اس نے ابھی دیکھا تھا۔

چکی میں جُتے ہوئے دو قیدیوں کی باتیں سننے کے لیے وہ بھی ان کے ساتھ ہی جُت گئی۔ تاکہ قریب رہ کر اس اسرار کا پتہ چلا سکے ایک جس کا نام بھیم تھا دوسرے سے کہہ رہا تھا۔

بھائی ارشد بھگوان کا شکر ادا کرو کہ ہمارا قوی اور توانا جسم ہمارے کام آ گیا اور ان ظالموں نے ہمیں چکی چلانے پر ہی

لگا دیا۔ کوڑے کھا کر تو ابھی تک زندہ ہیں اگر چکی میں پیس دیتے تو کبھی کے سورگ میں پہنچ جاتے۔

ارشد نے کہا نہ ہمارا جہاز طوفان کی نذر ہو کر اس جزیرے میں آتا اور نہ ہمارا یہ حال ہوتا۔ کوڑے کھاتے کھاتے تو پیٹھ پر زخم بن گئے ہیں۔

بھیم نے کہا نہ جانے یہ کون سی قوم ہے، ہیں تو انسان نما ہی لیکن تمام عادتیں اور صورتیں درندوں جیسی ہیں یہ بھی کوئی تک ہے کہ انسانوں کا خون آبشار بن کر نیچے گرتا ہے اور اس آبشار سے ان کا بادشاہ اُلّو کا پٹھہ غسل کرتا ہے۔

بھیم نے کہا دراصل ان لوگوں پر بھگوان کا عذاب نازل ہوا ہے۔ اور ان کی صورتیں بدل گئی ہیں کیوں کہ یہ ایسے جادوگر کے مرید ہو گئے تھے جو شیطان کا چیلہ ہے۔ سنا ہے زیادہ گناہ یہاں ہونے لگا تھا۔

پھر یہاں ایک بزرگ آئے جو انہیں برائیوں سے روکتے رہے لیکن ان لوگوں نے ان کی بات نہ مانی اور بادشاہ نے انہیں شیروں کی غار میں پھینکوا دیا پھر ان لوگوں پر عذاب نازل ہو گیا۔ ان کی صورتیں بدل گئیں۔ کسی کی صورت بھیڑیے کی بن گئی۔ کسی کی لومڑی اور کسی کی سؤر کی شکل میں تبدیل ہو گئی ان کی زبانوں میں درندوں کی غراہٹیں آ گئیں۔ کھیتیاں

سوکھ گئیں سمندری طوفان آنے شروع ہو گئے۔ بیماریوں سے
یہاں کی آبادی مرنے لگی۔
بادشاہ نے گھبرا کر جادوگر سے کہا اس عذاب کا علاج تلاش
کرے۔
جادوگر نے بادشاہ کو ایک سال تک انسانی خون سے
آبشار بنا کر نہانے کے لئے کہا اور اس طرح یہ شیطانی چر
عمل میں آیا۔
یہ بھورے بھٹکے جہازوں سے مسافروں کو قیدی بنا کر
لے آتے ہیں اور اس چکی میں پیس کر خون نکالتے ہیں
یہ سارا مشورہ اس شیطانی جادوگر کا دیا ہوا ہے کہ آبشار
کے خون سے نہانے سے ان کے گناہ دھل جائیں گے
عذاب ٹل جائیں گے اور اس بزرگ کی وجہ سے جو نحوست
پھیل گئی ہے وہ دور ہو جائے گی۔ کیوں کہ اس کی و
سے ہی شہنشاہ ظلمات اس قوم سے ناراض ہو گیا ہے
اس نے ایسی بد دعا دی ہے جس کا توڑ صرف انسانی خ
ہے۔ اور اس خون سے ہی وہ دوبارہ خوش ہو سکتا ہے
اور لوگوں کی خطائیں معاف کر سکتا ہے اگر شہنشاہ ظلمات
نے معافی دے دی تو بلا ٹل جائے گی۔ اور ان کی شکلیں
انسانوں میں تبدیل ہو جائیں گی۔

ماریا ساتھ لگی تمام واقعات سن رہی تھی اور سوچ رہی
تھی کہ ایک مصیبت سے نجات حاصل نہیں ہوئی اور دوسری
پہلے سے انتظار میں موجود ہے۔
ارشد نے کہا بھیم بھائی یہاں کا ساحل دور تک چٹانوں
سے بھرا ہوا ہے طوفان میں جو بھی جہاز ادھر آ جاتا ہے چٹانوں
سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے یہ لوگ جہاز کے مسافروں
کو گرفتار کر کے لے آتے ہیں اور پھر ضرورت کے مطابق
لوگوں کو لا کر اس چکی میں پیس کر خون نکال لیتے ہیں جو آبشار
کی شکل میں چوٹی سے بہتا ہے۔
پھر یہاں کا بادشاہ آتا ہے اور اس آبشار کے نیچے
بیٹھ کر غسل کرتا ہے تاکہ یہ عذاب پوری قوم سے ٹل جائے
لیکن الّو کے پٹھوں کو یہ نہیں معلوم کہ بے گناہ انسانوں کا
خون ان کے گناہوں کو دھوئے گا نہیں انہیں اور عذاب
میں مبتلا کر دے گا۔
ماریا نے نظر گھما کر کوڑا برداروں کو دیکھا کسی کی صورت
سور کی کسی کی بھیڑیے کی اور کسی کی کتے کی تھی۔ لیکن ہاتھ
ہاتھ پاؤں اور جسم انسانوں کی طرح کے تھے۔
وہ ایک دوسرے سے اشاروں سے باتیں کرتے تھے کیونکہ

شکل کے حساب سے سب کی بولیاں درندوں کی غراہٹوں تک محدود ہوگئی تھیں۔

اسی دوران میں ماریا نے دیکھا بادشاہ مع محافظوں کے نہانے کے لئے چلا آرہا ہے۔

بادشاہ کی شکل سور کی بن چکی تھی اس کے محافظ بھی مختلف شکلوں کے تھے۔ لیکن جادوگر صحیح انسانی شکل کا تھا۔ بادشاہ آٹھ گھوڑوں کی رتھ پر بیٹھ کر آرہا تھا۔ ساتھ ہی جادوگر تھا پھر بادشاہ رتھ سے اترا۔ اور ایک نظر خون کی آبشار کو دیکھا اور پھر جادوگر کی طرف نگاہ کی جو کوئی شلوک پڑھنے میں مصروف تھا۔

پھر اس نے بادشاہ پر تین دفعہ پھونک ماری اور اشارے سے نہانے کے لئے کہا۔

بادشاہ آبشار کے نیچے چلا گیا اور خون سے نہانا شروع کر دیا۔

جادوگر برابر شلوک پڑھتا رہا اور پھر کافی دیر کے بعد بادشاہ کو اشارے سے واپس بلا لیا۔

پسنے والی لائن میں اب چند ہی آدمی باقی رہ گئے تھے بادشاہ واپس جا کر رتھ میں سوار ہوگیا اور مع جادوگر کے چلا گیا تو یہ چکی بھی بند ہوگئی۔ محافظوں نے ان تمام قیدیوں

کو لیا اور واپس لوٹ گئے۔

ماریا نے یہ تمام ماجرہ دیکھا اور اڑتی ہوئی واپس عنبر کے پاس آگئی۔ اور اسے سارا واقعہ کہہ سنایا۔

عنبر پہلے ہی بڑا فکرمند تھا اور پریشان ہوگیا بوڑھا ابھی تک بے ہوش پڑا تھا۔

اتنے میں چند درندوں کی شکلوں والے بھالے پکڑے یہاں آن پہنچے۔ ماریا تو انہیں نظر نہ آئی بوڑھے کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔ البتہ عنبر کو صحت مند سمجھ کر گرفتار کر لیا۔

عنبر نے ماریا سے کہا بوڑھے کی اہمیت میں نے تمہیں بتا دی ہے اس کا زندہ رہنا ضروری ہے اسے کسی محفوظ مقام پر لے جاؤ۔ ان پہاڑیوں میں غار ضرور ہوں گے وہیں لے جاؤ میں ذرا خود جا کر حالات کا جائزہ لیتا ہوں کہ یہ سب کیا ہے جلد ہی تم سے آن ملوں گا۔

ماریا نے کہا تم بالکل فکر نہ کرو میں اسے غار میں ہی لے جاؤں گی خون کی آبشار کے پاس ہی ایک غار ہے میں تمہارا وہیں انتظار کروں گی۔

جنگلی لوگ عنبر کو گھسیٹ کر لے گئے کیوں کہ انہیں وہ انسان نظر ہی نہیں آرہا تھا جس سے یہ باتیں کر رہا تھا۔

عنبر نے جاتے جاتے ماریا سے کہا۔

کئی بدقسمت جہاز یہاں آ کر ٹوٹ جاتے ہیں تم خیال رکھنا
اور ان ظالموں سے بدقسمت جہاز کے مسافروں کو بچا کر
غار میں لے جانا یہ بھی ثواب کا کام ہے ہو سکتا ہے ان
میں کوئی حکیم یا وید ہو جو بوڑھے کا علاج کر سکے۔

ساریا نے کہا تم بے فکر ہو جاؤ میں نے سب سمجھ
لیا ہے ابھی مجھے اس کشتی کو بھی کسی محفوظ مقام پر چھپانا
ہے یہاں سے واپس جانے کا یہی واحد سہارا ہے۔

عنبر نے جاتے جاتے کہا تم خود سمجھ دار ہو موقع
کی نزاکت سمجھ کر جو چاہو کرنا میرا ان لوگوں میں جانا ضروری
ہو گیا ہے بے گناہ انسان کی چکی میں پس رہے ہیں۔ میں ان
کی جان بچا سکتا ہوں۔

وحشی لوگ عنبر کو گھسیٹ کر لے گئے اور اس کے جسم
پر کوڑے بھی برسائے۔

عنبر کو ان پر غصہ آ گیا اور اس نے راستے میں ہی دو
وحشیوں کو اٹھا کر زمین پر دے مارا جو قیامت کے انتظار
میں پڑے رہے اور پھر اٹھ نہ سکے۔

اس جرم میں عنبر کو قید خانے میں لے جانے کی بجائے
یہ وحشی بادشاہ کے محل کی طرف لے گئے۔

ایک پہاڑی پر ایک خوب صورت قلعہ نما محل موجود تھا

جو فن تعمیر کا بہترین نمونہ تھے یہ محل مختلف قسم کے بڑے بڑے
رنگ دار پتھروں سے بنا ہوا تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ
خدائی عتاب سے پہلے بلا شبہ یہ لوگ کافی سمجھ دار اور ترقی
یافتہ لوگ رہیں ہوں گے۔

محل کے متصل امراء اور وزراء کے محلات تھے اور یہ
ساری عمارتیں ایک پہاڑی پر واقع تھیں۔ بقایا سارا شہر ان
عمارتوں سے نیچے اس پہاڑ کے دامن میں بنایا گیا تھا۔ یہاں
بازار بھی تھے، گلیاں بھی تھیں۔ دکانیں بھی تھیں، لیکن انسان
سب درندوں کی صورتوں میں تھے۔

آخر اس آبادی سے گزر کر یہ لوگ عنبر کو لے کر بادشاہ
کے محل میں داخل ہوئے۔ جہاں کئی محافظ ہتھیاروں سے
لیس پہرہ دے رہے تھے۔

بادشاہ جس کی صورت سؤر کی تھی دربار میں سنگ مرمر
کے تخت پر بیٹھا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ مکار جادوگر
تھا جس کی رائے سے اس مسلمان بزرگ کو شیروں کی غار میں
ڈلوایا گیا تھا اور اب شیطان کا یہ چیلا ہی یہاں حکومت کر
رہا تھا۔ بادشاہ کی حیثیت تو کٹھ پتلی کی رہ گئی تھی۔ یہ
عذاب سے نجات دلانے کی بجائے پوری بستی کی تباہی کے
اسباب پیدا کر رہا تھا۔ لوگوں کو اور گمراہ کر رہا تھا۔ جب کہ

وہ مسلمان بزرگ ان کو نصیحت کیا کرتا تھا بے ایمانی مت کرو۔
بے حیائی جو یہاں عام ہو گئی تھی۔ اس سے روکتا تھا۔

ان لوگوں کا خیال تھا کہ طاقت ہی خدا ہے لیکن وہ انہیں
خدا واحد کی عبادت کرنے کو کہتا تھا۔ اور ان تمام برائیوں کی
جڑ یہ جادوگر تھا۔ جس کے خلاف یہ جادوگر تھا۔ لیکن یہاں کے
عوام اور بادشاہ نے اس بزرگ کا مذاق اڑایا۔ عوام نے ان پر
پتھر پھینکے مگر وہ تمام تکلیفوں کے باوجود انہیں خدا کے عذاب
سے ڈراتا رہا۔ اور آخر کار ان گمراہ لوگوں نے جادوگر کے کہنے
میں آکر اس بزرگ کو بہت تکلیفیں دیں اور بادشاہ نے انہیں
شیروں کے غار میں پھینکوا دیا۔

جادوگر بادشاہ کا دست راست بن بیٹھا پھر ایک رات
اس شہر پہ عذابِ خداوندی نازل ہو گیا اور تمام لوگوں کی صورتیں
بدل گئیں۔

عنبر کو بادشاہ کے روبرو لاکر وحشیوں نے اشاروں سے
سمجھایا کہ اس نے دو آدمی قتل کر دیئے ہیں۔

بادشاہ نے غراہٹوں میں جواب دیا لیکن جادوگر نے کہا
اے نوجوان! جانتے ہو یہاں قتل کا بدلہ قتل ہے یہی یہاں کا
انصاف ہے۔

عنبر نے کہا اگر یہ لوگ اتنے ہی منصف ہوتے تو ان پر

عذاب خداوندی کبھی نازل نہ ہوتا۔ ان کے اعمال تو ان کی صورتوں
سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ خدا کے نیک بندے کو اپنی راہ سے
ہٹا کر تم نے ان لوگوں کو شیطانی راہ پر لگا دیا ہے تم کہتے
ہو طاقت ہی خدا ہے میں کہتا ہوں خدا سے زیادہ اور کون طاقتور
ہے۔

جادوگر نے کہا بے وقوف کہاں ہے تیرا خدا جو نظر بھی نہیں
آتا۔

عنبر نے کہا تو اندھیروں کا پجاری ہے اس لئے اندھا ہے تجھے
خدا کیسے نظر آ سکتا ہے۔ نیکی، توحید اور سچائی کی شمع پھونکوں
سے نہیں بجھائی جا سکتی۔

پھر عنبر نے چیخ کر کہا

بادشاہ، درباریوں اور یہاں کے لوگوں اپنی گمراہی پر نادم
ہو کر اس خدائے واحد کی بارگاہ میں رو رو کر معافی مانگو اپنے
اعمالوں کو درست کرو۔ پورا تولو۔ بے حیائی ترک کر دو۔ سچ
سنو اور سچ بولو۔ انسانوں پہ رحم کرو۔ شیطان کی راہ چھوڑ کر رحمان
کی راہ پر آجاؤ۔ طاقت کی پرستش نہیں خداوند واحد کی عبادت
کرو۔

آج جو آواز تمہارے محلوں میں گونج رہی ہے اسے غور
سے سنو توبہ کا دروازہ ابھی کھلا ہے اگر یہ بند ہو گیا تو تباہ ہو

جاؤ گے۔ اس شیطان کے بہکانے میں مت آؤ یہ تمہاری تباہی
کا باعث بن جائے گا۔

جادوگر نے ہتھیار بند محافظوں کو حکم دیا کہ اس کی آواز بند
کر دو۔

عنبر نے کہا حق کی صدا نہ کبھی بند ہوئی ہے اور نہ کبھی بند
ہو گی۔

محافظوں نے اپنی تلواروں کے کئی بھرپور وار عنبر پر کئے۔
لیکن سوائے تلواریں تڑوا لینے کے وہ ایک بھی ضرب اس کے
جسم پر نہ لگا سکے۔

بادشاہ اور درباری حیرت سے اس لوہے کے بنے ہوئے انسان
کو دیکھنے لگے۔

جادوگر نے آنکھیں بند کیں

کئی اور محافظ ہتھیار لے کر آگے بڑھے تو جادوگر نے انہیں
روک دیا اور کہا

یہ تلواروں سے نہیں کٹ سکتا۔

پھر بادشاہ کے کان میں کچھ کہا جس کا جواب بادشاہ نے
غراہٹ میں دیا۔

جادوگر نے محافظوں سے کہا

اسے لے جاؤ اور اسی بزرگ کی طرح اسے بھی شیروں کے

غار میں ڈال دو۔

عنبر نے کہا تم یہ بھی کر کے دیکھ لو۔ تمہارا سارا شہر بھی میرا
کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ لیکن میں تم لوگوں کو مایوس نہیں کروں گا۔

پھر محافظ وحشی عنبر کو لے کر شیروں کی غار کی طرف لے
گئے اور اسے اوپر سے دھکا دے دیا۔

عنبر جہاں جا کر گرا یہ بلا شبہ شیروں کی غار تھی لیکن اس کی خوشی
کا ٹھکانہ نہ رہا۔ جب اس نے اسی بزرگ کو ان شیروں کی غار
میں تسبیح کرتے دیکھا شیر بہت ادب سے ایک طرف بیٹھے
ہوئے تھے۔

عنبر کے گرنے کی آواز پر شیروں نے بھی مڑ کر دیکھا اور
وہ بزرگ بھی مراقبے سے لوٹ آئے۔ عنبر کو دیکھ کر مسکرائے اور
کہا عنبر تو آگیا مجھے تیرا ہی انتظار تھا۔

عنبر نے کہا میرا؟

بزرگ نے کہا ہاں!

بیٹا ایک دفعہ پھر تمہیں شیطانی طاقتوں سے ٹکرانا ہے۔ حق
کی صدا بلند کرنا ہے۔

عنبر نے کہا آپ اتنے عرصے سے شیروں میں رہ رہے ہیں

بزرگ نے کہا بیٹا!

تم تو جانتے ہو جو اپنے خدا کا وفادار ہو جاتا ہے کائنات

کی ہر شے اس آدمی کی غلام ہو جاتی ہے تمہیں حیرت ہوگی کہ
یہ شیر شکار لا کر سب سے پہلے میرے آگے رکھتے ہیں جب میں
اپنی مرضی کا گوشت لے لیتا ہوں تب یہ اسے کھاتے ہیں۔
میں گوشت بھون کر کھاتا ہوں آگ جلانے کے لئے
یہ سفید رنگ کے پتھر یہاں موجود ہیں جن کو رگڑ کر آگ
جلائی جاتی ہے۔

یہاں لکڑیاں بھی پہلے ہی سے موجود ہیں۔

عنبر نے حیرت سے کہا بابا سارا انتظام شیروں کے غار میں
کس نے کیا ہوگا۔

بزرگ نے ہنس کر کہا بیٹا اسی پروردگار نے جو شکم مادر
میں پرورش پانے والے بچے کو بعد میں پیدا کرتا ہے پہلے
اس کی ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کرتا ہے۔ جنہیں خدا تعالیٰ
پر تقویٰ ہوتا ہے ان کے سارے کام خود بخود ہو جاتے ہیں۔

بیٹا! میرا وقت آگیا ہے تم آگئے ہو یا تو اس کفر کے اندھیرے
میں خدا کے نور کی شمع تمہارے ہی ہاتھوں روشن ہوگی ورنہ
دوسری قوموں کی طرح یہاں کے لوگ اور یہ جزیرہ تباہ و برباد
ہو جائے گا۔

اچھا خدا حافظ! کہہ کر بابا زمین پر لیٹ گئے اور ان کی
روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

عنبر نے کہا بابا جی! ابھی تو میں نے آپ سے بہت ساری
باتیں پوچھنی تھیں۔ لیکن آپ انتقال کر گئے آپ نے یہ بھی نہیں
بتایا کہ آپ کے جسدِ خاکی کو کہاں دفنایا جائے۔

بابا جی نے دوبارہ آنکھیں کھول دیں اور کہا مجھے دفنانے
کی ضرورت نہیں۔ میری لاش یہیں پڑی رہنے دو اور خود یہاں
سے نکلو سینکڑوں بے گناہ ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ اچھا
خدا حافظ! بابا جی پھر انتقال کر گئے۔

دوسری طرف ماریا بے ہوش بوڑھے کو ایک غار میں لے
گئی تھی اور اس نے وہ کشتی بھی کہیں چھپا دی تھی۔

وہ بار بار آ کر ساحل پر دیکھتی کہ شاید پھر کسی جہاز سے
مسافر یہاں آ جائیں جن سے اس بوڑھے کے لئے کوئی دوا مل
جائے۔ مگر ہر بار اس کو مایوسی ہو رہی تھی۔ بوڑھے کی حالت
روز بروز خراب ہو رہی تھی۔

ماریا کو ناگ کے علاوہ عنبر کی فکر بھی لاحق ہو گئی تھی۔
جو لوٹ کر نہیں آیا تھا۔

بابا کے انتقال کے بعد شیروں نے بھی سوگوار ہو کر اپنے سر
زمین پر ٹیک دیئے۔

عنبر نے جوں ہی غار سے باہر نکلنا چاہا ایک بڑے سے
پتھر نے غار کا منہ بند کر دیا۔ اور باوجود زور لگانے کے بھی

عنبر اس پتھر کو منہ سے نہ ہٹا سکا۔

اجالا اندھیرے میں بدلتا گیا اور جزیرے پر رات ہو گئی۔ رات ہوتے ہی تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ آسمان کو سیاہ گھٹاؤں نے گھیر لیا اور سارے ہی ستارے نگل گئیں بجلیوں نے چمک اور گونج کے ساتھ اپنے کوڑے سرکش گھٹاؤں پر برسانے شروع کر دیتے۔ اور گھٹائیں برس پڑیں۔

ادھر سمندر نے اپنی لہروں کو اچھالنا شروع کر دیا۔ اتنے زور کا طوفان آیا کہ پانی پورے جزیرے کی آبادی میں بھی آ گیا۔

ماریا غار میں دبکی ہوئی ناگ اور عنبر کے متعلق سوچ رہی تھی۔ بوڑھا بے ہوش پڑا تھا اور تیز بخار میں مبتلا تھا ماریا سوچ رہی تھی سمندر کا طوفان کہیں ان کی کشتی کو بہا کر نہ لے جائے۔ جس میں سونے کی بے حساب اینٹیں پڑی تھیں۔ سونے کی تو خیر اس کی نظر میں کوئی وقعت نہ تھی۔ البتہ کشتی کی اس کی نظر میں بڑی وقعت تھی۔

ساری رات طوفان زوروں پر رہا لیکن صبح کے ساتھ ساتھ ہی طوفان کا زور ختم ہو گیا۔

ماریا غار سے باہر نکل آئی اسے یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ ایک جہاز طوفان کے زور میں جزیرے پر آ پھنسا تھا جس میں

ی مسافر موجود تھے اب ماریا کے لئے یہ مصیبت تھی کہ وہ ی کو نظر تو آ نہیں سکتی تھی۔ اگر کسی سے بات کر لیتی تو ڈر ے سارے لوگ سہم جاتے۔

پھر بھی وہ ہمت کر کے اس جہاز میں جا پہنچی جہاں ایک راتفری پڑی تھی۔ لوگ باہر نکلنے کی جلدی میں ایک دوسرے گرے پڑ رہے تھے۔

ماریا کی نظر ایک حکیم پر پڑ گئی۔ جس کے پاس دوائیوں کا یک تھیلا بھی موجود تھا۔ شاید یہ حکیم اس جہاز کے عملے کا ہی لوم ہوتا تھا۔ اس لئے کہ جہاز کی انتظامیہ کا ہر فرد اس سے ی عزت سے پیش آ رہا تھا۔ اور وہ بھی عملے کے ساتھ۔ بلکہ وں کو باہر نکلنے میں مدد دے رہا تھا۔ اسی بات سے ماریا ے اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ جہاز کے عملے کا ہی آدمی ہے۔

تمام مسافر اتر گئے تو جہاز پر صرف جہاز کا کپتان اور عملہ ی رہ گیا۔ جہاز کے کپتان نے ان کو بھی اتر جانے کی جازت دے دی۔

اتفاق کی بات کہ حکیم صاحب جہاز سے اُتر کر ایک طرف انی میں جا کر ایک اگی ہوئی بوٹی کو دیکھنے میں محو ہو

ماریا اس کے پاس گئی اور کان میں سرگوشی کی حکیم صاحب

میری آواز سن کر ڈریے گا نہیں۔ میں کوئی جن بھوت نہیں بلکہ
آپ کی طرح کا ایک انسان ہوں۔
حکیم کے ہاتھ سے ڈر کے مارے دوائیوں کا تھیلا گر
جسے ماریا نے اٹھا لیا اور وہ غائب ہو گیا۔
حکیم کانپنے لگا۔
ماریا نے کہا ڈرو نہیں تھیلا میں نے ہی اٹھایا ہے وقت
بہت کم ہے یہ وحشی لوگوں کا جزیرہ ہے جو بد قسمت جہاز
یہاں آ جاتا ہے اس کے مسافروں کو یہ گرفتار کر لیتے ہیں
اور چکی میں پیس کر ان کا خون نچوڑ لیتے ہیں۔ حکیم کانپنے لگا
اس کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔
ماریا نے کہا
حکیم صاحب مجھ سے مت ڈریئے ایک انسان کی زندگی خطرے
میں ہے۔ وہ سخت بخار میں پھنک رہا ہے اور آپ کی توجہ سے
بچ سکتا ہے
دوسرا آپ کی زندگی میرے ساتھ جانے سے ان وحشیوں سے
بچ جائے گی۔ بس اب دیر مت کرو اور جدھر میں کہتی ہوں
چلے آؤ۔
مجبوراً حکیم کو ماریا کی بات ماننا پڑی اور وہ آواز کی
سمت میں چلتا ہوا ماریا کی غار میں آ گیا۔ جہاں بوڑھا بے ہوش

تھا۔
حکیم نے اس کی نبض دیکھی پھر اس کی آنکھوں کے پپوٹے
اٹھا کر اندر دیکھا اور معائنہ کرنے کے بعد کہا
بخار کی وجہ سے بے ہوش ہے اور یہ بخار زہریلے پھولوں
کے کانٹے سے ہوا ہے فکر کی کوئی بات نہیں میرے پاس دوائی
موجود ہے چند دن میں ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن مصیبت یہ ہے کہ
مجھے نظر نہیں آتیں پھر دوائی میں کس کے سپرد کروں۔ اور
کسے سمجھاؤں۔
ماریا نے کہا یہ سب کام آپ کو خود ہی کرنا ہو گا آپ
کے کھانے اور پینے کا بندوبست میں کروں گی۔ کیونکہ اگر آپ
یہاں سے باہر گئے تو وحشی لوگ آپ کو پکڑ کر لے جائیں گے
یقین نہیں تو وہ دیکھو۔
جہاز کے سارے مسافر قیدیوں کی صورت ہتھیار بند وحشیوں
کے نرغوں میں گھرے جا رہے تھے
حکیم نے دیکھا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس کی جان بچ گئی
ماریا نے کہا ابھی تو آپ نے وہ چکی نہیں دیکھی جس میں
پیس کر یہ ظالم انسان کا خون نچوڑتے ہیں۔ جو اکٹھا ہو کر آبشار
بن کر ایک پہاڑی سے گرتا ہے جس سے یہاں کا بادشاہ
غسل کرتا ہے۔

حکیم نے کہا

خدا غارت کرے ان ظالموں کو ۔ اس کا مقصد ہے میرے تمام ساتھی موت کے منہ میں جا رہے ہیں ۔ کیا تم ان کی مدد نہیں کر سکتیں ؟

ماریا نے کہا ہم بھی اسی غرض سے یہاں آئے ہیں ۔ دراصل ہمارا جہاز بھی یہاں آن پھنسا تھا ۔ میرا بھائی اسی کوشش میں گیا ہوا ہے ۔ یہ بوڑھا بچ جائے تو میرا دوسرا بھائی بھی یہاں آ جائے گا ۔ پھر ہم مل کر کچھ کریں گے ۔

حکیم نے بوڑھے کا باقاعدہ علاج شروع کر دیا ۔

اس طوفان نے اس کشتی کو بھی بڑی طرح اُلٹ پلٹ کر دیا جس کے تہ خانے میں ناگ سونے پر بیٹھا تھا ۔ لکڑی کی دراڑوں سے کشتی کے تہ خانے میں پانی بھر گیا تو مجبوراً ناگ کو اس سے باہر آنا پڑ گیا ۔

اس نے دیکھا کشتی میں اس کا آقا موجود نہ تھا پھر اس کی نگاہ جزیرے پر گئی جہاں ایک جہاز چڑھ گیا تھا اور مسافر بھاگ دوڑ کر رہے تھے ۔

ناگ پھر جزیرے کی زمین پر اتر آیا اسے ماریا نظر آئی یہ وہ وقت تھا جب ماریا حکیم کو ساتھ لے جا رہی تھی ۔

ناگ بھی اس کے پیچھے چل پڑا اور اس وقت وہاں پہنچا

جب حکیم بوڑھے کو دوائی دے کر فارغ ہوا تھا ۔ ناگ نے اپنے آقا کو دیکھا تو اسی طرف چل پڑا ۔

حکیم کی نظر اس پر پڑ گئی اور اس نے سانپ کہہ کر ایک پتھر اٹھایا لیکن فوراً ماریا نے منع کر دیا ۔ اور کہا

اسے مت مارو یہ سانپ تمہیں کچھ نہیں کہے گا ۔ کیوں کہ ماریا نے بھی ناگ کو پہچان لیا تھا ۔

حکیم رُک گیا ۔

ماریا ناگ کے پاس بیٹھ گئی اور اس سے کہا

ناگ بھیا ! یہ کیا مذاق ہے ہم پہلے ہی پریشان ہیں تمہاری وجہ سے اس بوڑھے کو لیے لیے پھر رہے ہیں ۔ اب انسان بن جاؤ عنبر بھیا بھی میرے ساتھ ہیں ۔

ناگ نے اپنی زبان میں ماریا کو جواب دیا جس کو ماریا کے دماغ نے اپنی زبان کے الفاظ میں ڈھال لیا کہ میں اپنے آپ کو بدلنے کی طاقت کھو بیٹھا ہوں ۔ اور اس بوڑھے کے جادو کا اسیر ہوں یہی مجھے دوبارہ ٹھیک کر سکتا ہے میں تو اس کے حکم کا غلام ہوں ۔

ماریا نے کہا اب تک کہاں تھے ۔

اس کشتی کے تہ خانے میں بند سونے پر بیٹھا تھا ۔ طوفان سے پانی تہ خانے میں بھی آ گیا اور مجھے مجبوراً بغیر اپنے آقا کے

حکم سے باہر آنا پڑا۔ تمہیں میں نے دیکھ لیا اور تمہارے پیچھے یہاں چلا آیا۔

ماریا نے کہا خیر کوئی بات نہیں عنبر کو بھی یہاں کے وحشی لوگ پکڑ کر لے گئے تھے۔ جو لوٹ کر نہیں آئے۔ اب تم بھی آگئے ہو اور حکیم بھی یہاں موجود ہے میں خود جا کر عنبر بھائی کا پتہ کروں گی۔

شیروں کی غار

دوسری طرف عنبر کے ساتھ شیر بھی اس غار میں بند ہو کر رہ گئے تھے۔ عنبر تو خیر تمام عمر بھی کھانے اور پانی کے بغیر رہ سکتا تھا اسے صرف ان شیروں کا خیال تھا جو بھوک سے بے تاب ہو رہے تھے۔ اور بار بار چھلانگیں لگاتے اور پتھر سے ٹکرا کر واپس آجاتے۔

دراصل یہ جادو کا پتھر تھا جسے جادوگر نے اپنی جادو کی طاقت سے یہ معلوم کر کے کہ عنبر زندہ ہے اور شیر اسے کچھ نہیں کہہ رہے اس غار کو پتھر سے بند کر دیا تھا اس بات کو عنبر سمجھ گیا تھا کہ اگر یہ جادو کا اثر نہ تھا۔ تو بڑے سے بڑے پتھر کو اٹھا کر پھینک دینا عنبر کے بائیں ہاتھ کا کام تھا۔

اس کا دماغ تیزی سے سوچ رہا تھا۔ عنبر سے غریب جانوروں کی بھوک اور پیاس نہیں دیکھی جا رہی تھی وہ بار بار بابا جی کی لاش کے قدموں میں لوٹتے تھے۔

عنبر نے بیٹھے بیٹھے دیکھا۔ غار کے ایک کونے سے ایک
سانپ سوراخ سے نکل کر اندر آیا شاید اس نے عنبر میں ناگ
دیوتا کی خوشبو محسوس کر لی تھی۔
عنبر کو دیکھ کر اس کے قدموں میں جھک گیا۔
عنبر نے اسے ہاتھ پر اٹھا لیا اور کہا
یہ سوراخ غار سے باہر جاتا ہے یا پتھروں میں ہی ختم ہو
جاتا ہے۔
عنبر کے الفاظ سانپ کے دماغ میں ان کی زبان میں تبدیل
ہو گئے تو سانپ نے کہا
اے دیوتا کے بھائی! یہ سوراخ غار سے باہر نکل جاتا ہے
اور میں باہر سے ہی دیوتا کی خوشبو پر اندر آیا ہوں۔
عنبر نے کہا واپس چلا جائیں اس سوراخ کو توڑ کر چوڑا کرنا
چاہتا ہوں۔
اتفاق سے عنبر کو باباجی کی تلوار یاد آ گئی جو اب بھی ان
کے پاس ہی پڑی تھی۔ اس نے فوراً تلوار کو نیام سے باہر
نکال لیا اور اس سوراخ کو کریدنا شروع کر دیا اور کوئی گھنٹے
بھر کی محنت سے اسے خاصا چوڑا کر دیا۔ تلوار بہت ہی تیز اور
فولاد کی بنی ہوئی تھی۔
عنبر نے اس سے پتھر کو کاٹنا شروع کر دیا وہ لگا تار

کوشش کرتا رہا بالآخر ایک دن اور ایک رات کی محنت سے
وہ سوراخ کو اتنا چوڑا کر سکا جس سے وہ باہر نکل جائے۔
پھر اس نے ہاتھ سے پکڑ پکڑ کر زور لگا کر پتھروں کو توڑنا شروع
کر دیا کیوں کہ ان پتھروں پر کوئی جادو نہ تھا اور عنبر کی طاقت
کے سامنے یہ بے بس تھے۔
کوئی آدھے دن کی اور کوشش سے عنبر نے اس غار میں
آنے اور جانے کے لئے راستہ بنا لیا پھر سب سے پہلے
بھوکے شیروں کو باہر نکالا پھر بزرگ کی لاش کے پاس آ کر
اسے الوداع کہا اور عنبر باہر آ گیا اب اسے سب سے پہلے
بوڑھے کی فکر تھی۔
باہر اندھیرا پھیل گیا تھا اس لئے باہر کوئی خطرہ نہ تھا۔
وہ ماریا کے بتائے ہوئے پتہ پر چل نکلا اسے ماریا کی
خوشبو آنا شروع ہو گئی۔ پھر اس کی خوشی کا ٹھکانہ ہی نہ رہا
کہ ماریا کے ساتھ ساتھ اسے ناگ کی خوشبو بھی آنے لگی تھی
اور اسی خوشبو پہ وہ اس غار میں پہنچ گیا۔ جہاں حکیم بوڑھے
کو دوائی کھلا رہا تھا اور بوڑھا اٹھ کر بیٹھنے کے قابل ہو گیا
تھا۔ پاس ہی ناگ وفادار غلام کی طرح بیٹھا تھا۔
ماریا نے خوش ہو کر کہا
دیکھو عنبر بھائی ناگ بھیا بھی مل گئے اور بوڑھا بھی ٹھیک

ہوگیا ہے۔ اب آپ بوڑھے سے کہیں کہ ناگ بھیا کو ٹھیک
کر دے۔

عنبر نے کہا ابھی کہتا ہوں۔

بوڑھے نے عنبر کو دیکھا تو اس سے لپٹ گیا اور کہا!
عنبر واپس جانے کے لئے کشتی سنبھال کے رکھی ہوئی ہے
کہ نہیں۔

ماریا نے کہا فکر نہ کرو بابا۔ میں ابھی ابھی وہیں سے
آئی ہوں ہماری کشتی اب بھی کیکر کے درختوں کے جھنڈ
میں ان سے بندھی ہوئی موجود ہے۔

عنبر نے کہا بابا اب تمہاری طبیعت کیسی ہے۔

بوڑھے نے کہا ٹھیک ہوں صرف کمزوری باقی ہے۔

تب عنبر نے کہا

اب تم ہمارے بھائی ناگ کو بھی اپنے جادو سے ٹھیک
کر دو پھر ہم یہاں سے نکل چلیں۔ میرا خیال ہے یہ جزیرہ
تباہ ہونے والا ہے۔

بوڑھے نے کہا میں رات کو جاپ کروں گا اور صبح کے وقت
جاکر ناگ ٹھیک ہو جائے گا۔

اس غار میں روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا وہ سب تھوڑی دیر
تک روانگی کے متعلق باتیں کرتے رہے پھر پہلے حکیم اور پھر بوڑھا

سو گئے۔ ان کے خراٹوں کی آوازیں آنے لگیں۔

عنبر اور ماریا بھی نیند نہ آنے کے باوجود زمین پر لیٹ
گئے پھر عنبر کو خیال آیا اور اس نے ماریا سے کہا نیند تو
ہمیں آتی نہیں۔ میں نے بادشاہ کا محل دیکھ لیا ہے آؤ دونوں
چل کر ذرا جادوگر کی خبر لیں۔

ماریا نے کہا جیسے آپ کی مرضی۔

پھر دونوں بہن بھائی بادشاہ کے محل کی طرف روانہ
ہو گئے۔

مکار بوڑھا سو نہیں رہا تھا بلکہ اس نے سونے کا بہانہ
بنایا تھا اور خوامخواہ خراٹے لیتا رہا تھا اس نے سن لیا تھا
کہ ماریا اور عنبر دونوں بادشاہ کے محل کی طرف گئے ہیں
لہذا اس نے حکیم کو سوتا چھوڑ کر ناگ کو ساتھ آنے کا
حکم دیا اور تیزی سے ماریا کے بتائے ہوئے درختوں کے
پاس پہنچ گیا۔ پھر کشتی کھولی تہ خانے کا ڈھکن کھول کر دیکھا
سونا موجود تھا۔

ناگ کو ساتھ لیا۔ کشتی کو پانی سے خالی کیا سوراخ بند
کئے اور دھکیل کر کشتی کو پانی میں اتار دیا۔

دوسری طرف عنبر اور ماریا بادشاہ کے محل کے پاس
پہنچ گئے۔ جہاں مشعلیں روشن تھیں اور پہرے دار پہرہ دے

رہے تھے ۔
ماریا تو آسانی سے ان کے پاس پہنچ گئی ۔ جب ایک
پہرے دار ٹہلتا ہوا دوسرے کے پاس سے گزر گیا تو ماریا
نے اس کے سر پر ایک چپت رسید کر دی ۔
اس نے پلٹ کر دیکھا اور یہ سمجھ کر کہ دوسرے کی حرکت ہے
جا کر اسے مکا کھینچ مارا ۔
پھر کیا تھا دونوں میں باقاعدہ لڑائی شروع ہو گئی تمام
پہرے دار یہیں اکٹھے ہو گئے ۔ عنبر آرام سے اندر داخل ہو
گیا اور ساتھ ہی ماریا بھی اندر داخل ہو گئی ۔
اندر ایک راہ داری کو پار کرنے کے بعد وہ رہائشی کمروں
کی طرف چل دیتے ۔ یہ ایک اور راہ داری ورانڈا نما لمبی ان
کمروں کے آگے موجود تھی ۔ جہاں دو پہرے دار موجود تھے ۔
اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک گردش کرتے چلے
جاتے تھے ۔
ماریا نے عنبر کو رُکنے کا اشارہ کیا ۔
عنبر ایک ستون کی آڑ میں چھپ گیا ۔
جوں ہی ایک پہرے دار تیزی سے گردش کرتا ہوا ایک
سرے سے دوسرے سرے تک آیا ماریا اس کی راہ میں بیٹھ
گئی ۔ اور پھر جب وہ تیزی سے چلتا ہوا ماریا سے ٹکرایا تو

اُلٹ کر جا گرا ۔
آہٹ کی آواز پر اپنے ساتھی کو گرا دیکھ کر دوسرا بھی بھاگتا
ہوا اِدھر ہی آیا اور اس کی راہ میں بھی ماریا بیٹھ گئی اور وہ
بھی ماریا سے ٹکرا کر دور جا گرا ۔
اسی دوران میں عنبر اور ماریا جادوگر کے کمرے میں
داخل ہو گئے ۔
دونوں پہرے داروں نے آنکھیں ملتے ہوئے ایک
دوسرے کی طرف دیکھا انہیں ٹکرانے والی کوئی بھی چیز نظر
نہ آئی دونوں شرمندہ ہو کر ہنستے ہوئے پھر اپنی ڈیوٹی انجام
دینے لگے ۔

اندر کمرے میں جادوگر ایک قیمتی پلنگ پر مخملی گدوں میں
دھنسا ہوا سو رہا تھا ۔ ماریا نے جاتے ہی اس کے منہ پر
زور سے تھپیڑ کھینچ مارا ۔
جادوگر گھبرا کے اُٹھ بیٹھا ۔ عنبر ایک پردے کے پیچھے
چھپا ہوا یہ تماشا دیکھ رہا تھا ۔
جادوگر نے چاروں طرف دیکھا کوئی بھی موجود نہ تھا
اور اسے خواب سمجھ کر پھر سو کر خراٹے لینے لگا ۔
ماریا نے پلنگ کے پاس ہی پڑا ہوا جادوگر کا بہت

موٹا اور وزنی جوتا اٹھایا اور جادوگر کے سر پہ دے مارا۔
جادوگر پھر گھبرا کے اُٹھ بیٹھا اور بولا
کون ہے ؟
ماریا نے آواز بگاڑ کر کہا
مَیں تمہاری موت ہوں! ظالم تم سینکڑوں بے گناہوں کے قاتل ہو۔ زندہ انسانوں کو چکی میں پسوا کر ان کا خون نچوڑ لیتے ہو اور ان کا گوشت پالتو درندوں کو کھلا دیتے ہو۔
پھر ماریا نے آگے بڑھ کر اس کے کان کی لو کاٹ ڈالی۔
جادوگر تڑپ اُٹھا اور خون کا فوارہ اس کے کان سے بہہ نکلا اور وہ چیخ پڑا۔
ماریا نے کہا کیوں کیسی تکلیف ہوتی ہے یہ تو ایک معمولی زخم ہے اس سے ان مظلوموں کی تکلیف کا اندازہ لگاؤ جو چکی میں پس جاتے ہیں۔
جادوگر نے کہا میں تمہیں نشٹ کر دوں گا میں جانتا ہوں تم کون ہو ؟۔
پھر جیسے ہی اس نے کوئی منتر پڑھنا چاہا عنبر جلدی سے پردے کی اوٹ سے نکل آیا اور جادوگر حیران رہ گیا تم زندہ

ہو تم غار سے باہر کیسے آ گئے۔
عنبر نے کہا مجھے بھی اس کی روح ہی سمجھ لو بیٹا اس نے بڑھ کر جادوگر کا گلا دبا دیا۔
جادوگر کی زبان باہر نکل آئی تو ماریا نے زبان کو کس کر ایک ڈوری سے باندھ دیا۔
پھر اس نے جادوگر کا تیز دھار خنجر نکال کر اس کے سر کے بال، داڑھی، مونچھ اور بھنویں تک صاف کر دیں اور عنبر سے بولی
مَیں ابھی آئی۔
جادوگر بول تو سکتا نہیں تھا بار بار عنبر کے آگے ہاتھ جوڑتا تھا کہ اسے معاف کر دیا جائے۔
عنبر نے کہا
تجھے معاف کر دوں جس نے پوری آبادی کو راہ حق سے ہٹا کر شیطانی کاموں میں لگا دیا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے طاقت کے پجاری دیکھ لی میرے رب کی طاقت جو تجھے نظر نہیں آتا لیکن تیری شہ رگ سے بھی نزدیک پہنچ گیا ہے۔
اتنے میں ماریا ایک موٹی رسی اور سیاہی لے آئی اس نے جادوگر کا منہ اور سر کالا کر دیا پھر اس کے دونوں پاؤں

ہیں رسی باندھ کر اس رسی کو چھت میں لگے لوہے کے کڑے
سے نکال کر اسے کھینچ لیا۔

عنبر نے ایک کپڑا حلق تک اس کے منہ میں ٹھونس دیا
تاکہ آواز نہ نکال سکے اور کوئی منتر نہ پڑھ سکے اور اس کمرے
سے باہر آ کر بادشاہ کے کمرے کا رُخ کیا۔

ماریا نے بادشاہ کو بھی جگایا اور اس کے سر میں جوتے
مار مار کر اس کے گلے میں پھندا ڈال دیا۔ تاکہ بول نہ سکے صرف
سن سکے۔

پھر عنبر نے کہا

بدبخت گمراہ حاکم! تو اس جادوگر کو نجات دہندہ سمجھتا ہے
جس نے تجھے ظلم کی ترغیب دے رکھی ہے تو نے اس
بزرگ کی نصیحت پر عمل نہیں کیا اور اسے شیروں کے غار میں
پھینکوا دیا خدا کی لعنت بھی تجھے برائیوں سے باز نہ رکھ سکی۔
اپنی اور اپنی قوم کی بگڑی ہوئی شکلوں کو دیکھ کر بھی تو نے
عبرت نہیں پکڑی اور شیطان کے چیلے کا مرید بنا رہا خدا کی
راہ کو بالکل چھوڑ کر شیطان سے ناطہ جوڑ دیا۔ انسانوں پر رحم
کرنے کی بجائے ظلم کیا۔ برائیوں سے توبہ کرنے کی بجائے
اور اپنائیں۔ خدا کی وحدانیت کو چھوڑ کر شیطانیت کو اپنا لیا
اور خدا کے سامنے سر جھکانے کی بجائے طاقت کی پرستش

شروع کر دی۔

پھر ماریا نے اس کا سر ڈاڑھی اور مونچھ اور بھنویں صاف
کر دیں اور منہ کالا کر کے اس کے منہ میں بھی کپڑا ٹھونس کر اسے
چھت سے اُلٹا لٹکا دیا اور چھپتے چھپاتے محل سے دوبارہ غار
کی طرف روانہ ہو گئے۔

غار میں حکیم کے خراٹے گونج رہے تھے اور وہ گھوڑے
بیچ کر سویا ہوا تھا۔

عنبر اور ماریا جب واپس آئے تو دیکھ کر حیران رہ گئے
ناگ اور بوڑھا یہاں موجود نہ تھے۔

عنبر کا ماتھا ٹھنکا اور اس نے کہا غضب ہو گیا
ماریا وہ کم بخت بوڑھا لالچی سونا اور کشتی لے کر یہاں سے
فرار ہو گیا ہے چلو چل کر دیکھیں وہ بھاگم بھاگ ساحل پر آئے
تو کشتی بھی غائب تھی۔

ماریا نے کہا ناگ بھائی ایک دفعہ ہم سے پھر بچھڑ گئے
ہیں۔

عنبر نے افسوس کے ساتھ کہا اس بوڑھے پر میری نصیحت
کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور جان بچانے کا صلہ اس نے برائی
ہی سے دیا۔ کم بخت یہ نہیں جانتا کہ لالچ اسے بیچ بھنور
میں ڈبو دے گا۔

ماریا نے کہا اب کیا کریں۔

عنبر نے کہا فی الحال ہمیں چھپ کر اپنی آج کی کارگزاری کا ردّ عمل دیکھنا چاہیے۔ پھر کوئی صورت کریں گے دونوں پریشانی میں واپس غار میں آ گئے۔

دن کے وقت سپاہیوں نے بادشاہ اور جادوگر دونوں کو چھت سے اتارا۔ جادوگر نے اپنی اور بادشاہ کی اس حالت پر پردہ ڈالنے کے لئے کہہ دیا۔

میں اور بادشاہ اس حالت میں رات بھر تمہارے لئے جاپ کرتے رہے ہیں۔

بادشاہ اس سے بہت خوش ہوا۔

پھر تمام جزیرے کی پولیس کو حکم ہو گیا کہ جزیرے کا کونا کونا چھان مارو اور جہاں کہیں بھی کوئی باہر کا آدمی نظر آئے اسے گرفتار کر کے لاؤ۔

بادشاہ نے اعلان کیا کہ وہ باغی نوجوان شیروں کی غار سے فرار ہو گیا ہے اسے ہر حالت میں تلاش کر کے زندہ یا مردہ حاضر کرو۔

جادوگر کی رائے سے تمام قیدیوں کو کھلے میدان میں اکٹھا کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ جزیرے کی تمام آبادی دوسرے دن اس میدان میں اکٹھی ہو اور اپنی آنکھوں سے قیدیوں کا حشر

دیکھے۔

تمام شہر کی پولیس حرکت میں آ گئی اور جزیرے کا کوئی بھی کونا محفوظ نظر نہیں آ رہا تھا۔

جادوگر نے جاپ کر کے اس غار کا پتہ چلا لیا جہاں عنبر ماریا اور حکیم چھپے ہوئے تھے۔

پھر ایک خاص شاہی دستہ ہتھیاروں سے لیس ہو کر ان کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا گیا۔

غار میں حکیم کانپ رہا تھا کہ اب کیا ہو گا

عنبر نے تسلی دیتے ہوئے کہا زندگی اور موت کا مالک خدا ہے۔ بادشاہ نہیں اگر موت اسی طرح لکھی ہوئی ہے تو اسے ٹالا نہیں جا سکتا اور اگر زندگی باقی ہے تو یہ بادشاہ تو کیا تمام دنیا کے بادشاہ مل کر تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے ابھی یہ باتیں ہی ہو رہی تھیں کہ شاہی دستہ آن پہنچا

ماریا نے عنبر سے کہا اب کیا خیال ہے۔

عنبر نے کہا فی الحال مجھے گرفتار ہو جانے دو اگر ہم نے ان کو مار کر راہ فرار اختیار کر لی تو وہ سینکڑوں قیدی موت سے نہ بچ سکیں گے۔ میرے وہاں ہونے سے ہو سکتا ہے کوئی صورت پیدا ہو جائے۔

اب تم ذرا جادوگر سے دور ہی رہنا ایسا نہ ہو کہ ناگ کے

ساتھ ساتھ میں تمہیں بھی کھو بیٹھوں۔

پھر سپاہیوں نے اندر آکر عنبر اور حکیم کو گرفتار کر لیا اور ساتھ لے گئے۔

میدان میں تمام قیدیوں کو اکٹھا کر دیا گیا تھا اور ان قیدیوں میں عنبر اور حکیم بھی موجود تھے۔ سارے جزیرے کے لوگ بادشاہ کے حکم پر یہاں اکٹھے ہو گئے تھے پھر وقت مقررہ پہ بادشاہ اور جادوگر بھی یہاں پہنچ گئے۔

بادشاہ سخت غصے کی حالت میں تھا عنبر کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔

جادوگر نے عنبر کو دیکھ کر طنز کی۔

اس گڑیا کو کہاں چھوڑ آئے ہیں؟ خیر تم سے نپٹنے کے بعد اس سے بھی بات کریں گے تم نے دیکھ لیا ہو گا کہ بھاگ بھاگ کر تھک جاؤ گے لیکن موت اس جزیرے میں تمہارا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔ اب میں دیکھوں گا کہ تمہارا خدا تمہیں موت سے کیسے بچا سکتا ہے۔

عنبر نے کہا اب بھی وقت ہے اسے غنیمت جانو خدا کو مقابلے پر مت پکارو تم سے پہلے بھی کئی قومیں اس سے مقابلہ کرتی ہوئیں صفحہ ہستی سے مٹ گئیں ظلم سے ہاتھ روکو اور خدا کے قہر سے بچ جاؤ۔ یاد رکھو خدا نافرمانی کی بہت

بڑی سزا دیتا ہے۔

جادوگر نے کہا پہلے نافرمانی کی سزا تم دیکھ لو میں تمہیں سب سے آخر میں سزا دوں گا تاکہ خدا کے ماننے والے ان بندوں کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھ سکو۔

جادوگر کے حکم سے چند قیدیوں کو سامنے لایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ان کے ایک ایک ہاتھ کاٹ دو۔

فوراً سپاہیوں نے ان کا ایک ایک ہاتھ کاٹ دیا درد کی وجہ سے یہ لوگ زمین پر تڑپنے لگے جزیرے کے لوگ بادشاہ اور جادوگر ان کو تڑپتا دیکھ کر خوش ہونے لگے۔

عنبر نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا یہ تیرے بندے ہیں شاید ان کے نصیبوں میں یہی لکھا تھا۔

پھر بادشاہ کے کہنے پر ان کی ایک ایک ٹانگ کاٹ دی گئی۔ زمین پر خون ہی خون پھیل گیا اور ان بے چاروں نے تڑپ تڑپ کر جانیں دے دیں۔

پھر بادشاہ کی طرف سے جادوگر نے اعلان کیا ان لاشوں کو بھوکے درندوں کے آگے ڈال دیا جائے باقی تماشہ کل پھر ہو گا۔

بادشاہ اور جادوگر نے جاتے جاتے حکم دیا کہ اس قیدی کی نگرانی ہوشیاری سے کی جائے کہیں یہ خدا کا خاص بندہ

فرار نہ ہو جائے۔

عنبر نے کہا میں جانا چاہوں تو تم مجھے روک نہ سکو گے لیکن جس طرح تم نے ان مظلوموں کا تماشہ دیکھا ہے میں بھی تمہارا تماشہ دیکھنا چاہتا ہوں۔

تمام قیدیوں کو مع عنبر ایک بڑی سی غار میں بند کر دیا گیا اور پہرہ سخت کر دیا گیا۔

لیکن ماریا کو کون روک سکتا تھا وہ عنبر کے پاس پہنچ ہی گئی۔

عنبر بہت پریشان تھا کہتے ہیں نیند سولی پر بھی آ جاتی ہے غریب قیدی موت کے منہ میں ہونے کے باوجود بھی سو ہی گئے۔ لیکن عنبر اور ماریا جاگ رہے تھے۔

عنبر نے آج پہلی مرتبہ کہا

پرور دگار! اپنے ان مظلوم بندوں کی امداد فرما۔ تیرے کام میں دخل دینا گو کہ گستاخی ہے لیکن پھر بھی میری التجا ہے اپنی شانِ غفور الرحیمی کے صدقے ان گمراہوں اور نافرمانوں کے سامنے اس عاجز کا سر نیچا نہ کر۔ یہ تیرے منکر ہیں انہیں دکھا دے کہ خدا ہے جو زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے۔

آسمان پر زور سے بجلی کڑکی۔ غار کے ایک کونے میں وہی شیروں کی غار والے بزرگ مسکراتے ہوئے عنبر کے

سامنے آ گئے اور کہا

گھبرا گئے عنبر! انتظار تو کیا ہوتا

خیر، طوفانِ نوح ایک دفعہ پھر آ رہا ہے بارش اور طوفان کا پانی اس جزیرے میں آئے گا تم ان تمام لوگوں کو لے کر اسی جہاز میں سوار ہو جانا جو طوفان میں جزیرے کی زمین پر آ گیا تھا۔ اور اب زمین میں دھنسا ہوا پڑا ہے اللہ نے تو یہ انتظام پہلے ہی کر دیا تھا۔ سمندر کو حکم ہو گیا ہے کہ اس زمین کو نگل لے۔

عنبر کی آنکھوں میں تشکر سے آنسو بھر آئے۔ وہ بزرگ غائب ہو گئے تو عنبر سجدے میں گر پڑا اور گڑگڑا کر کہا

پرور دگار! تو بڑا غفور الرحیم ہے ہم ہی جلدی بے صبرے ہو جاتے ہیں۔

پھر ہواؤں اور بارش کا طوفان شروع ہوا جس سے جزیرے کے کئی درخت جڑوں سے اکھڑ گئے۔ سمندر کی خونی لہریں بپھر کر کناروں سے باہر جزیرے پر آ گئیں۔ زلزلے کا جھٹکا آیا۔ جس سے تمام شہر کی عمارتوں میں دراڑیں پڑ گئیں اور کئی جگہ سے زمین شق ہو گئی۔ زمین میں دھنستے ہوئے جہاز کو سمندر کی لہروں نے اپنی آغوش میں لے لیا۔ غار میں تمام قیدی توبہ و استغفار میں مصروف تھے۔

ہوتے آدمی ہیں۔

جادوگر نے کہا اے سردار مجھے دیوتا نے کچھ نہیں بتایا مجھے حکم ہوا ہے کہ ہر فیصلہ عظیم دیوتا اپنی زبان سے کرے گا۔

سردار نے کہا صدیوں سے ہمارے بزرگ یہاں آباد ہیں آج تک تو فیصلہ قبیلے کا سردار اور جادوگر ہی کرتے رہے ہیں کسی نے بھی دیوتا کو فیصلہ کرتے اور بولتے نہیں دیکھا۔

جادوگر نے کہا تو ٹھیک کہتا ہے سردار میری عقل بھی کام نہیں کر رہی۔ پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا اب یہ کیسے ہوگا عظیم دیوتا ہی جان سکتا ہے۔

سردار قباچہ کچھ فکر مند سا نظر آنے لگا۔

تب اس نے کہا جس لڑکی کے متعلق تو نے کہا ہے کہ بیوی بنانے پر دیوتا ناراض ہوگیا ہے۔ شاید وہ ٹھیک ہی ہے اس کی حفاظت رات بھر ایک جنگلی شیر کرتا ہے میرا خیال ہے دیوتا ہی شیر کے روپ میں اس کی حفاظت کرتا ہے مجھ سے غلطی ہوتی ہے اب اگر میں سردار رہا تو اس لڑکی کو آزاد کر دوں گا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ جادوگر کی اس سلسلہ میں رائے لے اپنا نیزہ اٹھائے یہاں سے چلا گیا۔ جادوگر کی سانس میں سانس آئی موت اس کے سر پر آکر واپس آکر لوٹ گئی تھی اس نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور زیر لب کہا

میں اس موت کو ہمیشہ کے لئے ختم کرا دوں گا فکر نہ کر نادان سردار تیرے گوشت پر پورے قبیلے کی دعوت ہوگی۔ صبح جھمک دیوتا کے بت کے خول میں سادھو کا چیلا خود گھس کر تیری موت کا اعلان کرے گا اور تیری موت کے جشن کے بعد میں پھر جادوگر کی حیثیت سے تیرے تخت کے دائیں طرف بیٹھوں گا۔

ڈیرے میں ڈھول بجنے شروع ہوگئے تھے۔ جن کے ساتھ ساتھ آدم خور قبیلے کے نوجوان بوڑھے، عورتیں اور بچے جھمک دیوتا کے سامنے والے میدان میں اکٹھے ہونے شروع ہوگئے تھے جگہ جگہ ڈھول اور پہاڑی بکرے کے سینگ باجے کی طرح بج رہے تھے اور قبیلے کے لوگوں کو مطلع کر رہے تھے کہ اس اہم فیصلے کے لئے ہر خاص و عام دیوتا کے سامنے حاضر ہو اور اس کے فیصلے کو اپنے کانوں سے سنے۔

آدم خور قبیلے کے لوگ آکر ایک دائرے کی شکل میں اپنے دیوتا کے سامنے بیٹھ رہے تھے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ دائرہ مکمل ہوگیا۔ جس کا مقصد تھا کہ ہر آدمی اس میدان میں اکٹھا ہو چکا ہے۔

جادوگر کے مشورے سے چیلہ دیوتا کے بت میں جا چکا تھا۔ نقاروں اور سینگوں کی آواز سے یہ وادی گونج رہی تھی۔ اور قبیلے والوں کے دل دھڑک رہے تھے۔

تمام لوگ خوش تھے کہ خدا نے ان کی زندگی بچا لی اور اب وہ دوبارہ اپنے عزیز و اقارب سے مل سکیں گے۔ اور شکر ادا کر رہے تھے کہ پروگرام میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ورنہ انہیں پھر پریشانی ہوتی۔

دوسری طرف بوڑھا چند دن تو خوشی خوشی کشتی میں سفر کرتا رہا۔ لیکن جب سمندر میں طوفان آیا تو اسے خیال آیا۔ کہ اس نے جزیرہ چھوڑ کر اور عنبر کو دھوکہ دے کر غلطی کی ہے کیوں کہ اس طوفان کا مقابلہ تو بڑے سے بڑے جہاز کے بھی بس کا نہ تھا پھر بھلا یہ چھوٹی سی کشتی کی کیا حیثیت ہے۔

مگر اب پچھتاوے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

احسان فراموشی اور بددیانتی کی سزا بھگتنے کے لئے وہ تیار ہو گیا۔

ایک دفعہ اُسے پھر خیال آگیا سونا زندگی سے قیمتی چیز نہیں نہیں ہے اسے مَیں کھا نہیں سکتا، پی نہیں سکتا۔ ایسے وقت میں یہ ایک بوجھ ہے۔ تکلیف دہ بوجھ۔

لیکن وقت ہاتھ سے نکل چکا تھا طوفان میں کشتی کھلونے کی طرح ڈولتی پھر رہی تھی۔ جسے بچانے کی وہ بہت کوشش کر رہا تھا لیکن یہ بات اس کے بس کی نہیں تھی یہ کشتی کسی وقت

بھی الٹ سکتی تھی۔

اس نے سوچا مرنے سے پہلے اگر کوئی نیکی اس کے بس میں ہے تو اسے ضرور کرنی چاہیئے۔ ناگ سامنے ہی بیٹھا تھا۔ اسے فوراً خیال آگیا اسے اپنے جادو سے آزاد کر دینا چاہیئے اس مصیبت میں یہ انسان بن کر میرا معاون ثابت ہوگا۔ اس نے جادو کا جاپ شروع کر دیا کشتی لہروں کی گود میں لڑھکتی رہی لیکن اب بوڑھا اپنے جاپ میں کھویا ہوا تھا۔ اسے طوفان کی شدت کا بھی احساس نہیں ہو رہا تھا جاپ ختم کر کے اس نے ناگ پر پھونک ماری۔

ناگ کو احساس ہوا کہ اس کے جسم کے گرد پتھر کا حصار خود بخود ٹوٹ گیا ہے اس نے کشتی کو لہروں پر اُلٹتے پلٹتے دیکھا تو اپنے آپ کو انسان میں تبدیل کر لیا۔ اب ناگ کے بجائے بوڑھے کے سامنے ایک سانولا سلونا نوجوان بیٹھا تھا۔

بوڑھے نے کہا مجھے معاف کر دو بیٹا مَیں بہت بُرا اور لالچی آدمی ہوں مَیں نے تمہیں ناحق تمہارے بھائی بہن سے جدا رکھا۔ مجھے لالچ کی سزا مل گئی ہے۔ مجھے معلوم ہے یہ کشتی اس طوفان کا مقابلہ نہیں کر سکتی اس کشتی کے تہ خانے میں بے شمار سونا ہے جو میرے کسی کام کا نہیں۔

پھر اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اچھا ہے لالچ کا انجام بُرا

قبیلے کے لوگو! تمہارے سردار نے باہر کی دنیا کی ایک لڑکی کو اپنی بیوی بنا کر جو پاپ کیا ہے۔ ہم اس سے سخت ناراض ہیں سردار کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ لیکن لوگ سجدے میں گر پڑے دیوتا کی آواز پوری وادی میں گونج رہی تھی۔

۳۸
کی آنکھ
پتھر کا دل
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

شیشے کا دل، پتھر کی آنکھ

اے۔ حمید

ساڑھے سات روپے

باراول ـــــ ۱۹۸۶ء
ناشر: مکتبہ اقراء ۲۰ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

شہزادی کا اغوا
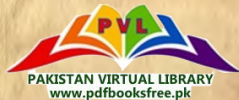
جوں ہی بوڑھے انگریز کی کشتی طوفان کے شدید زور سے سمندری چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہوئی ناگ ایک دم سے انسان سے پرندہ بن کر آسمان کی طرف اڑ گیا۔ اوپر ہواؤں کا بہت زیادہ زور تھا اس لئے ناگ نیچی پرواز کر رہا تھا لیکن اس کے باوجود تیز اور تند ہواؤں کے آگے اس کی حیثیت ایک ذرے کے برابر تھی جس طرف ہوا کا زور ہوتا وہ اسے اپنے ساتھ اُڑا کر لے جاتی۔

ناگ کا انگ انگ دُکھنے لگا تھا اور تمام اعضاء شل ہو گئے تھے۔ وہ تو اچھا ہوا کہ اپنے آپ ہی طوفان کا زور ختم ہو گیا اور بپھرا ہوا بحر احمر آہستہ آہستہ اعتدال پر آ گیا ورنہ اب ناگ کے لئے زیادہ دیر تک پرواز کرنا انتہائی مشکل ہو گیا تھا۔ حالات اعتدال پر آئے تو وہ سمندر میں اُبھری ہوئی ایک چٹان پر بیٹھ کر اپنے حواس درست کرنے لگا۔

اسے معلوم تھا کہ عنبر اور ماریا کا ارادہ ہسپانیہ جانے کا
ہے۔ سمندر میں دور تک کسی جہاز کا پتہ نہ تھا۔ اس نے سوچا
مجھے ہسپانیہ ہی کا عزم کرنا چاہیئے وہیں پر عنبر اور ماریا
سے ملاقات ہو سکتی ہے۔

پھر وہ فکر مند ہوگیا کہ خدا جانے ان دونوں پر اس طوفان
میں کیا گزری ہے وہ دونوں بادشاہ کے محل میں گئے تھے اور
ان کی غیر حاضری میں بوڑھا انگریز اسے لے کر فرار ہوا تھا
اس دھوکے باز کو تو لالچ کی سزا مل گئی ہے لیکن نہ جانے
عنبر اور ماریا کا کیا حال ہے۔

جس وقت وہ یہ سوچ رہا تھا عنبر اور ماریا اسی تجارتی جہاز
پر جو جزیرے میں طوفان کے زور سے چڑھ آیا تھا اور اب
اس طوفان نے جس کا پانی جزیرے میں آگیا تھا اور جہاز کو
جو زمین میں دھنسا ہوا تھا ایک دفعہ پھر اپنی آغوش میں اٹھا
لیا تھا۔

بزرگ کے کہنے پر تمام قیدیوں کو لے کر بحر احمر میں عنبر اور
ماریا سفر کر رہے تھے اور یہ جہاز مختلف منزلوں پر مسافروں
کو اتارتا اور چڑھاتا ہسپانیہ کی طرف جا رہا تھا۔

ہوا موافق تھی اور سمندر پُرسکون تھا لیکن عنبر اور ماریا کے

ذہنوں میں طوفان آیا ہوا تھا وہ ہاتھ مَل رہے تھے کہ خدا
جانے بوڑھے نے ناگ کو ٹھیک بھی کیا ہے یا نہیں۔ پھر
ایسے خوف ناک طوفان میں جہاں بڑے بڑے جہاز بے بس
ہو گئے ہیں وہاں ایک کشتی سے سفر کرنا موت کو دعوت
دینے کے برابر تھا۔

عنبر کو یقین تھا کہ بوڑھا اپنی کشتی اور سونے سمیت غرق
ہوگیا ہوگا۔ ناگ زندہ تو ہوگا کیوں کہ وہ مر نہیں سکتا۔
لیکن اگر وہ بوڑھا انگریز مر گیا تو ناگ کو ٹھیک کرنے کے
لئے انہیں بڑی دشواری ہوگی۔

آخر ماریا نے تسلی دیتے ہوئے کہا

ناگ بھائی کو یہ تو علم ہوگا کہ ہمارا ارادہ ہسپانیہ جانے کا
ہے میرا دل کہتا ہے کہ اب ناگ بھائی سے ملاقات ہسپانیہ
میں ہوگی۔

عنبر ہر مقام پر جہاں سواریاں اُترتیں اور چڑھتیں بوڑھے کی
کشتی سے متعلق پوچھتا لیکن اب تک اس کشتی کے متعلق کسی کو
بھی علم نہ تھا۔

دوسری طرف جب ناگ تازہ دم ہوگیا تو وہ پھر پرندہ بن
کر اُڑا اور اب اس کا رُخ ہسپانیہ کی ہی طرف تھا وہ سمندر
کے اوپر آبی پرندے کی شکل میں اُڑتا ہوا سمندر کے ساتھ

ساتھ چلا جا رہا تھا۔

عنبر اور ماریا کا جہاز فلاڈیا کی بندرگاہ پر رُکا اور یہاں سے والی، سیپتہ کی حسین و جمیل لڑکی الزبتھ سوار ہوتی جس کے ساتھ شاہی محافظ بھی اسے پہنچانے آئے ہوئے تھے اور اس محافظ دستے کے سپہ سالار نے باقاعدہ جہاز کے کپتان کو تاکید کی تھی کہ وہ شہزادی الزبتھ کا خاص خیال رکھے جو اس دور کے دستور کے مطابق والی، اندلس راڈرک کی شاہی مہمان بن کر جا رہی تھی۔

راڈرک گاتھ خاندان سے تعلق رکھتا تھا اور اُندلس کا بادشاہ تھا جس کے زیرِ حکومت کئی اندلسی ریاستیں تھیں جن کے حکمرانوں کو حکومت کی طرف سے کاؤنٹ کا خطاب دیا جاتا تھا۔ ان ہی میں کاؤنٹ جولین سیپتہ کا حکمران تھا۔

گاتھ خاندان کا دستور تھا کہ امراء کو اور چھوٹی ریاستوں کے والیوں کو قبضے میں رکھنے کے لئے ان کے لڑکے اور لڑکیوں کو شاہی سرپرستی میں لے لیا کرتے تھے جہاں ان کو آداب شاہی سکھانے کے لئے تعلیم و تربیت دی جاتی تھی اسی لئے سیپتہ کی شہزادی الزبتھ خاندانِ گاتھ کے فرماں روا اندلس کے حکمران شہنشاہ راڈرک کی شاہی مہمان بن کر تعلیم و تربیت کے لئے جا رہی تھی۔

الزبتھ سنہری بالوں اور سرخ و سفید رنگ کی ایک نہایت ہی خوب صورت لڑکی تھی۔

ماریا کا اسے دیکھ کر دل خوش ہوگیا اور اگر عنبر نے منع نہ کر دیا ہوتا۔ تو وہ ضرور اس حسین سی گڑیا سے دوستی کر لیتی۔

جہاز میں کپتان نے اسی وقت شہزادی کے لئے ایک خوب صورت کمرہ خالی کروا دیا اور الزبتھ اپنی ملازمہ کے ساتھ کیبن میں چلی گئی۔ جہاز رات دن سفر کرتے ہوئے اندلس کی طرف بڑھ رہا تھا۔

ایک رات آسمان پر سیاہ بادل چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی صورت میں اکٹھے ہونے لگے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ان بادلوں نے آسمان پر سیاہ چادر تان دی۔ اور اس کے ساتھ ہی بارش شروع ہو گئی۔

ماریا اور عنبر جہاز کے عرشے پر کھڑے سمندر میں پڑتی اس بارش سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ہوا میں کوئی تیزی نہ تھی اس لئے کسی طوفان کا کوئی خدشہ نہ تھا۔

بارش نے جہاز کے چاروں طرف شیشے کی سی چادر تان دی تھی۔ اور بارش کے اس شیشے میں سے دور سمندر دھند میں تحلیل ہوتا نظر آ رہا تھا۔

دونوں بہن بھائی ہسپانیہ کے متعلق کے گفتگو کر رہے تھے
جس کا بڑا شہر اندلس تھا اور جہاں جہاز جبرالٹر کی بندرگاہ پر
جا کر واپسی کا سفر شروع کر دیتا تھا۔
اس شہر کے تاریخی مقامات کا ذکر ہو رہا تھا کہ جہاز کا
کپتان عنبر کو تلاش کرتا ہوا عرشے پر آیا اور بتایا کہ ایک جہاز
کی روشنی قریب ہی سے دکھائی دے رہی ہے رات میں
کسی جہاز کی شناخت مشکل ہے جب کہ چاروں طرف دھند چھائی
ہوئی ہے۔ بہت ممکن ہے سمندری قزاقوں کا ہی کوئی جہاز ہو
میں نے عملے کو تیار رہنے کا حکم دے دیا ہے اور آپ کو مطلع
کرنے کے لیے تلاش کر رہا تھا۔
عنبر نے کہا
حفاظتی اقدام اچھی چیز ہے لیکن گھبرانے کی ضرورت نہیں۔
جب ہم نے وہ جہاز دیکھ لیا ہے تو یقیناً ان لوگوں نے بھی
ہمارا جہاز دیکھ لیا ہوگا اور اگر ان کی نیت ٹھیک نہیں ہے تو
وہ ضرور اس کے لیے ہم کو مطلع کریں گے کہ وہ کیا چاہتے
ہیں۔
ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک بڑا سا بیڑہ جس میں
پچاس کے قریب آہن پوش جو سر سے لے کر پاؤں تک زرہ
میں چھپے ہوئے تھے نیزوں اور تلواروں سے لیس جہاز کے

قریب آتے دکھائی دیتے۔
عنبر نے کپتان سے کہا
آپ جا کر عملے کو بالکل تیار رہنے کا حکم دے دیں مجھے ان
سے کسی بھلائی کی خوشبو نظر نہیں آ رہی۔
کپتان گھبراہٹ میں بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔
ماریا نے کہا تم تو خواہ مخواہ گھبرا گئے ہو عنبر بھائی ہو
سکتا ہے وہ کسی ضرورت کے تحت ہی ہمارے پاس آ رہے ہوں
عنبر نے کہا ماریا بہن! ضرورت کے تحت زرہ بکتر اور ہتھیاروں
سے لیس ہو کر کوئی نہیں آتا اور مجھے ان کے ارادے نیک
معلوم نہیں ہوتے۔
پھر وہ بیڑہ جلدی ہی جہاز کے ساتھ آ لگا اور ان کے
کمانڈر نے حکم دیا
شہزادی الزبتھ کو ہمارے حوالے کر دو
عنبر نے پوچھا کیوں؟
کمانڈر نے کہا یہ پوچھنے کی تمہیں کیا ضرورت ہے۔ شہزادی
ایک مسافر کی حیثیت سے سفر کر رہی ہیں ان کی کوئی ذمہ داری
تم پر نہیں۔
عنبر نے جواب میں کہا
آپ غلط کہہ رہے ہیں کمانڈر صاحب جہاز کے ادنیٰ سے

ادنیٰ مسافر کی حفاظت بھی جہاز کے کپتان کے فرائض میں
شامل ہوتی ہے۔ شہزادی تو پھر شہزادی ہیں۔

کمانڈر نے کہا

چہرے سے تم عقل مند آدمی معلوم ہوتے ہو پرائی آگ میں
کودنے سے کیا فائدہ ایک فرد کے بدلے پورے جہاز کو خطرے
میں مت ڈالو۔ ہم بزورِ شمشیر شہزادی الزبتھ کو تم لوگوں سے چھین
کرلے جائیں گے ہمارے پاس جنگی جہاز کے علاوہ بہترین اسلحہ اور
تربیت یافتہ سپاہی موجود ہیں۔

عنبر نے کہا

تھوڑا انتظار کرو مجھے سوچنے کا موقعہ دو۔

کمانڈر نے کہا خوب سوچ لو لیکن یہ خیال رکھنا کہ فیصلہ نفی
میں نہ ہو۔

عنبر شہزادی کے پاس آیا جو اپنے کیبن میں تھر تھر کانپ
رہی تھی۔

اس نے عنبر کو ملتجی نگاہوں سے دیکھا

عنبر نے کہا کیا آپ بتا سکتی ہیں یہ لوگ کون ہیں اور آپ کو
کیوں اغوا کرنا چاہتے ہیں۔

شہزادی نے کہا میرا خیال ہے یہ جبرالٹر کے قریبی شہر مرسیہ کے
حاکم تھیوڈورمیر کے بھیجے ہوئے لوگ ہیں۔

تھیوڈو میر نے میرے والد سے رشتہ مانگا تھا لیکن میرے والد
نے انکار کر دیا۔

اب اسے علم ہو گیا ہے کہ میں شہنشاہ راڈرک کی مہمان بن
کر جا رہی ہوں وہ خود تو شہنشاہ کے ڈر سے سامنے نہیں آیا لیکن
اپنے پالتو کتوں کو بھیج دیا ہے۔

ہم آپ کو ایک دفعہ پھر یاد دلا دیں آپ نے ہماری حفاظت
کی ذمہ داری لی تھی۔

عنبر نے کہا ہم اس ذمہ داری سے دامن بچانا نہیں چاہتے
صرف آپ سے معلوم کرنا چاہتے تھے کہ یہ لوگ آخر کون ہیں۔ آپ
کا شکریہ آپ نے ہمیں سب کچھ بتا دیا ہے۔

اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے اس فرض کو کس طرح
نبھاتے ہیں۔

آپ بالکل بے فکر ہو کر آرام کریں

عنبر باہر آیا تو کمانڈر اس کا منتظر تھا۔

عنبر نے اپنے جہاز کے کپتان سے پوچھا کہ کیا آپ کا عملہ بالکل
تیار ہے۔

کپتان نے کہا

صرف حکم کی دیر ہے نہ جانے حملے والے اِن لوگوں کے جہاز
اور اسلحے سے خائف کیوں نہیں ہیں ہر آدمی ایک اشارے پر جان

دینے کو تیار ہے شاید اس کی وجہ آپ ہیں وہ آپ کے کمالات
دیکھ چکے ہیں اور آپ کے ہوتے ہوئے کسی سے بھی خائف نہیں
معلوم ہوتے۔

عنبر کمانڈر کے پاس آیا اور کہا

سُنو کمانڈر! ہم نے پوری طرح غور و خوض کیا ہے اور یہ فیصلہ
کیا ہے کہ جہاز کے ہر فرد کی حفاظت اس کے عملے اور کپتان کی
ذمہ داری ہوتی ہے

دوسری بات یہ کہ شہزادی الزبتھ اُندلس کے شہنشاہ راڈرک
کی خصوصی مہمان ہیں اور ہم ان کے لئے شہنشاہ راڈرک کے سامنے
بھی جواب دہ ہوں گے۔

اس لئے میری طرف سے صاف انکار ہے میں کسی بھی حالات
میں شہزادی الزبتھ کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔ ہو سکے تو اپنے
حاکم مرسیہ کے تھیوڈو میر سے کہہ دو کہ اگر ہمت ہے تو خود مردوں
کی طرح سامنے آئے کرائے کے آدمیوں کو مروانے سے بھلا کیا
فائدہ ہے۔

کمانڈر نے کہا

تم خواب تو نہیں دیکھ رہے بھلا مرسیہ کے حاکم کو کیا ضرورت ہے
کہ وہ اس شہزادی کے لئے اپنے دامن کو داغ دار کرے اس کے
لئے تو کئی شہزادیاں اس کے ابرو کی ایک جنبش پر اس کے حرم

میں آنے کو تیار ہیں

دراصل اپنا چہرہ زرہ وغیرہ میں چھپائے یہی کمانڈر تھیوڈو
میر تھا۔

پھر کمانڈر نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ بزور شمشیر شہزادی
کو چھین لو۔

فوراً مخالف جہاز جو عنبر کے جہاز کے پاس آگیا تھا سے تختے
گرا کر پل بنا دیا گیا۔ اور بہادر سپاہی دادِ شجاعت دینے کے
لئے جہاز میں کود پڑے۔

عنبر کے جہاز کا عملہ بھی بالکل تیار تھا اور ان میں سے بھی
کئی جیالے دشمن کے جہاز پر کُود گئے تھے اور دونوں جہازوں پر
جنگ شروع ہو گئی۔

عنبر نے ماریا سے کہا جب تک یہ مقابلہ برابری کی سطح پر ہو
رہا ہے تم دشمن کے جہاز پر جاؤ اور کسی بھی صورت نیچے اتر کر
جہاز میں آگ لگا دو۔

تم کسی کو نظر تو آ سکتی نہیں ہو اس لئے آسانی سے یہ
کام کر سکتی ہو۔ پھر یہ لوگ اندرونی اور بیرونی دونوں محاذوں
پر لڑ نہیں سکیں گے۔

ماریا نے کہا عنبر بھائی فکر ہی مت کرو تھوڑا تم نے کہا
ہے زیادہ کرنا میرا کام ہے۔

پھر ماریا آرام، سے چھلانگ لگا کر دشمن کے جہاز پر
پہنچ گئی۔

عنبر خود شہزادی کے کیبن کے باہر لڑائی میں مصروف تھا
اور کسی دشمن کو یہاں قریب نہیں آنے دیتا تھا۔

دونوں جہازوں پر لڑائی زور شور سے ہو رہی تھی۔ دشمن
کا کمانڈر حیران تھا کہ ایک عام جہاز پر ایسے تربیت یافتہ سپاہی
کہاں سے آ گئے لڑائی اس کے اندازے کے خلاف مساوی
حیثیت سے ہو رہی تھی۔ دونوں پارٹیوں میں سے کوئی بھی پیچھے
ہٹنے کو تیار نہ تھا۔

عنبر کے جہاز کا عملہ تو صرف عنبر کی موجودگی کی وجہ سے اپنے
آپ کو بہت کچھ سمجھ رہا تھا۔ اور اس وجہ سے ان کے دل بڑھے
ہوئے تھے۔

پھر اچانک دشمن کے جہاز پر سراسیمگی پھیل گئی معلوم ہوا کہ
جہاز میں آگ لگ گئی ہے۔

لڑائی سے ہٹ کر کئی آدمی اپنے جہاز میں کود گئے اور آگ
بجھانے کی کوشش میں لگ گئے۔

عنبر نے دشمن کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا اور اپنے عملے کو کہا
دشمن کو بھاگنے کا موقعہ نہ دیا جائے اور ان پر کاری ضرب
لگائی جائے۔

عنبر کے ساتھیوں نے بھرپور حملہ کر دیا جس سے دشمن جہاز
والے بوکھلا گئے اور ان کے کئی آدمی دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو
گئے تھے۔

کمانڈر نے جو یہ حالت دیکھی جو فوراً حکم دیا جہاز کو یہاں سے
نکال لے جاؤ۔

پھر دشمن جہاز والے دم دبا کر اور کئی لاشیں چھوڑ کر
بھاگ گئے۔

عنبر کے جہاز والے اس فتح پر بے حد خوش تھے اس کے بعد
انہوں نے زخمیوں کی مرہم پٹی کی اور تھکے ہارے سو گئے۔

عنبر بھی مطمئن ہو گیا تھا کہ دشمن اپنے جہاز کو بچانے کی کوشش
میں دوبارہ ادھر کا رُخ نہیں کرے گا۔

لہٰذا عنبر اور ماریا دونوں ہی اپنے کیبن میں چلے گئے اور لیٹ
کر ناگ کے متعلق گفتگو کرتے رہے کہ اب تو اس سے ملاقات اندلس
میں جا کر ہی ہو گی۔

جہاز کے سارے لوگ گہری نیند سو رہے تھے اور یہ دونوں
بہن بھائی اپنے کیبن میں ناگ کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ لیکن
دشمن کمانڈر بہت سیاست دان اور جنگی حربوں سے اچھی طرح
واقف تھا۔

اس نے دور جا کر جہاز کو عملے کے سپرد کر دیا کہ اس کی آگ بجھاؤ اور خود ایک بیڑہ لے کر اپنے ہمراہ صرف دس جانباز لے کر ایک دفعہ پھر بچوری چوری عنبر کے جہاز کے پاس شہزادی کے اغواء کے لئے آیا۔

شہزادی الزبتھ بھی دشمن کی شکست پر بہت خوش اور میٹھی نیند سو رہی تھی۔

کمانڈر نے چوروں کی طرح بیڑہ جہاز کے ساتھ لگا دیا اور ایک تاریک حصہ کا انتخاب کر کے رسوں کی کمندیں ڈال کر عنبر کے جہاز کے پاس پہنچ گئے۔ اور پھر دبے پاؤں شہزادی الزبتھ کے کیبن کے پاس پہنچے۔

جہاز کے سارے لوگ گہری نیند سو رہے تھے۔

انہوں نے کیبن کے دروازے کو دیکھا وہ اوزار ساتھ لائے تھے انہوں نے آواز پیدا کئے بغیر کیبن کا دروازہ ہی اکھاڑ لیا شہزادی کی محافظ نوکرانی کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا اور ہاتھ پاؤں باندھ دیئے یہ سارا کام اتنا اچانک ہوا کہ بے چاری نوکرانی منہ سے آواز بھی نہ نکال سکی۔

پھر شہزادی کے ساتھ بھی یہی کچھ کیا اس کا منہ بند کر دیا گیا اور اسے کندھوں پر لاد کر رسیوں کی مدد سے اپنے بیڑے میں اتر گئے اور رات کی تاریکی میں بیڑہ روپوش ہوگیا۔

صبح سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی جہاز کا تمام عملہ بیدار ہوگیا۔

ایک ملازم صفائی کرنے کے لئے شہزادی کے کمرے کی طرف گیا جہاں دروازہ اکھڑا پڑا تھا اور نوکرانی بندھی پڑی تھی۔ اس نے فوراً کپتان کو اطلاع دی اور کپتان نے عنبر کو اطلاع دی۔

وہ دونوں شہزادی کے کیبن میں آئے اور نوکرانی کے منہ سے کپڑا نکالا۔ اور اسے رسیوں کی بندش سے آزاد کیا نوکرانی نے تمام واقعہ کہہ سنایا اور بتایا

دشمن نے آپ کو دھوکے میں رکھا اور بظاہر شکست کھا کر بھاگ گئے لیکن حقیقت میں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

عنبر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اگر ناگ ہوتا تو ایسے موقعہ پر پرندہ بن کر اُڑ کر معلوم کرتا کہ سمندر میں دشمن کا جہاز کس مقام پر موجود ہے۔

عنبر اور ماریا دونوں کو ناگ کی بہت کمی محسوس ہوئی لیکن اب وہ کیا کر سکتے تھے۔

دوسری طرف کمانڈر اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیڑہ لے کر ایک قریبی جزیرے کے ساحل پر اتر گیا جہاں پہلے سے اس

کے جانباز خیمے لگائے پڑے تھے۔

سپاہیوں نے شہزادی کو لے جا کر تھیوڈور میر کے کمرے میں پیش کر دیا۔

تھیوڈور میر جو کپڑے بدل چکا تھا شہزادی کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا

شہزادی! میں نے نہایت شرافت سے تمہارے باپ کو شادی کا پیغام دیا تھا لیکن اس نے انکار کر کے میری توہین کی جس کا بدلہ لینے کے لئے مجھے یہ سب کچھ کرنا پڑا اب تمہاری اور میری شادی کا جشن اسی جزیرے میں منایا جائے گا اور تمہارا باپ انکار کرنے کی پاداش میں تمام عمر پچھتاتا رہے گا۔

شہزادی نے کہا تھیوڈور میر میرا فیصلہ بھی سن لو۔ میں تمہارے ساتھ شادی کرنے سے بہتر سمجھتی ہوں کہ خودکشی کر لوں تمہارا یہ خواب قیامت تک پورا نہ ہو گا۔

ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں ادھر ناگ آسمان پر پرندہ بن کر اڑتا جا رہا تھا۔

اس نے ایک چھوٹے سے جزیرے پر چند خوب صورت قسم کے خیمے جو لگے دیکھے تو نیچے اتر آیا اور تھیوڈور کے خیمے کے پاس ایک درخت پر بیٹھ گیا۔

پھر سانپ بن کر نیچے اتر آیا اور خیمے کے اندر داخل ہو گیا جہاں ایک خوب صورت لڑکی بیٹھی رو رہی تھی اور اس کے سامنے ایک سرخ شادی کا جوڑا پڑا تھا اور پاس ہی ایک کنیز کھڑی تھی اور کہہ رہی تھی

شہزادی الزبتھ اس شادی کو اپنی تقدیر سمجھ کر قبول کر لو کیوں کہ انکار کی کوئی بھی صورت تھیوڈور میر کے لئے قابل قبول نہیں۔

ناگ کے کان فوراً کھڑے ہو گئے کہ یہ زبردستی کی شادی کا کیا چکر ہے۔

الزبتھ نے کہا

جوزفین! اس ریشمی کفن کو ہم جیتے جی نہیں پہنیں گے مرنے کے بعد ہماری لاش پر ڈال دینا تھیوڈور ہمیں جیتے جی حاصل نہ کر سکے گا۔

کنیز نے کہا

شہزادی حضور! میں آپ کی دشمن نہیں خیر خواہ ہوں شطرنج کی بازی مات کھا جائے تو شاطر بد دل نہیں ہوتا بلکہ دوسری بازی کے لئے مہرے سجا دیتا ہے جس شاطرانہ چال سے کام لے کر تھیوڈور میر نے اس جال میں آپ کو پھنسا لیا ہے اسی طرح آپ بھی اس سے انتقام لیں لیکن وقتی طور پر مان جائیں۔

الزبتھ نے کہا بے وقوف! ہیرے کی آب ختم ہو جائے تو وہ
پتھر رہ جاتا ہے میں عزت دے کر انتقام لینا نہیں چاہتی تم مجھے
تھوڑی دیر کے لئے تنہا چھوڑ دو۔
کنیز الزبتھ کو تنہا چھوڑ کر چلی گئی۔
ناگ نے لوٹ لگائی اور انسان بن گیا۔
الزبتھ جو اپنے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی یہ بالکل نہ دیکھ
سکی۔ آہٹ پر اس نے چونک کر دیکھا۔ ایک سانولا سلونا
لڑکا پاس کھڑا تھا۔
الزبتھ اسے بھی کوئی ملازم سمجھ کر اس پر برس پڑی اور
کہا میں نے کہا ہے کہ مجھے تنہا چھوڑ دو پھر تم کیا لینے آئے
ہو۔
ناگ نے کہا بہن میں تمہارا دشمن نہیں ہمدرد ہوں مجھے معلوم
ہے تھیوڈور تم سے جبراً شادی کرنا چاہتا ہے اور یہ تمہیں کہیں
سے اغوا کر کے لائے ہیں۔
الزبتھ نے کہا ہاں میں ایک جہاز میں اندلس کے شہنشاہ
راڈرک کی مہمان بن کر جا رہی تھی اس ظالم نے پہلے اس جہاز
پر حملہ کیا اور شکست کھائی۔ پھر چوری سے رات کے کسی وقت
یہ اس جہاز پر پہنچے جب تمام عملہ فتح کی خوشی میں سویا پڑا تھا
اور یہ مجھے منہ میں کپڑا ٹھونس کر اغوا کر لائے۔ میں یونانی امیر

کاؤنٹ جولین والی سبتہ کی لڑکی الزبتھ ہوں۔

ناگ نے کہا شہزادی صاحبہ
آپ میری بہن ہیں آپ بھائی کے مقدس رشتے پر بھروسہ رکھتے
ہوئے شادی کے لئے تیار ہو جائیں اور اس کے بعد آپ میرا کمال
دیکھیں۔
الزبتھ نے کہا میں تمہیں بھائی تسلیم کر بھی لوں تو بھی اتنا
بڑا خطرہ مول لے نہیں سکتی بھلا تم تنہا اتنے سارے فوجی سپاہیوں
کا کیسے مقابلہ کرو گے۔
ناگ موج میں تھا اس نے کہا
اچھا تو ملاحظہ کریں میرے کمال لیکن خدا کے لئے کہیں ڈر
کر چیخ نہ مار دینا
پھر ناگ انسان سے سانپ بن گیا۔
الزبتھ حیرانی سے دیکھنے لگی۔
سانپ نے لوٹ لگائی تو وہ شیر بن گیا۔
الزبتھ ڈر گئی اور اس کے ہونٹوں سے چیخ نکلتے نکلتے رہ
رہ گئی کیوں کہ اسے یاد آگیا تھا کہ ناگ نے پہلے ہی منع کر دیا
تھا کہ چیخ نہ مار دینا۔
پھر شیر سے ناگ ہاتھی بن گیا پھر پرندہ اور پھر آدمی کے روپ

یں سامنے آگیا۔

الزبتھ دیکھ کر حیران گئی اور سرگوشی کی۔

"تم جادوگر ہو؟"

ناگ نے کہا آپ فی الحال ایسا ہی سمجھ لیں آپ بتائیں اس بھائی پر بھروسہ کر سکتی ہیں یا نہیں۔

الزبتھ نے کہا تم پُرخلوص انسان ہو لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم میری مدد کیوں کرنا چاہتے ہو جب کہ اس زندگی تمہاری زندگی کو بھی خطرہ ہے۔

ناگ نے کہا بہن ہمیں طویل زندگی اسی لئے ملی ہے کہ ہم اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انسانوں کی خدمت کرتے ہیں یہ ایک بہت لمبی کہانی ہے اور پھر کسی وقت آپ کو یہ سب کچھ بتاؤں گا۔

شہزادی الزبتھ نے کہا کہ اگر تمہیں یہ یقین ہے کہ تم اس شادی کو تھیوڈور میر کی بربادی میں بدلنے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو میں تیار ہوں۔

ناگ نے کہا میں جا رہا ہوں لیکن آپ کے بالکل قریب ہوں آپ یہ لباس پہن لیں۔

ناگ پھر سانپ بن کر جس راستے سے آیا تھا اسی راستے سے چلا گیا۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کنیز پھر آگئی اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ الزبتھ نے دلہنوں والا لباس پہن رکھا تھا وہ بھاگی ہوئی تھیوڈور میر کو اطلاع دینے چلی گئی۔

پھر تھیوڈور میر کے خیمے میں کئی امیر اور سالار جمع ہو گئے تھے۔ اور اب تھیوڈور میر اور شہزادی الزبتھ دونوں پادری کے سامنے کھڑے تھے جو انجیل مقدس کا کوئی باب پڑھ کر سنا رہا تھا۔

الزبتھ کا دل دھڑک رہا تھا۔

پھر عین اس وقت جب تھیوڈور میر شادی کی انگوٹھی شہزادی الزبتھ کو پہنانے والا تھا۔

ایک ہاتھی کی چنگھاڑ سنائی دی اور اس نے اس خیمے کو اکھاڑ کے پھینک دی۔

ہر طرف افراتفری پھیل گئی۔ سپاہی نیزے لے کر اس کی بڑھے ہاتھی نے کئی سپاہیوں کو اپنی سونڈھ میں لپیٹ کر زمین پر دے مارا۔ تھیوڈور میر نے فوراً تیر انداز دستے کو طلب کیا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہاتھی تباہیاں پھیلاتا ہوا اندھیرے میں غائب ہو گیا اور دوسری طرف سے ایک شیر دھاڑتا ہوا آگیا اور اس نے کئی سپاہیوں کو خاک اور خون میں ملا کر

رکھ دیا۔ ناگ چلتے بدل کر آتا اور سپاہیوں کو ہلاک کر کے چلا
جاتا۔

تھیوڈور پریشان تھا کہ چھوٹے سے اس جزیرے پر تو انہوں
نے کبھی کوئی درندہ نہیں دیکھا تھا اور آخر یہ سب درندے
کدھر سے آگئے۔

ناگ نے اس طرح تباہی مچادی کہ افراتفری میں جدھر کسی کے سینگ
سمائے بھاگ لیا۔

تب ناگ انسان کی شکل میں شہزادی الزبتھ کے پاس آیا
اور کہا

آؤ بہن میں نے ایک کشتی حاصل کر لی ہے۔

وہ دونوں بھاگتے ہوئے کشتی میں سوار ہوئے اور ناگ
نے پتوار سنبھال لیے اور تیزی سے جزیرے کے کنارے کو چھوڑ
کر کھلے سمندر میں کشتی ڈال دی

کچھ دیر بعد جب تھیوڈرو وغیرہ کو ہوش آیا اور ایک ایک
کر کے آفیسر اور سپاہی جب اکٹھے ہوئے تو شہزادی کی تلاش شروع
ہوئی تو غائب ہو چکی تھی۔

تھیوڈور کے وہم و خیال میں نہ تھا کہ شہزادی کشتی میں بیٹھی
سمندر کے گہرے پانی میں جا رہی ہے اس نے تمام سپاہیوں
کو حکم دیا کہ شہزادی بھی کہیں چھپ گئی ہے اسے فوراً تلاش

کیا جائے۔

لیکن کافی دوڑ دھوپ کے بعد بھی شہزادی کا کچھ پتہ نہ چلا
کہ وہ کہاں چلی گئی ہے۔

تھیوڈور میر سپاہیوں کو بُرا بھلا کہتا ہوا کہ ہاتھ آئے شکار کو
نکل جانے دیا اپنے جہاز پر بیٹھ کر جبرالٹر کی بندرگاہ کی طرف
روانہ ہو گیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ یہ بہت بُرا ہوا اب اگر الزبتھ کسی
صورت بھی شہنشاہ راڈرک کے پاس پہنچ گئی اور میری شکایات
کر دی تو بہت بُرا ہوگا۔

دوسری طرف ماریا اور عنبر نے دور دور تک کشتیوں میں
عملے کے آدمیوں کو بھیج کر شہزادی کو تلاش کرنے کی کوشش
کی لیکن کامیابی نہ ہوئی اور وہ مایوس ہو کر جہاز پہ واپس آ گئے
کیوں کر موسم خراب ہو رہا تھا ہواؤں میں تیزی آ رہی تھی اور
سمندر کی لہروں میں تلاطم والی کیفیت پیدا ہو رہی تھی ایسے وقت
میں سمجھدار ملاح اپنی کشتیوں کو کسی محفوظ مقام پر لے جاتے
ہیں اور جہازوں کے کپتان بھی طوفان سے بچنے کے لئے حفاظتی
تدابیر شروع کر دیتے ہیں۔

اسی لئے نہ تو عنبر اور ماریا کے عملے کی کشتیاں زیادہ دور
تک شہزادی کو تلاش کرنے جا سکیں اور نہ ہی تھیوڈور کا جہاز

اس چکر میں پڑ سکا بلکہ آنے والے طوفان کے خطرے سے بچنے
کی تیاری شروع کر دی۔

اب ناگ کے لیے یہ بڑی مصیبت تھی کیوں کہ سمندری طوفان
میں بڑے بڑے جہاز طوفانی لہروں کا شکار ہو جاتے ہیں
بھلا ایک کشتی کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے وہ گہرے پانی
کی بجائے کشتی کو کم پانی میں لے آیا تھا۔ اور تیزی سے
کسی محفوظ مقام کی تلاش میں تھا جہاں طوفان کے وقت پناہ
لی جا سکے۔ شہزادی بھی بدلتے ہوئے موسم کی وجہ سے
پریشان ہو رہی تھی۔

ناگ اگر تنہا ہوتا تو کسی نہ کسی صورت سے طوفان کا
مقابلہ کر لیتا لیکن شہزادی کی حفاظت نے اسے بہت پریشان
کر رکھا تھا۔ اور ناگ کو چاروں طرف سمندر کے سوا کچھ بھی
نظر نہ آ رہا تھا۔

دوسری طرف سمندری طوفان کی ابتداء ہو چکی تھی اور کشتی
لہروں کے تلاطم میں ہچکولے کھانی شروع ہو گئی تھی۔

اس وقت ناگ کو عنبر اور ماریا کے جہاز کا خیال آیا کاش
وہ اس سمندر میں اسے کہیں مل جائے ایسے طوفان میں تو
ناگ پرندہ بن کر بھی نہیں اڑ سکتا تھا ہواؤں کے زور سے
پروں کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

ہواؤں میں خاصی تیزی آ چکی تھی اور سمندری لہریں بپھری
ہوئی ناگنوں کی طرح پھنکارتی پھر رہی تھیں اور کشتی ان کے درمیان
کھلونے کی طرح ہچکولے کھا رہی تھی۔

ناگ نے پوری طاقت سے پتوار سنبھال لی تھی اور بادبان
لپیٹ دیئے گئے تھے وہ بازوؤں کی طاقت سے کشتی کو الٹنے
سے بچائے ہوئے تھا۔ مخالف ہوائیں نہ جانے کشتی کو کہاں
لے جا رہی تھیں اور یہ سوچنے کا ناگ کو اس وقت ہوش
نہیں تھا۔ ہواؤں کے ساتھ ساتھ بارش نے اور قیامت ڈھا
دی تھی۔

شہزادی کو ہر آنے والا لمحہ اپنی موت کی صورت میں نظر
آ رہا تھا۔

پھر وہی ہوا جس کا خدشہ تھا جس پتوار کے زور پر ناگ
نے کشتی کو کنٹرول کر رکھا تھا وہ بھی ایک طوفانی جھٹکے سے
ٹوٹ گیا۔

اب کشتی کو مساوی رکھنا ناگ کے بس سے باہر ہو گیا تھا
اور بڑی بڑی لہریں اس کھلونے کو اٹھا کر اوپر اور نیچے پھینک
رہی تھیں۔

موت اور زندگی کی اس کش مکش میں ناگ کو قریب ہی
ایک بہت بڑی چٹان نظر آ گئی اس نے شہزادی کو اٹھا کر

کشتی سے اس پر چھلانگ لگا دی۔ کیوں کہ شہزادی خوف و ہراس سے بے ہوش ہو گئی تھی۔ اس چٹان کا صرف اوپر کا تھوڑا سا حصہ پانی سے باہر تھا بقایا سارا پانی کے اندر تھا۔ لہذا اونچی اونچی لہریں ناگ اور بے ہوش شہزادی کے اوپر سے گزر جاتی تھیں۔ ناگ اور شہزادی دونوں کے کپڑے بھیگ گئے تھے ناگ نے شہزادی کو اسی زمین پر لٹا رکھا تھا۔ اور سوچ رہا تھا کہ کہیں شہزادی بھیگے ہوئے کپڑوں اور مسلسل بارش کی وجہ سے بیمار نہ ہو جائے۔ ناگ کو تو خیر ایسے موسموں کا کوئی اثر ہی نہ ہوتا تھا۔ مصیبت جب بھی آتی ہے تو تنہا کبھی نہیں آتی۔

طوفان اپنے پورے شباب پر ہی تھا کہ ناگ کو محسوس ہوا جیسے زلزلہ آگیا ہو۔ کیوں کہ اس کے قدموں میں زمین میں جنبش پیدا ہو گئی تھی۔

پہلے تو وہ اسے زلزلہ ہی سمجھا لیکن جب ذرا اوسان بحال ہوئے تو اس پر یہ حقیقت آشکارا ہوتی کہ جسے وہ سمندری طوفان سمجھ رہا تھا وہ در اصل ایک بہت بڑی مچھلی تھی جو سانس لینے کے لئے اوپر آ گئی تھی اور اب دوبارہ طوفان سے گھبرا کر کافی گہرے اور پر سکون پانی میں نیچے ہی نیچے

چلی جا رہی تھی۔

ناگ پریشان ہو گیا اب تو کشتی کی بھی کوئی خبر نہ تھی۔ طوفان اسے اٹھا کر نہ جانے کہاں لے گیا تھا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ شہزادی ابھی تک بے ہوش تھی اور ناگ نے اسے پکڑ رکھا تھا۔ جب کہ مچھلی پانی میں اندر ہی اندر چلی جا رہی تھی۔

سمندر کے کافی نیچے جا کر پانی بالکل ساکت ہو گیا تھا اور طوفانی کیفیت اوپر ہی رہ گئی تھی۔

دیوتا کا محل

سمندر کی تہ میں ناگ نے دیکھا کہ ایک نہایت ہی عالیشان
محل بنا ہوا ہے جس کے در و دیوار ہیرے اور موتیوں سے
جگ مگا رہے ہیں کیوں کہ یہ ہیرے اور موتی گل بوٹوں
کی صورت میں محل کی در و دیوار میں لگے ہوئے ہیں۔ محل کے
درمیان ایک باغ سا بنا ہوا تھا۔ جس میں درختوں کی جگہ
پھولوں کی جگہ نیلم، پکھراج اور فیروزے کے پتے لگے ہوئے
تھے جو جگنوؤں کی طرح جگ مگا رہے تھے۔

مچھلی ایک بڑی سی آرچ والے دروازے کے پاس جاکر
بیٹھ گئی۔

ناگ نے شہزادی کو اٹھایا اور پانی میں تیرتا ہوا اس آرچ
کے اندر چلا گیا۔

پھر اس کی حیرت کی یہ دیکھ کر انتہا نہ رہی کہ آرچ کے
اندر داخل ہونے کے بعد جو محل اور باغ اسے پانی میں

رہا تھا وہاں بالکل خشکی تھی پانی کا نام و نشان تک نہ تھا بلکہ
ایسا لگتا تھا کہ جادو کے زور سے محل کی چار دیواری کے
باہر ہی پانی کو روک دیا گیا ہے یا پھر یہ محل کسی شیشے کی
چار دیواری میں بنا ہوا ہے۔

ناگ نے شہزادی کو ایک سنگ مرمر کے بنے ہوئے
چبوترے پر لٹا دیا۔ اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش
کرنے لگا۔

اس باغ میں مختلف رنگوں کے پرندے بھی تھے جو اپنی
میٹھی آواز میں چہچہاتے پھر رہے تھے۔

ناگ شہزادی کے پاس بیٹھ کر اس کے ہوش میں آنے کا
انتظار کرنے لگا۔

پرندوں نے ان کی آمد پر بڑے ہی سریلے انداز میں گیت
گانے شروع کر دیئے تھے۔

پھر وہ خدا جانے کہاں سے مختلف قسم کے پھل اپنی
چونچوں میں اٹھا کر لا رہے تھے اور ان کے سامنے ڈھیر کرتے
جا رہے تھے۔

ناگ اس جادو کی دنیا کی ایک ایک چیز پہ حیران ہو
رہا تھا۔

اب شہزادی کو ہوش آنا شروع ہو گیا تھا اور وہ اس

دنیا کو خوابی دنیا سمجھ کر آنکھیں بند کرنا ہی چاہتی تھی کہ پاس
ہی ناگ کو بیٹھا دیکھ کر اُٹھ کر بیٹھ گئی اور پھر اس کے
ذہن میں گزرے ہوئے واقعات ایک ایک کر آنے لگے اور
اس نے کہا

ناگ بھائی!

ہم تو کشتی میں بیٹھے طوفان میں گھرے ہوئے تھے پھر یہ
کون سی جگہ ہے۔

اس باغ کے درمیان میں زیوس دیوتا کا ایک بت کھڑا
ہوا تھا اور دور سے دیکھنے پر بت کی بجائے گوشت پوست
کا کوئی انسان نظر آ رہا تھا۔

ناگ نے کہا الزبتھ بہن!

یہ اسرار تو ابھی تک مجھ پر نہیں کھلا کہ ہم کہاں ہیں۔ ہم
نے کشتی کو طوفان میں چھوڑ کر سمندر میں ابھری ہوئی ایک چٹان
پر چھلانگ لگا دی تھی۔

تم بے ہوش تھیں اور میں نے تمہیں اس چٹان پر لٹا
دیا تھا۔

پھر ایک دم وہ چٹان حرکت میں آ گئی اور مجھ پر یہ حقیقت
واضح ہو گئی کہ جسے میں چٹان سمجھ رہا تھا وہ حقیقت میں
ایک بہت بڑی مچھلی تھی۔ جو طوفان سے گھبرا کر ہم دونوں

کو اپنی پیٹھ پر لادے سمندر کی تہہ میں لے آئی۔ میں نے اس
محل کو دیکھا اور تمہیں اٹھا کر تیرتا ہوا اس آرشنے کے اندر آ
گیا لیکن یہاں آکر معلوم ہوا کہ یہ محل پانی کے اندر ضرور
بنا ہوا ہے لیکن شاید جادو کے زور سے پانی کو محل کے
چاروں طرف روک دیا گیا ہے۔ اس بت کو دیکھ کر میں نے پہچان
لیا ہے یہ زیوس دیوتا کا بت ہے۔

میں نے اپنے بچپن میں اپنی نانی اماں سے سنا تھا کہ
زیوس سمندر کا دیوتا ہے اور اس نے اپنی محبوبہ حسن کی
دیوی افراڈائٹی کے لئے سمندر کے اندر ایک محل بنوایا
تھا جہاں دنیا کے ہنگاموں سے دور وہ اس محل میں رہا
کرتے تھے۔ کل جو بات کہانیوں کی صورت میں سنی تھی آج
حقیقت کی صورت میں دیکھ رہا ہوں۔ اس واقعہ کو گزرے
ہزاروں سال ہو گئے ہیں۔

تب چاروں طرف سے بربط کے تاروں سے پھوٹنے والا
نغمہ فضا میں بکھر گیا اور ہر طرف خوشبو پھیل گئی اور زیوس
دیوتا کے بت میں حرکت ہوئی اور دیوتا مسکراتے ہوئے
سامنے آگئے اور کہا

ناگ! سمندر کا دیوتا تجھے اپنے محل میں خوش آمدید کہتا
ہے میں نے تجھے کشتی میں طوفان میں گھرا ہوا پریشان دیکھا

تو میں نے مچھلی کو حکم دیا تھا کہ ان دونوں کو ہمارا مہمان بنا
کرلے آ۔
جانتا ہے کیوں؟
اس لئے کہ جس یونان کا میں ہزاروں برس سے دیوتا ہوں
الزبتھ اسی یونان کے ایک شہر سیتھ کے فرماں روا کاؤنٹ جولین
کی بیٹی اور شہزادی ہے۔
الزبتھ نے اپنے اباؤ واجداد کے دیوتا زیوس کو دیکھا اور
تعظیم سے سر جھکاتے ہوئے کہا
عظیم دیوتا!
یونان کی ایک بیٹی کا سلام قبول فرما
زیوس نے مسکراتے ہوئے کہا
الزبتھ مجھے قسم ہے اپنی عظمت کی تو بلاشبہ اپنی ماں افراڈائٹی
کی طرح حسین ہے۔ یہ پھل تمہاری دنیا کے پھلوں سے کہیں زیادہ
لذیذ اور میٹھے ہیں۔
ناگ تو کھائے پیئے بغیر بھی زندہ رہ سکتا ہے لیکن الزبتھ بیٹی
تم بھوکی ہو انہیں کھاؤ یہ پانچ ہزار سالہ پرانا مصری ناگ تمہارا اچھا
محافظ ثابت ہوگا۔
تب ناگ نے کہا
عظیم دیوتا!

میرا بھائی عنبر اور بہن ماریا بھی سمندر میں سفر کر رہے ہیں
مجھے کچھ ان کے متعلق بھی بتاؤ کہ اب ان سے کب اور کہاں
ملاقات ہوگی۔
زیوس دیوتا نے کہا۔
عنبر اور ماریا دونوں ایک جہاز میں اندلس کی طرف جا رہے
ہیں تمہاری ملاقات اسی ملک میں ہوگی۔
تب شہزادی الزبتھ نے پھل کھانے شروع کر دیئے تو دیوتا
نے کہا۔
سمندر کا طوفان ختم ہو چکا ہے جب تک تمہارا جی چاہے
اس محل کی سیر کرو جب جانا چاہو تو اسی جگہ سے مچھلی پر سوار
ہو جانا وہ تمہارا انتظار کر رہی ہوگی مچھلی تمہیں سمندر کی
سطح پر چھوڑ آئے گی اور اسی جگہ تمہاری کشتی بھی موجود
ہوگی۔
اس کے بعد زیوس دیوتا دوبارہ اپنے مجسمے میں سما گئے
اور الزبتھ نے پھل کھاتے ہوئے ناگ سے کہا
ناگ بھیا!
کیا یہ ٹھیک ہے کہ تم پانچ ہزار سال پرانے سانپ ہو۔
ناگ نے کہا
دیوتا نے میری اصلیت تم پر ظاہر کر دی ہے تو میں جھوٹ

نہیں بولوں گا یہ بالکل ٹھیک ہے۔

الزبتھ نے کہا پھر تو تم نے حضرت عیسیٰ ؑ کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔

ناگ نے کہا ہاں بہن دیکھا ہے۔

وہ چہرہ وہ جلال تو بھلایا ہی نہیں جا سکتا ان کے چہرے پر جو نور تھا وہ آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے اب تم چاہو تو اس محل کی سیر بھی کر سکتی ہو جس کی دیوتا نے تمہیں اجازت دی ہے۔

الزبتھ نے کہا ضرور زندگی میں کہاں یہ چیزیں دیکھنا نصیب ہوتی ہیں۔

پھر الزبتھ اور ناگ نے ایسے ایسے قیمتی پتھروں سے تعمیر کیا ہوا یہ محل دیکھا جس میں ایسے پتھر بھی استعمال ہوئے تھے جن سے انسان اپنی شکل بھی دیکھ سکتا تھا

اندر دودھ اور شہد کی نہریں بھی بہتی تھیں۔ سونے اور چاندی کے پانی کے حوض بھی موجود تھے۔ یاقوت کی سلیں چیر کر جھرنے پھوٹ رہے تھے۔

باغوں میں رقص کرتے ہوئے طاؤس، نغمہ سرا پرندے، تالابوں میں تیرتی ہوئی رنگ برنگی مچھلیاں، سونے اور

چاندی کی رنگت کے راج ہنس، کلیلیں کرتی ہوئی ہرنیاں، ہیرے موتی زمرد اور یاقوت سے لدے ہوئے درخت غرض کہ اس محل کو دیکھ کر جنت کا گمان ہوتا تھا۔

ناگ اور الزبتھ حیرت سے ایک ایک چیز کو دیکھ رہے تھے آخر کار دونوں اسی آرچ کے پاس آئے جس سے اندر داخل ہوئے تھے۔

باہر وہی بڑی مچھلی بیٹھی ہوتی تھی دونوں اس کی پیٹھ پر سوار ہو گئے اور مچھلی سمندر کے پانیوں کو چیرتی ہوئی گزرنے لگی۔ سمندر کے اندر بھی شہزادی اور ناگ نے عجیب و غریب مخلوق، جانور، پہاڑ اور ایسے ایسے نظارے دیکھے کہ جس سے ان کی طبیعت بحال ہو گئی۔

تب مچھلی نے انہیں پانی کی سطح پر لا کر چھوڑ دیا پاس ہی ان کی کشتی ٹھیک حالت میں موجود تھی دونوں مچھلی سے اپنی کشتی پر سوار ہو گئے

تب مچھلی نے دوبارہ پانی میں ڈبکی لگائی اور سمندر میں غائب ہو گئی۔

پانی کی سطح بالکل ساکت تھی اور ہوا بھی موافق چل رہی تھی اور ایک دفعہ پھر دونوں نے اندلس کی بندرگاہ جبرالٹر کا رُخ کیا۔

O

اب عنبر اور ماریا کی طرف چلتے ہیں جس وقت ناگ اور الزبتھ زیوس دیوتا کے محل میں تھے۔ اس وقت سمندر کا طوفان ختم ہو چکا تھا۔

عنبر نے شہزادی کی تلاش میں عملے کے کئی آدمیوں کو کشتیوں میں مختلف سمتوں میں روانہ کر دیا تھا۔

ماریا بھی اپنی بساط کے مطابق تلاش میں مصروف رہی لیکن شہزادی کا پتہ پھر بھی معلوم نہ ہو سکا۔ ہو بھی کیسے سکتا تھا شہزادی تو زمین دوز دنیا میں پہنچی ہوئی تھی آخر تھک ہار کر وہ بھی اندلس کی طرف روانہ ہو گئے۔

طوفان ختم ہونے کے بعد تھیوڈور میر نے بھی سارا سمندر چھان مارا لیکن ناگ اور شہزادی کا اسے کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔

تھیوڈور میر بڑا پریشان تھا کہ اگر شہزادی شہنشاہ راڈرک کے پاس پہنچ گئی تو اس کا سارا پول کھل جائے گا اور پھر یہ بھی ممکن ہے کہ اس پر شہنشاہ کا عتاب نازل ہو جائے کیوں کہ الزبتھ کوئی معمولی لڑکی نہ تھی شہزادی تھی اور پھر شاہی دعوت پر وہاں جا رہی تھی۔

ادھر ناگ اور الزبتھ تیزی سے کشتی پر سفر کرتے ہوئے جبرالٹر

کی بندرگاہ پر پہنچ گئے تھے۔

جس کی وجہ ایک تو کشتی ہلکی تھی۔ دوسرے ہوا موافق چل رہی تھی اور ناگ نے بادبان کھول دیئے تھے۔

تیسرے ناگ نے پتوار بھی استعمال کرنی شروع کر دی تھی۔

وہ گھنٹوں کا سفر منٹوں میں طے کرتے ہوئے جبرالٹر کی بندرگاہ پر پہنچ گئے۔ جہاں کئی جہاز لنگر انداز تھے۔ ناگ نے بھی اپنی کشتی کنارے لگا کر باندھ دی اور شہزادی کو لے کر سمندر سے باہر آ گیا۔

لیکن وہاں پہلے ہی سے تھیوڈور میر کے گرگے موجود تھے جنہوں نے دونوں کو گرفتار کر لیا۔

پھر اپنے خاص دستے کے ہمراہ ایک فرضی داستان محبت کے خط کے ساتھ الزبتھ کو راڈرک کے پاس بھیج دیا جس میں ناگ اور الزبتھ کی جھوٹی محبت کا ذکر تھا۔

ناگ کو جیل خانے میں ڈال دیا گیا لیکن وہ جیل خانے سے سانپ بن کر نکل گیا اور پرندہ بن کر اڑ گیا۔

کئی دنوں کی مسافت کے بعد تھیوڈور میر کا بھیجا ہوا دستہ الزبتھ کو لے کر مرسیہ سے طلیطلہ پہنچ گیا جہاں تھیوڈور میر کی

نصیحت کے مطابق شہنشاہ راڈرک کو وہ خط فوراً پہنچا دیا گیا۔
اور الزبتھ کو شاہی مہمان خانے میں۔ الزبتھ کی ملاقات ہی شہنشاہ
سے نہ ہونے دی گئی۔

راڈرک نے جب حاکم مرسیہ تھیوڈور کا خط پڑھا تو اسے الزبتھ
اور ناگ کی محبت کی داستان کا پڑھ کر بہت افسوس ہوا اور
پھر اسی رات کو اس نے مہمان خانے سے شہزادی الزبتھ
کو طلب کیا۔

الزبتھ نے شہنشاہ سے ملاقات ہوتے ہی تھیوڈور میر کی شکایت
کر دی۔

لیکن بادشاہ خط پڑھ چکا تھا اور اس شکایت کو انتقامی
کارروائی سمجھ کر ٹال گیا یہی مقصد تھیوڈور کا تھا جو اپنی چال میں
کامیاب ہو گیا تھا۔

مگر جب شہنشاہ راڈرک نے الزبتھ کو دیکھا تو اس کے حسن
سے اتنا مرعوب ہوا کہ اپنے دل میں اس حسینہ سے شادی کا
ارادہ کر لیا۔ جس کے دل میں پہلے سے عشق کا الاؤ بھڑک رہا
تھا یہ خیال راڈرک کا تھا۔ ورنہ شہزادی الزبتھ تو حوروں کی
طرح معصوم تھی۔

اس بدبخت تھیوڈور میر نے شہنشاہ کی نظروں میں الزبتھ کا

کردار مشکوک بنا دیا تھا اور شہنشاہ راڈرک اپنے دل میں اس حسین
لڑکی کو ملکہ بنانے کا مصمم ارادہ کر چکا تھا۔

دوسری طرف عنبر اور ماریا کا جہاز جبرالٹر کی بندرگاہ پر
لنگر انداز ہوا۔ جن مسافروں نے یہاں اترنا تھا وہ اتر گئے کیونکہ
یہاں سے جہاز دوبارہ (بمبئی شہر) ہندوستان جانا تھا۔

کپتان اور جہاز کے عملے نے عنبر کا شکریہ ادا کیا اور بڑی ہی
محبت سے اسے الوداع کہا۔ کیوں کہ ماریا تو انہیں نظر آ ہی
نہیں سکتی تھی۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ عنبر کو تنہا ہی سمجھ
رہے تھے۔

بہر حال عنبر اور ماریا دونوں بندرگاہ پر اُتر کر
شہر مرسیہ میں داخل ہو گئے۔ جس کا حاکم تھیوڈور میر تھا۔ اس
شہر میں آ کر سب سے پہلے عنبر نے سرائے تلاش کی اور وہاں
ڈیرہ ڈال دیا۔

دوسری طرف شہنشاہ راڈرک نے محل میں کسی تقریب میں
خاص طور پر شہزادی الزبتھ کو مدعو کیا اور اس نے اپنے خیالات
کا اظہار کیا کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے۔

الزبتھ نے اپنی باپ کی عمر کے شہنشاہ راڈرک کے ارادے
کو دیکھ کر اسے صاف طور پر کہہ دیا
وہ شہنشاہ کو اپنے باپ کی طرح سمجھتی ہے باپ اور بیٹی

یں شادی ممکن نہیں۔

اس بات سے چڑ کر شہنشاہ نے اسے طعنہ دیا کہ تلاش عاشق سے میں کسی طرح بھی کم نہیں ہوں جس سے تم محبت کرتی اور پھر تھیوڈور کا خط الزبتھ کے منہ پہ مارا اور کہا

اسے پڑھو! میں تمہیں سوچنے کا موقعہ دیتا ہوں اگر تم رضا مند نہ بھی ہوئیں تو بھی یہ شادی ضرور ہوگی اور اسے دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

ادھر ناگ اس بات سے مطمئن ہو گیا تھا کہ الزبتھ خیریت سے شہنشاہ کے پاس پہنچ گئی ہے جو اس کی منزل تھی اب تو اسے شدت سے عنبر اور ماریا کی تلاش تھی۔

دوسری طرف عنبر اور ماریا اسی شہر میں ہوتے ہوئے ناگ کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ کیوں کہ انہیں یقین تھا کہ ناگ یہاں ضرور آئے گا۔ کیوں کہ ناگ کو عنبر اور ماریا کے پروگرام کا علم تھا۔

ایک روز عنبر اور ماریا لوٹ کر سرائے میں آئے اس کا مالک ایک نہایت ہی شریف اور مخلص بوڑھا عیسائی تھا جو عنبر کی بے حد عزت کرتا تھا۔ اور کہتا تھا

تمہارے چہرے پر مجھے وہی نور دکھائی دیتا ہے جو انسان کو خداوند کے قریب لے جاتا ہے۔ یہ سچائی، انسانی خدمت اچھے

اخلاق کے لوگوں کو خدا بخشتا ہے۔

عنبر نے دیکھا کہ ایک فوجی سپاہی اس بوڑھے کمزور کو اپنے جوتے کی ٹھوکروں سے مار رہا ہے۔

عنبر کا خون کھول گیا اس نے ملازم سے پوچھا تو ملازم نے بتایا

یہ یہاں کے حاکم تھیوڈور میر کے شاہی دستے کا سپاہی ہے یہاں کھانا کھانے کے بعد جب اس سے اس کی قیمت مانگی گئی تو اس نے کہا۔

اس سرائے کے مالک کو بلاؤ جب مالک کو بتایا گیا تو اس نے مالک کو مارتے ہوئے کہا

تمہیں علم نہیں ہم شاہی دستے کے سپاہی ہیں ہم سے کھانے کی قیمت مانگتے ہو ابھی دیتا ہوں اور بوڑھے کو ٹھوکروں سے مارنا شروع کر دیا۔

عنبر سے برداشت نہ ہو سکا تو اس نے آگے بڑھ کر کہا

خدا کے بندے تم نوجوان اور طاقت ور ہو اس کمزور اور بوڑھے شخص پہ رحم کھاؤ۔ جب تم نے کھانا کھایا ہے تو اس کی قیمت ادا کرو۔

سپاہی نے قہر آلود نگاہوں سے دیکھتے ہوئے عنبر کو کہا تم یہاں اجنبی معلوم ہوتے ہو جانتے نہیں ہو کہ میں شاہی دستے

کا سپاہی ہوں۔

عنبر نے کہا

پھر تو تم پر اپنی رعایا کی حفاظت اور عدل و انصاف کی زیادہ ذمہ داری ہونی چاہیئے۔ یہ عہدہ اور اختیار کمزوروں کی حمایت اور عدل و انصاف کے حق میں استعمال ہونا چاہیے نہ کہ بے انصافی اور جبر کے لئے۔

سپاہی نے عنبر کو دھکا دیتے ہوئے کہا۔

اُلّو کے پٹھے تو کون ہے بولنے والا دفعہ ہو جا ورنہ تجھے بھی سزا دینی پڑے گی۔

عنبر کے باپ کو اُلّو کہہ کر اس سپاہی نے اپنی ازل کو آواز مار دی تھی۔

عنبر کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اس نے سپاہی کو گریبان سے پکڑ کر اٹھایا۔ اور اسے اچھال کر زمین پر دے مارا خوف سے موجود لوگوں کی چیخیں نکل گئیں۔ کیوں کہ سپاہی پہلے تو جا کر چھت سے لگا اور پھر سر کے بل زمین پر آ کر گرا جس سے اس کی گردن بھی ٹوٹ گئی اور مغز بھی نکل کر باہر جا گرا۔

ساری سرائے میں خوف اور ہراس پھیل گیا اور اس سپاہی کے ساتھی جو یہاں سے کھانا کھانے کے بعد باہر کھڑے اس کا

انتظار کر رہے تھے اندر آ گئے اور عنبر کو گرفتار کر لیا۔

ماریا نے کہا عنبر بھائی حکم ہو تو ان سب کی مہمان نوازی میں کر دوں۔

عنبر نے کہا

نہیں! مَیں نے سب کچھ اس کمزور کی حمایت اور عدل و انصاف کی سربلندی کے لئے کیا ہے اس طرح کی حرکت بغاوت میں شامل ہو جائے گی۔

دوسری طرف مَیں چاہتا ہوں اگر ناگ اسی شہر میں ہے تو اسے بھی ہماری یہاں موجودگی کا علم ہو جائے۔ ورنہ یہ سب مجھے گرفتار کہاں کر سکتے ہیں۔

سرائے کے مالک نے عنبر کو سینے سے لگا کر کہا

بیٹا! میرے بڑھاپے کے لئے تم نے اپنی جوانی کیوں داؤ پر لگا دی یہاں کا حاکم تمہیں موت کی سزا دے گا افسوس میں بوڑھا تمہارے لئے کچھ بھی نہ کر سکوں گا۔

عنبر نے کہا

بابا! عدل و انصاف اور کمزور کی حمایت کے لئے ایسی سو زندگیاں بھی ملیں تو قربان کر دوں کسی نیک کام کے لئے جان دینا شہادت ہے۔

سپاہی عنبر کو گرفتار کر کے لے گئے اور اسے تھیوڈور کے
سامنے پیش کیا گیا۔

تھیوڈور میر نے دیکھتے ہی عنبر کو پہچان لیا یہ وہی جہاز والا
نوجوان تھا جس نے تھیوڈور میر کے دستے کے کئی سپاہیوں کو
قتل کر دیا تھا تھیوڈور میر کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اس
نے کہا

عنبر! تم میرے ایک سپاہی کے نہیں کئی بہادر اور جیالے وفادار
کے قاتل ہو۔

مجھے پہچانو میں وہی آفیسر ہوں جس نے تم سے شہزادی الزبتھ
کا مطالبہ کیا تھا اور پھر تم سے جنگ کی تھی۔

عنبر نے کہا

تو یوں کہو کہ تم راہبر بھی ہو اور راہزن بھی ہو۔ عدل و انصاف
کی کرسی پر بیٹھ کر خود بے انصافی کرتے ہو۔ رحم کرنے والے
حاکم بھی ہو اور ظلم کرنے والے ظالم بھی ہو قوم کا اخلاق
سدھارنے کے ذمہ دار بھی ہو اور بد اخلاقی میں تمہارے
کردار کا ایک حصہ ہے۔

تھیوڈور نے کہا خاموش ہو جا بدزبان ہم حاکم وقت ہیں
اور یہاں کی عوام کی قسمت کے مالک ہیں یہاں کی ہر چیز
ہماری ملکیت ہے۔

عنبر نے کہا خدا ہونے کا دعویٰ نہ کرو ہر چیز کا مالک خدا
ہے وہی قسمتوں کا مالک ہے اس نے طاقت اور اختیار تمہیں
عدل و انصاف اور رحم کرنے کے لئے دیا ہے یاد رکھو قیامت کے
روز تمہیں اس اختیار اور حکومت کا حساب کا دینا پڑے گا اس
بے انصافی اور ظلم کے لئے تم سے ضرور باز پرس ہو گی۔

تھیوڈور میر نے کہا

اس سے پہلے تمہارے ساتھ انصاف کیا جائے گا۔

لے جاؤ اسے۔ اور کل سر عام اس شہر کے بڑے چوک میں
اسے سولی پر چڑھا دو یہ ایک آدمی کا نہیں ہمارے کئی وفادار
سپاہیوں کا قاتل ہے۔

سارے شہر میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی کہ
ایک باغی اور قاتل نوجوان عنبر کو کل سر عام بڑے چوک میں
پھانسی دی جائے گی۔

پھر بھلا ناگ کے کانوں تک یہ خبر کیوں نہ پہنچ جاتی کہ
سرائے میں کل جو قتل ہوا تھا وہ عنبر نے ہی کیا تھا اس کا
مقصد ہے کہ ماریا ضرور اسی سرائے میں ہو گی۔

تب ناگ سرائے میں پہنچ گیا اور ہال کمرے میں جا کر بیٹھ
گیا جہاں لوگ کھا پی رہے تھے۔

خادم نے آ کر پوچھا تو اسے وقت گزارنے کے لئے جانے

کا کہہ دیا در اصل اس نے ماریا کی خوشبو سونگھ لی
تھی۔ وہ خود تو ناگ کو نظر نہیں آ سکتی تھی جب تک خود ہی
ناگ کو اپنی موجودگی کا نہ بتائے۔
پھر خادم نے چائے کی پیالی ناگ کے سامنے رکھ دی
اس نے پیالی کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ پیالی غائب
ہو گئی۔
ناگ نے مسکرا کر کہا ماریا بہن
ماریا نے کہا ناگ بھیا!
خدا کا شکر ہے کہ میں تمہیں پھر سے اصلی حالت میں دیکھ
رہی ہوں۔
عنبر بھائی اور میں تمہارے لئے بہت پریشان تھے۔
ناگ نے کہا یہاں لوگ کافی ہیں اور مجھے خود سے ہی
باتیں کرتے دیکھ کر حیران ہو رہے ہیں یہاں سے کسی اور
جگہ چلو۔
ماریا نے کہا باہر ایک باغ ہے وہیں چلتے ہیں۔
پھر ناگ نے چائے کی قیمت ادا کی اور دونوں بہن بھائی
قریب ہی باغیچے میں جا بیٹھے۔
ناگ نے اپنی تمام کہانی سنائی اور پھر دونوں میں عنبر کا
ذکر چھڑ گیا۔

ماریا نے بتایا تمہیں تلاش کرنے اور مطلع کرنے کا یہی
ایک طریقہ تھا۔
پھر ناگ نے بتایا کہ تمہارے جہاز سے الزبتھ کو اغوا کرنے
کے بعد کیا واقعات گزرے۔ اور کس طرح اس نے الزبتھ کو
اس ظالم تھیوڈور سے بچایا۔
اور جیل سے فرار ہونے تک کا قصہ
ماریا سے بیان کیا۔
ماریا نے کہا مجھے الزبتھ بڑی اچھی لگتی تھی اچھا ہوا کہ وہ
شہنشاہ راڈرک تک حفاظت سے پہنچ گئی۔
پھر ماریا نے بتایا کل صبح وہ عنبر بھائی کو پھانسی پر چڑھا
دیں گے۔ حاکم شہر نے اعلان کیا ہے کہ تین دن تک اس کی
لاش سولی پر لٹکتی رہے گی ہم کل رات ہی اپنے بھائی کو لے
کر یہاں سے اندلس چلے جائیں گے۔
الزبتھ تمہیں بھی جانتی ہے اور عنبر بھائی کو۔ اب اس دفعہ
ناگ بھائی تم میری بھی ملاقات اس پیاری سی شہزادی سے
کروا دینا میں اسے بھی اپنی سہیلی بنا لوں گی۔
کیوں نہیں ناگ نے کہا بس عنبر بھائی سے ملاقات ہو جائے
پھر ہم کل ہی تینوں یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔

نیند تو ان لوگوں کو آتی ہی نہیں تھی دونوں بہن بھائی
کافی دیر کے بچھڑے ملے تھے۔ لہٰذا دونوں نے رات اسی
باغیچے میں باتیں کرتے گزار دی

سفید سحر نمودار ہوئی اور روشنی نے اندھیرے کی جگہ
لے لی آسمان نے سیاہ دوشالہ اتار کر سفید چادر اوڑھ لی
سب شجر و طیور خدا واحد کی عبادت میں مصروف تھے۔

ناگ اور ماریا نے اپنا بقایا وقت شہر کی سیر کر
کے گزار دیا۔ دوپہر ہی سے لوگ بڑے چوک میں اکٹھے ہونے
شروع ہو گئے تھے جہاں پر عنبر کو پھانسی دی جانے والی
تھی۔

ناگ اور ماریا بھی وہاں پہنچ کر اپنے بھائی کا انتظار
کرنے لگے۔

سہ پہر کے وقت سپاہی زنجیروں سے جکڑے ہوئے عنبر کو
لے کر اس شہر کی سڑکوں سے گزرنا شروع ہوئے۔ عنبر کو ایک
لوہے کے پنجرے میں بند کر رکھا تھا۔ جو ایک گھوڑا گاڑی میں
رکھا تھا۔ اور سپاہی اسے قید خانے سے لے کر بڑے چوک
تک لا رہے تھے۔

سڑکوں پر کافی بھیڑ بھاڑ تھی۔ لوگ قیدی کو دیکھنے کے
لئے ایک دوسرے پر گرے پڑ رہے تھے اور گھوڑ سوار سپاہی

ہنٹر مار مار کر لوگوں سے سڑک خالی کروا رہے تھے گاڑی آہستہ
آہستہ چوک کی طرف سفر کر رہی تھی اور بالآخر گاڑی مجمع کو چیرتی
ہوئی انسانوں کے اس سمندر کے درمیان میں سے گزر کر پھانسی
کے چبوترے تک پہنچ ہی گئی۔

تاحدِ نگاہ بھیڑ ہی بھیڑ نظر آ رہی تھی سڑکوں کو چھوڑ کر
مکانوں کی بالکونیاں اور چھتیں تک بھری پڑی تھیں ماریا اور
ناگ بھی ایک کونے میں کھڑے تھے۔

پھر قانون کے مطابق شاہی دستے کے آفیسر نے اپنی
موجودگی میں عنبر کو پنجرے سے نکالا اور سپاہی اسے زنجیروں
سمیت پھانسی کے چبوترے پر لائے۔

آفیسر نے اپنے ہاتھوں سے پھانسی کا پھندا اس کے گلے
میں ڈال دیا اور خود ہٹ کر کھڑا ہو گیا

لوگوں کے شور میں کان پڑی آواز سنائی نہ دے رہی
تھی۔

پھر اس نے سپاہیوں کو حکم دیا اس کے پاؤں کے نیچے سے
تختہ ہٹا لیا جائے۔

حکم کی تعمیل ہوئی اور عنبر ایک جھٹکے کے ساتھ ہی لٹک گیا
پھانسی کی رسی اس کے گلے میں پھنس چکی تھی اور وہ فضا میں لٹک
گیا تھا۔

عنبر نے جان بوجھ کر اپنی حالت مردہ سی بنا لی تھی۔ اور لوگ اسے مردہ سمجھ کر واپس جانے لگے تھے لیکن ناگ اور ماریا کو پتہ تھا کہ اصل حقیقت کیا ہے تمام دنیا کی رسیاں اکٹھی ہو کر بھی اسے سزا نہیں دے سکتیں تھیں۔

بھیڑ چھٹنے لگی اور سوائے پہرے پر کھڑے چار سپاہیوں کے تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

ناگ اور ماریا بھی رات کے انتظار میں شہر کی سیر کو چلے گئے کیوں کہ یہاں سے فرار آدھی رات سے پہلے ممکن نہ تھا۔

عنبر نے رات ہوتے ہی اپنے ہاتھ پاؤں زنجیروں سے آزاد کر لئے تھے۔

چاروں پہرے دار گھوم پھر کر لاش کے چاروں طرف پہرہ دے رہے تھے۔ چوک کے صرف ایک کونے میں چراغ روشن تھا اور جگہ کے اعتبار سے بڑی کم روشنی تھی۔

عنبر کو جو شرارت سوجھی تو اس نے قریب سے گزرتے ہوئے ایک سپاہی کے ہاتھ بڑھا کر اس کے سر پہ ایک چپت رسید کر دی۔

سپاہی نے حیرت سے مڑ کے دیکھا دوسرا سپاہی اسے تھوڑے فاصلے پر مڑ کر ادھر آتے دکھائی دیا۔

پہلے سپاہی نے کہا

نیوٹن میں نے تم سے کتنی بار کہا ہے کہ ڈیوٹی پر مجھ سے مذاق نہ کیا کرو۔

دوسرے نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

ہنری! میرا تمہارا مذاق کا رشتہ ہے تم میرے سالے ہو اور میں تمہارا بہنوئی ہوں۔

نیوٹن نے کہا یہ رشتہ تو گھر پر ہے ڈیوٹی پر تو ہم دونوں ہی ایک عہدے پر فائز ہیں اور ڈیوٹی پر مجھے یہ مذاق اچھا نہیں لگتا۔

اب جب باری نیوٹن کی تھی وہ جب گھوم کر لاش کے پاس سے گزرا۔ تو عنبر نے ہاتھ بڑھا کر ایک طاقت ور قسم کا ہاتھ اس کے سر بھی جما دیا۔

نیوٹن نے غصے سے دیکھا تو ہنری تھوڑے ہی فاصلے پر مڑ کے ادھر ہی آ رہا تھا۔

نیوٹن نے کہا

سالے صاحب یہ ڈیوٹی ہے آپ کی بہن کا گھر نہیں بہنوئی کے چپت مارتے ہوئے تمہیں شرم آنی چاہیئے۔

ہنری نے کہا مجھ پہ بہتان نہ لگاؤ۔ یہی کام تم پہلے سر انجام دے بیٹھے ہو۔ مجھے چپت مار کر اب مجھ پہ ہی الزام لگا

رہے ہو۔

نیوٹن نے کہا میں نے تمہیں کب چپت ماری ہے۔

ہنری نے کہا تھوڑی دیر پہلے۔

نیوٹن نے کہا اسی لیے تم نے جلدی ہی مجھ سے بدلہ لے لیا حالانکہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں یہ کام میرا نہیں۔

ہنری نے کہا یسوع کی قسم! میں نے بھی تمہیں چپت نہیں ماری ہے۔

ادھر یہ بحث ہو رہی تھی کہ دوسرے دو سپاہی آگے پیچھے باتیں کرتے ہوئے عنبر کے قریب سے گزرے۔

ایک نے کہا یہ سالے بہنوئی ڈیوٹی پر بھی لڑتے رہتے ہیں جانے گھر پر ان کا کیا حال ہوگا۔

عنبر نے موقع دیکھ کر جب کہ پچھلا سپاہی زمین پر بیٹھ کر اپنا جوتا کسنے میں لگا تھا اگلے سپاہی کے ایک چپت رسید کر دیا۔

اگلا سپاہی جب غصے سے مڑا تو اس وقت پچھلا سپاہی جوتے کس کر اٹھ چکا تھا۔

اگلے سپاہی نے کہا جون!

میرا تمہارا تو سالے بہنوئی کا رشتہ نہیں پھر تم نے میرے ساتھ کیوں مذاق شروع کر دیا۔

پچھلے نے کہا تم خود میرے سالے ہو گئے زبان سنبھال کر بات کرو۔

پچھلے والے نے جس کا نام پیٹر تھا اگلے والے سپاہی جون کو گریبان سے پکڑ لیا اور کہا

مجھے گالی دیتے ہو۔

ادھر وہ سالہ بہنوئی بہت گرم تھے آخر بہنوئی نے کہا میں آج ہی تمہاری بہن کو طلاق دے دوں گا۔

اس بات پر مشتعل ہو کر سالے نے ایک زوردار مکہ بہنوئی کو کھینچ مارا۔

عنبر لڑائی دیکھ کر ہنس رہا تھا اور یہ چاروں سپاہی آپس میں دست وگریبان تھے۔

عنبر نے آرام سے گلے کی رسی کو توڑ پھینکا اور پھانسی کے پھندے سے آزاد ہو کر چبوترے سے اتر آیا۔

چاروں سپاہیوں نے اب تلواریں نکال لیں تھی اور ایک دوسرے کو قتل کی دھمکی دے رہے تھے۔

عنبر نے قریب آ کر انہیں سمجھاتے ہوئے کہا

بھائیو! یہ تلواریں تو وطن کے دشمنوں کے لیے ہوتی ہیں ایک ہی مذہب اور ایک ہی شہر کے ہو تم بھائی بھائی ہوتے ہوئے مت لڑو۔

یہ چاروں سب کچھ بھول چکے تھے ان میں سے ایک نے
غصے سے کہا۔

تم کون ہو بیچ میں بولنے والے اس کے اتنے ہی ہمدرد
ہو کہ طلاق کے بعد اس کی بہن سے شادی کر لیتا۔

پھر کیا تھا سالے نے اپنے بہنوئی پر تلوار سے بھرپور
وار کر دیا۔

دوسری طرف بھی تلواریں نیاموں سے نکل آئی تھیں۔ عنبر
نے انہیں بھی سمجھایا کہ بھائی آپس کی لڑائی اچھی نہیں لیکن
وہ عنبر کی طرف دیکھے بغیر ہی چلّانے لگے یہاں سے بھاگ
جاؤ ورنہ ہم پہلے تمہارا سر اڑا دیں گے۔

عنبر نے کہا تم چاروں جہنم میں جاؤ اور جلدی سے ایک
طرف روانہ ہو گیا۔

پھر جب گشتی پولیس کا دستہ ادھر سے تلواروں کی آواز سن
کر گزرا تو انہوں نے دیکھا کہ پھانسی پانے والی لاش غائب تھی
اور چاروں محافظ آپس میں تلوار چلا رہے تھے آفیسر نے ان
چاروں کو روک کر کہا

بدبختو! آپس کی لڑائی میں یہ بھی خبر ہے کہ لاش کدھر گئی۔
ان چاروں نے پھانسی والے چبوترے کی طرف دیکھا تو ٹوٹی ہوئی
رسی فضا میں جھول رہی تھی اور لاش غائب تھی۔

آفیسر نے حکم دیا اپنے ہتھیار میرے حوالے کر دو اور چاروں
اپنے آپ کو حراست میں سمجھو کل صبح عدالت میں تمہارا فیصلہ
ہو جائے گا۔

عنبر ناگ اور ماریا کی تلاش میں سرائے میں آیا تو وہ دونوں
وہاں موجود نہ تھے۔ اس نے کپڑے سے اپنا منہ ڈھانپ رکھا
تھا تاکہ لوگ اسے پہچان کر ہراساں نہ ہو جائیں اور انتظار کرنے
لگا کہ شاید باہر گئے ہوں گے واپس آ جائیں گے۔

ادھر ماریا اور ناگ جب رات کے وقت چوک میں پہنچے تو
وہاں سے عنبر اور سپاہی سب غائب تھے۔

ناگ چبوترے پر چڑھ کر رسی کو دیکھ ہی رہا تھا کہ چند
گھوڑ سوار ادھر سے گزرے انہوں نے جو لاش کی بجائے پھندے
کی رسی کو پکڑے ناگ کو دیکھا تو اتر کر پاس آ گئے ان کا
آفیسر شاید کسی قسم کے نشے میں تھا اس نے تلوار ناگ کے
سینے پر رکھ کر کہا۔

تمہاری لاش کو پھندے میں جھولتے میں نے اپنی آنکھوں
سے دیکھا تھا پھر تم زندہ کیسے ہو گئے ہو؟ کمال کے آدمی ہو
یار تم۔

ماریا جو ذرا فاصلے پر کھڑی تھی اسے اس بے وقوف پر
ہنسی آ گئی۔

آفیسر نے غصے سے مڑ کر سپاہیوں سے کہا
کس نے ہنس کر میرا مذاق اُڑایا ہے ؟
سب سپاہی سہم گئے اور سب نے کہا ہم میں سے کسی کی یہ مجال نہیں ہے جناب !
آفیسر نے کہا اگر پھر کسی نے یہ گستاخی کی تو جان سے مار ڈالوں گا ۔
پھر ناگ سے کہا
ذرا اپنا کمال ہمیں بھی تو دکھا ؛ یار ر
اے ! اس نے سپاہیوں کو حکم دیا ذرا ایک دفعہ پھر اس کے گلے میں رسی کا پھندا ڈالو ۔
سپاہی اُتر کر آ گئے
ناگ گھبرا گیا
ماریا کو جو شرارت سوجھی تو اس نے چراغ جس سے برائے نام روشنی تھی بجھا دیا ۔
اندھیرا چھا گیا وہ ناگ کے قریب آئی اور اس کے کان میں کہا ۔
اس آفیسر کو لے جاؤ اور اسے اپنے کپڑے پہنا کر اس کے خود پہن لو ۔
ماریا کی شرارت پر ناگ بھی ہنس پڑا

پھر اس سے پہلے کہ کوئی سپاہی دوبارہ چراغ روشن کرے
ک نے آفیسر کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس
ا اور اپنا لباس اسے پہنا دیا اور پھر اس کا لباس خود پہن
ا جب چراغ روشن ہوا تو آفیسر کے گلے میں خود ہی ناگ
پھانسی کا پھندا پہنا دیا اور اسی کے لب و لہجہ میں سپاہیوں
کہا
تختہ ہٹا دو
آفیسر منہ سے آواز بھی نہ نکال سکا اور ہوا میں جھول گیا ۔
ی کا پھندا اس کے گلے میں پھنس چکا تھا اور جھٹکے سے اس کی
ت واقع ہو گئی تھی ۔
تب اس نے تمام سپاہیوں کو حکم دیا
اس کو سلوٹ کرو
سپاہی جانتے تھے کہ آفیسر نشے میں ہے لہذا انہوں نے سلوٹ کیا ۔
جب ناگ نے آفیسر کی وردی میں حکم دیا اب تم لوگ جاؤ
اور اپنی اپنی ڈیوٹی سرانجام دو کیونکہ اب میں اس کی
ش پر روؤں گا ۔
سپاہی دبی ہنسی ہنستے ہوئے نشے باز آفیسر سے جان بچا کر گھوڑوں
بیٹھ کر روانہ ہو گئے ۔

ناگ اور ماریا وہاں سے قہقہے لگاتے ہوئے عنبر کی تلاش میں روانہ ہوئے۔

ماریا نے کہا ہو سکتا ہے عنبر ہماری تلاش میں سرائے میں گیا ہو ہمیں اسے وہاں بھی دیکھ لینا چاہیئے۔

وہ دونوں جوں جوں سرائے کے قریب آتے گئے عنبر کی خوشبو انہیں آتی گئی۔

عنبر سمجھ گیا کہ دونوں چوک سے ہو کر آئے ہیں

پھر دونوں بہن بھائی نے ایک کونے پر بیٹھے عنبر کو پہچان لیا اور تینوں یہاں سے روانہ ہو گئے۔ شہر سے باہر نکلے تو انہیں ایک بگھی مل گئی۔

عنبر نے اسے پورا ہی بک کر لیا اور تینوں سوار ہو کر اندلس کی طرف روانہ ہو گئے۔

راستے میں ماریا نے عنبر کو آنیسر والی بات سنائی جو سن کر وہ بہت ہنسا پھر اس نے سالے اور بہنوئی والا قصہ اسے سنایا جو اس سے بھی دلچسپ تھا۔

اب دن کا اجالا پھیل رہا تھا اور بگھی کے گھوڑے ہوا سے باتیں کر رہے تھے۔

ناگ نے اپنی تمام کہانی بوڑھے انگریز کی کشتی غرق ہونے سے لے کر الزبتھ کو بچانے تک کے حالات بتا دیئے۔ عنبر بہت خوش

ہوا کہ جس کی حفاظت وہ نہ کر سکے تھے ان کے بھائی نے اسے حفاظت سے اس کی منزل پر پہنچا دیا۔

ماریا نے کہا

ناگ اور عنبر بھائی! مجھے الزبتھ بڑی اچھی لگتی ہے اندلس جا کر اب میری ملاقات آپ دونوں اس سے کرا دیں میں اُسے اپنی سہیلی بنا لوں گی۔

عنبر نے کہا ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں سب سے پہلا کام ہم یہی کریں گے۔

پھر ایک مقام پر بگھی والا کھانا کھانے اور گھوڑوں کو چارہ وغیرہ کھلانے کے لئے رُکا۔ اس جگہ جہاں اور کئی بگھیاں اور مسافر چلتے اور کھانے میں مصروف تھے یہ تینوں بھی چائے وغیرہ پینے میں مصروف ہو گئے اور پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد بگھی والے نے انہیں اطلاع دی کہ بگھی تیار ہے یہ تینوں ایک دفعہ پھر بگھی میں سوار ہو کر اندلس کی طرف روانہ ہو گئے۔

O

قیدی شہزادی اور عنبر ناگ ماریا

دوسری طرف شہنشاہ راڈرک نے بڑے اہتمام کے ساتھ طلی
کے شاہی گرجا میں امراء اور وزراء کی موجودگی میں زبردستی الز
سے شادی کر لی۔

الزبتھ دیار غیر میں اپنے ماں باپ سے دور احتجاج بھی ن
کر سکی۔ اس کی سسکیاں ہونٹوں میں ہی دم توڑ گئیں اور دل خو
ہو کر بھی آنکھوں سے آنسو نہ بہہ سکا۔

ساٹھ سال کے بوڑھے راڈرک نے زبردستی ۱۵ سال ک
الزبتھ کو اپنی بیوی بنا لیا۔ اس کی مرضی اور اس کے ماں باپ
کی مرضی کے بغیر۔

الزبتھ کا کوئی بھی غمگسار اور ہمدرد نہ تھا جو اس کی حمای
کرتا۔ جس کو وہ اپنے دل کا خون دکھا سکتی۔ رو رو کر اپنے
دل کا غبار ہلکا کر لیتی۔

سارے طلیطلہ میں اس شادی کا چرچا تھا ہر ایک کی ز
پر ساٹھ سالہ بوڑھے اور پندرہ سالہ دوشیزہ الزبتھ کی ش
کا ذکر تھا

پھر کئی لوگ تو اس زبردستی کی شادی پر دبے لفظوں
میں تبصرہ بھی کر رہے تھے۔ جو لڑکی کی مرضی اور اس کے
والدین کی اجازت کے بغیر کی گئی تھی۔

عنبر ناگ اور ماریا جب طلیطلہ میں پہنچے تو جگہ جگہ یہی تذکرے
ہو رہے تھے۔

ان تینوں کو اس شادی اور شہزادی الزبتھ کی مجبوری کا
بہت افسوس ہوا۔

ناگ نے کہا کاش ہم شہزادی الزبتھ کی شادی سے قبل
یہاں آ جاتے۔

عنبر نے کہا

الزبتھ بڑی حساس لڑکی ہے ناگ بھائی وہ کہیں خودکشی
ہی نہ کر لے۔

ماریا نے کہا میں تو اسے سہیلی بنانے کا ارمان لے کر آئی تھی
لیکن وہ پورا ہی نہ ہوا۔

عنبر نے کہا

ماریا! اب تو یہ کام تم ہی سرانجام دے سکتی ہو تم راڈرک
کے محل میں جاؤ اور تنہائی میں اس سے ملو اس سے اپنا تعارف کراؤ
کہ تم ناگ اور عنبر کی بہن ہو۔ میں نے اور ناگ نے دونوں ہی
نے اسے بہن کہا ہے اس اجنبی شہر میں اس کا کوئی نہیں تم اس کا

غم ہلکا کرو اور کہو کہ ہو سکے تو اپنے دونوں بھائیوں سے مل لے
ماریا نے کہا یہ ٹھیک ہے۔

پہلے ان دونوں نے شہر گھوم کر اپنے لئے ٹھکانہ بنانے کا سوچا تو انہیں ایک شکستہ گرجا گھر مل گیا جہاں تنہائی بھی تھی اور لوگ ڈر کے مارے وہاں نہیں جاتے تھے کہ وہاں روحوں نے اپنا اڈہ جما لیا ہے

پھر عنبر اور ناگ نے اس گرجے میں ایک کمرہ اپنے لئے مخصوص کر لیا اور ماریا نے کہا ٹھکانہ بن چکا ہے اب تم اپنی مہم پر روانہ ہو جاؤ۔

O

شہنشاہ راڈرک نے محل کا ایک حصہ الزبتھ کے لئے مخصوص کر دیا تھا جہاں کئی نوکر اور نوکرانیاں خدمت کے بہانے اس کی نگرانی بھی کرتی تھیں۔ اور بقایا حصے میں وہ اپنی اصلی ملکہ اور کئی عدد بچوں کے ساتھ رہتا تھا۔

اس شادی کے لئے اس نے خصوصی لارڈ پادری سے اجازت لے لی تھی کیونکہ عیسائی مذہب میں بادشاہ ہو یا عام آدمی ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری شادی نہیں کر سکتا تھا یہ عیسائی مذہب کے اس دور کا زمانہ تھا جب مذہبی امور کے ذمہ دار پادریوں نے اپنی اہمیت بڑھانے کے لئے مذہب میں حسب

خواہش تبدیلیاں کر لی تھیں اور یہی حالت عیسائی بادشاہوں کی تھی جو اپنی خواہشات کے لئے پادریوں سے خصوصی اجازت نامے حاصل کر لیتے تھے جن کی عوام کو اجازت نہ تھی۔

ماریا تو ہوا کا جھونکا تھی جو دیوار سے گزر کر بھی اپنی مرضی سے جہاں چاہتی چلی جاتی۔ لہٰذا کئی محافظوں کے ہوتے ہوئے بھی وہ بڑی آزادی سے الزبتھ کی خواب گاہ میں پہنچ گئی جہاں بدنصیب شہزادی اپنی آرزوؤں کے قبرستان پر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ وہ کمرے میں تنہا تھی اس لئے آزادی سے رو رہی تھی۔ وہ سامنے دیوار پر بنی ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہہ سے مخاطب تھی جو صلیب پر چڑھے ہوئے تھے اور وہ کہہ رہی تھی:

فادر!
اجنبی دیش میں ان ظالموں نے مجھے بھی اپنی خواہشات کی صلیب پر چڑھا دیا ہے
فادر!
تم تو صلیب سے اڑ کر آسمانوں کی بادشاہت میں چلے گئے لیکن مجھے تو اس صلیب پر ساری زندگی تڑپ تڑپ کر گزارنی ہے۔

ماریا خود عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی تھی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

پھر اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں یہ بات
اس نے الزبتھ کے کان میں سرگوشی کی اور کہا
شہزادی تیری فریاد خداوند نے سن لی ہے
الزبتھ نے حیرانی اور خوف کے ملے جلے تاثرات کے
پیچھے مڑ کر دیکھا اس کو کوئی نظر نہیں آتی اور وہ اسے
سمجھتے ہوئے ایک دفعہ پھر تشبیہہ سے مخاطب ہو گئی جس
حضرت مریمؑ بھی موجود تھی۔
اس نے کہا مقدس ماں کانٹوں کی اس سیج پر تمام عمر گ
میرے بس کی بات نہیں مجھے اپنے پاس بلا لو ماں میرا
کوئی بھی اپنا نہیں۔
ماریا کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے اور اس نے
سرگوشی کی۔
الزبتھ!
مقدس ماں نے تیری فریاد سن لی ہے۔
الزبتھ نے پھر مڑ کر دیکھا کوئی نہیں تھا۔
ماریا نے کہا
میں تمہیں نظر نہیں آ سکتی بہن! خداوند اور مقدس
نے تو تیری ہر مقام پہ مدد کی ہے۔
جب جہاز سے تھیوڈور نے تجھے اغوا کیا اس د
خداوند نے عنبر کو تیرا بھائی بنا کر بھیجا۔

پھر جب تھیوڈور تجھ سے شادی کرنے لگا تو مقدس باپ
نے تیرے پاس ناگ جیسے ہمدرد کو تیرا بھائی بنا کر بھیجا۔ تو
اپنے آپ کو تنہا محسوس نہ کر تیرے دونوں بھائی اندلس میں
موجود ہیں۔
الزبتھ نے کہا
تم کون ہو جو میرے سارے حالات سے واقف ہو۔ یہ ٹھیک
ہے عنبر نے بھی مجھے بہن بنایا تھا اور ناگ بھائی بھی مجھے
بہن کی طرح جبرالٹر میں چھوڑ کر گئے تھے۔ ان کو ظالم تھیوڈور
نے گرفتار کر لیا تھا۔ لیکن مجھے معلوم ہے وہ بڑی طاقتوں
کے مالک تھے۔ وہ زیادہ عرصہ تک اس کی جیل میں نہ رہے
ہوں گے۔
ماریا نے کہا ان سے زیادہ خوبیوں کے مالک تمہارے
دوسرے بھائی عنبر ہیں۔ اور تیسری میں ہوں جو ان کی بہن
ہوں مجھ پہ ایک بزرگ کی بد دعا یا دعا کا اثر ہے کہ میں
کسی کو نظر نہیں آتی۔ پہلے ناگ اور عنبر کی بہن صرف میں ہی
تھی اب تم بھی ہو۔
الزبتھ نے کہا
مجھے تم پر اعتماد ہے اس لئے کہ تمہیں سارے حالات کا
علم ہے۔
تمہارا نام کیا ہے بہن؟

ماریا نے جواب دیا میرا نام ماریا ہے الزبتھ تم مجھے ا
اپنی بڑی بہن سمجھو۔

الزبتھ نے کہا ناگ اور عنبر کہاں ہیں۔

ماریا نے کہا وہ شہر سے باہر روحوں والے پرانے گرجا
میں ہیں۔

انہوں نے ہی مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے انہیں علم
کہ راڈرک نے زبردستی تمہارے ساتھ شادی کر لی ہے لیک
افسوس انہیں علم اس وقت ہوا جب یہ شادی ہو چکی
اگر تمہیں کوئی وقت مل سکتا ہے تو ان سے مل لو۔

الزبتھ نے کہا

میں تو یہاں قیدیوں کی زندگی بسر کر رہی ہوں بہن ہ
سکے تو ناگ اور عنبر بھیا سے کہو کل رات محل کے اس
باغ میں آدھی رات کو مجھے ملیں میں تمہیں وہ حوض دک
دوں گی جو سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے وہاں رات کو اند
ہی رہتا ہے اور چھپنے کے لئے بڑی بڑی جھاڑیاں بھ
موجود ہیں محل کے اس حصے پر پہرہ بھی نہیں ہوتا کیوں ک
اس سمت دریا بہتا ہے اور اس کے چوڑے پاٹ کو پار کر
کے وہاں پہنچنا مشکل ہے لیکن مجھے علم ہے کہ ان دونو
کے لئے کوئی بات بھی مشکل نہیں۔

میرے دل میں انتقام کے الاؤ دہک رہے ہیں ا

جس بوڑھے سانپ نے میری جوانی کو ڈس لیا ہے میں
اس کا سر کچل دینا چاہتی ہوں۔

ماریا نے روتی ہوئی الزبتھ کو سینے سے لگا لیا تب جا کر
الزبتھ کو ماریا کے جسم کا احساس ہوا۔

پھر ماریا نے اس کے آنسو پونچھے اور کہا

اب رو تو نہیں میری بہن۔ جس طرح تم چاہو گی ویسا ہی
ہو گی۔

الزبتھ نے کہا

بہن ماریا تمہیں تو کوئی دیکھ نہیں سکتا تم میرے ہی
ساتھ رہو میرا دل لگا رہے گا اور میں اپنے دکھ تم سے بیان
کر کے دل کا بوجھ ہلکا کر لیا کروں گی۔

ماریا نے کہا تم فکر نہ کرو

اب میں ناگ اور عنبر کو اس ملاقات کے متعلق بتاؤں پھر
مشورے سے جو طے ہوگا۔ وہی کریں گے۔ کل آدھی رات کو ہم
تینوں باغ میں مل رہے ہیں۔

الزبتھ اسے بالکونی تک لائی اور اوپر ہی سے اسے ملاقات
والی جگہ دکھا دی۔

ماریا نے دیکھا کہ یہاں کے نوکر اور نوکرانیاں تو سائے
کی طرح اس کے پیچھے لگی رہتی تھیں۔

ماریا وہاں سے نکل کر سیدھی روحوں والے پرانے گرجاگھر میں پہنچی۔ جہاں ناگ، عنبر دونوں ہی اس کا شدید انتظار کر رہے تھے۔

اس نے شہزادی الزبتھ کی درد بھری داستان کا ایک ایک لفظ ان دونوں کو سنایا اور پھر الزبتھ سے آدھی رات کو ملنے کے لئے کہا۔

عنبر، ناگ دونوں نے کہا ہم اس مظلوم بہن سے ملنے ضرور جائیں گے۔

۸

انتقام کی آگ

دوسری طرف راڈرک الزبتھ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا۔

تمہاری کنیزوں نے ہمیں بتایا ہے کہ تم نے اپنے آپ سے باتیں کرنی شروع کر دی ہیں یہ کیا پاگل پن ہے۔ انہوں نے بار بار دیکھا تمہارے سوا کمرے میں کوئی نہیں تھا پھر تم کس سے باتیں کرتی رہتی ہو۔

الزبتھ نے کہا

اس کا جواب تو شہنشاہ نے خود ہی دے دیا ہے میں اپنے آپ سے باتیں کر کے دل بہلاتی ہوں میرا یہاں کوئی رشتہ دار یا ماں باپ تو ہے نہیں۔ پھر کس سے باتیں کروں خود ہی سوال کرتی ہوں خود ہی جواب دیتی ہوں۔

شہنشاہ نے ہنس کر کہا

اس تنہائی کا علاج بھی جلدی ہی ہو جائے گا اگر تم چاہو تو

الزبتھ نے کہا

بھلا میں کیوں نہ چاہوں گی

راڈرک نے کہا تو پھر ایک ننھا منا کھلونا اپنے لئے پیدا

کر لو۔

الزبتھ نے شرما کر سر جھکا لیا اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے چھم چھم آنسو بہنے لگے۔

شہنشاہ نے کہا

ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں بچے کی پیدائش کے بعد ہم تمہیں اپنے والدین سے ملنے یونان بھی بھیج دیں گے۔ اب اس ملاقات کو جتنی جلدی چاہو تم کر لو۔

میں شکار پر جا رہا ہوں شاید رات باہر ہی گزارنی پڑے تم اپنی خاص کنیز کو اپنے کمرے میں سُلا لینا۔

پھر داڈرک نے کہا

تم نے آج تک کسی چیز کی خواہش نہیں کی بتاؤ واپسی پر تمہارے لئے کون سا تحفہ لائیں۔

الزبتھ نے ٹالنے کے لئے کہہ دیا

جب بغیر کسی خواہش کے ہر چیز موجود ہے تو پھر شہنشاہ سے کیا مانگوں۔

شہنشاہ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

ہم جانتے ہیں کہ ابھی ہم ملکہ کے دل میں اپنا اصلی مقام حاصل نہیں کر سکے لیکن ہم نا امید نہیں۔

شہنشاہ چلا گیا تو الزبتھ نے حقارت کے ساتھ زمین پر

تھوک دیا اور کہا

درندے کسی کی حسرتوں کا خون کر کے، زبردستی کسی کو پامال کر کے اس سے محبت کی توقع رکھنا سراسر بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے۔

بوڑھے خرانٹ تو میرے جسم کو پامال کر سکتا ہے لیکن میری روح تجھ سے انتقام لینے کے لئے بے چین ہے۔

پھر جلتی ہوئی الزبتھ کی طرح شام ہوتے ہی چراغ بھی جل اُٹھے۔

اُدھر ناگ اور عنبر نے محل میں داخل ہونے کے لئے تمام منصوبوں پر اچھی طرح غور و فکر کرتے ہوئے یہ طے کیا کہ انہیں صرف دریا پار کر کے ہی محل میں داخل ہونا چاہئے کیونکہ بقایا ہر جگہ پر سخت پہرہ تھا۔ اور کوئی چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی تھی۔

یہاں دریا کا بہاؤ بہت تیز تھا گہرائی کم تھی اور جگہ جگہ نوکیلے پتھر موجود تھے پاٹ بھی کافی چوڑا تھا۔ کشتی یہاں کام نہ دے سکتی تھی۔ پیدل گزرنا انتہائی مشکل تھا کیوں کہ پانی کا زور پاؤں جمانے ہی دیتا تھا اور اگر ایک دفعہ ایک پاؤں اُکھڑ گئے تو میلوں تک جسم پتھروں سے ٹکڑا ٹکڑا کر قیمہ بن جاتا تھا۔

کشتی تو ایک قدم بھی نہیں چل سکتی تھی فوراً نوکیلے پتھروں
سے ٹکرا کر پیندے میں سوراخ ہوجاتا اور کشتی پانی سے بھر
کر ڈوب جاتی۔

ان سارے امکانات پر غور کر کے ناگ نے ایک ترکیب
نکال ہی لی اس نے کہا

عنبر تم جانتے ہی ہو میں ناگ ہوں اور اپنی جسمانی جسامت
جتنی چاہوں گھٹا بڑھا سکتا ہوں میں سانپ بن کر اپنے جسم کو
دریا کے پاٹ کے برابر کر سکتا ہوں یعنی میری دم اگر اس
کنارے پر ہوگی تو سر دوسرے کنارے پر ہوگا تم میرے
جسم کو رسی کی طرح پکڑ کر پیدل ہی دریا پار کر جانا جہاں
کہیں بھی تمہارا پاؤں پانی کے زور سے اکھڑ جائے میرا جسم
تمہیں پانی میں بہنے سے روک سکتا ہے اور میرے جسم کو پکڑ
کر ہی تم دریا پار کر جاؤ۔

عنبر نے کہا۔

واہ ناگ لاجواب ترکیب ہے میں بڑی آسانی سے تمہیں رسی
کی طرح پکڑ کر دریا پار کر جاؤں گا۔

پھر دریا کے اس کنارے پر گھنا جنگل ہے آبادی بھی نہیں لہذا
روشنی کا سوال ہی رات کو پیدا نہیں ہوتا یہ کام ہم نہایت ہی
آسانی سے سرانجام دے سکتے ہیں۔ جب کہ کوئی دیکھنے والا بھی

وہاں موجود نہیں۔

ناگ نے کہا

جب تم پار اتر جاؤ گے تو میں اپنے جسم کو دوبارہ سمیٹ
لوں گا۔

عنبر نے کہا بالکل ٹھیک ہے

پھر دونوں نے ماریا سے کہا

تم محل میں جاؤ اور اب الزبتھ کے ساتھ ہی وہاں آنا۔
سنگ مرمر کے حوض کے پاس ہم دونوں بھائی تمہارا انتظار
کریں گے۔

ماریا کے جانے کے بعد دونوں بھائیوں نے دوبارہ اپنے
منصوبے پر غور کیا اور اسے ہر طرح سے مناسب پاتے ہوئے
خراماں خراماں شہر میں داخل ہوئے۔

پھر اس پل پر جا کر دوسری طرف چلے گئے جو دریا کے
دونوں کناروں کو ملاتا تھا۔ اور باہر سے آنے والے لوگ ابھی
پل کے ذریعے شہر میں داخل ہوتے۔ وہ دونوں پل پار کر کے
دوسرے کنارے پر چلے گئے اور وہاں سے کنارے کنارے
اس مقام کی طرف بڑھنے لگے جہاں دریا محل کی دیوار کے
ساتھ ہو کر گزرتا تھا اور جو باغیچے کا حصہ تھا۔

دوسری طرف ماریا شہزادی کی خواب گاہ میں پہنچی جو بہت
غمگین اور اداس بیٹھی جلتی ہوئی شمع کو دیکھ رہی تھی۔
ماریا نے قریب جا کر سرگوشی کی
کیوں بہن! اس شمع میں کون سے لال جڑے ہوئے ہیں جو
ان کو غور سے دیکھ رہی ہو۔
الزبتھ کے دکھی مسکراہٹ کے ساتھ کہا
یہ دیکھ رہی ہوں شمع بھی میرے ساتھ رات بھر جل کر
صبح بجھ جاتی ہے لیکن میں وہ بدنصیب ہوں جو مسلسل جل
رہی ہوں۔
ماریا نے کہا
فکر نہ کر بہن رات خواہ کتنی ہی لمبی ہو اس کی سویر ہو جاتی
ہے دکھوں کی یہ رات بھی ختم ہو جائے گی تمہارے دونوں
بھائی آ رہے ہیں ان سے مشورہ کر لو تم جو چاہو گی وہی ہو
جائے گا۔
اس جابر بادشاہ کی زندگی کا چراغ ایک ہی پھونک سے
بجھ جائے گا یہ ہمارے لئے کوئی مشکل بات نہیں تم تیار ہو
جاؤ ہمیں تمہارے محافظوں کی نظروں سے بچ کر جانا ہے۔
الزبتھ نے کہا یہ بھی ایک مسئلہ ہے یہ کم بخت تو رات بھر جاگ
کر پہرہ دیتے ہیں۔

ماریا نے کہا مجھے اس بات کا پہلے ہی احساس تھا اور میں
اس کا انتظام کر کے آئی ہوں
وقت قریب آ گیا ہے تم اپنی کنیز کو چائے لانے کے لئے
کہو میرے پاس ایک بوٹی ایسی ہے جو چائے میں ملا دی جائے تو
پینے والا صبح تک آرام کی نیند سوتا رہتا ہے۔
الزبتھ نے کہا
پھر یہاں چائے منگوانے کی کیا ضرورت ہے ٹھیک آدھی
لت کے وقت ان محافظوں کو چائے دی جاتی ہے تاکہ انہیں
نیند نہ آئے۔
تم خود باورچی خانے میں چلی جاؤ اور جب رات کے
ملازموں کے لئے چائے بنے اس میں یہ دوائی ڈال دو۔ لیکن
یہ دیکھ لو کہیں سب مر ہی نہ جائیں۔
ماریا نے کہا نہیں یہ آزمائی ہوئی چیز ہے وہ صرف رات
بھر گہری نیند سوتے رہیں گے اور انہیں کوئی نقصان بھی نہ
پہنچے گا۔
الزبتھ نے کہا پھر ٹھیک ہے۔ آؤ! میں تمہیں باورچی خانہ
بتا دوں۔
ماریا نے کہا
اس کی ضرورت نہیں میں جا کر تمام کام کر لوں گی تم جانے

کی تیاری کرو۔

O

دوسری طرف عنبر اور ناگ ٹھیک اس مقام پر دریا کے
کنارے پہنچ گئے۔ جہاں باہچہ تھا۔

پھر ناگ نے کہا عنبر بھائی۔

ہمیں اسی جگہ سے دریا پار کرنا ہے میں سانپ بن رہا ہوں
تیار ہو جاؤ۔

پھر ناگ نے لوٹ لگائی اور وہ سانپ بن گیا اُس نے
اپنی دم پاس ہی درخت کے گرد لپیٹ لی اور خود لمبا ہو کر
دریا کے پانی میں تیرتا ہوا دوسرے کنارے کی طرف بڑھنے
لگا اور بڑھتے بڑھتے دوسرے کنارے تک پہنچ گیا اور پھر
اپنے آپ کو تن کر اپنی گردن کو درخت کے تنے سے لپیٹ
لیا اب وہ رسی کی طرح تنا ہوا دونوں کناروں کو ملا رہا تھا
دریا کا بہاؤ اتنا تیز تھا کہ شائیں شائیں کی آواز سے کان
پڑی آواز بھی سنائی نہ دے رہی تھی اور دریا کا پانی پتھروں
سے ٹکرا ٹکرا کر کئی کئی فٹ اوپر کی طرف اچھلتا ہوا جا
رہا تھا۔

عنبر نے خدا کا نام لے کر پاؤں دریا میں ڈال کر ناگ کے
جسم کو پکڑ لیا اور اب وہ ساری طاقت سے ناگ کے جسم
کو پکڑ کر آہستہ آہستہ دریا پار کر رہا تھا اگر یہ سہارا نہ ہوتا

تو شاید عنبر پہلے ہی قدم پر دریا کے بہاؤ کے ساتھ بہہ
گیا ہوتا اور اسی طرح اس نے اس خطرناک دریا کو
کر لیا اس کے متعلق محل والوں کو اتنا اعتماد تھا کہ کوئی
دریا پار کر کے نہیں آ سکتا اسی لئے انہوں نے پہرہ تک
لگانا بھی ضروری نہ سمجھا تھا۔

پھر جب دریا کے پار پہنچ گیا تو ناگ نے اپنا جسم ہٹا
لیا اور وہ انسان بن گیا۔

اب مسئلہ اس اونچی اور سپاٹ دیوار کے پاس جانے
کا تھا۔

ناگ تو خیر پرندہ بن کر اُڑتا ہوا بھی جا سکتا تھا
لیکن دشواری صرف عنبر کے لئے تھی جسے ناگ نے پھر حل کر
دیا اور کہا

عنبر بھائی میں اونٹ بن رہا ہوں تم مجھ پر سوار ہو کر اس
دیوار پر چڑھ جاؤ۔

عنبر نے کہا

بہت خوب ناگ! آج تو یار تمہارا ذہن ضرورت سے زیادہ
ہی کام کر رہا ہے۔

ناگ نے لوٹ لگائی اور اونٹ بن کر دیوار کے
پاس بیٹھ گیا۔

عنبر اس پر سوار ہو گیا

پھر اونٹ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور عنبر اوپر کھڑا ہو کر دیوار سے لٹک کر اس پر چڑھ گیا

پھر ایک درخت کی شاخ پر چھلانگ لگا کر جھول گیا اور درخت سے ہٹتا ہوا نیچے اتر گیا۔

جب کہ ناگ پرندہ بن کر اڑتا ہوا بڑے آرام سے اندر آ گیا۔

پھر دونوں بھائی جھاڑیوں میں چھپ گئے اور الزبتھ کا انتظار کرنے لگے۔

دوسری طرف ماریا باورچی خانے کے پاس اس وقت کا انتظار کرنے لگی جب ٹھیک آدھی رات کے وقت محافظوں کو چائے دی جاتی تھی۔

پھر وہ وقت بھی آ ہی گیا جب محافظ سپاہیوں کے آفیسر نے باورچی سے کہا

وقت ہو گیا ہے سب سپاہیوں کو چائے دو۔

باورچی نے جلدی سے چائے کا پانی رکھ دیا۔

ماریا نے اس سے آنکھ بچا کر چائے کے پانی میں بوٹی ڈال دی جو ابلتے ہوئے پانی میں بڑے آرام سے حل ہو گئی اور ماریا خود الزبتھ کے پاس آ گئی۔

الزبتھ نے کہا ماریا باجی کام ہو گیا

ماریا نے کہا

ہاں الزبتھ سب ٹھیک ہے۔

پھر انہوں نے نوکروں کو دیکھا جو سب سپاہیوں میں چائے تقسیم کرتے پھر رہے تھے۔

ماریا نے کہا صرف تھوڑی دیر اور انتظار کر لو سب ٹھیک ہو جائے گا۔

جھاڑیوں میں چھپے ہوئے عنبر نے ناگ سے کہا

میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ شادی ہو جانے کے بعد ہم بھلا الزبتھ کی کیا مدد کر سکتے ہیں سوائے اس کے کہ ہم راڈرک کو ختم کر دیں۔

ناگ نے کہا کہ اس بات کا فیصلہ تو الزبتھ کے آنے پر ہی ہو گا۔

پھر انہوں نے ماریا کی خوشبو محسوس کی اور سر نکال کر دیکھا کہ الزبتھ ڈری سہمی چلی آ رہی ہے اور یہ دونوں بھی جھاڑیوں سے نکل آئے۔

الزبتھ دونوں کو دیکھ کر رونے لگی اور ان دونوں کے دل بھی پسیج گئے۔

عنبر نے کہا

مت رو میری بہن ہم گئے وقت کو تو واپس نہیں لا سکتے
لیکن ہم اپنی جان کی بازی لگا کر بھی تمہاری مدد کرنے کو
تیار ہیں۔ ہمارے لائق کوئی بھی خدمت ہو تو الزبتھ بہن
ہمیں بتاؤ۔

الزبتھ نے کہا

عنبر بھائی میرے نصیبوں میں یہی تھا اور وہ ہو کے رہا
اب دکھ اس بات کا ہے کہ میری زندگی کو ہر لمحہ
خطرہ ہے۔

راڈرک کی پہلی ملکہ اور اس کی اولاد مجھے ختم کرنا چاہتے ہیں
وہ مجھے اپنے راستے کی دیوار سمجھتے ہیں۔

راڈرک نے میری نزدیک کنیزوں اور غلاموں کی بھیڑ اکٹھی
کر رکھی ہے۔ لیکن پھر بھی یہ میرا وطن نہیں یہ لوگ میرے اپنے
نہیں۔ محلاتی سازشوں کو روکنا میری اکیلی کے بس کی بات نہیں
میں اپنے کمرے میں بند قیدی کی زندگی بسر کر رہی ہوں زبردستی
کی شادی کی وجہ سے شہنشاہ راڈرک مجھے میرے ماں باپ سے
ملنے بھی جانے نہیں دیتا۔

عنبر نے کہا الزبتھ بہن اب تم یہ بتاؤ کہ تم کرنا کیا چاہتی
ہو۔

الزبتھ نے کہا

اپنی جان کی حفاظت اور یہ بھی چاہتی ہوں کہ میرے والدین کو
میری بپتا کی اطلاع ہو جائے۔

عنبر نے کہا

اگر تمہارے والدین کو اطلاع مل بھی جائے تو وہ شہنشاہ راڈرک
کا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ کہاں ایک چھوٹی سی ریاست کا والی اور کہاں
ایک پورے ملک کا بادشاہ۔

باقی رہ گئی جان کی حفاظت تو اس کے لئے تمہاری بہن ماریا
تمہارے ساتھ رہ سکتی ہے اور یہ غائب ہونے کی وجہ سے محلاتی
سازشوں سے بھی باخبر رہ سکتی ہے۔

الزبتھ نے کہا

عنبر بھائی! جہاں اتنے احسان کئے ہیں ایک اور کر دو تم
ماریا اور ناگ بھائی کو میرے پاس چھوڑ دو کیوں کہ یہ بھی جو چاہیں
بن سکتے ہیں اور انہیں کوئی خطرہ بھی نہیں آپ واپس میرا خط
لے کر میرے والد کاؤنٹ کے پاس سیدھے چلے جائیں۔

عنبر نے کہا

اگر تم سمجھتی ہو کہ اس کا کوئی فائدہ ہے تو میں تیار ہوں ماریا
اور ناگ کو اپنے پاس رکھ لو۔

الزبتھ عنبر بھائی کہہ کر اس کے قدموں میں گر گئی۔

عنبر نے کہا

لیگی تجھے بہن کہا ہے تو تیرے دکھوں کو بھی بانٹ لیں گے
خدا کی قسم اگر راڈرک تمہارا شوہر نہ بن چکا ہوتا تو اُسے اس
فریب کی ایسی سزا دیتا کہ آنے والی نسلیں بھی یاد رکھتیں یہ اب
مجبوری ہے کہ وہ تیرا شوہر ہے۔ یہ فیصلہ کر کے کہ ناگ اور ماریا
الزبتھ کے پاس رہیں گے عنبر نے کہا
تو تم مجھے خط صبح تک ماریا کے ہاتھ بھیج دو میں خط ملتے
ہی روانہ ہو جاؤں گا۔

یہ طے کر کے عنبر نے الزبتھ کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا
اور پھر ناگ اور عنبر جس راستے سے آئے تھے اسی راستے سے
واپس چلے گئے جب کہ ماریا الزبتھ کے ساتھ واپس محل
میں چلی گئی۔

صبح سورج کی پہلی کرن کے ساتھ ہی عنبر نے ناگ کو
ہدایات دیتے ہوئے کہا
یہ واقعات تو پہلے گزر چکے ہیں یہ الگ بات ہے ہم
ان واقعات کے ساتھ ملوث نہیں تھے وہ سیاسی حالات کی بنا
پر سب کچھ ہوا تھا۔ ہوگا اب بھی وہی جو تاریخوں میں درج ہے
لیکن اس کے اسباب ہم پیدا کریں گے صرف یہ نئی بات ہے
اور صلیبی جنگوں کا یہ بھی ایک حصہ ہے کہ طارق بن زیاد اسلامی

لشکر لے کر اندلس کو عیسائیوں سے چھین لے گا اور اس ملک میں
ایسی ایسی مساجد بنیں گی جن کا شمار دنیا کی عظیم الشان عمارتوں
میں ہوگا۔ جہاں سے ہمیشہ کے لئے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہوا
کریں گی۔

ابھی دونوں بھائیوں میں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ماریا
الزبتھ کا خط لے کر آگئی۔ جو اس نے اپنے باپ والی سینٹ
کے نام لکھا تھا اور جس میں الزبتھ کی پوری دُکھ بھری داستان
درج تھی۔

عنبر نے خط لے کر حفاظت سے رکھ لیا پھر ماریا اور ناگ
دونوں عنبر کو چھوڑنے اڈے تک آئے جہاں سے بگھیاں
مرسیہ کو جاتی تھیں۔

اتفاق سے ایک بگھی صرف ایک ہی سواری کے انتظار میں
کھڑی تھی عنبر اس میں سوار ہو گیا اور ناگ اور ماریا کو الوداع
کہہ کر رخصت ہو گیا۔

بگھی کے گھوڑے تازہ دم اور نہایت جاندار تھے اور وہ
بگھی کو کھلونے کی طرح اُڑائے لے جا رہے تھے۔

ماریا الزبتھ کو سوتا چھوڑ کے آئی تھی کیوں کہ وہ شہزادی
تھی اور دیر تک سونے کی عادی تھی۔

شہنشاہ راڈرک ابھی تک شکار سے لوٹ کر نہیں آیا تھا اور

یہ موقع غنیمت جان کر راڈرک کی پہلی بیوی اور اس کے لڑکے
نے ایک نہایت زہریلا سانپ جس کا انتظام انہوں نے پہلے
سے کر رکھا تھا۔ الزبتھ کی ایک کنیز خاص کی معرفت اس کی مسہری
پر چھوڑ دیا۔

کنیز کو خرید لیا گیا تھا موت اس کی مسہری پر رینگتی پھر رہی
تھی اور کسی وقت بھی اپنا زہر اس کے جسم میں اتار سکتی تھی
دوسری طرف عنبر کو رخصت کرنے کے بعد ناگ نے ماریا سے
کہا۔

چلو باتیں کرتے ہوئے محل تک چلتے ہیں پھر تم اندر چلی
جانا اور میں گرجا میں واپس آ جاؤں گا دل تو چاہتا ہے کہ آج
دونوں بہن بھائی ذرا اس شہر کی سیر کریں لیکن عنبر بھائی کا حکم
ہے کہ الزبتھ کے چاروں طرف سازشوں کا جال بچھا ہوا ہے لہذا
ہمیں اسے تنہا چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہیئے۔ اور وہ دونوں اسی
کے متعلق باتیں کرتے ہوئے محل کی طرف روانہ ہو گئے۔

اندر مسہری پر سانپ رینگتا ہوا ہوا الزبتھ کے بازو کے
قریب پہنچ گیا تھا۔

الزبتھ نے جو کروٹ لی تو اس کا بازو سانپ کے اوپر آ گیا
جس سے سانپ دب گیا اور اس نے غصے میں الزبتھ کو
ڈس لیا۔

الزبتھ چیخ مار کر اٹھ بیٹھی یہ سارا ماجرہ راڈرک کی پہلی
بیوی۔ لڑکا اور کنیز چھپ کر دیکھ رہے تھے۔

الزبتھ کی چیخ کے ساتھ ہی راڈرک کی بیوی اور لڑکا خوش
ہو کر اپنی خواب گاہ میں واپس چلے گئے اور وہ کنیز اندر
کو بھاگی۔

سانپ رینگتا ہوا کونے میں پڑے ہوئے ایک گل دان
میں جا چھپا۔

پھر کنیز نے شور مچا دیا کہ بھاگو ملکہ الزبتھ کو سانپ نے
ڈس لیا ہے۔

محافظ تلواریں لے کر اندر دوڑ پڑے یہ اطلاع آفیسر تک
بھی پہنچ گئی اور پھر شاہی حکیم کی طرف ہرکارے کو دوڑا
دیا گیا۔

ماریا اندر داخل ہوتی تو بھیڑ کو دیکھ کر اسے پتہ چل گیا
کہ الزبتھ کو سانپ نے ڈس لیا ہے اور اس کا جسم نیلا
ہونا شروع ہو گیا تھا۔

وہ واپس بھاگتی ہوئی ناگ کے پاس چلی گئی جو ابھی تھوڑی
ہی دور گیا تھا اور سارا قصہ بیان کیا۔

ادھر تمام کمروں میں سپاہی تلواریں لئے سانپ کو تلاش کر رہے
تھے جو آرام سے گل دان میں بیٹھا مٹی چاٹ رہا تھا اور گلاب

کے پودے کی جہک سے مست ہو رہا تھا۔

شاہی حکیم صاحب گھر پر موجود نہ تھے لہذا جب ہرکارہ واپس آیا تو ناگ نے اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ میں ان کا شاگرد ہوں اور مجھے اطلاع مل گئی ہے کہ ملکہ کو سانپ نے ڈس لیا ہے لہذا مجھے اندر لے چلو میں ملکہ کا علاج کروں گا۔ یہ ایسا وقت تھا کہ کسی کو بھی کسی بات کی ہوش نہ تھی اس عملے کا ہر فرد جو ملکہ الزبتھ کے لئے وقف تھا شہنشاہ کے خوف سے کانپ رہا تھا کہ ان کی غیر حاضری میں ملکہ کی حفاظت نہ کر سکے۔

ہرکارہ حکیم کے گھر نہ ملنے کی وجہ سے سخت پریشان تھا۔ شاگرد کو غنیمت جان کر اندر لے گیا اور محافظ دستے کے آفیسر سے یہ کہہ کر تعارف کروا دیا کہ حکیم صاحب نے اپنے شاگرد خاص کو بھیجا ہے اور ان کا یہ خاص شاگرد سانپوں کے زہر کا ماہر ہے۔

آفیسر ناگ کو لے کر جلدی سے الزبتھ کے کمرے میں آ گیا جہاں اب راڈرک کی پہلی ملکہ اور اس کا بیٹا موجود تھے اور نہایت مکاری سے رو رہے تھے۔

حکیم کے شاگرد کی آمد پر وہ حیران رہ گئے کیوں کہ حکیم تو خود ان کے حکم کی وجہ سے ہی غائب ہوا تھا اور اس سازش

میں شریک تھا پھر اس نے اپنے شاگرد کو کیوں بھیج دیا۔

پہلی ملکہ سوچ میں پڑی ہوئی تھی کہ اس کے بیٹے نے سرگوشی کی۔

حکیم دانا آدمی ہیں اور انہوں نے خانہ پُری کر دی ہے لیکن انہیں کیا خبر تھی کہ آنے والا حکیم صاحب کا بھی باپ ہے۔

ناگ نے ایک نظر الزبتھ کو دیکھا اور پھر آنکھیں بند کر قریب کے سانپوں کو سگنل دیئے۔

گل دان میں بیٹھا ہوا سانپ اپنے دیوتا کی خوشبو اور سگنل وصول کرتے چونک اٹھا۔ اور فوراً جوابی سگنل دیا کہ وہ گل دان میں موجود ہے اور آ رہا ہے۔

ناگ نے تمام محافظوں سے کہا

جس سانپ نے ملکہ کو ڈسا تھا وہ زہر چوسنے کے لئے آ رہا ہے آپ میں سے کوئی بھی اسے مارنے کی کوشش نہ کرے اور ایک طرف ہٹ کر اسے راستہ دے دیں۔

پھر ملکہ اور شہزادے نے مع محافظوں کے ایک عجیب ہی منظر دیکھا

وہی سانپ گل دان سے نکل کر مسہری کی طرف آیا اور پایوں سے اوپر چڑھ گیا اور اپنا منہ الزبتھ کے بازو پر رکھ

کر زہر چوسنا شروع کر دیا۔

الزبتھ کا نیلا ہوتا ہوا جسم پھر سے ٹھیک ہونا شروع ہو گیا۔ اور وہ اس طرح بیدار ہو گئی کہ جیسے ابھی ابھی سو کر اٹھی ہو۔

ماریا بھی کونے میں کھڑی خدا کا شکر ادا کر رہی تھی کہ بروقت پتہ چل گیا ورنہ اس زہریلے سانپ نے تو الزبتھ کو مار ہی ڈالا تھا۔

ناگ نے سانپ کو اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا جونہی الزبتھ کی نگاہ ناگ پر پڑی اس نے بے خیالی میں۔۔۔۔ ناگ کہا اور پھر فوراً اسے احساس ہو گیا۔ جب کہ ناگ نے بات بناتے ہوئے کہا

ہاں ملکہ عالیہ سانپ میں نے پکڑ لیا ہے جس نے آپ کو ڈس لیا تھا۔ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔

الزبتھ نے فوراً کہا اب میں ٹھیک ہوں۔

دوسری ملکہ نے بظاہر الزبتھ کو بچ جانے کی مبارک باد دی لیکن اندر سے وہ جل گئی کہ کم بخت حکیم نے کیسا شاگرد بھیج دیا تھا جس نے ان کی جیتی ہوئی بازی کو مات دے دی۔

پھر دونوں ماں بیٹا وہاں سے چلے گئے راستے میں ماں نے بیٹے سے کہا۔

اس نامراد حکیم کی خبر لو جس نے انعام کی رقم تو پوری لی لیکن غداری کے لئے اپنے شاگرد کو بھیج دیا۔

بیٹے نے کہا

آپ فکر نہ کریں ممی! استاد شاگرد دونوں کی خبر لی جائے گی۔

کمرے میں سانپ نے اپنی زبان میں ناگ کو یہ بتا دیا تھا کہ اسے خود یہاں لا کر پھینکا گیا ہے۔

پھر ناگ نے تمام محافظ کنیزوں اور دیگر عملے کو بھی رخصت کرتے ہوئے کہا

آپ ملکہ الزبتھ کو تنہا چھوڑ دیں کیونکہ انہیں آرام کی ضرورت ہے۔

سب کے جانے کے بعد ناگ نے شہزادی الزبتھ کو بتا دیا

کہ تمہیں مارنے کے لئے سانپ باہر سے منگوایا گیا تھا اور تمہاری کنیز خاص بی نے اسے پٹاری سے تمہاری مسہری پر پھینکا تھا۔

ناگ نے کہا میرا خیال ہے کہ یہ سازش پہلی ملکہ نے

کی ہے۔

الزبتھ رونے لگی۔

اس نے کہا

ناگ بھائی!

یہ ان کا ملک ہے ان کے ملازم ہیں میرا یہاں کون ہے
وہ جب چاہیں مجھے مروا سکتے ہیں۔

ماریا نے کہا

تم کیوں فکر کرتی ہو۔ تمہارے اپنوں نے ہی ان کی سازش
ناکام بنا دی ہے۔

عنبر بھیا تمہارے والدین کے پاس تمہارا خط لے کر روانہ
ہو گئے ہیں چند ماہ کی اور بات ہے۔ اور پھر پریشانیوں کے
یہ دن ختم ہو جائیں گے۔

ناگ نے کہا

راڈرک کے ہوتے ہوئے ان لوگوں کو کسی قسم کی سازش
کرنے کی ہمت نہ ہوتی اور راڈرک کی غیر حاضری سے ہی
ان لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔

ناگ نے کہا

اچھا بہن میں چلتا ہوں۔ میں نے قرب وجوار کے تمام سانپوں
کو ہدایت کر دی ہے اب دوبارہ کوئی سانپ بھی یہ گستاخی

نہیں کرے گا۔

اب میری زیادہ دیر موجودگی انہیں شک میں ڈال دے
گی ماریا تمہارے پاس موجود ہے اور ضرورت پڑنے پر مجھے
بھی تم اپنے سے دور نہ پاؤ گی۔

پھر ناگ وہاں سے روانہ ہو گیا اور ماریا الزبتھ کی دل جوئی
میں لگ گئی۔

جوں ہی ناگ محل سے نکل کر روانہ ہوا اس نے محسوس
کیا چار ہتھیار بند سپاہی اس کا تعاقب کر رہے ہیں وہ
دل ہی دل میں ہنسا اور سمجھ گیا کہ اسے قتل کرنے کے
لئے یہ پہلی ملکہ کے حکم سے آئے ہیں اور وہ کسی ایسی
جگہ کے منتظر ہیں جہاں بھیڑ بھاڑ نہ ہو ناگ نے خود ہی
انہیں یہ موقع مہیا کر دیا اور وہ ایک غیر آباد راستے
پر چل نکلا۔

ابھی تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ سپاہیوں نے اسے گھیر
لیا اور کہا

ہم تجھے قتل کرنا چاہتے ہیں

ناگ نے کہا میرا جرم

ایک سپاہی نے کہا جرم تمہارا ہمیں معلوم نہیں لیکن قتل
کر کے ہم نے تمہارا سر ضرور اس کو پیش کرنا ہے جس نے

ہمیں سو سونے کے سکے اس کام کے لئے دیتے ہیں۔

ناگ نے کہا بھائی میں تنہا ہوں اور تم چار اور وہ بھی ہتھیار بند اور میں خالی ہاتھ ظاہر ہے تم ہی مجھے قتل کر دو گے۔ لیکن میرے دل میں حسرت تو نہ رہ جائے یہ تو بتا دو کہ مجھے کس کے کہنے پر قتل کیا جا رہا ہے۔

دوسرے سپاہی نے کہا بالٹر بتا دو بے چارے کو چند گھڑیوں کا تو مہمان ہے۔

تب پہلے نے کہا ہمیں ملکہ عالیہ اور شہزادے فلپ نے سو سونے کے سکے انعام دے کر تمہارا سر مانگا ہے اور دوسرے سر کے لئے بھی چار سپاہی گئے ہیں۔

ناگ نے کہا دوسرا بدنصیب کون ہے۔

سپاہی نے کہا شاہی حکیم پیٹر۔

اب باتوں میں لگا کر ہمارا وقت برباد مت کرو اور گردن جھکا دو مقابلے کا کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

ناگ نے کہا میں آپ لوگوں کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہوں جناب لیجئے میری گردن حاضر ہے۔

ناگ نے گردن جھکا دی اور سپاہی نے تلوار والا اٹھا کر وار کیا جسے پھرتی سے ناگ نے خالی کر کے ا کلائی سے پکڑ کر زمین پر دے مارا۔ اور وہ غریب ا

کمر تڑوا بیٹھا۔

ناگ نے اس کی تلوار قابو کر لی اور پھر اس سے پہلے کہ دوسرا وار کرے ناگ نے اپنی تلوار اس کے سینے سے پار کر دی۔

بقایا دو تلواریں سونت کر مقابلے پر آ گئے اور ناگ سے مقابلہ شروع ہو گیا۔

اس دوران میں قریب ہی ایک درخت پر اپنے دیوتا کی خوشبو پا کر ایک سانپ اتر آیا اس نے جو اپنے دیوتا کو لڑتے ہوئے دیکھا تو رینگتا ہوا آیا اور ایک سپاہی کے پاؤں میں ڈس لیا۔

سپاہی نے جھک کر دیکھا اور اس دوران میں ناگ نے اس کی گردن کاٹ ڈالی۔

چوتھا سپاہی جان بچا کر بھاگا مگر ناگ نے پیچھے سے تلوار کھینچ ماری۔ جو سیدھی اس کی پشت پر جا کر لگی اور وہ وہیں گر کر ڈھیر ہو گیا۔

ناگ نے اس مدد پر سانپ کو پیار کیا اور ہاتھ میں اٹھا کر آرام سے اسی درخت پر بٹھا دیا۔

اب یہ سازش پوری طرح بے نقاب ہو چکی تھی اور ناگ نے روحوں والے کلیسا کا رخ کیا۔

دوسری طرف عنبر تیزی سے سفر کرتے ہوئے جا رہا تھا
کہ اچانک مریبہ کے قریب بگھی والے نے بگھی راستے سے
اُتار کر جنگل میں داخل کر دی۔

عنبر نے کہا بھائی یہ کون سا راستہ ہے یہ تو تمام جنگل ہی
جنگل ہے۔

کوچوان نے کہا یہ نیا راستہ ہے اس سے ہم جلدی ہی پہنچ
جائیں گے۔

عنبر نے کہا تم ہمیں اسی راستے سے لے چلو خواہ دیر ہی
کیوں نہ ہو۔

دوسرے مسافروں نے کہا

واہ صاحب! جب وہ غریب جلدی والے راستے سے جانا
چاہتا ہے تو آپ کو کیا تکلیف ہے اس لمبی مسافت سے تو
ہم تھک گئے ہیں کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم ذرا جلدی ہی مریبہ
پہنچ جائیں۔

عنبر نے کہا ہمیشہ سیدھا راستہ اختیار کرنا چاہیئے خواہ وہ لمبا
ہی کیوں نہ ہو۔

کوچوان نے کہا صاحب! جب بقایا سواریوں کی رائے میرے
ساتھ ہے۔ تو میں آپ اکیلے کے لئے تو اُس لمبے راستے سے
نہ جاؤں گا۔

عنبر نے کہا ٹھیک ہے دوست اگر یہ جہنم میں ہی جانا چاہتے
ہیں تو ان کی مرضی۔

اس پر ایک آدمی بگڑ گیا اور کہا۔ اپنی زبان سنبھال کر
رکھو ورنہ بتیسی باہر نکال دوں گا۔

عنبر نے کہا ٹھیک ہے دوست اب تم جانو ہم نے اپنے
ہونٹ بند کر لئے ہیں۔

اس دوران میں بگھی جنگل میں کافی آگے جا چکی تھی اور پھر
وہی ہوا جس کے لئے عنبر کی چھٹی حس نے اسے ہوشیار کیا تھا
یہ کوچوان ڈاکوؤں سے ملا ہوا تھا اور بگھی کو لے کر آرام سے
ڈاکوؤں کے پاس جا کر روک دیا۔ مسافر گھبرا گئے۔

ڈاکوؤں کے سردار نے حکم دیا سب لوگ اپنے اپنے سامان
لے کر باہر آ جاؤ۔

سب شرمندہ تھے اور عنبر سے آنکھ نہ ملا رہے تھے پھر سب
مع عنبر باہر آ گئے۔

سب کی تلاشی لے کر ساری رقم ڈاکوؤں نے چھین لی عنبر
کے پاس سے ایک خط برآمد ہوا۔ جسے پڑھ کر سردار خوش
ہو گیا اور کہا۔

بہت خوب! اس خط کے بدلے میں راڈک سے ہم
ہزاروں سونے کے سکے وصول کر سکتے ہیں۔

عنبر نے کہا دوست ایک معصوم اور بے گناہ لڑکی کی زندگی کا
سوال ہے یہ خط مجھے واپس کر دو۔

سردار نے کہا بے وقوف! ہم ڈاکو ہیں اگر معصوم لوگوں
پر رحم کرنا شروع کر دیں تو خود معصوم ہو کر رہ جائیں اور بھوکے
مرنے شروع ہو جائیں اور پھر خط کے ساتھ ساتھ تمہارے سر کی
قیمت بھی تو وصول ہو سکتی ہے۔

عنبر نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ وہ نہایت بزدل اور کمزور
شخص ہے۔ سردار کے سامنے ہاتھ جوڑ دیتے اور رونے لگا
کہ میرے بیوی بچے برباد ہو جائیں گے سردار میں غریب آدمی
ہوں مجھ پر رحم کرو۔

سردار نے ایک تھپڑ رسید کر دیا اور عنبر روتے ہوئے
خود ہی دور جا گرا۔

سردار ہنسنے لگا اور کہا

کتنے بے وقوف ہوتے ہیں وہ لوگ جو ایسے اہم کاموں
کے لئے ایسے بزدل اور کمزور آدمیوں کا انتخاب کرتے ہیں
جو شخص ایک تھپڑ برداشت نہیں کر سکتا وہ اتنا بڑا راز کیسے
چھپا سکتا ہے۔

پھر اس نے ساتھیوں سے کہا صرف یہی ایک ہیرا ہمارے
ہاتھ آیا ہے میں اس خط اور اس آدمی کے لاکھوں سنہری سکے

راڈک سے وصول کروں گا۔

پھر اس نے کوچوان سے کہا

ڈیوس تمہیں ایک دفعہ پھر واپس چلنا ہے میں دیر کرنے کا
قائل نہیں ہوں۔

سردار نے گریبان سے پکڑ کر عنبر کو زمین سے اٹھایا جو
سردار کے پاؤں پڑ گیا تھا اور کہہ رہا تھا سردار! مجھ پر اور
میرے بچوں پر رحم کرو۔

لیکن سردار نے اس کی پسلی میں ٹھوکر مارتے ہوئے
کہا۔ اٹھو اور چپ چاپ بگھی میں بیٹھ جاؤ۔ پھر عنبر کو بگھی میں
دھکا دے دیا۔

عنبر روتے ہوئے بگھی میں بیٹھ گیا اور دل ہی میں دل
ہنس پڑا اور کہا

الو کے پٹھے یہی میں چاہتا تھا کہ تم تنہا میرے قابو آ
جاؤ اب میں دیکھے اور اس کوچوان کو ایسی سزا دوں گا کہ تمہاری
اولاد تک یاد رکھے گی۔

ایک ڈاکو نے کہا سردار حکم ہو تو ہم بھی آپ کے ساتھ
چلیں۔

سردار نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اس چوہے سے نپٹنے
کے لئے تم میرے ساتھ جاؤ گے ارے اس جیسے درجن بھر

کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں بس ادھر گیا اور اُدھر سے سونے
کے سکوں کے ڈھیر لے کر آیا۔

پھر خود بھی سردار اندر بیٹھ گیا اور ڈریوس کوچوان نے گھوڑوں
کو چابک دکھایا اور وہ آندھی کی طرح سے واپس مڑ کر ہوا
سے باتیں کرنے لگے۔

بگھی سفر کرتی رہی اور عنبر کسی مناسب مقام کی تلاش میں
رہا جو اسے جلدی سے مل گیا یہ ایک غیر آباد علاقہ تھا۔
اور کچا راستہ تھا جس پر کوچوان نے جلدی جانے کے خیال
سے بگھی کو ڈال دیا تھا۔

پھر کیا تھا عنبر خوش ہو گیا اور اس نے آرام سے کہا
سردار! اب بھی وقت ہے وہ خط میرے حوالے کر دو
سردار نے جو عنبر کا بدلہ ہوا رویہ دیکھا تو خنجر نکالنے لگا
لیکن اس سے پہلے ہی عنبر نے اس کا گلا دبا دیا اور سردار
کی آنکھیں باہر نکل پڑیں۔ عنبر نے اسے تڑپنے کی بھی مہلت
نہ دی اور وہ ٹھنڈا ہو گیا۔

عنبر نے خط اس کی جیب سے نکال کر اپنی جیب میں رکھ
لیا اور کوچوان کو بھی نہ معلوم ہو سکا کہ بگھی کے اندر کیا ہو
گیا ہے۔

پھر عنبر نے سردار کے لہجے کی نقل کرتے ہوئے کوچوان

سے کہا
بگھی روک دو۔

کوچوان کے وہم و خیال میں بھی نہیں آ سکتا تھا کہ اندر کچھ
ہو چکا ہے اس نے فوراً بگھی روک دی۔

عنبر آرام سے نیچے اُترا اور اس سے پہلے کہ کوچوان مڑ کر
اسے دیکھے عنبر نے اسے نیچے گھسیٹ لیا۔

پھر کیا تھا۔ عنبر نے مار مار کر کوچوان کا حشر کر دیا وہ
حیران تھا کہ ایک بزدل آدمی میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی
اس نے بڑی منت سماجت کی لیکن عنبر نے کہا تم پر رحم کھانا
سانپ کو دودھ پلانے کے برابر ہے۔ میں نے زندگی بھر مظلوم
کی آواز کے لئے کان کھلے رکھے ہیں ظالم کی فریاد سن کر
میں کان بند کر لیا کرتا ہوں تم انسانیت کے نام پر
ایک بدنما داغ ہو تم پر رحم کرنا انسانیت پر ظلم کرنے
کے برابر ہے پھر عنبر نے کوچوان کو اٹھا کر اوپر اچھال دیا
جو آتے ہی پتھروں پر پڑا۔ اور اس کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔

عنبر نے سردار کی لاش بگھی سے نکال کر کوچوان کے
پاس ڈال دی اور کہا
اس علاقے میں کوئی بھی تمہاری مدد کے لئے نہیں آئے
گا اور تم ظالموں کا گوشت گدھوں کی خوراک بنے گا۔

پھر عنبر کوچوان کی جگہ بیٹھ گیا اور اس نے گھوڑوں کا رُخ
مرسیہ کی طرف موڑ دیا اور سورج غروب ہونے سے پہلے
پہلے وہ مرسیہ شہر کے صدر دروازے سے اندر داخل ہو
رہا تھا۔ اس نے بگھی ایک طرف کھڑی کر دی اور خود اُتر کر
سرائے کی تلاش میں چلا گیا۔ جہاں وہ پہلے ٹھہر چکا تھا سرائے
کے مالک کی پہلے بھی وہ مدد کر چکا تھا۔ جب کہ ایک ظالم
سپاہی کو وہ مار کر گرفتار ہوا تھا اور پھر پھانسی کے چبوترے
پر دوسرے دن لوگوں کو ایک آفیسر کی لاش جھولتی ہوئی
ملی تھی۔

مالک اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا تم چھپ کر
رہو کسی کو معلوم ہوگیا تو مصیبت آجائے گی۔

عنبر نے کہا ٹھیک ہے تم صرف یہ پتہ کروا دو یہاں سے
کوئی بحری جہاز سیتہ کی طرف جا رہا ہے۔

بوڑھے نے کہا سیتہ تو راستے سے ہٹ کر ریاست ہے
اگر وہاں جانا ہے تو تمہیں جزیرہ غلاڈیا پر اترنا پڑے گا اور
پھر وہاں سے بگھی میں سفر کرنا ہوگا۔

عنبر نے کہا ٹھیک ہے تم جہاز کا پتہ کر کے مجھے بتاؤ اور
ڈرو نہیں کسی کو میری یہاں موجودگی کا علم نہیں ہوگا۔

بوڑھے نے کہا بیٹے تیرے لئے تو میری جان بھی حاضر

ہے میں ابھی خود جا کر ساری معلومات کرتا ہوں تم کمرے میں
جاؤ میں تمہارے لئے کھانا بھجواتا ہوں۔

عنبر نے کہا مجھے تو بھوک نہیں

تب بوڑھے نے کہا سفر سے آئے ہو گرم گرم چائے ہی
پی لو اور عنبر نے پیچھا چھڑانے کے لئے منظور کر لیا۔ چائے
جلدی ہی عنبر کے سامنے نوکر چائے لے کر آ گیا عنبر چائے پینے
لگا۔ اور ساتھ ہی ساتھ اگلے سفر کے متعلق سوچنے لگا۔

O

راڈرک کے محل میں اس کی ملکہ غصے سے ٹہل رہی تھی اور
پاس ہی اس کا لڑکا مائیکل سر جھکائے کھڑا تھا۔ سامنے میز
پر حکیم کا کٹا ہوا سر پڑا تھا۔

ملکہ نے مڑ کر کہا

مائیکل! جو شخص حکیم کا نائب بن کر یہاں آیا تھا ضرور وہ
کوئی الزبتھ کا ہمدرد ہے جس نے پہلے سازش بھی ناکامیاب بنا
دی اور پھر ہمارے چار سپاہی بھی قتل کر دیتے اور خود بچ کر
نکل گیا۔

بیٹے یہ سب کچھ میں تمہارے مستقبل کے لئے کر رہی ہوں
اگر الزبتھ سے کوئی اولاد ہوگئی تو مستقبل میں وہ تمہارے لئے
اور تمہارے تخت و تاج کے لئے مصیبت بھی بن سکتی ہے کیونکہ

تمہارے باپ کی محبت اب صرف الزبتھ کے لئے رہ گئی ہے
اس نے تمہاری ماں کو اپنی محبت سے بے دخل کر دیا ہے
کل کو وہ تمہیں بھی تخت سے بے دخل کر کے الزبتھ کی اولاد
کو تاج پہنا سکتا ہے۔ راڈرک ایک مطلب پرست خاوند اور
ظالم باپ ہے اس نے الزبتھ کے ساتھ شادی کر کے مجھے
کانٹوں کی سیج پر لا پھینکا ہے تمہارے باپ نے تمہاری راہ
میں بھی کانٹے بو دیئے ہیں۔

مائیکل نے کہا

ماں! مجھے قسم ہے آسمانی باپ کی میں ایسے پتھر دل باپ
کو موت کی نیند سُلا دوں گا۔

ملکہ نے کہا تو بیٹے دیر مت کرو اس سے پہلے کہ کوئی سپولیا
پیدا ہو تمہیں تخت پر قبضہ کر لینا چاہیئے۔

تمام کاؤنٹ نائٹ اور والی ریاست تخت پر تمہارا حق
تسلیم کر لیں گے۔ پھر میں بھی تو ابھی زندہ ہوں میری زندگی میں
اس ڈائن کا اثر و رسوخ کام نہیں کر سکتا۔

آج شام تمہارا باپ سفر سے لوٹ کر آ رہا ہے اور آج ہی
رات اس کی نئی بیوی کی مسہری میں ہی اسے ختم کر دو ہم آسانی
سے اسے الزبتھ کی سازش قرار دے سکتے ہیں۔ اس لئے کہ
سب جانتے ہیں کہ تیرے باپ نے زبردستی اس سے شادی
کی ہے۔

مائیکل نے کہا ماں!

اس کام کے لئے خزانے کے منہ کھولنے ہوں گے۔ شہنشاہ
کا قتل کوئی معمولی بات تو نہیں ہے۔

ماں مائیکل کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہوئی جہاں
ایک بڑی تجوری پڑی تھی اسے کھول دیا جو سونے کے سکوں
سے بھری پڑی تھی۔ اس کے ساتھ ہی کئی صندوق بھی سکوں سے
بھرے پڑے تھے۔ تم انہیں دونوں ہاتھوں سے لٹا سکتے ہو لوگوں
کی وفاداری اور ضمیر خرید سکتے ہو۔

مائیکل نے کہا ٹھیک ہے ماں میں سب انتظام کرتا ہوں
آج ہی رات اس کانٹے کو ہٹا دیا جائے گا جو تمہارے سینے
میں چبھنے لگا ہے۔

پھر جب سورج دور پہاڑوں کے دامن میں ڈوب رہا تھا
اس شہر کی پتھریلی زمین گھوڑوں کی ٹاپوں سے گونج رہی تھی۔
شہنشاہ راڈرک والی اندلس شکار سے لوٹ رہا تھا اور کئی
شکار کئے ہوئے شیر، گینڈے، ہرن، بھیڑیئے، لومڑیاں رتھوں
پر لدی ہوئی ساتھ تھیں۔

ساریا اور الزبتھ دونوں ساتھ ساتھ لیٹی ہوئی تھیں کہ محافظوں
نے باآواز بلند شہنشاہ کی آمد کا اعلان کیا
ساریا اٹھ گئی اور کہا

جو بھی آج ہمارا ٹھکانہ اس کمرے کے قالین پر ہو گا مسہری پر
نہیں تمہارے سرتاج آ گئے ہیں۔

الزبتھ ماریا کی طنز سمجھ کر غمگین سی ہنسی ہنس کر رہ گئی کیوں کہ
شہنشاہ راڈرک کمرے میں داخل ہو رہا تھا لہٰذا نہ چاہنے کے
باوجود بھی الزبتھ کو تعظیم کے لئے اٹھنا پڑا۔

ایک غلام نے ایک نہایت ہی خوب صورت پرندہ سونے
کے پنجرے میں اُٹھا رکھا تھا۔

راڈرک نے پیار سے الزبتھ کہہ کر اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا
لیا اور پھر کہا

دیکھو ہم یہ تحفہ تمہارے لئے لائے ہیں کتنا خوب صورت پرندہ
ہے۔

الزبتھ پرندے کو دیکھ کر محسوس کر رہی تھی کہ اس کی طرح وہ
بھی خوب صورتی کے جرم میں پنجرے میں قید کر لیا گیا ہے۔

راڈرک نے کہا ملکہ تم نے ہمارے تحفے کی تعریف نہیں کی۔

الزبتھ نے چونک کر کہا جی بہت ہی حسین ہے حسن بھی کتنی
بدنصیب شے ہے جو بھی دیکھتا ہے اسے اس جرم میں پنجرے میں
بند کر لیتا ہے۔

شہنشاہ نے قہقہہ لگایا اور کہا

خوب! ہم تمہاری اس خوب صورت طنز سے محظوظ ہوئے

لیکن تمہاری رہائی کی شرط تو ہم نے تمہیں بتا دی ہے اب تاخیر تمہاری
ہی طرف سے ہے۔

الزبتھ نے شرما کر اپنی گردن جھکا لی کیوں کہ اسے احساس
تھا کہ اس کمرے میں ان دونوں کے علاوہ بھی کوئی ہے لیکن ماریا
تو اخلاق کے معاملے میں اعلیٰ قدروں کی مالک تھی اور وہ تو
خود ہی ان دونوں کو تنہا چھوڑ کر کب کی اس کمرے سے جا
چکی تھی۔

اس نے سوچا کیوں نہ پرانی ملکہ کی ہی خبر لی جائے ملکہ کی
خواب گاہ پہ نہ صرف سخت پہرہ تھا بلکہ دروازہ بھی بند تھا اور یہ
خلاف معمول بات تھی۔ کہ شہنشاہ محل میں موجود ہے اور وہ کسی وقت
بھی یہاں آ سکتا ہے پھر دروازہ بند ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ
دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔

وہ دیوار سے گزر کر اندر چلی گئی جہاں چند ضمیر فروشوں کا
ایمان خریدا جا رہا تھا۔ اور ملکہ کہہ رہی تھی۔

نئی ملکہ کے پہلو میں ہی شہنشاہ کو ختم کر دو ہم تمہاری سات
پشتوں کو امیر بنا دیں گے۔

اب ماریا کے لئے یہاں ٹھہرنا بالکل بیکار تھا اسے جا کر کچھ
کرنا چاہیئے۔ تمام محافظ خریدے جا چکے تھے اور موت بلا خوف و
خطر تیزی سے آ رہی تھی۔ اسے اخلاق کو بالائے طاق رکھ کر

الزبتھ کی خواب گاہ میں داخل ہونا پڑا جہاں راڈرک اس کے پہلو
میں لیٹا تھا۔
ماریا نے الزبتھ کے کان میں ہلکی سی سرگوشی کی کسی طرح
ایک لمحے کے لئے میرے پاس اُٹھ کر آؤ۔
الزبتھ فکرمند ہوگئی اور پھر اٹھ بیٹھی۔
راڈرک نے اس کی کمر کے گرد باہیں ڈالتے ہوئے
کہا کہاں چلیں۔
الزبتھ نے بہانہ بناتے ہوئے کہا
میں نے شہنشاہ کے لئے ایک سوداگر سے نہایت
اعلیٰ عطر خریدا ہے جو ملک ہندوستان کا تحفہ ہے اسے پیش
کرنا چاہتی ہوں۔
ایسا عطر اس کے پاس موجود تھا جو اس نے اپنے شہر
سے خریدا تھا۔
بادشاہ نے کہا ہم اپنی ملکہ کا یہ تحفہ خوشی سے قبول کریں گے
الزبتھ اُٹھ کر ساتھ والے کمرے میں آگئی جہاں اس کا
سامان اور لباس موجود تھے۔
ماریا نے اسے حقیقت سے آگاہ کر دیا اور کہا آج رات
تمہارے پہلو میں ملکہ اور شہزادے کی سازش سے شہنشاہ کو
قتل کر دیا جائے گا اور صبح شہزادہ مائیکل تخت پر بیٹھ کر

اپنی بادشاہت کا اعلان کر دے گا اور اس قتل کو تمہاری
سازش قرار دے کر تمہیں گرفتار کر لیا جائے گا اور قتل کر
دیا جائے گا۔
الزبتھ کانپ کر رہ گئی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ
بادشاہ کو کیسے اتنی بڑی بات کہہ دے۔
ماریا نے اس کی مشکل کو سمجھ لیا اور کہا خواب کا بہانہ بنا
دو اگر سازش پہ عمل نہ بھی ہوا۔ تو خواب پہ بات ٹل جائے
گی کہ خواب جھوٹا بھی ہو سکتا ہے۔
الزبتھ نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا تم نے میری مشکل
آسان کر دی بہن خدا تم کو اس کی جزا دے۔
پھر اس نے عطر اپنے صندوق سے نکالا اور لے کر شہنشاہ
کے پاس چلی گئی۔
راڈرک اُٹھ کر بیٹھ گیا اور عطر کو سونگھنے لگا جس کی خوشبو
اسے بے حد پسند آتی اور اس نے عطر کی بڑی تعریف کی اور
اس تحفے کے لئے شکریہ بھی ادا کیا۔
پھر جب الزبتھ کی طرف نگاہ کی جس کا رنگ زرد ہو رہا
تھا تو کہا
کیا بات ہے میری جان کچھ بیمار ہو گیا؟
تب الزبتھ نے اپنے حواس پر قابو پاتے ہوئے کہا ہم نے

آج تک شہنشاہ سے کچھ بھی نہیں مانگا آج مانگ کر دیکھیں گے اس بھروسے پر کہ شہنشاہ اس کنیز کی بات مان لیں گے۔

راڈرک نے کہا الزبتھ ہم بہت خوش ہیں ہماری دلی تمنا ہے کہ تم ہم سے کچھ مانگو۔ تم اپنی خواہش کا ذکر کرو پھر دیکھو ہم اسے کیسے پورا کرتے ہیں۔

تب الزبتھ نے کہا میں نے کل رات ایک بھیانک خواب دیکھا ہے۔ کہ آپ میرے پہلو میں سوئے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ تلواریں لے کر آتے ہیں اور نصیب دشمناں آپ کو قتل کر دیتے ہیں۔

میرے منہ میں خاک ان لوگوں کی پشت پناہی بڑی ملکہ اور شہزادہ مائیکل کر رہے ہیں۔

راڈرک کے ماتھے پر بل پڑ گئے اور الزبتھ کانپ کر رہ گئی۔

راڈرک نے کہا پھر تم ہم سے کیا چاہتی ہو

الزبتھ نے کہا۔

میری التجا ہے کہ آج کی رات کسی کنیز کو اپنے لباس میں سُلا دیا جائے اور آپ یہ رات ساتھ والے کمرے میں جاگ کر گزاریں۔

میں معافی چاہتی ہوں آپ کی زندگی مجھے جان سے زیادہ

عزیز ہے اور مجھے احساس ہے کہ شہنشاہ شکار سے واپسی پر تھکے ہوئے بھی ہیں اور انہیں آرام کی ضرورت ہے لیکن میرا دل مجھے بار بار کہہ رہا ہے کہ الزبتھ اگر آج کی رات غفلت برتی تو زندگی بھر خون کے آنسو رونے پڑیں گے اور آپ اپنے ساتھ کچھ وفا دار سپاہی بھی اپنی حفاظت کے لئے رکھ لیں۔

راڈرک نے کہا الزبتھ یہ خواب سے زیادہ کچھ بھی نہیں کس کی ہمت ہے کہ میرے خلاف ایسی سازش سوچ سکے۔ لیکن ہم وعدہ کر چکے ہیں تمہارے جذبات کی قدر کرتے ہوئے تم جو چاہتی ہو وہی کریں گے۔

پھر شہنشاہ نے اپنے خادم خاص کو بلا کر کچھ ہدایات دیں چند سپاہی ہتھیار بند خفیہ راستے سے جس کا الزبتھ کو علم نہ تھا صرف شہنشاہ ہی جانتا تھا۔ خواب گاہ کے ساتھ والے کمرے میں چھپا دیئے گئے اور ان کے ساتھ جو کنیز تھی اسے شاہی لباس میں الزبتھ کے ساتھ سلا دیا گیا جب کہ راڈرک بھی ساتھ والے کمرے میں آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا۔

آدھی رات کے قریب چند سیاہ پوش کمرے میں داخل ہوئے تو محافظ سپاہ نے شہنشاہ کو مطلع کر دیا کہ کچھ لوگ تلواریں لئے

کمرے میں داخل ہو گئے ہیں۔ وہ دبے پاؤں مسہری کی طرف
بڑھے۔

شہنشاہ اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

پھر چار تلواریں ایک ساتھ اس کنیز کے جسم میں داخل ہو
گئیں۔ جو شہنشاہ کے لباس میں لیٹی تھی۔

اسی وقت شہنشاہ مشعل بردار ہتھیار بند خفیہ سپاہیوں کے
ساتھ سامنے آگیا۔

چاروں سپاہیوں کے ہاتھوں سے دہشت کے مارے تلواریں
گر گئیں پھر نہایت ہی خاموشی سے ان کو گرفتار کر کے خفیہ
راستے سے باہر نکال دیا گیا۔ جہاں انہوں نے سازش کا سارا
بھید شہنشاہ کے سامنے کھول دیا۔

تب راڈرک کے حکم سے الزبتھ نے چیخنا شروع کر دیا کہ
بھاگو یہ ظالم شہنشاہ کو قتل کر چکے ہیں۔

چیخ و پکار کے ساتھ ہی شہزادہ مائیکل اور بڑی ملکہ اندر
داخل ہوئے۔

مسہری پر خون میں نہائی کنیز شاہی لباس میں پڑی تھی۔

ملکہ نے بڑھ کر الزبتھ کے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا
بد قماش عورت خود قتل کر کے الزام سپاہیوں پر لگاتی ہے۔ پھر
اپنے ساتھ لائے ہوئے محافظوں سے کہا

اس عورت کو گرفتار کر لو۔

محافظوں نے الزبتھ کو گرفتار کر لیا۔

ملکہ نے مائیکل کی طرف قہقہہ لگاتے ہوئے دیکھا اور کہا کہ
اندلس کا تاج مبارک ہو۔

بیٹا! ہم نے تمہارے راستے کا کانٹا ہٹا دیا ہے۔

اسی وقت راڈرک مع اپنی حفاظتی سپاہ کے ساتھ والے
کمرے سے باہر آ گیا۔ اور سپاہیوں سے کہا کہ ملکہ اور شہزادے
کو گرفتار کر لو۔

دونوں کو فوراً گرفتار کر لیا گیا اور راڈرک کے حکم سے
انہیں نظر بند کر دیا گیا۔ بقایا رات شہنشاہ نے الزبتھ کے ساتھ
گزاری وفادار کنیز کی لاش کو عزت اور احترام کے ساتھ تجہیز و
تکفین کے لئے یہاں سے ہٹا لیا گیا۔

شہنشاہ نے الزبتھ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا تمہارا خواب
بالکل سچا ثابت ہوا اگر ہم ذرا بھی غفلت سے کام لیتے تو صبح
کا سورج دیکھنا بھی نصیب نہ ہوتا۔

الزبتھ نے کہا آپ کے بعد مجھے سانپ ڈسوا کر مارنے
کی کوشش کی گئی تھی لیکن بروقت طبی امداد سے بچ گئی ورنہ
میرا تابوت بھی آج منوں مٹی کے نیچے ہوتا۔

راڈرک نے کہا یہ محلات یہ تاج اور تخت کیسی چیزیں ہیں

جو اپنوں کو بھی دشمن بنا دیتی ہیں ملکہ نے سنا ہے کی آ
یں جل کر ہمارے بیٹے کو بھی ہمارا دشمن بنا دیا ہے ما
کی بے وفائی سے ہمیں بہت دکھ ہوا ہے۔

O

دوسری طرف عنبر بحری جہاز میں سفر کرتا ہوا کئی رو
کے بعد جزیرہ فلاڈیا میں اُتر گیا اب یہاں سے خشکی کے
راستے اس نے سیتہ کو جانے کے لئے ایک بگھی کرائے
حاصل کی۔ اور روانہ ہو گیا۔ بارش ہو کر ابھی ابھی رُک چکی
درخت پانی کے بارش سے نہائے ہوئے نہایت تر و تا
اور گرد و غبار سے پاک نظر آ رہے تھے ہوا گیلے پتوں
چھن کر ٹھنڈی ہو کر چل رہی تھی۔

موسم نہایت ہی خوش گوار تھا ایک لمبی سڑک جس
دو رویہ درخت تھے۔ سیتہ کی طرف جنگل سے گزر کر جا رہی
جہاں شکار کی بہتات تھی۔ اور بگھی میں بیٹھے ہوئے عنبر
ہرنوں کی قطاریں کلیلیں کرتی نظر آ رہی تھی۔ کہیں کہیں پہاڑ
ٹیلوں پر ہڑیال چوکڑیاں بھرتے پھر رہے تھے۔

بگھی کے گھوڑے روانی میں چلے جا رہے تھے۔ اچانک
زور سے کسی شیر کی دھاڑ سنائی دی جس سے گھوڑے با
گئے۔ اور سڑک چھوڑ کر اونچے نیچے ٹیلوں میں جا گھسے۔

کوچوان نے انہیں قابو کرنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ ڈر
کر اور تیز ہو کر دوڑنا شروع ہو گئے۔ جس سے بگھی کا توازن
بگڑ گیا اور وہ ٹیلوں میں ہچکولے کھاتی جا رہی تھی۔

شیر کی دھاڑ پھر سنائی دی اب گھوڑے اور بھی بدحواس
ہو کر ٹیلوں میں دوڑتے رہے اور آخر کار ایک جگہ بگھی
اُلٹ گئی جس سے کوچوان دور جا گرا اور تھوڑا بہت زخمی
بھی ہو گیا۔

عنبر بھی اچھل کر بگھی سے باہر گرا لیکن وہ تو پتھر کا
بنا ہوا تھا۔ گرد جھاڑ کے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا اب شیر کی دھاڑ
بالکل قریب سے سنائی دی۔

پھر ایک گھوڑ سوار ہاتھ میں نیزہ لئے تیزی سے عنبر
کے سامنے سے گزر گیا جس پر جھاڑیوں میں سے شیر نے
چھلانگ لگائی۔ اور اسے لیتے ہوئے بٹوں میں جا گرا سوار
کے ہاتھ سے نیزہ گر چکا تھا۔

پھر اس سے پیشتر کہ شیر جست لگا کر گرے ہوئے آدمی کو
چیر پھاڑ کر رکھ دے۔ عنبر چھلانگ لگا کر آدمی کے سامنے
آ گیا اور اس نے شیر کی دونوں اگلی ٹانگیں پکڑ لیں۔

شیر اور عنبر میں زور آزمائی ہو رہی تھی کہ اتنے میں وہ
سوار اُٹھ بیٹھا۔

شیر نے ایک زبردست جھٹکا مارا اور دونوں ٹانگوں کو عنبر
کی گرفت سے آزاد کر کے عنبر کا ایک بازو اپنے منہ میں
لے لیا۔ لیکن عنبر نے اس کے دونوں جبڑے ہاتھ میں پکڑ
لیے۔ اور پوری طاقت سے جبڑے کو چیر کر رکھ دیا اور
شیر دھاڑتا ہوا تڑپنے لگا اور ٹھنڈا ہو گیا۔

سوار نے آ کر عنبر کے کندھے پر پیار سے ہاتھ رکھ دیا
عنبر نے مڑ کر جو دیکھا تو اسے پتہ چلا کہ سوار کافی
بارعب اور کسی اونچی حیثیت کا مالک تھا۔

تھوڑی ہی دیر کے بعد کئی سوار بھی وہاں آن پہنچے اور کہا
مبارک ہو بادشاہ نے آخر کار اس شیر کو شکار کر ہی لیا۔

عنبر کو اب پتہ چلا کہ یہ بارعب آدمی کوئی بادشاہ ہے
لیکن بادشاہ نے کہا

اس شخص کا شکریہ ادا کرو جس نے شیر سے ہماری جان
بچائی ہے۔ ورنہ والی سبتہ کاؤنٹ جولین شیر کی خوراک بن
چکا ہوتا۔

عین وقت پر ہمارا گھوڑا ٹھوکر کھا گیا اور نیزہ گرنے کے ساتھ
ہی ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

عنبر کو یہ جان کر بے انتہا خوشی ہوئی کہ جس کے پاس
وہ جا رہا تھا۔ اس سے اسی جگہ ملاقات ہو گئی۔ یہ الزبتھ کا

باپ تھا جو اپنے ساتھیوں کو بتا رہا تھا۔

پھر جب شیر نے ہم پر چھلانگ لگائی تو یہ ڈھال بن کر
ہمارے سامنے آ گیا۔

پھر اس نے کہا

نوجوان! ہم تمہارے شکر گزار ہیں۔

عنبر نے انکساری سے کہا

میں تو آپ کا خادم ہوں۔

کاؤنٹ نے عنبر سے پوچھا تم کہاں سے آ رہے ہو اور
کہاں جانا ہے۔

عنبر نے کہا میری منزل آپ ہی ہیں۔

کاؤنٹ! میں شہزادی الزبتھ کا پیغام لے کر اندلس سے
آیا ہوں۔

کاؤنٹ نے عنبر سے پوچھا خیریت تو ہے ہماری بیٹی ٹھیک
ہے نا؟

عنبر نے کہا جی میں یہ سب کچھ آپ کے محل پہ جا کر
عرض کروں گا۔

پھر فوراً کوچ کی تیاری کا حکم دیا گیا۔ ایک گھوڑا عنبر کو
پیش کیا گیا اور یہ پورا قافلہ سورج غروب ہونے تک شہر میں
داخل ہو گیا۔

پھر کاؤنٹ نے اپنے محل میں پہنچتے ہی عنبر کو طلب کر
لیا۔ کاؤنٹ کے علاوہ وہاں الزبتھ کی ماں بھی موجود تھیں اور
بیٹی کے متعلق بے چین تھیں۔

عنبر نے الزبتھ کا خط دیتے ہوئے کہا کاؤنٹ کے نام شہزادی
الزبتھ کا خط ہے ملاحظہ فرمالیں۔

اس طویل خط کو جوں جوں کاؤنٹ پڑھتا گیا اس کے چہرے
کے تاثرات تبدیل ہوتے گئے اور بالآخر اس کے ہاتھوں سے
خط زمین پر گر گیا۔

پھر ملکہ نے اُٹھا کر پڑھنا شروع کر دیا اور پھر ہائے میری
بیٹی کہہ کر رونا شروع کر دیا۔

کاؤنٹ نے کہا راڈرک نے ہمارے منہ پر جو طمانچہ مارا
ہے ہم اس کا جواب ضرور دیں گے۔ ہم اعلیٰ حضرت پوپ سے
شکایت کریں گے۔

عنبر نے کہا گستاخی معاف! چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے اس
سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے شہنشاہ راڈرک شہزادی سے شادی
کر چکے ہیں۔ جو شاید جلدی ہی ان کے بچے کی ماں بن جائیں گی
پھر اگر اعلیٰ حضرت پوپ نے ان کے خلاف کوئی حکم دے بھی
دیا تو راڈرک شہزادی کو طلاق دے کر ان سے معافی مانگ
لے گا۔

کاؤنٹ غصے میں کانپتے ہوئے ٹہلنے لگا اور پھر تھوڑی دیر
کے بعد اس نے کہا

اس بے عزتی کا بدلہ صرف تلوار سے ہی لیا جا سکتا ہے
ہم اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر بھی اس توہین کا بدلہ لیں گے
راڈرک نے ہم سے اجازت لئے بغیر زبردستی ہماری بیٹی سے شادی
کر کے اپنی برتری کا ثبوت دیا ہے اور ہماری کم تری کا تمسخر
اڑایا ہے۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کی سرحدوں پر موسیٰ بن نصیر اسلامی
پرچم لئے بیٹھا ہے۔ اس نے اپنے ہی بازوؤں کو قلم کرنا
شروع کر دیا ہے۔

اتنی چھوٹی سی ریاست تو ہمیں موسیٰ بن نصیر بھی دے سکتا ہے

پھر کاؤنٹ نے ملکہ سے کہا۔

ہمیں ایک مراسلہ اسلامی سپہ سالار موسیٰ بن نصیر کی طرف سے
موصول ہوا تھا۔ جس کا جواب ہم نے نہیں دیا تھا اس میں خواہش
ظاہر کی تھی کہ ہم اس کے ساتھ تعاون کریں کیوں کہ وہ افریقہ
فتح کر چکا ہے اور اندلس کو فتح کرنا چاہتا ہے ہم خود جا کر
مراسلے کے جواب میں اس سے ملیں گے جو آگ راڈرک نے
ہمارے دل میں لگائی ہے اس سے اس کی سلطنت کو پھونک
دیں گے۔

ملکہ نے کہا کچھ بھی کریں ہمیں ہماری بیٹی واپس ملنی چاہیئے۔

کاؤنٹ نے کہا نوجوان ہم کل ہی اسلامی سپہ سالار موسیٰ بن نصیر سے ملنے جا رہے ہیں چاہو تو ہمارے آنے تک ہمارے مہمان بن کر رہو۔

عنبر نے کہا میں مسلمان ہوں آپ مجھے ساتھ لے کر چلیں میں بھی ان کو آپ کی امداد پر راضی کرنے کی کوشش کروں گا۔

کاؤنٹ نے کہا یہ بڑی اچھی بات ہے راڈرک اور الزبتھ کے متعلق تم چشم دید گواہ بھی ہو اور مسلمان بھی انہیں تمہاری زبان پر ضرور یقین آ جائے گا۔

○

زہر کا علاج زہر

دوسری طرف ملکہ اور شہزادے مائیکل کی گرفتاری نے جلتی پر تیل کا کام کیا جو آگ اندر ہی اندر سلگ رہی تھی بھڑک اٹھی۔

ملکہ کے رشتہ دار اور بھائی جو کاؤنٹ اور ڈیوک تھے ہونے والے بادشاہ کے وفادار ساتھی کھلم کھلا شہنشاہ کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اور اس ساری بربادی کا ذمہ دار الزبتھ کو قرار دینے لگے۔ اور اس شادی کے خلاف اعلیٰ حضرت پاپائے روم تک مراسلے روانہ کر دیئے

راڈرک سخت پریشان تھا اس نے روٹھی ہوئی ملکہ اور شہزادے کو بہت منانے کی کوشش کی۔ لیکن ان کا ایک ہی مطالبہ تھا کہ الزبتھ کو طلاق دے کر اس کے والدین کے پاس سبتہ بھیج دیا جائے۔

دبے دبے لفظوں میں یہی مطالبہ امراء اور وزراء کا بھی تھا۔ محل میں کھلم کھلا سازشیں ہو رہی تھیں اور الزبتھ کی زندگی

کو ہر وقت خطرہ لاحق تھا۔

ماریا اس کے ساتھ سائے کی طرح لگی رہتی تھی اور ماریا نے ناگ کو بھی محل میں بلوا لیا تھا۔ جو مختلف شکلوں میں یہاں رہتا تھا۔

پھر راڈرک کی سالگرہ کا دن آ گیا جو بڑی ہی دھوم دھام سے منایا جاتا تھا۔ اس سال بھی جشن منایا گیا ساری سلطنت اندلس ہرسیہ، قرطبہ، اشبیلیہ، غرناطہ، ماردہ۔ بطلیوس، کے والی، ڈیوک اور نائٹ اس جشن میں شرکت کے لئے آئے بڑی پرتکلف دعوتیں ہوتیں کئی دن اور کئی رات جشن منایا گیا ایسی ہی ایک دعوت میں جب الزبتھ اور راڈرک مہمانوں کے ساتھ شریک تھے ان کو کھانے میں زہر دے دیا گیا۔

جشن میں دونوں کی طبیعت خراب ہو گئی اور وہ مہمانوں سے معذرت کر کے اپنے کمرے میں چلے آئے۔

ماریا ان کی حالت دیکھتے ہی سمجھ گئی شاہی طبیب کو طلب کیا گیا جو پہلے ہی خریدا جا چکا تھا اور اس نے کہا کوئی خاص بات نہیں صبح تک طبیعت ٹھیک ہو جائے گی اور وہ کوئی سفوف دے کر چلا گیا۔

لیکن جوں جوں وقت گزرتا گیا بادشاہ اور الزبتھ کی حالت خراب ہوتی جا رہی تھی۔

آخر ماریا گھبرا گئی وہ باغیچے میں ناگ کی تلاش میں چل پڑی جہاں ناگ نے سانپ کے روپ میں ایک ٹھکانہ بنا رکھا تھا۔ ماریا کی خوشبو پر ناگ باہر آ گیا اور انسان بن کر گھبراہٹ کی وجہ پوچھی۔

ماریا نے کہا میرا خیال ہے بادشاہ اور الزبتھ دونوں کو کھانے میں زہر دے دیا گیا ہے۔

ناگ نے کہا شاہی طبیب کو طلب کرو

ماریا نے کہا وہ خریدا جا چکا ہے اور تشخیص کر کے گیا ہے کہ کوئی خاص بات نہیں۔

ناگ گھبرایا ہوا کمرے میں طبیب کے روپ میں داخل ہوا اس نے دیکھا زہر اپنا کافی اثر کر چکا ہے اس نے ماریا سے کہا تم نے بڑی دیر کر دی اب زہر تمام جسم میں پھیل گیا ہے۔

ناگ نے فوراً باغیچے کے سانپ کو حاضر ہونے کا حکم دیا اور پھر سانپ بن کر اپنے دانت الزبتھ کے بازو میں اتار دیئے۔ اور اپنا زہر جسم میں داخل کرنا شروع کر دیا۔ وہ زہر کا علاج زہر سے کر رہا تھا اتنے میں باغیچے کا سانپ بھی اپنے دیوتا کے حکم پر آ گیا۔

ناگ نے اسے کہا تم اپنا سارا زہر بادشاہ کے جسم میں
اتار دو۔
سانپ نے بادشاہ کی انگلی میں ڈس کر اپنا سارا زہر
اس کے جسم میں انڈیل دیا۔
پھر سانپ تو واپس چلا گیا لیکن ناگ دوبارہ انسان کے
روپ میں آ گیا۔
تمام جہان جشن میں رات بھر مصروف رہے اور کسی کو
بھی بادشاہ اور ملکہ کا خیال نہ آیا سوائے ان لوگوں کے جو
اس سازش میں شامل تھے۔ اور بے قراری سے دونوں کی موت
کی خبر کا انتظار کر رہے تھے۔
رات بھر الزبتھ اور راڈرک موت اور حیات کی کشمکش
میں مبتلا رہے۔ پھر صبح جا کر دونوں کو ہوش آ گیا
بادشاہ نے ہوش میں آنے کے بعد ناگ سے پوچھا وہ
ساریا کے ساتھ رات بھر اس کمرے میں موجود رہا تھا۔
اس سے پہلے کہ ناگ کوئی جواب دے الزبتھ نے بھی
اپنی آنکھیں کھول دیں اور کہا
یہ وہی حکیم ہے جنہوں نے میری جان پہلے بھی بچائی تھی
جب مجھے سانپ سے ڈسوایا گیا تھا۔
اتفاق سے اسی وقت تھیوڈور عالم نزع میں شہنشاہ کی مزاج

پرسی کے بیٹے داخل ہوا اور ناگ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بادشاہ
سے پاس آیا اور کہا
یہ باکمال طبیب ہے اس کا تعارف تو میں بادشاہ کی خدمت
میں ملکہ کی طلیطلہ میں آمد پر ہی خط کے ذریعے کروا چکا ہوں
دراصل پہلی ملکہ تھیوڈور میری رشتہ دار بھی تھی اور اس سے
بہتر وقت بادشاہ کو گمراہ کرنے کا اور کوئی نظر نہیں آ رہا
تھا۔
شہنشاہ نے حیران ہو کر الزبتھ کی طرف دیکھا
الزبتھ نے کہا انجیل مقدس کی قسم یہ پہلے بھی جھوٹا تھا اور
آج بھی جھوٹا ہے۔ اس نے خود مجھے فلاڈیا کی بندرگاہ سے
اغوا کیا اور مجھ سے زبردستی شادی کرنا چاہی۔
یہ نوجوان میرا بھائی ہے ناس نے ہی مجھے اس فریبی کے
چنگل سے آزاد کرایا اور اس سے پہلے کہ میں یہاں سے طلیطلہ
پہنچوں جھوٹا خط لکھ کر آپ کو گمراہ کرنا چاہا۔
تھیوڈور نے کہا یہ غلط ہے سازش کے نام پر انہوں
نے خود ہی کوئی دوا کھلا کر شہنشاہ کا خود ہی علاج
کر دیا ہے۔
اس طرح یہ عورت چاہتی ہے کہ آپ اس نوجوان کے
احسان مند ہو کر اسے اپنے پاس رکھ لیں اور دونوں کو چھپ کر

ملنے کی کھلی چھٹی مل جائے۔

الزبتھ نے روتے ہوئے کہا یہ غلط ہے یہ مکار ہے فریبی ہے جھوٹا ہے۔

تھیوڈور نے مجلس میں چنگاری ڈال دی تھی اور پھر خود بہانہ بنا کر یہاں سے چلا گیا تھا۔

راڈرک پاگل پنے کی حالت میں کمرے میں گھوم رہا تھا اور کہہ رہا تھا یسوع مجھے راستہ دکھاؤ کون وفادار ہے کون غدار ہے مجھ کچھ نہیں معلوم۔

پھر اس نے تالی بجائی محافظ اندر داخل ہوا شہنشاہ نے حکم دیا

اس نوجوان کو گرفتار کر کے زندان میں ڈال دو۔

ناگ کو اسی وقت گرفتار کر لیا گیا۔

الزبتھ نے احتجاج کیا۔

بادشاہ نے غصے سے کہا۔

ہم نے اس کے قتل کا حکم تو نہیں دے دیا صرف قید میں ڈالا ہے جب تک ہم پر یہ حقیقت واضح نہ ہو جائے۔ یہ قید میں رہے گا اور اگر بے گناہ ثابت ہوا تو انعام واکرام سے نوازا جائے گا۔

بادشاہ غصے سے یہاں سے نکل گیا

الزبتھ رونے لگی تو ماریا نے اسے سینے سے لگا لیا اور کہا فکر مت کرو میری بہن وہ ناگ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے ناگ کا جب جی چاہے گا قید خانے سے نکل جائے گا۔

الزبتھ نے کہا اب تم ہی بتاؤ باجی اس حالت میں میرا یہاں رہنا کتنا مشکل ہو گیا ہے

ماریا نے کہا

تم فکر نہ کرو عنبر بھائی یقیناً تمہارے والدین تک پہنچ گئے ہوں گے اب جو بھی ہو گا ٹھیک ہی ہو گا ہمیں بہر صورت تمہارے والدین کے فیصلے کا انتظار ہے۔

O

افریقہ فتح کرنے کے بعد خلیفہ ولید نے فاتح افریقہ موسیٰ بن نصیر کو ہی یہاں کا گورنر مقرر کر دیا تھا یہ اسلام کا سنہری دور تھا۔ نئی نئی فتوحات ہو رہی تھیں افریقہ کے بعد مسلمانوں کے سامنے اندلس تھا جو افریقہ کی سرحد کے پاس تھا۔ جہاں عیسائی بادشاہ راڈرک حکومت کر رہا تھا اب موسیٰ بن نصیر اور ان کا بہادر اور قابل شاگرد اندلس میں اسلام کی روشنی پھیلانے کے منصوبے بنا رہے تھے۔ جس کے لئے موسیٰ بن نصیر نے باقاعدہ خلیفہ ولید بن عبدالملک سے اجازت لے لی تھی۔

فوج کے لئے سپاہی بھرتی کئے جا رہے تھے۔ اور تربیتی

کیمپ لگے ہوئے تھے جہاں نئے سپاہیوں کو فنون سپاہ گیری
سکھایا جاتا تھا۔

کونٹ جولین اور عنبر جس وقت موسیٰ بن نصیر سے ملنے پہنچے
تو وہ تربیتی کیمپ میں معائنے کے لئے گئے ہوئے تھے لہذا
دونوں کو وہیں پہنچا دیا گیا۔

کاونٹ جولین نے پہلے ہی اپنے خاص آدمی کو بھیج کر موسیٰ
بن نصیر سے ملاقات کی اجازت حاصل کرلی تھی اس لئے جب
وہ ان کی قیام گاہ پر پہنچے تو ان کے نائب طارق بن زیاد
نے جو کسی زمانے میں ان کے غلام بھی رہ چکے تھے اور
اپنی بہادری اور خداداد ذہانت اور وفاداری کی وجہ سے
ترقی کر کے ان کے نائب بن گئے تھے انہوں نے دونوں
کو فوراً تربیتی کیمپ پہنچا دیا جہاں سپاہی اپنے اپنے کمال
دکھا رہے تھے۔

تیر اندازی، شمشیر زنی اور دیگر فنون سپاہ گری کے جوہر
امیر کو دکھائے جا رہے تھے۔

عنبر اور کونٹ جولین کو لئے موسیٰ بن نصیر نے بڑی عزت
سے اپنے پاس بٹھالیا اور یہ بھی بہادری کے جوہر دیکھنے میں
مصروف ہو گئے۔

موسیٰ بن نصیر اور کونٹ جولین مختلف قسم کے جوہر دیکھ کر
بہادروں کی تعریف کرتے لیکن عنبر بالکل خاموش تھا۔

بہادر شاہسوار آتے اور جلتے ہوئے آگ کے گول چکر میں
گھوڑا نکال کر لے جاتے تیر انداز آتے اور دور ایک
چھوٹے سے دائرے پر نشان لگاتے۔ خنجر پھینکنے والے آتے
اور وہ بھی مخصوص مقام پر خنجر سے نشانہ لگاتے جس کی انہیں
باقاعدہ امیر داد دیتے۔

آخر عنبر کو خاموش دیکھ کر موسیٰ بن نصیر نے کہا
آپ نے ابھی تک کسی بہادر کو داد نہیں دی یا تو آپ
اس فن سے نا آشنا ہیں یا پھر کوئی جیالہ بھی آپ کے معیار
پر پورا نہیں اتر رہا۔

عنبر نے کہا یا امیر آپ کا دوسرا خیال درست ہے۔

موسیٰ بن نصیر نے کہا تو میدان ہر بہادر کے لئے موجود
ہے اور آپ کو اپنے جواہر دکھانے کی اجازت ہے۔

پھر عنبر اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک گھوڑا طلب کیا جو فوراً
حاضر کر دیا گیا۔

تب عنبر نے کہا آگ کے ایک دائرے کی بجائے تھوڑے
تھوڑے فاصلے پر تین دائرے لگا کر انہیں آگ لگا دیں۔

تینوں آگ سے جلتے ہوئے چکر تھوڑے تھوڑے فاصلے
پر رکھ دیتے گئے

عنبر دور سے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا آیا اور قریب آکر اس
نے گھوڑے کو مہمیز دی گھوڑے نے ایک لمبی جست لگائی

جب کہ عنبر نے اپنا سر اس کی ایال میں رکھ لیا تھا اور تینوں
جلتے ہوئے چکروں کو پار کر گیا۔ سب نے تالیاں بجا کر بے پناہ
داد دی۔

پھر اس نے ایک گھومتے ہوئے گول چکر کے پیچھے کافی
فاصلے پر ایک تختہ رکھا جس پر گول دائرہ بنا ہوا تھا۔ پھر تیر کمان
لے کر ایک آدمی سے کہا۔

اس چکر کو زور سے گھما دو

چکر تیزی سے گھما دیا گیا۔

عنبر نے گھومتے ہوئے چکر میں سے تیر کو گزار کر ٹھیک
تختے پر بنے گول دائرے پر نشان لگایا۔

اس کمال پر سارا میدان تالیوں سے گونج اُٹھا۔

پھر عنبر نے ایک خنجر منگوایا اور موسیٰ بن نصیر سے کہا۔

یا امیر! پرندوں میں کوّا سب سے ہوشیار جانور ہے جس
کی اُڑان ایسی ہوتی ہے کہ اس پر صحیح نشانہ نہیں لگایا جا سکتا
ایک کوّا منگوایا جائے۔

امیر کے حکم پر ایک کوّا میدان میں لایا گیا۔

عنبر نے کہا۔

یا امیر! آپ اپنے ہاتھوں سے اس پرندے کو فضا میں
اچھال دیں۔ میں اڑتے ہوئے کوّے کے جسم سے اپنا خنجر پار
کر دوں گا۔

موسیٰ بن نصیر نے کہا

باخدا یہ بہت مشکل کام ہے۔

عنبر نے کہا امیر تجربہ کر لیں۔

موسیٰ بن نصیر نے کوّا اپنے ہاتھ میں لیا اور عنبر سے کہا
تم تیار رہو۔

عنبر نے کہا میں بالکل تیار ہوں

موسیٰ بن نصیر نے کوّے کو ہوا میں اچھال دیا

کوّے نے آزاد ہوتے ہی اپنی ٹیڑھی اونچی اور نیچی پرواز
شروع کی۔

عنبر نے نشانہ لے کر خنجر پھینکا جو کوّے کے جسم سے پار
ہو گیا اور وہ خنجر میں پرویا ہوا زمین پر آ گرا۔

میدان تالیوں سے گونج اُٹھا اور موسیٰ بن نصیر نے بڑی
داد دی۔

عنبر نے کہا امیر میں آواز پر خنجر سے نشانہ آنکھوں پر پٹی
باندھ کر لگاؤں گا۔

عنبر کی آنکھ پر پٹی باندھ دی گئی اور دور ایک ایسا تختہ رکھ
دیا گیا جس پر کئی دائرے بنے ہوئے تھے۔

عنبر نے کہا جس دائرہ پر آپ کسی چیز سے ضرب لگا کر آواز
پیدا کریں گے۔ میں آواز پر اسی دائرے میں خنجر سے نشان
لگاؤں گا۔

ایک سپاہی نے اپنی تلوار سے تختے کے کونے پر بنے ہوئے
ایک دائرے پر تلوار مار کر آواز پیدا کی
اس کے ساتھ ہی بجلی کی چمک کے ساتھ خنجر اس دائرے
میں آ لگا۔

اس بار بھی موسیٰ بن نصیر اور کاؤنٹ جولین نے بے پناہ
داد دی اور موسیٰ بن نصیر نے کاؤنٹ جولین سے کہا
اپنے نیام میں کتنی اچھی تلوار آپ نے رکھی ہے۔
پھر عنبر اور کاؤنٹ دونوں موسیٰ بن نصیر کے ساتھ اس کی
قیام گاہ پر آئے۔
تب کاؤنٹ نے موسیٰ بن نصیر کو اندلس فتح کرنے کی دعوت
دی اور اپنی وفاداری کا یقین دلایا۔ اور راڈرک کے ظلم کی
داستان ایسے انداز میں موسیٰ بن نصیر کو سنائی کہ اس کا دل
پسیج گیا۔

اندلس پر فوج کشی کا منصوبہ تو وہ پہلے ہی سے بنا چکا تھا
اور دربار خلافت سے اس کی اجازت بھی مل گئی تھی اب گھر
کا بھیدی بھی مل گیا تھا لہذا موسیٰ نے وعدہ کر لیا کہ آٹھ
دن بعد جمعتہ المبارک کے روز بعد نماز جمعہ اندلس کے پہلے
سرحدی شہر مرسیہ پر چڑھائی کر دی جائے گی۔ اور اسلامی فوج
کی کمان ہمارے نوجوان شاگرد طارق بن زیاد کے ذمہ
ہوگی۔ طارق نے اُٹھ کر امیر کا شکریہ ادا کیا اور ہاتھ

چوم لیے۔
طارق بن زیاد نے کہا
کاؤنٹ جولین! اگر ہم آپ سے کوئی چیز مانگیں تو کیا آپ
عنایت کر دیں گے۔
کاؤنٹ نے کہا آپ کے لئے جان بھی حاضر ہے۔
طارق بن زیاد نے مسکرا کر عنبر کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا۔
اپنی یہ تلوار ہمیں عنایت کر دیجئے۔
جولین نے کہا
امیر! یہ میرے ملازم ہیں میرے محسن ہیں اور اپنی مرضی
کے مختار ہیں اور مسلمان بھی ہیں۔
طارق نے کہا الحمدللہ۔ مومن ہیں تو ہم انہیں جہاد کی
دعوت دیتے ہیں۔
عنبر نے اُٹھ کر طارق کے ہاتھ چومتے ہوئے کہا
خدا کے نام پہ اس ناچیز کی جان کسی کام آ جائے تو میں
اسے خوش قسمتی سمجھوں گا مجھے فخر ہے کہ ملت اسلامیہ کے سپہ سالار
نے خود مجھے جہاد کی دعوت دی ہے۔
لبیک یا امیر! انشاء اللہ میدان جنگ میں آپ اس غلام
کو سب سے آگے پائیں گے۔

○

ناگ کو راڈرک کے حکم سے جیل بھجوا دیا گیا تھا جس کی
وجہ سے الزبتھ کے دل میں جو راڈرک کے لئے نفرت تھی
اس میں اور اضافہ ہو گیا تھا۔

راڈرک نے اس کے کردار پر شک کر کے اس کی
توہین کی تھی۔ لیکن وہ تو پنجرے میں بند پرندے کی طرح
سے تھی۔ جس کی آزادی چھین کر پنجرے کی دنیا تک محدود
کر دی گئی ہو۔

مگر ناگ کو قید میں کون رکھ سکتا تھا وہ اپنی مرضی کا
مختار تھا۔ اور اس نے جیل خانے کے عملے کو تگنی کا ناچ
نچا رکھا تھا وہ جب چاہتا سانپ بن کر یہاں سے غائب ہو
جاتا اور پھر جب اس کی گمشدگی کی اطلاع جیل کے آفیسر اعلیٰ کو
دی جاتی اور وہ خود معائنے کے لئے آتا تو ناگ کو جیل میں
موجود پا کر محافظ پہ بگڑ جاتا۔

کئی دفعہ وہ باہر نکل کر محافظوں کی پٹائی کر کے پھر جیل
میں بند ہو جاتا اور جب وہ اس کھیل سے اُکتا گیا تو ایک
دفعہ پھر اس نے راڈرک کے محل میں الزبتھ کی خواب گاہ کے
سامنے باغ میں رہائش اختیار کر لی۔

موقعہ ملنے پر وہ انسان کے روپ میں الزبتھ اور ماریا سے

ملاقات کر لیتا۔

دوسری طرف طارق بن زیاد نے بروز جمعہ ۹۲ھ کو ۷ ہزار
سرفروش مجاہدین کے ساتھ اپنے بحری بیڑے میں جبرالٹر کی
بندرگاہ پر اترا۔

عنبر بحیثیت مشیر خاص اس کے ساتھ تھا

طارق نے ساحل پر اتر کر حکم دیا اپنی ساری کشتیاں جلا دی
جائیں۔

ایک سالار نے کہا

امیر ہمارے پیچھے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے اور آگے
دشمن کا ملک۔ کشتیاں جلا دینا کیا جنگی مصلحت کے خلاف نہیں؟

طارق نے کہا

یہ مصلحت کے عین مطابق ہے مومن کا جہاد کے آگے بڑھتا
ہوا قدم پیچھے نہیں ہٹتا یہ بات میں مجاہدین کے ذہن میں ڈالنا
چاہتا ہوں۔ کہ پیچھے کوئی پناہ کی جگہ نہیں قدم آگے اور آگے ہی
بڑھتے جانے چاہئیں۔ مومن اللہ کا سپاہی ہے جو پیچھے ہٹ کر
نہیں آگے بڑھ کر شہادت کو گلے لگاتا ہے۔

یاد رکھو!

شہید کی موت قوم کی زندگی ہوتی ہے۔ اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے
ہوئے آگے بڑھتے جاؤ۔ اور دشمن کو نیست و نابود کر دو فضا
اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھی۔

مرسیہ کا حاکم تھیوڈور میر پہلے ہی مقابلے کے لئے مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ملتے ہی جنگ کے لئے تیار کھڑا تھا۔ دونوں فوجوں میں زبردست جنگ ہوئی۔

عنبر نے کوشش کی کہ میدان جنگ میں تھیوڈور میر سے دو دو ہاتھ ہو جائیں۔

پھر ایک مقام پر تھیوڈور میر سے اس کا مقابلہ ہو ہی گیا عنبر کے دل میں انتقام کی آگ شعلہ بن کر بھڑک اٹھی اور پھر اللہ اکبر کی یہ تلوار دشمن کے سینے میں اُتر گئی۔

عیسائی فوج مسلمانوں کے اس طوفان کو نہ روک سکی جس سے سمندر کا دل بھی دہل جاتا ہے۔ اور عیسائی لشکر شکست کھا کر سر پہ پاؤں رکھ کر میدان سے بھاگ گیا۔ مجاہدین نے مرسیہ پر قبضہ کر لیا۔

دوسری طرف تھیوڈور کی شکست کی خبر جب راڈرک کو ملی تو اس نے تمام اندلس کے جاگیرداروں کو اندلس کے صدر مقام طلیطلہ میں طلب کیا اور مدد کے لئے کہا

لیکن ان میں بیشتر جاگیردار پہلی ملکہ کے رشتہ دار تھے اور پھر سب سے بڑھ کر خود شہزادہ مائیکل ہی باپ کے خلاف تھا۔

لہذا فیصلہ یہ ہوا کہ اگر راڈرک الزبتھ کو طلاق دے کر ملکہ

کے حوالے کر دے تو تمام جاگیردار مالی اور فوجی امداد دینے کے لئے تیار ہیں۔

راڈرک نے فوراً اس شرط کو مان لیا

طلاق کے کاغذات کے ہمراہ گرفتاری کا پروانہ لے کر شہزادہ مائیکل خود الزبتھ کے پاس گیا۔ کاغذات الزبتھ کو دکھائے اور شہزادے نے کہا

اب جب کہ تم میرے باپ کی بیوی نہیں ہو میں تمہارے باپ کی غداری کے بدلے میں جو اس نے پوری عیسائی قوم کو غلام بنانے اور مسلمانوں کی امداد کرنے کی کوشش کی ہے۔ میں تمہیں گرفتار کرتا ہوں۔

محافظوں نے اسے اپنی تلواروں کے نرغے میں لے لیا اور جیل کی طرف لے گئے۔

ماریا اور ناگ نے سانپ کے روپ میں سب کچھ دیکھا لیکن یہ وقت صرف خاموش ہی رہنے کا تھا۔

سپاہی الزبتھ کو لے گئے تو ناگ نے ماریا سے کہا

بہن تم جا کر وہ جگہ دیکھ لو جہاں الزبتھ کو یہ لوگ قید کرتے ہیں۔

ماریا بھی سپاہیوں کے ساتھ ہی چلی گئی۔

دوسری طرف راڈرک تمام اندلس کے جاگیرداروں کو بلا کر جنگ

کے لئے تیاری کر چکا تھا اور اپنے ساتھ ایک لاکھ فوج لے کر
وہ مسلمانوں سے مقابلے کے لئے نکلا۔

طارق بن زیاد اس وقت تک شذونہ کے مقام تک پہنچ چکا
تھا۔کہ راڈرک منزلیں مارتا ہوا آپہنچا اور پھر وادی لکہ میں
فریقین کا مقابلہ ہوا۔زبردست جنگ میں مسلمان مجاہدین عیسائی
فوج کو پیچھے دھکیلتے ہوئے روز والڈبیٹ کے کنارے تک
لے گئے۔اور راڈرک جو بذات خود جنگ میں شامل تھے کاؤنٹ
جولین نے اسے دیکھ لیا

پھر وہ راستے کی دیواروں کو گراتا ہوا اس تک پہنچ گیا
دونوں کی تلواریں ٹکرائیں۔زبردست مقابلہ ہوا۔

کاؤنٹ جولین نے انتقام کی آگ بجھائی اور راڈرک کا سر
کاٹ کر اپنے نیزے پر عیسائی فوج کے سامنے لئے پھرتا رہا۔
اور اسلامی لشکر میں واپس آگیا۔

عیسائی فوج نے اپنے بادشاہ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے
ان کا پیچھا کیا لیکن دوسری طرف سے عنبر نے اپنے دستے کو لے کر
عیسائیوں پر بھرپور حملہ کیا اور سینکڑوں سپاہیوں کو گاجر مولی
کی طرح کاٹ کر پھینک دیا۔

طارق بن زیاد اسلام کے اس جیالے نوجوان کی بہادری
کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔

پھر اس نے بھی بائیں طرف سے ایک بڑا حملہ کیا اور عیسائی
فوج کے قدم اکھاڑ کر رکھ دیتے ایک لاکھ عیسائی سپاہ صرف دس
ہزار فرزندانِ توحید سے شکست کھا کر پسپا ہو گئی۔

پھر اسلام کے یہ سپاہی ظلمت کدہ یورپ میں شمع توحید
روشن کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔

انہوں نے استجہ فتح کیا۔قرطبہ پر اسلامی پرچم لہرایا اریولہ
پر قبضہ کیا اور خدا واحد کی حمد وثناء کرتے ہوئے اندلس
کے دارالخلافہ طلیطلہ کو بھی فتح کر لیا۔

پھر قرمونہ، اشبیلیہ، مارو یہاں تک کہ فرانس کی سرحدوں
تک جا کر دم لیا اور تمام اندلس کو سلطنت اُمیّہ کا باجگذار بنا کر
چھوڑا اور پھر خلیفہ کے حکم سے طارق بن زیاد کو اندلس کا
والی بنا دیا گیا۔

جنگ ختم ہونے کے بعد عنبر نے جو طارق بن زیاد کی آنکھ
کا تارا بن چکا تھا نے اپنے بھائی بہن سے ملنے کی اجازت چاہی
جو اس شرط پر دے دی گئی کہ ضرورت پڑنے پر وہ پھر حاضر
ہو جائے گا اور عنبر ماریا اور ناگ کی تلاش میں طلیطلہ روانہ
ہو گیا۔

شیشے کی آنکھ پتھر کا دل

اب راڈرک کی بجائے اس کا بیٹا ایک محکوم بادشاہ کی طرح اپنے تخت پر خلیفہ ولید کی اجازت سے بٹھا دیا گیا۔

تخت کی تاج پوشی کے وقت ہی ملکہ نے بیٹے سے قسم لے لی تھی کہ وہ الزبتھ سے انتقام لے گا۔

لہذا تخت نشین ہوتے ہی سب سے پہلا کام مائیکل نے یہی کیا۔

اس نے ایک ایسے خوف ناک جلاد کو بلوایا جس کے بارے میں مشہور تھا کہ اس شخص کی آنکھیں شیشے کی ہیں اور دل پتھر کا۔

جس سے مراد یہ تھی کہ بڑے سے بڑا ظلم اور ستم بھی اس کی آنکھوں میں مروت یا رحم پیدا نہیں کر سکتا اور نہ ہی بڑی سے بڑی اذیت دیتے وقت اس کا دل پسیجتا تھا۔

یہ بڑا ظالم اور سفاک آدمی تھا۔ اور انسانی خون کا اس کو چسکہ پڑ چکا تھا۔ وہ انسان کے جسم سے دھیرے دھیرے ہر روز

ن پیتا رہتا تھا وہ اپنے تیز دانت انسان کے گوشت میں
ار دیتا پھر جب خون نکلنا شروع ہو جاتا تو یہ کتے کی
رح اسے چاٹنا شروع کر دیتا اور اسی جرم میں اسے قید کر کے
یل میں ڈال دیا گیا تھا۔ لیکن اب اسے عمر قید کی بجائے
یل سے نکال کر روحوں کے شکستہ اور پرانے گرجا میں
ر بند کر دیا گیا باہر پہرہ لگا دیا گیا اور الزبتھ کو
س کے حوالے کر دیا گیا۔

یہ شخص جس کا نام انتھونی تھا، کانوں سے بہرہ تھا لہذا
ی کی بھی چیخ و پکار کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا
ماریا نے جب اس کی شکل دیکھی تو کانپ کر رہ گئی۔
اہ توے کی طرح رنگ اور اس پر چیچک کے بڑے
ے داغ آنکھ کا ایک ڈیلا اندر دھنسا ہوا اور دوسرا
ہر نکلا ہوا۔ موٹے موٹے ہونٹ اور نوکیلے تیز دانت
باہر نکلے ہوئے تھے۔ اور ان ہی نوکیلے اور
ے دانتوں کو وہ انسانی جسم میں گاڑ کر خون نکالتا تھا۔
تے کی طرح لمبی اور ایک طرف کو لٹکتی ہوئی زبان جس
ے وہ خون چاٹتا تھا۔

دونوں ہاتھوں کے ناخن درندوں کی طرح بڑھے ہوئے
ا قد اور فربہ جسم۔ اس کی ٹانگ میں ایک لمبی زنجیر باندھ

کہ اسے گرجا میں آزاد چھوڑ دیا گیا تھا
الزبتھ کے پاؤں میں بھی بیڑیاں ڈال دی گئی تھیں تاکہ وہ
تیز نہ بھاگ سکے۔
اس نے فوراً ہی الزبتھ کو پکڑ کر اپنے تیز دانت اس
کے بازوؤں میں گاڑ دیئے۔
الزبتھ کی چیخوں سے تمام غار گونج رہا تھا یہ خوبصورت
سی گڑیا تتلی کی طرح تڑپ رہی تھی لیکن اس کی فریاد سننے
والا کوئی نہ تھا۔ اس شیطان کی آنکھ میں ذرا بھی رحم نہ تھا
اور نہ ہی اس کے پتھر دل میں ترس۔
اس کے جسم سے رستے ہوئے خون کو وہ کتے کی طرح
زبان سے چاٹ رہا تھا۔ اور وہ اس وقت خون چاٹتا رہا
جب تک کہ الزبتھ بے ہوش ہو کر نہ پڑی۔
خون پی پی کر اس آدمی میں شیطانی طاقتیں آ چکی تھیں
بعض لوگوں کا خیال تھا کہ یہ جسم صرف انتھونی کا ہے لیکن اس
میں شیطان حلول کر گیا ہے۔ اس کی تصدیق جیل کے طبیب
نے بھی کی تھی۔ جب ایک دفعہ سخت بیمار ہو کر وہ اسے
مردہ سمجھ کر اور اس کی موت کی تصدیق کر کے چلا گیا تھا
پھر جب دن کے وقت جیل کے ملازمین اس کی تجہیز و تدفین
کا انتظام کرنے لگے۔ تو یہ بھلا چنگا ہو کر اٹھ بیٹھا اور اس

حالت میں کہ جیسے یہ کبھی بیمار ہی نہ تھا۔
صبح جب پادری آخری رسوم کے لئے آیا اور اسے زندہ
دیکھا تو اس نے اسی وقت جیل کے حکام سے کہہ دیا تھا
کہ اس کے اندر شیطان حلول کر گیا ہے۔
کیوں کہ پادری کے گلے میں پڑی صلیب کو دیکھ کر اس
کی چیخ نکل گئی تھی اور صلیب کو دیکھ کر یہ آنکھیں بند
کر لیتا تھا۔
ماریا نے جب ناگ کو وہ منظر بتایا جو وہ دیکھ کر آ رہی
تھی تو وہ بھی پریشان ہو گیا۔
ماریا نے کہا
ناگ بھائی! اگر جلدی ہی کچھ نہ کیا گیا تو وہ الزبتھ کا
سارا خون پی جائے گا۔
ناگ نے کہا اب ایک ہی صورت ہے کہ اسے ڈس کر
ختم کر دیا جائے۔
پھر وہ سانپ بن کر گرجا گھر کی طرف روانہ ہوا اور گرجا
میں داخل ہو گیا اور رینگتا ہوا انتھونی کی طرف چلا جو ایک
کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔
ناگ نے قریب جا کر اس کی پنڈلی میں ڈس لیا۔
لیکن اس نے بالکل اس طرح جیسے کوئی مچھر انسان کو کاٹ

لیتا ہے بغیر دیکھے ہی کاٹی ہوتی جگہ سے سانپ کو نوچ کر
پھینک دیا۔

ناگ نے چھپ کر دیکھا کہ اس پر زہر کا اثر ہوا ہوا ہی
نہیں تھا۔

تب ناگ ہاتھی بن کر چنگھاڑتا ہوا اس پر حملہ آور ہوا اور
اپنی سونڈ کو گھما کر اسے مارا۔

انھونی نے سونڈ پکڑ لی

پھر دونوں میں زور آزمائی ہونے لگی اور ناگ اس
سے سونڈ چھڑا لینے میں کامیاب ہو گیا۔ دونوں میں زور
آزمائی ہوتی رہی۔

ناگ کو حیرت تھی کہ انھونی کے جسم میں ہاتھی سے
زیادہ ہی طاقت موجود تھی۔

پھر خود ہی اس نے زور سے ہاتھی کو دھکا دے کر
ہٹا دیا۔

ناگ ہاتھی سے اب شیر بن گیا اور پھر انھونی پر
حملہ کر دیا۔

پھر وہی ہوا انھونی نے شیر کے دونوں اگلے پنجے
کلائیوں سے پکڑ لئے اور ایک دفعہ پھر زور آزمائی شروع
ہو گئی۔

اس دفعہ کافی دیر تک مقابلہ ہوتا رہا لیکن ناگ اُسے کوئی
نقصان نہ پہنچا سکا۔

وہ بے پناہ طاقت کا مالک تھا لہذا ناگ مجبوراً پرندہ
بن کر اڑ کر چھت پر جا بیٹھا اور سوچنے لگا کہ اس بلا کو کس
طرح زیر کیا جائے جس نے اسے کے تمام حربے بے کار
کر دیتے تھے۔

ماریا دور کھڑی یہ مقابلہ دیکھتی رہی اور اسے بھی حیرت
تھی کہ آج تک اس قسم کے انسان سے ان کا پالا نہ پڑا
تھا۔

اُسے عنبر بری طرح یاد آنے لگا اگر وہ موجود ہوتا
تو ضرور کوئی ترکیب سوچ لیتا کیوں کہ طاقت کے ساتھ ساتھ
عنبر کا دماغ بھی بڑا کام کرتا تھا۔

ماریا بے ہوش الزبتھ کی طرف بڑھی جو انھونی کے
قریب ہی بے ہوش پڑی تھی تو انھونی غراتے ہوئے
اُٹھ بیٹھا۔

ماریا نے محسوس کیا وہ اسے دیکھ تو نہیں سکتا لیکن کم بخت
میں سونگھنے کی طاقت بہت زیادہ تھی اس کو ماریا کا جسم
تو نظر نہ آیا لیکن اس نے سونگھ کر محسوس کر لیا کہ کوئی نظر نہ
آنے والی طاقت یہاں موجود ہے۔ اور وہ خوشبو پر ہی ماریا

کی طرف جھپٹا تھا۔ لیکن ماریا ہوا کی طرح سے گزر گئی تھی۔ اس نے سوچا تھا کہ الزبتھ کو ہوش میں لا کر اُسے دلاسہ دے گی لیکن اب تو یہ کام بھی مشکل ہو گیا تھا۔

ماریا نے سوچا اگر میرا جسم اس کے ہاتھوں میں آ گیا تو یہ کانچ کی طرح اسے چکنا چور کر دے گا ایک دفعہ پھر اُسے عنبر بہت شدت سے یاد آیا۔

O

وہ ایک بڑی ہی بھیانک رات تھی۔ آسمان سیاہ کفن لپیٹے ہوئے تھا۔ وقفہ وقفہ سے بجلی گرج کے ساتھ آسمان پر چمک رہی تھی۔

عنبر گھوڑے پر سوار طلیطلہ جانے والے نزدیکی راستے پر سڑک کو چھوڑ کر ہو لیا تھا۔ اس کا مقصد تھا کہ بارش ہونے سے قبل ہی کسی محفوظ جگہ پہنچ جائے۔ یہ کچا راستہ ایک تو نزدیکی تھا دوسری وجہ یہ تھی کہ پکی سڑک پر گھوڑے کے پاؤں بار بار پھسل رہے تھے اس لئے گھوڑا زیادہ تیز رفتاری سے سفر نہیں کر سکتا تھا۔ کچا راستہ جنگل سے ہو کر گزرتا تھا جہاں گھوڑا زیادہ تیز رفتاری سے دوڑ رہا تھا۔ مُشکی رنگ کے عربی نسل کے گھوڑے کا سارا بدن پسینے میں بھیگا ہوا تھا اور اس کے منہ سے جھاگ بلبلے بن کر نکل

رہی تھی۔ اور چھوٹے بڑے پہاڑی کے دامن میں ایک پہاڑی نالہ بھی بہتا تھا جو اکثر سوکھا ہی رہتا تھا لیکن برسات میں اس کا بہاؤ بہت تیز ہو جاتا تھا۔

بجلی کے چمکنے پر عنبر نے دیکھا اور پہاڑی ٹیلوں پر بارش شروع ہو گئی تھی۔

عنبر نے گھوڑے کی رفتار اور تیز کر دی جب گھوڑا نالے کے قریب پہنچا تو بجلی زور سے کڑکی اور تھوڑے ہی فاصلے پر درخت پر گری۔

اس کی چمک نے نہ صرف عنبر بلکہ گھوڑے کی آنکھوں کو بھی خیرہ کر دیا اور وہ توازن برقرار نہ رکھتے ہوئے عنبر سمیت نالے میں جا گرا۔

اتفاق سے پہاڑی نالہ اس موسم میں پورے شباب پر بہہ رہا تھا اور اس کا بہاؤ بہت تیز تھا۔

گھوڑے نے بہت کوشش کی کہ تیر کر دوسرے کنارے پر پہنچ جائے لیکن پانی کا بہاؤ اسے اپنے ساتھ ہی بہا کر لے گیا۔

عنبر نے یہ صورت حال دیکھ کر گھوڑے کی کمر سے چھلانگ لگا دی۔

پھر جو پانی گھوڑے جیسے طاقت ور جانور کو بہا کر لے

جا رہا تھا اس نے اسے کھلونے کی طرح لہروں پر اچھالنا شروع کر دیا اور وہ بہتے بہتے نہ جانے کہاں پہنچ گیا۔ جب اس کو ہوش آیا تو وہ نالے کے کنارے جھاڑیوں میں اُلجھا ہوا تھا۔

وہ ایک دم اُٹھ کر بیٹھ گیا اسے وقت کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ کہ وہ کتنا عرصہ پانی میں بہتا رہا ہے یہ بھی رات کا وقت تھا۔ بارش تھم چکی تھی۔ اور رات کی دلہن ماتھے پر چاند کا جومر سجائے اور اپنی مانگ میں ستارے بھری بیٹھی تھی۔

عنبر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اسے دور پہاڑی ٹیلے پر ایک یونانی طرز تعمیر کا شاہی محل نظر آیا۔ عنبر نے آنکھیں مل کر دیکھا۔ محل میں کافی روشنی ہو رہی تھی۔

اس نے دیکھا محل کے صدر دروازے سے چند مشعل بردار رتھ سوار تیزی سے رتھ کے گھوڑوں پر چابک برساتے ہوئے نکلے۔ جیسے وہ کسی کے تعاقب میں جا رہے ہوں اور وہ سانپ کی طرح بل کھاتے ہوئے راستے پر رتھ دوڑاتے ہوئے عنبر کے قریب آ کر رک گئے۔

رتھ پر سوار سردار جس نے پورے جسم کا لوہے کا زرہ بکتر پہن رکھا تھا اور جس کے سر پر یونانی طرز کی سنہری ٹوپی

روشنی میں چمک رہی تھی اور اس کے ساتھ شتر مرغ کے پروں کا پھندنا ہوا سے لہرا رہا تھا۔

قوی الجثہ، چیتے کی طرح کشادہ سینہ اور تنی ہوئی بازوؤں کی مچھلیاں، ہاتھ میں ڈھال اور لمبا بھالا لئے طنزیہ انداز میں عنبر سے مخاطب ہوا۔ اور کہا

نوجوان سنگ تراش تم حسن کی دیوی افراڈائٹی کے حسن کی توہین کر کے یونانی عقابوں کی نظر سے بچ کر نہیں بھاگ سکتے۔

پھر اس نے چار گھوڑ سواروں کو اشارہ کیا اسے گرفتار کر لو اور دربار میں لے چلو۔

وہ یونانی زبان میں یہ سب کچھ کہہ رہا تھا جسے عنبر بخوبی سمجھ رہا تھا۔

پھر اس سے پیشتر کہ وہ عنبر کو صفائی کا موقع دیں گھوڑ سواروں نے اسے رسیوں سے باندھ لیا اور یہ رسیاں اپنے گھوڑوں کی زینوں سے باندھ لیں اور دوبارہ آندھی اور طوفان کی طرح واپس محل کی طرف روانہ ہو گئے۔

تھوڑی دیر تک تو عنبر گھوڑوں کے ساتھ بھاگتا رہا پھر زمین پر گھسٹتا ہوا محل کے صدر دروازے سے محل کے اندر داخل ہو گیا۔

عنبر حیران ہو کر سوچ رہا تھا یا تو یہ خواب ہے اور اگر یہ حقیقت ہے تو ضرور زمانے نے کروٹ بدل لی ہے۔ اس نے ہزاروں سال پرانا یونانی دربار دیکھا جو وہ اس سے قبل بھی دیکھ چکا تھا۔

بڑی بڑی مرصع اور نفیس سنہری کرسیوں پر گاؤ تکیوں کے سہارے امراء اور وزراء بیٹھے ہوئے تھے سامنے بہت بڑا زیورس دیوتا کا بت تھا جسے عنبر کئی ہزار سال پہلے دیکھ چکا تھا۔ اور اس کے قدموں میں سنگ مرمر کے بڑے تخت پر جس کے تین سو پائے تھے اور ان پر ہیرے اور لعل جڑے ہوئے تھے۔

حریر اور دیبا کے بچھونے پر حسن کی دیوی افرا ڈائیٹ سر پر سونے کا تاج پہنے بیٹھی تھی۔ جس کے بائیں طرف سفید مقدس کاہن سفید ریش اور سفید ریشمی لمبے بالوں والا بوڑھا ہاتھ میں سونے کا اعصا لئے ہاتھوں کی انگلیوں میں قیمتی پتھروں کی انگوٹھیاں پہنے بیٹھا ہوا تھا۔

سیاہ سالار کی قیادت میں سپاہی تلواروں کے سائے میں عنبر کو لے کر حاضر ہوئے۔

سپہ سالار نے تلوار نکال کر اور سر جھکا کر دیوی کو سلام کیا اور عرض کی

دیوی کا مجرم حاضر ہے۔

دیوی نے قہر آلود نگاہوں سے عنبر کو دیکھا اور مقدس کاہن سے کہا۔

اس مجرم کو اس کا جرم اور ہمارے آئین کے مطابق اس کی سزا سنائی جائے۔

مقدس کاہن اپنے لمبے جُبّے کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور اس نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا

نوجوان تمہارا جرم یہ ہے کہ تم نے سربازار حسن کی دیوی افراڈائیٹ کی بجائے ایک معمولی سردار کی بیٹی سائیکی کے حسن کی تعریف کی ہے۔ اور اس کے لئے زندہ باد کے نعرے لگاتے ہوئے کہا ہے

کہ اب افرا ڈائٹی کا زمانہ ختم ہو گیا ہے اب حسن کی دیوی سائیکی کی پوجا کا دور شروع ہونے والا ہے۔ یہ سراسر کفر ہے اور اس کی سزا یہ ہے کہ تمہیں زندہ آگ میں جلا دیا جائے۔

عنبر نے یونانی زبان میں کہا

اے دیوی! تو نے اور تیرے سپاہیوں نے مجھے غلطی سے گرفتار کر لیا ہے۔ میں نے تین ہزار سال پہلے سائیکی کو دیکھا ضرور تھا۔ بلاشبہ وہ حسین بھی تھی۔ مجھے یاد ہے

میں نے اس کے حسن کی تعریف بھی کی تھی لیکن اس کی سزا
تین ہزار سال گزر جانے کے بعد مجھے کیسے مل رہی
ہے۔ اس بات پر سارے دربار میں موجود سردار بھی ہنس
پڑے تھے۔

دیوی نے کہا

سقراطون تیرا دماغ خراب ہوگیا ہے جو بات تو نے
کل کہی ہے تو اسے تین ہزار سال پہلے کی بتا رہا ہے۔ کیا
میں، میرے درباری اور تو تین ہزار سال سے زندہ ہیں

عنبر نے کہا

دیوی میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں کہ پانچ ہزار سال سے
زندہ ہوں۔

اس بات پر بھی سارے دربار میں قہقہے بلند ہوئے
جسے مقدس کاہن نے اپنا سنہری اعصا سنگ موسیٰ کی سیڑھیوں
پر مار کر خاموش کروا دیا۔

پھر دیوی افرا ڈائٹی نے حکم دیا

اسے زندان میں ڈال دو چند دنوں کے بعد جب ہم کوہ
اپیلس سے دیوتاؤں کے لئے سو سفید گھوڑے
قربان کر کے لوٹیں گے تو اس وقت تک اس کا دماغ ٹھیک
ہو چکا ہوگا اور پھر اس کی سزا پر عمل کیا جائے گا۔

عنبر بہت پریشان تھا اور سوچ رہا تھا کہ خدا جانے ماریا
اور ناگ کہاں ہوں گے الزبتھ کا کیا حال ہوگا۔ چند سپاہی
اسے دھکیلتے ہوئے زندان کی طرف لے گئے۔

O

الزبتھ ایک نازک سی خوب صورت لڑکی تھی منہ میں سونے
کا چمچ لے کر پیدا ہوئی تھی۔ بچپن سے جوانی تک عیش و آرام
میں پلی تھی بھلا وہ مصائب کا کیسے مقابلہ کر سکتی تھی۔ اس
کا رنگ پیلا پڑ چکا تھا۔ ہر وقت اس پر غشی کی کیفیت
طاری رہتی تھی۔

انتھونی روز اس کا خون پی رہا تھا یہ تو ماریا تھی جو
اپنے آپ کی پروا کئے بغیر اس کے لئے پھلوں کا رس اور
اچھی خوراک شاہی محل سے اٹھا لاتی اور رات کے پچھلے
پہر جب وہ بلا نما انسان ہو جاتا پیار اور محبت سے اسے کھلاتی
وہ الزبتھ کو تسلیاں دیتی کہ بس مصیبت کے دن ختم ہونے
والے ہیں۔ جنگ بند ہو چکی ہے اور عنبر بھیا یہاں آتے
ہی ہوں گے۔

ناگ بھائی اگر اس کا مقابلہ کرنے میں ناکام ہوگئے تو پھر
کیا ہوا۔ عنبر بھائی ضرور اس بلا کو ختم کر دیں گے بس تم
اپنے آپ کو زندہ رکھنے کی قوت ارادی اپنے اندر پیدا کرو
تو پھر تم اپنی آنکھوں سے اس بلا کا حشر دیکھ لینا۔ جان من!

ہم اس محاذ پر بھی انشاء اللہ تعالیٰ شاہی خاندان کو شکست
دیں گے۔

ماریا نے تسلیاں دیتے ہوئے الزبتھ کو پھلوں کا رس اور
تھوڑا سا کھانا کھلایا۔

ناگ نے جب سے انھونی سے شکست کھائی تھی وہ شرم
کے مارے الزبتھ کے سامنے نہ آتا تھا صرف ماریا ہی سے
اس کا حال پوچھ لیتا تھا۔ اب تو سب کا دارومدار عنبر کے آنے
پر تھا۔

آج بھی ناگ نے جب واپسی پر ماریا سے الزبتھ کا حال
دریافت کیا تو ماریا کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

گو کہ ناگ اسے دیکھ تو نہ سکا لیکن جب ماریا نے رو
دینے والے انداز میں کہا۔

ناگ بھائی اب الزبتھ کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی
مجھے امید نہیں کہ وہ زیادہ دن تک زندہ رہ سکے اور عنبر
بھائی کا انتظار کر سکے۔

ناگ نے کہا

ماریا! اگر الزبتھ مر گئی تو ہم عنبر بھائی کو کیا منہ دکھائیں
گے وہ آکر کہیں گے کہ ہم اتنے ناکارہ ہیں کہ اس کی
حفاظت بھی نہ کر سکے۔

ماریا! اگر الزبتھ سچ مچ میری بہن ہوتی تو کیا میں یوں ہاتھ
پر ہاتھ دھرے بیٹھا عنبر بھائی کا انتظار کرتا رہتا۔

ماریا نے کہا ناگ بھائی جو طاقت عنبر بھائی میں ہے وہ
ہمارے پاس نہیں۔ میں نے تو آپ کو صرف اس لئے منع
کیا تھا کہ اگر اس نے خدانخواستہ تمہیں کوئی نقصان پہنچا دیا تو
بڑی مصیبت ہو جائے گی۔

ناگ نے کہا

میری بہن! ہم نے الزبتھ کو بھی بہن ہی کہا ہے پھر
بڑے شرم کی بات ہے بہن زندگی اور موت کی سرحد پر
ہو اور میں تماشا دیکھتا رہوں۔

یہ اب مجھ سے نہ ہوگا انجام کچھ بھی ہو میں اب آخری
معرکہ کرنے ضرور جاؤں گا۔

ماریا نے کہا ٹھیک ہے ناگ بھائی میں تو تمہارے لئے
دعا ہی کر سکتی ہوں پھر بھی جو کچھ مجھ سے ہوگا۔ تمہارے
لئے ضرور کروں گی۔

میرا خیال ہے آج ہی آدھی رات کو جب وہ سو جائے تو
ہم دونوں اس پر حملہ کر دیں۔

ناگ نے کہا ٹھیک ہے آج یہ فیصلہ کن مرحلہ طے ہو ہی
جانا چاہیئے۔

پھر رات کے معرکے کے لئے ماریا گرجے میں جا کر دعائیں مانگتی رہی اور ناگ نے خدا واحد کے حضور سر جھکا کر الزبتھ کی زندگی کے لئے دعا کی۔

دن کا اجالا رات کی تاریکی میں بدلنے لگے اور چراغ روشن ہو گئے۔

ماریا نے ناگ سے کہا

میں ذرا الزبتھ کے لئے شاہی محل سے کھانے کا سامان لے آؤں تم یہاں انتظار کرو۔

محل میں ملکہ، اس کا بیٹا مائیکل اور دیگر اہل خاندان ایک بڑی اور لمبی میز کے گرد بیٹھے ہوتے تھے اور خدام کھانے کی پلیٹیں میز پر چن رہے تھے۔ ماریا بھی وہاں پہنچ گئی۔

آج خدا جانے اس کا دل کیوں چاہ رہا تھا کہ ان سب کا منہ نوچ لے جن کی وجہ سے الزبتھ اس حال کو پہنچ گئی تھی۔

ایک نوکر گرم گرم شوربے سے بھرا ہوا ڈونگا ملکہ کے پاس لایا۔

ملکہ نے شوربہ چمچ سے اپنی رکابی میں نکال لیا۔ جب نوکر اس کے پاس سے ہٹنے لگا تو ماریا کو ایک شرارت

سوجھ گئی۔

اس نے ڈونگے کو ہاتھ مار کر ملکہ پر الٹا دیا گرم گرم شوربہ ملکہ پر پڑا تو وہ چیخ کر کھڑی ہو گئی۔

مائیکل نے نوکر کے منہ پر چھپٹر کھینچ مارا۔

ملکہ کے ہاتھوں پر آبلے پڑ گئے فوراً شاہی طبیب نے دوائی لگائی۔

پھر جب دوسرا ملازم دہی سے بھرا ہوا ڈونگا لے کر مائیکل کے پاس آیا تو ماریا نے پھر زور کا ہاتھ مارا اور سارا دہی مائیکل کے منہ پر جا کر گرا۔ اور اس نے غصے سے نوکر کو مارنا شروع کر دیا۔

ماریا کو نوکروں کی پٹائی پر افسوس ہوا کہ ان بے چاروں کا تو کوئی قصور نہ تھا۔ اس لئے اس نے پھر کوئی اور شرارت کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور وہاں سے کھانا چرا کر الزبتھ کے لئے لیا اور ناگ کے پاس واپس آ گئی۔ ناگ کو جب سارا ماجرہ سنایا تو ناگ کہنے لگا۔

میرا تو دل چاہتا ہے کہ ملکہ اور بادشاہ مائیکل کو سانپ بن کر ڈس لوں۔

ماریا نے کہا

نہیں ناگ بھائی! ہمارے پاس جو خصوصی طاقت ہے وہ

ہیں انسانوں کی بھلائی کی خاطر ہلی ہوتی ہے تخریبی کاموں کے لئے نہیں۔ ہم صرف اسے بھلائی کے کاموں پر ہی کام میں لا سکتے ہیں۔ زندگی اور موت کا مالک تو خدا ہے پھر اسے ہم اپنے ہاتھ میں کیسے لے سکتے ہیں۔

اسی طرح باتیں کرتے ہوئے آدھی رات بیت گئی اور وہ دونوں روحوں والے گرجے کی طرف چل پڑے جہاں انتھونی الزبتھ کا خون پی کر سو رہا تھا اور الزبتھ تازہ زخم کی وجہ سے کراہ رہی تھی۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۴۹

"خونی لومڑی" پڑھیے

لومڑی
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

خونی لومڑی

اے حمید

قیمت سات روپے پچاس پیسے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
بار اوّل ـــ
ناشر: نیا مکتبہ اقرار ۳۰ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

ماریا، ناگ اور انھتونی

الزبتھ کے جسم پر جگہ جگہ انھتونی کے کاٹنے سے دانتوں کے زخم ہو گئے تھے۔

ماریا اور ناگ دونوں اس کے پاس آئے الزبتھ ماریا سے لپٹ گئی بلکہ ماریا نے اسے لپٹا لیا کیوں کہ وہ نظر تو آ ہی نہیں سکتی تھی۔

ناگ کو دیکھ کر الزبتھ نے کہا

ناگ بھائی! مجھ پر ایک آخری احسان کر دیں مجھے ڈس کر ختم کر دیں میں ان دکھوں میں زندہ نہیں رہنا چاہتی۔

ناگ نے کہا

میری بہن کاش ہم تمہارا یہ دُکھ بٹا سکتے لیکن فکر نہ کرو آج میں آخری معرکے کے لئے آیا ہوں۔ تم کھانا کھا لو۔

ماریا نے زبردستی کہا کہ قسمت کی ہار کو ہار نہیں ہمت کی ہار
کو ہار کہتے ہیں۔

الزبتھ بہن ہم جو جنگ لڑ رہے ہیں اس میں ہار دشمن کی
ہوگی۔ ہماری بہن ہمیں یہ جنگ جیتنی ہے۔

پھر ناگ نے زبردستی اپنے ہاتھ سے اسے سوپ اور
پھلوں کا رس وغیرہ پلایا اور پھر وہ انتھونی سے آخری مقابلے
کے لئے تیار ہوگیا۔

اس نے نہایت ہی زہریلے سانپ کا روپ دھارا اور جاکر
اس بلا کے پاؤں پر ڈس لیا۔

لیکن انجام کار وہی ہوا انتھونی نے اس جگہ کو اس طرح
کھجایا جیسے کسی مچھر نے کاٹ لیا ہو اور پھر نیند سے بیدار ہو
گیا۔

اس نے بھی دشمن کی بو سونگھ لی تھی لہٰذا اُٹھ کر بیٹھ گیا اور
غرانے لگا۔

اس نے سانپ کو جو دیکھا تو ہاتھ بڑھایا لیکن ناگ جنگلی
گینڈا بن گیا تھا۔ اور پیچھے ہٹ کر زور سے انتھونی کو
ٹکر ماری۔

انتھونی دور جا گرا۔

گینڈے نے پھر حملہ کرنے کے لئے دوڑ لگائی لیکن انتھونی

نے ایک طرف ہٹ کر وار خالی کر دیا اور پھر گینڈے کی
گردن پکڑ لی۔

ایک دفعہ پھر زور آزمائی شروع ہوگئی۔

انتھونی گینڈے کی گردن توڑ دینا چاہتا تھا اور گینڈا اسے
گھسیٹے گھسیٹے پھر رہا تھا۔

پھر گینڈے نے ایک زور کا جھٹکا مارا اور گردن چھوٹ
گئی۔ لیکن پہلی ٹکر سے انتھونی کو چوٹ ضرور آئی تھی جس
کا اظہار اس کے چہرے سے ہو رہا تھا۔

ایک دفعہ پھر گینڈے نے حملہ کیا

انتھونی نے وار بچا لیا۔

پھر گینڈے کی گردن کو اپنی گرفت میں لے لیا اور پورا زور
لگا کر گردن توڑنا چاہی۔

ناگ نے جب دیکھا کہ بے بس ہو گیا ہوں تو باز بن کر
اس کی گرفت سے نکل گیا۔

پھر ایک دم انتھونی کے منہ پہ جھپٹا اور جو ڈیلا باہر ابھرا
ہوا تھا اسے اپنے پنجوں سے نوچ لیا۔

انتھونی کی آنکھ سے خون کا فوارہ نکل پڑا کسی مظلوم کی
تکلیف اور تڑپ نہ دیکھنے والی شیشے کی آنکھ پھوٹ گئی تھی
اور وہ ایک زوردار کراہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔

باز پھر جھپٹا اور اس کی گال کا گوشت نوچ کر لے گیا
انقونی زمین پر سیدھا لیٹ گیا۔
باز نے پھر تیسری دفعہ حملہ کیا
اس دفعہ انقونی بالکل تیار تھا اور اس نے اب باز کو قابو کر لیا۔
پھر اُسے زور سے دیوار پر کھینچ مارا۔
ماریا کے منہ سے چیخ نکل گئی۔
پھر اس سے پہلے کہ انقونی گرے ہوئے باز باز کو اُٹھا کر چیر پھاڑ ڈالے
ماریا نے اسے اتنا موقعہ ہی نہ دیا اور جلدی سے زخمی باز کو اٹھایا اور یہاں سے باہر نکل گئی۔
اب ماریا کے ہاتھ میں زخمی باز نہیں ناگ اپنے اصلی جسم سانپ میں تھا جو شدید زخمی تھا۔
ناگ نے ماریا سے کہا میں شدید زخمی ہوں اور مجھے پاتال میں جا کر آرام کرنا ہو گا وہیں پر سانپ میرا علاج کریں گے۔ معلوم نہیں زندگی اور موت کی اس کش مکش میں کتنا وقت لگے گا۔
عنبر بھائی کو میرا سلام کہنا مجھے افسوس ہے میں الزبتھ بہن کو اس ظالم کے خونی پنجوں سے نہ چھڑا سکا۔

اچھا بہن مجھے لے جا کر شاہی باغ میں رکھ دو وہاں سے سانپ مجھے پاتال میں لے جائیں گے۔
ماریا نے سانپ کو اٹھایا اور شاہی باغ میں لے جا کر رکھ دیا۔
ناگ کی حالت خراب ہو رہی تھی اس نے ماریا سے کہا اچھا خدا حافظ بہن اب تم جاؤ اور عنبر کا انتظار کرو کیوں کہ یہ بلا تمہارے بس کی نہیں ہے۔ پھر وہ نڈھال ہو گیا۔
چاروں طرف سے مختلف قسم کے سانپ نکل نکل کر آئے جن میں ایک اژدھا بھی تھا پھر ناگ کو اژدھے کے اوپر رکھا گیا اور وہ اسے اٹھاتے ہوئے دوسرے سانپوں کے ساتھ ہی زمین میں ایک سوراخ سے داخل ہو گئے۔
ماریا اس وقت تک دیکھتی رہی جب تک آخری سانپ بھی وہاں سے نہ چلا گیا اور نہایت ہی افسردہ حالت میں وہاں سے واپس ہوتی۔
اس کا بھائی زندگی اور موت کی کش مکش میں مبتلا تھا اور وہ اس کے لئے کچھ بھی نہ کر سکتی تھی اب تو آخری امید عنبر ہی تھا۔

O

دیوی افرا ڈائٹی دیوتاؤں کے نام پر سفید گھوڑوں کی قربانی دے کر واپس لوٹ آئے تھے۔ سارے شہر میں خوشیاں منائی جارہی تھیں۔ پھر دربار لگا اور عنبر کو دیوی کی آنکھوں کے سامنے لایا گیا۔

ایک طرف مقدس آگ کا کنواں تھا جہاں سے شعلے بلند ہو رہے تھے۔

دیوی نے کہا کہو سقراطون اب تمہیں جیل میں کتنے ہزار سال گزر گئے ہیں۔

عنبر نے کہا دیوی جو میں نے پہلے کہا تھا اس پر قائم ہوں یہ تمام واقعات تین ہزار سال پہلے کے ہیں میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی ابھی چند روز پہلے ہی میں اندلس کی جنگ میں مسلمان جرنیل طارق بن زیاد کے ساتھ شامل تھا ایک دفعہ پھر سارا دربار ہنسنے لگا۔

دیوی نے کہا موت کو سامنے دیکھ کر تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اور مجھے ناکارہ آدمی بالکل پسند نہیں۔ پھر جلادوں کو حکم دیا۔

اسے اٹھا کر مقدس آگ کے کنوئیں میں پھینک دو پاگل بن کر آوارہ پھرنے سے بہتر ہے یہ مرجائے۔

پھر دو قوی ہیکل جلاد اس کی طرف بڑھے اور انہوں نے تمام اہل دربار کے سامنے عنبر کو اُٹھا کر مقدس آگ کے کنوئیں میں پھینک دیا۔

ایک چیخ کے ساتھ عنبر بیدار ہو گیا۔

برساتی نالہ اب بھی زور شور کے ساتھ بہہ رہا تھا وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا۔

یہ تو وہی جنگل تھا اس نے دیکھا تھوڑی دور اس کا گھوڑا گھاس چر رہا تھا۔

عنبر نے کہا

شکر ہے تیرا پروردگار میں اسی دور میں ہوں تاریخ نے اپنا ورق نہیں اُلٹ دیا اور میرے خدا یہ تو سچ مچ خواب تھا۔ نہ جانے کتنے دن میں بے ہوش پڑا رہا ہوں۔

پھر اُسے ناگ ماریا اور الزبتھ کا خیال آگیا وہ جلدی سے اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اُسے سرپٹ چھوڑ دیا اُسے علم تھا کہ ناگ اور ماریا اس کا انتظار روحوں والے گرجے میں کر رہے ہوں گے۔ لہٰذا اس نے ادھر ہی کا رخ کر لیا۔

O

روحوں کے گرجا میں آج ماریا سے الزبتھ کی چیخیں نہ سنی جا رہی تھیں۔

انتھونی ظالم بھیڑیے کی طرح اس کا خون پی رہا تھا اور

الزبتھ چیخیں مار رہی تھی ۔ اور مدد کے لیے پکار رہی تھی لیکن ماریا بے بس تھی ۔

وہ بار بار خدا سے دعا مانگ رہی تھی کہ عنبر بھیا کو بھیج دے ۔

پھر کوئی سرپٹ گھوڑے پر تیزی سے آکر رُکا اور گرجے کے قریب اُتر گیا ۔

ماریا نے دیکھا وہ عنبر تھا ۔ وہ بھاگ کر عنبر سے لپٹ گئی اور رو رو کر الزبتھ کے متعلق بتایا اور پھر ناگ کے زخمی ہونے کا بتایا ۔

عنبر نے اندر جا کر دیکھا انھتونی اپنی کتے والی زبان سے بے ہوش الزبتھ کے جسم سے خون چاٹ رہا تھا ۔

عنبر کی آنکھوں میں یہ کچھ دیکھ کر خون اُتر آیا تھا اور اس نے ماریا سے کہا

خدا کی قسم ! میں الزبتھ کے خون کے ایک ایک قطرے کا حساب لوں گا ۔

عنبر اندر داخل ہوا

انھتونی غرا کر اُٹھ بیٹھا

عنبر نے گرجا میں جاتے ہی ایک زوردار مکہ انھتونی کے منہ پر جڑ دیا ۔

انھتونی نے غصے میں عنبر کی گردن دونوں ہاتھوں میں لے لی اور اسے دبانے لگا

لیکن یہ عنبر تھا اسے محسوس ہو گیا کہ وہ فولاد کے ٹکڑے پر زور آزمائی کر رہا ہے ۔

اس دوران میں عنبر نے اپنا گھٹنا زور سے انھتونی کے پیٹ پر مار دیا ۔

انھتونی درد سے جھک گیا ۔

پھر عنبر نے ایک زوردار ٹھوکر اس کے منہ پر رسید کر دی اور اس کے سامنے والے دو دانت ٹوٹ گئے ۔

انھتونی جنگلی بھینسے کی طرح عنبر سے لپٹ گیا اور اس نے اپنے دونوں نوکیلے دانت عنبر کی گردن میں اتار دینے چاہیے لیکن وہ ٹوٹ کر منہ میں آ گئے اور انھتونی کے منہ سے خون بہنے لگا ۔

اسی دوران میں عنبر نے گردن پر پڑے دونوں ہاتھوں کو زور سے جھٹکا دیا اور دونوں ہاتھوں کا جوڑ ٹوٹ گیا اور انھتونی کے دونوں ہاتھ لٹک گئے ۔

اس دوران میں ماریا نے بڑے پیار کے ساتھ الزبتھ کے کان میں کہا ۔

الزبتھ بہن !

خدا کے بیٹے ہوش میں آؤ عنبر بھائی آ گئے ہیں اور اپنی
آنکھوں سے اس درندے کی موت کا منظر دیکھ لو۔
الزبتھ نے جو کمزوری کے باعث بہت لاغر ہو چکی تھی اپنی
آنکھیں کھول دیں۔
ماریا کو تو الزبتھ دیکھ نہ سکتی تھی صرف اس کا جسم محسوس
کر رہی تھی۔
ماریا نے اس کا منہ اور جسم عنبر اور انتھونی کی طرف موڑ
دیا تھا۔
انتھونی کے دونوں ہاتھ کلائیوں سے ٹوٹ کر لٹک گئے تھے
اور وہ درد سے کراہ رہا تھا۔
عنبر نے کہا
اتنی آسانی سے تو تجھے نہ ماروں گا تیرا خون بھی آہستہ آہستہ
اسی طرح بہے گا جس طرح تو نے میری بہن کا خون آہستہ آہستہ
اس کے جسم سے نچوڑ لیا ہے۔
پھر عنبر نے اپنے خنجر سے اس کے جسم کی دو تین نسیں کاٹ
دیں جن سے خون بہنا شروع ہو گیا۔
عنبر الزبتھ کے پاس آ گیا اور کہا
دیکھو بہن! شیشے کی آنکھ تو تمہارے بھائی ناگ نے نکال
پھینکی تھی۔ اور اب پتھر کا دل میں نکال کر کتوں کے آگے

ڈال دوں گا۔
پھر عنبر نے کہا جو آنکھ کسی کا دکھ درد نہ دیکھ سکے وہ
شیشے کی آنکھ کی مانند ہے اور اس کا پھوڑ دینا ہی بہتر ہے۔
جو دل کسی کی تکلیف اور کسی ظلم پر پسیج نہ سکے وہ پتھر کا
ہے اور اسے نکال پھینکنا ہی عبادت ہے جس انسانی دل
میں رحم نہیں وہ انسان کہلانے کا مستحق نہیں اور اس کو پہلو
سے پھینکنا انسانیت کی بہت بڑی خدمت ہے۔
الزبتھ عنبر کو دیکھ کر روئے جا رہی تھی۔
عنبر نے کہا
مت رو میری بہن! تمہارے باپ نے راڈرک سے اپنی
غیرت کا بدلہ لے لیا ہے اور تمہارے بھائی نے اس وحشی سے
انتقام لے لیا ہے۔
الزبتھ بہن! دکھ کے دن بیت گئے ہیں اب خوشیوں کا زمانہ
آ گیا ہے اپنے آنسو پونچھ ڈالو۔
الزبتھ نے اپنی نحیف آواز میں کہا
عنبر بھائی! اب یہ آنسو غم اور دکھ کے نہیں ہیں بلکہ خوشی
کے ہیں کاش آپ پہلے آ جاتے تو ناگ بھائی بڑی طرح زخمی
نہ ہوتے۔
ماریا نے کہا اب ہم تمہاری طرف سے فارغ ہو گئے ہیں

اب ناگ بھائی کی بھی خبر لیں گے۔

الزبتھ نے دیکھا

انتھونی زمین پر پڑا تھا اور اس کے جسم سے خون نکل نکل
اس کے چاروں طرف پھیل گیا تھا۔

عنبر نے کہا

دیکھ لو بہن ظالم کی موت کتنی بھیانک ہوتی ہے کاش تم ن
راڈرک کی موت بھی اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوتی ہمارے باپ
نے اس کا سر اپنے نیزے میں پرو لیا تھا اور سارے میدا
جنگ میں گھمایا تھا۔

ماریا نے کہا دیکھ لو الزبتھ ہم نے یہ جنگ بھی جیت لی
ہے۔ انسان صبر اور ہمت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرے ت
مصیبت ٹل جاتی ہے۔

عنبر نے کہا

جو ظلم تم پر مائیکل اور اس کی ماں نے کیا ہے بتاؤ ان
کیسا انتقام لینا چاہتی ہو۔

الزبتھ نے کہا

عنبر بھائی! بدلہ لینے والے سے معاف کر دینے والا انسان ب
ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ انسان کی بڑی بڑی خطائیں معاف ک
دیتا ہے تو انسانوں کو بھی انسانوں کی غلطیاں معاف کر دی

دینی چاہئیں۔

عنبر نے کہا تم واقعی کاؤنٹ جولین کی بیٹی ہو انسان کا ظرف
اس کے کردار اور گفتار سے ہی ظاہر ہوتا ہے میں تم سے بہت
خوش ہوں۔

ہماری بہن اونچے خیالوں کی مالک ہے اور انسان ہوتے ہوئے
انسانیت کے مقام کو سمجھتی ہے۔ اب میرا فرض ہے کہ تمہیں تمہارے
والدین تک پہنچا دوں۔

ماریا نے کہا

سب سے پہلے آپ ناگ بھائی کی خبر لیں

عنبر نے کہا

بہن! ناگ کی خبر لینا ہمارے بس کی بات نہیں اس کا علاج اس
کی برادری ہم سے بہتر سر انجام دے سکتی ہے میرا خیال ہے اب
ہمیں یہاں سے چلنا چاہیئے۔

انہوں نے دیکھا انتھونی اپنے ہی خون کے تالاب میں ڈوبا
ہوا دم توڑ رہا تھا۔

ماریا نے الزبتھ کو سہارا دے کر اٹھایا اور وہ تینوں باہر
نکلنے کے لئے چل پڑے۔ لیکن پھر ان کے قدم خود بخود ہی رک
گئے۔ کیوں کہ دروازے میں مائیکل، ملکہ اور بہت سے مسلح
سپاہی کھڑے تھے۔

مائیکل نے کہا اس بدکار عورت اور اس کے عاشق کو انتونی کے
قتل کے الزام میں گرفتار کر لو۔
ماریا نے عنبر سے کہا ہم نے تو بہت کوشش کی تھی کہ یہ ہم
سے اُلجھے بغیر بچ جائیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کی شامت اعمال
انہیں ان سے ٹکرانے لے آئی ہے۔
عنبر نے الزبتھ سے کہا
دیکھ لو بہن انہوں نے اپنا ظرف دکھا ہی دیا ہے خیر کوئی
بات نہیں افسوس اس بات کا ہے کہ ہماری طاقت ابھی بحال
نہیں ہوتی اور یہ مصیبت آ گئی ہے گھبرانا نہیں یہ ریت کی
دیواریں ہمارے راستے میں حائل نہیں ہو سکتیں۔
مائیکل نے سپاہیوں سے کہا
لے چلو ان کو اب ان کا فیصلہ لارڈ پادری ڈیورڈ ہی کریں
گے یہ بدکار عورت پہلے میرے باپ کو ڈس چکی ہے اور اب
اس نئے عاشق کے ساتھ رنگ رلیاں منا رہی ہے۔
عنبر نے چیخ کر کہا
خاموش ہو جا مائیکل!
رب کعبہ کی قسم اگر تم نے ایک لفظ بھی اور زبان سے نکالا
تو تیری یہ زبان منہ سے کھینچ لوں گا تو نے بھائی اور بہن
کے مقدس رشتے پر کیچڑ اچھالا ہے۔

ملکہ نے کہا
میں اس حسین ناگن کو اچھی طرح جانتی ہوں تو اب اپنی
جان بچانے کے لئے بھائی بہن کے رشتے کی آڑ لے رہا
ہے لیکن مت بھول موت تم لوگوں کا مقدر بن چکی ہے۔
عنبر نے کہا زندگی اور موت کا مالک تو اور تیرا بیٹا نہیں
میرا خدا ہے تم نے تو پہلے بھی اس غریب کو موت کے منہ
میں دھکیل دیا تھا۔ اور اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ
یہ زندہ ہے۔
میں انسان ہونے کی حیثیت سے تم لوگوں کو پھر نصیحت کروں
گا ہمارے راستے کی دیوار نہ بنو جس انتقام کو میں بھول چکا
ہوں اسے یاد نہ دلاؤ ورنہ اس بھیڑیے کا انجام دیکھ لو جو خود
موت بن کر ہماری طرف سے آیا تھا اور آج موت کا شکار
ہو چکا ہے۔
مائیکل نے کہا
میرا منہ کیا دیکھتے ہو نمک حراموں کو لے چلو اور دونوں کو
قید خانے کی تاریکیوں میں گم کر دو ان کی سزا کا فیصلہ لارڈ
پادری ڈیورڈ کریں گے۔
سپاہی عنبر اور الزبتھ کو لے کر روانہ ہو گئے
ایک دفعہ پھر ماریا نے محسوس کیا کہ وہ تنہا رہ گئی ہے وہ بھی

سپاہیوں کے ساتھ ساتھ ہی چلنے لگی اور پھر عنبر کے کان میں سرگوشی کی

ان سپاہیوں کے بازو آپ کا راستہ نہیں روک سکتے عنبر بھائی عنبر نے سرگوشی کی

بات یہ ہے کہ الزبتھ کی حالت ٹھیک نہیں ہے ماریا ورنہ میں ابھی یہاں سے نکل جاتا میرا الزبتھ کے پاس رہنا ضروری ہے ورنہ یہ لڑکی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گی جب ضرورت پڑے گی میں اسے لے کر یہاں سے نکل جاؤں گا تم ساتھ ہی رہو اور وہ جگہ دیکھ لو جہاں یہ ہمیں بند کرتے ہیں ۔ تاکہ تم ہمارے پاس آتی رہو ۔ پھر سپاہیوں نے عنبر اور الزبتھ کو ایک تہ خانے میں قید کر دیا ۔

O

دوسری طرف سانپ زخمی اور بیمار ناگ کو لے کر پاتال میں چلے گئے اور جہا ناگ رانی کے سالانہ میلے کا انتظار کرنے لگے جس پر تمام سانپ اکٹھے ہوتے ہیں اور اس روز جہا ناگ رانی انہیں درشن دیتی ہے ۔

جہا ناگ رانی کی آنکھوں سے ایک خاص قسم کی روشنی نکلتی ہے اور جب وہ زخمی اور بیمار سانپوں پر پڑتی ہے تو سانپ ٹھیک ہو جاتے ہیں ۔

ابھی کچھ روز اس سالانہ میلے میں رہتے تھے اس لئے سانپ ناگ کو پاتال کی مخملی اور نرم مٹی پر لے گئے اور اس کی تیمار داری میں مصروف ہو گئے ۔

O

جیل میں روزانہ ماریا الزبتھ کے لئے اچھے اچھے کھانے اور فروٹ لے جاتی ۔

عنبر کو تو خیر بھوک کا احساس ہی نہ ہوتا تھا وہ چاہتا تھا کہ چند دن کی اچھی خوراک اور تیمار داری سے الزبتھ کی کھوئی ہوئی طاقت بحال ہو جائے تاکہ وہ لمبا سفر کرنے کے قابل ہو جائے ۔

یہ تو اچھا ہوا کہ ان ظالموں نے دونوں کو ایک ہی کوٹھری میں قید کر دیا جس سے عنبر کی موجودگی میں الزبتھ کو ایک تو سہارا مل گیا دوسرا اس کی تیمار داری سے وہ اچھی ہونے لگی ورنہ اگر اسے قید تنہائی میں ڈال دیا جاتا تو وہ یقیناً مر جاتی اس تہ خانے میں کافی سیلن تھی اور ٹھنڈ بھی تھی ہر طرف سیلن کی وجہ سے ایک ناگوار قسم کی بدبو پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے یہاں مچھر اور کھٹمل کافی تعداد میں پیدا ہو گئے تھے جن کے کاٹنے سے اکثر قیدی بخار میں مبتلا رہتے تھے ۔

عنبر کو تو خیر نیند آتی ہی نہ تھی وہ جاگ کر مچھروں اور

کھٹملوں سے الزبتھ کو بچا رہا تھا وہ رات بھر روتی ہوتی
الزبتھ کے پاس بیٹھ کر کھٹملوں اور مچھروں سے اسے بچائے
ہوئے تھا۔

پھر ایک روز انہیں قید خانے سے نکال کر شاہی گرجاگھر
میں لارڈ پادری کے سامنے پیش کیا گیا۔

گرجا گھر ہر خاص وعام سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اونچے
چبوترے پر ایک طرف مائیکل بطور بادشاہ اور دوسری طرف
اس کی ماں ملکہ بیٹھی ہوئی تھی۔ درمیان میں عیسیٰ مسیح کے مجسمے
کے نیچے ایک سنہری کرسی پر لارڈ پادری ڈیوڈ بیٹھا ہوا تھا
اور انجیل مقدس کی دعائیں پڑھ رہا تھا۔

سپاہیوں نے سامنے لاکر الزبتھ اور عنبر دونوں کو کھڑا کر
دیا تھا۔

لارڈ پادری نے دعائیں ختم کیں اور بڑی نفرت سے دونوں
کی طرف دیکھ کر کہا۔

تم وہ گناہ گار لوگ ہو جو بھائی اور بہن کے مقدس رشتے
کو اپنے ناپاک وجود سے رسوا اور بدنام کئے ہوئے ہو تم
ننگ انسانیت ہو اور اپنی ناپاک خواہشات کے غلام ہو ایسے
لوگ جس حکومت اور جس ملک میں موجود ہوں وہاں خداوند کا قہر
نازل ہوتا ہے۔

اس سے پہلے کہ اس ملک میں خداوند کا قہر نازل ہو میں
اس بے حیائی اور گناہ کی سزا کے طور پر تم دونوں کو زندہ
جلا دینے کا حکم دیتا ہوں۔ تاکہ تمہاری ناپاک خواہشیں اور تمہارے
یہ جسم اسی دنیا میں جل کر راکھ ہو جائیں اور تمہیں گناہوں کی
سزا اسی دنیا میں مل جائے۔ تم لوگ اپنی آخری خواہشات بیان
کر سکتے ہو۔

عنبر نے کہا

یہ الزام بے بنیاد اور انتقامی کارروائی کا نتیجہ ہے آپ
اور اس شہر کے تمام لوگ جانتے ہیں کہ الزبتھ شہنشاہ اُندلس
راڈرک کی ملکہ رہ چکی ہے۔ اسی انتقامی کارروائی کے
سلسلہ میں اسے سانپ سے ڈسوایا گیا۔ اسے زہر دے کر مار
ڈالا جایا۔ اور پھر اسے اسی گناہ کی پاداش میں آدم خور انتھونی
جو انسانی خون پینے کے جرم میں عمر قید کی سزا کاٹ رہا تھا اسے
آزاد کر کے روحوں کے گرجے میں لایا گیا اور اس کے سامنے
الزبتھ کو ڈال دیا گیا جو کئی روز تک اس کا خون پیتا رہا اور
جب ان خود ساختہ خداؤں نے دیکھا کہ یہ پھر بچ گئی ہے تو
اس پر یہ گھناؤنا جرم لگا کر لارڈ پادری کے سامنے پیش
کر دیا گیا۔

میں پوچھتا ہوں کیا پہلی سزائیں دینے سے پہلے ان لوگوں نے

لارڈ پادری سے اجازت حاصل کی تھی۔
نہیں کی حضورِ والا!
جب ان تمام انتقامی کارروائیوں سے یہ بچ گئی تو اب سوچی سمجھی تدبیر کو کام میں لا کر اسے فحاشی کا مجرم قرار دے کر بھائی اور بہن کے مقدس رشتے پر کیچڑ اچھالا گیا
لیکن میں ایک [illegible] پھر عرض کروں گا کہ زندگی اور موت اس عدالت کے ہاتھ میں نہیں ہے اور خدا تعالیٰ سے بڑا انصاف کرنے والا کوئی نہیں۔
آج بھری عدالت میں اس گستاخی کی معافی چاہتے ہوئے کہتا ہوں۔
خداوند کا قہر ہمارے وجود سے نہیں بادشاہ مائیکل اور اس کی ماں سابق ملکہ کی وجہ سے نازل ہوگا۔
انسان ہونے کی حیثیت سے میرا فرض بنتا ہے کہ میں بے انصافی ہونے سے پہلے آپ کو مطلع کر دوں جو لوگ مجرم ہو کر بھی اقتدار کی کرسی پر بیٹھے ہیں ان کو کون سزا دے گا ان سے کون بازپرس کرے گا جب کہ وہ بادشاہ اور ملکہ ہیں۔ اس لئے لارڈ پادری بھی اس اقتدار کے سامنے بے بس ہیں ورنہ آج ہمارے ساتھ ہی یہ دونوں بھی میرے سوالوں کا جواب دینے کے لئے کھڑے ہوتے۔ یہ جرأت کسی میں نہیں کہ ان سے ان

الزامات کے بارے میں پوچھ گچھ کرے جو جرم وہ کر چکے ہیں
یاد رکھو اے اہل شہر!
جب انصاف کے نام پر بے انصافیاں شروع ہو جائیں اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھے مجرموں سے ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر باز پرس نہ کی جائے تو یہ کسی قوم کے بدترین کردار کا ثبوت ہوتا ہے۔
جب اپنے ذاتی مفاد کی خاطر مقدس رشتوں پر الزامات عائد کرنے سے بھی گریز نہ کیا جائے تو سمجھ لو کہ خدا کے عذاب اور تمہارے درمیان بہت تھوڑا فاصلہ رہ گیا ہے۔
مائیکل نے اُٹھ کر کہا سپاہیو! لارڈ پادری ان کے جرم کی سزا صادر فرما چکے ہیں اس پر عمل کیا جائے۔
سپاہی دونوں کو لے کر گرجا سے چلے گئے
پھر بادشاہ اور ملکہ بھی چلے گئے لیکن ایک شخص اب بھی پسینے میں نہایا ہوا وہاں موجود تھا۔ جس کا ضمیر اسے جھنجھوڑ رہا تھا اور وہ تھا لارڈ پادری ڈیورڈ۔
اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اس سے انصاف کے نام پر بے انصافی کرائی گئی ہے۔
پھر وہ عیسٰے مسیح کے مجسمے کے سامنے جھک گیا اور رو کر کہا

مقدس باپ!

میں یہ عہدہ اور یہ شہر چھوڑ کر چلا جاؤں گا میری غلطی کو میری مجبوری سمجھ کر معاف کر دے۔

موت کا کنواں

چاند کی چودہ تاریخ ہے۔ آسمان پر پورا چاند کسی دلہن کے جھومر کی طرح پوری آب و تاب سے چمک رہا ہے اور ویرانے میں ڈنڈا تھور کے جنگل میں چھوٹے بڑے پہاڑی ٹیلوں میں سے ایک قدرے بلند ٹیلے کی ایک غار میں ناگ رانی کا بُت خدا جانے کن وقتوں کا بنا ہوا ہے آج جہاں قبرستانی ماحول ہے اور ہر طرف ڈنڈا تھور کے درخت پھیلے ہوئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کبھی یہاں کوئی آبادی رہی ہو یا کوئی ایسی قوم آباد ہو جو ناگ دیوتا کی پوجا کرتے ہوں۔

آج یہاں سانپوں کی سیٹیوں، پھنکاروں اور رینگنے کی آوازوں نے اس سناٹے کی خاموشی کو توڑ دیا ہے۔ ہزاروں قسم کی نسل کے چھوٹے بڑے سانپ مختلف اطراف سے رینگتے ہوئے اسی ٹیلے کی طرف آ رہے ہیں اور اسی غار میں اکٹھے ہو

رہے ہیں ۔ ان میں سے ایک اژدہے کی پیٹھ پر بیمار اور
زخمی ناگ بھی اسی سمت چلا جا رہا ہے

آج ناگ پنچمی ہے اور آج مقدس ناگ رانی اپنی رعایا کو
درشن دے گی ۔ آج ہی کے دن بیمار ناگوں کا علاج بھی
ہوتا ہے ۔ ناگ دیوی کی ایک نگاہِ کرم اور اس کی آنکھوں
کی مقدس روشنی کرن بن کر جب بیمار سانپوں پر پڑتی ہے تو
وہ بھلے چنگے ہو جاتے ہیں ۔ لہٰذا سانپوں کی قوم کو پورا سال
اس رات کا انتظار رہتا ہے ۔ غار میں ہزاروں سانپ اپنی مقدس
دیوی کے درشن کے لئے جمع ہو چکے ہیں اور یہاں تل دھرنے
کی بھی جگہ نہیں ہے ۔ غار میں ہر طرف سانپوں کے جسموں
سے نکلنے والی ایک مخصوص بُو پھیلی ہوئی ہے ۔

اژدہا ناگ کو لا کر دیوی کے بُت کے قدموں میں رکھ دیتا
ہے ۔ ہر طرف سانپوں کے پھیپھڑوں سے نکلنے والی پھنکاریں
سنائی دے رہی ہیں ۔

پھر تھوڑے ہی عرصے بعد ساری غار میں صندلی خوشبو پھیل
جاتی ہے ۔ فضا میں سانپوں کی سیٹیاں اور پھنکاریں ایک دم بند
ہو جاتی ہیں ۔

اب فضا میں جلترنگ سے بجنے لگتے ہیں اور ناگ رانی کے
بت میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور ناگ رانی جس کا سر خوبصورت

عورت کا اور دھڑ سانپ کا ہے ، مسکراتی ہوئی اپنی رعایا کو
درشن دیتی ہے ۔

ناگ رانی کے سر پہ بالوں کی بجائے باریک باریک سانپ
ہلا رہے ہیں ۔ سب سانپ جھک جاتے ہیں ۔ دیوی ساری رعایا
پر ایک نگاہ شفقت اور محبت سے ڈالتی ہے اور پھر اس کی
نظر ناگ پہ آکے رُک جاتی ہے ۔

دیوی کہتی ہے ۔ ناگ میں تیرے حال سے بے خبر نہیں ہوں
جس بلا نے تجھے زخمی کیا ہے وہ انسان نہیں بلکہ اس
کے جسم میں شیطان حلول کر چکا تھا اور اس میں تمام کالی طاقتیں
موجود تھیں ۔ مگر عنبر نے تیرا انتقام لے لیا ہے اور اس کی
نس نس میں سے الزبتھ کا لہو واپس نکال لیا ہے ۔ عنبر نے
ایک دفعہ پھر کالی طاقتوں کو شکست دی ہے ۔ لیکن آج بادشاہ
کے حکم پہ الزبتھ اور عنبر کو آگ کے کنوئیں میں ڈال کر
جلا دیا جائے گا ۔

ناگ نے بے چین ہو کر کروٹ بدلی اور اپنی نحیف آواز
میں کہا ۔ افسوس میں اپنے بھائی اور بہن کی مدد کرنے کے قابل
نہیں رہا ۔ مقدس دیوی عنبر کی مدد کرو ۔

دیوی نے مسکرا کر کہا ناگ یہ مدد تم کرو گے اور تمہارے
ساتھ تمہاری پوری قوم جائے گی ۔ آج کی رات باقی ہے ۔ صبح

عنبر اور الزبتھ کی سزا پر عمل کیا جائے گا۔ ایک دن کے
لئے یہ سزا اس لئے روک دی گئی ہے کہ آج کے دن ہی
حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھایا گیا تھا۔ اس لئے لارڈ پادری
ڈیورڈ کے حکم سے یہ سزا کل صبح تک کے لئے ملتوی کر دی
گئی ہے۔ تمہیں اور تمہاری قوم کو اُن کی مدد کرنی چاہیے وہ
بھی اس لئے کہ وہ بے گناہ ہیں۔ الزبتھ معصوم ہے اور
عنبر ایک نہایت ہی اعلیٰ انسان ہے۔ جس کی زندگی انسانیت
کی بھلائی کے لئے وقف ہے۔

پھر دیوی نے ناگ کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے ایک
سرخ رنگ کی کرن نکل کر ناگ کے جسم پر پڑی اور ناگ کا
جسم جو چوٹ لگنے سے زخمی تھا بالکل ٹھیک ہو گیا۔

ناگ نے اپنے جسم میں پھر پہلے سی توانائی محسوس کی اور
اس نے اپنا پھن اٹھا کر دیوی کا شکریہ ادا کیا اور پھر پھن
جھکا کر اسے تعظیم دی۔

دیوی مسکرائی۔ اب اس کی نگاہوں سے نکلنے والی روشنی
ہر ایک ناگ کے جسم پر پڑ رہی تھی۔ اور پوری غار سرخ
رنگ کی روشنی سے منور ہو گئی تھی۔ ہر سانپ اس مقدس
روشنی میں نہا رہا تھا۔

تھوڑی دیر تک یہ منظر قائم رہا اور پھر ناگ دیوی

واپس اپنی مورتی میں سما گئی۔

ناگ نے تمام سانپوں کو شاہی دربار پر ہلہ بولنے کا حکم
دیا اور خود بھی لوٹ لگا کر پرندہ بنا اور اڑ کر محل کی طرف
روانہ ہو گیا۔

O

جیل میں اگرچہ الزبتھ کی حالت پہلے سے بہتر تھی لیکن
موت کے خوف سے چہرے پر زردی چھائی ہوئی تھی اور وہ
سرگوشیوں میں عنبر سے کہہ رہی تھی۔ عنبر بھائی مجھے معلوم ہے
آپ کے اندر ایسی طاقتیں موجود ہیں کہ آپ موت کو بھی
ٹھوکر مار کر ہٹا دیتے ہیں لیکن میں تو ایک معمولی لڑکی ہوں
اور اپنے ماں باپ سے ملنے کی حسرت لے کر ہی دیارِ غیر میں
مر رہی ہوں۔ آپ میرے ماں باپ کو میرے بعد صبر کی
تلقین کریں اور انہیں کہہ دیں اب دوسری دنیا میں ہی ان
سے ملاقات ہو گی۔ ماریا نے جو پاس ہی موجود تھی، تسلی
دیتے ہوئے کہا الزبتھ تم زندہ رہو گی۔ اپنے آپ میں خود
اعتمادی پیدا کرو۔ خداوند ضرور ہماری مدد کریں گے۔ اس
لئے کہ تم بے گناہ اور مظلوم ہو۔

عنبر نے کہا میری بہن گو موت میرے مقدر میں نہیں اور

خدا جانے کب تک زندگی لکھی ہوئی ہے ۔ لیکن خدا کی قسم
اگر تجھے کچھ ہو گیا تو میں اس سلطنت کی اینٹ سے اینٹ
بجا دوں گا ۔ ایسا خوفناک انتقام اس شاہی خاندان سے لوں گا
کہ یہ صفحہ ہستی سے غارت ہو جائیں گے ۔

اسی وقت سپاہیوں کے جوتوں کی آواز پتھروں کے فرش
پر گونج اٹھی ۔ اور ایک شاہی دستہ انہیں قید خانے سے
آگ کے کنوئیں کی طرف لے جانے کے لئے آن پہنچا ۔

ماریا نے کہا عنبر بھائی ! اب وقتِ آخر ہے ۔ الزبتھ کو
لے کر نکل جائیں ۔

عنبر نے کہا ماریا بہن ! الزبتھ بھی میری بہن ہے ۔ مجھ پر
اعتماد کرو ۔ میں جو بھی کر رہا ہوں مجھے کرنے دو ۔

پھر شاہی دستہ تلواروں کی چھاؤں میں قیدیوں کو لے کر
قربان گاہ میں پہنچا ۔ جہاں مائیکل ، ملکہ اور لارڈ پادری ڈیورڈ
موجود تھے اور سامنے ایک بڑے سے کنوئیں میں آگ کے شعلے اپنی
خوفناک زبانیں باہر نکال نکال کر بے چین تھے ۔

لارڈ پادری ڈیورڈ کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی اور
آنکھوں میں پشیمانی کے سائے لہراتے نظر آ رہے تھے ۔ جسے عنبر نے
محسوس کر لیا ۔

پھر چاروں طرف سے سانپوں کی سیٹیاں اور سرسراہٹیں سنائی

دینے لگیں ۔ ہزاروں سانپوں نے قربان گاہ میں داخل ہو کر
محافظوں کو ڈسنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں
سانپ سنگِ مرمر اور سنگِ موسیٰ کے فرش پر رینگتے نظر آنے
لگے اور انہوں نے پلک جھپکتے ہی تمام محافظوں کو ڈس کر
ہلاک کرنا شروع کر دیا ۔

عنبر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور اس نے الزبتھ کے
کان میں سرگوشی کی ۔ مبارک ہو تمہارا بھائی ناگ اور اس کی
پوری قوم تمہاری مدد کے لئے آن پہنچی ہے ۔

ماریا نے بھی ناگ کی بُو محسوس کر لی تھی ۔

پھر ناگ انسانی شکل میں ہاتھ میں تلوار جو خون آلود تھی
لے کر داخل ہوا جس کا مقصد تھا کہ وہ بھی قتل و غارتگری
کرتا یہاں تک آیا ہے ۔ الزبتھ روتے ہوئے اس کے کندھے سے
لگ گئی ۔

دوسری طرف ہزاروں سانپوں نے منٹوں میں سارے سپاہیوں
کو ہلاک کر دیا تھا ۔ اور اب اپنے گھیرے میں مائیکل ، ملکہ اور
لارڈ پادری ڈیورڈ کو لے کر عنبر اور ناگ کی طرف آ رہے تھے ۔

آخر ناگ نے ان کی طرف دیکھ کر کہا مائیکل ! تم اور تمہاری
ماں نے جو ظلم الزبتھ پر کئے ہیں آج ان کے حساب کا دن
ہے ۔ اپنے گناہوں کو یاد کر لو ۔ مجھے امید ہے کہ خدا بھی تم

جیسے ظالموں کو معاف نہیں کرے گا ۔

ملکہ نے کہا ہم شرمندہ ہیں ہمیں ایک دفعہ معاف کر دو

عنبر نے جواب دیا ۔ ملکہ ! توبہ کا دروازہ جب بند ہو جائے تو معافی نہیں ملتی ۔ تم سے پہلے فرعون بھی جب دریائے نیل میں غرق ہو رہا تھا تو اس نے معافی مانگی تھی لیکن اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا ۔ ناگ ! یہ لوگ کسی رعایت کے مستحق نہیں ۔ صرف لارڈ پادری ڈیوڈ پہلے ہی پشیمان تھے اور اب بھی پشیمان ہیں ۔ ان کی سفارش میں ضرور کروں گا ۔

پھر ناگ نے سانپوں کو حکم دیا کہ مائیکل اور اس کی ماں کے جسم میں اپنا زہر اتار دو ۔ ایک ساتھ کئی سانپوں نے حکم کی تعمیل کی اور دیکھتے ہی دیکھتے مائیکل اور ملکہ کا جسم موم کی طرح پگھل کر بہہ گیا ۔

عنبر نے کہا ۔ لارڈ پادری ڈیوڈ ! اب آپ سلطنتِ اندلس کے فرمانروا طارق بن زیاد کی اجازت سے جسے چاہیں اس تخت پر بٹھا دیں ۔

پھر وہ چاروں سپاہیوں کی لاشوں پر سے گزرتے ہوئے قربان گاہ سے باہر آ گئے ۔ جہاں سپاہیوں کے گھوڑے بندھے ہوئے تھے اور چاروں گھوڑوں پر سوار ہو کر یہاں سے چلے

گئے ۔ آگے جا کر الزبتھ جو کافی نحیف ہو چکی تھی اور گھوڑے کی سواری نہ کر سکتی تھی ۔ اسے ایک بگھی پر سوار کروا دیا گیا ۔ اس کے ساتھ ماریا بھی تھی ۔ جب کہ عنبر اور ناگ دونوں گھوڑوں پر ساتھ ساتھ تھے اور اب ان کا رُخ اشبیلیہ کی طرف تھا ۔

دوسری طرف جونہی سپہ سالار طلیطلہ کو بادشاہ ، ملکہ اور سپاہیوں کی موت کا علم ہوا تو وہ اپنے ساتھ فوجی دستہ لے کر عنبر اور الزبتھ کی گرفتاری کے لئے چل پڑا ۔ الزبتھ بگھی کے اندر بہت خوش تھی اور ماریا کو اپنے شہر کے متعلق بتا رہی تھی کہ کون سے تاریخی مقامات دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ پھر اپنی ماں اور باپ کے متعلق باتیں کر رہی تھی کہ وہ اپنی بیٹی کے مہمانوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے ۔ ماریا باجی! اب میں آپ لوگوں کو کہیں نہیں جانے دوں گی ۔ میرا کوئی بھائی اور بہن نہیں ۔ خداوند نے مجھے دو بھائی اور ایک بہن دے دی ہے ۔ ہم سب اکٹھے رہیں گے ۔

ماریا نے چھیڑتے ہوئے کہا اور اگر پگلی وہاں جاتے ہی تمہارے والدین نے تمہاری شادی کر دی تو کیا سسرال میں بھی ہمیں ساتھ لے کر جاؤ گی ۔

الزبتھ نے شرما کر کہا ۔ نہیں باجی ! اب میں شادی نہیں

کروں گی ۔

ماریا نے پیار سے ڈانٹا ۔ پاگل ہو گئی ہے ۔ بیٹیاں صدا ماں باپ کے گھر تھوڑی ہی رہتی ہیں ۔ بیٹی کا اصلی گھر تو اس کا سسرال ہی ہوتا ہے اور اچھی بیٹیاں اپنے ساس سسر کو اپنے ماں باپ سے زیادہ پیار کرتی ہیں ۔ ان کی خدمت کرتی ہیں ۔ اسی چیز سے ان کے خاندان کا نام روشن ہوتا ہے ۔ اسی اثنار میں عنبر اور ناگ بھی گھوڑے بگھی کے ساتھ ملا کر کہنے لگے یہ دونوں بہنوں میں کیا باتیں ہو رہی ہیں ہمیں بھی تو کچھ معلوم ہو ۔

ماریا نے کہا یہ باتیں بھائیوں کے بتانے کی نہیں ۔ عنبر بھائی بھلا بگھی ہمیں مرسیہ کب تک پہنچادے گی ۔

عنبر نے کہا ۔ بھئی ابھی تو کافی لمبا سفر ہے ۔

اسی دوران میں ناگ نے اپنے پیچھے گرد اڑتے ہوئے دیکھ کر عنبر سے کہا میرا خیال ہے ہمارا پیچھا کیا جا رہا ہے ۔ اس گرد کے بادل سے معلوم ہوتا ہے پچاس سے زیادہ ہی گھوڑ سوار ہیں ۔

عنبر نے پلٹ کر دیکھا اور اس کا ماتھا ٹھنکا اور اس نے کہا ناگ مجھے یقین ہے کہ یہ سپاہی طلیطلہ کے فوجی ہیں جو ہماری گرفتاری کے لئے بھیجے گئے ہیں ۔

البنو جو بہت خوش تھی ایک دفعہ پھر اس کے چہرے پر ... چھا گئی ۔

عنبر نے بگھی کے کوچوان سے کہا بگھی کو سڑک سے اتار ...ل میں لے جاؤ ۔ ایک کچی پگڈنڈی اس جنگل کے اندر ...اتی ہے ۔ خبردار بگھی کو کہیں بھی سڑک پر مت لانا ۔ ...ل کے اندر ہی اندر سفر کرتے ہوئے مرسیہ جا پہنچو ۔

کوچوان نے کہا پگڈنڈی بہت کم چوڑی ہے اور اونچا نیچا ...ستہ ہے ۔

عنبر نے کہا مجھے معلوم ہے ۔ تم احتیاط سے بگھی چلاؤ ... خواہ کم ہی ہو ۔ پیچھے آنے والوں کو ہم تم تک نہیں پہنچنے دیں گے ۔

پھر عنبر نے سونے کے چند سکے نکال کر انعام کے طور کوچوان کو دیئے ۔ جو خوش ہو گیا اور بگھی کو کچی پگڈنڈی ... اتار لے گیا ۔

عنبر اور ناگ دونوں پیچھے آنے والوں کے متعلق ...ے لگے عنبر کے ذہن میں فوراً ایک ترکیب آگئی اور ا... ناگ ... کہا گھوڑے جنگل کی طرف دوڑا دو اور خود ... پر ...ڑھ جاؤ جونہی آخری سپاہی پیچھے رہ جائیں ۔ ان پر چھلانگ لگا کر انہیں جھاڑیوں میں لے جاؤ ۔ ان کو باندھ کر ان کے

فوجی کپڑے مع زرہ کے پہن لو اور فوج میں شامل ہو جاؤ۔ ان لوگوں کی زرہ بکتر اس قسم کی ہے کہ پورے جسم کے ساتھ ساتھ ناک گال وغیرہ کا بھی تحفظ کرتی ہے۔ اس میں منہ اس طرح چھپ جاتا ہے کہ آدمی پہچانا نہیں جا سکتا۔ بس باقی تم مجھ پر چھوڑ دو۔

دونوں نے گھوڑے جنگل میں ہنکا دیئے اور خود درخت پر چڑھ گئے۔ سوار اب قریب آ چکے تھے۔ عنبر نے پہچان لیا یہ مائیکل کی فوج کا سپہ سالار تھا اور یقیناً ان لوگوں کی گرفتاری کے لئے ہی نکلا تھا۔ جس درخت پر وہ بیٹھے تھے وہ کافی گھنا تھا۔ عنبر اور ناگ نے اپنے آپ کو پتوں میں چھپا لیا تھا۔

نیچے سے سپاہی گزرتے رہے۔ جب پیچھے دو سپاہی رہ گئے تو دونوں نے ان پر چھلانگ لگا دی۔

پھر اس سے پہلے کہ سپاہیوں کو سوچنے سمجھنے یا چیخنے [illegible] کی مہلت ملے، وہ دونوں کے منہ پر ہاتھ رکھ کر جھاڑیوں میں لے گئے۔ جلدی جلدی ان کے ہاتھ پیر باندھے منہ میں [illegible] ٹھونس دیا۔

عنبر اور ناگ نے دونوں سپاہیوں کی وردی اتار کر پہن لی اور پھرتی سے ان کے ہتھیار لے کر ان ہی کے

گھوڑوں پر سوار ہو کر دستے میں جا شامل ہوئے۔

یہ سب کچھ اتنی جلدی اور آسانی سے ہو گیا کہ کسی کو کانوں کان اس تبدیلی کے بارے میں خبر تک نہ ہو سکی۔

غیبی آنکھ آٹھ ہیرے

دوسری طرف کوچوان ، ماریا اور الزبتھ کو لے کر جنگل
ہوتا ہوا جا رہا تھا کہ ایک مقام پر پگڈنڈی میں رکاو
دیکھ کر اس نے گھوڑوں کی لگامیں کھینچ لیں ۔ بیچ میں ایک
درخت گرا ہوا تھا ۔ بگھی رک گئی ۔

پھر کیا تھا چار آدمی ہتھیاروں سے لیس جھاڑیوں
نکل آئے اور انہوں نے پردہ ہٹا کر الزبتھ کو دیکھا اور مس
اور کہا کیوں بھئی یہ ہیرا کہاں لئے جا رہے ہو ۔

کوچوان نے ڈرتے ڈرتے کہا ۔ مرسیہ جا رہے ہیں ۔

ایک نے ہاتھ پکڑ کر الزبتھ کو بگھی سے کھینچ لیا اور ک
اب جاؤ خواہ جہنم میں جاؤ ۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔

ماریا بھی اسی وقت بگھی سے اتر آئی ۔ ایک بدمعاش
بگھی کے گھوڑوں کو چابک مارتے ہوئے کوچوان سے کہا بھاگ
جاؤ اور پیچھے مڑ کر مت دیکھنا ۔ ہم خونی لومڑی کے ساتھی ہی

خونی لومڑی کا نام سن کر ہی کوچوان کانپنے لگا اور پھر
واقعی اس نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا ۔

ماریا نے فیصلہ کر لیا کہ ان چاروں کو سخت سزا دے دے
گی لیکن ان کی گفتگو سن کر اسے اپنے فیصلے کو پھر بدلنا پڑ گیا۔
ان میں سے ایک نے کہا چلو سات ہیروں میں ایک کا
اور اضافہ ہو گیا ہے ۔ آج تو بڑا ہی خوش قسمت دن ہے یار ۔

دوسرے نے کہا ۔ یار تم نے ولسن کو لڑکیوں کے پاس چھوڑ
کر غلطی کی ہے ۔ وہ ایک کاہل اور لاپروا قسم کا آدمی ہے اگر
اس کی غفلت سے لڑکیاں فرار ہونے میں کامیاب ہو گئیں تو
خونی لومڑی ہماری کھال اتروا کر بھس بھر دے گی ۔ غلطی ایک
کی ہو گی اور مارے سارے جائیں گے ۔

ماریا نے سوچا سات اور بدنصیب بہنیں ان کی قید میں ہیں
الزبتھ کے ساتھ ساتھ ان کو بھی رہائی دلانا اب اس کا فرض
ہے ۔ اس نے الزبتھ کے کان میں سرگوشی کی ۔ بہن گھبرانا نہیں
ہماری سات بہنیں اور ان کی قید میں ہیں لگے ہاتھوں ان کو بھی
ان ظالم بردہ فروشوں سے نجات دلا ہی دی جائے ۔

الزبتھ نے سرگوشی کی باجی ! نہ جانے خوشی مجھے راس کیوں
نہیں آتی ۔ ایسا لگتا ہے ماں باپ کی صورت دیکھنے کی حسرت
لے کر اس دنیا سے رخصت ہونا ہو گا ۔

ماریا نے دلاسا دیتے ہوئے کہا - جتنی نازک خود ہو اتنے
ہی نازک تمہارے احساسات اور جذبات ہیں - ذرا سی مصیبت
سے گھبرا جاتی ہو - حالانکہ بزرگوں کا قول ہے کہ اگر زندگی میں
دکھ مصیبت نہ آئے تو سمجھ لو ہمارا رب ہم سے ناراض ہے - ہم اپنے
رب کو یاد تو ہیں خواہ دکھ اور مصیبت ہی میں مبتلا رکھے لیکن اس
وقت کا شکر کرنا چاہیے کہ اس نے ہمیں بھلایا نہیں -

الزبتھ نے کہا باجی میں تمہاری طرح کا حوصلہ کہاں
سے لاؤں -

چاروں ساتھی الزبتھ کو اس ٹھکانے پر لے جا رہے تھے جہاں
لڑکیاں قید کر رکھی تھیں - اور پھر وہاں جانے پر انہیں معلوم ہوا کہ
گھنے جنگل کے بیچ جھاڑیوں کے درمیان سات اور مصیبت زدہ
لڑکیاں بندھیں پڑیں ہیں اور ان کے قریب ہی ولسن ایک درخت
کے تنے سے ٹیک لگا کر اونگھ رہا تھا - ساتوں لڑکیاں دہشت
اور خوف سے خاموش بے حس پڑی تھیں - ان کے حلق سے
آواز تک نہ نکل رہی تھی - ان کی حالت ان وحشی بھیڑیوں کی
سی تھی - اچانک اپنے سر پر شیر کو کھڑا دیکھ لیں - سات میں
آٹھویں کا اور اضافہ ہو گیا - چاروں ہی ولسن کے پاس بیٹھ گئے
اور الزبتھ کو باندھ کر ان کے قریب ہی ڈال دیا -

ماریا نے سوچا ان پانچوں سے نپٹنا تو کوئی بڑی بات نہیں

لیکن جلدی ہی چار اور ساتھی ایک جگہ سے نکل کر آ گئے اور
اب ان کی تعداد نو ہو گئی - معلوم ہوا کہ وہ بھی دوسری
طرف شکار پر نکلے ہوئے تھے اور دسواں ساتھی ان کے لئے کھانے
کا سامان لینے گیا ہوا ہے جس کا ان کو انتظار ہے - اب ماریا
پچھتانے لگی کہ کیوں نہ ان چاروں سے وہیں نپٹ لیا - بہرحال
وہ نا امید نہیں تھی - ماریا بھی ان لوگوں کے قریب ہی بیٹھ کر
باتیں سننے لگی -

یہ سب لوگ غلاموں اور لونڈیوں کی تجارت کرتے تھے ان
کا اڈا سمندر میں کوئی غیر آباد جزیرے میں تھا - جس پر ایک
عورت کی حکومت تھی جسے یہ لوگ خونی لومڑی کے نام سے پکارتے
تھے - کیونکہ وہ لومڑی کی طرح مکار اور بڑی پر اسرار طاقتوں کی
مالک تھی -

یہ سب لوگ بھی تباہ شدہ جہازوں کے مسافر تھے جو ایک
ایک کر کے اس جزیرے پر پناہ کی غرض سے آتے رہے - ان
میں سے کئی غلاموں میں فروخت ہوئے - کئی ایک خونی لومڑی
کے غیض وغضب کا شکار ہو گئے اور جن آدمیوں نے اپنی وفاداریاں
اس سے وابستہ کر لیں وہ اس کے کارندے بن کر اس کے گروہ
میں شامل ہو گئے - خونی لومڑی کب سے اس جزیرے پر ہے،
کہاں سے آئی، کون ہے اس کے متعلق اس کے گروہ کے کسی

بھی آدمی کو کچھ معلوم نہیں ۔ انہیں تو یہ پتہ ہے کہ ایک غیبی آنکھ کا نام خونی لومڑی ہے ۔ اس کے آدمی کہیں بھی ہوں ، سمندر میں ہوں ، سمندر سے باہر ہوں ، پاتال میں ہوں یا آسما پر ہوں اس کی نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں اور وہ سب کچھ دیکھ رہی ہوتی ہے ۔ اس کے کان سب کچھ سُن رہے ہوتے ہیں اور اس کے انتقام سے انہیں دنیا کی کوئی بھی طاقت نہیں بچاسکتی ۔ اس لئے خونی لومڑی کے تصور ہی سے اس کے گروہ کے آدمی کانپنے لگتے ہیں جو ذرا سی غلطی پر ہی ایسی سنگین سزا دیتی ہے کہ پتھروں کے دل بھی لرز جاتے ہیں ۔

ان کا خیال ہے کہ یہ پُر اسرار عورت ہزاروں سالوں سے زندہ ہے اور جوان ہے ۔ اس کا حُسن لازوال ہے اور اس کی جوانی ابد تک برقرار رہے گی ۔ کئی بہت بوڑھے ساتھیوں نے بتایا جب وہ بچے تھے تو قسمت انہیں یہاں لے آئی تھی اور انہوں نے اپنے سے پہلے بوڑھوں سے سُنا تھا کہ یہ اس وقت بھی اسی طرح جوان تھی ۔ بہت سے ساتھی تو اسے قہر کی دیوی کہہ کر بھی پکارتے ہیں ۔

تجارتی جہازوں کو لوٹ لینا ، مردوں اور عورتوں کو قیدی بنا کر بڑے بڑے شہروں میں فروخت کرنا یہی اس عورت کا ظاہری کاروبار ہے ۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اس جزیرے

میں کوئی سونے کی کان بھی ہے لیکن کہاں ہے اس عورت کے سوا کسی کو بھی علم نہیں ۔ لیکن آج تک کسی نے اپنی آنکھوں سے سونے کی کان نہیں دیکھی ۔ حالانکہ سارے جزیرے پر آزادی سے گھومنے پھرنے کی سب ساتھیوں کو اجازت ہے ۔

ماریا کے دل میں تجسس پیدا ہوا کہ پھر تو اس عورت کے دیدار کرنے ہی ہوں گے جو اتنی ساری خوبیوں کی مالک ہے ۔ لیکن وہ صرف اس نازک سی کلی الزبتھ کے لئے پریشان تھی ۔ جو زمانے کی سرد و گرم ہواؤں سے مرجھا کر رہ گئی تھی اور اگر اب اسے جلد ہی اس کے والدین تک نہ پہنچایا تو یہ سوکھ کر بکھر جائے گی ۔

O

ادھر سپہ سالار اور شاہی فوجی دستہ عنبر اور ناگ الزبتھ کی تلاش میں جنگل جنگل اور پگڈنڈی پگڈنڈی باؤلے کتوں کی طرح سے پھر رہا تھا اور جن کو وہ تلاش کر رہے تھے وہ بھی فوجی وردی میں ان کے ساتھ ہی شامل تھے ۔

عنبر کا دماغ تیزی سے سوچ رہا تھا کہ ان فوجیوں کو ایسا سبق سکھا کر بھیجا جائے کہ ساری زندگی یاد کریں ۔ آخر تلاشِ بسیار کے بعد چند ٹیلوں کے درمیان سپہ سالار اور سپاہی خود اور اپنے تھکے ہوئے گھوڑوں کو آرام کرانے کے لئے ٹھہر گئے ۔

بھی آدمی کو کچھ معلوم نہیں ۔ انہیں تو یہ پتہ ہے کہ ایک غیبی
آنکھ کا نام خونی لومڑی ہے ۔ اس کے آدمی کہیں بھی ہوں ،
سمندر میں ہوں ، سمندر سے باہر ہوں ، پاتال میں ہوں یا آسمان
پر ہوں اس کی نگاہوں کے سامنے ہوتے ہیں اور وہ سب
کچھ دیکھ رہی ہوتی ہے ۔ اس کے کان سب کچھ سُن رہے ہوتے
ہیں اور اس کے انتقام سے انہیں دنیا کی کوئی بھی طاقت نہیں
بچا سکتی ۔ اس لئے خونی لومڑی کے تصور ہی سے اس کے گروہ
کے آدمی کانپنے لگتے ہیں جو ذرا سی غلطی پر ہی ایسی سنگین سزا
دیتی ہے کہ پتھروں کے دل بھی لرز جاتے ہیں ۔

ان کا خیال ہے کہ یہ پُر اسرار عورت ہزاروں سالوں سے
زندہ ہے اور جوان ہے ۔ اس کا حُسن لازوال ہے اور اس کی
جوانی ابد تک برقرار رہے گی ۔ کئی بہت بوڑھے ساتھیوں نے
بتایا جب وہ بچے تھے تو قسمت انہیں یہاں لے آئی تھی اور
انہوں نے اپنے سے پہلے بوڑھوں سے سُنا تھا کہ یہ اس وقت
بھی اسی طرح جوان تھی ۔ بہت سے ساتھی تو اسے قہر کی
دیوی کہہ کر بھی پکارتے ہیں ۔

تجارتی جہازوں کو لوٹ لینا ، مردوں اور عورتوں کو قیدی
بنا کر بڑے بڑے شہروں میں فروخت کرنا یہی اس عورت کا
ظاہری کاروبار ہے ۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اس جزیرے

میں کوئی سونے کی کان بھی ہے لیکن کہاں ہے اس عورت کے
سوا کسی کو بھی علم نہیں ۔ لیکن آج تک کسی نے اپنی آنکھوں سے
سونے کی کان نہیں دیکھی ۔ حالانکہ سارے جزیرے پر آزادی سے
گھومنے پھرنے کی سب ساتھیوں کو اجازت ہے ۔

ماریا کے دل میں تجسس پیدا ہوا کہ پھر تو اس عورت
کے دیدار کرنے ہی ہوں گے جو اتنی ساری خوبیوں کی مالک
ہے ۔ لیکن وہ صرف اس نازک سی کلی الزبتھ کے لئے پریشان
تھی ۔ جو زمانے کی سرد و گرم ہواؤں سے مرجھا کر رہ گئی تھی اور
اگر اب اسے جلد ہی اس کے والدین تک نہ پہنچایا تو یہ سوکھ
کر بکھر جائے گی ۔

O

ادھر سپہ سالار اور شاہی فوجی دستہ عنبر اور ناگ الزبتھ
کی تلاش میں جنگل جنگل اور پگڈنڈی پگڈنڈی باؤلے کتوں کی
طرح سے پھر رہا تھا اور جن کو وہ تلاش کر رہے تھے وہ بھی
فوجی وردی میں ان کے ساتھ ہی شامل تھے ۔

عنبر کا دماغ تیزی سے سوچ رہا تھا کہ ان فوجیوں کو
ایسا سبق سکھا کر بھیجا جائے کہ ساری زندگی یاد کریں ۔ آخر
تلاش بسیار کے بعد چند ٹیلوں کے درمیان سپہ سالار اور یہ
خود اور اپنے تھکے ہوئے گھوڑوں کو آرام کرانے کے لئے ٹھہر گئے ۔

عنبر نے ناگ سے کہا ذرا معلوم کرو اس علاقے میں تمہارے
کتنے ہم قوم آباد ہیں اور ان سب کو حکم دو کہ چاروں طرف کے
درختوں پر چڑھ کر حکم کا انتظار کریں ۔

ناگ نے جلدی ہی سگنل دیا اور اسے اس علاقے کے
سردار سانپ کا فوراً سگنل موصول ہوا کہ وہ اپنے دیوتا کے حکم
پر آرہا ہے ۔ پھر جلدی ہی ایک سبز اور کالے رنگ کا بالشت
بھر کا سانپ رینگتا ہوا ناگ کے پاس آگیا جو عنبر کے قریب
ہی ایک درخت کے تنے سے لگا بیٹھا ہوا تھا ۔

ناگ نے اپنی زبان میں سانپ سے گفتگو کر کے عنبر کو
بتایا کہ یہ علاقہ تو سانپوں سے بھرا پڑا ہے ۔ کوئی پانچ ہزار
کے قریب سانپ اس جنگل میں آباد ہیں اور میں نے ان کے
لئے حکم صادر کر دیا ہے کہ سب آکر ان درختوں پر چڑھ جائیں

عنبر نے کہا ۔ سردار سانپ سے کہہ دو کہ تمہارے اشارے
پر بارش کی طرح سے درختوں سے برسنے شروع ہو جائیں اور ان
سپاہیوں کو ڈس لیں ۔

ناگ نے فوراً وہی حکم سردار سانپ کو دے کر واپس
جانے کے لئے کہا اور پھر عنبر اور ناگ ماریا اور الزبتھ کے
متعلق گفتگو میں مصروف ہو گئے کہ خدا جانے وہ حفاظت سے
منزلِ مقصود پر پہنچ بھی گئی ہیں کہ نہیں ۔

ناگ نے کہا بھائی عنبر! الزبتھ نے شہزادی ہو کر جتنے دکھ
اٹھائے ہیں عام قسم کی لڑکی ہوتی تو اب تک مر چکی ہوتی ۔

عنبر نے جواب دیا ۔ ناگ بھائی ! یہ سب قسمت کی بات
ہے ۔ تقدیر کا لکھا تو بھگتنا ہی پڑتا ہے ۔

یہ دونوں بھائی باتیں ہی کر رہے تھے کہ ایک سپاہی
ان کی طرف آتا دکھائی دیا ۔ دونوں افشائے راز سے گھبرا گئے
اس نے قریب آتے ہی نیام سے تلوار نکال لی ۔

اب ناگ نے عنبر کی طرف دیکھا ۔ لیکن عنبر نے اسے منع
کیا کہ جب تک وہ نہ کہے ۔ ناگ خاموش ہی بیٹھا رہے ۔ تب
وہ تلوار پکڑے ہوئے قریب آگیا اور اس نے کہا میں نے تمہارے
درخت پر سانپ کو دیکھا ہے ۔ اب دونوں بھائیوں کی جان میں
جان آئی اور دونوں ہی درخت سے ہٹ کر گھبرانے کی اداکاری
کرنے لگے ۔ پھر چاروں طرف دیکھ کر مذاق اڑاتے ہوئے کہا تم نے
سورج کی وجہ سے کسی ہلتی ہوئی ڈال کا سایہ دیکھ لیا ہوگا ۔
یہ بات سپاہی کی سمجھ میں آگئی اور وہ قہقہہ لگاتا ہوا واپس
ہو گیا ۔

اسی دوران میں سپہ سالار نے سب کو قریب آنے کا حکم
دیا ۔ عنبر اور ناگ بھی سپاہیوں کے پیچھے چھپتے ہوئے آگے بڑھے
تب سپہ سالار نے کہا میں نے سوچا ہے کہ ہمیں چار چار کی

ٹولیوں میں بٹ کر تلاش جاری رکھنی چاہیئے۔

ابھی یہ مشورہ ہو ہی رہا تھا کہ ناگ کو سردار سانپ کا سگنل موصول ہوا۔ ناگ نے عنبر کے کان میں سرگوشی کی کہ معاملہ تیار ہے۔ تب عنبر نے کہا ان کو حکم دو کہ سانپوں کی بارش شروع ہو جائے۔

ابھی سپاہی تیار ہی ہو رہے تھے کہ درختوں سے ان پر سانپوں کی بارش شروع ہو گئی۔ پھر کیا تھا۔ ان کے گھوڑے ڈر کر بھاگ گئے۔ ایک افراتفری کا عالم ہر سو نظر آ رہا تھا۔ گھوڑوں پر سپاہیوں کی بجائے سپاہیوں پہ گھوڑے چڑھ دوڑے۔ سانپوں نے سپاہیوں کو ڈسنا شروع کر دیا تھا اور یہ لوگ ناگہانی آفت سے نہایت پریشان بھاگے اور دوڑے پھر رہے تھے۔ لیکن موت سانپوں کی صورت میں ان کے پیچھے لگی ہوئی تھی اور سانپ سپاہیوں کو ڈس رہے تھے۔

ناگ اور عنبر بڑے مزے سے ایک جگہ کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔ پھر اس سے پہلے کہ سورج غروب ہو کر اندھیرا چھا جائے میدان سپاہیوں کی لاشوں سے پٹا پڑا تھا۔

ناگ اور عنبر نے جتنے بھی گھوڑے قابو آ سکے ان کو اکٹھے کیا اور ان پر سپاہیوں کی لاشوں کو لاد کر شاہی محل کے راستے پر دھکیل دیا اور خود مرسیہ جانے والی سڑک پر ہو لئے۔

مکھیوں کا انتقام

دوسری طرف ماریا الزبتھ کے قریب ہی بندھی ہوئی لڑکیوں کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ ایک کالا سا لمبا کپڑا زمین پر بچھا ہوا تھا جس پر یہ تمام لڑکیاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ قریب ہی یہ ظالم لٹیرے دن بھر کی تھکن اتارنے کے لئے درختوں کے سائے میں لیٹے ہوئے تھے۔

ماریا نے دیکھا ان درختوں پر جگہ جگہ شہد کی مکھیوں کے چھتے لٹک رہے تھے۔ تقریباً ہر درخت پہ دو تین ضرور موجود تھے اور گرد و نواح کے سب درخت چھتوں سے بھرے پڑے تھے۔

ماریا دل ہی دل میں ان ظالموں پر تاؤ کھائے بیٹھی تھی پھر کیا تھا اسے ایک ترکیب سوجھ گئی۔ اور اس نے الزبتھ سے کہا یہاں شہد کے چھتے بے شمار موجود ہیں۔ میں مکھیوں کو چھیڑنے لگی ہوں۔ تم تمام لڑکیوں سے کہو نیچے بچھا ہوا کالا کپڑا نکال کر اوپر اوڑھ لیں۔ کالے کپڑے کی وجہ سے مکھیاں انہیں نہ

کاٹیں گی۔ لیکن اس وقت جب مکھیاں غضب ناک ہو کر اڑیں۔
میں ان کتوں کو تھوڑی سی سزا دینا چاہتی ہوں۔ یہاں تقریباً
آٹھ گھوڑے موجود ہیں اور میرا خیال ہے سب لڑکیاں گھوڑ سواری
جانتی ہیں۔ جو نہ جانتی ہوں ہوں وہ دوسری کسی لڑکی کے ساتھ
بیٹھ جائیں۔ اب تم تمام لڑکیوں کے کانوں میں مکھیوں والی
بات پہنچا دو۔

الزبتھ خوفزدہ ہونے کے باوجود اس شرارت پر ہنس پڑی
اور پھر اس نے یہ پیغام ایک سے دوسری اور دوسری سے
تیسری یہاں تک کہ آخری لڑکی تک پہنچا دیا گیا۔

ماریا نے زمین سے کئی پتھر اٹھائے اور ایک درخت پر چڑھ
گئی۔ تمام لڑکیاں ان چھتوں پر نظر رکھے ہوئے تھیں۔ جبکہ
غنڈے تمام اپنے چہروں پر اپنی ٹوپیاں رکھے زمین پر آرام سے
لیٹے ہوئے تھے۔ پھر ایک پتھر چھتے پر جا کر لگا۔ مکھیاں
غضب ناک ہو کر اڑیں۔ ساتھ ہی تیسرے چوتھے چھتوں پر پتھر
لگے اور تمام مکھیاں غصے سے بپھر کر بکھر گئیں۔ لڑکیوں نے
جلدی سے کالی چادر نیچے سے نکال کر اوڑھ لی۔ لیکن بدمعاشوں
کو اس وقت ہوش آیا جب ان تمام کے جسموں پر لاتعداد
مکھیاں چمٹ گئی تھیں اور انہوں نے اپنے زہریلے ڈنگ ان کے
جسموں میں اتار دیئے تھے اور وہ بگنی کا ناچ ناچتے پھر رہے

تھے اور مکھیوں نے انہیں اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا اور
ان کے جسم اور منہ سوجھ گئے تھے۔

پھر کیا تھا جدھر جس کا سینگ سمایا بھاگ گیا۔ مکھیوں
کی یلغار نے انہیں اتنا بدحواس کر دیا تھا کہ انہیں کچھ سوجھ
ہی نہیں رہا تھا، سوائے اپنی جان بچانے کے۔ وہ بھاگے
جا رہے تھے اور مکھیاں ان کا پیچھا کر رہی تھیں۔

ماریا نے تھوڑی دیر انتظار کیا پھر ان بدمعاشوں کے گھوڑے
کھولے اور تمام لڑکیوں کو سوار ہونے کے لئے کہا۔ اتفاق سے
سب لڑکیاں گھوڑ سواری جانتی تھیں۔ ماریا الزبتھ کے ساتھ
ہی بیٹھ گئی اور پھر عام راستے سے ہٹ کر وہ جنگلوں کے درمیان
سے ہوتی ہوئی مرسیہ کی طرف بڑھنے لگیں۔

دوسری طرف تمام بدمعاش بے شمار مکھیوں کے زہر بھرے
ڈنگ جسم پر کھائے۔ جنگل میں جگہ جگہ بیہوش پڑے تھے اور
کوئی پانی کی ایک بوند بھی ان کے حلق میں ٹپکانے والا
موجود نہ تھا۔

ناگ اور عنبر عام راستے پر الزبتھ اور ماریا کو تلاش کرتے
ہوئے مرسیہ پہنچ گئے تھے اور یہاں سرائے میں ٹھہر گئے تھے اور
پھر شہر میں ان کو تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ اتفاق سے
ایک جگہ انہیں وہی بگھی مل گئی۔ جس میں انہوں نے الزبتھ کو

سوار کروایا تھا۔

ناگ اور عنبر نے کوچوان سے الزبتھ کے متعلق دریافت کیا اور اس نے تمام رووداد کہہ سنائی۔ عنبر اور ناگ ایک دفعہ پھر پریشان ہو گئے۔ کوچوان نے انہیں بتادیا تھا کہ خونی لومڑی کے ساتھی الزبتھ کو اٹھا کر لے گئے تھے۔ انہوں نے خونی لومڑی کے متعلق تمام معلومات حاصل کر لی تھی کہ اس کا ٹھکانہ کس جزیرے میں ہے۔ لیکن انہیں علم تھا کہ ماریا الزبتھ کے ساتھ ہے اور وہ بدمعاش اتنی آسانی سے اسے اپنے جزیرے پر نہ لے جا سکیں گے۔ ماریا ضرور الزبتھ کو آزاد کروا کے اسی شہر میں آئے گی۔ لہٰذا وہ اسی شہر میں رہ کر اس کا انتظار کر رہے تھے۔

O

رات کی تاریکی بڑھ گئی تھی۔ ماریا سب لڑکیوں کو لے کر جنگل میں گھومتی پھر رہی تھی۔ اتفاق سے چاند بھی آسمان سے غائب تھا۔ ماریا جنگل میں راستہ بھول گئی تھی اور اسے بھی بدقسمتی ہی کہیے کہ گھوم پھر کر ماریا لڑکیوں کو لے کر اسی جگہ آ گئی تھی، جہاں سے وہ چلی تھیں۔ لیکن اندھیرا ہونے کے باعث وہ اس جگہ کو نہ پہچان سکی تھی اور یہیں پر اس نے حکم دیا

کہ ڈیرہ ڈال دو کیونکہ اندھیرے کے سبب اسے کچھ بھی سجھائی نہ دیتا تھا۔ پھر اندھیرے میں ہر طرف سے اسے الوؤں کی سیٹیوں کی آوازیں آ رہی تھیں جو یہاں بکثرت پائے جاتے تھے۔ اسے یہ تو اطمینان تھا کہ سانپ اسے نہیں کاٹ سکتا۔ کیونکہ اس کے جسم سے ناگ کی بُو پا کر سانپ اس کا احترام کرنے لگتے تھے۔ لیکن دوسری لڑکیوں کی جان کا تو خطرہ تھا۔ یہ سب کچھ سوچ کر اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ سفر اب دن کے اجالے میں ہی کیا جائے اور اس کے حکم سے اسی جگہ ڈیرہ ڈال دیا گیا۔

بدمعاشوں کا جو ساتھی کھانا لینے گیا تھا وہ اپنے چار اور ساتھیوں کو بھی لے کر یہاں آ گیا تھا جو خونی لومڑی کا کوئی پیغام لے کر آئے تھے۔ وہ پانچوں بھی قریب ہی اپنے ٹھکانے پر اپنے ساتھیوں کو نہ پا کر انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے جو گھوڑوں اور لڑکیوں کی آوازیں سنیں تو وہ قریب آ گئے۔ جبکہ الزبتھ سے وہ لڑکیاں پوچھ رہی تھیں، بہن تمہارے پاس کونسی غیبی طاقت ہے جس نے ہماری مدد کی اور شہد کی مکھیوں کو اڑا کر ان بدمعاشوں سے ہماری جان بچالی۔

اس بدمعاش نے جو یہ بات سُنی تو چھپ کر بیٹھ گیا۔ الزبتھ نے بہانہ بناتے ہوئے کہا یہاں پر میری آنکھ لگ

گئی تھی اور مجھے خواب میں کسی بزرگ ہستی نے کہا تھا کہ وہ ان بدمعاشوں کو سزا دینے کے لئے شہد کی مکھیاں اڑا رہا ہے ۔میں نے اس بزرگ کا حکم تم سب تک پہنچا دیا پھر وہی ہوا جس کے متعلق بزرگ نے ارشاد فرمایا تھا۔

ایک شرارتی لڑکی نے کہا اب تمہارا بزرگ کیا کہتا ہے ۔ ہم تو راستہ بھی بھول گئی ہیں ۔ اب کیا ہوگا۔

الزبتھ نے کہا خدا جو کرے گا بہتر ہی کرے گا ۔ تم سب تھکی ہوئی ہو اب آرام کرو۔

اس بد معاش کو تمام حالات معلوم ہوگئے اور اس نے جاکر ساتھیوں کو سب بتا دیا کہ ہمارے ساتھی تو شہد کی مکھیوں کا شکار ہوکر کہیں جنگل میں پڑے ہوں گے لیکن شکر کرو اصل شکار ہمارے قریب ہی ہے ۔ ورنہ خونی لومڑی ہمیں کچا ہی چبا جاتی ۔ ان میں سے ایک نے کہا آدھی رات کو جب یہ لڑکیاں سو جائیں تو ان کو باندھ کر لے چلو ۔ یہی مشورہ کرکے وہ خاموش پڑے رہے ۔

دوسری طرف لڑکیاں پریشانی اور خوف سے آزاد ہوئی تھیں۔ لہٰذا جلدی ہی گہری نیند سوگئیں ۔

ماریا نے جب محسوس کیا کہ لڑکیاں اور الزبتھ سو گئی ہیں تو اس نے سوچا۔ مجھے اس وقت سے فائدہ اٹھا

کر راستے کو تلاش کرنا چاہئے کہ صبح کے وقت کس سمت سفر کرنا ہے ۔ لہٰذا وہ اپنے انداز میں اڑتی ہوئی ایک طرف کو راستے کی تلاش میں روانہ ہوگئی ۔

جب بدمعاشوں کو یقین ہوگیا کہ لڑکیاں گہری نیند سو گئی ہیں تو وہ چپ چاپ اٹھے اور ایک ایک لڑکی کے منہ پر ہاتھ رکھ کر آرام سے انہیں رسیوں سے باندھ لیا اور ان کے منہ میں کپڑے بھی ٹھونس دیئے ۔ یہ بدمعاش یہاں کے راستوں سے واقف تھے اور اکثر لڑکیوں کو لے کر رات ہی کو سفر کیا کرتے تھے ۔ لہٰذا انہوں نے آرام سے گھوڑے کھولے ان لڑکیوں کو تھیلوں میں ڈال لیا جو ان کے ساتھی یہیں چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ۔ان تھیلوں کو گھوڑوں پر لادا اور یہاں سے نو ۔دو ۔گیارہ ہوگئے ۔

تمام اطراف میں گھوم پھر کر جب ماریا راستے کی تلاش سے واپس آئی تو حیران رہ گئی ۔ ماریا سمجھی کہ وہ راستہ بھول کر کہیں اور آ گئی ہے ۔ لیکن گھوڑوں کی لیدوں کے نشان سے سمجھ گئی ، قسمت پھر وار کر گئی ہے ۔ الزبتھ پھر گم ہوگئی ہے اور اسے ایک دفعہ پھر تلاش کرنا ہے ۔ لیکن اسے بھروسہ تھا کہ وہ بدمعاش خونی لومڑی کے جزیرے پر ہی لے جائیں گے ۔ ٹھکانہ اسے معلوم تھا ۔اب وہ صرف ناگ اور عنبر کے لئے ہی فکر مند تھی

اسے معلوم تھا کہ وہ لوگ ضرور مرسیہ میں اس کا انتظار کر رہے ہوں گے ۔ پرانی سرائے کا بھی اسے علم تھا ۔ لہٰذا اس نے ایک منٹ بھی ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا اور وہ مرسیہ کی طرف روانہ ہو گئی ۔

دوسری طرف وہ بدمعاش آرام سے اپنی بڑی سی کشتی میں تمام لڑکیوں کو لادے خونی لومڑی کے جزیرے کی طرف جا رہے تھے ۔ انہوں نے اب لڑکیوں کے مونہوں سے کپڑے نکال دیئے تھے ۔ انہیں علم تھا کہ ان کی کشتی پر لہراتے جھنڈے کو دیکھ کر جس پر سفید کپڑے پر سرخ لومڑی بنی ہوئی تھی جہاز اپنا راستہ بدل لیتے ہیں ۔ وہ بہت خوش تھے ۔

دوسری طرف لڑکیاں الزبتھ سے کہہ رہی تھیں ۔ بہن کیا اب خواب میں کوئی بزرگ تمہارے پاس نہیں آتے ۔ الزبتھ دکھی انداز میں بیٹھی تھی ۔ کیا جواب دیتی جبکہ ماریا بھی کہیں کھو گئی تھی ۔

ماریا جب پرانی سرائے میں داخل ہوئی تو عنبر اور ناگ بیٹھے چائے پی رہے تھے ۔ ماریا بھی جا کر پاس بیٹھ گئی ۔ دونوں نے بیک وقت اس کی خوشبو محسوس کی اور کہا ۔ ماریا بہن تم ہو ۔

ماریا نے کہا خدا کا شکر ہے آپ لوگوں سے ملاقات ہو

گئی ۔

عنبر نے کہا ہم تو تمہیں دو روز سے تلاش کر رہے ہیں حالانکہ تمہیں ہم سے پہلے یہاں پہنچنا تھا ۔

ماریا نے انہیں تمام آپ بیتی سنائی کہ کس طرح ایک دفعہ پھر الزبتھ ان سے بچھڑ گئی ہے اور خونی لومڑی کے بدمعاش اسے اٹھا کر لے گئے ہیں ۔

عنبر نے کہا ہمیں بگھی کے کوچبان سے معلوم ہو چکا ہے ۔ اور ہم نے خونی لومڑی کے متعلق ساری معلومات حاصل کر لی ہیں ۔ صرف تمہارا انتظار تھا سو تم بھی آ گئیں ۔ ہم صبح ہی یہاں سے ایک کشتی لے کر اس جزیرے تک پہنچ جائیں گے ۔

O

کشتی سمندر میں رات دن سفر کرتی ہوئی آخر ایک جزیرے کے ساحل سے آ کر لگ گئی ۔ خونی لومڑی کے آدمیوں نے بھیڑ بکریوں کی طرح ان لڑکیوں کو ہانکتے ہوئے کنارے پر اتارا اور ایک سمت کو روانہ ہو گئے ۔ مظلوم اور بیکس لڑکیاں اجنبی دیش کے بازاروں میں بکنے کے لئے اس جگہ اکٹھی کی جاتی تھیں الزبتھ نے آسمان کی طرف دیکھ کر ٹھنڈی سانس بھری اور

ہواؤں سے کہا - اے ہواؤ، میرے دیش سے اگر تمہارا گزر ہو تو میرے بابل اور میری امبڑی سے میرا دکھ بیان کرنا اور کہنا تم نے تو مجھے شہزادی بنا کر جنم دیا تھا مگر میری تقدیر نے تو مجھے بھکارن سے بھی بدتر بنا دیا ہے - میں تو اس ململ کے باریک کپڑے کی طرح سے ہوں جسے سوکھنے کے لئے کیکر کے درخت پہ ڈال دیا گیا ہو اور تقدیر کی آندھیاں جسے اپنے ساتھ اڑا لے جانے کو زور لگا رہی ہوں اور جو کانٹوں میں الجھا ہوا آہستہ آہستہ سسک رہا ہو۔

ان تمام لڑکیوں کو لے جا کر ایک غار میں بند کر دیا گیا اور اس کے آگے ایک بہت وزنی پتھر رکھ کر اسے بند کر دیا گیا - ساری رات اس اندھیری غار میں دبی دبی سسکیاں اور آہیں سنائی دیتی رہیں - ایک فریاد گونج رہی تھی ان انسانوں کے خلاف جو انسانیت کے نام پہ ایک بدنما داغ بن کر رہ گئے تھے جنہیں خدا نے تو اشرف المخلوقات بنایا تھا لیکن اپنے کردار سے وہ درندوں کو بھی مات کر رہے تھے - عورتوں کی بھیڑ بکریوں کی طرح تجارت کرتے وقت وہ بالکل بھول گئے تھے کہ یہ بھی کسی بہن ہے، کسی کی ماں ہے، جس کی کوکھ سے انہوں نے جنم لیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس ماں کا تقدس یہ ہے کہ اس نے ماں کے قدموں میں بیٹوں کے لئے جنت کو لا پھینکا

ہے - یہ کیسے بیٹے ہیں جو اپنی ماؤں کی تجارت کر رہے ہیں یہ کیسے بھائی ہیں جو بہنوں کو لا کر منڈیوں میں نیلام کر دیتے ہیں - شاید ایسے ہی انسانوں کے لئے حق تعالیٰ سے فرشتوں نے کہا تھا یہ فتنہ و فساد کا سبب بنے گا - یہ گلاب کے پھول کی طرح معصوم بچیاں کانٹوں کی سیج پہ پڑی رو رہی تھیں - دکھوں کے ان کانٹوں نے پھول ایسے جسموں کو چھید کر رکھ دیا تھا۔

O

زرد رنگ کا سورج دور درختوں کی اوٹ سے جھانک رہا تھا اور سمندر کے سیاسی مائل پانی پر ابھی تک اس کی کوئی کرن نہیں پہنچی تھی - الصبح ہی ماریا، عنبر اور ناگ ایک کشتی پہ سوار سمندر کے وسیع و عریض سینے پر لہروں کے دوش پر چلے جا رہے تھے اور سمندر کی ٹھنڈی اور نمکین ہوا سانس کے ساتھ ساتھ ان کے حلق اور زبان میں داخل ہو کر ان کے منہ کا مزہ کسیلا کئے دیتی تھی - ہوا بھی کسی سوگوار کی طرح بھرے ہوئے سسکیاں بھرتی چل رہی تھی۔ فضا میں بھی سکوت طاری تھا اور یہ تینوں بھی بالکل خاموش بیٹھے تھے -

آخرکار عنبر نے ہی اس خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا سورج پر دھند سی چھائی ہے اور اور ہوا کی خاموشی کسی

طوفان کا پیش خیمہ لگ رہی ہے۔ یہ سمندر کا سفر بھی عجیب ہی ہوتا ہے۔ پل بھر میں خاموشی، پل بھر میں طوفان اور پھر جب طوفان آتے ہیں تو ہر شے کا شیرازہ بکھیر کر رکھ دیتے ہیں۔"

ناگ نے کہا عنبر بھائی! طوفان کی نہیں اپنی کامیابی کی دعا مانگو۔

عنبر نے مسکرا کر جواب دیا۔ ناگ خدا ہر شے پر قادر ہے۔ صرف دعاؤں سے تقدیریں نہیں بدل سکتیں۔ ہونے والی بات نے ہو کر رہنا ہے۔ اگر دعائیں قبول ہونا شروع ہو جائیں تو نظامِ کائنات ہی بدل کر رہ جائے۔ کیونکہ خدا جو بھی کرتا ہے اس میں انسان کی بھلائی ہوتی ہے۔ جسے انسان نہیں سمجھ سکتا۔ جس نے دنیا بنائی ہے اسے اپنی دنیا کا ہم سے زیادہ خیال ہے۔ اگر انسان کو پتہ چل جائے کہ خدا اسے کتنا پیار کرتا ہے تو دعائیں مانگنی ہی چھوڑ دے۔

ماریا نے اکتا کر کہا عنبر بھائی! خدا کے لئے کوئی اور بات کرو۔ ہم پھر ایک شیطانی طاقت سے ٹکرانے جا رہے ہیں۔ اس کے متعلق کچھ بتاؤ۔ اس مہم کو کیسے سر کرنا ہے۔

عنبر نے کہا ماریا! مہم ہم نہیں سر کرتے، وہی رب ہمیں کامیابی عطا کرتا ہے، ہماری مدد کرتا ہے۔ ہمارے ذہنوں میں

کوئی ایسی بات ڈال دیتا ہے جس سے ہم کامیاب ہو جاتے ہیں وہ بھی اس لئے کہ اس میں ہمارا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہوتا۔

ناگ نے کہا اچھا مولانا صاحب! اب فلسفۂ حیات سے واپس لوٹ آئیں اور اس بات پر غور کریں کہ اچانک موسم بدل رہا ہے۔ سورج صاحب دوبارہ بادلوں میں جا چھپے ہیں اور ہوا میں نمی اور تیزی کے باعث ایسا لگتا ہے کہ کوئی طوفان آنے والا ہے۔ سمندری طوفان اور ایک ننھی سی کشتی، یہ کیسے منزل تک پہنچائے گی۔ اس سے بہتر تھا ہم کسی جہاز سے سفر کرتے۔

عنبر نے کہا۔ میاں! جہاز اپنے راستے پر جاتا ہے۔ وہ ہمارے لئے اپنا راستہ چھوڑ کر کبھی نہ آتا۔ جبکہ ہمیں عام راستے سے ہٹ کر ایک ایسے جزیرے پر جانا ہے جہاں جہاز جائے تو چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔ پھر وہی ہوا جس کا خطرہ تھا۔ ہواؤں میں تیزی کے سبب لہروں میں تلاطم پیدا ہو گیا تھا۔ آسمان پر تیرتی ہوئی کالی بدلیاں آپس میں گھل مل گئیں اور انہوں نے ـــــــ ایک سیاہ چادر آسمان پر تان دی تھی۔ دن کے وقت بھی رات کا سماں پیدا ہو گیا تھا۔ اور ان کی کشتی لہروں پر ہچکولے کھانے لگی تھی۔ اس کا توازن برقرار رکھنے کے لئے عنبر اور ناگ دونوں نے پتواریں سنبھال لی تھیں۔ عنبر بار بار آسمان کی طرف

دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ ناگ ہم پھر ایک زبردست
طوفان کی زد پر ہیں۔ اب ہم اتنی دور آگئے ہیں کہ واپس
لوٹ کر بھی نہیں جا سکتے۔ اس کشتی پر منزل تک پہنچنا مشکل
تو کیا ممکن نظر نہیں آرہا۔ اب ہم تینوں کے پیشِ نظر ایک
ہی بات ہونی چاہئے اور وہ ہے الزبتھ کی رہائی اور اسے
اس کے والدین تک پہنچانا۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے ہم
ایک دفعہ پھر بچھڑ رہے ہیں۔ ماریا نے کہا عنبر بھائی! آج
آپ کو کیا ہو گیا ہے۔

عنبر نے کہا ماریا بہن! انسان کو حقیقت پسند ہونا چاہئے
خواب دیکھنے سے کیا فائدہ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ یہ چھوٹی سی
کشتی سمندری طوفان کا مقابلہ نہیں کر سکتی پھر جو گھڑیاں بھی
ہمیں میسر ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھا کر ہمیں مستقبل کا پروگرام
بنا لینا چاہئے۔ یہ تو ہمیں معلوم ہے ہمیں موت نہیں آئے گی۔
لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ طوفان ہمیں اکٹھا نہیں رہنے
دے گا۔ اور ہمیں تنکے کی طرح بہا کر لے جائے گا۔

طوفان نے شدّت اختیار کر لی تھی اور یہ تینوں اس
کشتی کو تیزی سے بچانے لئے جا رہے تھے لیکن شاید تقدیر
کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی اور ہواؤں

کی تیزی سے سمندر میں شدّت سے طوفان اٹھا۔ ان کی کشتی
کھلونے کی طرح لہروں پر اچھلتی گرتی پڑتی چلی جا رہی تھی
اور آخر ایک بہت بڑی لہر سمندر کے سینے سے اٹھی اور اس نے
اس کشتی کو اٹھا کر اس بُری طرح پھینکا کہ وہ اُلٹ گئی اور
جب یہ لہر واپس پلٹی تو یہ تینوں بہن بھائی ایک دوسرے
سے جُدا ہو چکے تھے۔

ناگ اور چنڈال چوکڑی

جونہی کشتی الٹی ناگ نے جلدی سے پرندے کا روپ دھار کر اڑنا شروع کر دیا۔ وہ آبی پرندے کے روپ میں تھا اور چاہتا تھا کہ کسی صورت عنبر اور ماریا کی مدد کرے۔ ماریا تو اسے نظر نہ آتی تھی اور عنبر کو لہروں نے نہ جانے کہاں گم کر دیا تھا۔ لیکن اس طوفان نے جلدی ہی ناگ کو بے بس کر دیا۔ تیز ہوائیں اسے اپنے ساتھ ہی اڑا کر نہ جانے کہاں لئے پھر رہی تھیں۔ پہلے تو اس نے کوشش کی کہ ان طوفانی ہواؤں کا مقابلہ کرے۔ لیکن جلدی ہی اسے محسوس ہو گیا کہ اگر اس نے اپنے آپ کو ہواؤں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دیا تو اس کے پر ٹوٹ جائیں گے۔ مجبوراً اس نے اپنے آپ کو طوفانی ہواؤں کے سپردِ کر دیا جو اسے اپنے دوش پر اٹھائے نہ جانے کہاں کہاں لئے پھرتی رہیں۔ تا حدِ نگاہ سمندر ہی سمندر تھا کہیں زمین نظر نہیں آ رہی تھی جہاں وہ اتر سکے۔

دوسری طرف بارش نے اس کے پر گیلے کر دیئے تھے اور اس کا جسم برف کی طرح سرد ہو گیا تھا۔ تمام اعصاب جواب دے رہے تھے اور وہ محسوس کر رہا تھا کہ کوئی پل میں ہی وہ دوبارہ سمندر کے پانی میں گر کر کسی مچھلی کی خوراک بن جائے گا۔ ایک زبردست ہوا کا جھونکا آیا اور ایک دفعہ پھر اسے اپنے ساتھ دور تک اڑاتا چلا گیا۔

جب ہوا کا دباؤ ذرا کم ہوا تو ناگ کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ وہ اب سمندر پر نہیں زمین پر اڑ رہا ہے۔ اس نے اپنے بدن کو ڈھیلا چھوڑ دیا اور تیزی کے ساتھ زمین کی طرف گرتا چلا گیا۔ زمین کے قریب پہنچ کر اس نے پر کھول دیئے اور زمین پر ٹیلوں کے درمیان اُتر گیا۔

بارش اب بھی موسلا دھار ہو رہی تھی۔ اس نے جلدی سے ایک پہاڑی ٹیلے کا رُخ کیا۔ جہاں اسے ایک غار نظر آیا۔ اندر اندھیرا تھا۔ ناگ اندر داخل ہو گیا تاکہ بارش سے بچ سکے۔ پھر غار کے اندر جا کر اس نے لوٹ لگائی اور دوبارہ انسان بن گیا۔ اسے خیال تھا کہ اس ویرانے میں اس غار کے اندر کوئی نہ ہوگا۔ لیکن ایک کونے میں چند بدمعاش اسے پرندے سے انسان بنتا دیکھ چکے تھے۔

یہ بدمعاش اس پارٹی کے رکن تھے جو سمندر میں کئی سو

سال پہلے سمندری قزاق بلیک ایگل کا پوشیدہ خزانہ تلاش کرتے پھر رہے تھے جو ایک صدی پہلے سمندر کا بے تاج بادشاہ سمجھا جاتا تھا اور لوگ اسے بلیک ایگل کے نام سے پکارتے تھے اس کے ساتھ نہایت مضبوط اور جنگی جہاز تھے اور اس کے ساتھی سمندر سے گزرنے والے سوداگروں کی دولت اور مال لوٹ لیا کرتے تھے۔ اس دور کی کئی حکومتوں نے اسے تباہ کرنے یا گرفتار کرنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہے۔ اسے سمندر کی ایک ایک انچ جگہ کا پتہ تھا۔ اس نے اپنی دولت ایسے نامعلوم جزیروں میں چھپا رکھی تھی جس کو تلاش کرنا ناممکن تھا۔ پہاڑوں اور چٹانوں والے سمندر کی طرف کوئی جہاز بھی جانے کا خطرہ مول نہیں لیتا تھا۔ اور اگر اس طرف چلا بھی جاتا تو پتھروں اور چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا تو پھر بلیک ایگل کے ساتھیوں کی نذر ہو جاتا۔

ان سمندری پہاڑوں اور چٹانوں کے درمیان راستوں کا صرف بلیک ایگل کو ہی علم تھا۔ جو اپنے گروہ کے ساتھ تقریباً پون صدی موت کا فرشتہ بن کر سمندری جہازوں کو لوٹتا اور قتل و غارتگری کرتا رہا۔ پھر سنا ہے ایک سمندری طوفان میں بلیک ایگل اور اس کے ساتھی مع اپنے جہاز کے غرق ہو گئے۔ پون صدی تک جمع کیا ہوا خزانہ انہیں نامعلوم جزیروں میں کہیں

دفن ہے۔ جس کا راز جاننے کی کوشش میں کئی پارٹیاں روانہ ہوئیں اور اپنی جان گنوا بیٹھیں۔

ہر دور میں چند جیالے اس خزانے کے لالچ میں پارٹیاں بنا کر سمندر کی خاک چھانتے پھرتے رہے۔ لیکن آج تک اس خزانے کا کوئی بھی پتہ نہ چلا سکا۔ جو بلیک ایگل اور اس کے ساتھیوں کی ملکیت تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اب بھی ان کی روحیں جزیرہ میں دفن خزانے کی حفاظت میں منڈلاتی پھرتی ہیں اور خزانہ حاصل کرنے والوں کے جہاز غرق کر دیتی ہیں۔

اس غار میں موجود چار بدمعاش ایسی ہی ایک پارٹی کے افراد تھے۔ جو بلیک ایگل کے خزانے کی تلاش میں نت نئے جزیرے سمندر میں تلاش کرتی پھرتی ہیں۔ ان کے بقایا ساتھی کسی اور غار کی تلاش میں اسی جزیرے پر موجود تھے۔ ان پارٹیوں میں مختلف قسم کے کاموں کے ماہر اور بہادر آدمی اکٹھے کئے جاتے تھے تاکہ بوقتِ ضرورت کام آئیں۔ ان چاروں میں سے ایک ایسا ہی شخص موجود تھا جو کئی سال ہندوستان میں گزار چکا تھا اور وہاں کے قدیم سانپوں کے قصے سن چکا تھا کہ ایک ہزار سال کے بعد سانپ میں یہ قدرت پیدا ہو جاتی ہے جو اپنے آپ کو تبدیل کر سکتا ہے اور ایسا ہی سانپ زمین دوز خزانوں کا پتہ

بتا سکتا ہے ۔ اس نے اپنے تینوں ساتھیوں کو یہ بات سرگوشی
میں بتا دی کہ مجھے یہ آدمی بھی قدیم سانپ لگتا ہے ۔ ہمیں
اس پر کوئی جبر کرنے کی بجائے اس سے دوستی کر کے
فائدہ اٹھانا چاہیئے ۔

جلد ہی ناگ کو بھی اپنے علاوہ کسی اور کی موجودگی کا
احساس ہو گیا تھا اور پھر وہ تو اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا یہ
الگ بات ہے اس وقت اس کا دھیان صرف عنبر اور ماریا کی
طرف تھا ۔

چاروں بدمعاش ناگ کے پاس آ گئے اور اس کی طرف دوستی
کا ہاتھ بڑھایا اور بتایا کہ وہ جبرالٹر جا رہے تھے کہ طوفان آ گیا
اور انہوں نے جلدی سے اپنا چھوٹا سا جہاز اس جزیرے پر اتار
لیا ۔ ہمارے بقایا ساتھی دوسری غاروں میں بارش کی وجہ سے
پناہ لے چکے ہیں ۔

ناگ نے بھی بتایا کہ وہ ایک کشتی پر اپنی بہن اور بھائی کے
ساتھ سفر کر رہا تھا ، طوفان میں کشتی الٹ گئی اور وہ بہتا
ہوا یہاں آ پہنچا ۔ خدا جانے اس کی بہن اور بھائی کہاں ہوں
گے ۔ ان چاروں میں سے ایک نے جا کر اپنے تمام ساتھیوں کو
ناگ کے متعلق بتا دیا اور پھر جب بارش تھمی اور طوفان رک گیا
تو تمام ساتھی ایک جگہ اکٹھے ہوئے جن کی تعداد بیس تھی اور

سب نے ناگ کو سوچی سمجھی سکیم کے تحت خوش آمدید کہا اور
اس سے وعدہ کر یا کہ وہ نہ صرف اسے منزل تک پہنچا دیں
گے ، بلکہ اس کی بہن اور بھائی کو بھی تلاش کرنے میں اس
کی مدد کریں گے ۔

O

دوسری طرف ماریا کو سمندری لہریں اچھالتی پٹختی ہوئی ایک
ایسی جگہ لے گئیں جہاں ایک جہاز طوفان کی وجہ سے لنگر ڈالے
ہچکولے کھا رہا تھا ۔ پھر ایک لہر نے ماریا کو اس جہاز کے
ساتھ جا ٹکرایا ۔ ماریا نے اپنے اوسان خطا نہیں ہونے دیئے
تھے ۔ اس نے جلدی سے جہاز کی سیڑھی کو پکڑ لیا جو خطرے کی
وجہ سے کشتیوں کے پاس جہاز والوں نے اتار رکھی تھی ۔ ماریا
اسی سیڑھی سے چڑھ کر جہاز پر پہنچ گئی ۔ یہاں جہاز کا عملہ
اور مسافر سمندری طوفان سے پریشان نظر آتے تھے ۔ ماریا آرام
سے ایک جگہ بیٹھ کر ناگ اور عنبر کے بارے میں سوچنے لگی
کہ خدا جانے سمندری لہریں انہیں کہاں لے گئی ہوں ۔

یہ ایک سمندری خالص تجارتی جہاز تھا ۔ جس پر تقریباً
سب ہی تاجر لوگ سفر کر رہے تھے اور لاکھوں روپے کا
مال ان کے ہمراہ تھا ۔ جس کی وجہ سے سب پریشان تھے ۔

یہ سب لوگ اپنے اپنے مال کی تجارت کے لئے اندلس جا رہے
تھے جو اس زمانے میں ایک بہت بڑی منڈی تھی۔ جہاز
کا عملہ اور کپتان کافی ہوشیار اور سمجھدار آدمی تھا جو
خود بار بار طوفان کا معائنہ کرتا اور اپنے عملے کو مختلف قسم
کی ہدایات دیتا پھر رہا تھا اور بار بار تاجروں کو تسلی دے رہا
تھا کہ سمندری سفر میں ایسے طوفان آتے ہی رہتے ہیں ہمارا جہاز
کافی مضبوط اور عملہ کافی ہوشیار ہے فکر کی کوئی بات نہیں۔

مالدار آدمی ہمیشہ بزدل ہوتا ہے، اس کا مشاہدہ ماریا نے
پہلی مرتبہ کیا تھا۔ جہاز کے عملے اور کپتان کے بار بار تسلی دینے
پر بھی باتھ روم کی طرف ان تاجروں کی لائن لگی ہوئی تھی۔
ایک آدمی اندر سے باہر آتا اور تھوڑی دیر بعد پھر لائن میں
لگ جاتا۔ دولت انسان کو کتنا بزدل بنا دیتی ہے۔ اس کا ایمان
کمزور ہو جاتا ہے اور وہ خدا سے دعا کی بجائے بار بار عملے
اور کپتان کے پاس جا کر پوچھتے کہ ان کا سامان حفاظت سے
منزل تک پہنچ جائے گا۔

ماریا نے دیکھا دو آدمی آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ایک
کہہ رہا تھا ہاشم خدا پر بھروسہ رکھو مجھے معلوم ہے تمہارا تمام
اثاثہ اس تجارتی سامان پر لگا ہوا ہے۔ دوسرا جس کا نام زاہد
تھا، کہہ رہا تھا۔ خدا مجھے معاف کر دے۔ میں اس سال

زکوٰۃ نہیں دے سکا۔ شاید اسی وجہ سے مصیبت سے
دوچار ہوں۔ ہاشم نے کہا میں نے بھی یہ دولت سودی کاروبار
سے اکٹھی کی ہے اس لئے ڈر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا قہر
نازل نہ ہو جائے۔

زاہد نے کہا میں تمہارے سامنے وعدہ کرتا ہوں اگر خیریت
سے سامانِ تجارت لے کر اندلس پہنچ گیا تو سب سے پہلے
زکوٰۃ ادا کروں گا۔

ہاشم نے کہا میں بھی تمہیں گواہ رکھ کر کہتا ہوں آئندہ
سے سود کا کاروبار ہمیشہ کے لئے چھوڑ دوں گا۔

ماریا ہنستی ہوئی ایک طرف روانہ ہو گئی جہاں ایک کونے میں
میں ایک نہایت صاحبِ حیثیت اور اور خوبصورت عورت کھڑی
دعا مانگ رہی تھی کہ پروردگار میں نے تمام عمر اپنے جسم کی
نمائش کر کے دولت حاصل کی ہے جس سے میرا خاوند تجارت کر رہا
ہے۔ مجھے میرے گناہوں کی معافی دے۔ شاید میرے ہی گناہوں
کی بدولت یہ سارا جہاز مصیبت میں مبتلا ہے۔ میں نے ہزاروں
گھرانے اجاڑے ہیں۔ صرف ایک دفعہ مجھے معاف کر دے۔ اپنی آئندہ
زندگی نیکی اور شرافت میں گزار دوں گی۔ ماریا اور آگے بڑھ گئی
جہاں ایک سفید ریش اور ماتھے پہ نماز کی وجہ سے محراب پڑے
ہوئے ہاتھ میں تسبیح لئے ایک بزرگ کھڑے تھے اور اپنے گناہوں

کا اعتراف کر رہے تھے۔ یا باری تعالیٰ میرے پاس تمام دولت ایک بیوہ اور اس کے یتیم بچوں کی ہے۔ جسے میں نے عیاری سے حاصل کیا۔ میں صاحب حیثیت تھا۔ اس لئے اس بیوہ اور اس کے یتیم بچوں کی فریاد کسی نے نہ سُنی اور میں ان کی دولت ہضم کر گیا۔ تیرے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کر رہا ہوں اور طالبِ معافی ہوں۔

ماریا کو بہت ہنسی آئی کہ اس جہاز پر تو تمام گنہگار ہی اکٹھے ہوگئے ہیں۔ اس کا خدا ہی حافظ ہے۔ لیکن پروردگار بڑا غفور الرحیم ہے، اپنے بندوں کی دعا سن لیتا ہے اور ان کے گناہوں پر در گذر کرتا ہے۔ طوفان رک گیا اور کپتان کے حکم سے لنگر اٹھا لیا گیا اور بادبان کھول دیئے گئے۔ اور جہاز اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا۔

آگ کا غسل اور خونی لومڑی

عنبر کو ہوش آیا تو سورج پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا اور وہ سمندر کے کنارے ریت پر پڑا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک بوڑھی عورت اسے ہوش میں لانے کے لئے منہ پر پانی کے چھینٹے مار رہی تھی۔ عنبر بڑھیا کو دیکھ کر فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا۔

بڑھیا نے کہا خدا کا شکر ہے بیٹا تجھے ہوش آ گیا۔ یہ سمندر بڑی ہی خوفناک چیز ہے۔ بیٹا اس سے دور ہی رہنا چاہیئے۔ یہ اپنے پیٹ میں بڑی بڑی چیزوں کو نگل کر ہضم کر جاتا ہے۔ اسے ایک ماں کے آنسو بھی نہیں پسیج سکتے۔ یہ ماں کی ممتا کو بھی محسوس نہیں کر سکتا۔ جس سے خدا کا عرش تو ہل جاتا ہے لیکن یہ بے رحم سمندر ایک بیکس ماں کی فریاد سن کر بھی اپنی نگلی ہوئی چیز کو نہیں اگل دیتا یہ بڑا بے رحم ہے بیٹا۔ یہ بڑا ہی ظالم ہے۔ بڑھیا رو رہی تھی اور عنبر کا دل

اس بڑھیا کے آنسوؤں سے دکھی ہو رہا تھا ۔

آخر عنبر نے تسلی دیتے ہوئے کہا ۔ رو نہ ماں اپنا دکھ مجھے بتا دے ۔

بڑھیا نے اور روتے ہوئے کہا تم دکھ جان کر کیا کرو گے وہ ظالم ایک ماں کے کلیجے کو سینے سے نوچ کے لے گئے ہیں ۔ اسی بے رحم سمندر سے آئے تھے اور اسی میں سما گئے ہیں ۔

عنبر نے کہا بڑی اماں وہ کون تھے ۔

بڑھیا نے کہا بیٹا اس سمندر میں کوئی جزیرہ ہے جہاں پر وہ لوگ رہتے ہیں ۔ وہ لوگ بیگار لینے کے لئے آتے ہیں اور زبردستی یہاں سے آدمیوں کو پکڑ کر لے جاتے ہیں ۔ سنا ہے وہاں وہ لوگ کوئی عمارت بنا رہے ہیں ۔ میں روز سمندر کے کنارے اپنے بیٹے کے انتظار میں آتی ہوں اور شام کو نا امید ہو کر لوٹ جاتی ہوں ۔ میرا کوئی نہیں جو میرے جگر کے ٹکڑے کو واپس لے آئے ۔

عنبر نے کہا آنسو پونچھ لو ماں ۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے بیٹے کو ضرور لاؤں گا ۔ مجھے بتاؤ تمہارے بیٹے کا کیا نام ہے ۔

بڑھیا نے کہا میرے پاس تجھے دینے کو کچھ بھی نہیں سوائے دعاؤں کے ۔ میں ایک غریب بڑھیا ہوں ۔ خاوند کی موت کے بعد بیٹے کے سہارے زندگی بسر کر رہی تھی مگر خاوند خدا نے چھین لیا

اور بیٹا ظالم انسانوں نے ۔ بتاؤ میں کس کے آگے جا کر فریاد کروں ۔ آ بیٹا میرے ساتھ یہاں قریب ہی بستی میں میری جھونپڑی ہے ۔ رات کو میرے پاس مہمان رہ ۔ میں تجھے سب کچھ بتاؤں گی ۔ آ میرے ساتھ ۔

عنبر بڑھیا کے ساتھ چلا گیا ۔

○

ناگ ان تمام بدمعاشوں کے درمیان بیٹھا تھا اور وہ لوگ اس کی بڑی خاطر مدارات میں لگے ہوئے تھے ۔ آخر ایک آدمی نے جو اس پارٹی کا سربراہ تھا ، یہ بات چھیڑ دی اور ناگ سے کہا دوست ہم نے چند بہادر آدمیوں کی ایک جماعت بنائی ہے اور گھر سے بلیک ایگل کے خزانے کی تلاش میں نکلے ہیں ۔ ہم سب برابر کے حصے دار ہیں اس خزانے میں ۔ ہم چاہتے ہیں تم بھی ہماری پارٹی میں شامل ہو جاؤ ۔ ہم سب نے مل کر اس سفر کے اخراجات اٹھائے ہیں ۔ ہم تم سے کوئی رقم نہیں لیں گے ۔ صرف تم ہمارے ساتھ رہو اور خزانے کی تلاش میں ہمارا ساتھ دو ۔ تم ہمارے برابر کے حصہ دار ہو گے ۔

ناگ نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا یہ خزانوں کی تلاش اور دولت کا لالچ کوئی اچھی چیز نہیں ہوتی ۔ دولت انسان کو بے رحم ، ظالم

مکار اور خود غرض بنا دیتی ہے ۔ میرے بھائی میں تمہیں نصیحت کروں گا اس خیال سے باز آجاؤ ۔ اپنی زندگیوں پر رحم کھاؤ اپنا مال اور دولت ان فضول باتوں پر مت خرچ کرو ۔

سربراہ نے کہا ہم سینکڑوں روپے خرچ کر چکے ہیں ۔ ہمیں نصیحت کی نہیں مدد کی ضرورت ہے ۔ ہم میں سے ہر آدمی کسی نہ کسی کام کا ماہر ہے اور ہماری نظر نے تمہارے اندر موجود جوہر بھی دیکھ لئے ہیں ۔ ہم نے تمہاری شخصیت کو پہچان لیا ہے دوست ہمارے ساتھ تعاون کرو ۔

ناگ نے کہا بھائی میں تو ایک سادہ لوح انسان ہوں ۔ میرے اندر کوئی جوہر نہیں اور نہ ہی مجھے دولت کی ہوس ہے ۔ میں تو اپنے بھائی اور بہن کی تلاش میں ہوں تمہیں اگر میری نصیحت بری لگی ہو تو معاف کرنا ۔ میں اس سلسلے میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا ۔

ایک ذرا جذباتی قسم کے ساتھی نے کہا معلوم ہوتا ہے سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلے گا ۔ لیکن سربراہ نے فوراً ڈانٹ دیا ۔ رابرٹ اپنے جذبات پر قابو رکھو ۔ ہم اتفاق کی ہی بدولت کامیابی حاصل کرسکتے ہیں ۔ نا اتفاقی ناکامی کا پیش خیمہ ہوتی ہے ۔ یہ ہمارے بھائی ہیں ۔ ہمارے کام آئیں یا نہ آئیں ہم ان کے ساتھ ضرور تعاون کریں گے اور ان کے بھائی اور بہن کی تلاش میں ان کا ساتھ دینگے ۔

رابرٹ نے سربراہ کی آنکھ کا اشارہ سمجھ لیا تھا ۔ اس نے ناگ سے معافی مانگ لی اور دوستی کا ہاتھ ناگ کی طرف بڑھا دیا ۔

ناگ نے بڑی فراخدلی سے اسے معاف کر دیا اور اٹھ کر سمندر کی طرف چلا گیا ۔

ناگ کے جانے کے بعد سربراہ نے تمام ساتھیوں سے کہا زبردستی اور جبر سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوسکتا ۔ یہ آدمی جو دراصل ایک سانپ ہے ہمیں خزانے کے دروازے تک لے جا سکتا ہے اس سے مہربانی اور محبت کا سلوک کرو ۔ اس سے تو پتھر بھی موم ہو جاتا ہے ۔

O

خونی لومڑی آگ کا غسل کرکے باہر نکلی ۔ یہ سالانہ غسل ہی اس کے حسن اور صحت کو سالہا سال سے برقرار رکھے ہوئے تھا یہ نسخہ اسے ایک کالے علم والے جادوگر نے بتایا تھا جس کی دن رات اس نے خدمت کی تھی ۔ خونی لومڑی جب نوزائیدہ بچہ تھی تو اس کی ماں اسے کسی مندر کی سیڑھیوں میں روتا چھوڑ کر رات کی تاریکی میں غائب ہوگئی تھی ۔ وہ ایک غریب عورت تھی جس کا خاوند تپ دق میں مبتلا ہو کر اس وقت تک زندہ رہا

جب تک گھر میں کوئی بھی قیمتی سامان موجود رہا۔ بیوی ایک
ایک سامان بیچتی رہی اور اپنی وفاداری کا ثبوت دے کر اپنے
خاوند کا علاج کرتی رہی۔ جب سارا سامان ختم ہو گیا اور وہ بھی
ہو گئی تو تمام رشتہ داروں نے منہ موڑ لیا۔ اسی دوران میں
ایک بچی پیدا ہوا جس کے گلے میں شہد ٹپکانے کے لئے بھی گھر
میں کوئی پیسہ موجود نہ تھا۔ دو تین مہینے خود فاقے کاٹ کر ماں
اپنی بچی کو سینے سے لگائے پھرتی رہی۔ بھیک کے نام پر بھی
اسے حرص و ہوس کے علاوہ کچھ نہ ملا۔

آخر مجبور ہو کر اس غریب اور بے سہارا عورت نے بچی کو
مندر کی سیڑھیوں میں رکھ دیا اور خود جا کر رات کی تاریکی میں
خودکشی کر لی۔

اس مندر میں ایک سادھو جاپ کر رہا تھا۔ جب وہ جاپ
سے فارغ ہوا اسے بچے کے رونے کی آواز سنائی دی وہ آواز
کی سمت بڑھا۔ سیڑھیوں میں بچی بوسیدہ کپڑوں میں لپٹی رو رہی
تھی اور پاس ہی ایک کاغذ پڑا تھا جس میں لکھا تھا۔ میں بھگوان کو
اس کی امانت لوٹا کر آتما ہتھیا کر رہی ہوں۔ سادھو نے اس بچی کو
اٹھا لیا اور سونے کے چند سکوں کے عوض ایک غریب بڑھیا کے پاس
بچی کو امانت کے طور پر رکھ دیا۔

سادھو دنیا کے کسی تختے پر بھی ہوتا اس بچی کا خرچ بڑھیا

کو بھجوا دیتا اور آخر بچی پانچ سال کی ہو گئی۔ سادھو اس شہر
میں لوٹ کر آیا اور بڑھیا کو انعام و اکرام دے کر بچی کو اپنے
ساتھ لے گیا اور اس کی پرورش کرتا رہا۔ دراصل وہ اس بچی
پر اپنے آپ کو امر کر لینے کا تجربہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن جب
تجربہ کامیاب ہو گیا تو قدرت نے اسے مہلت نہ دی اور وہ اس
لڑکی کو تنہا چھوڑ کر چل بسا۔ موت اسے سانپ بن کر چھل گئی۔
ہزاروں مرضوں کا علاج کرنے والا اپنی موت کا علاج نہ کر سکا۔
زمانے کی محرومیوں اور ناکامیوں نے اس لڑکی کے اندر ایسا زہر
بھر دیا کہ وہ ان کا بدلہ لینے کے لئے ظالم اور سفاک بن گئی۔
اور آہستہ آہستہ اپنا گروہ بنا کر اپنی روح کی تسکین کے لئے اس
نے لوٹ مار اور قتل و غارت گری کو اپنا پیشہ بنا لیا۔ سادھو کے
بتائے ہوئے جڑی بوٹیوں کے مرکب کو جسم پر مل کر وہ ہر سال
آگ میں غسل کرتی ہے۔ جب سے اس کی عمر اپنی جگہ ٹھہر گئی
تھی اور وہ کئی سال سے زندہ تھی۔ اس ظلم و ستم کی وجہ سے
لوگوں میں خونی بوڑھی کے نام سے مشہور ہو گئی۔

وہ جب باہر آئی تو اس کے ساتھی تمام اکٹھی کی ہوئی
لڑکیوں کو لے کر سامنے کھڑے تھے جن کو جہاز میں لے جا کر
دوسرے شہروں کی منڈیوں میں فروخت کر دیا جاتا تھا۔ خونی بوڑھی
نے ایک ایک لڑکی کو دیکھا اور خیالوں ہی خیالوں میں ان کی

قیمتوں کا اندازہ لگاتی ہوئی اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹ آئی ۔

ان مظلوم لڑکیوں میں الزبتھ بھی تھی جو حاکم بیتہ کے گھر شہزادی بن کر جنم لینے کے باوجود لونڈی بن کر بکنے کے لئے با[زار] میں جا رہی تھی ۔

پھر ظالم اور سفاک بھیڑیئے ان لڑکیوں کو بھیڑوں کی طرح ہانکتے ہوئے سمندر پر کھڑے جہاز کی طرف لے گئے اور جہاز کو سمندر کے گہرے پانیوں کی طرف دھکیل دیا گیا ۔

الزبتھ کو ماریا عنبر اور ناگ بہت یاد آ رہے تھے اور وہ ہر وقت دعا کرتی رہتی تھی کہ خداوند ان کو ایک دفعہ پھر میری مدد کے لئے بھیج دے ۔

○

ماریا جس جہاز پر سوار تھی وہ سمندر کے سینے پر سفر کر رہا تھا ۔ ہر آدمی اپنی جگہ پر خوش تھا کہ طوفان سے نہ صرف ان کی زندگیاں بلکہ مال بھی بچ گیا تھا ۔

ماریا لوگوں میں گھوم پھر کر تماشا دیکھ رہی تھی ۔ ایک طرف اسے ہاشم اور زاہد نظر آئے وہ ان کے قریب سے گذری تو ان کی باتیں سننے کے لئے رک گئی ۔ زاہد کہہ رہا تھا ہاشم بھائی آپ کی نظر میں محبوب کیسا آدمی ہے ۔

ہاشم نے کہا کیوں خیریت تو ہے ۔

زاہد نے کہا اپنے کاروبار کے لئے کچھ روپیہ سود پر مانگ رہا ہے ۔ آپ کا کیا خیال ہے ۔

ہاشم نے کہا ۔ یار آدمی تو ٹھیک ہی ہے ۔ دے دو ۔ تمہارے پاس پڑا ہوا روپیہ کونسے بچے دے رہا ہے ۔ سوداگر مناسب ہے تو پھر ٹھیک ہے ۔

ماریا نے سوچا ۔ طوفان میں یہ آدمی سودی کاروبار سے توبہ کر رہا تھا ۔ طوفان ختم گیا ہے تو پھر وہی الجھن ہیں ۔ یہ انسان بھی کتنا ناشکرا ہے ۔

اتنے میں ہاشم کے پاس ایک غریب قسم کا آدمی آ گیا اور کہنے لگا ۔ ہاشم صاحب ! آپ نے کہا تھا میں زکواۃ کا روپیہ آپ سے لے جاؤں ۔ اگر آج عنایت کر دیں تو مہربانی ہوگی ۔ کیونکہ میری منزل تو قریب آ گئی ہے ۔

ہاشم نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا میاں ! میں نے تو یہ وعدہ طوفان کے دوران کیا تھا ۔ طوفان گذر گیا ۔ رات گئی ، بات گئی جو زکواۃ کی رقم میں تمہیں دوں گا اسے کاروبار میں لگا کر دوگنا نہ کروں گا ۔

ماریا کو ان دونوں سے نفرت ہو گئی ۔ یہ تو جانور کہلانے کے بھی مستحق نہیں ۔

اسی طرح ماریا نے گذرتے ہوئے ان بزرگ کو بھی دیکھا جو اپنے ساتھیوں میں ڈینگیں مار رہے تھے اور کہہ رہے تھے ۔ میاں دولت آپ چل کر تو کسی کے پاس نہیں آتی اس کے لئے جدو جہد کرنی پڑتی ہے ۔ اب مجھے ہی لے لو ۔ سب کہتے ہیں میں نے بیوہ اور یتیم بچوں کا مال ہتھیا لیا ہے ۔ کہتے رہیں ۔ آخر اس کام کے لئے بھی تو مجھے محنت کرنی پڑی ۔ پرایا مال ہضم کرنا کونسا آسان کام ہوتا ہے ۔ کئی دن تھانوں اور عدالتوں کے چکر کھانے پڑے ۔ اگر میں یہ سب کچھ نہ کرتا اور رحم کھا کر یہ مال بیوہ اور یتیموں کو لوٹا دیتا تو آج دولت مند کی بجائے فقیر ہوتا ۔

ماریا کو بہت دکھ ہوا اور اس نے سوچا کہ ایک دن خدا ان ذلیل بندوں کو ضرور سزا دے گا ۔

بعض وقت خدا منہ سے نکلی ہوئی بات سن لیتا ہے اور فوراً پوری کر دیتا ہے ۔ ادھر یہ جہاز سمندر میں جا رہا تھا ، دوسری سمت سے خونی لومڑی کے تمام ساتھی اپنے جہاز میں لڑکیوں سمیت ایک سمت سے آکر اس کے سامنے آ نکلے تھے ۔ جہاز کے کپتان نے جو خونی لومڑی کا جہاز دیکھا تو اس کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی ۔ سفید جھنڈے پر سرخ لومڑی سمندر میں موت کا نشان سمجھی جاتی تھی ۔ ایک دفعہ پھر جہاز میں افراتفری پڑ گئی ۔ جو بیوپاری ابھی ابھی چہک رہے تھے ۔ ایک دفعہ پھر خدا سے

دعائیں کرنے لگے کہ ان کی مدد کرے ۔

ماریا بہت خوش تھی اور دن ہی دل میں کہہ رہی تھی انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ ان نافرمان بندوں کو بھکاری بنا دیا جائے ۔ یہ ناشکرے کسی رعایت کے مستحق نہیں ۔

کپتان اور عملے کے لوگ پریشانی میں ہر ایک سے کہہ رہے تھے دعا کریں خدا ہمیں اس بلا سے محفوظ رکھے ۔ دوسری طرف خونی لومڑی کے ساتھیوں نے بھی اس جہاز کو دیکھ لیا اور وہ بہت خوش ہوئے کہ کافی دنوں کے بعد ایک عمدہ قسم کا شکار ہاتھ آیا ہے ۔ انہوں نے تیزی سے اپنے جہاز کا رُخ تجارتی جہاز کی طرف موڑ دیا اور اپنا جہاز اس تجارتی جہاز کے ساتھ لاکر کھڑا کر دیا ۔ پھر جہاز کے کپتان کے پاس یہ پیغام بھیج دیا کہ اپنا تمام سامان اور مسافروں کے پاس محفوظ سرمایا ہمیں دے دو اور اپنی جانیں اور اپنا جہاز بچا کر لے جاؤ ۔ حکم عدولی کی صورت میں ہم سامان بھی لوٹ لیں گے ۔ اثاثہ بھی چھین لیں گے اور قتل و غارتگری کر کے جہاز کو بھی جلا ڈالیں گے ۔

جہاز کے کپتان نے تمام مسافروں کو مشورے کے لئے طلب کر لیا اور ان سے کہا اپنی جانیں ان ڈاکوؤں سے بچا لو ورنہ مال بھی جائے گا اور جانیں بھی مفت میں جائیں گی ۔ لیکن لالچی لوگ اس بات کے لئے تیار نہ ہوئے ۔

بالآخر ڈاکوؤں نے اس جہاز پر ہلا بول دیا۔ ماریا نے جب قتل و غارت گری کا منظر دیکھا تو آرام سے یہ جہاز چھوڑ کر ڈاکوؤں کے جہاز پر چلی گئی۔

ڈاکوؤں نے ایک ایک آدمی کی تلاشی لے کر مال برآمد کر لیا۔ پھر سارا سامان اپنے جہاز پر منتقل کر لیا اور تمام مسافروں کو ہلاک کر دیا۔

صرف کپتان اور عملے نے ان کے سامنے ہاتھ نہ اٹھائے تھے اس وجہ سے ان کی جاں بخشی ہو گئی اور ان کا جہاز جلنے سے بچ گیا۔ اور یوں نافرمان بندے اپنے انجام کو پہنچے۔

ماریا ڈاکوؤں کے جہاز کے ایک کونے میں بیٹھی سوچ رہی تھی نہ جانے ان ظالموں نے الزبتھ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہوگا۔ اسے کیا خبر تھی الزبتھ اپنی اور کئی بدنصیب ساتھی لڑکیوں کے ساتھ جہاز کے تہ خانے میں بند اپنی قسمت پہ آنسو بہا رہی ہے۔

قسمت کی ستم ظریفی دیکھئے۔ دونوں ایک ہی جہاز پر سفر کرتی جا رہی تھیں۔ لیکن دونوں کو ایک دوسرے کا کوئی علم نہ تھا۔

ماریا اسی لئے اس جہاز پہ آ گئی تھی کہ دونوں بھائی تو کھو ہی گئے ہیں۔ وہ تو خیر مل ہی جائیں گے۔ لیکن الزبتھ کھو

ی تو پھر اس کا ملنا محال تھا۔ کیونکہ یہ تینوں بھائی بہن ی ہزار سالوں سے ملتے اور بچھڑتے آ رہے تھے۔ ان تینوں الزبتھ کے لئے کئی حادثوں سے دو چار ہونا پڑا تھا اور زندگی شاید یہ پہلی مہم تھی جس میں انہیں کامیاب ہو کر بھی ناکامی دو چار ہونا پڑا تھا۔

جہاز سمندر کی لہروں میں جھومتا ہوا چلا جا رہا تھا اور ماریا وچوں کے تانے بانے سلجھانے میں کھوئی ہوئی تھی۔

سونے کا جزیرہ

رات عنبر نے بڑھیا کے جھونپڑے میں بسر کی
اس نے اپنے ہاتھوں سے بڑھیا کو کھانا کھلایا تسلی دی کہ وہ
اس کے بیٹے کو واپس لائے گا۔ لڑکے کا نام فیڈرک تھا اور
وہی اس بڑھیا کا واحد سہارا تھا۔ افریقہ کے کسی جزیرے
پر حبشی بدمعاشوں نے اپنا اڈا بنا رکھا تھا وہ وہاں کیا
کر رہے تھے کسی کو معلوم نہیں ان کے گرگے مختلف شہروں
میں گھومتے رہتے اور نوجوان لڑکوں کو سونے کی لالچ دے
کر اپنے ہمراہ لے جاتے وہ انہیں بتاتے تھے جزیرے کی
ریت میں سونا ملا ہوا ہے ہم ریت سے سونا نکالتے ہیں جو کوئی
نوجوان بھی ہمارے ساتھ شامل ہوگا وہ سونے میں ہمارا حصہ دار
بن جائے گا۔

نوجوان اور غریب لڑکے ان کی باتوں میں آکر امیر اور
دولت مند بننے کے خواب دیکھتے ہوئے ان کے ساتھ چلے
جاتے۔ اس جزیرے کے چاروں طرف سمندر تھا اور کشتی
صرف ان حبشیوں کے پاس تھی جس کے بغیر وہاں سے لوٹ

جانا موت کو دعوت دینے کے برابر تھا۔ کشتی پہ ہر وقت
دو بدمعاش پہرہ لگا کر رکھتے تھے پھر جو لڑکے ان کے جال
میں پھنس کر ان کے ساتھ آجاتے یہ لوگ ان سے بیگار لینا
شروع کر دیتے۔ جزیرے کی زمین ریتلی اور ساتھ ساتھ
پتھریلی بھی تھی۔ جہاں ریت کے میدان میں تھوڑے تھوڑے
فاصلے پر پہاڑی ٹیلے بھی موجود تھے۔

حبشیوں کے سردار کے پاس کوئی پرانا نقشہ تھا جس کی مدد
سے وہ اس زمین میں سونے کی کان تلاش کرتے پھر رہے تھے۔
کھدائی کے لئے انہیں مزدوروں کی ضرورت تھی اور ان کے گرگے
سونے کا لالچ دے کر نوجوانوں کو ان کے ساتھ روانہ کر دیتے
جو پھر واپس نہ آسکتے اور غلام بن کر ان حبشیوں کے کہنے پر
کھدائی شروع کر دیتے۔ ان میں سے اگر کوئی بیمار ہو جاتا یا ناکارہ
ہو جاتا تو یہ بدمعاش اسے قتل کر دیتے۔ کھانے کے لئے بھی انہیں
بہت ناقص اور کم خوراک دی جاتی اور بیس بیس گھنٹے ان غریبوں
سے کھدائی کروائی جاتی رات کو ایک لمبی لوہے کی زنجیر کے ساتھ
سب کو باندھ دیا جاتا۔ ان غریبوں کا اوڑھنا اور بچھونا صرف اور
صرف یہاں کی ریت ہی تھی۔ یہاں کی نمکین اور نم آلودہ
ہوا نے ان کے جسموں کا رنگ سیاہ کر دیا تھا۔

عنبر نے بڑھیا کو دلاسے دے کر کھلا پلا کر سلا دیا اور

خود بڑھیا کے سونے کے بعد باہر شہر کی سیر کو نکل گیا اس کا خیال تھا اگر اس شہر میں ماریا یا ناگ ہوں گے تو شاید ان سے ملاقات ہو جائے۔ یا ان کا پتہ ہی کوئی چل جائے۔ کیونکہ بڑھیا تو جاگتے میں بھی اپنے بیٹے کے ہی سپنے دیکھتی تھی اسی کو دنیا کی کوئی ہوش نہ تھی لہذا اس سے تو کچھ معلوم ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ عنبر سڑکوں بازاروں میں مارا مارا پھرتا رہا لیکن ناگ اور ماریا کے متعلق اسے کچھ بھی علم نہ ہو سکا۔ آخر مایوس ہو کر واپس بڑھیا کی جھونپڑی میں آگیا۔ یہاں آکر اس نے دیکھا بڑھیا اپنے بیٹے کی یاد میں سینہ کوبی کر رہی ہے اور بین کر رہی ہے بڑھیا کی فریاد نے عنبر کے دل کو ہلا کر رکھ دیا اور عنبر نے فیصلہ کیا اسے جلدی ہی بڑھیا کے بیٹے کی تلاش میں جانا چاہیے اگر دیر ہوگئی تو بڑھیا مر جائے گی۔

عنبر نے اسے اپنے سینے سے لگا کر کہا ماں مجھ پر بھروسہ کرو میں صبح ہی یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا اور جلدی ہی تمہارے بیٹے فیڈرک کو واپس لاؤں گا لیکن خدا کے لئے اس وقت تک زندہ رہنا ایسا نہ ہو تمہارا بیٹا واپس آئے تو تم آخرت کے سفر پر جا چکی ہو۔ صبح ہوتے ہی عنبر نے بڑھیا سے اجازت مانگی اور بڑھیا نے ہزاروں دعاؤں کے ساتھ اسے رخصت کیا۔

عنبر جھونپڑی سے نکل کر ساحل سمندر کی طرف جائے جم، جائے ایک بازار سے گزر رہا تھا کہ اسے تندرست اور توانا نوجوان دیکھ کر حبشی بدمعاشوں کے ایک گرگے نے گھیر لیا اور پوچھا بھائی معلوم ہوتا ہے تم اس شہر میں اجنبی ہو۔

عنبر نے کہا ہاں میں تلاشِ روزگار میں یہاں آیا ہوں عنبر نے اس کی شکل ہی سے اندازہ لگا لیا تھا کہ عیار اور مکار آدمی ہے۔

تب اس آدمی نے کہا میں چاہوں تو دنوں میں تمہیں دنیا کا امیر ترین آدمی بنا دوں

عنبر نے ہنستے ہوئے کہا کیوں کیا تم کوئی کیمیا گر ہو۔ (کیمیا گر سونا بنانے والے کو کہتے ہیں) گرگے نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کے لئے کہا اور عنبر کو ساتھ لے کر عنبر سے کہنے لگا

تم کافی سمجھدار آدمی ہو بات سونا بنانے کی ہی ہے۔ یہاں سے تھوڑی دور ایک جزیرہ ہے جہاں زمین کے اندر سونے کی کانیں ہیں اور ہم وہاں سے زمین کھود کر سونا نکال رہے ہیں ہمیں تم جیسے تندرست اور توانا ساتھیوں کی ضرورت ہے ہم صرف ایسے با اعتماد آدمیوں کو اپنے ساتھ شامل کر رہے ہیں جو اس بات کو راز بھی رکھیں اور کسی کو کچھ بھی بتائے بغیر

خود [illegible] اس جزیرے پر چلے چلیں۔ ہم لالچی لوگ نہیں ہمارا یہ اصول ہے محنت مزدوری کر کے جب سونے کی کان نکالنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو اس تمام سونے میں محنت کش ساتھیوں کا برابر کا حصہ ہوگا۔ اس سلسلہ میں جو بھی خرچ ہو گا وہ ہم اپنے پاس سے کریں گے اس کا بوجھ ہمارے ساتھیوں کی جیبوں پر نہ ہوگا۔ اب اگر تم ہمارا ساتھ دینا چاہو تو تھوڑی ہی دیر میں ہماری کشتی اپنے ساتھیوں کو لے کر جزیرے پر جا رہی ہے میں تمہیں ان کے ساتھ ہی روانہ کر دوں گا۔

عنبر تو خود یہی چاہتا تھا۔ اس نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ اس گرگے کے ہاتھ پر بوسہ دیتے ہوئے کہا میں تمہارا یہ احسان عمر بھر نہیں بھولوں گا

گرگے نے عیاری سے کہا۔ میاں ہمارے دل میں تو خوفِ خدا ہے۔ کسی کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی ہم تو مل بانٹ کر کھانے کے قائل نہیں۔

عنبر نے پھر کہا آپ فرشتہ ہیں بھلا ایسے دور میں آپ جیسے آدمی کہاں ملتے ہیں جو مخلص اور ہمدرد ہوں۔

گرگے نے کہا تو بس جلدی سے چائے پی لو اور میرے ساتھ چلو۔

عنبر نے دو تین بڑے بڑے گھونٹ لے کر آدھی چائے کپ میں ہی چھوڑ دی اور اس گرگے کے ساتھ ساحل کی طرف روانہ ہوگیا جہاں پر ایک بڑی کشتی کھڑی تھی اور اس میں کچھ نوجوان موجود تھے۔ گرگے نے ایک آدمی کو جو اس کشتی کا انچارج تھا سے عنبر کا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

لُوبو یہ ہمارے نئے ساتھی ہیں اور اس کام میں ہمارے برابر کے حصہ دار ہیں۔ لُوبو نے بڑی مکاری سے عنبر کیساتھ ہاتھ ملایا اور عنبر سمجھ گیا۔ بلاشبہ یہ دنیا کا بہت بڑا مکار اور بدمعاش آدمی ہے اس کے خدوخال ہی اس کے کردار کی چغلی کھا رہے تھے اس نے عنبر کو کشتی میں بیٹھایا اور کشتی کو سمندر کی لہروں کے سپرد کر دیا۔

سفر کے دوران لوبو کا سلوک تمام آدمیوں سے بہت ہی اچھا تھا وہ مسکرا مسکرا کر سب سے باتیں کرتا رہا۔ اور کھانے کے لئے بھی اس نے بڑا ہی اچھا کھانا ساتھیوں میں تقسیم کیا۔ کشتی کے تمام مسافر بہت خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد کے لئے فرشتہ بھیج دیا ہے اور وہ سونے کے تصور میں بڑی بڑی خوابیں دیکھ رہے تھے صرف عنبر ہی ایک ایسا آدمی تھا جسے معلوم تھا کہ یہ وقتی برتاؤ ہے جزیرے پر پہنچ کر ان کے جسموں سے کھالیں بھی کھینچ لی جائیں گی۔

یہ سفر ہنسی خوشی کٹتا رہا اور پھر انہیں دور سے اپنی منزل
نظر آنے لگی سمندر میں زمین کو دیکھ کر لوبو نے سب سے
کہا ہماری جنت آگئی ہے۔ سب تیار ہو جاؤ۔ پھر آہستہ آہستہ
ان کی کشتی ایک ویران جزیرے پر پہنچ گئی۔ سب ساتھی
اتر کر زمین پر پہنچ گئے۔ یہاں چار حبشی پہلے ہی سے موجود
تھے اور انہوں نے کشتی کو کنارے پر گاڑھے ہوئے ایک کھونٹے
سے باندھ دیا اور یہی چاروں اس کشتی کی دن رات حفاظت
پر مامور تھے۔ لوبو ان تمام ساتھیوں کو لے کر جو تقریباً پچیس
تھے لے کر جزیرے کے ایک طرف روانہ ہوگیا۔

کئی ٹیلے پار کرنے کے بعد انہیں ایک بڑا سا جھونپڑا نظر
آیا جہاں چار حبشی تلواریں لئے پہرہ دے رہے تھے۔ جو
شکل ہی سے بھیڑیے معلوم ہوتے تھے۔ لوبو ان سب کو لے
کر جھونپڑے میں داخل ہوا جہاں ان کا سردار جیری ہوم ایک
بل ڈاگ کی شکل کا شیطان بیٹھا ہوا پھل کھا رہا تھا۔ لوبو نے کہا
سردار یہ نئے پچیس ساتھی آگئے ہیں۔ جیری ہوم نے
اس طرح ایک ایک کا جائزہ لیا۔ جیسے کوئی قصائی بکرا خریدتے
وقت اس کے گوشت کا اندازہ کرتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں
شیطانی چمک صاف نظر آرہی تھی چہرے پر لومڑیوں والی
عیاری موجود تھی اس نے سفاکانہ لہجہ اختیار کرتے ہوئے کہا

لوبو جا کر انہیں کام پر لگا دو وقت کا ایک ایک لمحہ
قیمتی ہے۔ پھر اس نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا
سنو تمہارے ہاتھ ایک پل کے لئے بھی رک گئے تو ہنٹر
کی ضرب تمہیں دوبارہ مصروف کر دے گی۔ تمہیں اب تمام عمر
یہاں گزارنی ہے اور یہیں پر تمہاری قبریں بنے گیں۔ باہر
کی دنیا سے تمہارا تعلق ختم ہوگیا ہے۔ واپس جانے کے
لئے کشتی کی ضرورت ہوگی جو تمہیں نہیں مل سکتی۔ باہر کی
کوئی امداد تم تک نہیں پہنچ سکتی کیونکہ یہ جزیرہ عام راستے سے
کافی دور ہے۔

عنبر نے کہا سردار ہمیں تو یہ کہہ کر یہاں لایا گیا ہے کہ ہم
تمہارے ساتھ اس سونے میں برابر کے شریک ہیں لیکن
رویے نے ظاہر کر دیا ہے کہ ہم یہاں قیدی بنا کر لائے
گئے ہیں۔

جیری نے ایک بلند قہقہہ لگایا اور کہا بیوقوف ہم تمہارے
عوض ان گرگوں کو معاوضہ ادا کرتے ہیں جو تم لوگوں کو سبز باغ
دکھا کر اور سونے کی لالچ دے کر ہمارے حوالے کرتے ہیں۔
میں تم لوگوں کو صاف صاف بتا دوں تم لوگوں کی حیثیت صرف
زر خرید غلاموں کی طرح ہے۔ یہاں دن رات تم لوگوں کو
کام کرنا ہوگا۔ اور کام کرتے کرتے ہی تم مر جاؤ گے۔ یہاں

بغاوت کی سزا موت ہے۔ میرے شکاری کتے روز انسانی گوشت
کے انتظار میں رہتے ہیں تم لوگوں کے کپڑوں کی بو ان کو
سونگھا دی جائے گی اور تمہارے یہ کپڑے اپنے پاس ہم محفوظ
رکھیں گے۔ بھاگ جانے کی کوشش کرنے والوں کے ہم
پیچھے نہیں جاتے ان کا پیچھا ہمارے کتے ہی کرتے ہیں جو
رات کے وقت کھول دیئے جاتے ہیں۔ جب میں
اور میرے ساتھی سوجاتے ہیں تو یہ کتے جاگ کر پہرہ دیتے ہیں
کتوں کی خوراک بننے والے مزدوروں کی جگہ دوسرے لوگ آکر
کمی پوری کرتے رہتے ہیں۔ لوبو انہیں لے جاؤ اور ان کو مزدوروں
والی وردی پہنا کر ان کے کپڑے اپنے قبضے میں کر لو۔

تمام لوگوں کے چہرے پر موت کی زردی چھا گئی تھی۔
اور وہ سونے کے لالچ پر پچھتا رہے تھے۔ انہوں نے اپنے
گھر والوں کو بھی اس راز کے متعلق کچھ نہ بتایا تھا۔ ان کے
لواحقین بھی بڑھیا کی طرح عمر بھر ان کی زندگی کی آس لئے
ان کے غم میں ماتم کرتے رہیں گے۔ بعض کمزور دل کے
تو رو بھی دیئے تھے۔ ان میں سے کوئی اپنے خاندان
سے سالہا سال کی غربت ختم کرنے کے لئے آیا تھا کوئی اپنی
بہنوں کی ڈولیاں اٹھانا چاہتا تھا۔ جو غربت کی وجہ سے کنواری بیٹھی
ہوئی تھیں۔ کوئی اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا تھا جو بڑھاپے

میں ان کا سہارا بننے کی بجائے انہیں جدائی کے تیر سے چھلنی
کر آیا تھا

عنبران کے چہروں کو پڑھ رہا تھا اور سر جھکائے لوبو کے
اشاروں پر دیگر ساتھیوں کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ ایک
نفرت کا طوفان ان بھیڑیوں کے خلاف اس کے سینے میں
کروٹیں لے رہا تھا۔ اس نے قسم کھائی کہ جب تک اس
جزیرے کو ان بھیڑیوں کے وجود سے پاک نہیں کرے گا اس
وقت تک کے لئے ماریا اور ناگ کی تلاش بھی چھوڑ دے گا۔
راستے میں ان لوگوں نے مزدوروں کو کھدائی کرتے ہوئے
دیکھا جو پسینے سے شرابور پانی کی ایک ایک بوند کو ترستے
کوڑوں کی مار کھاتے مشینوں کی طرح سے لگے ہوئے تھے
جہاں کسی کا ہاتھ رکتا اسی وقت محافظ کا کوڑا اس کے
جسم پر برس پڑتا۔

یہ منظر دیکھ کر تمام ساتھیوں کے جسم خوف سے کانپنے
لگے۔ ان لوگوں کو لوبو ایک جھونپڑی میں لایا اور مزدوروں
کے کپڑے دے کر سب سے کہا اپنے کپڑے اتار کے ہمارے
حوالے کر دو اور یہ کپڑے پہن لو۔ ایک ساتھی نے کہا
لوبو بھائی یہاں آکر تو تمہارے چہرے سے بھی مسکراہٹ غائب
ہو گئی ہے اور سفاکی آگئی ہے۔ لوبو نے قہقہہ لگاتے ہوئے

کہا بیوقوف ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں۔ بھول جاؤ اس سلوک کو، یہاں مسکراہٹ، رحم اور اچھا سلوک نام کی کوئی شے نہیں ہوتی جلدی سے کپڑے بدل لو اور کام شروع کر دو ورنہ رات کو کھانے کے لئے کچھ بھی نہ ملے گا ہم بغیر کام کے کھانا کسی کو نہیں دیتے۔

پھر جلدی جلدی سب نے اپنے کپڑے بدل لئے اور ان کے ہاتھوں میں کدالیں تھما دی گئیں اور انہیں مزدوروں کے ساتھ زمین کی کھدائی پر لگا دیا گیا۔ سورج کی تمازت سے ان کے جسم پگھلے جا رہے تھے۔ حلق میں کانٹے پڑ گئے تھے اور زبان خشک ہو کر تالو سے جا لگی تھی جب بھی کسی کا ہاتھ رکتا اس کی پیٹھ پر کوڑا پڑتا انہیں آج کا سورج سوا نیزے پر معلوم ہو رہا تھا۔ پسینہ چوٹی سے ایڑی تک بہہ رہا تھا اور یہ غلام سونے کے لئے زمین کا سینہ پھاڑ رہے تھے۔ دن بھر قیامت کا دن رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ ایک دن کئی سال کا ہے سورج غروب ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔ زمین اندر سے پتھریلی تھی جس کی وجہ سے کدال ضرب لگانے کے بعد اپنے منہ پر واپس آتی تھی۔ خدا خدا کر کے سورج کی تمازت ختم ہوئی یہاں تو کوئی سائے کے لئے درخت بھی نہ تھا۔ چٹیل میدان

میں سورج کو غروب ہوتے بھی کافی دیر لگتی ہے۔ لیکن چونکہ ہر دن کے بعد رات آتی ہے یہی نظام قدرت ہے۔ اسی لئے یہ دن بھی ختم ہو ہی گیا اور رات دھیرے دھیرے دبے قدموں سے آتی گئی اور آہستہ آہستہ اندھیرا پھیلتا گیا اور پھر اندھیرے نے ان جشیلوں کی طرح سے اجالے کو نگل لیا۔ تب جا کر محافظوں نے ان مزدوروں کو چھٹی دے دی۔

یہاں پینے کے پانی کی بھی بہت قلت تھی اور وہ بھی کشتی کے ذرائع اور کہیں سے لایا جاتا تھا۔ لہذا پانی کی ایک خاص تعداد مزدوروں کے لئے مقرر تھی۔ اس سے زیادہ پانی پینے کو بھی نہیں ملتا تھا۔ نہایت ناقص قسم کی گندم کے آٹے کی روٹی اور اُبلی ہوئی سبزیاں چند گھونٹ پانی کے یہ تھی قیدیوں کی خوراک۔ نئے آنے والوں کے ہاتھوں میں بڑے بڑے چھالے پڑ گئے تھے اور پرانے ساتھی ان کو تسلی دے رہے تھے۔ کہ فکر نہ کرو آہستہ آہستہ ہاتھوں کا یہ حصّہ جس میں کدال پکڑی جاتی ہے بے حس ہو جائے گا۔

رات کو سارے قیدیوں کو ایک بہت موٹی اور لمبی زنجیر کے ساتھ ریت اور پتھر کے بستر پر آسمان کے

نیچے چھوڑ دیا جاتا اور حفاظتی کتے آزاد کر دیے جاتے
جن کی شکل دیکھ کر ہی خوف سے آدمی کانپنے لگتا تھا۔ جب
کافی رات ہوگئی تو عنبر نے پرانے قیدیوں سے فیڈرک
کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔ یہاں کوئی ایک
دوسرے کے نام سے واقف نہ تھا آخر کئی قیدیوں سے
پوچھنے کے بعد ایک دبلا پتلا لڑکا عنبر کو مل ہی گیا۔ جس
کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور رنگ سورج کی گرمی
کی وجہ سے توے کی طرح سیاہ ہوگیا تھا۔ سخت محنت
اور خوراک کی کمی نے اسے خاصا لاغر بنا دیا تھا۔

عنبر نے جو اسے بتایا کہ اس کی ماں اس کے لئے
بے حد پریشان ہے تو لڑکا رونے لگا اور کہنے لگا۔

میری ماں صبر کیوں نہیں کر لیتی وہ سمجھ کیوں نہیں لیتی
کہ میں مرگیا ہوں۔

عنبر نے کہا نہیں فیڈرک تم زندہ رہوگے موت اتنی
بے رحم نہیں کہ بڑھی ماں کی لاٹھی بھی چھین لے۔

فیڈرک نے کہا مجھے زندگی کی نہیں موت کی دعا دو
دوست زندگی تو یہاں موت سے بھی بہتر ہے۔ یہاں تو
ایک ایک گھڑی کے بعد مرنا پڑتا ہے تم نے خود یہاں آکر
اندازہ کر لیا ہو گا۔ یہاں زندگی کتنی تکلیف دہ ہے۔

عنبر نے کہا تو فکر نہ کر میں تمہاری ماں سے وعدہ کرکے
آیا ہوں کہ تمہیں واپس لے آؤں گا۔ فیڈرک رونے لگا
اور کہنے لگا۔

تم نے میری زندگی کی آس دلا کر میری ماں کے ساتھ
ظلم کیا ہے بھائی اس قید خانے سے کوئی بھی نہیں واپس
جا سکتا۔ اس کوشش میں کئی لوگ زندگیاں گنوا چکے ہیں
دن کے وقت یہ بھیڑیے ہمارے سروں پر سوار رہتے ہیں
اور رات کے وقت آدم خور کتے اس جگہ انسانی گوشت
کی جستجو میں گھومتے رہتے ہیں یہاں سے فرار کے لئے
کشتی ضروری ہے جو ان ظالموں کے قبضے میں ہے پھر
کس امید پر تم جھوٹی تسلیاں دے رہے ہو آزادی کے خواب
دیکھنا چھوڑ دو ساتھی موت کے انتظار میں گھڑیاں گنتے رہو جو
ایک نہ ایک دن ضرور آ جائے گی۔

عنبر نے کہا دل چھوٹا نہ کرو فیڈرک تم نہیں جانتے
انسان اگر ہمت کرے تو پہاڑ اور سمندر بھی اسے راہ دے
دیتے ہیں۔ اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرو صرف چند دن کی
مجھے مہلت درکار ہے میں ذرا یہاں کا تمام نظام سمجھ لوں۔
پھر نہ صرف تم بلکہ میں قسم کھا چکا ہوں یہاں کا ہر قیدی آزاد
کروا کے دم لوں گا اور ان کے کتے ان ہی کے گوشت

پر دعوت اڑائیں گے

پھر عنبر نے اپنے پاؤں سے بندھی ہوئی زنجیر کو توڑ کر اپنے آپ کو آزاد کروا لیا۔ فیڈرک حیرت سے اسے دیکھنے لگا کہ اتنی موٹی لوہے کی زنجیر عنبر سے کیسے ٹوٹ گئی۔

عنبر نے کہا میں ذرا گھوم پھر کر یہاں کے حالات دیکھوں

فیڈرک نے کہا دوست آدم خور کتے کھلے ہوئے ہیں۔ ان سے ہوشیار رہنا۔

عنبر نے کہا تم ان کی فکر نہ کرو اور پھر عنبر اس کے پاس اندھیرے میں گم ہوگیا اب اس کی منزل دور سامنے بنی ہوئی جھگی تھی جس میں چراغ روشن تھا اور یہاں وہ محافظ رہتے تھے جو دن بھر ان قیدیوں سے کام لیتے تھے۔ عنبر اسی سمت روانہ ہوگیا۔ لیکن ابھی وہ تھوڑی دور ہی پہنچا تھا کہ اسے اندھیرے میں کتے کی غراہٹ محسوس ہوئی وہ اندھیرے میں رہنے کے باعث اندھیرے میں دیکھنے کا عادی ہوگیا تھا اس نے دیکھا جھونپڑی کی طرف سے ایک خوفناک بھیڑیئے کے قد کا کتا غراتا ہوا اس کی طرف جست لگانے کو تیار تھا۔ عنبر بھی ہوشیار ہوگیا اور پھر جونہی کتے نے عنبر پر جست لگائی عنبر نے اسے گردن سے پکڑ لیا اور اس کا گلا اس خوبی سے گھونٹ دیا کہ اس کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی۔ اور وہ عنبر کے ہاتھوں میں ہی ختم ہوگیا عنبر نے کتے

کی لاش قریب ہی ایک اونچے ٹیلے کی طرف اچھال دی اس کا خیال تھا کہ صبح کے وقت گدھ اس کی لاش پر دعوت اڑائیں گے۔ اور ان ظالموں کو پتہ بھی نہ چلے گا کہ ان کا ایک کتا گم ہو گیا ہے لیکن یہ اس کی خام خیالی تھی وہ جونہی آگے بڑھا چار محافظ اپنی برہنہ تلواروں کے گھیرے میں اسے لے چکے تھے اور بقایا لوگوں کو اطلاع دینے کے لئے انہوں نے باقاعدہ ایک تیز آواز کی سیٹی رکھی ہوئی تھی جس سے ہر خاص و عام کو اطلاع ہو جاتی تھی کہ کوئی قیدی فرار ہوگیا ہے۔ آواز کے ساتھ ہی چاروں طرف سے محافظ سیٹی کی آواز کی طرف دوڑ پڑے۔ قیدی بھی بیدار ہو گئے اور بیچارہ فیڈرک دل تھام کر بیٹھ گیا۔

بلیک ایگل کا خزانہ

ناگ کے انکار کے بعد ان سب لالچی لوگوں میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں مختلف قسم کے خیالات کا اظہار سب نے کیا زیادہ تر لوگوں کا خیال تھا کہ اگر سیدھی انگلی گھی نہیں نکلتا تو اسے ٹیڑھا کر لینا چاہیئے لیکن اس گروہ کا سربراہ اس بات کے خلاف تھا لیکن مجبوراً اسے اکثریت کے سامنے سر جھکانا پڑ گیا پھر ایک آدمی ایلچی بن کر ناگ کے پاس گیا اور اس کو گروہ کے فیصلے کے متعلق مطلع کر دیا گیا اگر اس نے بلیک ایگل کے خزانہ کی دریافت میں گروہ کی مدد نہ کی تو اس کی قبر اسی جزیرے پر بنا دی جائے گی۔

ناگ اس آدمی کے ساتھ ہی وہاں آگیا جہاں تمام لوگ جمع تھے اور اس نے کہا میرے بڑے بھائی عنبر کا حکم ہے کہ ہمیں جو طاقت رب تعالیٰ نے عطا کی ہے وہ لوگوں کے مفاد اور بھلائی کے لئے ہے اور خدا کے فضل و کرم سے ہم نے اپنی طاقت کا کبھی بھی غلط استعمال

نہیں کیا۔ تم لوگوں کا پیغام مجھے مل گیا ہے تم لوگ میری طاقت سے واقف نہیں ہو میں چاہوں تو تم میں سے کوئی بھی زندہ بچ کر یہاں سے نہیں جا سکتا لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔ تمہیں ایک دفعہ پھر سمجھاؤں گا کہ لالچ بری بلا ہے اس سے باز آؤ آدمی دولت مند بھی خدا کی مرضی کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ جو مزہ محنت کی کمائی میں ہے اور رزقِ حلال میں ہے وہ ایسی دولت میں نہیں دیکھو اگر بلیک ایگل نے تمام عمر ظلم کرکے خزانہ جمع کیا ہے تو اسے اسی دنیا میں چھوڑ کر خالی ہاتھ چلا گیا ہے۔ فرعون کی دولت قارون کے خزانے کچھ بھی ان کے ساتھ نہ جا سکا۔ اچھا عمل نیکی اور شرافت۔ انسانی خدمت یہ وہ جواہرات اور خزانہ ہے جسے نہ تو کوئی لٹیرا لوٹ سکتا ہے اور نہ ہی اس دنیا میں رہ جاتا ہے۔ یہ وہ دولت ہے جو قبر میں بھی ساتھ ہی جاتی ہے۔ ظلم کرکے کمائی ہوئی دولت کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دو۔ اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ اور اپنی آنے والی نسلوں کو محنت اور حلال کی کمائی سے پروان چڑھاؤ۔

ایک نے بڑھ کر کہا ہم یہاں نیکی اور شرافت کا سبق لینے تم سے نہیں آئے۔ ایڑھیاں رگڑ رگڑ کر غربت میں مرنے اور سونا ہیرے مٹھیوں میں لے کر مرنے میں بڑا فرق ہے۔

حلال کی کمائی سے آج تک کون دولت مند ہوا ہے۔ ہم اپنی اولاد
کے ورثے میں عزت۔ افلاس۔ بیماریاں اور قرض کی رقم چھوڑ کر
مرنا نہیں چاہتے۔ اگر دولت ہمارے ساتھ نہ بھی جا سکی تو ہماری
آنے والی نسلوں کے کام تو آئے گی۔ ہم صرف تمہارے منہ سے
ہاں یا نہ سننا چاہتے ہیں۔ سوچ لو اس جزیرے پر تم تنہا
اتنے آدمیوں کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔

ناگ نے کہا مجھے اب بھی غصہ نہیں آیا اس لئے کہ تم ناسمجھ
ہو جس نے دنیا کی حقیقت جان لی جس نے اپنے آپ کو
پہچان لیا اپنے رب کو جان لیا باقی تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ
میں یہاں تنہا ہوں میرا رب میرے ساتھ ہے۔

دوسرے ایک ساتھی نے سربراہ سے کہا اب پانی سر
سے اونچا ہوتا جا رہا ہے اگر آپ اسی طرح رحم سے کام لیتے
رہے تو حاصل ہو چکا خزانہ، جب تک اس کے ہاتھ پاؤں
توڑ کر نہ رکھو گے یہ نہیں مانے گا یہ سور کا بچہ اپنے آپ
کو بہت بڑا عالم سمجھ رہا ہے۔

ناگ کے باپ کو اس بیہودہ نے سور کہہ کر اپنی ازل کو آواز
ماری تھی۔ ناگ نے اسے گریبان سے پکڑ کر دو تین مکے"
جڑ دیئے۔ جب باقی ساتھیوں نے دیکھا تو سب نے مل کر ناگ
پر حملہ کر دیا۔ پھر کیا تھا ناگ نے لوٹ لگائی اور ہاتھی بن

گیا اور اپنی سونڈ میں پکڑ پکڑ کر ان لوگوں کو زمین پر مارنے لگا جس
سے کئی ساتھی تو مر گئے اور چند زخمی ہوئے بقایا بھاگ گئے۔
ہاتھی جب ان کے سربراہ کی طرف بڑھا تو وہ ہاتھی کے قدموں
میں گر کر معافی مانگنے لگا۔ ویسے بھی باقی ساتھیوں سے سربراہ
اچھا آدمی تھا ناگ کو اس پر ترس آ گیا اور اس نے اسے
معاف کر دیا اور پھر لوٹ لگا کر آدمی بن گیا۔

باقی بچے ہوئے ساتھی شرمندہ ہو کر ایک ایک کر کے واپس
آنے لگے اور ناگ سے معافی مانگنے لگے۔ ناگ نے سب کو
معاف کر دیا اور کہا

میں نے تم کو بہت سمجھایا لیکن تقدیر کا لکھا ہو کر رہتا
ہے۔ تمہیں بلیک ایگل کے خزانے کی ضرورت ہے میں تمہیں
بتا دوں گا۔ میرا خدا گواہ ہے کہ میں نے تم لوگوں آخری
وقت تک سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ مجھے غلط نہ
سمجھو مجھے تمہاری کشتی کی ضرورت نہیں ہے میں جس
وقت چاہوں یہاں سے جہاں چاہوں جا سکتا ہوں۔
میں بے غرض ہو کر تمہیں خزانے والی جگہ لے جاؤں گا۔
اب نتیجے کی ذمہ داری تم پر ہوگی۔

پھر ناگ نے آنکھیں بند کر کے اس جزیرے کے سانپ کو
سگنل دیا جو بیچارہ ایک سوراخ میں آرام کر رہا تھا۔ اپنے

دیوتا کے اشارے پر بھاگا چلا آیا ناگ نے اپنی زبان میں اس سے بلیک ایگل کے خزانے کے متعلق دریافت کیا تو سانپ نے اسے سارا پتہ بتا دیا اور پھر ناگ کے حکم پر واپس لوٹ گیا۔ ناگ نے سربراہ سے کہا اپنے ساتھیوں سے کہو کشتی پر سوار ہو جائیں میں تمہیں بلیک ایگل کے دفن شدہ خزانے والے جزیرے میں لے جا رہا ہوں۔ سب خوشی خوشی کشتی میں سوار ہو گئے اور ناگ کشتی کو خود چلا کر بلیک ایگل کے جزیرے کی طرف روانہ ہو گیا۔

سارے دن کے سفر کے بعد جب سورج غروب ہونے کو تھا ناگ ان لوگوں کو لے کر ایک سرسبز قسم کے جزیرے پر اتر گیا۔ وہ سب خوشی خوشی ناگ کے ہمراہ چلے جا رہے تھے۔ درختوں والے علاقے کو انہوں نے سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے پار کر لیا اب آگے چھوٹے بڑے ٹیلے اور چٹیل میدان آگیا تھا جہاں جگہ جگہ کانٹوں والی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں اور زمین پر جگہ جگہ انسانی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ چاروں طرف کے ٹیلوں پر بڑے بڑے گدھ اپنی خونخوار آنکھوں سے انہیں گھور رہے تھے اور شکار کی خوشبو پا کر عجیب عجیب قسم کی آوازیں اپنے حلقوں سے نکال رہے تھے۔ ناگ ان کی زبان سمجھ

رہا تھا جو کہہ رہے تھے۔ آج کا انسان تو حیوانوں سے بھی بدتر ہو گیا ہے۔ زمین پر بکھری انسانوں کی ہڈیوں کو دیکھ کر بھی انہیں اپنے انجام سے خوف نہیں آتا۔ خزانے کی لالچ میں موت کو بھی بھول گئے ہیں ورنہ ان انسانی ہڈیوں کو دیکھ کر دنیا کی حقیقت ان پر واضح ہو جاتی۔

ناگ نے سربراہ سے کہا یہ وہی جگہ ہے جہاں بلیک ایگل کا خزانہ دفن ہے۔ رات یہاں تم لوگوں کو ٹھہرنا ہوگا۔ دن کے وقت کھدائی کر لینا دولت صندوقوں میں بند ہے۔ انہیں نکال لینا۔

سربراہ کے علاوہ سب نے نہایت ممنون نگاہوں سے ناگ کی طرف دیکھا اور سربراہ نے ایک دفعہ پھر کہا دوست تم بہت بڑے انسان ہو نہایت ہی اعلیٰ ظرف ہو۔ ہم ایک دفعہ اپنے کئے پر پھر پشیمان ہیں۔ ہمیں معاف کر دو۔

ناگ نے کہا میرا دل صاف ہے مومن دل میں بغض رکھ کر اگر صلح کرے تو وہ مومن نہیں رہتا۔ سچا مسلمان وہی ہے جو بات اس کے دل میں ہو وہی زبان پر ہو اور وہی چہرے سے عیاں ہو۔ بہتر ہے اب تم لوگ مجھے اجازت دے دو۔

سردار نے کہا ہمیں خوشی ہوتی اگر اس دولت میں سے آپ بھی اپنا حصہ لے لیتے۔ ناگ نے مسکرا کر کہا بھائی دولت ہمارے کس کام کی ہے ہم نے تو کوئی رہنے کے لئے مکان نہیں بنایا پھر دولت کو کیا کریں گے۔ یہ تو فتنے فساد کا باعث ہے۔

سردار نے کہا پھر بھی آپ خزانے نکالنے تک تو ہمارے ساتھ رہیں۔ ناگ نے کہا ٹھیک ہے اگر تم محبت سے کہتے ہیں تو رات یہیں گزار لیتا ہوں۔ یہ رات سارے دوستوں نے جاگ کر گزار دی انہیں یقین ہی نہیں آتا تھا کہ وہ اتنی آسانی سے اتنے بڑے خزانے تک پہنچ گئے ہیں۔ جس کے لئے مختلف وقفوں میں کئی پارٹیوں نے اپنی جانیں ضائع کر دیں اور پھر بھی اسے حاصل نہ کر سکے۔

اب ہر آدمی کے دل میں ایک ہی بات تھی کہ کسی صورت بھی سارا خزانہ تنہا مجھے مل جائے۔ ہر آدمی کے دل میں بے ایمانی آچکی تھی اور ہر ساتھی دوسرے کے لئے اپنی بغل میں چھری لئے پھر رہا تھا ہر کوئی خزانہ مل جانے کے انتظار میں تھا۔ ناگ نے خزانہ کے سانپوں سے کہہ دیا تھا کہ وہ خزانہ کو چھوڑ کر چلے جائیں جو کام وہ کرنا چاہتے

یں یہ انسان خود ہی سرانجام دیں گے۔ لہٰذا تمام سانپ خزانہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

پھر صبح ہو گئی اور گدھ دعوت اڑانے کے خیال سے پر پھڑانے لگے۔ تمام گروہ کے لوگوں نے کشتی سے کھدائی کا سامان نکال لیا تھا اور پھر ناگ کے بتائے ہوئے مقام پر کھدائی شروع کر دی۔ کوئی دو گھنٹے کی کھدائی کے بعد ان کی کدالیں کسی سخت چیز سے ٹکرا کر آواز پیدا کرنے لگیں مٹی ہٹائی گئی تو وہ سخت چیز صندوقوں کے ڈھکن تھے۔ جلدی جلدی کھدائی کر کے مٹی ہٹائی گئی ایک ہی لائن میں کئی صندوق گڑے ہوئے نکالے گئے۔ جب ان کے ڈھکن کھولے گئے تو سب حیران رہ گئے یہ سب سونے اور موتیوں سے بھرے ہوئے تھے۔

اتنی دولت دیکھ کر ان کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں ان کے خوابوں کی تعبیر ان کے سامنے تھی اور ان کے ہاتھوں کی گرفت اپنے ہتھیاروں پر مضبوط ہو چکی تھی ان میں سے ہر کوئی اس سارے خزانے کا اپنے آپ کو تنہا مالک سمجھ رہا تھا پھر ابتدا شروع ہو گئی۔ ان میں سے ایک ساتھی نے دوسروں کی نظر بچا کر موتی اور ہیرے اپنی جیب میں ڈال لئے ایک

ساتھی نے یہ دیکھ کر دو مٹھیاں بھر کر جیب میں ڈال لیں بقایا نے جو یہ دیکھا تو انہوں نے بھی دونوں ہاتھوں سے صندوق خالی کرنا شروع کر دیا اور پھر اسی لوٹ مار میں ان کا ایک دوسرے سے جھگڑا ہو گیا۔ سربراہ نے بہت سمجھانے کی کوشش کی لیکن بجائے سمجھنے کے ایک ساتھی نے اپنے خنجر سے اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر کیا تھا ان لوگوں میں آزادانہ طور پر ہتھیاروں کا استعمال شروع ہو گیا۔ چھپے ہوئے ہتھیار اور چھپی ہوئی تلواریں سامنے آگئیں ایک نے دوسرے اور دوسرے نے تیسرے کو قتل کرنا شروع کر دیا۔

تلواریں چلتی رہیں گلے کٹتے رہے خون بہتا رہا اور لالچی انسان ختم ہوتے گئے یہاں تک کر ان میں سے ایک باقی نہ بچا۔ ان کی لاشیں دولت کے ڈھیر کے قریب پڑیں تھیں اور اس دنیاوی مال و دولت کو یہیں چھوڑ کر وہ خالی ہاتھ واپس لوٹ گئے تھے۔ ناگ نے نہایت افسوس کے ساتھ ان لالچی انسانوں کو دیکھا پھر بکھری ہوئی تمام دولت اکٹھی کر کے صندوقوں میں بند کر کے انہیں دوبارہ زمین میں دفن کر دیا۔ اس نے دولت کے محافظ سانپوں کو پھر حکم دیا کہ اپنی امانت سنبھال لیں اور

سمندر کے کنارے کشتی کو کھولنے لگا۔ گدھوں نے جو میدان صاف دیکھا تو لاشوں پر ٹوٹ پڑے۔ اب ناگ کی کشتی دوبارہ سمندر میں لہروں کے جھولے میں جھولتی ہوئی چلی جا رہی تھی۔

○

ماریا خونی لومڑی کے جہاز میں بڑے آرام سے بیٹھی ان ڈاکوؤں سے چھیڑ چھاڑ کر رہی تھی اور انہیں پریشان کر رہی تھی۔ وہ کسی کا کھانا اٹھا کر کھا جاتی کسی کے گدگدی کر دیتی اور کسی کے سر پر چپت جما دیتی۔ سب ڈاکو حیران تھے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا ضرور کوئی بدروح ان کے جہاز پر آگئی ہے لیکن یہ خطرناک لوگ روحوں سے بھلا کیا ڈرنے والے تھے۔ ادھر ماریا ہنسی مذاق میں وقت گزار رہی تھی۔ دوسری طرف الزبتھ بخار میں مبتلا ہو کر پڑی سسک رہی تھی اور موت کی دعائیں مانگ رہی تھی۔

اب یہ جہاز پھر واپس اپنے جزیرے پر جا رہا تھا کیونکہ انہوں نے سوچا کہ لوٹا ہوا اتنا مال اور سامان ساتھ

لے کر سفر کرنا ٹھیک نہیں پہلے اسے ٹھکانے لگانا
چاہیئے۔ لڑکیاں تو ان کے پاس موجود ہی ہیں کہیں
بھاگی تو نہیں جا رہیں۔ لہذا ایک دفعہ پھر جہاز اسی جزیرے
کی طرف جا رہا تھا اور ماریا اس لئے خوش بھی تھی
کہ جزیرے پر جاکر وہ الزبتھ سے ملے گی۔ الزبتھ اسے
دوبارہ پاکر کتنی خوش ہوگی۔

یہ معصوم سی شہزادی جو دکھوں کے چنگل میں پھنس
کر رہ گئی تھی۔ ایک ہی جہاز میں ہوتے ہوئے بھی دونوں
کی ملاقات نہ ہو رہی تھی۔ اس کو تقدیر کہتے ہیں۔

ہوا موافق تھی اور سمندر پر سکون، راستے میں کوئی
رکاوٹ نہ ہو تو سفر جلدی ہی کٹ جاتا ہے اور پھر یہی
ہوا۔ جہاز اپنے جزیرے کی زمین سے آ لگا۔ جہاز سے
تمام سامان اتارا جانے لگا۔ ماریا تو پہلے ہی جہاز سے
اتر کر جزیرے میں الزبتھ کی تلاش میں چلی گئی۔ اس نے
ایک ایک کونہ دیکھ مارا لیکن الزبتھ کا کہیں نشان تک نہ
ملا۔ پھر اسی تلاش میں اس کی ملاقات خونی لومڑی سے
ہو گئی۔ جو لٹے ہوئے سامان کو دیکھ کر بہت خوشی تھی۔

ماریا نے اس کی آنکھوں میں بلاشبہ ایسی طاقت دیکھی
تھی جو شکار کو دیکھ کر اس کو مغلوب کرنے کے لئے شیر

کی آنکھوں میں ہوتی ہے ایک سحر تھا اس کی آنکھوں میں
حالانکہ وہ خوبصورت ترین عورت تھی لیکن پھر بھی اس
کی آواز میں بھیڑیوں جیسی غزاہٹ تھی اور اسی دوران جب
لڑکیوں کا ذکر بھی آگیا تو ماریا کو پتہ چلا وہ بدنصیب
اسی جہاز کے تہہ خانے میں بند ہیں جس پر وہ کئی روز
سفر کرتی رہی ہے۔ ماریا خونی لومڑی کے سامنے
آنے سے گھبرا رہی تھی وہ سوچ رہی تھی کہ یہ پراسرار
عورت کہیں اسے دیکھ لینے کی طاقت ہی نہ رکھتی ہو۔
اس لئے وہ چھپ کر ہی دور سے اس عورت کا مشاہدہ
کر رہی تھی۔

خونی لومڑی نے جہاز کے انچارج سے کہا لڑکیوں کو
جہاز سے اتار لو میرا علم کہتا ہے کہ سمندر میں پھر طوفان
آئے گا۔ کم از کم ایک ہفتے کے لئے یہ سفر ملتوی کر دو۔
اور دیکھو لڑکیوں کی صحت کا خاص خیال رکھو ان کی صحت برباد
ہو گئی تو کوئی ایک کوڑی میں بھی انہیں نہیں خریدے
گا۔ انچارج نے سر جھکا کر کہا آپ درست فرماتی ہیں میڈم
ایسا ہی ہو گا۔

خونی لومڑی نے کہا تمام سامان کو ٹھکانے لگا دو میں نے
دیکھ لیا ہے اور ایک ہفتہ آرام کرو۔ انچارج نے کہا میڈم

طوفان سے اپنے جزیرے کو تو کوئی خطرہ نہیں ۔ خونی لومڑی
نے قہقہہ لگایا اور کہا بیوقوف ہم کئی صدیوں سے یہاں حکومت
کر رہے ہیں اور ایک بار بھی سمندر کو جرأت نہیں ہوئی کہ
ہماری زمین پر آ جائے۔ ہم دوسروں کا قدم اس زمین پر
برداشت کرنے کے عادی نہیں ہیں ۔ انچارج نے کانپ
کر کہا آپ نے درست فرمایا ہے میڈم ۔ لومڑی نے کہا
جاؤ اور حکم کی تعمیل کرو۔ جزیرے کی سلامتی کا سوچنا ہمارا
کام ہے۔ پھر وہ فرعونوں کے انداز میں اپنی اکڑی ہوئی
گردن کے ساتھ وہاں سے چلی گئی۔

ماریا نے دیکھا انچارج نے اس کے جانے کے بعد
ایک ٹھنڈی سانس لی ۔ اور پسینہ صاف کیا۔ جو خوف اور ڈر
کی علامت تھی۔ حالانکہ ماریا لڑائی میں اس سفاک ڈاکو کو
دیکھ چکی تھی کہ وہ کتنا بہادر نڈر اور ظالم ہے۔ تلواروں
کی چھاؤں میں موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرانے
والا بہادر خونی لومڑی کے سامنے تھر تھر کانپ رہا تھا۔
اس بات نے ماریا کو بھی خاصا مرعوب کر دیا تھا۔ لیکن اب
وہ وقت ضائع کرنے کی بجائے ایک دفعہ پھر جہاز کی
طرف لوٹ گئی۔ ڈاکو جہاز کے تہہ خانے سے لڑکیاں نکال کر
باہر لا رہے تھے۔ ماریا نے دیکھا الزبتھ چلنے کی بجائے گھسٹ

رہی تھی۔ وہ بھی ساتھ ساتھ چلنے لگی ڈاکوؤں نے تمام لڑکیوں
کو ایک غار میں لاکر بند کر دیا۔

الزبتھ زمین پر لیٹ گئی ایک ڈاکو نے آکر اسے دیکھا
اور کہا تمہیں تو بخار ہے بتایا کیوں نہیں میں ابھی حکیم کو
بھیج دیتا ہوں۔ ماریا نے آکر اپنے ہاتھ الزبتھ کے ماتھے
پر رکھ کر بخار کا اندازہ کرنا چاہا۔ الزبتھ چونک پڑی
ماریا نے کان میں سرگوشی کی گھبراؤ نہیں میری جان میں آگئی
ہوں۔ الزبتھ کے زرد چہرے پر سرخی دوڑ گئی اور اس
نے رو دینے والے انداز میں کہا ماریا باجی اس کا گلا رند
گیا اور آنسو بہنے لگے ماریا نے کہا رو نہیں میری جان تم
ٹھیک ہو جاؤ گی ایک ہفتے کے لئے یہ سفر ملتوی ہوگیا
ہے اور اسی ایک ہفتے ہی میں تمہیں یہاں سے لے
جاؤں گی۔

اتنی دیر میں ڈاکو حکیم کو لے کر آگیا جس نے معائنہ
کرنے کے بعد الزبتھ کو دوائی دی اور کہا آرام کرو تمہاری
طبیعت جلدی ٹھیک ہو جائے گی پھر ڈاکو سے کہا اس کو
مکھن دودھ اور پھل کھانے میں دو۔ حکیم واپس چلا گیا تو
الزبتھ نے ناگ اور عنبر کے متعلق پوچھا۔

ماریا نے بتایا کہ ہم تینوں یہ معلوم کرنے کے بعد کہ

خونی لومڑی کے ساتھی تمہیں اٹھا کر اپنے جزیرے پر لے
گئے ہیں ایک کشتی پر آ رہے تھے لیکن سمندری طوفان نے
ہمیں آ لیا کشتی چھوٹی تھی مقابلہ نہ کر سکی اور طوفان کی نذر ہو
گئی اور ہم تینوں بچھڑ گئے اب پتہ نہیں ناگ اور عنبر
کہاں ہیں لیکن تم فکر نہ کرو میں تو تمہارے پاس ہوں
پھر ڈاکو دودھ مکھن اور پھل الزبتھ کے لئے لے آیا ا
ماریا نے زبردستی الزبتھ کو دوائی بھی کھلائی اور دودھ بھی پلا
اور الزبتھ سے کہا تمہارے اعصاب میں تناؤ آ گیا ہے
دماغ پر زور مت دو اور ہر چیز سے بے نیاز ہو کر سو جا
تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی ۔

الزبتھ نے کہا باجی میں پتھر کا دل کہاں سے لاؤں ۔

ماریا نے کہا میری بہن صرف سوچ سوچ کر ہی تو تقدیر
نہیں بدل جاتی ۔ برا وقت گزارنے کے لئے مردانہ وار
مقابلہ کرنا پڑتا ہے ۔ ہمت سے کام لینا پڑتا ہے جو
ہونا ہے ہو کر رہے گا ۔ پھر ہم غم کیوں کریں ۔ کیا
ہم تقدیر کے لکھے کو مٹا سکتے ہیں اگر ایسا ممکن نہیں
تو پھر حالات کے بڑھ کر قدم لئے جائیں ۔ اب باتیں
مت کرو اور چپ چاپ سو جاؤ ۔

الزبتھ مسکرائی اور کہا مجھے سوتی ہی چھوڑ نہ جانا

ماریا نے قہقہہ لگایا اور کہا پگلی ہم تو برے وقت
میں انسان کا سایہ بن کر ساتھ رہتے ہیں ۔ سو جاؤ میں ذرا
فرار کے لئے اپنی کارروائی شروع کرنی چاہتی ہوں ۔ الزبتھ
سو گئی ۔ اور ماریا باہر آ کر سوچنے لگی اگر ہم نے پھر کشتی پر
فرار کا راستہ اختیار کیا اور بقول خونی لومڑی کے سمندر میں
طوفان آ گیا ہیں تو خیر بچ جاؤں گی اس لئے کہ ابھی موت
ہمارے لئے نہیں ہے لیکن الزبتھ کا کیا ہو گا وہ انہی سوچوں
میں گم ایک سمت چلی جا رہی تھی ۔

خُونی مقابلہ

دن کے وقت عنبر کو تمام قیدیوں کی موجودگی میں زنجیر میں جکڑ کر میدان میں لایا گیا۔ پھر تمام قیدیوں کو حکم دیا گیا کہ ایک جگہ اکٹھے ہو جائیں اور اپنی آنکھوں سے فرار ہونے والے مجرم کی سزا دیکھ لیں تاکہ آئندہ کوئی ایسی جرات کرنے کی کوشش نہ کر سکے۔ جشی تمام قیدیوں کو دھکیل کر میدان میں لے آئے اور ان کے سامنے عنبر زنجیروں میں بندھا کھڑا تھا۔ پھر سردار کے حکم سے بارہ شکاری کتے زنجیروں سے آزاد کر دیئے۔ جو چاروں طرف سے عنبر کی طرف غراتے ہوئے بڑھنے لگے۔ یہ ظالمانہ کارروائی دیکھ کر قیدیوں کے ماتھے پر پسینہ آگیا۔ عنبر نے مسکرا کر جشیوں کی طرف دیکھا فیڈرک بیچارے کا برا حال تھا۔ وہ رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ نادر اس قیدی پر رحم کر' یہ مجھے قید سے آزاد کروانے آیا تھا خود ہی زندگی کی قید سے آزاد ہو رہا ہے۔

کتوں نے عنبر کے گرد اپنا حلقہ تنگ کرنا شروع کر دیا

عنبر نے ایک ہی جھٹکے میں اپنے گرد لپٹی ہوئی زنجیر کو توڑ پھینکا۔ جس پر قیدیوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی لیکن جشی غصے سے اس طاقتور قیدی کو دیکھنے لگے عنبر نے اپنے ہاتھ اور پاؤں آزاد کر لئے۔ کتے اپنی خونی زبانیں نکالے اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ قیدیوں کی نظر میں موت دبے پاؤں عنبر کی طرف بڑھ رہی تھی پھر ایک کتے نے خوفناک غراہٹ کے ساتھ عنبر پر جست لگائی قیدیوں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ عنبر نے اس کتے کی اگلی ٹانگیں اپنی گرفت میں لے کر ایک ہی جھٹکے میں انہیں توڑ ڈالا اور کتے کو اٹھا کر آسمان کی طرف اچھال دیا۔ جو نیچے آتے ہی دم توڑ گیا۔ جشی دانت پیس کر رہ گئے قیدیوں میں کچھ حوصلہ پیدا ہوا۔ فیڈرک نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا شکر یہ خداوند کریم آخر تجھے اپنے بندے پر رحم آہی گیا۔

اب ایک ساتھ کتوں نے عنبر پر حملہ کر دیا جس نے بھی اپنے دانت اس کے گوشت میں اتارنے کی کوشش کی وہ ٹوٹ گئے جس نے بھی اپنے ناخن سے ضرب لگانے کی کوشش کی ایک چیخ کے ساتھ اپنے ناخن تڑوا بیٹھا عنبر نے دموں سے پکڑ پکڑ کر انہیں خوب گھمایا اور زمین

بر دے مارا۔ کئی ایک کی ٹانگیں توڑ کر انہیں تڑپنے کے
لئے زمین پر پھینک دیا۔ کئی کتے اپنی گردنوں کی ہڈیاں
تڑوا کر دم توڑ گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے بارہ کتوں کی لاشیں
میدان میں پڑی تھیں۔

حبشی سردار اپنے بہترین بارہ کتوں کی موت پر باولا ہو
رہا تھا۔ اس نے دانت پیس کر میدان میں موجود اپنے
محافظ ساتھیوں سے کہا منہ کیا دیکھتے ہو اپنی تلواریں لے
کر اس کا سینہ چھلنی کردو۔

عنبر نے کہا حبشی سردار اپنے کتوں کی موت سے سبق
حاصل کرو۔ کیوں ان کو بھی کتوں کی موت مروانا چاہتا ہے
ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے اب بھی
وقت ہے ان تمام مظلوم قیدیوں کو جو ناکردہ گناہوں کی
سزا بھگت رہے ہیں۔ آزاد کردے اس زمین سے
جس پر تم مظلوم انسانوں کا خون بہا رہا ہے قیامت تک
سونا نہیں نکلے گا۔ بلکہ یہی زمین تم لوگوں کا قبرستان
بنے گی۔

ایک دفعہ پھر دس بارہ حبشی اپنی تلواروں کو لے
کر عنبر کو اپنے گھیرے میں لے چکے تھے پھر انہوں نے
اپنی تلواروں کا وار عنبر کے جسم پر آزمانہ شروع کردیا۔

ہر تلوار اس کے جسم پر پڑنے کے بعد یا تو ٹوٹ گئی
یا اپنی دھار سے محروم ہوگئی۔ عنبر خاموش کھڑا رہا اس
نے کوئی مدافعت نہیں کی حبشی بار بار تلواریں اور نیزے
بدل رہے تھے لیکن فولاد پر کیا اثر ہو سکتا تھا۔
سردار حیرت میں گم اس فولادی انسان کو دیکھ رہا تھا۔
جس پر کسی ہتھیار کا اثر نہیں ہو رہا تھا پھر عنبر نے
ایک ایک کو اٹھا کر زمین پر مارنا شروع کردیا اور پل بھر
میں قوی ہیکل حبشی گوشت اور ہڈیوں کا ڈھیر بنے؛
خون میں نہائے میدان میں کتوں کی لاشوں کے
پاس پڑے تھے۔

سردار جہاں دیدہ آدمی تھا بارہ کتے اور بارہ آدمی
مروانے کے بعد اسے عقل آگئی تھی اور اس نے آگے
بڑھ کر عنبر سے کہا۔

تم ایک بہادر انسان ہو۔ سب قیدی خوش تھے۔
خاص طور پر نیڈرک تو بے انتہا خوش تھا۔ سردار
نے عنبر سے کہا میرے ساتھ آؤ ہم بات کریں گے۔
سردار عنبر کو لے کر اپنی جھونپڑی میں آیا اور اسے
عزت سے بٹھایا اور کہا تم ایک بہادر انسان ہو اور
بہادر انسان کو حق ہے وہ کمزوروں پر حکومت کرے؛

ان پر ظلم کرے ان سے بیگار لے۔

عنبر نے کہا یہ گمراہ کن فلسفہ ہے سردار جو ظالم لوگوں کا پیدا کردہ ہے اور یہی فلسفہ ان کی تباہی کا باعث بنے گا۔ جب ایک سے زیادہ طاقتور اکٹھے ہو جائیں گے تو طاقت کے جنون میں ایک دوسرے پر اپنی برتری قائم کرنا چاہیں گے پھر نہ صرف خود ایک دوسرے سے ٹکرا کر ختم ہو جائیں گے بلکہ اپنے ساتھ کروڑوں کمزور انسانوں کو بھی تباہ و برباد کر دیں گے۔ یہ زمین اپنے ہی جیسے سیارے سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے گی۔ اور قیامت آ جائے گی۔ گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جائے گی۔

سردار نے کہا بیوقوف مت بنو ازل سے لے کر ابد تک طاقت کی حکمرانی رہے گی۔ عقلمند لوگ وقت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ میرے ساتھ مل جاؤ میں تمہارا دامن بھی سونے سے بھر دوں گا۔

عنبر نے کہا سونے سے ایمان مت خریدو سردار دولت کی ہوس چھوڑو رحم کرنا سیکھو تمہیں طاقت ظلم کرنے کے لئے خداوند نے نہیں دی جب وہ رحم کرتا ہے تو تم بھی کمزوروں پر رحم کرو۔ سونا اس زمین سے نکلتا

ہے جہاں محبت اتفاق اور انسانی خدمت کا جذبہ انسانوں میں ہوتا ہے جہاں کمزوروں کی حمایت کرنے والے انسان رہتے ہیں جو انسانیت کی بھلائی سوچنے والے لوگوں کی زمین ہوتی ہے۔ جس زمین پر ظلم پروان چڑھتا ہو جہاں کمزوروں پر ظلم روا رکھا جائے جہاں انسانوں کو غلام بنا کر جانوروں سے ابتر زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا جائے وہاں سونا نہیں فتنہ اور فساد جنم لیتا ہے۔

سردار نے کہا مجھے افسوس ہے تم طاقتور ہونے کے باوجود بے وقوف ہو اگر تم ہمارا ساتھ نہیں دینا چاہتے تو تمہیں اجازت ہے یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ میں تمہیں کشتی میں جہاں کہتے ہو پہنچا دیتا ہوں۔

عنبر نے کہا سردار جب تک اس جگہ پر ایک بھی مظلوم انسان موجود ہے میں یہاں سے نہیں جاؤں گا میں یہاں سے تمام قیدی اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔ میں یہاں اس مشن پر آیا تھا۔ ورنہ تمہارے آدمی مجھے قیامت تک زبردستی نہ لا سکتے اور یاد رکھو میں تمام قیدیوں کو رہا کروا کر لے جاؤں گا۔ تم میرا راستہ نہ روک سکو گے۔

سردار نے کہا مت بھولو سانپ کی دم پر پیر آ جائے

تو وہ ڈس لیتا ہے۔ ہم اپنے مفاد کے خلاف کوئی بھی
کارروائی برداشت نہ کریں گے۔ میں تمہیں سوچنے کا
موقع دیتا ہوں۔

عنبر نے کہا یہ ٹھیک ہے سردار تم بھی اچھی طرح
غور کر لو اس میں سب کی بھلائی ہے۔

سردار نے کہا جب تک ہم کسی فیصلے پر نہیں پہنچ
جاتے تم ہمارے روزمرہ کے کام میں مداخلت نہیں کرو
گے۔ ہمارا کام بند نہیں ہونا چاہیئے۔

عنبر نے کہا آزادی کے نام پر یہ مظلوم چند دن اور ظلم
کی چکی میں پستے رہیں گے۔ لیکن تمہیں بھی فیصلہ
جلد ہی کرنا ہوگا۔

سردار نے مسکرا کر کہا اب ہم فیصلے میں دیر نہیں کریں
گے۔ ہمیں معلوم ہے فیصلے میں دیر ہمارے مفاد کو
نقصان پہنچائے گی۔

عنبر نے آکر نیڈرک اور دیگر قیدیوں کو اپنے اور
سردار جبشی کے درمیان گفتگو سے مطلع کیا اور ان کو خوش
آئندہ بات سنائی بہت جلدی غلامی کی یہ زنجیر کٹ
جائے گی اور تمام قیدی اپنے وطن کو اپنے رشتہ داروں
میں لوٹ جائیں گے۔ اس بات سے مردہ جسموں میں

ایک بار پھر زندگی کی حرارت پیدا ہوگئی تھی۔ تمام
قیدی عنبر کو اپنا نجات دہندہ سمجھ کر دعائیں دے رہے تھے
آج پھر روز کی طرح قیدی کھدائی میں مصروف رہے سورج
کے شعلے ان کے جسموں کو جلاتے رہے لیکن آج انہیں
اس تکلیف کا ذرا بھی احساس نہ ہوا۔ آج سالوں لمبا دن
گھنٹوں میں گزر گیا پھر اندھیرا چھانے لگا جبشیوں کے جسم
کی طرح سیاہ اندھیرا۔

روز مرہ کی طرح قیدیوں میں خوراک تقسیم کر دی گئی۔
لیکن عنبر کو سردار نے پیغام بھیجا کہ وہ کھانا میرے ساتھ کھائے
لیکن عنبر نے انکار کرتے ہوئے پیغام بھیجا کہ میں وہی خوراک
کھاؤں گا جو ان قیدیوں کو ملتی ہے۔ جب سب
قیدی کھانا کھا چکے تو عنبر کے لئے بھی کھانا آگیا۔ عنبر کو
تو خیر بھوک کا احساس ہی نہیں ہوتا لیکن قیدیوں کا دل
رکھنے کی خاطر اس نے بھی قیدیوں والا کھانا کھایا پھر رات
نے ان سب کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔

لیکن خلافِ معمول آج عنبر کو بھی نیند آگئی جس کی
وجہ وہ بے ہوشی کی دوا تھی جسے کھانے میں ملا کر اسے
دیا گیا تھا۔ تقدیر ان قیدیوں پر مہربان ہوتے ہوتے
پھر نامہربان ہوگئی تھی۔ جب قیدی تھکے ہوئے سو رہے تھے

ایک جگہ عنبر بھی سو رہا تھا لیکن آج کی رات سردار جاگ رہا تھا۔ اس کے ساتھی بھی تیار تھے پھر عنبر کو بغیر آواز کئے آرام سے ان قیدیوں میں سے اٹھا لیا گیا۔ کشتی تیار تھی جس میں اسے ڈال کر حبشی تیزی سے کشتی کو سمندر کے اس علاقے کی طرف لے گئے جہاں بھنور پیدا ہوتے ہیں اور جو چیز بھی ان میں آجائے ان کے چکر سے نہیں نکل سکتی۔ اس علاقے میں پہنچ کر حبشیوں نے بے ہوش عنبر کو اٹھا کر پانی میں پھینک دیا اور وہ لہروں کے بہاؤ کے ساتھ ساتھ بھنور کی زد میں آ گیا اور پانی کے ساتھ ہی گھومنے لگا حبشی دوبارہ اپنی کشتی لے کر واپس لوٹ آئے۔

ناگ اور سرکٹی راجکماری

ناگ پرندہ بن کر اڑتا ہوا سمندر کی سطح کے ساتھ ساتھ چلا آ رہا تھا۔ اب اس کا رخ خونی لوہڑی کے جزیرے کی طرف تھا سفر کافی لمبا تھا ناگ سمندر پر اس لئے پرواز کر رہا تھا کہ شاید کوئی جہاز یا کشتی ہی اس سمت جاتی مل جائے تو اس میں سوار ہو کر جلدی ہی الزبتھ کی مدد کو پہنچ جائے لیکن سمندر میں دور دور تک کسی جہاز کا کوئی نشان تک نہ تھا وہ آبی پرندے کی شکل میں اڑتا چلا آ رہا تھا۔ لیکن اب ہواؤں میں تیزی آگئی تھی جس کی وجہ سے مخالف سمت میں اڑتے ہوئے اسے تکلیف ہونے لگی تھی۔ ناگ پریشان تھا کہ اگر ہوا نے طوفان کی صورت اختیار کر لی تو بڑی مصیبت ہوگی۔ ہو سکتا ہے ہوا اسے مخالف سمت اڑاتی ہوئی منزل سے بہت دور لے جائے جیسا کہ ہوا کے رخ سے معلوم ہو رہا تھا۔ دور تک کسی جزیرے کا نشان بھی نظر نہیں آتا

تھا کر اتر جائے اس نے خدا کا نام لے کر اپنی پرواز اور
تیز کر دی لیکن وہ زیادہ دور نہ جا سکا کیونکہ ہوا نے
طوفان کی صورت اختیار کر لی تھی اب مخالف سمت پرواز
کرنے کا مطلب اپنے پروں کو تڑوانا تھا لہٰذا مجبوراً
ناگ نے اپنے آپ کو طوفانی ہواؤں کے سپرد کر دیا جو
اسے مخالف سمت میں اڑاتی ہوئی خدا جانے کس سمت لے
گئیں وہ اڑتا رہا۔ ہوائیں اسے لئے پھرتی رہیں۔ طوفان
تھمنے کا نام ہی نہ لیتا تھا ناگ نے اڑتے اڑتے سمندر
کی طرف دیکھا جہاں بہت بڑے بڑے بھنور کسی لٹو کی طرح گھوم
رہے تھے اور ان میں سے ایک بھنور میں کوئی انسان پھنسا
ہوا ہاتھ پاؤں مار رہا تھا لیکن اس سے پیشتر کہ وہ نیچے
پرواز کر کے اس آدمی کو دیکھنے کی کوشش کرے جو اس
کا اپنا بھائی عنبر تھا۔ ہواؤں کے طوفان اسے پھر اپنے
ساتھ بہا کر بہت دور لے گیا۔ اوپر ہواؤں کا طوفان تھا۔
نیچے سمندر کی لہریں آسمان کو چھونے کی کوشش کر
رہی تھیں آخر ناگ کو ایک پہاڑی ٹیلہ نظر آ گیا اور وہ
فوراً ہی اس پر اتر گیا۔

یہ ایک خشک پہاڑی ٹیلہ تھا جس پر کہیں کہیں
جھڑبیریوں کی جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ ناگ ہواؤں کے

طوفان سے بچنے کے لئے پناہ کی جگہ تلاش کرتا ہوا ایک
ایسی جگہ پہنچ گیا۔ جہاں ایک غار موجود تھا اور اس کے
اندر ہلکی ہلکی روشنی نظر آ رہی تھی۔

ناگ انسانی صورت میں آ کر اندر داخل ہو گیا اور
روشنی کی طرف چل پڑا کافی اندر جا کر اسے ایک پتھر پر
پڑا ہوا چراغ جلتا ہوا نظر آیا لیکن اس کی زرد مردہ روشنی
میں کوئی بھی ذی روح وہاں موجود نہ تھا۔ ناگ کو بہت
حیرت ہوئی اگر یہاں کوئی نہیں تو پھر یہ چراغ کس
نے روشن کر رکھا ہے۔ اس نے چراغ پتھر سے اٹھا کر
چاروں طرف دیکھنا شروع کر دیا۔ اس نے آواز سے
محسوس کیا جیسے اس غار میں کہیں کوئی پہاڑی چشمہ
بھی بہتا ہے کیونکہ پانی کے زور شور سے بہنے کی
آواز کہیں قریب سے ہی آ رہی تھی لیکن چراغ کی
ناکافی روشنی میں اس اندھیری غار میں کسی چیز کو تلاش کر
لینا مشکل تھا کیونکہ باہر رات ہو چکی تھی اور باہر سے
روشنی کی کوئی بھی کرن اندر نہیں آ رہی تھی دوسری
بات یہ بھی تھی کہ جونہی ناگ نے پتھر سے چراغ اٹھایا
کسی طرف سے ہوا کا جھونکا آیا اور چراغ بجھ گیا لہٰذا
مجبوراً ناگ کو صبح کا انتظار کرنا پڑا۔

رات دھیرے دھیرے گزرتی رہی اور پھر سورج
نے اپنی آنکھ کھول کر ہرطرف روشنی پھیلا دی۔ اب ناگ
کو غار کے اندر کی ہر چیز نظر آ رہی تھی وہ غار میں آگے
بڑھتا گیا اور اس مقام پر پہنچ گیا جہاں سے ایک پہاڑی
نالہ بڑے زور شور سے بہتا ہوا گزر رہا تھا۔ ناگ نے
اس نالے میں سے پانی لے کر پیا تو اس کے منہ میں کوئی
پتھر آ گیا۔ اس نے نکال کر دیکھا یہ پتھر کی بجائے
ایک سنہری موتی تھا۔ پھر اس نے غور سے بہتے ہوئے
پانی کو دیکھا تو ایسے کئی موتی پانی کے ساتھ ساتھ بہتے
آ رہے تھے۔ ناگ کے دل میں جستجو ہوئی کہ چل کر
دیکھیں یہ موتی کہاں سے آ رہے ہیں وہ نالے کے
ساتھ ساتھ اس سمت چل پڑا جدھر سے وہ آ رہا تھا
تھوڑی ہی دور جا کر اس نے دیکھا پانی آبشار بن کر ایک
پتھر سے نکل رہا ہے اس نے نظر اٹھا کر دیکھا تو آبشار
کے اوپر ایک نہایت ہی خوبصورت لڑکی کا سر رکھا
ہوا تھا۔ ناگ نے قریب جا کر دیکھا تو اسے بڑی
حیرت ہوئی یہ لڑکی زندہ تھی اور اس کی آنکھوں
سے آنسو ٹپک رہے تھے جو سنہری موتی بن کر آبشار
کے ساتھ ساتھ نالے میں بہہ رہے تھے۔ یہ بے دھڑ

کا سر تھا۔ بلا شبہ یہ کوئی بہت ہی خوبصورت عورت
ہو گی۔

پھر اس سر کے چہرے کو حرکت ہوئی اور اس کے
ہونٹ ہلنے لگے اور اس نے کہا۔

تم نے ٹھیک ہی سوچا ہے میں ایک خوبصورت
عورت ہوں خدا نے جتنا حسن مجھے عطا کیا ہے اتنی
ہی بدقسمت بھی ہوں۔ میں ہندوستان کے مشہور شہر
کاشی کے راجہ رام سروپ کی بیٹی ہوں اور چار سال سے
ایک جن کی قید میں ہوں۔ وہ جب یہاں سے جاتا ہے
تو میرا سر دھڑ سے جدا کر کے یہاں رکھ جاتا ہے۔ جب
میں اپنا عکس پانی میں دیکھتی ہوں تو مجھے اپنے حسن کی
بدنصیبی پر رونا آ جاتا ہے۔

ناگ نے کہا اور تمہارے آنسو سنہرے موتی بن جاتے
ہیں لیکن تمہارا دھڑ کہاں ہے۔

میرا دھڑ سمندر کے بیچ ایک غار ہے جس میں سنگ مرمر
کی ایک بارہ دری بنی ہوئی ہے اس میں پڑا ہے اور
اس کی حفاظت ایک سمندری بلا کر رہی ہے۔ جن ایک
مہینہ میرے پاس رہتا ہے اور ایک مہینہ خدا جانے
کہاں چلا جاتا ہے وہ جب یہاں ہوتا ہے تو میرے

لئے ہر قسم کے پھل اور کھانے لاتا ہے اطلس
اور کمخواب کے لباس مجھے پہناتا ہے جو طلب کروں
فوراً حاضر کر دیتا ہے پھر جب جانے لگتا ہے تو
میرا سر دھڑ سے اتار کر یہاں رکھ جاتا ہے اور دھڑ
سمندر کے اندر

ناگ نے کہا جب تمہیں یہاں کوئی تکلیف نہیں تو
پھر روتی کیوں ہے۔

شہزادی نے جواب دیا تم بھی کمال کرتے ہو۔ میں
آدم زاد ہوں وہ ایک جن ہے میرا اس کا ساتھ کیسے
ممکن ہے اور پھر اپنی سکھیوں اپنے ماں باپ اور اپنے
وطن سے بچھڑنے کا غم کے نہیں ہوتا۔ میری شادی میرے
والد کے وزیر امی چند بہادر کے لڑکے سربش چندر
سے ہونے والی تھی۔ یہ ظالم مجھے شادی کے منڈپ
سے اٹھا لایا۔ سربش بھی خوبصورت اور بہادر ہیں۔
ہم بچپن سے ایک دوسرے کو چاہتے تھے اور یہی وجہ
تھی کہ میرے باپ نے اپنی اکلوتی بیٹی کی خواہش کا
احترام کرتے ہوئے۔ میری شادی سربش سے کر دی لیکن
میری بدقسمتی پھیروں کے بعد ہی یہ جن مجھے اٹھا لایا۔
ہندو مذہب کے مطابق سات پھیرے پورے ہو چکے

ہیں اور سربش ہی میرے پتی ہیں اور وہ زیادہ رونے لگی
ناگ کا دل پسیج گیا اور اس نے کہا رو نہیں شہزادی
میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں اس جن سے رہائی دلوا کر
تمہارے خاوند کے پاس پہنچا دوں گا۔ مجھے بتاؤ وہ جن
اب یہاں کب آنے والا ہے

شہزادی نے کہا ابھی تو اسے گئے ہوئے صرف ایک
ہی ہفتہ ہوا ہے۔

ناگ نے کہا اگر میں کسی صورت تمہارا۔ دھڑ سمندر
سے لا کر تمہارے پاس لے آؤں تو یہ سر سے کیسے
جڑے گا۔

شہزادی نے کہا سوچ لو جذباتی فیصلے ٹھیک نہیں
ہوتے کیا تم سمندری چڑیل کا مقابلہ کر سکو گے۔

ناگ نے کہا یہ مجھ پر چھوڑ دو صرف یہ بتاؤ تمہارا
دھڑ سر سے کیسے جڑ سکتا ہے۔

شہزادی نے کہا وہ جادو کے بول میں تمہیں بتا
دوں گی جب تم دھڑ لے کر آؤ گے۔

ناگ نے کہا جب تمہارا سر دھڑ سے مل جائے گا تو
پھر اور کونسی رکاوٹ رہ جائے گی۔

شہزادی نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا وہی جن۔ جب

میرا سر دھڑ سے مل جائے گا تو فوراً اسے اطلاع ہو
جائے گی اور وہ فوراً یہاں پہنچ جائے گا۔ اور تمہیں
کچا ہی چبا جائے گا۔
ناگ نے کہا تم میری فکر نہ کرو میں کسی جن سے
نہیں ڈرتا۔ یہ بتا دو کہ سمندر کے نیچے جو بارہ دری
ہے اس جگہ کا کوئی نشان بھی ہے۔
شہزادی نے کہا ہاں تم باہر جاکر یہاں سے دائیں
طرف سمندر کے کنارے چلے جاؤ جہاں ایک سرخ
پھولوں والا درخت نظر آئے گا۔ اس سے ایک
پھول توڑ کر پانی میں چھوڑ دینا جس جگہ یہ
پھول ڈوب جائے وہیں نیچے پانی میں بارہ دری ہے
اسی جگہ سمندر کے اندر میرا دھڑ پڑا ہے یہ پھولوں
والا درخت بھی جادو کا ہی ہے جو باتیں مجھے
معلوم تھیں تمہیں بتا دی ہیں۔ اس سے زیادہ میں
نہیں جانتی۔
ناگ نے کہا شکریہ شہزادی اب مجھے اجازت دو
ناگ شہزادی سے رخصت ہو کر غار سے باہر آگیا
اور سمندر کے کنارے سرخ پھولوں والے پیڑ
کی طرف چل نکلا۔

○

سمندری طوفان آکر گزر گیا تھا۔ ماریا کے آ
جانے سے الزبتھ کی طبیعت بحال ہو چکی تھی اور
اب پھر ان تمام لڑکیوں کو نیلام پر لے جانے کی
تیاری ہو رہی تھی ایک دفعہ پھر الزبتھ پریشان ہو
گئی تھی۔ دوسری طرف ماریا نے یہاں سے تمام
لڑکیوں کو نکالنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ پھر ایک
دن آدھی رات کے وقت ماریا نے تمام لڑکیوں
کو بیدار کیا اور ان سے کہا ایک ایک دو دو
کرکے یہاں سے نکل کر سمندر کی طرف چلیں سب
لڑکیاں سہم کر رہ گئیں کہ یہ نظر نہ آنے والی کون
ہے جس کی طرف آواز ہی آ رہی ہے لیکن
الزبتھ نے انہیں یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ وہ
بزرگ پھر لوٹ کر آ گئے جنہوں نے پہلے
ہماری مدد کی تھی
انہوں نے کہا پہرے پر موجود ڈاکوؤں کا کیا
ہو گا۔
ماریا نے کہا میں نے سب انتظام کر لیا ہے
آج کی شام پہرے دار گہری نیند سو رہے ہیں

میں نے حکیم کی دوائیوں میں سے بے ہوشی کی دوا ان پہرے داروں کے کھانے میں ملا دی ہے لہذا آج کوئی خطرہ نہیں۔

تمام لڑکیاں مع الزبتھ کے خوش ہو گئیں اور آہستہ آہستہ یہاں سے نکل کر سمندر کی طرف جانے لگیں۔ جب تمام لڑکیاں یہاں سے نکل چکیں تو ماریا نے الزبتھ کو بھی ساتھ لیا اور باہر نکل آئی پہرے پر موجود پہرے دار گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے ماریا اور الزبتھ بھی سمندر کے پاس پہنچ گئیں یہ ایک تاریک رات تھی اور آسمان پر چاند کے علاوہ کوئی ستارہ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ماریا نے سمندر کے کنارے سب لڑکیوں کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور پھر انہیں اس سمت لے گئی جہاں کشتیاں موجود تھیں۔ لیکن اسے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ یہاں کے دونوں پہرے دار جاگ رہے تھے شاید ان لوگوں تک یا تو کھانا ہی نہیں پہنچا تھا یا پھر ان دونوں نے کھانا ہی نہیں کھایا تھا۔ لڑکیاں ڈر کے مارے کانپ رہی تھیں۔

الزبتھ نے سرگوشی کی ماریا باجی اب کیا ہو گا۔

ماریہ نے کہا فکر نہ کرو تم سب یہیں ٹھہرو میں ان کی مرمت کر کے ابھی آتی ہوں۔ وہ جلدی جلدی ان کے قریب گئی تو وہاں ماجرہ ہی دوسرا تھا۔ وہ خود اپنے گروہ سے غداری کر کے ایک بڑے صندوق میں دولت اکٹھی کر کے یہاں سے بھاگ رہے تھے اور صندوق کو کشتی میں لاد رہے تھے اور سرگوشیاں کر رہے تھے ایک جس کا نام ہیبت خاں تھا دوسرے ساتھی امراؤ سنگھ سے کہہ رہا تھا ہیبت خاں یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی آج پہرے دار اتنے بے فکر ہو کر کیسے سو رہے ہیں یار کہیں ہمارے لئے کوئی جال تو نہیں بچھایا گیا۔

امراؤ سنگھ نے کہا۔ کیسے ڈاکو ہو سینے میں چڑی کا دل ہے۔ شاید نگران خود ہماری مدد کر رہا ہے ہمیں برسوں کی محنت کا صلہ آج مل رہا ہے اب دیر مت کرو اور کشتی میں بیٹھ جاؤ پھر دونوں ساتھی دولت کے صندوق کے ساتھ ہی یہاں سے روانہ ہو گئے۔

ماریا نے کہا کمبختوں کو آج ہی یہاں سے فرار

ہونا تھا اب خواہ مخواہ ہمیں اور کچھ دیر ان
کے دفع ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا۔ پھر
اس نے آ کر تمام لڑکیوں کو بتایا کہ وہ خود اپنے
گروہ سے غداری کر کے دولت کے صندوق کے ساتھ
فرار ہو گئے ہیں خطرے کی کوئی بات نہیں انہیں
ذرا دور جا لینے دو ابھی تو کافی رات باقی ہے
امراؤ اور ہیبت دونوں کشتی کو سمندر کے گہرے
پانی میں لے گئے۔ بادبان کے ساتھ دونوں پتواریں
بھی استعمال کر رہے تھے اور بڑی تیزی سے
فرار ہو رہے تھے اور خونی لومڑی کا مذاق اڑا
رہے تھے کہ لوگ خواہ مخواہ اس سے ڈرتے ہیں
کہ وہ اندھیرے کا تیر ہے وہ پر اسرار
طاقتوں کی مالک ہے اب کہاں گیا اس
کا تمام جادو اس کا تمام اسرار اور پھر جلدی ہی
انہیں اس اسرار کا علم ہو گیا جب کشتی میں وہ
گہرے سمندر میں پہنچ گئے تھے اس میں ایک
سوراخ تھا وہ اوپر لگے تختے پر بیٹھے تھے لیکن
تمام کشتی پانی سے بھر گئی تھی جسے وہ اندھیرے
میں نہ دیکھ سکے تھے اب تو کشتی واپسی سے

جانے کے بھی قابل نہ رہی تھی موت ان کے چاروں
طرف پانی کی صورت میں گھوم رہی تھی اور پھر ان
دونوں نے دولت کے صندوق کو ڈوبتی ہو کشتی
میں ہی چھوڑ دیا اور خود پانی میں چھلانگیں لگا دیں
جس دولت کے لالچ میں انہوں نے فرار اختیار
کیا تھا وہ صندوق میں بند کشتی سمیت پانی میں غرق
ہو گئی۔ ان دونوں نے بہت کوشش کی کہ کنارے
پر پہنچ جائیں لیکن دونوں شارک مچھلیوں کا نوالہ
بن گئے۔

دوسری طرف ماریا نے لڑکیوں کو کہا کہ تمام
جا کر کشتی میں سوار ہو جائیں سب لڑکیاں ایک
ایک دو دو کر کے اندھیرے میں رینگتی ہوئی آئیں
اور کشتی میں سوار ہو جائیں آخر میں ماریا نے
الزبتھ کو ساتھ لیا اور وہ بھی کشتی میں جا بیٹھی
اور کشتی کو پانی میں چھوڑ دیا۔

رات کافی اندھیری تھی ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں
دے رہا تھا۔ ہوا موافق تھی اس لئے کشتی
آرام سے لہروں پر چل جا رہی تھی۔ تمام لڑکیاں
بہت خوش تھیں اور الزبتھ سے کہہ رہی تھیں بہن

تمہارے بزرگ کی آواز تو بہت سریلی ہے اور
خوبصورت لڑکیوں کی آواز کی طرح ہے یہ بزرگ ہیں
یا بزرگنی ہیں یعنی بزرگ کی بیوی اس بات پر
الزبتھ نے بھی قہقہہ لگایا اور کہا۔

یہ ایک روح ہے اور روح کو اختیار ہوتا
ہے جیسی چاہے آواز بنائے کیونکہ معاملہ ہم
لڑکیوں کا ہے اس لئے انہوں نے آواز بھی لڑکیوں
والی ہی بنا رکھی ہے۔

ایک شرارتی لڑکی نے کہا یہ ہمیں نظر کیوں نہیں
آتی۔ الزبتھ نے کہا۔ تمہیں آم کھانے سے غرض ہے
کہ پیڑ گننے سے۔ نظر نہ آکر بھی یہ ہماری مدد کر
رہی ہے کیا یہ کافی نہیں۔

ایک لڑکی نے کہا میں نے پہرے داروں سے
سنا تھا کہ خونی لومڑی بڑی پر اسرار طاقتوں کی مالک
ہے اور وہ جادو بھی جانتی ہے لیکن اس کے دو
ساتھی دولت لے کر فرار ہو گئے اور اسے علم
ہی نہ ہوا۔

دوسری نے کہا اور ہم تمام لڑکیاں بھی یہاں
سے فرار ہو رہی ہیں اور وہ گھوڑے بیچ کے

سو رہی ہے۔

تیسری نے کہا لوگ رسی کا سانپ بنا لیتے ہیں
اسی دہشت کے نام پر تو وہ بڑے بڑے بہادر
ڈاکوؤں پر حکومت کر رہی ہے۔

ایک نے کہا میرا بس چلے تو لومڑی کی دم
کاٹ دوں اس بات پر پھر قہقہہ بلند ہوا۔

ماریا خاموش بیٹھی یہ سب کچھ سن رہی تھی
اور اس بات پر خوش تھی کہ مردہ جسموں میں
پھر زندگی لوٹ آئی ہے انہی خوش گپیوں میں
سفر کٹ رہا تھا۔ کشتی تیزی سے سمندر کا
سینہ چیرتی ہوئی جا رہی تھی۔ رات دبے پاؤں
گزر رہی تھی۔ آزادی کا سورج طلوع ہونے والا
تھا تمام لڑکیاں اونگھ رہی تھیں لیکن ماریا
اور الزبتھ جاگ رہی تھیں۔

ماریہ نے الزبتھ کو خاموش دیکھ کر کہا تم
خاموش کیوں بیٹھی ہو کوئی بات کرو۔

الزبتھ نے کہا ماریا باجی سوچ رہی ہوں تم لوگوں
کے احسان کا بدلہ کیسے چکاؤں گی۔

ماریا نے کہا الزبتھ ہم نے تم پر کوئی احسان نہیں

کیا۔ میری خواہش ہے تم جلد از جلد اپنے والدین
کے پاس پہنچ جاؤ تو میں بھائی عنبر اور ناگ کی
تلاش میں نکلوں

الزبتھ نے کہا ماریا باجی میں اپنے وطن پہنچ
گئی اور قسمت نے آپ تینوں بھائی بہن کو اکٹھا کر
دیا تو مجھ سے وعدہ کرو عنبر اور ناگ بھائی کو لے کر
میرے پاس ضرور آؤ گی میرے ممی ڈیڈی آپ لوگوں
سے مل کر بہت خوش ہوں گے آپ لوگوں کی خدمت
کرکے مجھے بے انتہائی خوشی ہوگی۔ ماریا باجی میں اپنے
وطن کی ایک ایک جگہ آپ کو دکھاؤں گی کاش وہ
دن جلدی آ جائے اور میں آپ لوگوں کو لینے
اپنے وطن کی بندرگاہ پر آؤں میں آپ لوگوں کی
راہ میں آنکھیں بچھا کر رکھوں گی آؤ گی نا باجی۔

ماریا نے کہا الزبتھ میں وعدہ کرتی ہوں۔ ویسے
ہم آئیں یا نہ آئیں لیکن تمہاری شادی پر ضرور مبارکباد
دینے آئیں گے۔ الزبتھ فرط مسرت سے قندھاری انار کی
طرح سرخ ہوگئی۔ رات کا اندھیرا چھٹ رہا تھا
اور دن کا اجالا بڑھنے لگا تھا لڑکیاں بھی جمائیاں
لے کر بیدار ہو رہی تھیں ماریا نے دیکھا ایک

لڑکی ان کی طرف بیٹھ کے مسلسل پتوار چلائے جا
رہی تھی

اس وقت ایک لڑکی نے کہا بہن الزبتھ ہم
خونی لومڑی کے جزیرے سے کتنی دور آ گئے ہیں
میں تو رات بھر گہری نیند سوئی رہی ہوں۔

دوسری نے کہا کیا صبح صبح اس منحوس کا نام
لے لیا ہے تم نے۔ لعنت بھیجو اس کتیا پر

تیسری نے کہا اس کی دم کاٹنے کی حسرت
دل میں ہی رہ گئی

ماریا نے دیکھا کشتی جزیرے کے کنارے
سے لگ گئی ہے۔ الزبتھ نے کہا شاید یہ کوئی
جزیرہ ہے۔ تب کشتی پر پتوار سنبھالے لڑکی نے
مڑ کر سب کی طرف دیکھا تو خوف سے سب
کی چیخیں نکل گئیں یہ تو خونی لومڑی تھی۔

○

طوفان ختم ہونے کے بعد عنبر نے پورا زور لگا کر
اس بھنور سے نکلنے کی کوشش کی لیکن وہ ناکام
ہوگیا۔ اب طوفان گزر گیا تھا۔ سمندر پہ سکون تھا

لیکن سمندر کا یہ علاقہ تو ہر وقت طوفانی حالت میں
رہتا تھا۔ عنبر سمندر میں اس طرح گردش کر رہا تھا جیسے آج
کل مصنوعی سیارے فضا میں چھوڑے جائیں تو
وہ سورج کے گرد گردش کرتے رہتے ہیں آخر تنگ
آکر جب عنبر سمندر کا حصار نہ توڑ سکا تو اس نے
پانی کے اندر ڈبکی لگائی اور گہرائی میں اترتا ہی چلا گیا
اس کا خیال تھا کہ کافی گہرائی میں جا کر سمندر پر سکون
ہوگا جس طرح زمین سے اوپر جانے والی چیزوں
کو اپنی کشش کے ذریعے اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اس
طرح ایک حد تک اندر جانے کے بعد سمندر نے
اسے اپنے اندر کھینچنا شروع کر دیا اور پھر سمندر
کے اندر پہاڑی راستوں سے ہوتا ہوا عنبر ایک عجیب
ہی دنیا میں پہنچ گیا۔

یہاں سمندر کا پانی سونے کا اور پہاڑیاں چاندی
کی بنی ہوئیں تھیں اور ان کے درمیان سیپ اور
گونگوں کا ایک نہایت ہی عالیشان محل بنا ہوا
تھا۔ جہاں سے جل پریاں نکل نکل کر باہر
آ رہی تھیں پھر انہوں نے عنبر کو اپنے حلقے
میں لے لیا اور اسے اندر محل میں لے گئیں

جس کی تراش خراش دیکھ کر عنبر دنگ ہی رہ گیا
اندر زمرد اور یاقوت کی سلیں چیر کر ایسے ایسے
خوبصورت ستون اور محرابیں بنائی گئیں تھیں جنہیں
دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

عنبر نے اہرام مصر الورہ اور الفنٹا کے غار
بھی دیکھے تھے۔ الحمرا کے محلات بھی وہ دیکھ
چکا تھا لیکن یہ تمام اس محل کے عشر عشیر بھی نہ
تھے اندر روشنی کے لئے چھت اور دیواروں
میں ہیرے جڑے ہوئے تھے جن کی آب و تاب
نے محل کو منور کر رکھا تھا۔

پھر وہ تمام جل پریاں عنبر کو لے کر ایک سجے
ہوئے کمرے میں داخل ہوئیں۔ یہاں ہر قسم کا
سامان موجود تھا۔ عنبر یہاں کی دیواروں اور چھتوں کے
نقش و نگار، یہاں کی آرائش و زیبائش دیکھ کر دنگ
رہ گیا پھر عنبر نے ان سے پوچھا مجھے یہاں کیوں لایا
گیا ہے۔ ایک جل پری نے اپنی زبان میں جواب دیا
جو لہروں کے دوش پر ہوتا ہوا عنبر کے دماغ میں
الفاظ کی صورت میں ڈھل گیا۔ اس نے جواب
دیا تمہارے ہر سوال کا جواب جل پریوں کی ملکہ دیگی

کھوپڑیوں کا رقص.

پتوار چلانے والی لڑکی نے کشتی کنارے لگ جانے کے بعد مڑ
کر دیکھا ۔ تمام لڑکیوں کی چیخیں نکل گئیں ۔ کیونکہ یہ لڑکی خود خونی لومڑی
تھی ۔ قیدی لڑکیاں اس طرح خوف سے کانپتی ہوئی اس کی طرف دیکھ
رہی تھیں جیسے انہوں نے کوئی ناگن اچانک سامنے دیکھ لی ہو ۔ خونی
لومڑی نے قہر انگیز نگاہوں سے ان کی طرف دیکھ کر کہا ۔ میری لمبی
زندگی میں پہلی بار میرے دو ساتھیوں نے غداری کی کوشش کی اور
وہ چرائی ہوئی دولت کے ساتھ سمندری مچھلیوں کی خوراک بن چکے
ہیں ۔ تم نے یہ دیکھ کر فرار کی کوشش کی کہ میں بے خبر سو
رہی ہوں لیکن دیکھ لو میرے سر سے لے کر پاؤں تک آنکھیں ہی
آنکھیں ہیں مجھے دھوکہ دے کر فرار ہونے والا مجرم پاتال میں بھی
چلا جائے تو میری آنکھوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا ۔ یہ نیلی
آنکھوں اور سنہری بالوں والی لڑکی جس کی حمایت پر تم لوگوں نے
فرار کی کوشش کی اس کا وجود دوسروں کو نظر نہیں آ سکتا۔
لیکن میں اسے شیشے میں نظر آنے والے عکس کی طرح دیکھ رہی

ہوں ۔ ماریا میں نے تمہارے ماضی میں جھانک کر دیکھ لیا ہے ۔
ہزاروں سال سے تم لوگ ملتے اور بچھڑتے چلے آرہے ہو ۔ عنبر
فرعونوں کی اولاد ہے اور ناگ ہزاروں سال پرانا مصری سانپ ہے
یاد رکھو ماریا ۔ ماہر سے ماہر تیر انداز بھی کبھی نہ کبھی نشانہ ضرور خطا
کر دیتا ہے ۔ ہر بار کامیابی صرف تمہارے ہی حصے میں نہیں آ
سکتی ۔ تمہاری شہ پاکر ان ذلیل لڑکیوں نے میری شان میں جو
گستاخیاں کی ہیں وہ ناقابلِ معافی ہیں ۔ ماریا آگ سے چاہو تو دامن
بچا کر لوٹ جاؤ ایسا نہ ہو تمہیں پچھتانا پڑے ۔
ماریا نے کہا آزادی ہر انسان کا بنیادی حق ہے میں ان قیدی
لڑکیوں کو آزادی دلانے کے لئے آئی ہوں ۔ ہم فیصلہ کرکے بدلنے
کے عادی نہیں ۔ ہزاروں سالوں سے شیطانی آگ ہمارے مقابل بھڑک
رہی ہے اور آج تک ہمارا دامن محفوظ ہے ۔ ہم نے ہر دور میں ظلم
کے خلاف آواز اٹھائی ہے ۔ اب جبکہ تم ہماری اصلیت سے واقف ہو
چکی ہو اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان لڑکیوں کو آزاد کرکے میرے
حوالے کر دو ۔ خونی لومڑی نے اشارہ کیا اور خونی لومڑی کے ساتھی
پلک جھپکتے ہی یہاں پہنچ گئے ۔ خونی لومڑی نے حکم دیا لے جاؤ
ان کتیوں کو اور لے جاکر بند کر دو ۔ جونہی لومڑی کے ساتھی
آگے بڑھے ماریا نے ان کی مرمت کرنی شروع کر دی اور وہ بدحواس
ہو گئے کیونکہ کوئی نظر نہ آنے والی طاقت ان سے نبرد آزما تھی۔

اس لئے وہ کھڑے ہو کر اپنی مالکن کا منہ تکنے لگے۔ اب خونی
لومڑی خود ماریا کے مقابلے میں آ گئی اور دونوں کے درمیان زور
آزمائی شروع ہو گئی جس سے فائدہ اٹھا کر خونی لومڑی کے ساتھی
ان تمام لڑکیوں کو ہانکتے ہوئے بھیڑ بکریوں کی طرح قید خانے کی
طرف لے گئے۔ ماریا اور خونی لومڑی میں زبردست مقابلہ شروع ہو گیا
اور دونوں پہلوانوں کی طرح سے داؤ پیچ اور زور آزمائی میں مصروف ہو
گئیں۔ ماریا کو آج پہلی مرتبہ احساس ہوا کہ خونی لومڑی کسی پتھر سے
بنی ہوئی ہے اور لومڑی کو بھی ایسا لگا جیسے وہ کسی فولادی مجسمے
سے بھڑ گئی ہے۔ کافی دیر دونوں میں زور آزمائی ہوتی رہی اور نتیجہ
کچھ بھی نہ نکل سکا۔

آخر خونی لومڑی اپنے اُوچھے ہتھیاروں پر اُتر آئی اس نے جب
دیکھا ماریا طاقت سے مغلوب نہیں ہوتی تو اس نے سیاہ طاقتوں کو
اپنی مدد پر بلانے کے لئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنا شروع کر دیا
اس کی آنکھیں جنگلی کبوتر کے خون کی طرح سرخ ہو گئیں اور بدن
کے بال کانٹوں کی طرح کھڑے ہو گئے اس کا خوبصورت چہرہ کالے علم
کی وجہ سے نہایت خوفناک ہو گیا۔ اس نے پڑھ کر پھونکا تو ماریا
کے گرد کھوپڑیاں ہی کھوپڑیاں ایک دائرے میں رقص کرنے لگیں۔ ان
کھوپڑیوں کے جبڑے کھلے ہوئے تھے اور نہایت ہی تیز اور نوکیلے دانت
دکھائی دے رہے تھے۔ ماریا نے اس دائرے سے نکل جانے کی کوشش

کی لیکن قریب جا کر اسے پتہ چلا کہ یہ کھوپڑیاں کسی لوہے کی مضبوط
تار میں پروئی ہوئی ہیں اور جونہی ماریا نے تار کو ہاتھ لگایا ایک
شعلہ سا لپک گیا۔ ماریا اس حصار کو توڑنے میں ناکام ہو گئی۔
اس نے چھلانگ لگا کر اس حصار کو پار کرنا چاہا لیکن کھوپڑیوں کا
دائرہ اس کے ساتھ ہی اونچا ہو گیا۔ خونی لومڑی نے قہقہہ لگایا
اور پھر اس نے بڑی رعونت سے حکم دیا لے جاؤ اسے کھوپڑیوں
کے محل میں قید کر دو اس سال میں اس کے خون سے غسل کر کے
اپنی طاقتوں کو امر کر دوں گی۔

کھوپڑیاں شیطانی رقص کے دائرے میں ماریا کو لے کر ایک سمت
چلنے لگیں۔ ایک دفعہ پھر ماریا نے اس حصار کو توڑنے کی کوشش
کی لیکن کامیاب نہ ہو سکی اور اس نے اپنے آپ کو حالات کے
سپرد کر دیا۔ کھوپڑیاں اسے لے کر ایک کنوئیں میں اتر گئیں جسے
اندھا کنواں کہنا چاہئے کیونکہ یہاں بے پناہ تاریکی تھی اور ہاتھ
کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا تھا۔ در و دیوار سے بلاؤں کے چیخنے اور
چلانے کی آوازیں آ رہی تھیں جیسے یہ تمام عفریتیں مل کر خوشی کا
اظہار کر رہی ہوں۔ ماریا کو اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔
اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی نظر نہ آنے والی شے پر کھڑی
ہوں اور وہ اسے تیزی سے کنوئیں کی نہ ختم ہونے والی گہرائی میں
لے جا رہی تھی پھر کافی عرصہ نیچے جانے کے بعد ماریا جب تاریکی

میں دیکھنے کے قابل ہوئی تو اسے احساس ہوا کہ وہ کنویں میں
ایک راہداری کے ذریعے جو دائیں طرف کی دیوار میں ایک محراب
کے نیچے واقع تھی کھوپڑیوں کے حصار میں چلی جارہی ہے۔ اس
راہداری کا فرش، در و دیوار اور یہاں تک کہ چھتیں بھی کھوپڑیوں کو
جوڑ کر بنائی گئی تھیں اور سب سے حیرت کی بات یہ تھی کہ یہ
کھوپڑیاں ماریا کو چڑانے کے لئے قہقہے بھی لگا رہی تھیں اور اس
کا منہ بھی چڑا رہی تھیں اور جو چیخیں اور قہقہے وہ سنتی آرہی تھی
وہ ان ہی عفریتوں کا کارنامہ تھا۔

راہداری ختم ہو گئی پھر کھوپڑیوں کا یہ دائرہ بائیں طرف گھوم
گیا جہاں مڑ جانے کے بعد ماریا کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ یہاں
کھوپڑیوں کا ایک بہت بڑا محل کھڑا تھا جو مکمل طور پر کھوپڑیوں
کو جوڑ کر بنایا گیا تھا اور جس میں جڑی ہوئی تمام کھوپڑیاں زندہ
چہروں کی طرح حرکت کر رہی تھیں اور ماریا کا ہنس کر منہ چڑا
کر مذاق اڑا رہی تھیں۔ یہاں کی دیواریں، محرابیں اور ستون تک
کھوپڑیوں کے بنے ہوئے تھے یہاں تک کہ فرش میں بھی کھوپڑیاں ہی
جڑی ہوئی تھیں۔ یہ کھوپڑیوں کا دائرہ ماریا کو ایک کمرے میں
لایا جہاں کھوپڑیوں میں پڑی چربی سے چراغ جل رہے تھے اور
مختلف کھوپڑیوں میں خوشبو کی جگہ کوئی ایسی چیز جل رہی تھی جس
کے دھوئیں سے مشک کافور کی بو آرہی تھی اور ان سے دھواں

سانپ کی طرح بل کھاتا ہوا اٹھ رہا تھا۔ چراغوں سے زرد اور بیمار قسم
کی روشنی محدود جگہ پر اپنی روشنی پھیلائے ہوئے تھے جو کمرے
کے اعتبار سے ناکافی معلوم ہوتی تھی۔ یہ ایک گول کمرہ تھا جہاں
کوئی کھڑکی وغیرہ نہ تھی چھت بڑی مہارت سے کھوپڑیوں کو جوڑ
کر نقش و نگار بنائے گئے تھے۔ یہاں ماریا کو چھوڑ کے بعد
کھوپڑیاں غائب ہو گئیں۔ ماریا نے بھاگ کر دروازے سے نکلنا چاہا
لیکن دروازے تک پہنچنے سے پہلے ہی دروازہ بند ہو چکا تھا۔ دوسری
طرف غار میں بند قیدی لڑکیاں سہمی کھڑی ہوئی تھیں اور ان کے
سامنے ڈاکوؤں کے ساتھ خونی لومڑی بجلی کی طرح کڑک رہی تھی۔
اس کے ہاتھ میں ایک باریک سا بید تھا اور وہ اس لڑکی کے
پاس آئی جس نے اسے کتیا کہا تھا۔ خونی لومڑی نے اسے بالوں
سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کہا تو نے مجھے کتیا کہا تھا سوریا۔ پھر
شاڑ شاڑ اس کے بدن پر بید پڑنے شروع ہو گئے۔ الزبتھ اور
دوسری لڑکیاں تھر تھر کانپ کر رہ گئیں اور وہ لڑکی مار کھا کر
گری اور بیہوش ہو گئی۔ پھر خونی لومڑی اس لڑکی کے پاس آئی
جس نے کہا تھا میرا جی چاہتا ہے اس لومڑی کی دم کاٹ دوں۔
خونی لومڑی نے اسے بھی بالوں سے پکڑ کر کئی جھٹکے دیئے اور کہا تو
میری دم کاٹنا چاہتی تھی میں تیری چوٹی کاٹ ڈالوں گی۔ اس نے
ایک ڈاکو کی پیٹی سے تیز دھار خنجر نکال کر پہلے اس کی چوٹی کاٹی

اور پھر اسی تیز خنجر سے اس کے سر کے تمام بال مونڈ ڈالے لڑکی اس تذلیل پر غم سے ہی بیہوش ہو گئی۔ چونکہ النزبتھ نے کوئی بھی بات خونی لومڑی کے متعلق نہ کی تھی لہٰذا اس کی جان بچ گئی اور لومڑی بقایا لڑکیوں کو سزا دینے کے بعد یہاں سے چلی گئی۔

دوسری طرف ناگ غار سے نکل کر سرخ پھولوں کی تلاش میں اس درخت کی طرف چل نکلا۔ غار سے کافی دور نکل کر وہ ایک راستے پر چل دیا۔ یہاں ہر طرف جھڑ بیریوں کی جھاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ سرخ پھولوں والے درخت کا کہیں پتہ ہی نہیں تھا پھر ایسی بنجر زمین پر کسی پھولوں والے درخت کا پیدا ہونا کسی جادوئی کمال کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ سرکٹی راجکماری نے تو بتایا تھا کہ وہ درخت یہاں سے قریب ہی ہے لیکن سارا دن اس کی تلاش میں گزر گیا مگر ناگ کو کہیں بھی سرخ پھولوں والا وہ درخت نظر نہ آیا آخر اس کی سمجھ میں ایک ترکیب آگئی ایک جگہ بیٹھ کر اس نے اس علاقے کے سانپوں کو سگنل دیا۔ قریب ہی ایک ٹبے کے اندر بل میں انڈوں پر ناگن بیٹھی تھی اس نے جو ناگ کا سگنل سنا تو انڈے چھوڑ کر اس کی خوشبو پر دوڑتی ہوئی چلی آئی اور ناگ کے قدموں میں لوٹنے لگی۔ ناگ نے اس سے اس علاقے میں اُگے ہوئے سرخ پھولوں کے درخت کے متعلق دریافت کیا تو ناگن نے کہا وہ ایک جادو کا درخت ہے جسے ایک جن نے اپنے جادو سے سمندر کے کنارے

نشان کے طور پر لگا رکھا ہے۔ یہ درخت ہر آدمی کو نظر نہیں آسکتا کیونکہ وہ درخت زمین کے اندر ہے یہاں سے دائیں طرف ٹبہ ہے اس سے کوئی دو گز کے فاصلے پر وہ جگہ ہے جہاں زمین کے اندر وہ درخت ہے۔ اس جگہ جا کر ایک جادو کے الفاظ ادا کرنے ہوتے ہیں تب وہ درخت زمین سے اوپر آجاتا ہے۔ ناگ نے کہا وہ جادو کے الفاظ تمہیں معلوم ہیں۔ ناگن نے کہا ہاں ایک روز میں شکار کی تلاش میں اس ٹبے کے آس پاس گھوم رہی تھی کہ اتفاق سے میں نے اس جن کو دیکھا جو اس ٹبے کے پاس آیا اور اس نے جادو کے وہ الفاظ ادا کئے جو مجھے یاد ہو گئے اس نے وہ الفاظ ادا کئے تو زمین سے ایک درخت سرخ پھول جس پر لگے ہوئے تھے باہر آگیا۔ ایک نے ایک پھول توڑ کر سمندر میں پھینک دیا۔ وہ پھول تیرتا ہوا پانی پر ایک طرف چلا گیا۔ یہ جن بھی پھول کے ساتھ ساتھ کنارے پر چلتا گیا۔ میں نے دیکھا ایک جگہ جا کر پھول پانی میں ڈوب گیا۔ اسی جگہ جن بھی پانی میں غوطہ لگا گیا۔ آگے کیا ہوا مجھے علم نہیں ناگ نے کہا آگے کے متعلق تو بعد میں دیکھا جائے گا فی الحال تم مجھے وہ جادو کے الفاظ بتا دو۔ ناگن نے سر خم کر کے کہا وہ الفاظ یہ ہیں۔ گلی گلی گلی گلی جھبا جھوا ے درخت زمین سے اوپر آ جاؤ۔ ناگ نے ایک دو مرتبہ ذہن میں یہی الفاظ دہرائے تو

اسے یاد ہو گئے۔ تب اس نے کہا ٹھیک ہے اب تم جا سکتی ہو۔ ناگن نے پھن جھکا کر سلام کیا اور رینگتی ہوئی اپنے بل کی طرف چلی گئی۔

ناگ اس کے بتائے ہوئے ٹبے کی طرف روانہ ہوا اور اس خاص جگہ پر پہنچ کر اس نے جادو کے وہ الفاظ دہرائے۔ گگ گگ گگی گگی جھبا جھوا اے درخت زمین سے اوپر آجاؤ۔ جونہی ناگ نے یہ الفاظ ادا کئے زمین سے سرخ پھولوں والا ایک درخت نکل کر ناگ کے سامنے آگیا۔ ناگ نے حیرت سے ان بڑے بڑے سرخ پھولوں کو دیکھا جو کچھ زیادہ ہی بڑے تھے۔ پھر ناگ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر پھول کو توڑنا چاہا تو درخت اونچا ہو گیا اور تمام سرخ پھولوں میں عجیب وغریب خوفناک چہرے ابھر آئے اور ناگ پر ہنسنے لگے۔ ناگ نے ایک ٹبے پر چڑھ کر پھر ایک پھول توڑنے کی کوشش کی۔ درخت اور لمبا ہو گیا۔ اب ناگ سوچنے لگا سرکٹی راجکماری نے یہ کام اسے ادھورا ہی بتایا ہے۔ اسے یہ بھی علم نہ تھا کہ درخت زمین کے اندر ہے اور جادو کے الفاظ کے ساتھ اوپر آتا ہے۔ اب یہ پتہ نہیں اس کا پھول توڑنے کے لئے کیا کیا جائے۔ جونہی پھول توڑنا چاہتا ہوں درخت لمبا ہو جاتا ہے اور

پھول کے اندر جھانکتے ہوئے چہرے اس کا مذاق اڑاتے ہیں اور ہنسنا شروع کر دیتے ہیں۔

آخر تنگ آکر ناگ نے لوٹ لگائی اور سانپ بن کر درخت پر چڑھ گیا اور ایک شاخ پر بیٹھ کر اپنا منہ پھول کی ڈنڈی کی طرف توڑنے کے لئے بڑھایا۔ اب سب چہروں نے ہنسنے کی بجائے شور مچانا شروع کر دیا اور بچاؤ بچاؤ کی آوازیں ہر طرف سے آنے لگیں۔ ناگ کو علم تھا کہ یہ جادو کا کھیل ہے۔ اس نے پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنے منہ سے ایک پھول ٹالی سے توڑ لیا اور رینگتا ہوا زمین پر آگیا۔ جونہی ناگ درخت سے زمین پر آیا درخت پھر زمین کے اندر دھنس گیا۔ ناگ نے لوٹ لگا کر انسانی شکل اختیار کی اور سرخ پھول سمندر میں پھینک دیا۔ پھول تیرتا ہوا ایک سمت کو چل دیا۔ ناگ کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ پھول بہاؤ کی طرف نہیں بلکہ مخالف سمت تیرتا ہوا جا رہا تھا پانی کے بہاؤ کے خلاف۔ ناگ بھی اسی سمت چلتا رہا اور اس کی نظر پھول سے ایک لمحہ کے لئے بھی نہ ہٹی۔ پھر ایک جگہ جا کر پھول سمندر میں ڈوب گیا۔ ناگ تو پہلے سے ہی تیار تھا۔ اسی مقام پر ناگ نے بھی سمندر میں چھلانگ لگا دی۔

ناگ کو سمندر کے نیلے پانی میں پھول نیچے جاتا ہوا
صاف نظر آ رہا تھا اور ناگ بھی اس کے پیچھے ہی پانی
کے اندر تیرتا ہوا چلا جا رہا تھا - پانی کی سطح سے کافی
نیچے جا کر ناگ نے دیکھا لمبی لمبی لچکدار جڑوں والے درخت
پانی میں بنے ہوئے پہاڑی ٹبوں پر اُگے ہوئے تھے جن کی
شاخیں جڑوں کی طرح لچکدار اور دور تک پانی میں تیرتی
پھر رہی تھیں - پھول ان ٹبوں کے درمیان بنے ہوئے راستے
پر دائیں طرف مڑ گیا لیکن جونہی ناگ اس سمت مڑنے لگا
درختوں کی تیرتی ہوئی شاخیں تیندوے کی لاتعداد ٹانگوں
کی طرح ناگ کے جسم سے لپٹ گئیں - ناگ کو ایسا لگا کہ
اس کے تمام جسم کو کسی نے رسیوں سے جکڑ لیا ہے -
اور یہ بندش سخت ہونی شروع ہو گئی اور یہ نرم اور لچکیلی
شاخیں ناگ کے گوشت میں ریشم کی باریک ڈوری کی
طرح دھنسنا شروع ہو گئیں - ناگ نے ان کو توڑنا چاہا لیکن
یہ بات اس کی طاقت سے باہر نکلی - وہ کوشش کے باوجود
ان کو نہ توڑ سکا - پھر اس نے جلدی سے پانی کے سانپ کا
تصور کیا اور وہ آدمی سے ایک دم سانپ بن کر اس
بندش سے آزاد ہو گیا اور تیرتا ہوا دائیں طرف والے راستے
کی طرف مڑ گیا جدھر وہ پھول گیا تھا -

اب اس کے سامنے پانی میں سنگِ مرمر کی ایک بارہ دری
موجود تھی جس کے درمیان ایک چبوترے پر راجکماری کا دھڑ
پڑا ہوا تھا - لیکن اس کے ساتھ ہی ایک طرف سے ایک
گھڑیال اپنا منہ کھولے سانپ کو نگلنے کے لئے نکل پڑا -
ناگ ایک دم آدمی کے روپ میں آگیا اور غوطہ لگا کر
گھڑیال کے حملے سے بچ گیا - دوسری طرف گھڑیال نے بھی
اپنی شکل تبدیل کر لی - اب ناگ نے سامنے ایک چڑیل اپنے
ہاتھ میں ایک لمبی تلوار لئے کھڑی تھی - اس نے ناگ کو
دیکھ کر قہقہہ لگایا اور کہا حقیر کیڑے میں سمندری چڑیل
ہوں - تو نے اپنی موت کے دروازے پر دستک دی ہے -
میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گی تاکہ پھر تو دوبارہ زندہ
نہ ہو سکے - چڑیل نے بڑھ کر ناگ پر اپنی تلوار کا بھرپور وار
کیا جو بلاشبہ کئی من وزنی تھی اور جس کی دھار بال سے
بھی زیادہ باریک تھی - ناگ نے پھرتی سے وار بچایا اور
لوٹ لگا کر مچھلی بن کر پانی میں موجود کائی جو لمبی ہو کر
جھاڑیوں کی طرح پانی میں پھیلی ہوئی تھی، میں غائب ہو گیا -
کیونکہ ناگ عنبر تو تھا نہیں جس کے جسم پر تلوار زخم نہیں
لگا سکتی - پھر اسے خیال تھا اگر اس چڑیل نے اس کا جسم
ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تو اس کی زندگی ختم ہو جائے گی -

بلا نے کچھوے کا روپ دھار کر مچھلی کی تلاش شروع کر دی لیکن ناگ کائی میں محفوظ ہو چکا تھا۔ کچھوا اسے تلاش نہ کر سکا۔ ناگ چھپا یہ سوچ رہا تھا کہ بلا سے مقابلہ کر کے جیتنا بہت مشکل ہے بہتر یہی ہے اس کی غفلت میں یہ کام سرانجام دیا جائے۔ دوسری طرف کچھوے نے کافی دیر تک ناگ کو تلاش کیا اور آخر کار یہ سمجھ کر کہ شاید ناگ مچھلی بن کر سمندر سے باہر چلا گیا ہے۔ چڑیل کچھوے سے پھر اپنی اصلی حالت میں آکر بارہ دری میں لیٹ گئی۔ اب ناگ کو احساس ہو گیا تھا کہ جس کام کو وہ آسان سمجھ کر راجکماری سے وعدہ کر کے چلا آیا تھا بلاشبہ راجکماری کے بقول یہ ایک جذباتی فیصلہ تھا۔ اب وہ چھپا ہوا اس چڑیل کے سونے کا انتظار کرنے لگا۔ آدھی رات تک ناگ کو اس کا انتظار کرنا پڑا کیونکہ وہ ذرا محتاط ہو گئی تھی لیکن آدھی رات کے بعد ناگ کو اس کے خوفناک خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ ناگ کائی سے نکل آیا اور اگن ناگ کا روپ دھار لیا۔ اگن ناگ ایسا خطرناک سانپ ہوتا ہے جس کی پھنکار سے آگ لگ جاتی ہے۔ وہ رینگتا ہوا سوئی ہوئی چڑیل کے پاس آیا اور بھرپور پھونک ماری۔ چڑیل کے جسم میں آگ لگ گئی۔ اگن سانپ اڑتا ہوا راجکماری

کے دھڑ کے نیچے چھپ گیا۔ ایک خوفناک چیخ کے ساتھ چڑیل اٹھ کھڑی ہوئی پھر اس نے کوئی منتر پڑھ کر اپنے جسم پر پھونک ماری تو آگ بجھ گئی۔

چڑیل نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا یہ کچھوے نہیں جانتے میری جان میرے اس جسم کے اندر نہیں بلکہ اس غار میں ہے جہاں ایک مہان جن کا گھر ہے اور وہاں جانا بہت مشکل ہے اس کے اندر نالے کی آبشار پر راجکماری کے نکلتے ہوئے سر کے پیچھے ایک سوکھے ہوئے درخت پر ایک الو بیٹھا ہے اس میں میری جان ہے اور اس کی حفاظت بارہ جادو کی چمگادڑیں کر رہی ہیں۔ مگر یہ گستاخ کچھوا کہاں چلا گیا ہے۔ میں اسے کھٹمل کی طرح مسل کے رکھ دوں گی۔ وہ چاروں طرف اگن سانپ کو تلاش کرنے لگی۔ اسے کیا خبر کہ اگن سانپ مکھی بن کر اب راجکماری کے دھڑ سے لپٹا ہوا ہے۔ آخر کافی تلاش کے بعد چڑیل پھر اپنی جگہ پر لیٹ کر سو گئی اور خراٹے لینے لگی۔

ناگ نے اس کے منہ سے سن لیا تھا کہ اس کی جان اُلو میں ہے۔ جونہی چڑیل خراٹے لینے لگی اس نے مکھی سے انسانی شکل میں اپنے آپ کو تبدیل کر لیا اور دھڑ کو اٹھا کر یہاں سے لے جانے کے متعلق غور کیا۔ پھر اسے عمل

جامہ پہنانے کے لئے جونہی اس نے دھڑ کو ہاتھ لگایا ایک دم چڑیل نے کروٹ بدلی ۔ ناگ سمجھ گیا دھڑ کو ہاتھ لگانے سے کوئی ایسا سلسلہ ضرور قائم ہے جس سے چڑیل کو خبر ہو جاتی ہے ۔ اب اس نے فیصلہ کر لیا کہ پہلے اس نامراد کو راستے سے ہٹانا ہوگا ورنہ کامیابی بہت مشکل ہے ۔

یہ سوچ کر وہ دوبارہ ناگ مچھلی بن کر پانی میں تیرتا ہوا ان آدم خور درختوں سے بچ کے نکل گیا جونہی وہ موڑ مڑ کر وسیع سمندر میں آیا ایک بڑی مچھلی اسے نگلنے کے لئے جھپٹی ۔ ناگ کے لئے بڑا ہی نازک مرحلہ آ گیا تھا ۔ ایک دفعہ پھر اس نے اپنے آپ کو انسان میں تبدیل کیا لیکن بڑی مچھلی اس کو اپنے جبڑوں میں لے چکی تھی ۔

آگے کیا ہوا یہ جاننے کے لیے قسط نمبر ۵۰

"کھوپڑیوں کا محل"

گولڈن جوبلی نمبر پڑھیے

- ۱۔ لاش کی ملاقات ۵/-
- ۲۔ جہاز ڈوب گیا ۵/-
- ۳۔ مندر کی چڑیل ۵/-
- ۴۔ پُراسرار غار کی مورتی ۵/-
- ۵۔ ناگ لندن میں ۵/-
- ۶۔ تابوت میں سانپ ۵/-
- ۷۔ موت کا دریا ۵/-
- ۸۔ سانپ کا انتقام ۵/-
- ۹۔ سانپ کی آواز ۵/-
- ۱۰۔ ناگ کا قتل ۵/-
- ۱۱۔ شاہ بلوط کا خزانہ ۵/-
- ۱۲۔ پتھر کا ہاتھ ۵/-
- ۱۳۔ طوفانی سمندر کا بھوت ۵/-
- ۱۴۔ ڈائنا سورس کا جزیرہ ۵/-
- ۱۵۔ سیاہ پوش سایہ ۵/-
- ۱۶۔ انسانی بلّی ۵/-
- ۱۷۔ سانپوں کا جنگل ۵/-
- ۱۸۔ ماریا اور بن مانس ۵/-
- ۱۹۔ قبر نما انسان ۵/-
- ۲۰۔ لکشمی دیوی کا انتقام ۵/-
- ۲۱۔ ناگ اور جادو کی ترشول ۵/-
- ۲۲۔ ناگ عنبر مقابلہ ۵/-
- ۲۳۔ لاش کی چیخ ۵/-
- ۲۴۔ آسیب کی رات ۵/-
- ۲۵۔ ننانوے سیڑھیوں کا راز (سلور جوبلی نمبر) ۱۵/-
- ۲۶۔ عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں ۵/-
- ۲۷۔ ماریا اور جادوگر سانپ ۵/-
- ۲۸۔ نقلی ناگ کی سازش ۵/-
- ۲۹۔ بابل کی بدروحیں ۴/-
- ۳۰۔ قبر کی دُلہن (خاص نمبر) ۷/۵۰
- ۳۱۔ آدھا گھوڑا آدھا انسان ۵/-
- ۳۲۔ ناگ ناگن مقابلہ ۶/-
- ۳۳۔ ایک آنکھ والی عورت ۶/-
- ۳۴۔ مُردوں کی شہزادی ۶/-
- ۳۵۔ سانپوں کا دربار ۶/-
- ۳۶۔ قبر اور ڈھانچہ ۶/-
- ۳۷۔ عقرب دیوتا کا پجاری
- ۳۸۔ کٹا ہُوا زندہ ہاتھ
- ۳۹۔ عنبر لاہور میں
- ۴۰۔ چڑیلوں کی ملکہ (خاص نمبر)
- ۴۱۔ مُردہ ھونٹ اور ماریا
- ۴۲۔ رات کا کالا کفن
- ۴۳۔ کھنڈرات کی بدروحیں
- ۴۴۔ ممباطوش اور ناگ
- ۴۵۔ ماریا سونے کی مورتی بن گئی
- ۴۶۔ ناگ غائب ھو گیا
- ۴۷۔ خون کی آبشار
- ۴۸۔ شیشے کی آنکھ پتھر کا دل
- ۴۹۔ خونی لومڑی
- ۵۰۔ کھوپڑیوں کا محل (گولڈن جوبلی نمبر)
- ۵۱۔ ماریا بوتل میں بند ھو گئی
- ۵۲۔ خون کی پیاس
- ۵۳۔ سیاہ کفن پوش بلا
- ۵۴۔ تاریک جزیرہ

نیا مکتبہ اقراء ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸

کھوپڑیوں کا محل
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرأ
کھوپڑیوں کا محل
اے۔ حمید

عنبر اور قیدی جل پری شہزادی

عنبر جل پریوں کے محل میں نظر بند تھا۔ اس کے ساتھ بڑا اچھا برتاؤ کیا جا رہا تھا۔ اعلیٰ قسم کے کھانے اور مشروبات ہر وقت اس کے سامنے حاضر کیے جاتے تھے لیکن عنبر کو بھوک کا احساس ہی نہ ہوتا تھا۔ محض کبھی کبھی منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے وہ کچھ کھا پی لیتا تھا۔ صرف کمرے سے باہر نکلنے پہ پابندی تھی۔ وہ بھی اس وقت تک، جب جل پریوں کی ملکہ کسی دور دراز سفر پہ گئی ہوئی واپس نہ آ جاتی۔ عنبر پریشان تھا کہ خوامخواہ وقت بیکار گذر رہا تھا۔ اسے حبشیوں سے انتقام بھی لینا تھا جو خواب آور جڑی بوٹیاں کھانے میں کھلا کر اسے بیہوش کر کے سمندری بھنور میں ڈال گئے تھے۔ اسے حبشیوں کے قیدی فیڈرک کی بڑھیا ماں کا خیال بھی بار بار آ رہا تھا جس سے وہ وعدہ کر کے آیا تھا کہ اس کے بیٹے کو رہائی دلا کر جلدی واپس لائے گا۔ پھر اسے خیال آتا خدا جانے جل پریوں

قیمت :۔/۱۵ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں
بار اوّل ___
ناشر: نیا مکتبہ اقراء ۱۴ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

کی ملکہ اس سے کیا کام لینا چاہتی ہے۔

اسے اطلاع ملی کہ ملکہ اپنے محل میں آگئی ہے اور اس نے عنبر کو شرفِ باریابی بخشا ہے۔ عنبر کو ملکہ کے دربار میں حاضر کیا گیا۔ جہاں سیپ اور گونگوں کا فرنیچر تھا جس پہ درباری جل پریاں بیٹھی تھیں۔ ان سے قدرے اونچا مختلف قسم کے قیمتی پتھروں کا بنا ہوا ملکہ کا تخت تھا۔ جس پہ ہیرے جواہرات اور لعل جڑے ہوئے تھے اور اس پہ ایک سیپ کی چھت تھی جس پہ سچے موتیوں کی سجاوٹ سے پھول اور پتے بنے ہوئے تھے اور ملکہ اس تخت پر مخملی گدوں پر گاؤ تکیوں کے سہارے بیٹھی ہوئی تھی اس نے اپنی زبان میں عنبر کو خوش آمدید کہا اور اس بات کی معذرت کی کہ اس کی غیر حاضری کی وجہ سے عنبر کو انتظار کرنا پڑا۔

عنبر نے جواب دیا ملکہ میں شکر گذار ہوں میرے ساتھ یہاں بہت اچھا سلوک کیا گیا۔ اب مجھے بتاؤ میرے لائق کیا خدمت ہے۔

ملکہ نے کہا عنبر فلاڈیا شہر کا ولیعہد جون ایبرٹ سمندر سے میری بہن کو جال ڈال کر اپنے ساتھ لے گیا ہے اور اسے لے جاکر اپنے شہر کے عجائب گھر میں ایک

تالاب میں رکھا ہوا ہے۔ مجھے اپنی بہن سے عشق کی حد تک پیار ہے اور مجھے معلوم ہے میری بہن بھی میری جدائی برداشت نہیں کر سکتی۔ وہ اپنی سمندری دنیا کو چھوڑ کر ایک تالاب میں قید تنہائی کی زندگی گذار رہی ہے۔ سمندر کی لا محدود وسعت کو چھوڑ کر ایک تالاب میں وہ زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ میں بھی اس کی جدائی میں بے چین ہوں۔ میں نے سمندر کے دیوتا سے فریاد کی تھی کہ سمندر کو حکم دے فلاڈیا کی ریاست کو ہڑپ کر جائے لیکن دیوتا نے کہا تقدیر کو بدلا نہیں جا سکتا تجھے وقت کا انتظار کرنا ہوگا۔ ایک شخص سمندری بھنور میں پھنس کر تیری سلطنت میں خود بخود آئے گا اس کا نام عنبر ہوگا۔ تیری بہن کو وہی رہائی دلائے گا۔ وہ ہزاروں سال سے زندہ ہے اور بڑا ہی رحم دل ہے تو اُسے اپنی مدد کے لئے آمادہ کرے گی۔ عنبر تم بڑے رحمدل اور اچھے انسان ہو مجھے امید ہے تم میری مدد کرو گے اور دو تڑپتے ہوئے دلوں کو ایک بار پھر ملا دو گے۔ فلاڈیا ساحلِ سمندر پر واقع ہے۔ میں اور میرے ہم جنسوں نے بہت کوشش کی ہے کہ کسی سمندری طوفان میں شہزادی کو آزاد کرا لیں لیکن یہ ممکن نہ ہو سکا۔

عنبر نے کہا ملکہ مجھے افسوس ہے ایک انسان نے اپنی بد فطرت کی وجہ سے خوامخواہ تمہاری بہن کو قیدی بنا کر دلچسپی کا سامان بنا کر رکھا ہوا ہے - میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری بہن کو آزاد کروا کے تم تک پہنچا دونگا

ملکہ نے عنبر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جل پریوں کو حکم دیا کہ اپنے جسموں کا تخت بنا کر عنبر کو بٹھا کر فلاڈیا کے ساحل تک پہنچا دیں۔

عنبر نے کہا ملکہ آپ یہ تکلیف نہ کریں صرف مجھے ایک کشتی عنایت کر دیں جس پر میں فلاڈیا کے ساحل تک سفر کر سکوں۔

ملکہ نے کہا عنبر کشتی میں تم سمندری بھنور کو پار نہیں کر سکتے اور نہ تیر کر تم اس کا حصار توڑ سکتے ہو - میری یہ کنیزیں ہی یہ قدرت رکھتی ہیں کہ سمندری بھنور کو پار کر جائیں - میں تم سے گذارش کروں گی ان کنیزوں کے جسم پر سوار ہو جاؤ اور یہ دنوں کا سفر گھنٹوں میں طے کر کے تمہیں ساحل پر اتار دیں گی۔

چار جل پریاں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑی ہو گئیں - عنبر ان کے جسم پر سوار ہو گیا اور ایک درمیانی جل پری کے دراز گیسو گھوڑے کی لگاموں کی طرح اپنے

ہاتھوں میں پکڑ لئے اور جل پریاں تیرتی ہوئی اسے لے کر فلاڈیا کے ساحل کی طرف روانہ ہو گئیں - عنبر کو بہت حیرت ہوئی - جل پریوں نے بڑی آسانی سے سمندری بھنور کو پار کر لیا اور اس کے حصار سے نکل کر کھلے سمندر میں آگئیں راستے میں حبشیوں والا جزیرہ بھی پڑتا تھا - عنبر کو یہاں سے گذرتے وقت پھر فیڈرک اور اس کی بوڑھی ماں یاد آ گئی - اور حبشی سردار کے رویے پر اس کا خون کھول اٹھا اور اس نے کہا اے جزیرے کے ساحل گواہ رہنا میں یہاں جلدی ہی واپس آؤں گا اور ان لالچی اور ظالم حبشیوں سے تیری زمین کو پاک کر دوں گا - پھر تیزی سے سفر کرتے ہوئے ان جل پریوں نے عنبر کو فلاڈیا کے ساحل پر اتار دیا اور عنبر سے کہا اے عظیم انسان ہم تیری واپسی تک تیری منتظر رہیں گی اور ہمیں ایک دفعہ پھر اپنی شہزادی کو اپنے جسم پر لاد کر وطن واپس لے جاتے ہوئے بہت خوشی ہو گی -

عنبر ساحل پر اُتر گیا اور تھوڑا ہی سفر کرنے کے بعد اسے ایک بگھی مل گئی جو فلاڈیا شہر کو جا رہی تھی - عنبر اس پر سوار ہو گیا - اتفاق کی بات ہے اس بگھی کو راستے میں کوئی اور سواری نہ ملی اور بگھی کا کوچوان دل بہلانے

کے لئے عنبر سے باتوں میں مصروف ہو گیا۔ عنبر نے باتوں باتوں
میں اسے بتایا کہ وہ فلاڈیا کے عجائب گھر میں جل پری کو
دیکھنا چاہتا ہے۔ جسے شہزادہ جون البرٹ سمندر سے
پکڑ کر لایا ہے۔

کوچوان نے کہا تو ہمیں جلدی سفر کرنا ہوگا کیونکہ دن
کے چار بجے عجائب گھر بند ہو جاتا ہے اور اس تالاب پر
بہت سخت پہرہ مقرر ہے۔ کوئی چڑیا بھی وقت ختم ہونے
کے بعد وہاں پر نہیں مار سکتی۔

عنبر نے کہا کیا تم نے اس نادر اور عجیب الخلقت
جل پری کو دیکھا ہے۔

کوچوان نے کہا صرف ایک بار دیکھا تھا نہایت ہی خوبصورت
ہے۔ مگر افسوس ایسی حسین لڑکی کا دھڑ مچھلی کا ہے لیکن
پھر بھی میں نے سنا ہے کہ شہزادہ اس جل پری سے
بے انتہا محبت کرتا ہے اور روز رات رات بھر اس کے
پاس گذار دیتا ہے۔ لیکن نہ تو وہ اس کی زبان سمجھتا ہے
اور نہ ہی جل پری اس کی زبان سمجھتی ہے۔ شہزادہ رو
رو کر اسے اپنی وفا کا یقین دلاتا ہے۔ لیکن یہ یکطرفہ
محبت ہے بھلا انسان اور جل پری کا کیا میل ہے۔

عنبر نے کہا یہ تو عجیب ہی بات ہے۔ اس قسم کی محبت تو

دیکھی اور نہ سنی۔

کوچوان نے جواب دیا تم ٹھیک کہتے ہو۔ بادشاہ اور ملکہ
بے حد پریشان ہیں اور ان کا خیال ہے کہ شہزادے پر جادو
کر دیا گیا ہے۔ کئی پادری روزانہ شہزادے پر مقدس آیات
پڑھ کر پھونکتے ہیں لیکن اس کی محبت میں رتی بھر بھی
فرق نہیں پڑتا۔

عنبر کو فوراً ایک ترکیب سوجھ گئی۔ کوچوان نے بگھی
ٹھیک عجائب گھر کے دروازے پر روک دی اور عنبر اتر کر
دوسرے لوگوں کی بھیڑ کے ساتھ ہی عجائب گھر میں چلا گیا۔
اور سیدھا اس تالاب کی طرف ہو لیا جہاں جل پری شہزادی
قید تھی۔ وہاں پہلے سے کافی بھیڑ لگی ہوئی تھی اور جل پری
پانی کے اندر تالاب کی زمین پر لیٹی ہوئی تھی لیکن لوگوں کو
تالاب کے شفاف پانی میں صاف نظر آ رہی تھی۔ آہستہ
آہستہ وقت ختم ہونے لگا اور بھیڑ چھٹنے لگی۔ عنبر تالاب
کے کنارے بیٹھا ہوا تھا کہ جل پری سانس لینے کے لئے اوپر
آئی اور عنبر کو دیکھنے لگی۔ عنبر نے اس کی زبان میں اسے
مخاطب کیا اور کہا شہزادی میرا نام عنبر ہے اور میں ملکہ کے
حکم پر تمہیں یہاں سے آزاد کروانے آیا ہوں۔

جل پری شہزادی نے غور سے عنبر کی طرف دیکھا اور

غمگین سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر پھیل گئی۔

عنبر نے کہا اب خوش ہو جاؤ تھوڑی دیر ضرور لگے گی لیکن میں یقین دلاتا ہوں میں تمہیں آزاد کروا کے جاؤں گا۔ اتنی دیر میں چند محافظ وہاں آ گئے اور عنبر پر بگڑنے لگے کہ وقت ختم ہو جانے کے بعد وہ یہاں کیا کر رہا ہے اور پھر کوئی بھی عذر سنے بغیر اسے دھکے مار کر باہر نکال دیا گیا۔

بازار میں آ کر عنبر نے راہبوں والا ایک لباس خریدا اور اس حلیئے میں بادشاہ کے محل کی طرف چل دیا۔ محل پہنچ کر اس نے ایک محافظ سے کہا کہ وہ شہزادہ کا علاج کرنے کے لئے کافی دور سے سفر طے کر کے یہاں آیا ہے۔ اسے فوراً بڑے پادری کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ جہاں عنبر نے چند شعبدہ بازیوں سے اسے یقین دلا دیا کہ واقعی وہ شہزادے کا علاج کر سکتا ہے۔ پھر اسے پادری نے بادشاہ کے حضور پیش ہونے کی اجازت دے دی۔ بادشاہ کو جب علم ہوا کہ کوئی صاحبِ کرامت پادری شہزادے کے علاج کے لئے آیا ہے اسے فوراً ہی اپنی خوابگاہ میں طلب کر لیا۔ جہاں پر ملکہ بھی موجود تھی۔ بادشاہ نے شہزادے کی تمام جنونی کیفیت سے اسے مطلع کیا۔

اب عنبر نے جھوٹ موٹ انگلی سے زمین پر لکیریں وغیرہ بنا کر حساب شروع کر دیا اور پھر آنکھیں بند کر کے کشف کی حالت میں آ گیا اور زبان سے کچھ بڑبڑانا شروع کر دیا پھر اس کا چہرہ سرخ اور آنکھیں لال انگارہ ہو گئیں۔ یہ سب کرتب اس نے کافی دیر سانس کو روک کر اپنے چہرے اور آنکھوں میں پیدا کر لیا اور پھر آنکھیں کھول دیں اور جلالی کیفیت ختم ہو گئی اور اس کی آنکھیں پہلے کی ہی طرح خوابی ہو گئیں جیسے رت جگا منانے والے بزرگوں کی ہوتی ہیں جو رات بھر جاگ کر عبادت کرتے ہیں۔ اس کیفیت سے بادشاہ اور ملکہ دونوں مرعوب ہو گئے۔

پھر عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا اے بادشاہ سلامت شہزادے کی زندگی کو بہت بڑا خطرہ ہے اور یہی خطرہ تیری سلطنت کو بھی ہے۔

بادشاہ بے چین ہو گیا اور کہا محترم ذرا وضاحت سے بتائیں آپ کا علم کیا کہتا ہے۔

عنبر نے کہا شہزادے کے سر سے عشق کا بخار نہیں اُتر سکتا کیونکہ یہ جل پری ملکہ کی بہن ہے اور اس کے دربار میں عظیم جادوگر بیٹھے شہزادے کی زندگی ختم کرنے کے لئے

جاپوں میں مصروف ہیں۔ جل پریوں کی ملکہ سمندری دیوتا سے
بار بار اصرار کر رہی ہے کہ سمندری طوفان سے کھو فلاڈیا کی
ریاست کو ہڑپ کر جائے۔

بادشاہ اور ملکہ دونوں گھبرا گئے اور عنبر سے کہا پھر آپ
ہی اپنی کرامت سے کچھ کیجئے۔

عنبر نے کہا اس کا علاج جل پری کی رہائی ہے کیونکہ
شہزادے نے خود ہی ملکہ کی بہن کو گرفتار کر کے یہ جنگ
شروع کی ہے۔

ملکہ نے کہا اے بزرگ میرا بیٹا رات بھر تالاب کے
کنارے گذارتا ہے وہ اس جل مچھلی کے عشق میں مبتلا ہے۔
ساری نصیحتیں، عمل اور تدبیریں ناکام ہو چکی ہیں۔

عنبر نے کہا ابھی تک علاج ہی غلط ہوا ہے۔ آپ
لوگ طوفان کے آگے بند باندھتے رہے ہیں جو ناممکن بات ہے۔
زہر کا علاج زہر ہی ہو سکتا ہے۔

بادشاہ نے کہا میں کچھ سمجھا نہیں۔

عنبر نے کہا شہزادے کو نصیحت کی کسی ہمراز کی
ضرورت ہے۔

بادشاہ کھل اٹھا اور کہا یہ تو ہم نے سوچا ہی نہ تھا۔

عنبر نے کہا مجھے شہزادے کو اعتماد میں لینا ہوگا کہ وہ

مجھ پر بھروسہ کرنے لگے اور میں اس کا ہمراز بن جاؤں
پھر شہزادے کے ذہن سے اس جل پری کا عشق حرفِ غلط
کی طرح مٹا دینا میرا کام ہے۔

ملکہ نے کہا مگر وہ تو ہر آدمی کو اپنا دشمن اور مخالف
سمجھتا ہے تم اس کا اعتماد کیسے حاصل کروگے۔

عنبر نے کہا آپ کی معرفت ملکہ عالیہ۔

ملکہ نے کہا یہ ناممکن ہے میری تو وہ بات ہی نہیں
سنتا۔ میں تو سمجھا سمجھا کر تھک گئی ہوں۔

عنبر نے کہا جو میں کہتا ہوں وہی کیجئے۔ آپ اپنی
ممتا کے جذبات لے کر شہزادے کے پاس جائیں اور اسے
محبت سے کہیں۔ میری ممتا تجھے بے چین اور تڑپتا ہوا نہیں
دیکھ سکتی میرے لال تو جو چاہتا ہے وہی ہوگا۔ میں نے
تیرے باپ سے چوری ایک ایسے صاحب کو تیری مدد کے لئے
تیار کر لیا ہے جو تیرے عشق کو جل پری کے دل میں پیدا
کر سکتا ہے۔ اسے اپنا ہمراز بنالے۔ میں نے یہ تمام
انتظام تیرے باپ سے چوری کیا ہے کیوں کہ تجھے تڑپتا
دیکھ کر میری ممتا بھی بے چین ہو جاتی ہے۔

بادشاہ نے کہا اے عاقل بزرگ آپ نے ٹھیک علاج
سوچا ہے۔ یہ حربہ تو ہم نے آج تک نہیں آزمایا۔ ایک

ایسا ہمراز اسے چاہیئے جس کے سامنے وہ اپنا دُکھ بیان کرے اور اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو سکے ۔ تم فکر نہ کرو۔ میں سارے درباریوں کو مطلع کردوں گا تم بلا روک ٹوک جہاں چاہو اور جس وقت چاہو آجا سکتے ہو۔

عنبر نے کہا پھر میں وعدہ کرتا ہوں شہزادے کو اس بلا سے چھڑا لوں گا۔

بادشاہ نے کہا ملکہ تم اس دانشمند راہب کے کہنے پر عمل کرو پھر جب شہزادہ اس سے ملنے کی خواہش کرے تو آدھی رات کے وقت بڑے گرجا میں لے جا کر اس سے ملوا دو ۔ میں پادری صاحب کو مطلع کردوں گا اور یہ راہب اس وقت تک فلاورا گولڈ فادر کا مہمان رہے گا ۔

کھوپڑیوں کا محل

کھوپڑیوں کے محل میں قید ماریا سخت پریشان تھی ۔ اس لئے کہ دیواروں اور چھتوں پر لگی ہوئی کھوپڑیاں رات دن اس کا تمسخر اڑاتیں اور اسے بُرا بھلا کہتیں ۔ کبھی ہنسنے لگتیں کبھی قہقہے لگانے لگتیں ۔ دوسری بات کھوپڑیوں میں جلتے ہوئے کسی انجانے مصالحے کی وہ بُو تھی جس میں سے مشک کافور کی بُو نے اس کے دماغ کو ماؤف کر دیا تھا ۔ اس دھوئیں میں کچھ ایسا اثر تھا کہ ماریا کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں ختم ہو کر رہ گئی تھیں ۔ شاید خونی لومڑی اس قید تنہائی میں اس کی بے عزتی کروا کر اور اس کے دماغ کو ماؤف کرکے اسے سزا دے رہی تھی ۔ ماریا نے کئی دفعہ اپنی اس طاقت کو آزمانے کے لئے کھوپڑیوں کی دیوار سے گذرنے کی کوشش کی لیکن وہ جادوئی حصار نہ توڑ سکی اور آخر تنگ آکر ایک روز ماریا کو اپنی بے بسی پہ رونا آگیا ۔ اس نے کہا اُو فادر کیا میں اسی طرح

ان کھوپڑیوں کی توہین آمیز لعن طعن سنتی اور اس ناگوار دھوئیں میں گھٹ گھٹ کر مرجاؤں گی۔

پھر اسے ایسا محسوس ہوا کہ اسے نیند آگئی ہو اور اسی غنودگی کی حالت میں اس نے دیکھا جیسے سامنے والی دیوار پھٹ گئی ہو اور وہاں ایک بڑی صلیب پر چڑھے ہوئے یسوع اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے ہوں پھر یسوع نے کہا ماریا گھبرا گئی ہو۔ تمہارا فادر تو صلیب پر چڑھ کر بھی مسکراتا رہا تھا۔ تیرے گلے کی مقدّس صلیب کہاں ہے۔ خواب کی ہی حالت میں ماریا نے اپنے گلے کو ٹٹولا اس کے گلے میں صلیب نہ تھی۔ یہ مقدّس صلیب تو کوہستانی چڑیل کے ساتھ معرکہ میں زمین نگل گئی تھی۔ پھر یسوع نے کہا تجھے انجیلِ مقدس کا سبق نمبر ۳۴ یاد ہے اسے پڑھ کر اس دیوار پر پھونک دو جادو کا حصار ٹوٹ جائے گا۔ پھر وہی صلیب جس پر یسوع چڑھے ہوئے تھے سمٹ کر چھوٹی سی ہو گئی اور ماریا نے دیکھا مقدس ماں مریم اپنے ہاتھوں میں وہی صلیبِ مقدّس ایک سونے کی زنجیر میں لگی لے کر مسکراتی ہوئی ماریا کے پاس آئیں اور اپنے پاک ہاتھوں سے اس صلیبِ مقدّس کو ماریا کے گلے میں پہنا دیا۔ اور کہا ماریا اس مقدّس صلیب کی وجہ سے کوئی جادو تجھ پر اثر نہیں کر سکے گا اور تو بڑے سے بڑے کالی طاقتوں والے جادوگر کو بھی نظر نہ آ سکے گی۔

مقدس ماں بھی غائب ہوگئیں اور ماریا ایک دم غنودگی سے بیدار ہو گئی۔ اسے حیرت ہوئی ہر وقت لعن طعن کرنے والی کھوپڑیاں خاموش ہو گئی تھیں اور وہ بدبودار دھواں ختم ہو چکا تھا۔ ماریا نے اپنے گلے کو ٹٹول کر دیکھا تو مقدس صلیب زنجیر میں لگی اس کے گلے میں پڑی تھی۔ اسے فوراً یاد آ گیا۔ فادر نے کہا تھا انجیل مقدس کا سبق نمبر ۳۴ پڑھ کر دیوار پر پھونک مارو حصار ٹوٹ جائے گا۔ پھر ماریا نے جلدی جلدی انجیل مقدس کا وہ سبق پڑھا اور پڑھ کر دیوار پر پھونک مار دی۔ تمام کمرے کی کھوپڑیوں کو آگ لگ گئی حصار ٹوٹ گیا اور فضا میں رونے اور چیخنے کی آوازوں سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

ماریا آرام سے باہر آگئی پھر اس نے مڑ کر دیکھا کھوپڑیوں کا محل جل رہا تھا اور ماریا پر آسمان سے ایک روشنی کا دائرہ پڑ رہا تھا جو اس کی راہبری کر رہا تھا اور ماریا اس نورانی دائرے کی روشنی میں چلتی رہی یہاں تک کہ ایک تاریک کنواں آ گیا اور پھر روشنی کے دائرے نے لفٹ

کی طرح ماریا کو اٹھایا اور باہر لا کر چھوڑ دیا۔

باہر دوپہر کا وقت تھا اور سورج پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا یہاں آکر دائرہ غائب ہو گیا۔ اب ماریا کو سب سے پہلے الزبتھ کی فکر ہوئی وہ بھاگتی ہوئی اسی غار میں آئی جہاں لڑکیوں کو قید رکھا گیا تھا۔ وہاں صرف سر منڈی لڑکی بیٹھی رو رہی تھی۔ ماریا نے کہا بہن میں وہی روح ہوں باقی لڑکیاں کدھر چلی گئی ہیں۔

اس لڑکی نے کہا مجھے تو سزا کے طور پر سر مونڈ کر یہاں چھوڑ دیا گیا ہے کیونکہ میں نے کشتی میں لومڑی کو کتیا کہا تھا۔ دوسری لڑکی مر گئی ہے جس نے کہا تھا میں لومڑی کی دم کاٹ دوں گی۔ باقی لڑکیوں کو اس ڈائن کے حواری جہاز میں بٹھا کر نیلام کے لئے ہندوستان کی طرف لے گئے ہیں۔ ماریا نے کہا جہاز کو روانہ ہوئے کتنے دن ہو گئے ہیں۔

لڑکی نے کہا ابھی کل ہی تو یہاں سے چلا ہے۔ زیادہ دور نہ گیا ہو گا۔

ماریا نے کہا پہلے اس خونی لومڑی سے تم لوگوں پہ کئے ہوئے ظلم کا حساب لے آؤں پھر باقی لڑکیوں کو آزاد کروا لوں گی۔ ماریا یہاں سے نکل کر خونی لومڑی کی خواب گاہ کی طرف

روانہ ہو گئی۔

خونی لومڑی اپنے کمرے میں بیٹھی ہیروں کے ایک صندوق کو کھولے ہیروں کو ان کی قیمت کے حساب سے علیحدہ علیحدہ کر کے رکھ رہی تھی کیونکہ کچھ زیادہ قیمتی اور کچھ کم قیمت کے بھی تھے کہ ماریا اس کی خوابگاہ میں داخل ہوئی اور قیمتی ہیروں کی صندوقچی اٹھالی۔ لومڑی نے جو مڑ کے دیکھا تو صندوقچی غائب تھی فوراً سمجھ گئی کہ یہ ضرور کسی پُر اسرار قوت کا کام ہے۔ اس نے اپنے جادو کے علم کو منہ ہی منہ میں پڑھنا شروع کر دیا لیکن اس کے سامنے سوائے دھند کے کچھ بھی نظر نہ آ سکا وہ گھبرا کے اُٹھ بیٹھی اور کہا میں نے تمہاری موجودگی محسوس کر لی ہے بتاؤ تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو۔

ماریا نے کہا نخی میں تیری موت ہوں حرافہ سؤر کی بچی تو اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھ بیٹھی تھی۔ یاد رکھ خدا کا انصاف دنیا کے منصفوں کی طرح سے نہیں ہے جو اقتدار کے پلڑے کی طرف جھک جائے۔ تم نے ذرا سی غلطی پہ ایک لڑکی کو موت کی نیند سلا دیا اور دوسری کا سر مونڈ دیا۔ کئی بے گناہوں کو نیلام ہونے منڈی میں بھیج دیا۔

لومڑی نے کہا ماریا تم۔

ماریا نے جواب دیا ہاں تم کیا سمجھ بیٹھی تھیں کہ کھوپڑیوں کے محل میں مجھے قیدی بنا لو گی ۔ میں تیرا دل توڑنا نہیں چاہتی تھی ورنہ یہ جادو کی بیکار کھوپڑیاں میرا راستہ نہیں روک سکتی تھیں ۔ تو نے اپنی بے عزتی کا بدلہ ان مجبور قیدی لڑکیوں سے تو لے لیا ۔ اب بتاؤ تمہاری شر پہ وہ کھوپڑیاں جو کچھ میرے متعلق بکتی رہی ہیں اس جرم کی سزا تجھے کیا دی جائے ۔

لومڑی نے کہا ماریا تو پرائی آگ میں کودنے کی بجائے یہاں سے چلی جا ۔ میری طاقت کی حد ابھی ختم نہیں ہوئی ۔

ماریا نے کہا آج فیصلہ ہو ہی جائے تو بہتر ہے کیونکہ اب میرے پاس بھی وقت نہیں ہے تو اپنی ہر طاقت آزما کے دیکھ لے اور میں نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ تیری چوٹی کاٹ کر تیرا سر بھی مونڈ کر تجھے اسی غار میں دھکیل کر جاؤں گی جہاں وہ معصوم لڑکی پڑی سسک رہی ہے ۔

لومڑی نے پھر کوئی جاپ شروع کر دیا اور پڑھ کر ہوا میں پھونک ماری کہ کسی طرح پہلے کی طرح ماریا کا وجود اس کے سامنے آ جائے لیکن ایسا ممکن نہ ہوا ۔

ماریا نے قہقہہ لگایا ۔ لومڑی نے پھر کوئی دوسرا منتر شروع کیا لیکن نتیجہ وہی کہ وہ ناکام ہو کر رہ گئی ۔ تب

ماریا نے کہا اب تیار ہو جا ۔ ماریا نے ایک نہایت تیز دھار والا خنجر دیوار سے لٹکتی پٹی سے نکالا اور خونی لومڑی کی طرف بڑھی پھر اس نے خونی لومڑی کی چوٹی کاٹ کر اس کے سامنے پھینکتے ہوئے کہا ۔ لے لومڑی میں نے تیری دم کاٹ دی ہے ۔ خونی لومڑی غصے سے تلملا رہی تھی اور ماریا کی آواز پر حملے کر رہی تھی ۔ ماریا آگے سے ہٹ جاتی تھی اور لومڑی اپنے ہی زور میں دیوار سے جا ٹکراتی تھی ۔ ماریا لومڑی کو غصہ دلا کر اسے تھکانا چاہتی تھی ۔ دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر خونی لومڑی زخمی ہو گئی تھی اور اس کے منہ سے گالیوں کا طوفان ماریا کے لئے نکل رہا تھا مگر ماریا قہقہہ لگا رہی تھی اور لومڑی ہانپ رہی تھی ۔

ماریا کی ہنسی سے چڑ کر لومڑی نے اندازے سے اس پر جست لگائی ۔ ماریا ایک طرف ہٹ گئی اور اس نے اپنی ٹانگ آگے کر دی جس سے الجھ کر لومڑی دیوار سے ٹکرائی اور پھر فرش پر ڈھیر ہو گئی ۔ ماریا اس کے سینے پر چڑھ گئی اور تیز دھار خنجر سے اس کا سر مونڈ ڈالا اور ریشم کی طرح ملائم اور خوبصورت بال لومڑی کے قدموں میں ڈھیر کر دیئے ۔ غصے کے مارے لومڑی کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی ۔ اس نے چیخ مار کر اپنے ساتھیوں کو بلایا

لیکن وہ بہادر اور وفادار ہونے کے باوجود نظر نہ آنے والی طاقت سے کیسے نبرد آزما ہو سکتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ماریا نے ان کی بھی خاصی مرمت کر دی اور وہ اپنی سردار کی یہ حالت دیکھ کر خوف سے بھاگ گئے۔

ماریا نے کہا، لومڑی میں یہاں سے جا رہی ہوں مجھے ان قیدی لڑکیوں کو بھی تیرے ڈاکوؤں سے چھڑانا ہے اور جاتے جاتے تجھے ایک ایسی نشانی دے کے جا رہی ہوں کہ تو عمر بھر یاد رکھے ظالم کا انجام کیسا ہوتا ہے اور مظلوم کی آہ کس طرح قہرِ خداوندی بن کر ظالم پر پڑتی ہے۔ پھر ماریا نے آگے بڑھ کر اسی خنجر سے لومڑی کا ناک کاٹ ڈالا۔ لومڑی کی دردناک چیخوں سے پورا جزیرہ گونج اٹھا لیکن اس کے کسی ساتھی میں بھی اس کی مدد کو آنے کی ہمت نہ ہوئی۔

لومڑی نے کہا ماریا خداوندِ ابلیس کی قسم ہے میں انتقام کو ہمیشہ اپنے سینے میں زندہ رکھوں گی اور بدلہ ضرور لوں گی۔

ماریا نے کہا یہ ہیرے تاوان کے طور پر لئے جا رہی ہوں۔ یہ ان لڑکیوں کے کام آئیں گے جن کو ان کے والدین تک پہنچانا ہے۔

ماریا یہاں سے نکل کر دوبارہ اس لڑکی کے پاس

آئی اسے ساتھ لیا اور بتایا کہ یہ رہی خونی لومڑی کی چوٹی اور یہ رہی ناک۔ میں نے تمہارا بدلہ لے لیا ہے اور لڑکیوں کو دکھانے کے لئے یہ دونوں چیزیں ساتھ لئے جا رہی ہوں اب دیر نہ کرو اور جلدی سے میرے ساتھ چلی آؤ۔ ماریا سرمنڈی لڑکی کو لے کر ساحل پر آئی اور پہرے پر کھڑے ہوئے دونوں ڈاکوؤں کی مرمت شروع کر دی جو کشتیوں کی حفاظت پر مامور تھے۔ دونوں مار کھا کر بھاگ گئے جس کی بڑی وجہ نظر نہ آنے والی طاقت تھی جس کا مقابلہ وہ نہیں کر سکتے تھے۔ ماریا نے ایک کشتی کھول کر لڑکی کو اس میں بٹھایا اور اسے پانی میں دھکیل کر خود بھی سوار ہو گئی۔ ایک پتوار لڑکی کے ہاتھ میں دی اور دوسری سے خود کشتی چلانی شروع کر دی۔ ماریا نے کشتی کے بادبان بھی کھول دیئے۔ ہوا کافی تیز تھی اور کشتی ہلکی پھلکی، ہوا اسے غبارے کی طرح اڑائے لئے جا رہی تھی جبکہ جس جہاز پر ڈاکو لڑکیوں کو لے کر گئے تھے وہ جنگی سامان سے بھی لیس تھا اور کافی بڑا اور وزنی تھا لہٰذا اس کی رفتار کشتی کی نسبت کافی سست تھی۔

ایک دن اور ایک رات کے مسلسل سفر کے بعد ماریا کو دور خونی لومڑی کا جہاز دکھائی دیا جس پر سفید جھنڈے

پر سرخ لومڑی بنی ہوئی تھی۔ رات کا وقت تھا لیکن
چودھویں کے چاند کی سفید روشنی میں ماریا کو ڈاکوؤں کا
جہاز صاف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بے انتہا خوش تھی
کہ اب وہ الزبتھ کو اور ان تمام لڑکیوں کو ان ظالم
ڈاکوؤں سے رہائی دلانے میں ضرور کامیاب ہو جائے گی۔
اس نے تیزی سے اپنی کشتی جہاز کے ساتھ لگا دی اور
لڑکی کو سہارا دے کر جہاز پر چڑھا دیا۔ اپنی کشتی جہاز
کے ساتھ لگی کشتیوں سے باندھ دی اور خود بھی جہاز پر
پہنچ گئی۔

آدھی رات کا وقت تھا اور ڈاکو اپنی طاقت کے گھمنڈ
میں آرام سے سو رہے تھے کیونکہ سمندر میں دور تک انہیں
کوئی جہاز نظر نہیں آ رہا تھا۔ ہوا موافق چل رہی تھی اور
سمندر بھی پرسکون تھا پھر بھلا بیچ سمندر میں ان کو کیا
خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ وہ آرام سے سو رہے تھے۔ ماریا
نے لڑکی کو سامان وغیرہ میں چھپا دیا اور خود تہ خانے
میں اتر گئی جہاں قیدی لڑکیاں فرش پر پڑی ہوئی تھیں اور
ایک ڈاکو صرف پہرے پر موجود تھا اور وہ بھی اونگھ رہا تھا
ماریا نے ایک لوہے کی سلاخ اٹھا کر اس کے سر پر زور سے
ماری اور وہ بغیر آواز نکالے ہی زمین پر گر کر ختم ہو گیا۔

اب ماریا نے لڑکیوں کو دیکھا جو چراغ کی مدھم روشنی میں
پڑی ہوئی تھیں اور الزبتھ کو پہچان کر اس کے کان میں سرگوشی
کی۔ الزبتھ چونک کر اٹھ بیٹھی۔

ماریا نے کہا میں آگئی ہوں۔

الزبتھ نے افسردہ لہجے میں کہا ماریا باجی میرے نصیبوں میں
آزادی نہیں۔ تقدیر ہر بار مجھ سے مذاق کرتی ہے۔ باوجود
تمہاری کوشش کے بھی کوئی نہ کوئی دیوار راہ میں آ کھڑی
ہوتی ہے۔

ماریا نے کہا میری جان زندگی جد و جہد کا ہی نام ہے
اور بار بار کوشش کرنے سے آخر انسان کامیاب ہو جاتا ہے
اب تم خاموشی سے تمام لڑکیوں کو اٹھاؤ اور ان کو لے کر
اوپر چلو میں جا کر پہلے تمہارا راستہ صاف کئے دیتی ہوں۔

ماریا باہر آئی یہاں بھی مختلف جگہ پہرے دار اونگھ رہے
تھے۔ ماریا نے ایک ایک کر کے چاروں کا گلا گھونٹ دیا۔
باقی ڈاکو جہاز کے کمروں میں سوئے ہوئے تھے۔ ماریا ہتھیاروں
والے کمرے میں داخل ہوئی نہایت خاموشی سے ایک ایک
کر کے سارے ہتھیار سمندر میں پھینک دیئے۔ پھر ماریا پینے
کے پانی کی ٹینکی کے پاس گئی اور اس کی ٹونٹی کھول دی اور
پانی بہنے کی آواز کو بند کرنے کے لئے اس نے سامان میں

سے کپڑے نکال کر نیچے رکھ دیئے ۔ کیونکہ ماریا کا یہ جہاز
دیکھا ہوا تھا اس لئے وہ نہایت آسانی سے ہر کام کر رہی
تھی ۔ پھر وہ نیچے گئی اور جہاز کے تمام کمروں کو باہر سے
بند کر دیا جن میں ڈاکو سوئے پڑے تھے ۔ وہ جہاز کے سٹور
میں گئی اور چراغوں میں جلانے والے تیل کا ایک بھرا ہوا
ڈرم اٹھایا اور جگہ جگہ بکھیر دیا پھر اسی طرح اوپر آکر
بھی چاروں طرف تیل بکھیر دیا ۔ پھر ان تمام لڑکیوں کو
ایک ایک کرکے بغیر آواز پیدا کئے رسی کی سیڑھی سے ایک
بڑی کشتی میں اتارنا شروع کر دیا ۔ الزبتھ کو اب بھی یقین
نہیں آرہا تھا کہ وہ بغیر کسی خونریزی کے آزاد ہو سکتی ہیں
پھر جب آخری لڑکی بھی کشتی میں اُتر گئی تو ماریا ایک
مشعل جو جل رہی تھی لے کر خود بھی کشتی میں اُتر گئی ۔ اس
نے کشتی کے بادبان کھول دیئے اور تمام لڑکیوں کے ہاتھوں
میں پتواریں بھی پکڑا دیں اور کشتی کا رُخ سبتہ کی طرف موڑ
دیا پھر جلتی ہوئی مشعل جہاز پر پھینک دی جو بکھرے ہوئے
تیل پر گری اور ساتھ ہی جہاز نے بھی آگ پکڑ لی ۔

جہاز کے تمام ڈاکو گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے جو پہرے
پر موجود تھے انہیں ماریا نے ختم کر دیا تھا ۔ تیز ہوا کی
وجہ سے جہاز پر آگ پھیلتی گئی کیونکہ ہر طرف تیل بکھرا

تھا اور ماریا کی کشتی تیزی سے دور ہوتی جا رہی تھی ۔
انہوں نے کافی دور جا کر دیکھا تمام جہاز جل رہا تھا
اور ڈاکو جلتے ہوئے جہاز سے جان بچانے کے لئے سمندر
میں چھلانگیں لگا رہے تھے ۔ جہاں بڑی بڑی مچھلیاں اپنے
منہ کھولے ان کا انتظار کر رہی تھیں ۔ ہزاروں جہازوں کو
لوٹ کر جلا دینے والے آج خود اپنے جلتے ہوئے جہاز میں جل
رہے تھے ۔ جہاز کے مستول وغیرہ جل کر گر گئے تھے اور دیکھتے
ہی دیکھتے جہاز جل کر راکھ میں تبدیل ہو گیا اور اس کا لوہا
سمندر میں ڈوب گیا ۔

جہاز کی تباہی کے بعد تمام سہمی اور ڈری ہوئی لڑکیاں
اب پُرامید ہو چکی تھیں اور وہ بار بار الزبتھ سے کہہ
رہی تھیں روح نے ہماری جان بچا کر اور ہمیں آزادی دلوا
کر جو احسان کیا ہے ہمارے پاس اس کا شکریہ ادا کرنے
کے لئے الفاظ نہیں ہیں ۔ ماریا نے سب سے کہا تمہیں
بچانے والی خدا کی ذات ہے ہمیں اسی کی حمد و ثنا کرنی چاہئے
مجھے خوشی ہے کہ تم سب لڑکیاں آزاد ہو کر اپنے گھروں
کو واپس جا رہی ہو ۔ پھر سب سے پہلے ماریا نے سبتہ
کے ساحل پر کشتی روک کر الزبتھ کو اتارا ۔ الزبتھ نے
تمام لڑکیوں کو دعوت دی کہ ایک روز وہ تمام اس کی مہمان

رہیں ۔ بقایا تمام لڑکیاں اندلس سے تعلق رکھتی تھی اسی لئے
الزبتھ نے ان سے کہا وہ اپنے باپ سے کہہ کر کوئی ذمہ دار
آدمی ان کے ساتھ روانہ کر دے گی جو حفاظت سے انہیں
جبرالٹر کی بندرگاہ تک پہنچا دے گا اور پھر وہاں سے بگھیوں
کے ذریعے انہیں ان کے گھروں کی طرف روانہ کر دے گا ۔
الزبتھ کے اصرار پر ماریا نے بھی ایک روز اس کی مہمان
رہنا منظور کر لیا تھا ۔ لہٰذا ساحل پر اتر کر بگھیوں میں
بیٹھ کر تمام لڑکیاں سبتہ کے شہر کی طرف روانہ ہو گئیں ۔

جونہی الزبتھ کے والد کونٹ جولین اور اس کی ماں کو
الزبتھ کی آمد کا علم ہوا وہ بے انتہا خوش ہوئے کیونکہ
انہیں تو یہ خبر ملی تھی کہ لارڈ پادری ڈیورڈ کے حکم سے
الزبتھ کو زندہ جلا دیا گیا ہے ۔ پھر وہ منظر بھی دیکھنے
سے تعلق رکھتا تھا جب بچھڑی ہوئی بیٹی مصیبتوں کے پہاڑ
سے زندہ بچ کر اپنی ماں اور باپ کے سینے سے لگ کر
بلک بلک کر رو رہی تھی ۔ اس منظر کو دیکھ کر تو تمام
لڑکیاں بھی رونے لگیں ۔ انہیں اپنے ماں باپ یاد آ گئے تھے ۔
پھر الزبتھ کی آمد کی خوشی میں شاہی محل میں ایک نہایت
شاندار دعوت ہوئی جس میں ماریا اور تمام لڑکیوں نے شرکت
کی اور اس کے بعد کاؤنٹ جولین نے تمام لڑکیوں کو اپنی

[illegible] کے ساتھ اپنے ذمہ دار افسروں کے ساتھ الوداع کہا ۔
[illegible] تمام لڑکیاں کشتی میں بیٹھ کر روانہ ہو رہی تھیں تو
[illegible] کی آنکھوں میں آنسو تھے لیکن آج یہ خوشی کے آنسو
[illegible] ۔ پھر اپنے باپ اور ماں سے الزبتھ نے ماریا کا تعارف
کرایا اور پوری کہانی سنائی کہ کس کس طرح ماریا اور
اس کے دونوں بھائیوں عنبر اور ناگ نے اس کی مدد
[illegible] ۔ ماریا ان کو نظر تو نہ آ رہی تھی لیکن پھر بھی کاؤنٹ
اور اس کی بیگم نے ماریا کا بہت بہت شکریہ ادا کیا
اور اس سے کہا جب عنبر اور ناگ بھی مل جائیں تو وہ
[illegible] بھائی بہن چند روز ہمارے ضرور مہمان رہیں تاکہ ہم
[illegible] ان محسنوں کو تو دیکھ سکیں جنہوں نے ایک طویل
[illegible] جہد کے بعد ان کی بچھڑی ہوئی بیٹی کو والدین سے
[illegible] ۔ پھر تنہائی میں الزبتھ نے ماریا سے وعدہ لیا اور
[illegible] ماریا باجی آپ کو اپنا وعدہ یاد ہے نا کہ آپ اور
[illegible] اور ناگ بھائی میری شادی پر ضرور یہاں آئیں گے ۔
[illegible] نے کہا مجھے یاد ہے الزبتھ بس یہ دعا کرو کہ ہم
[illegible] جلد ہی ہی اکٹھے ہو جائیں ۔ کہیں ایسا نہ ہو ہم
[illegible] ملیں تو زمانہ ہی بدل گیا ہو اور تم ہی یہاں
[illegible] ۔ الزبتھ کی سمجھ میں کچھ نہ آیا اور ماریا نے بھی

تفصیل سے کچھ نہ بتایا ۔ پھر دوسرے دن ماریا بھی ایک
جہاز میں بیٹھ کر یہاں سے رخصت ہو گئی ۔

جادُو کا اُلو اور ناگ

دوسری طرف ناگ بڑی مچھلی کے جبڑوں میں پھنس گیا
اور اس سے پیشتر کہ وہ اپنے آپ کو بدلے مچھلی اسے
نگل گئی ۔ مچھلی کا پیٹ اسے ایک تاریک غار کی مانند
معلوم ہوا جہاں گرمی بہت زیادہ تھی ۔ اندر اندھیرا بھی تھا۔
جب مچھلی سانس لینے کے لئے منہ کھولتی تو تازہ ہوا اندر
داخل ہو جاتی اور روشنی بھی ہو جاتی ورنہ یہاں گھٹن کافی
تھی ۔ مچھلی خاصی بڑی تھی ۔ ناگ نے اندر اپنے آپ کو ایک
باریک سے سانپ میں تبدیل کر لیا اور رینگتا ہوا مچھلی کے
گلپھڑوں کی طرف چل دیا اور پھر اطمینان سے ان کے راستے
باہر نکل گیا ۔ باہر نکل کر اس نے اپنے آپ کو باز میں
تبدیل کر لیا اور اڑتا ہوا جن کے غار کی طرف روانہ ہو گیا۔
اور وہ شام ہونے سے پہلے ہی غار کے منہ کے باہر اُتر
گیا اور پھر دوبارہ انسان بن کر اندر داخل ہو گیا اور
تیزی سے آگے بڑھتا ہوا نالے کے کنارے کنارے آبشار

تک پہنچ گیا جہاں راجکماری کا کٹا ہوا سر آنسو بہا رہا تھا۔
سر نے جو ناگ کو دیکھا تو کہا ناکام لوٹ آئے۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا جذباتی فیصلے بدلتے دیر نہیں لگتی۔

ناگ نے جواب دیا میری نیت پر شک نہ کرو راجکماری تمہارا دھڑ لانے کے لئے مجھے سمندری چڑیل کو ختم کرنا ہوگا مجھے اس سے مقابلے کے دوران معلوم ہوا ہے کہ اس کی جان اس آبشار کے پیچھے ایک درخت پر بیٹھے اُلو کے اندر ہے جس سے تم بھی واقف نہیں ہو۔ پھر تلوار دکھا کر ناگ نے کہا میں اس اُلو کو ایک ہی وار میں ختم کر دوں گا۔

راجکماری نے کہا مجھے اس بات کا علم نہ تھا اگر اس کی جان اُلو میں ہے تو یقیناً اس اُلو کی حفاظت کے لئے کوئی جادوئی انتظام ضرور ہوگا۔

ناگ نے جواب دیا اس کی حفاظت آٹھ جادوئی چمگادڑیں کر رہی ہیں۔

راجکماری نے کہا جاؤ بھائی ایک دُکھی بہن تو صرف دُعا ہی کر سکتی ہے۔

ناگ نے کہا مجھے بھی صرف دعا کی ضرورت ہے۔ دکھیوں کی دُعا جلدی قبول ہوتی ہے۔ میں جا رہا ہوں بہن میری،

[illegible] کے لئے تم دُعا کرنا۔

[illegible]کماری نے کہا میرا تو رواں رواں تمہارے لئے دُعا [illegible] جو بھیا میری تو زندگی کا دارو مدار ہی تمہاری کامیابی [illegible]۔ ایک ایک قدم سوچ سمجھ کر اٹھانا۔ یہ جادو [illegible] کام ہیں جو بظاہر آسان نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں [illegible] مشکل ہوتے ہیں۔

[illegible] نے کہا فکر نہ کرو بہن ہماری تمام زندگی ہی ان [illegible] سے نبرد آزمائی میں گذری ہے۔

[illegible] راجکماری سے رخصت ہو کر پہاڑی پر چڑھنے [illegible] اور پھر چوٹی پر پہنچ کر دوسری طرف اُتر گیا۔ ابھی [illegible] تھوڑا ہی آگے گیا تھا تو اس نے دیکھا آگے سارے [illegible] میں دلدل پھیلی ہوئی ہے اور اس وسیع دلدل کی [illegible] کے دوسرے کنارے پر ایک خشک درخت کے ٹنڈ پر [illegible] بڑا سا اُلو بیٹھا ہوا ہے لیکن اس دلدل کی جھیل [illegible] کرنے کے لئے کوئی پُل موجود نہ تھا اور نہ ہی کوئی [illegible] راستہ ایسا تھا جس سے گذر کر اُلو تک پہنچا جا سکے [illegible] دلدل کی جھیل کے اُوپر بڑے بڑے پروں والی آٹھ چمگادڑیں [illegible] رہی تھیں۔ ناگ نے سوچا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں [illegible] پرندہ بن کر جھیل پار کر لی جائے لیکن پرندہ بن جانے

کے بعد جھیل کے اوپر ہی اس کا مقابلہ ان آٹھ خونخوار چمگادڑو
سے ہونا تھا جو عام نہ تھیں بلکہ جادوئی تھیں اور ناگ نے
سوچا اگر وہ شکست کھا گیا تو عین دلدل کے درمیان میں
گرے گا اور دلدل اسے اپنے اندر نگل لے گی جب تک ا
چمگادڑوں کی طاقت کا اندازہ نہ ہو جائے یہ خطرہ مول لی
ٹھیک نہ تھا۔ وہ انتظار کرنے لگا کہ شاید چمگادڑیں اس
پار آکر اس پر حملہ آور ہوں تو ان کی طاقت کا اسے اند
ہو جائے لیکن چمگادڑوں نے ادھر آنے کی ضرورت ہی محسو
نہ کی تھی۔ وہ تو صرف اُلو کی حفاظت کر رہی تھیں اور
اس چیز سے ٹکرانے کے لئے تیار تھیں جو دلدل پار کر کے ا
کے قریب آنے کی کوشش کرے۔ ناگ ایک دفعہ پھر پریشا
کا شکار ہو گیا تھا اور اس کا دماغ کام نہیں کر رہا تھ
کہ وہ کیا کرے۔ وہ تنہا تھا۔ عنبر یا ماریا ساتھ ہوتے
تو وہ کوئی خطرہ مول بھی لے لیتا لیکن یہاں تو کوئی اس
کا مددگار نہ تھا۔ اس نے سوچا وعدہ کر کے ایفا نہ کر
انسانیت نہیں اور ایک دکھی انسان کی مدد کرنا ثواب ہے پھ
کیوں نہ خدا کا نام لے کر اپنا قدم آگے بڑھا دوں۔ یہ
سوچ کر اس نے لوٹ لگائی اور عقاب بن گیا اور اڑ کر
جھیل کو پار کرنے کے لئے بڑھا۔

دوسری طرف سے آٹھوں چمگادڑوں نے جب عقاب کو دلدل
کی طرف پار کرتے ہوئے دیکھا تو عین درمیان میں ہی اس
عقاب کو آ لیا اور چاروں طرف سے عقاب کو درمیان میں
لے کر اس پر حملے شروع کر دیئے اور پھر عقاب اور
چمگادڑوں کے درمیان ایک زبردست مقابلہ شروع ہو گیا۔
فضا میں ناگ نہ تو ہاتھی بن سکتا تھا نہ ہی شیر۔ پرندوں
میں سب سے طاقتور تو عقاب ہی ہو سکتا تھا جو وہ بن
گیا تھا۔ زندگی اور موت کے اس مقابلے میں ناگ نے
انتہا کوشش کی کہ ان ذلیل پرندوں کو زیر کرے لیکن
یہ پرندے تو عقاب کی جان کو آ گئے تھے۔ کئی دفعہ عقاب
نے اپنے پنجوں سے چمگادڑوں کو پھاڑ ڈالا تھا لیکن دوسرے
ہی لمحے ان کے زخم مندمل ہو جاتے تھے اور وہ پھر اپنی پوری
توانائی کے ساتھ بھلے چنگے ہو کر حملہ آور ہو جاتے تھے۔
ناگ نے سوچا اگر میں تمام زندگی بھی یہ لڑائی لڑتا رہا تو
شاید کامیاب نہ ہو سکوں کیونکہ ان کے ساتھ جادو کی
طاقت بھی کام کر رہی تھی۔ اس نے کئی دفعہ ان کو اپنی
چونچ اور پنجوں سے چیر ڈالا تھا لیکن ان میں سے ایک کو
بھی کم کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔
آخر تنگ آ کر اسے واپس اسی کنارے پر آ جانا پڑا

اس کا خیال تھا شاید چمگادڑ اس کے پیچھے یہاں بھی آئیں گے لیکن شاید ان کی حد مقرر تھی اور انہوں نے اس کنارے پر آنے کی کوشش نہیں کی بلکہ دوسرے کنارے آلو کے گرد چکر لگاتی رہیں۔ ناگ نے سوچا ان کو زیر کرنے کا بھی کوئی اور ہی طریقہ ہوگا۔ طاقت سے یہ زیر نہیں ہو سکتیں لیکن وہ کیا تھا جس کے متعلق چڑیل نے بھی نہیں بتایا تھا اور نہ ہی راجکماری کچھ جانتی تھی۔ چھوٹے موٹے زخم ناگ کو بھی اس لڑائی میں آئے تھے لیکن وہ معمولی تھے اور تشویش کی کوئی بات نہ تھی۔

ناگ اسی سوچ بچار میں مبتلا تھا کہ اس نے دیکھا ایک طرف سے ایک انسانی ڈھانچہ اپنی ہڈیوں کو بجاتا ہوا نمودار ہوا۔ ناگ ایک دم اسے دشمن کا کوئی وار سمجھ کر تیار ہو گیا۔ لیکن ڈھانچہ قریب آ کر رک گیا اور اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میرے پیچھے آؤ پہلے تو ناگ سوچ میں پڑ گیا کہ اس میں دشمن کی کوئی چال ہی نہ ہو لیکن پھر اللہ کا نام لے کر وہ اس ڈھانچے کے پیچھے چل دیا۔

وہ ڈھانچہ ایک ٹیلے میں بنی ہوئی غار میں داخل ہو گیا۔ ناگ بھی اس کے پیچھے غار میں داخل ہو گیا۔ اندر

جا کر وہ ڈھانچہ ایک دیوار کے اندر غائب ہو گیا۔ ناگ نے دیکھا وہاں ایک تیر کمان پڑا ہوا تھا اور دیوار پر کسی کے خون سے تحریر تھا۔ میرے بعد یہاں پر آنے والے بہادر انسان۔ میرا نام بدر منیر تھا اور تیری طرح میں بھی بہادر اور نڈر تھا اور تمام مراحل طے کر کے اس مقام تک پہنچ گیا تھا۔ میرے پاس ایک بزرگ کا دیا ہوا طلسمی تیر کمان بھی تھا جو ان چمگادڑوں کی موت کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ چمگادڑیں آٹھ بہنیں ہیں جو چڑیلیں ہیں اور مندری چڑیل کی شاگرد ہیں۔ لیکن میں بہت بدقسمت انسان ہوں جو منزل پہ پہنچ کر بھی ناکام ہو گیا ہوں اس کی وجہ میری اپنی کمزوری ہے۔ ان جادوگرنیوں نے جب طلسمی تیر کمان میرے پاس دیکھا تو اپنی جان بچانے کے لئے ایک اور حربہ استعمال کیا۔ پھر مجھ سے غلطی ہو گئی جس کی سزا میری موت پہ ختم ہو گئی۔

میرے بعد یہاں آنے والے میرے تجربے سے فائدہ اٹھا یہ طلسمی تیر اور کمان یہاں موجود ہے لیکن اس خطرناک ہتھیار سے ہوشیار رہ جو میری موت بن گیا۔ یہ آٹھوں جادوگرنیاں تجھے حسین لڑکیوں کے روپ میں دھوکا دینے کی کوشش کریں گی لیکن خبردار ان کے جال میں نہ آنا اور پھر جب بات

مقابلے پر پہنچے تو اسی کمان میں تیر لگا کر تو ان آنکھوں کو ہلاک کر دینا ۔ کامیابی کے بعد اس بدنصیب کو نہ بھول جانا جس کی روح آج بھی بے چین ہے اس لئے کہ اس کی لاش کو نہ کفن ملا اور نہ ہی قبر ۔ میرا ڈھانچہ تمہیں اسی غار میں کامیابی کے بعد پڑا ملے گا ۔ یہیں میری قبر بنا دینا تاکہ میری بے قرار روح کو قرار آجائے ۔

ناگ نے یہ تحریر پڑھی اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے اپنی غیبی مدد سے نوازا پھر تیر اور کمان اٹھایا اور اس غار سے باہر آگیا ۔

چمگادڑ اب بھی فضا میں منڈلا رہے تھے ۔ ناگ نے تیر کمان پر چڑھایا ہی تھا کہ سی کی آواز کے ساتھ اس نے مڑ کے دیکھا ایک نہایت ہی خوبصورت لڑکی اپنا پاؤں پکڑے بیٹھی تھی اور سی کی آواز اسی کے منہ سے نکلی تھی ۔ ناگ نے دیکھا وہ اپنے پاؤں میں چبھا ہوا کانٹا نکال رہی تھی ۔

پھر اس نے نہایت ہی دکھ بھری نگاہوں سے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا ہائے دور کھڑے کیا دیکھ رہے ہو ذرا پاس آکر کانٹا نکال دو نا ۔

ناگ کو فوراً بدرمنیر کی تحریر یاد آگئی اور اس نے کہا کانٹا ہی چبھا ہے کوئی بھالا تو نہیں تمہارے جسم کے

اور نہیں ہو گیا بی بی خود ہی کوشش کرکے نکال لو ۔

لڑکی نے کہا ہائے رام کتنے ظالم ہو ۔ کسی کے دکھ کا احساس ہی نہیں ۔ لگتا ہے تمہارے پہلو میں دل ہی نہیں ۔

ناگ نے کہا میری بہن میرے پہلو میں دل بھی ہے اور اس میں احساس بھی ہے ۔ لیکن کانٹا تمہارے پاؤں میں چبھا ہی نہ ہو تو کیا کروں ۔ میری بہن جاؤ گھر جاکر آرام کرو ۔

لڑکی ناامید ہو کر ایک طرف مڑ کر غائب ہو گئی اور ناگ مسکرا کر رہ گیا

ایک دفعہ پھر اس نے ایک دوسری جگہ سے جاکر ان چمگادڑوں کا نشانہ لینا چاہا ۔ یہاں بھی ایک خوبصورت لڑکی قالین زمین پر بچھائے اور انواع و اقسام کے کھانے چنے ہوئے بیٹھی تھی ۔ اس نے ناگ کو دیکھتے ہی کہا ۔ بہت انتظار کروایا ہو اب آ بھی جاؤ ۔ میں ہر روز یہاں آکر کھانا سجا کر تمہارا انتظار کرتی رہی ہوں ۔ آج کئی سالوں کے بعد آئے ہو اور دور کھڑے منہ تک رہے ہو ۔

ناگ مسکرایا ۔ یہ ایک اور پھندا اس کے لئے تیار کیا گیا تھا مگر ناگ نے قریب جاکر کہا میری ماں تجھے غلط فہمی ہوئی ہے ۔ میں وہ نہیں جس کا تم انتظار کر رہی ہو ۔

یہ سن کر لڑکی بجلی کی طرح ناگ پر تیر کمان چھیننے کے لئے جھپٹی - لیکن جونہی اس نے کمان کو ہاتھ لگایا ایک شرارہ کمان سے نکلا اور لڑکی کی چیخ نکل گئی اور وہ تڑپ کر پھر چمگادڑ بن کر اڑ گئی -

اب ناگ نے سوچا دیر نہیں کرنی چاہیئے - چمگادڑیں اب چیخ و پکار کر رہی تھیں اور دہشت ناک آوازیں اپنے حلق سے نکال رہی تھیں - ناگ نے کمان پر تیر چڑھا کر ایک کا نشانہ لیا اور تیر چھوڑ دیا جو سیدھا جا کر ایک چمگادڑ کو لگا اور اسے آگ لگ گئی اور وہ جلتی ہوئی ابلتی ہوئی دلدل کے جہنم میں گر گئی - چیخ و پکار اور بڑھ گئی اور ناگ کو اپنے قدموں تلے کی زمین ہلتی ہوئی نظر آئی لیکن اس نے دوسرا تیر بھی چھوڑ دیا اور پہلی کی طرح دوسری چمگادڑ بھی جل کر دلدل کی نظر ہو گئی اور پھر ایک ایک کرکے آٹھوں چمگادڑیں ختم ہو گئیں - اب ناگ نے زمین پر لوٹ لگائی اور باز بن کر اڑا اور جا کر بجلی کی طرح اُلو پر جھپٹ پڑا اور پلک جھپکتے ہی اسے ادھیڑ کر رکھ دیا - اُلو کے تڑپتے ہی ایک زور دار زلزلہ آیا اور کوئی جگہ سے زمین اندر دھنس گئی - پھر ناگ نے دیکھا اُلو کی جگہ وہی سمندری چڑیل یہاں مری پڑی تھی اور اب یہاں چھوٹے بڑے بتوں والے میدان کے

سوا کچھ بھی نہ تھا - دلدل کی جھیل یہاں سے غائب تھی۔ ناگ جلدی سے اسی غار میں آیا اور دیکھا ہڈیوں کا ڈھانچہ وہاں پڑا تھا - ناگ نے زمین کھود کر اپنی چادر کا اسے کفن بنایا اور اس ڈھانچے کو دفن کر دیا اور پھر فاتحہ پڑھنے کے بعد وہاں سے سمندر کی طرف روانہ ہو گیا -

O

دوسری طرف فلاڈیا کا شہزادہ جون البرٹ نہایت اداس اپنے کمروں میں پڑا ہوا تھا کہ ملکہ داخل ہوئی اور اسے تسلی دیتے ہوئے کہا میں ماں ہوں - مجھ سے تمہارے دکھ نہیں دیکھے جاتے - میری ماںتا تمہیں بے چین دیکھ کر انگاروں پر لوٹنے لگتی ہے -

شہزادے نے کہا اگر آپ کو میرا اتنا ہی خیال ہے ممی تو میرے زخموں پر ڈیڈی کے ساتھ مل کر نمک پاشی کرنے کی بجائے میرے لئے کچھ کرو - ملکہ نے اِدھر اُدھر دیکھ کر کہا میں نے تمہارے ڈیڈی سے چوری سب انتظام کر لیا ہے - ایک ایسا بزرگ راہب مل گیا ہے جو تیرا کام کر سکتا ہے - وہ شاہی گرجا گھر میں ٹھہرا ہوا ہے اور بہت پہنچا ہوا ہے - میں آج آدھی رات کے وقت تیری اس سے ملاقات کروا رہی ہوں

بیٹا اس بزرگ کا دل جیت کر ہی تم بازی جیت سکتے ہو وہ
تمہارے لئے ایک اچھا استاد ثابت ہو گا۔
شہزادے نے کہا۔ شکریہ ممی میں ضرور ایسے بزرگ راہب
سے ملاقات کروں گا۔
ماں نے کہا تو آدھی رات کو تیار رہنا میں تیرا شاہی
گرجا میں ہی انتظار کروں گی۔
شہزادے نے کہا ٹھیک ہے ممی میں وقت سے پہلے ہی
پہنچ جاؤں گا۔
دوسری طرف عنبر شاہی گرجا گھر میں راہب کے لباس میں
شہزادے کا انتظار کر رہا تھا اور ملکہ اسے کہہ رہی تھی۔ اب
ہمارے بیٹے کی زندگی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ عنبر نے کہا
ملکۂ عالیہ یہ سب خدا کے ہاتھ میں ہے لیکن مجھے امید ہے میں
شہزادے کو اس بلا سے بچا لوں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ ابھی
بہت وقت پڑا ہے آپ مجھے کسی طرح تھوڑی دیر کیلئے جل پری
والے تالاب تک پہنچا دیں۔
ملکہ نے کہا یہ کونسی مشکل بات ہے۔ پھر ملکہ نے ایک خاص
آفیسر کو بلا کر بگھی میں بٹھا کر عنبر کو عجائب گھر پہنچا دیا۔ عنبر
نے اندر جا کر تالاب کے کنارے پہنچ کر جل پری کو مخاطب
کیا۔ جل پری کنارے پر آ گئی۔ تب عنبر نے اسے سب کچھ

بتایا اور اس سے کہا آج رات شہزادے کے ساتھ یہاں
آئے۔ پر جب میں کہوں تم اپنا رویہ شہزادے سے ٹھیک
کر لو تو تم اس کی محبت کا جواب محبت سے دینا آگے میں
سب ٹھیک کر لوں گا۔ وہ بے وقوف آدمی ہے اس کی سمجھ
میں یہ بات نہیں آتی کہ بھلا ایک انسان جل پری سے
کیسے شادی کر سکتا ہے۔ جل پری نے سب کچھ سمجھ لیا تو
عنبر وہاں سے دوبارہ گرجا کی طرف روانہ ہو گیا۔
شہزادہ بڑی بے قراری کے ساتھ آدھی رات کا انتظار کر
رہا تھا۔ آخر آدھی رات کے وقت شہزادہ شاہی گرجا میں داخل
ہوا جہاں راہب کے ساتھ احترام سے ملکہ بیٹھی ہوئی تھی۔
شہزادہ داخل ہوا اور اس نے بڑھ کر عنبر کے ہاتھوں کو
بوسہ دیا۔ ملکہ نے کہا میں نے شہزادے کے متعلق آپ کو سب
کچھ بتا دیا ہے فادر۔ اب اسے آپ کے حوالے کر رہی ہوں۔
عنبر نے شہزادے کو دعائیں دیتے ہوئے کہا بیٹا تم سے ہی
عیسائی مذہب کا بھرم قائم ہے۔ ہماری آپس کی نااتفاقی اور
بے پرواہی نے ہی مسلمانوں کو اندلس فتح کر لینے میں مدد دی
ہے۔ بادشاہ کو محبت ضرور کرنی چاہیئے لیکن تلوار سے، مذہب
سے، رعایا سے۔
شہزادے نے شرمسار ہو کر کہا فادر دل پر کسی کو اختیار

نہیں ہوتا - یہ کسی رتبے ، مذہب اور قانون کا پابند نہیں ۔
میں گستاخی کی معافی چاہتا ہوں - میرا دل میرے بس میں نہیں
ہے -

عنبر نے راہبانہ انداز میں کہا مجھے سب معلوم ہے ۔ ہمیں
اس جل پری کے پاس لے چلو ہم اسے سمجھائیں گے ۔

شہزادے نے کہا تو ابھی میرے ساتھ چلئے ۔

عنبر نے کہا چلو ابھی چلتے ہیں ۔

پھر عنبر اور شہزادہ دونوں شاہی بگھی میں بیٹھ کر عجائب
گھر کی طرف روانہ ہو گئے - شہزادہ عنبر کو لے کر عجائب
گھر میں تالاب کے کنارے لے آیا ۔ پانی کی تہ میں جل پری
آرام کر رہی تھی - عنبر اسے سمجھ گیا تھا - دونوں کنارے
پر بیٹھ گئے ۔

شہزادے نے کہا فادر شاید وہ سو رہی ہے ۔

عنبر نے کہا فکر نہ کرو شہزادے وہ ہماری عظمت سے
واقف ہے ۔

پھر شہزادے نے دیکھا جل پری نے ایک دم آنکھیں
کھول کر عنبر کی طرف دیکھا اور پلک جھپکتے ہی اوپر کنارے
پر آ گئی - عنبر نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا - جل پری نے
اس پر بوسہ دیا - شہزادہ دیکھ کر حیران رہ گیا ۔

پھر عنبر نے جل پری سے کہا - جل پری تم نے ہمارے
شہزادے کو کیوں پریشان کر رکھا ہے ۔

جل پری نے اپنی زبان میں جواب دیا -

عنبر نے کہا یہ تو ٹھیک ہے کہ تم جادو کے زیر اثر
ہو اور اپنی حالت بدلنے پر قادر نہیں ہو - یہ بات عنبر
نے صرف شہزادہ کو بیوقوف بنانے کے لئے کہی تھی - وہ تھی
تو جل پری ہی ۔

جل پری نے پھر کوئی جواب دیا ۔

عنبر نے کہا تم صرف مجھے یہ بتاؤ کیا تمہیں بھی ہمارے
شہزادے سے پیار ہے ۔

جل پری نے پھر کچھ کہا ۔

عنبر نے کہا ٹھیک ہے یہ بات تم مجھ پہ چھوڑ دو - میں
والدے سے تمہیں شہزادے کے لئے مانگ لوں گا ۔

جل پری نے پھر کچھ کہا - جس کے جواب عنبر نے کہا یہ
نہیں ہے - مقدس صلیب کی قسم عیسائیت کی اس تلوار کو
ہم زنگ نہیں لگنے دیں گے ۔ تم ہماری بات مان لو بیٹی ہم
وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں عمر بھر کوئی تکلیف نہ ہو گی اور نہ
تمہیں یہ بھی آزادی ہو گی - جب چاہو اپنے عزیزوں سے مل
سکتی ہو -

جل پری نے کچھ کہا پھر مسکرا کر محبت سے شہزادے
کی طرف دیکھا ۔ شہزادہ اس محبت کی نظر کو ترس رہا تھا
خوشی سے پاگل ہو گیا ۔ پھر جل پری نے محبت کے ساتھ
پانی کے چند چھینٹے شہزادے پر پھینکے اور پانی میں چلی گئی
شہزادے نے بے صبری سے کہا فادر اس کی گفتگو کا
ایک ایک لفظ مجھے سنائیں ۔ آپ نے ثابت کر دیا ہے کہ
آپ صاحب کرامت ہیں ۔

عنبر نے مسکرا کر کہا شہزادے ! جل پری کہنے لگی مـ
باپ آپ تو سمجھدار ہیں ۔ اور آپ جانتے ہیں کہ میں جا
کے زیر اثر جل پری بنا دی گئی ہوں ۔ جب تک میں جا
کے اثر میں ہوں میں کیا کر سکتی ہوں ۔ اگر آپ کی
دعاؤں سے مجھے اپنی اصلی صورت واپس مل جائے تو
مجھے شہزادہ سے شادی کرنے میں کیا انکار ہو سکتا ہے
میں نے اسے کہا ہے کہ میں تمہارے لئے دعا کروں گا ۔
انشاء اللہ تم کو تمہارا اصلی وجود واپس مل جائے گا ۔

مگر یہ سب باتیں صرف شہزادے کو بہلانے کے لئے
تھیں ۔ عنبر تو زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کر کے جل پری
کو اس کی بہن کے پاس پہنچانا چاہتا تھا ۔ جس کا و
وعدہ کر کے آیا تھا ۔

عنبر نے کہا ۔ شہزادے ! اس نے اپنی محبت کا اظہار تم
سے کر دیا ہے ۔ میرا خیال ہے میں نے جو وعدہ بھی اس
سے کر لیا ہے تم اس کا احترام کرو گے ۔

شہزادے نے کہا میں اسے جان سے بھی زیادہ عزیز
رکھوں گا ۔ مجھے اس کی ہر شرط منظور ہے ۔ آپ فادر
حضرت مسیح سے اسے مانگ لیں ۔

عنبر نے کہا فکر نہ کرو شہزادے ۔ مجھے چند راتوں کی
مہلت دے دو تاکہ میں اپنے مرشد کو پہلے راضی کر لوں
پھر وہی حضرت مسیح سے اس جل پری کو تمہارے لئے مانگ
لیں گے ۔ اب میں چند روز تک تم سے ملاقات نہ کروں گا
مجھے اس کام کے لئے تمہارے باپ کو بھی راضی کرنا ہے ۔

شہزادے نے کہا آپ نے ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے جب
جانور آپ کی بات نہیں ٹال سکا تو ڈیڈی انسان ہیں اور آپ
کے رتبے اور عظمت سے واقف ہیں ۔

عنبر نے کہا تم یہاں ٹھہرنا چاہو تو رک جاؤ ۔ مجھے
واپس گرجا میں جا کر عبادت کرنی ہے ۔

اسی وقت شہزادے کے حکم سے شاہی بگھی میں عنبر کو
گرجے بھیج دیا گیا جہاں ملکہ اور بادشاہ انتظار کر رہے تھے
عنبر نے کہا تیر نشانے پر لگا ہے ۔ بادشاہ سلامت اب

ایک کام آپ کے ذمہ ہے کہ آپ اس جل پری سے ملتی جُلتی صورت کی کوئی لڑکی تلاش کر لیں ۔ میں شہزادے سے وعدہ کر آیا ہوں ۔ اس جل پری کی جنس بدلوا کر اسے عورت بنا لوں گا اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب اس کی ہم شکل لڑکی مل جائے ۔

بادشاہ نے کہا اس کی فکر تم نہ کرو ہم خفیہ طور سے ایسی لڑکی کی تلاش شروع کر دیتے ہیں ۔ لیکن تم یہ سب کیسے کرو گے ۔ عنبر نے کہا آپ صرف لڑکی تلاش کر کے اسے منگوا لیں ۔ لیکن یہ سوچ لیں اسی لڑکی سے شہزادے کی شادی ہو گی ۔ اس لئے یہ قربانی آپ کو دینی ہو گی ۔

بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے ہم کوشش کریں گے وہ کسی اچھے ہی خاندان سے ہو جو ہماری بہو بننے کے قابل ہو ۔

پھر بادشاہ اور ملکہ یہاں سے محل کی طرف روانہ ہو گئے اور عنبر اپنی کامیابی کے متعلق سوچ بچار میں مصروف ہو گیا ۔

دوسری طرف شہزادہ بہت خوش تھا کہ اب جل پری کافی دیر تک کنارے آ کر اس سے شرارتیں کرتی رہتی ۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ تو اس نے شہزادے کو بھی پانی کے اندر کھینچ لیا اور شہزادے کا لباس بھیگ گیا ۔ لیکن وہ بہت خوش تھا کہ

اس کی محبت اور راہب کی دعائیں رنگ لائی تھیں ۔

بادشاہ نے تمام شہروں میں مصوّر سے جل پری کی شکل کی تصویریں بنوا کر بھجوا دیں کہ اس سے ملتی جُلتی شکل کی کوئی لڑکی مل جائے تو فوراً شاہی محل بھیج دی جائے ۔

اتفاق کی بات ہے کہ ایک نہایت ہی غریب گھرانے کی لڑکی جو اکثر دن رات شہزادی بننے کے خواب دیکھا کرتی تھی اور راتیں جاگ جاگ کر دُعا کیا کرتی تھی ۔ بڑوں کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتی تھی اور مصیبت میں ہر کسی کے کام آیا کرتی تھی ۔ ایک روز اس نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح اپنی صلیب کندھے پر اٹھائے چلے آ رہے ہیں اور پانی کے لئے بے چین ہیں ۔ اس لڑکی نے جس کا نام مارگریٹ تھا ، جلدی سے پیالہ پانی سے بھر کر حضرت مسیح کے ہونٹوں سے لگا دیا ۔ مسیح نے پانی پینے کے بعد محبت سے اسے دیکھا اور کہا اس نیکی کے بدلے خداوند نے تیرے لئے ملکہ کا تاج انعام میں عطا کیا ہے ۔ لڑکی نے صبح اٹھ کر اپنے شہر کے گرجا کے پادری سے رات کے خواب کا ذکر کیا ۔ پادری نے کہا ۔ میری بچی حضرت مسیح کا ارشاد ہے تو ضرور پورا ہو گا ۔

اور پھر ایک روز جب گرجا میں موم بتیاں جلا کر وہ

آ رہی تھی کہ ایک بگھی اس کے قریب آ کر رکی جس میں
اس شہر کا حاکم بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک
تصویر تھی ۔ کبھی وہ تصویر کو اور کبھی مارگریٹ کو دیکھتا
مارگریٹ بھی حیرت سے کھڑی دیکھ رہی تھی ۔

پھر حاکم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دیکھ کر مارگریٹ ڈر کر
اپنے گھر کی طرف بھاگی اور اپنے کمرہ میں آ کر دروازہ بند
کر لیا ۔ اس کی ماں جو صحن میں کام کر رہی تھی ، حیرت
سے دیکھ رہی تھی کہ حاکم صحن میں داخل ہوا ۔ دونوں میں
کچھ باتیں ہوئیں ۔ اندر مارگریٹ ڈر کے مارے پسینے میں
نہائی ہوئی ہانپ رہی تھی اور مقدس ماں مریم کی تصویر کے
سامنے دعا مانگ رہی تھی کہ حاکم شہر سے اس کی عزت
بچا لینا ۔

پھر دروازہ کھلا اور مارگریٹ چونک پڑی ۔ لیکن یہ تو
اس کی ماں تھی جو مسکراتی ہوئی خوش خوش اندر آ رہی تھی ۔

مارگریٹ بھاگ کر ماں سے لپٹ گئی اور کہنے لگی مجھے بچا
لو ماں مجھے بچا لو ۔

ماں نے پیار سے منہ چومتے ہوئے کہا ۔ مبارک ہو
بیٹی ۔ تیرا خواب سچا ہو گیا ہے ۔ حاکم شہر تجھے فلاڈیا کے
شہنشاہ کی خدمت میں بھیج رہا ہے جہاں تیری شادی شہزادے

البرٹ سے ہو رہی ہے ۔

مارگریٹ کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا ۔ لیکن اس
کے کانوں میں وہی میٹھی سی آواز رس گھول رہی تھی ۔ اس
نیکی کے بدلے خداوند نے ملکہ کا تاج تیرے لئے انعام میں عطا
کیا ہے ۔ مارگریٹ خوشی سے ماں کے سینے سے لپٹ گئی
اور پھر جلد ہی اسے فلاڈیا کے شاہی محل میں خفیہ
طور پر پہنچا دیا گیا ۔

شہنشاہ نے یہ بات اتنی خفیہ رکھی تھی کہ کسی کو کانوں
کان بھی خبر نہ ہو سکی اور پھر مارگریٹ کو عنبر کے سامنے لایا
گیا جس نے خوش ہو کر کہا بالکل ٹھیک ہے ۔ اب آپ اس
کے لئے کسی ماہر درزی سے نیچے کے دھڑ کے لئے جل
پری کی طرح سے لباس بنوا دیں ۔

بادشاہ نے کہا یہ تو معمولی بات ہے ۔ میں آج ہی درزی
کو عجائب گھر بھجوا کر جل پری دکھوا دیتا ہوں پھر وہ
خود ہی سب انتظام کرے گا ۔

ان سارے کاموں میں چار دن اور چار راتیں گذر چکی
تھیں اور عنبر خود اس کام کو جلدی ہی نپٹانا چاہتا تھا ۔ اسے
... سے کیا ہوا وعدہ یاد تھا کہ وہ اس کے بیٹے نیڈرک کو
... ہی لے کر آئے گا ۔ اور اسے حبشی سردار سے بھی

انتقام لینا تھا جو یہ ظلم کر رہا تھا۔
دوسری طرف شہزادہ جون بیقراری سے گھڑیاں گن ر
آخر وہ شاہی گرجا گھر میں راہب سے ملنے چلا ہی آیا اور
کی منت کی کہ جلدی سے جل پری کو عورت بنا دیا جا
عنبر نے صرف ایک دن کی اور مہلت مانگی۔
شہزادے کے جانے کے بعد بادشاہ کا پیغام آگیا
لباس تیار ہے۔
اب عنبر نے اپنے دماغ پہ زور دے کر ساری سکی
کر لی۔ ایک دفعہ وہ پھر عجائب گھر گیا۔ اس نے وہ
دیکھی جو سمندر سے شہر میں آتی تھی اور عجائب گھر کی د
کے پاس سے گزرتی تھی جسے شہزادے نے کاٹ کر اس
عجائب گھر میں بنے ہوئے تالاب سے ملا دیا تھا اور ا
راستے سے وہ جال میں پڑی جل پری کو لایا تھا۔ د
لفظوں میں اسے یہ تمام کام جل پری کو تالاب تک
کے لئے کرنا پڑا تھا جواب عنبر کے لئے بہت مفید
ہو رہا تھا۔
پھر عنبر جل پری کے پاس آیا اور اسے رہائی کی
دیتے ہوئے کہا۔ آج رات جونہی اندھیرا ہو تم تا
نہر میں چلی جانا اور پھر نہر سے سمندر میں۔ عجائب گ

کے پاس جو باہر جانے کے لئے رکاوٹ ہے اسے ہٹا
جائے گا۔
جل پری نے تشکر آمیز نگاہوں سے عنبر کو دیکھا۔
عنبر نے کہا سمندر کے کنارے پانی کے اندر تمہاری بہن
بھی ہوئی جل پریاں موجود ہوں گی جو تمہارا ہی انتظار
رہی ہیں ان کے ساتھ مل کر اپنی بہن کے پاس چلی جانا
اسے میرا سلام کہنا اور پیغام دینا کہ عنبر نے اپنا وعدہ
کر دیا ہے۔
پھر عنبر واپس آگیا اور سارا پروگرام بنا لیا کہ کس طرح
پری کی جگہ تالاب سے مارگریٹ کو برآمد کرنا ہے اور
کے لئے لباس بھی درکار ہوگا۔
ملکہ نے کہا وہ بھی تیار ہو گیا ہے۔
پھر عنبر نے بادشاہ سے کہا جب میں کہوں تو تالاب میں
طور پہ اندھیرا ہو جائے۔ چراغ گل کر دیئے جائیں۔ پھر
گریٹ کو جل پری کے لباس میں تالاب میں اتارا جائے اور
اندھیرے کہنے پہ مارگریٹ مچھلی والا لباس اتار کر عام لباس
لے گی اور چراغ پھر سے روشن کر دیئے جائیں گے اور
مارگریٹ کو تالاب سے برآمد کر لیا جائے گا۔
بادشاہ نے کہا تم صرف حکم دیتے جانا بقایا کام میں اور

ملکہ سنبھال لیں گے۔

پھر وہ رات آگئی جس کے لئے شہزادہ جون بے چین تھا۔ بادشاہ نے تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے۔ رات آ... عنبر شہزادے کو لے کر مع بادشاہ اور ملکہ کے عجائب گ... کو روانہ ہو گیا۔ مارگریٹ کو خفیہ طور پر پہلے ہی وہاں چھپا دیا گیا تھا۔

پھر عنبر جون کو لے کر تالاب پر آیا۔ جل پری کو اش... کیا۔ وہ بھی اوپر آگئی اور عنبر نے دعائیں پڑھنی شروع کر دیں۔ کافی دیر تک وہ کچھ پڑھتا رہا۔

جون، بادشاہ اور ملکہ حکم کے منتظر تھے۔

پھر عنبر نے حکم دیا چراغ گل کر دو۔

نوکروں نے فوراً چراغ گل کر دیئے۔

جل پری تالاب سے نہر میں آکر عجائب گھر سے نکل گئی اور ملکہ کی کنیزوں نے جل پری کے لباس میں مارگریٹ کو تالاب میں اتار دیا۔ اتفاق سے مارگریٹ تیرنا بھی جانتی تھی جو اس کے کام آگیا۔ پھر عنبر نے اندھیرے میں کہا ملکہ عالیہ اپنی بہو کے لئے تالاب میں لباس اپنے ہاتھوں سے اسے دے دیں۔

ملکہ نے ساتھ لایا ہوا لباس مارگریٹ کو دے دیا، جو اس نے پہن لیا۔

پھر عنبر نے حکم دیا چراغ روشن کر دو۔

چراغ جلائے گئے اور شہزادہ جون یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جل پری اب لڑکی بن چکی تھی۔ اور نیچے کا مچھلی والا دھڑ پانی میں تیر رہا تھا اور اس کی جگہ جل پری کو انسان کا دھڑ لگ گیا تھا۔ اس نے دیوانہ وار اسے تالاب سے باہر نکال لیا اس کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ بادشاہ اور ملکہ بھی خوش تھے۔

دوسری طرف نہر سے ہوتی ہوئی جل پری سمندر میں اتر گئی جہاں اس کی ہم نسل جل پریاں انتظار میں تھیں۔ وہ اسے دیکھ کر بے انتہا خوش ہوئیں اور پھر سب مل کر اپنی سلطنت کی طرف چلی گئیں۔

دوسری طرف بڑی دھوم دھام سے شہزادے جون البرٹ اور مارگریٹ کی شادی ہو گئی۔ مارگریٹ کو سب کچھ سمجھا دیا گیا تھا اور اس لئے اسے کوئی دشواری پیش نہ آئی۔

اس شادی کے بعد عنبر نے بادشاہ سے اجازت چاہی۔ بادشاہ نے اسے انعام و اکرام سے نوازنا چاہا لیکن عنبر نے کہا اس انعام کے مستحق غریب عوام ہیں۔ آپ اپنی غریب رعایا کو اس خوشی میں زیادہ سے زیادہ انعام دیں۔

پھر عنبر شہزادے جون، شہزادی مارگریٹ، جس کا خواب
سچا ہو چکا تھا، سب سے رخصت ہوا۔ اب اس کی
دوسری منزل حبشیوں کا جزیرہ تھا۔

○

جہاز اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا اور ماریا نت
نئی شرارتیں کرتی پھر رہی تھی۔ جہاز کے ہال میں تمام مسافر
کھانے کے لئے جمع تھے۔

ماریا نے دیکھا ایک جوڑا میز پر مچھلی، شامی کباب، پلاؤ
وغیرہ سجائے کھانے میں مصروف تھا۔ گرم گرم مچھلی سے بھاپ
اٹھ رہی تھی جس کی خوشبو نے ماریا کی توجہ اپنی طرف کروا
لی۔ اس نے دیکھا بیوی تو کھانا کھا رہی تھی لیکن خاوند
سامنے چیزیں سجائے تھوڑی تھوڑی دیر بعد نوالہ اٹھا لیتا اور
پھر سامنے دیکھنے لگتا۔

سامنے میز پر دو آدمی ادھیڑ عمر اور ایک اٹھارہ انیس
سال کا لڑکا ان کے درمیان بیٹھا تھا۔ ان کے سامنے چائے
کے کپ رکھے ہوئے تھے لیکن وہ گفتگو میں اتنے محو تھے کہ
انہیں اس بات کا احساس تک نہ تھا کہ چائے پڑی ٹھنڈی ہو
رہی ہے اور یہی حالت اس آدمی کی تھی۔ اس کی پوری توجہ

اب دونوں آدمیوں اور لڑکے پر مرکوز تھی۔

ماریا نے آرام سے قریب بیٹھ کر اس کی پلیٹیں صاف
کرنی شروع کر دیں۔ گاہے گاہے وہ کوئی نوالہ اٹھا لیتا تھا۔
ماریا نے جلد ہی سارا سامان ختم کر دیا۔ پھر وہ دونوں
آدمی اور لڑکا اٹھ کر اپنے کیبن کی طرف چلے گئے اور اس آدمی
کی توجہ وہاں سے ہٹ کر کھانے کی طرف آئی تو پلیٹیں خالی
تھیں۔ سامنے بیٹھی بیوی مزے سے کھا رہی تھی۔

آدمی نے کہا۔ زرینہ! میری ساری پلیٹیں صاف کر دیں۔
بیوی نے کہا۔ اسلم! تمہارا دماغ کہاں چرنے چلا گیا
ہے۔ میں نے تو تمہاری کسی پلیٹ کو ہاتھ تک نہیں لگایا تم
یہاں موجود نہیں تھے۔

اسلم نے ہنستے ہوئے کہا۔ میں ذرا ان دو ٹھگوں کو
دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔ مشہور زمانہ ٹھگ چمپت لال اور
گلپت لال کسی لڑکے کو بٹھائے باتیں کر رہے تھے۔ اب سمجھ
لو اس جہاز پر مالدار لوگوں کی خیر نہیں یہ بہت مشہور ٹھگ
ہیں۔

ماریا کو اب یہاں کیا دلچسپی رہ گئی تھی۔

اسلم نے کہا۔ میرا بس چلے تو میں جا کر ان کی باتیں سنوں
وہ کیا تخریبی کارروائی بیٹھے سوچ رہے ہیں۔

زرینہ نے کہا ۔ تمہیں کیا مصیبت پڑی ہے ۔ ہم کونسے سرمایہ دار ہیں کہ ہمیں وہ لوٹ کر لے جائیں گے ۔

اسلم نے کہا ۔ تم نہیں جانتی انہیں ۔ یہ سؤر کے بچے تو جان کا سودا بھی کرنے سے دریغ نہ کریں گے ۔ مجھے جہاز کے کپتان کو ضرور مطلع کر دینا چاہیے ۔

اب تو ماریا کے بھی کان کھڑے ہو گئے تھے ۔ ماریا نے سوچا ۔ چلو چل کر ان کی باتیں ہی سنیں ۔ اگر وہ اتنے ہی مشہور ہیں تو ان کا وجود اس جہاز پہ بغیر کسی مقصد کے نہیں ہو سکتا ۔

دونوں ٹھگوں نے پنڈتوں کا بھیس بدل رکھا تھا ۔ ماریا ان کو تلاش کرتی ہوئی ان کے کیبن میں جا پہنچی ۔ یہاں وہ دونوں اور لڑکا باتوں میں مصروف تھے اور وہ دونوں لڑکے سے کہہ رہے تھے ۔ تیری زندگی بن جائے گی ۔ بڑھیا بہت مالدار عورت ہے ۔ پورے گاؤں کی مالک ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ بوڑھی نے خاندانی دولت بھی کہیں چھپا رکھی ہے جو ہیروں اور جواہرات کی شکل میں ہے ۔ خاوند مر چکا ہے ۔ نہ کوئی خاوند کا رشتہ دار ہے اور نہ ہی بڑھیا کا ۔ صرف ایک بیٹا تھا جو بچپن میں کھو گیا تھا ۔ اس کا نام ، اس کی عادتیں ، اس کی پسندیدہ غذا اور دیگر اہم واقعات ہم تمہیں بتا چکے ہیں ۔ اس مہم

کو شروع کئے ہمیں چھ مہینے ہو چکے ہیں ۔ جوگی پنڈت بن کر اس مالدار بڑھیا سے ملے تھے ۔ چھ مہینے ہم نے اس کا اعتماد اپنے پر بحال کرنے میں گذار دیئے ہیں ۔

ماریا مزے لے کر یہ سب کچھ سن رہی تھی ۔

ٹھگوں نے کہا ہمارے ہی کہنے پہ یہ جہاز کا سفر کر رہی ہے کیونکہ ہم نے اسے یقین دلایا ہے کہ اس کا بیٹا ہندوستان کے شہر کلکتہ میں شیو جی کے مندر میں ملے گا ۔ ہم نے تمام سکیم تیار کر لی ہے کہ کس طرح تمہیں شیو جی کے مندر میں بڑھیا سے ملوانا ہے ۔ تم نے کیا کرنا ہے اس کی ریہرسل ہم تجھے روز کروا رہے ہیں ۔ اب اتنا ذہن میں رکھنا ہم اس پیشے کے بہت تجربہ کار کھلاڑی ہیں ۔ بیٹا بننے کے بعد اگر تم نے ہم سے اڑنے کی کوشش کی تو انسان کو مار دینا ہمارے لئے معمولی بات ہے ۔ ہم نے تیری غربت پہ ترس کھایا ہے ۔ بیٹا بننے کے بعد خود بھی عیش کرنا اور ہماری جیبیں بھی بھرتے رہنا ۔

لڑکا جس کا نام ستیش تھا نے کہا میں احسان فراموش نہیں ہوں ۔ میرے ہاتھ دولت لگ جانے دو ۔ تمہارا حصہ ایمانداری سے ملتا رہے گا ۔

شاباش بیٹیا ! ہم بھی یہی چاہتے ہیں ۔ جانکی دیوی کی دولت دونوں ہاتھوں سے سمیٹ لیں ۔ ہاں ایک بات کا خیال

زرینہ نے کہا ہے

رکھنا۔ اوّل تو جانکی دیوی بیمار ہے اپنے کیبن سے نکلتی ہی نہیں لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہے۔ تم اس کی نظروں سے بچے رہنا۔ بعض لوگوں کا حافظہ بہت تیز ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو وہ تمہیں جہاز پہ دیکھ لے اور پھر کلکتہ میں جب تم سامنے آؤ اس کے ذہن میں فوراً آ جائے کہ اس نے تمہیں کہیں پہلے بھی دیکھا ہے۔ ہو سکے تو ہم سے بھی اب دور ہی رہو۔

سنیش نے کہا ٹھیک ہے۔ میں پوری کوشش کروں گا۔

ماریا کی سمجھ میں تمام بات آ گئی کہ یہ مشہورِ زمانہ ٹھگ ایک مالدار بڑھیا جانکی دیوی کو لوٹنا چاہتے ہیں اور ایک جعلی لڑکے کو اس کا گمشدہ بیٹا بنا کر اسے وہاں پہنچانا چاہتے ہیں۔ اب اس نے سوچا لگے ہاتھوں جانکی دیوی کے دیدار بھی کر ہی لیں تو اچھا ہے۔

ماریا تلاش کرتی ہوئی بڑھیا کے کیبن میں پہنچ گئی۔ دولتمند ہونے کے باوجود بھی ماریا کو وہ انتہائی دکھی معلوم ہوئی۔ انسان دولت کی کتنی ہوس کرتا ہے لیکن یہ نہیں جانتا دولت ہی سب کچھ نہیں۔ اس بڑھیا کو ہی لے لیجئے۔ بے حساب دولت ہے لیکن اپنا کوئی نہیں۔ اس کی ممتا انگاروں پہ اپنے گمشدہ بیٹے کے لئے لوٹ رہی ہے۔ دل کا سکون اور راتوں کی نیند تک اڑ چکی ہے۔ کیا دولت اس کے بیٹے کا نعم البدل

ہو سکتی ہے۔ کیا دولت اس کو سکون مہیا کر سکتی ہے۔ خون کے رشتے پیدا کر سکتی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔

اس نے سنا بڑھیا اپنے آپ سے کہہ رہی تھی اب تو جیون کا دیا ٹمٹما رہا ہے۔ موت کا کوئی بھی جھونکا اسے بجھا دے گا۔ بھگوان کرے تو مل جائے بیٹا۔ میری ارتھی کو آگ کون دکھائے گا۔ میری آتما ہمیشہ بھٹکتی رہے گی۔ آنسو بوڑھی کے جھریوں سے اٹے ہوئے گالوں پر بہہ نکلے۔

ماریا کو اس بڑھیا پہ بہت رحم آیا اور اس نے سوچا کاش اس کا اصلی بیٹا اسے مل جائے۔ یہ ٹھگ کتنے بے رحم ہیں جو ایک ماں کی ممتا سے دھوکا کر رہے ہیں۔ ماں کے کلیجے سے اٹھنے والی ٹیس کا انہیں ذرا بھی احساس نہیں۔ یہ کیسے انسان ہیں جنہیں دکھی ماں پر بھی رحم نہیں آتا۔

ماریا نے تہیّہ کر لیا کہ وہ اس بڑھیا کو لٹنے سے ضرور بچائے گی۔ اب اس نے اپنا مستقل ٹھکانہ ہی ٹھگوں کے کیبن میں بنا لیا۔ وہ ان سے قریب رہ کر ہر سکیم سے آگاہ رہنا چاہتی تھی۔

○

ناگ اور راجکماری کا دھڑ

دوسری طرف ناگ ایک بار پھر سرخ پھول کے پیچھے سمندر کی تہ میں سرکٹی راجکماری کا دھڑ لینے کے لئے جا رہا تھا آدم خور جبڑوں کے قریب جا کر اس نے اپنے آپ کو چھوٹی سی مچھلی میں تبدیل کیا اور ان سے بچ کر نکل گیا اور پھر وہ بارہ دری میں پہنچ گیا۔ لیکن یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ راجکماری کا دھڑ وہاں موجود نہ تھا۔ وہ دوبارہ انسان کے روپ میں بارہ دری میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب کیا کرے۔ ضرور اس سمندری چڑیل نے اس دھڑ کو اپنے جادو کے زور سے کہیں غائب کر دیا ہے اس نے بارہ دری کا چپہ چپہ چھان مارا۔ لیکن دھڑ نہ مل سکا۔

ناگ اسی سوچ بچار میں کھویا ہوا تھا کہ ایک مگرمچھ انسان کی بو پا کر ادھر آ نکلا اور ناگ کو غافل دیکھ کر بغیر کوئی آہٹ کئے بارہ دری میں چڑھ آیا اور اپنا جبڑا کھول

کر ناگ کو نوالہ بنانا چاہا لیکن بروقت ناگ نے دیکھ لیا اور ادھر سے جست لگائی۔ مگرمچھ اتنا قریب آ چکا تھا کہ باوجود جست لگانے کے بھی ناگ کا پاؤں اس کے منہ میں آ گیا اور وہ ناگ کو کھینچتا ہوا پانی کے اندر لے گیا۔

ناگ نے بہت کوشش کی کہ وہ اپنا پاؤں چھڑا لے لیکن اس کی گرفت کافی مضبوط تھی۔ مگرمچھ اور ناگ میں مقابلہ ہو رہا تھا لیکن مگرمچھ پانی کا بادشاہ ہوتا ہے۔ وہ ناگ کو گھسیٹ کر پتھروں میں بنی ایک غار میں لے گیا جہاں چھوٹے پانی میں اس کے بچے تیرتے پھر رہے تھے اور یہی غار اس کا گھر تھا۔

اب ناگ کو پتہ چلا یہ نر نہیں مادہ ہے جو اپنے بچوں کی خوراک کے لئے اسے یہاں کھینچ لائی ہے۔

ناگ کو یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ جس کی تلاش میں وہ پریشان ہے۔ وہی راجکماری کا دھڑ اسی غار میں ایک اونچے پتھر کے چبوترے پہ پڑا ہوا تھا۔ ناگ خود اس وقت موت کے منہ میں پھنسا ہوا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کیسے اس شکنجے سے جان چھڑائے۔ مگرمچھ کے بچے ناگ کے گرد کلبلاتے پھر رہے تھے۔ مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ انہوں نے راجکماری کے دھڑ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

ناگ نے خدا سے دعا کی ۔ اے رب العالمین! اس مشکل
میں میری مدد فرما ۔ شاید یہ قبولیت کا ہی وقت تھا ۔ ناگ نے
دیکھا اس غار کے دھانے سے ایک بڑی مچھلی اندر داخل ہوئی
اور اس نے مگرمچھ کے بچوں کو کھانا شروع کر دیا ۔ مادہ
کی مامتا بے چین ہو گئی اور مادہ مگرمچھ نے ناگ کی ٹانگ
چھوڑ کر اس مچھلی پہ حملہ کر دیا ۔ پھر تو غار میں بھونچال سا
آگیا ۔ مچھلی اور مگرمچھ میں زبردست مقابلہ شروع ہو گیا اور
اسی جنگ میں وہ دونوں غار سے لڑتی ہوئی گہرے پانی میں
چلی گئیں ۔ مادہ مگرمچھ نے بقایا بچوں کو بچانے کے لئے یہ قدم
اٹھایا تھا جو ناگ کے حق میں بہتر ہو گیا ۔ اس نے راجکماری کا
دھڑ اٹھایا اور اس غار سے باہر نکل گیا اور پیچ پیچ پہاڑی
راستوں سے ہوتا ہوا ۔ آدم خور جڑوں والے علاقے میں پہنچ
گیا ۔ اب یہاں سے وہ خود تو مچھلی بن کر گذر سکتا تھا ۔ دھڑ
کو لے کر گذرنا بھی ایک مصیبت بن گیا ۔ اس کے علاوہ کوئی
اور دوسرا راستہ نہیں تھا ۔ اگر ہوگا بھی تو ناگ کو اس کا
علم نہ تھا ۔ وہ ایک جگہ رُک کر پھر خیالوں کے سمندر میں
کھو گیا ۔ معاملہ پانی کا تھا ۔ خشکی ہوتی تو وہ بڑا سا پرندہ
بن کر اڑ کے نکل جاتا ۔

دونوں پھول اسی جگہ ایک پتھر سے لگے ہوئے موجود تھے

ناگ کے ذہن میں فوراً یہ بات آگئی کہ جب سرخ پھول
پانی سے گذرتے تھے تو ان جڑوں نے کوئی مزاحمت نہ کی
تھی ۔ ضرور ان پھولوں میں کوئی اسرار ہوگا جس سے یہ
آدم خور جڑوں سے محفوظ ہو کر گذر جاتے ہیں ۔

ناگ نے دونوں پھولوں کو پتھر کے پاس سے اٹھا لیا
اور اپنے ہاتھ میں لے کر گذرنے کی کوشش کی ۔ اس کا
خیال درست نکلا ۔ جڑوں نے کوئی مزاحمت نہ کی اور ناگ آرام
سے دھڑ کو لے کر تیرتا ہوا پانی کی سطح پر آگیا اور
مچھلی کی طرح چل پڑا اور دھڑ کو لے کر پانی سے باہر
نکل آگیا ۔

ناگ راجکماری کے دھڑ کے ساتھ ہی غار میں داخل ہوا
اور جلدی جلدی کٹے ہوئے سر کے پاس آبشار کے قریب پہنچ
گیا ۔

راجکماری نے اپنا دھڑ دیکھا پہلے وہ ہنسی اور پھر
رونے لگی ۔

ناگ نے کہا راجکماری بہن ۔ تم ہنسی کیوں اور رونے کیوں
لگیں ۔

راجکماری نے کہا ۔ ہنسی اس لئے کہ تم میرے دھڑ کو لانے
میں کامیاب ہو گئے ہو ۔ روئی اس لئے ہو کہ جونہی میرا دھڑ

سر سے جڑے گا، جیق کو خبر ہو جائے گی اور وہ آ کر
تمہیں ہلاک کر دے گا۔

اچانک ناگ کو طلسمی تیر کمان کا خیال آ گیا جو ڈھانچے کی
قبر کے پاس وہ چھوڑ آیا تھا۔ اس نے دھڑ یہاں ایک پتھر
پر حفاظت سے رکھ دیا اور خود راجکماری سے کہہ کر کہ میں
جیق سے مقابلے کی تیاری کر لوں، پہاڑی غار کی طرف
چل دیا۔ وہ غار میں داخل ہوا۔ لیکن یہاں تیر اور کمان
غائب تھا۔ ناگ کو سخت مایوسی ہوئی اور وہ سوچنے لگا جونہی
دھڑ سے سر جڑ گیا جن غار میں آ جائے گا۔ کیا جن کی پُراسرار
طاقتوں کا وہ مقابلہ کر سکے گا۔ وہ مایوسی کے عالم میں واپس
آ گیا۔

راجکماری نے کہا بھائی کیا بات ہے۔ تم کچھ افسردہ ہو
گئے ہو۔

ناگ نے کہا۔ وہ طلسمی تیر کمان جس سے میں نے جادوئی
چمگادڑوں کو ختم کیا تھا اور جاتے وقت اسے غار میں چھپا
گیا تھا، وہاں سے غائب ہے۔

راجکماری نے جواب دیا۔ میں نے تو پہلے ہی تمہیں
کہا تھا۔ جذباتی ہو کر کوئی قدم نہ اٹھانا۔ اب جبکہ تم آدھی
کامیابی حاصل کر چکے ہو۔ اس پہ وہ خوفناک جن آ کر پانی

دے گا۔ جونہی سر دھڑ سے ملا اسے اطلاع ہو جائے
گی اور وہ یہاں پہنچ جائے گا۔

ناگ نے کہا۔ راجکماری کیا تمہیں اس جن کی کسی کمزوری
کا علم نہیں کہ وہ کیسے ہلاک ہو سکتا ہے۔

راجکماری نے کہا۔ بھائی مجھے جتنا علم تھا تمہیں بتا چکی ہوں
اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی۔ اب بھی وقت ہے میں تو
اندھوں کی اس زندگی کی عادی ہو چکی ہوں اور یہ نہیں چاہتی
کوئی اور میرے لئے اپنی جان گنوا دے۔

ناگ نے کہا۔ تمہیں بہن کہا ہے تو بھائی کو یہ مشورہ نہ
دو کہ وہ بہن کو اس مصیبت کے جہنم میں جلتا چھوڑ جائے۔
ایسے آڑے وقت میں خدا نے ہماری مدد کی ہے۔ اس لئے کہ
ہم ہمیشہ دوسروں کے دکھوں کو بانٹتے پھرتے ہیں۔ دکھی انسانوں
کی خدمت کرنا ہی ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ میرے ذہن میں
ایک ترکیب آئی ہے۔ ہو سکتا ہے اس سے کوئی جیق کی ہلاکت
کی تدبیر ہو جائے۔ میں تمہارا دھڑ اور سر دونوں اس
غار سے لے چلتا ہوں اور کسی اور مقام پر جہاں جیق نہ
پہنچ سکے تمہارا سر دھڑ سے جوڑ دیتا ہوں۔

راجکماری مسکرا دی اور کہا تم بہت بھولے ہو۔
ہو سکتا ہے، کسی دوسری جگہ جا کر وہ جادو کے بول سر اور

دھڑ کو ملا ہی نہ سکیں۔ دوسرے یہ کہ جن تو اپنی جادو
کی طاقت سے ہر اس جگہ پہنچ سکتا ہے جہاں تم مجھے لے
جاؤ گے۔ یاد رکھو جن کو ہلاک کئے بغیر میری رہائی ممکن نہیں
ناگ ایک دفعہ پھر سر پکڑ کر بیٹھ گیا پھر جہاں انسانی
سوچ کی حد ختم ہو جاتی ہے، وہیں سے اللہ تعالیٰ کی
رہنمائی شروع ہوتی ہے۔

ایک دفعہ پھر اللہ تعالیٰ کی رہنمائی شروع ہوئی اور شہزادہ
بدر منیر جو ایک نہایت ہی خوبصورت نوجوان تھا اپنے اصلی
وجود میں آ گیا۔ ناگ تو اسے پہچان نہ سکا لیکن راجکماری نے
اسے پہچان لیا اور حیرت سے کہا تم زندہ ہو۔

بدر منیر مسکرایا اور کہا کاش ایسا ہوتا لیکن افسوس ایسا
نہیں ہے۔ میں اپنے اس بھائی کا ممنون ہوں جس نے میری
روح کو اس ہڈیوں کے ڈھانچے سے آزاد کر دیا اور اب
میری روح اپنی اصلی شکل میں اس کی مدد کے لئے آ گئی
ہے۔

ناگ نے خوش ہو کر کہا تو وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ تمہارا
تھا۔ جسے میں نے دفن کیا تھا۔

بدر نے کہا۔ ہاں ناگ بھائی۔ میں تمہارا مشکور ہوں۔
میں تمہارے سامنے جھوٹ نہیں بولوں گا۔ میں نے راجکماری کی

[illegible] میں گرفتار ہو کر اسے آزاد کروانے کا بیڑا اٹھایا تھا۔
راجکماری نے بھی مجھ سے شادی کا وعدہ کر لیا تھا لیکن
اللہ کو شاید یہ منظور نہ تھا اور میری ذرا سی لغزش
مجھے لے ڈوبی۔ شاید اس لئے کہ اس میں میری غرض کو
دخل تھا۔ یہ بے لوث خدمت نہ تھی۔ ایک سودا تھا لیکن
تم تو انتہائی مخلص انسان ہو۔ اس کام میں تو محض انسانی
ہمدردی شامل ہے۔

ناگ نے کہا وہ طلسمی تیر کمان کہاں غائب ہو گیا۔

بدر نے کہا ناگ وہ اسی کام کے لئے تھا۔ جن پر اس کا
طلسم کام نہیں کر سکتا ہے۔ لہٰذا وہ واپس میرے پیرو مرشد
کے پاس پہنچ گیا ہے۔ میری روح ہر وقت یہاں منڈلاتی رہتی
ہے۔ تمہیں پریشان دیکھا تو تمہاری مدد کو آ گیا۔ اس لئے
کہ تم میرے محسن ہو۔

ناگ نے کہا۔ تم میری اب کیا مدد کر سکتے ہو۔

بدر نے جواب دیا۔ یہی کہ سر کو دھڑ سے ابھی مت
جوڑ دینا۔ جب تک کہ جن سے مقابلے کی طاقت اپنے اندر
پیدا نہ کر لو۔ راجکماری کے دھڑ کو میری قبر کے پاس چھوڑ
دو۔ میری روح اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔ یہاں سے
مشرق کی طرف چلے جاؤ۔ پہلے کالا سفید جنگل آئے گا۔ اس

سے گزر کر آگے سرخ رنگ کے پہاڑوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ ان سرخ رنگ کے پہاڑی سلسلے میں جو سب سے بلند چوٹی تمہیں نظر آئے اس پر چڑھ جانا۔ اس چوٹی پر بیٹھے تمہیں ایک بزرگ ملیں گے۔ وہ تمہیں اس قابل بنا سکتے ہیں کہ تم جن کا مقابلہ کر سکو۔

ناگ نے بدرمنیر کی روح کا شکریہ ادا کیا۔ پھر ملکہ سے کہا، جو بدرمنیر کی گفتگو کے بعد کچھ شرمندہ سی تھی، بہن بے غرض لوگوں کو کسی کے ذاتی معاملات سے غرض نہیں ہوتی۔ ویسے بھی دل کے معاملات کچھ عجیب سے ہوتے ہیں۔ تم نے اگر کوئی سودا بدرہ سے کیا تھا تو وہ تمہارا ذاتی معاملہ تھا۔ بہر حال میں تمہارے دھڑ کو بدرمنیر کی قبر جو آبشار کے پیچھے غار میں موجود ہے، اس کی روح کی حفاظت میں چھوڑے جا رہا ہوں۔ انشاء اللہ جلدی ہی لوٹ آؤں گا۔

پھر اس نے شہزادی کا دھڑ اٹھایا اور اسے بدرمنیر کی قبر کے پاس رکھ دیا۔

اب بدرمنیر کی روح غائب ہو چکی تھی۔ ناگ غار سے نکل کر باہر آیا اور عقاب کی صورت میں اڑتا ہوا یہاں سے روانہ ہو گیا۔

O

رات کا وقت تھا جب عنبر کی کشتی حبشیوں کے جزیرے سے جا لگی۔ عنبر دل میں سوچ رہا تھا خدا جانے فیڈرک ا ماں زندہ بھی ہوگی یا نہیں اور میری غیر حاضری میں اس کا کیا حال ہوگا۔ وہ تو پہلے ہی محنت اور مشقت سے کافی کمزور ہو چکا تھا۔

عنبر اندھیرے میں چلا جا رہا تھا۔ اس نے اپنی کشتی حبشی لوگوں کی کشتیوں کی جگہ سے کافی دور سرکنڈوں میں چھپا دی تھی اور اب وہ اسی جگہ جا رہا تھا جہاں رات کے وقت حبشی ان مجبور قیدیوں کو زنجیر سے باندھ کر کھلے آسمان کے نیچے سونے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

حبشی سردار جیری ہومم مطمئن تھا کہ عنبر کو سمندر کا جنوں نگل چکا ہے اور اب کوئی طاقت بھی اس جزیرے پر ان کے خلاف سر نہیں اٹھا سکتی۔ اس لئے یہاں پہرہ برائے نام ہی تھا۔ البتہ کتوں کو ضرور رات بھر کھلا چھوڑ دیا جاتا تھا۔ جن کی تعداد میں عنبر نے خاصی کمی کر دی تھی۔

وہ سرکنڈوں میں چھپا ہوا آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ ایک جگہ آہٹ ہوئی تو عنبر چوکنا ہو گیا اور سمجھا شاید کوئی کتا اس

کی بُو پاکر اس کے پیچھے لگ گیا ہے۔ وہ محتاط انداز
میں آگے سرکتا رہا اور پھر اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ
یہاں کنڈیالے خرگوشوں کا جوڑا بیٹھا سرکنڈوں کو کتر رہا تھا
ان خرگوشوں کو بعض لوگ کنڈیالے چوہے بھی کہتے ہیں حالانکہ
یہ خرگوش ہی ہوتے ہیں اور شکاری کتوں کی موت ہوتے ہیں۔
سانپ بھی اس سے پناہ مانگتا ہے کیونکہ اس کے جسم پر لمبے لمبے
کانٹے ہوتے ہیں جسے ہم سولیں بھی کہتے ہیں۔ یہ خرگوش پہلے
شکاری کتوں کو اپنے پیچھے لگا کر بھاگتا ہے اور پھر اپنے کانٹے
کھڑے کرکے آڑ میں دبک جاتا ہے۔ جونہی شکاری کتا اس پر
جھپٹتا ہے خرگوش کے لمبے کانٹے اس کے پیٹ میں گھس جاتے ہیں
جو کافی زہریلے ہوتے ہیں اور کتا وہیں تڑپ کر جان دے
دیتا ہے۔

عنبر نے سوچا یہ تو بڑی ہی کام کی چیز ہے۔ اس نے
چھرتی سے دونوں کو کپڑے سے اٹھا کر تھیلے میں رکھ لیا اور
شکاری کتوں سے نبرد آزما ہونے کی بجائے وہ ان کی موت
لے کر قیدیوں کی طرف چل پڑا۔ جن کی حفاظت صرف دو حبشی
کر رہے تھے اور بقایا کام انہوں نے کتوں کے سپرد کر
رکھا تھا۔

عنبر نے دیکھا دونوں حبشی ایک جگہ بیٹھے اونگ رہے تھے۔

وہ آہستہ آہستہ اندھیرے میں ان کی طرف بڑھتے رہا۔ اس
کا مقصد یہ تھا کہ بغیر آواز نکالے دونوں کو ختم کر دے۔
ان کی خوش قسمتی تھی کہ اب تک اس کی ملاقات کسی کتے سے
نہیں ہوئی تھی۔ اسے زمین پر پڑے ہوئے بدنصیب قیدی نظر
آرہے تھے۔ وہ چیتے کی پھرتی کے ساتھ دونوں پہرے پر اونگھتے
ہوئے حبشیوں پر حملہ آور ہوا اور دونوں کی گردنیں پکڑ کر اس
زور سے ان کے سر ٹکرا دیئے کہ دونوں کے مغز نکل کر ان کے
کپڑوں پر پھیل گئے اور ان کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی
اور وہ مٹی کے تودے کی طرح سے زمین پر گر کر
ڈھیر ہو گئے۔

عنبر رینگتے ہوئے قیدیوں کے پاس آیا جن میں سے کچھ
جاگ پڑے تھے وہ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

عنبر نے ان سے فیڈرک کے متعلق پوچھا۔

ایک قیدی نے کہا آج اس کی طبیعت زیادہ خراب ہے
کئی دن سے بیمار ہے اور اگر آج تم نہ آجاتے تو سردار کی
طرف سے حکم دیا گیا ہے۔ صبح اگر وہ کام کرنے کے قابل نہ
ہو تو اسے ہلاک کر دیا جائے۔ وہ بیچارا اس دوسرے سرے
پر پڑا بخار میں پھنک رہا ہے۔

عنبر فوراً فیڈرک کے پاس پہنچا جو اپنی زندگی سے مایوس

بخار میں جل رہا تھا اور ہذیانی کیفیت میں بڑ بڑا رہا تھا د
کہہ رہا تھا میری پیاری ممّی مجھے معاف کر دینا میں بڑھاپے
میں تمہاری خدمت کرنے کی بجائے دکھوں کے حوالے کر کے
جا رہا ہوں۔ جس لاٹھی کے سہارے تو اپنے بڑھاپے ک
گھسیٹتی پھر رہی ہے وہ لاٹھی بھی کل ٹوٹ جائے گی۔ میں ن
نہیں ہوں۔ ممی سونا حاصل کرنے کے لئے تو اس لیئے چلا آیا
تھا کہ تو نے میری پیدائش سے پہلے اولاد کے لئے مقدس
مریم کے روبرو منت مانی تھی کہ اگر بیٹا ہوگا تو میں تیرے
قدموں میں سونے کا بنا ہوا کینڈل اسٹینڈ چڑھاؤں گی۔ پھر
مقدس ماں کی دعا سے میں پیدا ہوا تو میرا باپ غربت اور افل
کی بھینٹ چڑھ گیا۔ تو زندگی بھر گیلی لکڑی کی طرح سلگتی رہی
ایک ایک دن گن گن کر تو نے مجھے جوان کیا۔ لیکن تیرے سینے
پر پہاڑ جیسا بوجھ تھا کہ تو مقدس ماں مریم سے کیا ہوا و
نہ پورا کر سکی۔

عنبر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

فیڈرک سسک رہا تھا۔ مگر میری جوانی بھی تیرے کسی کام
نہ آ سکی۔ غم تیری جوانی کو کھا گئے اور تو دنوں میں بوڑھی
ہو گئی۔

عنبر نے کہا فیڈرک بس کر دو میرے بھائی۔ میں آگیا

ہا۔ اب بوڑھی ماں کو تیرا زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا
پڑے گا۔

فیڈرک نے کہا انتظار تو میری ماں کے مقدر کا دوسرا
نام ہے۔ میری زندگی کا چراغ ٹمٹما رہا ہے۔ صبح ہوتے ہی
بجھ جائے گا۔

عنبر نے چیخ کر کہا۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ مجھے خدا
کی قسم ہے فیڈرک اگر ایسا ہو گیا تو پھر اس جزیرے پر کبھی
صبح نہ ہو گی۔ میرے بھائی! میں نے تمہاری ماں سے وعدہ
کیا تھا کہ تمہیں تمہارا بیٹا لا کر دوں گا۔

نہیں۔ نہیں۔ فیڈرک نے ہذیانی آواز میں کہا۔ میں اس
قابل نہیں کہ اپنی ماں کو اپنا منہ دکھا سکوں۔ میں تو یہاں
سونے کے کینڈل اسٹینڈ کے لئے سونا حاصل کرنے آیا تھا تاکہ
اپنی ماں کی زندگی میں اس کی آرزو پوری کر دوں اور اس کے
ہاتھوں سے مقدس ماں کے قدموں میں اس اسٹینڈ پر موم بتیاں
روشن کروا دوں۔ فقیر کی جھولی کی طرح خالی اپنی ماں کے
سامنے جانے سے تو مر جانا بہتر ہے۔

عنبر نے کہا تم فکر نہ کرو میں تمہیں سونا دوں گا۔

ادھر فیڈرک اور عنبر میں یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ دوسری
طرف تمام قیدیوں میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی

کہ عنبر زندہ ہے اور واپس آ گیا ہے ۔ تمام قیدیوں میں ایک
دفعہ پھر زندگی کی لہر دوڑ گئی ۔

عنبر نے تمام قیدیوں سے کہا تیار ہو جاؤ ۔ اب کچھ کر
گذرنے کا وقت آ گیا ہے ۔

پھر اس نے لمبی اور مضبوط زنجیرے تمام قیدیوں کو
آزاد کیا اور ان میں سے توانا اور تندرست قیدیوں کو ساتھ
لے کر وہ اسلحہ خانے کی طرف بڑھے ۔ تنہا وہ یہ جسارت
نہ کر سکتے تھے ۔ لیکن عنبر کے ہوتے ہوئے خدا جانے یہ
جسارت ان میں کہاں سے آ گئی تھی ۔ دس بارہ قیدی عنبر
کے پیچھے اسلحہ خانے کی طرف بڑھ رہے تھے جو ایک جھونپڑی
میں تھا اور جس میں کئی حبشی رہتے تھے ۔ آدھی رات کے
وقت تمام حبشی سو رہے تھے ۔ صرف دو پہرے پر موجود تھے
عنبر کے ساتھ ہی ایک قیدی جو پہلے پہرے داروں کے خنجر
حاصل کر چکے تھے ، دبے پاؤں دونوں کی طرف بڑھے اور قریب
جا کر ان کے منہ پر ہاتھ رکھا اور کمر میں خنجر گھونپ دیئے
تین چار وار کرنے کے بعد دونوں کو تڑپنے کے لئے لٹا
دیا ۔ پھر جونہی وہ آگے جھگی کی طرف بڑھے ، انہوں نے
کتوں کی غراہٹ قریب ہی سے سنی جو ان پر جست لگا چکے
تھے ۔ ایک ہی وقت میں عنبر اور ساتھ والے قیدی کے خنجر

بجلی کی سی تیزی کے ساتھ اٹھے اور فضا میں ہی کتوں
کے پیٹ چیرتے ہوئے نکل گئے ۔ کتوں کی انتڑیاں زمین
پر بکھر گئیں ۔ کوئی آواز پیدا نہ ہوئی اور دو کتے اور
دو حبشی ختم ہو چکے تھے ۔

پھر پہلے عنبر اس جھونپڑی میں داخل ہوا اور یہ اطمینان
کرنے کے بعد کہ سب غافل سو رہے ہیں ، بقایا دس بارہ
قیدی بھی دبے پاؤں اندر داخل ہو کر ہتھیاروں پر قبضہ
کر چکے تھے ۔ تقریباً بارہ حبشی یہاں سو رہے تھے ۔ اس طرح
ہر ایک کے حصے میں ایک ہی آتا تھا ۔

پھر عنبر کے حکم سے سب نے اپنے اپنے حصے کے دشمن
حبشی کو ٹھوکر مار کر جگایا ۔ اس سے پیشتر کہ وہ معاملے کو
سمجھ سکیں بارہ کے بارہ خون میں نہائے زمین پر پڑے اپنے
کئے کی سزا بھگت رہے تھے ۔

یہاں سے فارغ ہو کر جب عنبر کی قیادت میں بارہ
قیدی ہتھیاروں سے لیس باہر نکلے تو چار کتے ان کی بو پر
وہاں منڈلا رہے تھے ۔ پھر کیا تھا چاروں خونخوار آدم خور
ان پر جھپٹ پڑے ۔ لیکن ایک کتے کے مقابلے کے لئے یہاں
بارہ مقابل موجود تھے ۔ پھر باقی لاشوں میں ان چاروں کا
اضافہ ہو گیا ۔ کیونکہ یہ قیدی ان کتوں کو حبشیوں سے

زیادہ اپنا دشمن سمجھتے تھے۔ لہٰذا ان چاروں کا قیمہ بناکر ہی
انھوں نے دم لیا۔
لیکن اب ان چاروں کتوں کی چیخ و پکار نے اپنے مالکو
کو آگاہ کر دیا تھا۔ لہٰذا قریب کی ایک جھونپڑی سے آٹھ
حبشی ہتھیاروں سمیت نکل کر قیدیوں پر حملہ آور ہوگئے اور
زور دار مقابلہ شروع ہو گیا جس میں بقایا قیدی بھی شامل ہو
گئے اور جلدی ہی ان آٹھ حبشیوں کو بھی ٹھکانے لگا دیا۔
عنبر اس مقابلے کے شروع ہوتے ہی حبشی سردار جیری ہو
کی جھگی میں داخل ہو گیا۔ جیری ہوم شور سن کر اپنے بستر
سے اٹھ ہی رہا تھا کہ عنبر اس کے سامنے پہنچ گیا۔
جیری ہوم کو یقین نہیں آ رہا تھا۔ وہ آنکھیں مل مل کر
حیرت سے دیکھ رہا تھا۔
عنبر نے کہا خوب اچھی طرح سے دیکھ لو سردار میں گیا
وقت تھا پھر لوٹ آیا ہوں۔ تم اپنے گناہوں کو یاد کر لو۔
تمہارے جسم کا قیمہ بھی کر دیا جائے تو اتنی بوٹیاں نہ ہوں گی
جتنے تمہارے گناہ ہیں۔
عنبر جیری ہوم کی طرف متوجہ تھا اور پیچھے سے اس
کا نائب ٹوبو ہاتھ میں تلوار لئے اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔
جسے صرف جیری ہوم دیکھ رہا تھا اور اس کی کوشش تھی کہ

عنبر اسی کی طرف متوجہ رہے۔ اس نے سہمے ہوئے انداز میں
کہا عنبر میں ایک دفعہ پھر تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا
ہوں۔ اس دوران میں ٹوبو نے پیچھے سے عنبر کی قمر میں زور
سے تلوار کی نوک گھسیڑ دی لیکن نوک ٹوٹ گئی اور عنبر نے
پلٹ کر ٹوبو کو دوسرا وار کرنے کی مہلت نہ دی اور اسے اٹھا
کر زمین پر دے مارا۔ جس سے اس کی کمر کی ہڈی چٹخ گئی۔
عنبر نے جلدی سے مڑ کر دیکھا لیکن اس لمحہ سے فائدہ اٹھا
کر جیری ہوم فرار ہو چکا تھا۔ عنبر اس کے پیچھے ہی باہر
نکل گیا۔ جہاں قیدیوں اور حبشیوں کے درمیان تلواریں اور خنجر
چل رہے تھے۔ قیدیوں کی تعداد حبشیوں سے زیادہ تھی اور وہ
ان کے اوپر کئے ہوئے مظالم کا گن گن کر بدلہ لے رہے تھے۔
عنبر نے دیکھا جیری ہوم اپنے تمام بقایا کتوں کے ساتھ
ایک بڑی سی جھگی میں داخل ہو گیا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ
میں ننگی تلوار اور دوسرے میں زنجیر سے بندھا ہوا کانٹوں والا
لوہے کا گرز تھا۔
عنبر نے ایک قیدی سے کہا فیڈرک کا خیال رکھنا اور
بآواز بلند تمام قیدیوں سے کہا خبردار ایک حبشی بھی زندہ
بچ کر نہ جائے۔ لڑنے والوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرو اور بھاگنے
والوں کا دنیا کے آخری کونے تک پیچھا کرو۔ یاد رکھو ایسے

موقعے بار بار نہیں ملا کرتے - اس جنگ آزادی کو فیصلہ کن بنا دو - تم ان حبشیوں سے نپٹو اور میں ان کے سردار بڑے شیطان کی خبر لیتا ہوں۔

عنبر بھاگتا ہوا اس حبگی کی طرف چلا گیا جہاں جیری ہوم چھپا ہوا تھا۔ وہ عنبر سے گھبراتا تھا کیونکہ وہ اس کی طاقت دیکھ چکا تھا جس کے جسم پر دنیا کا کوئی بھی ہتھیار زخم نہیں لگا سکتا تھا۔

عنبر نے دیکھا حبگی کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ عنبر نے تھوڑی ہی محنت سے اسے توڑ پھینکا - دروازہ ٹوٹتے ہی چار کتوں نے عنبر پہ چھلانگ لگائی - عنبر ایک طرف ہٹ گیا اور کتے اپنے ہی زور میں دور جا کر مڑ کے۔

عنبر نے فوراً ایک کنڈیالہ خرگوش نکالا اور اسے چھوڑ دیا - چاروں کتے جو دوبارہ پلٹ رہے تھے، شکار کے پیچھے بھاگ گئے۔

عنبر اندر داخل ہوا تو چار اور خونخوار کتوں کی جیری ہوم نے زنجیر کھول دی جو بے قرار ہو کر غرّا رہے تھے اور دروازے کی طرف منہ کر کے بھونک رہے تھے۔

عنبر نے کتوں کو دکھا کر دوسرا کنڈیالہ خرگوش بھی چھوڑ دیا اور کتے عنبر کو چھوڑ کر اس کے پیچھے بھاگ گئے - اب

کوٹھی میں تنہا جیری ہوم رہ گیا تھا - عنبر اس کی طرف بڑھا تو جیری نے کہا - عنبر میں نے سونے کی کان تلاش کر لی ہے اس کے باوجود کہ تم نے میرے بہترین بہادر ساتھی موت کے گھاٹ اتار دیئے ہیں اور میرے نہایت قیمتی ایک درجن بھر کتا ہلاک کر دیئے ہیں، میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ ہم دونوں سونے کے برابر کے حصے دار ہوں گے۔

عنبر نے کہا تم مجھے سونے کے نہیں ظلم کرنے میں برابر کے حقدار بنانا چاہتے ہو - میں ایسے سونے کو ٹھوکر مارتا ہوں جو انسانوں پر ظلم کر کے حاصل ہوتا ہے - جس لالچ کی تلوار سے تم نے کئی بے گناہوں کا خون کیا ہے میں اس میں حصہ دار بن کر اپنے لئے جہنم نہیں خریدنا چاہتا - فکر مت کرو اس سونے کے لئے تم انسان سے حیوان بن گئے ہو میں تمہاری قبر اسی سونے کی کان میں بنا دوں گا۔

جیری ہوم نے کہا تو ہمارے درمیان مصالحت کی ہر امید ختم ہو گئی۔

عنبر نے کہا ایسا ہی سمجھ لو۔

جیری ہوم نے آگے بڑھ کر عنبر پہ تابڑ توڑ حملے شروع کر دیئے - وہ دونوں ہاتھوں کے ہتھیار استعمال کر رہا تھا اور عنبر کے گلے، سر اور سینے پہ وار کر رہا تھا - لیکن فولاد پہ

خراش تک نہ آسکی تھی۔

عنبر نے اسے پورا پورا موقع دیا۔ جیری کے ہاتھ میں [illegible] تلواریں، بھالے اور کلہاڑیاں عنبر کو قتل کرنے کی حسرت [illegible] ٹوٹ چکی تھیں اور اب وہ جنگلی بھینسے کی طرح ہانپ رہا [illegible]

عنبر نے کہا جیری۔ دل کی حسرت پوری کر لو۔ مرتے [illegible] یہ خیال نہ آئے کہ تمہیں میں نے حملہ کرنے اور مقابلہ کرنے [illegible] موقع نہ دیا۔

جیری جواب دینے کے بجائے بھاگا اور کسی چیز سے [illegible] کر گر پڑا۔ پھر آنکھیں پھاڑ کر عنبر کی طرف دیکھنے لگا [illegible]

عنبر نے کہا۔ نہیں جیری میں تمہیں اپنے ہاتھ سے قتل [illegible] نہیں کروں گا۔ تمہارا قتل انہی مظلوموں کے ہاتھوں ہو [illegible] جو اپنے ماں باپ بیوی بچوں سے جدا ہو کر قیدِ تنہائی میں [illegible] تمہارے ظلم کی چکی میں پستے رہے ہیں۔ میں نے صرف تمہیں [illegible] دفنانے کا وعدہ کیا ہے جو ضرور پورا کروں گا۔

جیری پھر اٹھ کر باہر بھاگا جہاں اب میدان میں ہر [illegible] حبشیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور قیدی خون آلود تلوار [illegible] ہاتھوں میں لے کر دندناتے پھر رہے تھے۔

عنبر نے کہا۔ ساتھیو! ظالموں کا سرغنہ سردار جیری [illegible] آ رہا ہے۔ اسے بھی اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچا دو [illegible]

[illegible] پھر کیا تھا۔ قیدیوں نے چاروں طرف سے جیری ہوم [illegible] گھیرے میں لے لیا اور آہستہ آہستہ زخم لگا لگا کر [illegible] مارنے لگے۔ وہ بھینسے کی طرح گلا پھاڑتا رہا۔ خدا [illegible] مجھے تڑپا تڑپا کر مت مارو۔ مجھے ایک دم قتل [illegible] کر دو۔

قیدیوں میں سے ایک نے کہا۔ سردار تم بھی ہمیں آہستہ [illegible] قتل کرتے رہے ہو۔ ہم تمہیں دکھانا چاہتے ہیں کہ آدمی [illegible] آہستہ آہستہ قتل کیا جائے تو اسے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔

عنبر نے کہا۔ اب یہ خونی ڈرامہ ختم کرو۔ تم لوگوں کو لوٹ [illegible] گھر بھی جانا ہے۔

[illegible] تمام منظر فیڈرک بھی دیکھ رہا تھا اور اس کی آدھی [illegible] دور ہو گئی تھی اور سردار کے قتل میں حصہ لینے کے [illegible] اس نے بھی ایک تلوار پکڑ لی تھی۔

پھر عنبر کے حکم پر عمل کرتے ہوئے سردار کا سر کاٹ کر [illegible] ختم کر دیا گیا۔

عنبر نے فیڈرک کو گلے لگا لیا اور کہا دوست! تمہاری [illegible] کیسی ہے۔

فیڈرک نے کہا میرے تمام زخموں کا علاج تم نے کر دیا ہے [illegible] میرے مسیحا ہو۔

پھر اس نے تمام قیدیوں کو اکٹھا کیا اور کہا دوستو! تم
لوگ یہاں سونا لینے آئے تھے میں تمہیں سونا دے کر
گا ۔ لیکن یاد رکھو ہر کام اعتدال سے ہونا چاہیے ۔ لا
سے بچو۔ یہ وہ بُری بلا ہے جو انسان کو نگل جاتی ہے
پاس یہ تھیلا ہے اور یہی مساوات کا کام دیتا ہے
تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک تھیلا سونے کا بھر کے
گا ۔ جسے تم یہاں سے ساتھ لے کر اپنے گھروں کو لوٹ
گے ۔ اتنا ہی کھانا اچھا ہوتا ہے جو ہضم ہو جائے ۔
اتنا ہی اٹھانے کی کوشش کرو جو وبالِ جان نہ بن جا
جانے کو تو تم کشتیاں بھر کے بھی سونے کی لے جا
ہو ۔ لیکن یہ لالچ ہو سکتا ہے ۔ تمہیں سمندری ڈاکو
ہاتھوں ختم کر دے یا سونے کے لالچ میں تمہیں کوئی بھی
انسان ختم کر سکتا ہے ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تم آپس میں
کر کٹ مرو ۔ لالچ کی سزا تم اپنے سامنے بکھری ہوئی
کی صورت میں دیکھ چکے ہو ۔ اس کی سزا تم آج تک
رہے ہو ۔ قدرت نے ہر چیز میں توازن بر قرار رکھا ہوا
خلافِ فطرت چیز انسان کی ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے ۔
سب ساتھیوں نے کہا آپ ہمارے نجات دہندہ ہیں
کے حکم پہ عمل کریں گے ۔

عنبر نے کہا یہ سونا صرف. تمہاری ملکیت ہے ۔ میں اس
ایک ذرّہ بھی نہیں لوں گا ۔
سب نے کہا یہ انصاف نہیں آپ بھی برابر کے حق
ہیں ۔
عنبر نے کہا ٹھیک ہے ۔ میں بھی لوں گا اور اسے
سب میں برابر تقسیم کر دوں گا اس لئے کہ مجھے
کی ضرورت نہیں ہے ۔ میرا کوئی گھر نہیں ۔ میں ساری
کو اپنا گھر سمجھتا ہوں ۔ میرے ماں باپ نہیں ۔ میں
بوڑھے آدمی اور بوڑھی عورت کو اپنا ماں باپ سمجھتا ہوں
سب میرے بھائی ہو ۔ میں نے جیری ہوم سے وعدہ
تھا کہ اس کی قبر سونے کی کان میں بناؤں گا ۔ آؤ پہلے
دفنا دیں ۔ یہاں آٹھ کشتیاں ہیں ۔ ایک سمت کو جانے
سب اکٹھے ہو کر چار کشتیاں لے لیں اور اس طرح
طرف سمت کو جانے والے چار کشتیاں لے لیں اور سونے کا
ایک تھیلا لے کر اپنے گھروں کو روانہ ہو جائیں ۔
پھر ان سب نے سردار جیری ہوم کو زمین سے اٹھایا
سونے کی کان کی طرف چلے گئے ۔
عنبر فیڈرک کو سہارا دے کر پیچھے چل رہا تھا ۔
کان میں قبر کھود کر جیری ہوم کو سپردِ خاک کر دیا گیا ۔

عنبر نے سب ساتھیوں کو ایک ایک تھیلا سونے کا ہد
کر دیا اور پھر سب کے ساتھ ساحل کی طرف روانہ ہو
گیا۔ راستے میں انہوں نے دیکھا کہ کنڈیالے خرگوشوں نے
آٹھوں کتوں کو ہلاک کر دیا تھا اور ان کی لاشیں تھوڑے
تھوڑے فاصلے پر پڑی ہوئی تھیں۔

پھر ایک سمت جانے والے قیدی چار کشتیوں میں بیٹھ کر
روانہ ہو گئے۔ اسی طرح دوسری سمت جانے والوں میں سے

فیڈرک کے ساتھ عنبر بھی تھا۔ چار آدمیوں نے پتوار سنبھال
رکھی تھی اور کشتی لہروں پر اڑتی جا رہی تھی۔ سمندر پُرسکو
تھا۔ اور یہ سفر بغیر کسی حادثے کے دو تین روز
میں کٹ گیا۔

فیڈرک کے ساتھ عنبر بھی اس کے گھر آیا۔ جہاں اس کی
ماں بیمار تھی۔ لوگوں نے جب اسے فیڈرک کی آمد کی اطلاع
دی تو وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔

پھر دونوں ماں اور بیٹا ایک دوسرے کے گلے لگ کر دیر
تک روتے رہے۔

بڑھیا نے عنبر کو دیکھا تو اسے بھی سینے سے لگا لیا اور
کہا۔ بیٹا! میں غریب ہوں۔ سوائے دعا کے تجھے کچھ نہیں
دے سکتی۔ تو نے ماں کا دل ٹھنڈا کیا ہے۔ خدا تجھے ہمیشہ

تک سلامت رکھے۔

فیڈرک نے مسکرا کر کہا کہ ماں ہم عنبر بھائی کو کیا دے
سکتے ہیں۔ انہوں نے تو خود ہمیں بھرا ہوا تھیلا سونے کا دیا
ہے۔ اب صبح ہی بازار جا کر کینڈل اسٹینڈ سونے کا بنوائیں
گے۔ میری منت جو پوری کرنی ہے۔ پھر تو خود اپنے ہاتھوں سے
اسے مقدس ماں مریم کے قدموں میں رکھ کر موم بتیاں روشن
کرنا۔

ماں نے پھر بیٹے کو سینے سے لگا لیا اور کہا تو نے میرے
دل سے بہت بڑا بوجھ اتار دیا ہے۔

عنبر نے کہا اچھا ماں میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔
اب مجھے اجازت دو۔

بڑھیا نے کہا میرے چاند! جی چاہتا ہے تو ہمیشہ میرے گھر
کا ہی روشن رہے لیکن تجھ سے تو پوری انسانیت فیض حاصل
کرتی ہے۔ بس آج کی رات میرے مہمان رہو صبح چلے جانا۔

عنبر نے کہا ماں! میں تیرا دل نہیں توڑنا چاہتا۔ میں ضرور
رات بھر تیرا مہمان رہوں گا اور صبح ہی یہاں سے روانہ ہو
جاؤں گا۔

○

ٹھگوں کا انجام

ماریا جونہی کیبن میں داخل ہوئی دونوں ٹھگ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

چمپت لال نے کہا۔ گنپت لال! تم اس لڑکے کو یتیم خانے سے لے تو آئے ہو۔ اس کے متعلق معلوم کر لیا کہ کون ہے کہاں سے آیا ہے۔ کوئی آگے پیچھے ہے تو نہیں جو کل کو راستے کا کانٹا بن جائے۔

گنپت لال نے جواب دیا۔ میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں عمر بھر ٹھگی کی ہے۔ اناتھ آشرم کے نگران نے بتایا تھا یہ بچہ چھوٹا ہی تھا کہ اسے کوئی رحم کھا کر سڑک سے روتا ہوا اٹھا لایا تھا اور اناتھ آشرم میں پہنچا گیا تھا۔ اس کے بعد کئی سال گذر گئے کوئی اس کی تلاش میں نہیں آیا۔

چمپت لال نے کہا۔ پھر تو ٹھیک ہے لڑکے کو جانکی دیوی کا بیٹا بنا کر پہنچا دو اور جب ستیش تمام مال، دولت اور جائیداد پر قابض ہو جائے تو بڑھیا کو چلتا کرو اور خود جا کر لال کے سر پہ جا بیٹھو تاکہ ہماری بلی ہم سے میاؤں نہ کرے۔

ماریا نے یہ سن کر دل میں کہا بیٹا! تم اس کے سر پہ جا بیٹھو اور میں تمہارے سر کی حجامت بنا کر رکھ دوں گی۔

اب ماریا کو پتہ چل چکا تھا کہ ستیش در اصل کوئی لاوارث لڑکا ہے جسے یہ ٹھگ اس کام کے لئے اناتھ آشرم سے لے آئے ہیں۔

چمپت لال نے پھر کہا سندر کو سمجھا دیا نا کہ اب اپنا اصلی نام بھول جائے کیونکہ بڑھیا کے لڑکے کا نام ستیش تھا۔

گنپت لال نے کہا۔ یار تم تو بال کی کھال نکالتے ہو سب کچھ سمجھا دیا ہے۔ میرے بھائی! میں دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں۔

چمپت لال نے پھر سوال کیا اس کے بچپن کا نام سندر تھا کیا؟

گنپت لال نے کہا نام کا تو اناتھ آشرم والوں کو بھی پتہ نہیں۔ بچہ کیونکہ خوبصورت تھا اس لئے اناتھ آشرم کے نگران نے خود ہی اس کا نام سندر رکھ لیا تھا

ماریا ان دونوں کی ہر بات غور سے سن رہی تھی۔ کیونکہ معاملہ ٹھگوں سے تھا اس لئے ماریا کچھ زیادہ ہی محتاط ہو گئی تھی۔

جہاز مڈغاسکر برما سے ہوتا ہوا کالی کٹ کی بندرگاہ پر پہنچ

گیا ۔ جانکی دیوی کو لے کر دونوں ٹھگ یہیں اتر گئے ۔

پھر چھپت لال کوئی بہانہ کر کے ستیش کو لے کر کسی اپنے دوست کے گھر روانہ ہو گیا اور گنپت لال جانکی دیوی کو لے کر شیو جی کے مندر کی طرف روانہ ہو گیا ۔

اس زمانے میں بڑے بڑے مندروں میں یاتریوں کے ٹھہرنے کے لئے بے شمار کمرے بھی ہوتے تھے ۔ جن میں دُور دراز سے آئے ہوئے یاتری ٹھہرا کرتے تھے ۔

گنپت لال اور جانکی دیوی پہلے بڑے پجاری کے درشن کو گئے ۔ اپنی اچھیا بیان کی کہ وہ اپنے گمشدہ بیٹے کو بھگوان سے لینے آئی ہے اور پھر اس کی اجازت سے مندر کے منتظم نے انہیں ٹھہرنے کے لئے ایک کمرہ دے دیا ۔

چھپت لال ستیش کو لے کر اپنے ایک دوست کے ہاں جا پہنچا اور اسے اپنا بھتیجا ظاہر کر کے اس کے گھر میں ٹھہرا دیا اور خود اپنے دوست کو بتا کر کہ وہ شیو جی کے مندر کے بڑے پجاری کے درشن کر آئے ۔ مندر میں آ گیا ۔

بڑھیا کے بیٹے ستیش کے بازو پر چندرما کا سیاہ نشان تھا جو پیدائشی تھا اور بڑھیا نے یہی ایک نشانی اپنے بیٹے کی ٹھگوں کو بتائی تھی ۔ لہٰذا کافی دوڑ دھوپ کے بعد ہی ان کو بازو پر چندرما کے نشان والا لڑکا اناتھ آشرم سے ملا تھا ۔ گویا سندر

ہی پیدائشی چندرما کا نشان بازو پر تھا اور یہی چیز اس کی خوش قسمتی بن کر اسے اناتھ آشرم سے محلوں میں لے جانے والی تھی ۔ آج کے دن تو جانکی دیوی نے مندر کے کمرے میں آرام کیا ۔ کل یہاں بڑی سالانہ پوجا ہونے والی تھی اور ٹھگوں نے اس سے کہہ رکھا تھا اسی بڑی پوجا میں اس کو کھویا ہوا ستیش مل جائے گا ۔

جانکی دیوی تو آرام کرتی رہی اور دونوں ٹھگ اپنی بنائی ہوئی سکیم پر عملدرآمد کرنے پر غور کرتے رہے جبکہ ماریا بھی ان دونوں کے سروں پر سوار بالکل ان کے قریب ہی رہی ۔

مندر دلہن کی طرح سجایا گیا تھا ۔ دور دور سے یاتری یہاں پرساد لینے اور پوجا پاٹ میں حصہ لینے آئے ہوئے تھے ۔

دوسرے دن صبح ہی چھپت لال ستیش کو لینے اپنے دوست کے ہاں چلا گیا اور گنپت لال جانکی دیوی کو قبل از وقت مبارک باد دینے اور خوشامد میں مصروف ہو گیا ۔

پھر مردنگوں پر چوٹ پڑی ۔ ناقوس کی صدا مندر کے کونے کونے میں پھیل گئی ۔ مجیرے بجنے لگے اور دیو داسیاں سونے کی تھالیوں میں گھی کے دیپ جلائے سفید ساڑھیوں میں ملبوس قطار در قطار شیو جی کی مورتی کے سامنے آرتی اتارنے میں اور رقص میں مصروف ہو گئیں ۔

باری واپس چلے جائیں گے جو لڑکا یہاں رہ جائے گا وہی
پیش ہوگا۔ آپ اپنے اطمینان کے لئے چندرما کا نشان دیکھ
کر پہچان لیں۔ زور شور سے پوجا ہوتی رہی اور پھر دوپہر کے
بعد بڑے پنڈت اٹھ کر چلے گئے۔ پوجا ختم ہو گئی۔ دیوداسیاں
بھی اپنے ٹھکانوں پر چلی گئیں اور پھر یاتری بھی جانے شروع ہو
گئے۔

تیسرے پہر کے قریب اس ہال میں جانکی دیوی، چمپت لال،
گنپت لال ہی رہ گئے یا پھر شیوجی کی مورتی کے قریب ستیش
بیٹھا رہ گیا۔ جیسے چمپت لال سمجھا کر گیا تھا۔

جانکی دیوی نے چاروں طرف دیکھا۔ اس ایک لڑکے کے سوا
اب یہاں کوئی نہ تھا۔ وہ بھاگتی ہوئی اس لڑکے کے پاس گئی
جو مورتی کے سامنے جھکا ہوا تھا اور اس کی قمیض کے بازو کو
الٹ کر دیکھا وہاں چندرما کا نشان تھا۔

جانکی نے ممتا بھری نظروں سے اسے دیکھا اور کہا بیٹا
یہ نشان؟

ستیش نے کہا ماں جی یہ پیدائشی نشان ہے۔

جانکی نے کہا تیرا نام کیا ہے۔

ستیش نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ ماں نے ستیش نام
رکھا تھا۔

بڑے پنڈت ماتھے پر چندن مختلف رنگوں میں سجائے،
جینو گلے میں اور مالا ہاتھ میں پکڑے شیوجی کے قدموں میں بیٹھے
تھے۔

چمپت لال نے بڑے پجاری کے قریب ہی ایک جگہ ستیش
کو بٹھا دیا اور خود جانکی دیوی اور گنپت لال کے پاس
آگیا۔

ماریا بھی ان لوگوں کے قریب ہی بیٹھی تھی۔ مندر کا پورا ہال
بھرا پڑا تھا اور تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ دیوداسیاں رقص میں
مصروف تھیں اور پنڈت مندر میں لگی ہوئی گھنٹیاں جو سونے کی
زنجیروں سے بندھی ہوئی تھیں، ہلا ہلا کر بجا رہے تھے۔

گنپت لال اور چمپت لال بگلا بھگت بنے آنکھیں بند کئے جھوم
رہے تھے۔

پھر چمپت لال نے جانکی دیوی سے کہا دیوی اب سمے آ گیا
ہے آپ اپنے من میں اپنے بیٹے کا دھیان کریں اور ساتھ ساتھ
ہری اوم کا جاپ بھی جاری رکھیں۔

جانکی دیوی بے چاری ممتا کی ماری تو بیٹے کے لئے آگ
کے دریا میں بھی کودنے کے لئے تیار تھیں۔ جس طرح یہ بتاتے
گئے وہ کرتی گئی۔

پھر چمپت لال نے کہا دیوی جی پوجا کے بعد جب سارے

جانکی کی سانس دھکنی کی طرح چلنے لگی ، اور اس نے سوال کیا کہاں ہے تیری ماں ۔

ستیش نے ٹھگوں کے بتائے سبق کو دہرایا ۔ پتہ نہیں بچپن میں کھو گیا تھا ۔ صرف نام یاد ہے اور دھندلی سی ماں کی صورت

جانکی نے کہا کیسی تھی تیری ماں کی صورت ۔

ستیش نے کہا ۔ شما کریں دیوی ایسا لگتا ہے اگر آپ جوان ہوتیں تو میری ماں ہوتیں ۔

جانکی دیوی نے چیخ کے ساتھ روتے ہوئے ستیش کو گلے لگا لیا ۔

○
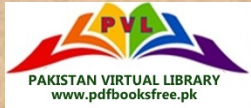
جادو کا ڈانڈا ریشم کی ڈوری

کالی کٹ شیو جی کے مندر میں جانکی دیوی اور ستیش کو مل کر اس طرح روئے کے دونوں ٹھگ چمپت لال اور گنپت لال بھی ستیش کی اداکاری پر عش عش کر اٹھے ۔ اس منظر کو دیکھ کر تو ماریا کی آنکھوں میں بھی آنسو آ گئے ۔ گنپت لال نے چمپت لال کو کہا یہ لڑکا تو ہماری توقع سے بھی زیادہ ہوشیار نکلا ہے ۔ اب تو جانکی دیوی شک کر ہی نہیں سکتی پھر دونوں ٹھگ جانکی دیوی کو مبارک باد دینے لگے ۔ اور جانکی دیوی نے شیو جی مہاراج کی مورتی پر مکٹ چڑھانے کے لیے ذرا دونوں ٹھگوں کو روپے دیئے اور کہا :

اصلی سونے کا بنوا کر لائیں میں یہ منتا اپنے بیٹے کے ہاتھوں پوری کرواؤں گی ۔ ستیش اپنے ہاتھوں مورتی پر مکٹ سجائے گا ذرا دھیان سے بنوانا سونا خالص ہو ملاوٹ بالکل نہ ہو ۔

چمپت لال نے کہا:

چھی چھی دیوی جی بھلا بھگوان شیو کے مکٹ میں کوئی بے ایمانی کرے گا سونا باون تولے اور پاؤرتی خالص ہو گا آپ ستیش باپو کو لے کر بڑے پنڈت جی سے اش لے آئیں اور پھر چلنے کی تیاری کریں اس وقت تک ہم مکٹ بنوا کر لے آئیں گے

دونوں ماں بیٹا پنڈت جی کے پاس چل دیئے اور دونوں ٹھگ بازار کی طرف روانہ ہو گئے لیکن تیسری ا کے ساتھ ماریا تھی جو یہ جانتی تھی کہ یہ ٹھگ ہند ہوتے ہوئے بھی بھگوان کی چوری کرنے سے باز نہ آئیں گے۔ دونوں ٹھگ صرافہ بازار گئے اور سونے کی دکان کی بجائے پیتل کے زیورات بنانے والے ایک سنار کے پاس پہنچ گئے اور اس سے کہا:

پیتل کا ایک خوب صورت مکٹ بنا کر اس پر سونے کا پانی چڑھا دو۔

سنار نے کہا بھائی اگر دام پاس نہیں تو بھگوان کی مورتی پر پیتل کا مکٹ ہی چڑھا دو سونے کا پانی پھر بھلا بھگوان سے دغا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

گنپت لال نے کہا چھی چھی کیسے پنچ وچار ہیں تمہا

مکٹ بھگوان کے لیے نہیں ہم ایک دولہا کے لیے رہے ہیں۔ صرف شادی کے دن ہی تو پہننا ہے برادری میں ہماری ناک اونچی ہو جائے گی اور دام بچ جائیں گے۔

سنار نے کہا یہ بات تو تم ٹھیک ہی کہتے ہو بھائی دنیا میں دولت مندوں نے تو غریبوں کا جینا حرام کر دیا ہے خود تو سونے کے مکٹ دولہا اور دلہن کو پہناتے ہیں اور غریبوں کو اس ریت کو پیٹنا پڑ جاتا برادری میں بھرم رکھنا بھی پڑتا ہے۔ اب تم سے کیا دہ کئی بے چارے اسی طرح مجھ سے کھوٹ کا، زیور ا کر لے جاتے ہیں۔

چمپت لال نے کہا ہاں بھیا کلجگ ہے کلجگ۔

سنار نے کہا شاستروں میں بھی یہی لکھا ہے۔ اچھا اب ذرا گھوم پھر آؤ پیتل کے مکٹ تو میرے پاس کئی ر پڑے ہیں، کسی اچھے پر سونے کا پانی چڑھا ا ہوں۔

گنپت لال نے کہا کوئی خوب صورت سا بنا ہوا مکٹ نا بھیا تم جانو عزت کا معاملہ ہے۔

ماریا نے یہ ساری گفتگو سن لی اور کہا کوئی بات نہیں

بچو تم بھگوان سے بھی ٹھگی کرنے سے باز نہ آؤ لیکن یہ مال
میں تمہیں ہضم نہیں کرنے دوں گی۔
چھپت لال اور گنپت لال دونوں شہر میں گھومنے چل
پڑے ماریا بھی ان کے ساتھ ہی تھی۔ دونوں نے گھومتے
گھومتے تھوڑی ہی دور ایک جگہ حویلی میں دیکھا لوگ حو
کو سجا رہے ہیں۔
گنپت لال نے ایک آدمی سے پوچھا کیوں بھیا یہ
کیا ہے۔
آدمی نے کہا بھائی بارات جانے والی ہے یہ دولہا
گھر ہے کوئی دو گھنٹے بعد یہاں سے بارات جائے گی۔
چھپت لال نے پوچھا حویلی کس کی ہے۔ آدمی نے کہا
نئے آئے ہو اس شہر میں بھیا سیٹھ گووند لال کے بیٹے
سیوک رام کا بیاہ ہے۔
دونوں ٹھگ وہاں سے چل دیئے۔ راستے میں گنپت
نے کہا لو بھیا کام بن گیا اب تو پیتل کے ٹکٹ کے
دام بھی بچ گئے۔
چھپت نے کہا وہ کیسے۔
دوسرے نے جواب دیا یہ بات مجھ پر چھوڑ دو
ماریا ساتھ تھی سوچنے لگی کم بخت یہاں بھی کوئی

ا چاہتے ہیں۔ تھوڑی دیر گھوم کر جب سنار کے پاس
گئے تو ٹکٹ تیار تھا۔
اب گنپت نے کہا دام ہم تمہیں موہنہ مانگے دے
دیں گے ذرا تھوڑی دیر بعد خود ہی ٹکٹ لے کر سیٹھ
گووند رام کی حویلی آ جانا ہم چاہتے ہیں ساری برادری کے
سامنے ہی تم ٹکٹ لے کر آؤ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے
ہماری برادری میں رواج ہے کہ ٹکٹ سنار لے کر آتا ہے۔
اور اپنے ہاتھ سے دولہا کے سر پر سجاتا ہے پھر برادری
والے اپنی طرف سے اسے انعام بھی دیتے ہیں۔
سنار خوش ہو گیا اور آسمان کی طرف دیکھ کر بولا:
واہ بھگوان کیسے دیالو گاہک بھیج دیئے ہیں تو نے
آج تو وارے نیارے ہو جائیں گے۔
گنپت نے کہا ہم چلتے ہیں وہیں گووند رام کی حویلی
میں آ جانا ہم دونوں وہیں ملیں گے کیوں کہ وقت کم ہے
اور ساری برادری کی خاطر تواضع کا بھی انتظام کرنا ہے۔
سنار نے خوش ہو کر کہا آپ لوگ جائیں میں تھوڑی
دیر بعد آ جاتا ہوں لڑکا گھر کھانا لینے گیا ہے۔ آ جائے تو
دوکان پر بٹھا کر خود آتا ہوں۔ دونوں وہاں سے گووند رام
کی حویلی پہنچ گئے اور کام دھندے میں مصروف ہو گئے انہوں

نے گووند رام سے کہا:

سیٹھ جی ہم شادیوں وغیرہ میں کام دھندہ کرتے ہیں، خدمت کرتے ہیں غریب ہیں لوگ جو خوش ہو کر دے دیتے ہیں لے لیتے ہیں۔

گووند رام نے کہا ٹھیک ہے ہمیں بھی کام دھندا کرنے کے لیے آدمیوں کی ضرورت تھی تم آ گئے اچھا ہوا پھر آواز دے کر کہا:

منیم جی ان دونوں سے بھی کچھ کام لیجئے بھلے آدمی ہیں۔

ماریا دونوں کی حکمتِ عملی پر عش عش کر رہی تھی اور ان کی ذہانت کی قائل ہو گئی تھی واقعی وہ اپنے پیشے کے بہت ماہر معلوم ہوتے تھے۔ دونوں کام میں لگے ہوئے تھے کہ سنار آ گیا۔

دونوں نے اسے بھی مہمانوں کے ساتھ ہی بٹھا دیا جہاں دولہا بیٹھا تھا اور مکٹ اس سے لے کر کہا:

تم یہاں دولہا کے پاس بیٹھو ہم ذرا زنانے میں دولہا کی ماں کو یہ مکٹ دکھا آئیں۔

سنار بے چارہ باراتیوں میں بیٹھ گیا اور یہ دونوں ٹھگ دوسری طرف کے دروازے سے مکٹ لے کر تو دو گیارہ ہو گئے اور مندر کا رخ کیا لیکن ماریا نے راستے میں چمپت

ال کی جیب سے ایک بھیڑ بھاڑ والے بازار میں سارا مال نکال لیا۔ دونوں مندر پہنچے اور جانکی نے سنتش کے اشنوں میں مکٹ شیو کی مورتی کو پہنا دیا اور پھر بڑے پنڈت سے آ گیا لے کر چاروں بندر گاہ کی طرف واپس مڈغاسکر کے لیے روانہ ہو گئے۔ راستے میں چمپت نے جو جیب کو ات لگایا تو وہ فقیر کی جھولی کی طرح خالی تھی۔ اس نے گنپت ال کو بتایا کہ لٹ گئے۔ چوروں کے گھر مور پڑ گئے۔ کوئی ٹھگوں کا ٹھگ ہمیں بھی لوٹ گیا۔

○

دوسری طرف ناگ کالے سفید جنگل سے تیزی سے اڑتا ہوا گذر رہا تھا۔ اسے اور سرخ پہاڑیوں کا سلسلہ نظر آ رہا تھا اور وہی اس کی منزل تھی۔ لیکن کالے سفید جنگل میں یہاں کا کوئی زمیندار اپنے ساتھ چند آدمی لیے شکار پر نکلا ہوا تھا اس نے جو ناگ کو باز بنا اڑتا دیکھا تو خوش ہو گیا ناگ سنہری باز کی شکل میں تھا اور اس زمانے میں یہ جانور نہایت قیمتی سمجھا جاتا تھا اور بادشاہوں کے شوق کا جانور کہلاتا تھا جنہیں بادشاہ اپنے محل میں رکھنا باعث برکت اور باعث عزت خیال کرتے تھے۔ زمیندار نے اپنے حواریوں

نے کہا کیا خوب صورت سنہری باز ہے کسی صورت اسے حاصل
کرنا چاہیے۔
ایک حواری نے کہا سرکار یہ تو اڑتا ہوا چلا جا رہا ہے۔
بھگوان جانے اس کی منزل کہاں ہے یہ پرندہ تو کئی کئی دن
اڑتا ہی رہتا ہے اور جب تک یہ بیٹھے نا جال بھی ڈالا
نہیں جا سکتا۔
زمیندار نے کہا تم میں سے جو اچھا نشانہ باز ہے۔
وہ اس کے پر میں تیر مارے یہ گر پڑے گا بعد میں اس
کے پر کا علاج ہو جائے گا یہ معمولی زخم ہوتا ہے لیکن
پرندہ پر کی وجہ سے اڑ نہیں سکتا اور گر پڑتا ہے۔ لہٰذا ان
میں سے ایک ماہر تیر انداز نے کمان کے چلے میں تیر
چڑھا کر باز کا نشانہ لیا۔
ناگ ہوشیار ہو گیا اور اس نے کہا لعنت ہے تم لوگوں
کو بھی شکار کے لیے میں ہی نظر آیا ہوں۔ جوں ہی پہلا
تیر اس کی طرف آیا وہ غوطہ مار کر اس سے بچ گیا۔ اب
ناگ نے سوچا اگر ان سب تیر اندازوں نے اگر تیر چڑھا لیے
تو بچنا مشکل ہو جائے گا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ سنسناتا
ہوا ایک تیر آ کر اس کے پر میں لگا اور ناگ کو پر میں
پروتا ہوا تیر لے کر اڑنا مشکل ہو گیا۔ درد کے مارے اُسے

غش آ گیا اور پھر وہ زمین کی طرف گرتا ہی چلا گیا۔ ناگ
کو اس وقت ہوش آیا جب زمیندار اپنے گھر میں اس
کے بازو پکڑ کر اس پر کوئی مرہم لگا رہا تھا۔ ناگ کے بازو
میں سخت درد تھا۔ جاگیردار نے مرہم لگا کر اسے پنجرے
میں ڈال دیا اور خود اپنے آدمیوں سے کہنے لگا۔ ایسا
پرندہ سالوں بعد ہاتھ آتا ہے کیسی خوب صورت شے ہے۔
دھوپ میں رکھو تو معلوم ہوتا ہے سونے کا بنا ہوا ہے
جلدی سے اچھا ہو جائے تو میں اسے لے جا کر بادشاہ
کی نذر کروں۔ ہمارا بادشاہ اچھے پرندوں کا بڑا ہی
شوقین ہے مجھے امید ہے اس پرند کے بدلے میں اپنے
بھائی کو چھڑوا لوں گا۔ جس سے اتفاقیہ قتل ہو گیا تھا اور
بادشاہ نے اسے موت کی سزا سنائی ہے۔ مجھ سے بھائی
کی جوان بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچے روتے نہیں دیکھے جاتے۔
جاگیردار کی آنکھوں میں آنسو آ گئے وہ کوئی بدمعاش آدمی
نہیں اس نے بادشاہ کے اہل کار کو اس لیے قتل کر
دیا تھا کہ اس نے میرے بھائی کی بیوی پر بری نظر ڈالی تھی۔
حواری نے کہا چھوٹے جاگیردار صاحب نے یہ جوانوں
والا کام کیا ہے۔ عزت بچانے کے لیے جان دے دینا اور
لے لینا بہادروں کا کام ہے۔ تم ٹھیک کہتے ہو بابو جاگیردار

نے اپنے آنسو پونچھتے ہوئے کہا:

میری ماں بیٹے کے غم میں رو رو کر اندھی ہو گئی ہے
میرا باپ چارپائی پر جوان بیٹے کے غم میں جا پڑا ہے
بھاوج نے کئی بار خودکشی کی کوشش کی ہے۔ میرا تو سارا
گھر ہی برباد ہو گیا ہے بس اب اس پرندے پر ہی آس
ہے بھگوان کرے بادشاہ اسے دیکھ کر خوش ہو جائے تو
میں اس کے بدلے اپنے بھائی کو بادشاہ سے مانگ لوں
ناگ پنجرے میں یہ سب کچھ سن رہا تھا اسے بہت افسوس
ہوا کہ ایک آدمی کے لیے پورا ہی خاندان موت کے منہ
میں جانے والا ہے۔ اس نے سوچا اگر میرے بدلے ایک
خاندان بچ سکتا ہے تو اسے بچا لینا چاہیے۔ بادشاہ کے محل
سے جب جی چاہے گا چلا جاؤں گا۔ جاگیر دار روزانہ
دو وقت اس کے زخم پر مرہم لگاتا رہا اور اس کے
لیے اچھے اچھے کھانے بھی لا کر پنجرے میں ڈالتا رہا جس
کی وجہ سے ناگ ایک ہی ہفتے میں ٹھیک ہو گیا۔ اس
نے اس دوران میں چھوٹے جاگیر دار کی بہن کو بھی دیکھا
نہایت ہی خوب صورت لڑکی تھی اور گلاب کے پھول کی
طرح مرجھا گئی تھی۔ اس نے دو معصوم خوبصورت بچوں کو
بھی دیکھا جن کو یتیمی ملنے والی تھی۔ جاگیر دار کی ماں کے

بارے میں بھی سنا جو رات بھر اپنے جوان بیٹے کے
فراق میں گا گا کر ماتم کرتی تھی۔ چارپائی پر پڑا بوڑھا باپ
رات بھر مرغ بسمل کی طرح تڑپتا رہتا تھا جو قابل رحم
تھا یہی دکھ ناگ کے پاؤں کی زنجیر بن گئے تھے اس
نے سوچا جہاں راج کماری نے اتنے سال گزارے ہیں۔
چند دن اور سہی ان چند دنوں کی قید کے بدلے کئی انسانی
زندگیاں بچ سکتی ہیں انہیں بچا لینا چاہیے۔ ناگ اب مکمل
طور پر ٹھیک ہو چکا تھا اور بادشاہ کی سالگرہ بھی آ گئی
تھی اور یہاں سارا گھر اس کی کامیابی کے لیے دعا کرنے
لگا۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کے ماں اور باپ
ہیں اس لیے یہ وہ بابرکت ہستیاں ہیں جن کے ہوتے
ہوئے کوئی دکھ تکلیف اور بلا اولاد تک نہیں پہنچ سکتی
ماں باپ کی نیک دعاؤں کے خداوند کریم بھی ان کی التجا کو قبول کر
لیتا ہے۔ سالگرہ کے دن بادشاہ بہت خوش تھا اور
اس دن ہر خاص و عام کو دربار میں آنے کی اجازت
ہوتی تھی لہٰذا اس دن بڑے بڑے عہدے داروں اور
جاگیر داروں نے بادشاہ کے حضور اپنی حیثیت کے مطابق
تحائف پیش کیے۔ بادشاہ آج بہت خوش تھا اور اس موقع
موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جاگیر دار نے بھی پنجرے

میں بند سنہری باز پیش کیا۔ بادشاہ تخت سے اٹھ کر
ہوا اور باز کو دیکھ کر چلا اٹھا لاجواب ہمارے محل
میں اس قسم کے پرندے کی کمی تھی پھر بادشاہ نے جاگیر
سے کہا۔

تمہارے تحفے سے ہم بہت ہی خوش ہوئے یہ ایک
نایاب اور نادر پرندہ ہے۔ ہم سے کچھ مانگو بھگوان کی قسم
اس پرندے بدلے میں جو مانگو گے ہم دیں گے۔
جاگیر دار نے کہا تو جان کے بدلے جان عنایت کر دیجے
میرے بھائی کو قتل کے الزام میں سزائے موت کا حکم
اس کے چھوٹے چھوٹے بچوں پر رحم کرتے ہوئے اسے
معاف کر دیجئے۔

بادشاہ نے کہا مجھے منظور ہے تم نے اس پرندے کی
بہت کم قیمت مانگی ہے ہم تو اس سے کہیں زیادہ دینے کو
تیار تھے۔

جاگیر دار نے کہا بادشاہ سلامت میری نظر میں میرے
بھائی کی زندگی دنیا جہان کے خزانوں سے زیادہ قیمتی ہے۔
بادشاہ نے اسی وقت داروغہ جیل کو طلب کیا اور
حکم دیا ملزم جگدیش چندر کو اسی وقت رہا کر دیا جائے
ناگ سن کر بے انتہا خوش ہوا۔

جاگیر دار کے بھائی کو رہا کر دیا گیا اور دونوں بھائی بادشاہ
کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہاں سے روانہ ہو گئے۔ سنہری باز
میر شکاری کے سپرد کر دیا گیا۔ اس نے ناگ
کر ایک نہایت ہی قیمتی سنہرے پنجرے میں دوسرے
پرندوں کے کمرے میں بند کر دیا جہاں عجیب و غریب
خوبصورت پرندے بند تھے۔ لیکن رات کے وقت یہ
باز ایک باریک سانپ بن کر پنجرے میں نکل کر
آ گیا اس نے لوٹ لگائی اور پھر اس ڈر سے کہ
کوئی اور شوقین شکار نہ کر لے ایک بڑا سا گدھ
کر ہوا میں اڑ گیا۔ ناگ رات بھر اڑتا رہا اس نے
سفید جنگل پار کر کے صبح کے وقت لال پہاڑوں کے
میں قدم رکھ دیا اور سب سے بلند سرخ پہاڑی کی چوٹی
اتر کر لوٹ لگائی اور انسان بن گیا۔ یہاں اس نے دیکھا
سفید ریش بزرگ سفید عمامہ اور سفید ہی کپڑے پہنے
کی کھال پر بیٹھے ہاتھ میں تسبیح لیے کچھ پڑھ رہے ہیں۔
چپ چاپ قریب جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد
انہوں نے اپنا وظیفہ ختم کر کے آنکھیں کھول دیں اور
اس کو دیکھ کر مسکرائے اور کہا سارے خاندان کو تباہی سے
بچانے کے صلے میں باری تعالیٰ تم سے بہت خوش ہوئے

ناگ کو بچانے والی خود وہی ذات ہے صرف تمہیں
نیت کا صلہ مل رہا ہے۔ وہ جن مسلمان ہے اور عبادت
بھی ہے لیکن اس سے صرف یہی ایک غلطی ہوئی ہے
کی سزا خود حق تعالیٰ نے تجویز کی ہے جو مجھے معلوم
پھر انہوں نے ہاتھ اوپر کیا ایک ریشمی ڈوری کا لچھا
میں آ گیا بزرگ نے یہ ڈوری ناگ کو دیتے ہوئے
جب جن کی مشکیں بند جائیں تو ڈنڈے سے کہنا لو
اب تیری باری ہے۔ یہ ڈنڈا اس جن پر برسنا شروع
جائے گا۔ خدا جانے یہ سزا اس جن کو کب تک ملے
گی۔ تم راج کماری کے دھڑ کو سر کے ساتھ جوڑ کر
راج کماری خدا کے حکم سے اُٹھ جا۔ وہ اُٹھ جائے
جو جادو کے الفاظ راج کماری کو یاد **ہیں** وہ جن نے
بتائے ہوئے ہیں۔ ان الفاظ کو جب پڑھا جائے تو
سے ملنے کی بجائے جن کو اطلاع ہو جاتی ہے کہ غار
راج کماری کے پاس کوئی موجود ہے۔ تم پہلے وہی الفاظ
ادا کرنا تاکہ جن آ جائے اور اس کی سزا شروع
جائے۔

ناگ نے بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور دعا
لیتا ہوا ڈنڈے اور ریشم کی رسی کے ساتھ وہاں سے

ہوا۔ پہاڑ سے اترتے وقت اس نے سوچا یہ
اور ڈنڈا لے کر وہ کیسے پرواز کرے گا۔ اسی سوچ
نیچے آ گیا جہاں ایک سفید گھوڑا جس پر کاٹھی
ہوئی تھی تیار کھڑا تھا۔ ناگ خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ
سفر کا انتظام خود ہی کر دیا ہے۔ ناگ خدا کا نام لے
ڈنڈے کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ گھوڑے
تھوڑی دور دوڑ لگائی پھر اس کے پَر نکل آئے اور
سے ہوا میں اڑتا ہوا دنوں کا سفر گھنٹوں میں
کرتا جن کی غار کے باہر آ اترا۔ جب ناگ اُتر گیا
گھوڑے نے کہا:

اے نیک انسان میں گھوڑا نہیں جن ہوں اور اُسی بزرگ
خادم ہوں۔ انہیں تمہاری مجبوری کا علم ہو گیا تھا۔ لہٰذا
حکم دیا گھوڑا بن کر تمہیں منزل تک پہنچا آؤں۔ میں
ہوں تمہیں اور راج کماری کو اس کے شہر پہنچا
واپس لوٹ آؤں گا۔

ناگ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ سفر کا مسئلہ بھی حل ہو
پھر وہ بدر منیر کی قبر کے پاس گیا جہاں راج کماری
پڑا تھا۔ اسے اٹھایا اور راج کماری کے پاس آ گیا
کے آنسو اب بھی آبشار میں مل کر سنہری موتی بن رہے

راج کماری نے ناگ کو دیکھا تو مسکرا دی۔
ناگ نے کہا بہن آزادی مبارک ہو اب جلدی
ہم یہاں سے تمہارے شہر روانہ ہو جائیں گے اور جن
کیے کی سزا بھگتتا رہے گا۔ پھر ناگ نے راج کماری
دھڑ سر کے ساتھ رکھ دیا اور کہا راج کماری خدا کے
سے اٹھ۔ راج کماری کا سر دھڑ سے جڑ گیا اور وہ
کر بیٹھ گئی۔

راج کماری نے حیران ہو کر پوچھا تم نے بغیر جادو
الفاظ ادا کیے مجھے زندہ کر دیا۔

ناگ نے کہا میں نے تمہیں خدا کے حکم سے
ہوئی ہو میں تو ایک گنہگار انسان ہوں مجھ میں بھلا
طاقت کہاں ہے۔ تمہیں جن نے دھوکے میں رکھا
تھا وہ جادو کے الفاظ دراصل جن کو اطلاع دینے
لیے تھے جن کے پڑھنے سے جن کو اطلاع ہو جاتی
کہ غار میں کوئی آ گیا ہے۔

راج کماری نے کہا اب اسے بلانے کی کیا ضرورت
ہے چلو یہاں سے نکل چلیں۔

ناگ نے مسکرا کے کہا جن کی سزا میرے پاس
اور مجھے حکم ہوا ہے۔ اس کی سزا شروع کیے بغیر نہ

تم خود ہی وہ جادو کے الفاظ دہرا دو جن آ جائیگا
شہزادی نے موںنہ میں وہی جادو کے الفاظ دہرا
۔ پھر تو غار میں زلزلہ آ گیا اور چاروں طرف سے
ناک آوازیں آنی شروع ہو گئیں۔ زور سے آندھی
شروع ہو گئی اور بجلی کی کڑک کے ساتھ ہی دھواں
میں داخل ہوا اور یہ دھواں جن کی شکل اختیار کر گیا۔
نے ناگ اور راج کماری کو دیکھا اور غضب ناک
گیا اور چیخ کر کہا زمین پر رینگنے والے کیڑے تیری یہ
میں تجھے کچا ہی کھا جاؤں گا۔

ناگ نے کہا بڑا سخت گوشت ہے دوست میرا لے
کے کھانا ورنہ پیٹ میں درد ہو جائے گا۔

جن نے کہا او کیچوے تو میرے موںنہ آتا ہے۔ جونہی
آگے بڑھا ناگ نے ریشم کی رسی اچھال کر کہا: "اپنا کام
شروع کر دے"۔ رسی جن کے جسم کے گرد لپٹ گئی اور
کی مشکیں کس دیں۔ جن نے بہت زور لگایا پھر رسی
ٹوٹ سکی۔ پھر ناگ نے کہا جن بھائی ناراض نہ ہوں
یہاں سے جانے سے پہلے آپ کی تواضع ضرور کروں گا
ہوا! تم میرا کچا گوشت نہ کھا سکے۔ پھر ڈنڈا اچھال کر کہا۔
بھئی اب تیری باری ہے۔" پھر کیا تھا ڈنڈا جن پر برسنا

رجوع ہو گیا۔
ناگ نے کہا تمہیں دوست کچھ کھلا کر نہیں جانا
کوئی اور چیز نہ سہی مار ہی سہی اب عمر بھر کھاتے ر
اور پیٹ بھرتے رہو۔ ڈنڈا جن کے جسم پر برس رہا تھا
جن چیخیں مار رہا تھا۔

ناگ نے ہنس کر راج کماری سے کہا چلو یہ تو ہ
پھر اسی عذاب میں مبتلا رہے گا۔ دونوں باہر آئے گھوڑا
موجود تھا۔

ناگ نے کہا میرے ساتھ ہی بیٹھ جاؤ پہلے ناگ گھو
پر سوار ہوا پھر اس نے راج کماری کو سوار کروایا او
گھوڑے کو حکم دیا ہمیں ہندوستان کے شہر کاشی لے چل
گھوڑا تھوڑی دور دوڑا پھر اس کے پر نکل آئے۔ راجکما
حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ گھوڑا ہوا میں پرواز کر
خدا کی قدرت دیکھئے جب اوپر ہوائی گھوڑا پرواز کرتا
ہندوستان کے شہر کاشی کی طرف جا رہا تھا اس وقت
نیچے سمندر میں ماریا کا جہاز ہندوستان سے مڈغاسکر کی طر
جا رہا تھا۔ راج کماری اور ناگ کو سمندر میں تیرتا ہوا جہ
کھلونے کی طرح معلوم ہو رہا تھا۔ لیکن ناگ کو یہ پتہ
نہیں تھا اس کھلونا نما جہاز میں اس کی بہن مخالف سم

جا رہی ہے۔ ویسے ناگ کو اب عنبر اور ماریا
یاد آ رہے تھے کہ خدا جانے وہ کس ملک میں
ہیں اور اب کب ان سے ملاقات ہو گی۔ اس وقت
بھی جہاز میں مڈغاسکر کی طرف جاتے ہوئے دونوں
...وں کے متعلق سوچ رہی تھی۔ جو چند دن بھی ساتھ نہ
...تھے اور پھر بچھڑ گئے تھے۔ ہوائی گھوڑا ایک دفعہ
زمین کی طرف اترا ناگ نے چونک کر دیکھا مندروں
...س سورج کی شعاعوں سے چمک رہے تھے اور شہر
... گنگا ندی چاندی کی نہر کی طرح سے بہہ رہی تھی جس
... بادبانی کشتیاں کھلونوں کی طرح سے گھومتی نظر آ رہی
... گھوڑے نے شہر کے ایک ویرانے حصے میں دونوں
...زمین پر اتار دیا ناگ اور راج کماری دونوں گھوڑے
... اتر گئے۔ گھوڑے نے ناگ سے کہا۔ اب مجھے اجازت
... راج کماری نے حیرت سے گھوڑے کو بولتے ہوئے
دیکھا۔

ناگ نے کہا بابا جی سے میرا سلام کہہ دینا۔
گھوڑا اجازت لے کر تھوڑی دور دوڑا اور پھر ہوا میں
پرواز کر گیا۔
راج کماری نے کہا ناگ بھائی یہ بولنے اور اڑنے والا

گھوڑا آج ہی دیکھا ہے۔
ناگ نے کہا یہ گھوڑا نہیں ہے جن ہے اور انہیں
کا مرید ہے جنہوں نے رسّی اور ڈنڈا دیا تھا۔ یہ دونو
شاہی محل کی طرف روانہ ہو گئے۔ راج کماری کے ماں با
ناامید ہو چکے تھے کہ اب ان کی بیٹی انہیں کبھی ن
سکے گی۔ راج کماری کے شوہر سریش چندر کے باپ
راجا رام سروپ کے وزیر بھی تھے اور جن کا نام
چند بہادر تھا، نے بہت کوشش کی کہ سریش چندر
شادی کر لے یہاں تک کہ راجا نے بھی اجازت دے
لیکن سریش چندر نے کہا اس کی شادی راج کماری چندر
سے ہو چکی ہے اور وہ دوبارہ شادی نہیں کروائے گا
راجا بادشاہ کو بیٹی کی آمد کا علم ہوا تو خوشی سے
باغ ہوگیا اسی وقت سریش چندر اور امی چند بہادر
بھی اطلاع پہنچا دی گئی۔ جلد ہی سب پہنچ گئے اور
شادی کا جشن جو ادھورا رہ گیا تھا زبردست طریقے
منایا گیا۔ راجا نے ناگ کو انعام و اکرام سے نوازنا
لیکن ناگ نے یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ اسے غریبوں، یتی
اور بیواؤں میں بانٹ دیں جس خدمت کی قیمت و
کر لی جائے وہ خدمت نہیں لالچ میں شمار ہونے لگتی

گ نے دو نہایت قیمتی لعل ایک راج کماری چندر مکھی
دوسرا سریش چندر کو نذر کیا۔ جسے سب دیکھ کر دنگ
گئے۔ راجا اور وزیر نے اتنا قیمتی لعل کبھی نہیں دیکھا
ہے ناگ نے زمین کے اندر سے کسی راجا کے خزانہ سے
والے کے سانپ سے حاصل کیا تھا پھر ناگ نے راجا
اجازت لی اور یہاں سے روانہ ہوگیا!!

ورجینیا اور بلیک لائن

ادھر عنبر فیڈرک اور اس کی ماں کے ہاں سے
ہو کر شہر میں گھومنے کے لیے نکل پڑا۔ وہ گھوم
ناگ اور ماریا کو تلاش کرنا چاہتا تھا جو طوفان میں
سے بچھڑے ہوئے ابھی تک نہ ملے تھے اور نہ ہی
چلتا تھا کہ وہ کس ملک یا کس شہر میں ہیں۔ عنبر
اب یہاں آ ہی گیا ہوں تو لگے ہاتھوں اس شہر
ان کو تلاش کر لوں۔ وہ انہیں خیالوں میں کھویا ہوا
سے گذر رہا تھا کہ اسے شور و غل کی آوازیں سنائی
اس نے چونک کر دیکھا تو لوگ بھاگتے ہوئے اسی
آ رہے تھے وہ ایک طرف ہٹ کر حیرانی سے سوچ
کہ کیا ماجرہ ہے پھر تھوڑی دیر بعد ہی اس کی سمجھ
آ گیا ایک فائٹنگ بل کھل کر منڈی میں بازار میں
اور یہاں آدمیوں کی بھیڑ میں خون خوار ہو کر لوگوں
پیچھے بھاگ رہا تھا۔ زمانہ قدیم میں سپین کے ملک میں

میں ہسپانیہ کہا جاتا تھا۔ بل فائٹنگ کا بڑا رواج
ان بیلوں کی ایک خاص قسم پائی جاتی ہے جن کے
پیچھے کی طرف جانے کی بجائے ماتھے کی طرف اگے
ہوئے ہوتے تھے لوگ ان کو پال کر باقاعدہ لڑائی
کے لیے تیار کرتے تھے۔ یہ بیل سرخ کپڑا دیکھ کر خونخوار
ہو جاتے تھے ان کو بچپن سے ایسا ہی سدھایا جاتا تھا۔
جوان ہونے کے بعد باقاعدہ ارینے میں لوگ بڑی
رقم خرچ کر کے یہ مقابلے دیکھنے آتے۔ ارینا کے
ایک میدان ہوتا جس کے چاروں طرف لوہے کے
جنگلے ہوتے تھے اور ان جنگلوں سے باہر نیچے سے اوپر
چاروں طرف سیڑھیاں بنی ہوتی تھیں۔ جہاں لوگ بیٹھ
کر دیکھا کرتے تھے۔ لڑنے والے کے ہاتھ میں ایک
کپڑا ہوتا تھا اور اس کے مقابل بل چھوڑ دیا جاتا
وہ سرخ کپڑا دکھاتا اور بل خون خوار ہو کر اس پر
جھپٹتا اور وہ آدمی اس کا وار بچا جاتا یہ سلسلہ ایک
وقت تک قائم رہتا جس میں کئی لڑاکا آدمی بیل
کے نوکیلے سینگوں اور اس کے انتقام کا نشانہ بن کر مارے
جاتے یا پھر بل کو تھکا دینے والا جوان جیت جاتا جب
بیل تھک کر موہنہ موڑ کر واپس بھاگ جاتا۔ اسی

قسم کا ایک بیل آزاد ہو کر بازار میں آ گیا تھا اور ا
اس سے ڈر کر بھاگ رہے تھے۔ کئی بے چارے ا
کے سینگوں کا نشانہ بن گئے تھے۔

عنبر نے دیکھا ایک ادھیڑ عمر کے آدمی کے سا
ساتھ آٹھ سالہ بچی سرخ فراک پہنے چلی آ رہی تھی
وہ آدمی بھی لاعلمی میں بھیڑ میں پھنسا ہوا تھا جب
تو اس نے دیکھا ایک خون خوار بپلا ہوا بیل تیزی
اس کے قریب سے گزر گیا اور چند قدم کے فاصلے
جا کر رک گیا۔ سرخ رنگ کے فراک نے اسے اور
کر دیا اور وہ پلٹ کر بچی پر حملہ کرنے بھاگا۔ باپ
مونہہ سے چیخ نکل گئی۔ عنبر یہ سب کچھ دیکھ رہا
ادھر بیل بھاگ کر لڑکی کی طرف بڑھا دوسری طرف عنبر
لمبی جست لگائی اور بیل اور لڑکی کے درمیان میں آ گیا
نے لڑکی اور اس کے باپ کو پرے دھکیل دیا۔ اور
بیل کے دونوں سینگوں کو پکڑ لیا۔ لوگ دور دور کھڑے
تماشہ دیکھنے لگے۔ اب کبھی بیل عنبر کو سینگوں پر اٹھا
دور تک لے جاتا اور کبھی عنبر بیل کو دھکیلتا ہوا مخالف
میں دور تک لے جاتا۔ لوگ دلچسپی سے اونچے اونچے
پر کھڑے تماشہ دیکھنے لگے اور بعض نے تو باقاعدہ شر

ہی شروع کر دیں ایک دھڑا کہتا بیل اس آدمی کو
ر دے گا۔ دوسرا دھڑا کہتا سو سونے کے سکے شرط
تی کہ یہ آدمی بیل کو ختم کر دے گا۔ عنبر مقابلے میں
ت تھا لیکن یہ آوازیں اس کے کان برابر سن رہے
اور وہ انسان کی بے حسی پر ماتم کر رہا تھا جو زندگی
موت کے کھیل میں دوسرے کی مدد کرنے کی بجائے
یں لگا رہے تھے۔ عنبر کو تو خیر یقین تھا یہ بیل اس کا
نہیں بگاڑ سکتا مگر وہ سوچ رہا تھا اگر کوئی معمولی
آدمی ہوتا تو یہ لوگ کیسے پتھر دل میں آدمی کی جان
نے کی بجائے۔ خوش ہو رہے ہیں، تالیاں بجا رہے
اور شرطیں لگا رہے ہیں۔ یہ کھیل تھوڑی دیر چلتا
اور آخر عنبر نے بیل کی گردن کو اپنی گرفت میں لے
اسے توڑ دیا اور بیل زمین پر چاروں شانے چت
کر تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ اب عنبر نے غصے سے
لگانے والے دونوں دھڑوں کو دیکھا۔

عنبر نے حقارت سے ان کی طرف تھوک دیا۔

بچی کا باپ اسے ایک طرف لے گیا اور اس کا شکریہ
ادا کرتے ہوئے کہنے لگا۔

بہادر انسان میرے پاس تمہارا شکریہ ادا کرنے کے لیے

الفاظ نہیں ہیں تم نے بن ماں کی اس بچی کو بچا کر
پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔
عنبر نے بچی کو گودی میں لے کر پیار کرتے ہو
کہا کیا اس کی ماں مر گئی ہے۔
آدمی نے دکھی انداز میں کہا ایسا نہ کہو خدا اُ
میری عمر بھی دے دے میں ہی بدنصیب ہوں جس
بازی جیت کر بھی ہار دی ہے۔
عنبر نے کہا میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔
آدمی نے کہا دوست دکھ بھری داستان ہے بیان
ہوں تو پھر زخم ہرا ہو کر لو دینے لگتا ہے میں تم
درخواست کروں گا یہاں سے تھوڑی دور میرا گھر ہے ج
کبھی میری محبوب بیوی ورجینیا، میں اور یہ ننھی بچی ر
تھے لیکن آج میں اور یہ اس کی نشانی ننھی گڑیا دونوں
رہ گئے ہیں میرے ساتھ چلو تمہاری خدمت کر کے
انتہائی خوشی ہو گی پھر میں تمہیں اپنی دکھ بھری کہانی
سناؤں گا۔ میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔
عنبر سوچ میں پڑ گیا ننھی بچی جسے وہ گود میں اٹھا
ہوا تھا، نے پیار سے کہا۔
چلو نا انکل، ڈیڈی رات بھر روتے رہتے ہیں ممی

کر کے، مجھے بھی ممی بہت یاد آتی ہیں انکل۔
عنبر کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے کہا میں
چلوں گا بیٹا مجھ سے ہو سکا تو تمہارا دکھ بھی بانٹ
وں گا۔
ی نے پیار سے ماتھے کا بوسہ لیتے ہوئے کہا میرے
انکل بہت بہت شکریہ اور عنبر نے اسے سینے سے
لیا جب کہ بچی کا باپ رو دیا۔
عنبر نے کہا صبر کرو بھائی میں تمہارے ساتھ چل رہا
مجھے بتاؤ اگر میں کوئی خدمت کر سکا تو خدا کی قسم
بے انتہا خوشی ہو گی۔
پھر عنبر، بچی کا باپ، جس کا نام جارج تھا اور یہ بچی
کو سویٹی کہتے تھے تینوں ایک چھوٹے لیکن صاف
رے اور خوب صورت مکان میں داخل ہوئے۔ سورج
ب ہو چکا تھا لہذا جارج نے بستر پر کھانا لگا دیا۔
عنبر نے کہا جارج تم نے خوامخواہ تکلیف کی ہے
بھوک نہیں۔
سویٹی نے کہا انکل کھاؤ، تم نہیں کھاؤ گے تو میں
ی کھانا نہیں کھاؤں گی پھر نوالے بنا بنا کر عنبر کو اپنے
سے کھلانے لگی۔

عنبر کو بچی کا یہ انداز بہت پیارا لگا اور اس نے کہا۔ بیٹی تم خود کھاؤ میں اپنے ہاتھوں سے کھاؤں گا اور جب تک کہو گی کھاتا رہوں گا پھر جارج، سویٹی اور عنبر نے کھانا کھایا اب اسی کمرہ میں جہاں دونوں باپ بیٹی سوتے تھے۔ جارج نے عنبر کے لیے ایک پلنگ لگا دیا اور سویٹی سے کہا بے بی تم نے صبح جلدی اٹھنا ہے بیٹا سکول جانے کے لیے اب سو جاؤ۔

بے بی نے کہا ڈیڈی میں سو گئی تو انکل چلے جائیں گے۔

عنبر نے کہا نہیں بیٹی بھلا تم سے ملے بغیر انکل کیسے جا سکتا ہے انکل تو اپنی بیٹی کے حکم کے بغیر ہل بھی نہیں سکتا۔ تمہارے ڈیڈی ٹھیک کہہ رہے ہیں اب سو جاؤ میں وعدہ کرتا ہوں کہیں نہیں جاؤں گا۔

سویٹی نے عنبر سے کہا گڈ نائٹ انکل اور کمبل اوڑھ کر سو گئی۔

تھوڑی دیر جارج بچی کے سو جانے کا انتظار کرتا رہا عنبر سمجھ گیا تھا کہ جارج بچی کے سامنے اپنی داستان بیان نہیں کرنا چاہتا اس لیے وہ بھی انتظار کرتا رہا کیونکہ عنبر کو تو نیند آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر جب

جارج نے محسوس کر لیا کہ بچی سو گئی ہے تو اس نے عنبر سے کہا۔

بھائی ورجینیا میری وہ محبوب بیوی ہے جس کے لیے میں نے اپنے باپ کی لاکھوں روپے کی جائداد چھوڑ دی۔ وہ میری شادی اپنی بھتیجی کیتھرائن سے کرنا چاہتے تھے لیکن میں اور ورجینیا دو قالب اور ایک جان ہو چکے تھے۔ ورجینیا ایک غریب لڑکی تھی اور بے سہارا تھی میں نے اسے سہارا دیا اور میرے باپ نے مجھے حکم دیا اگر میں نے ورجینیا کے ساتھ شادی کر لی تو مجھے عاق کر دے گا لیکن مجھے ورجینیا کے بدلے دنیا جہان کی دولت ہیچ لگتی تھی میں نے اس سے شادی کر لی اور اپنی تمام جائداد پر ٹھوکر مار کر اپنا وطن چھوڑ کر یہاں آ بسا۔ ہم دونوں میں بے انتہا محبت تھی ایک دوسرے کے بغیر رہ نہیں سکتے تھے ہمارے گھر سویٹی ہوئی اور ہماری خوشی اور دوبالا ہو گئی لیکن تقدیر کو ہماری یہ خوشی ایک آنکھ نہ بھائی۔ سویٹی ابھی چھوٹی ہی تھی کہ ایک تاریک رات کو مشہور ڈاکو نے ہمارے گھر کو گھیر لیا یہاں سے دور پہاڑوں میں جو وادی ہے اسے لوگ موت کی وادی کے نام سے پکارتے ہیں۔ کیوں کہ یہی وادی ان ڈاکوؤں کا ٹھکانہ ہے اس گروہ

کا سردار بلیک لائن بڑا ہی ظالم ہے۔ اس تاریک رات
کو بلیک لائن اور اس کا گروہ کہیں سے لوٹ مار کرکے
لوٹ رہے تھے کہ ان کو پیاس لگی میرا مکان قریب
دیکھ کر انھوں نے دروازے پر دستک دی میں نے کنڈی
کھول دی اور بلیک لائن کو دیکھ کر خوف سے میرا
رنگ زرد ہو گیا۔

بلیک لائن نے کہا فکر نہ کرو تم جیسے کنگلے کے
گھر پر رکھا ہی کیا ہے جسے ہم لوٹیں گے۔ ہمیں پانی
پلاؤ۔

میں ایک بالٹی پانی کی اور گلاس لے کر باہر گیا۔
ورجینیا نے مجھ سے پوچھا کون ہے مجھ پر خوف سے
کپکپی طاری تھی کوئی جواب نہ دے سکا اور ورجینیا میرے
پیچھے باہر آ گئی۔ ورجینیا بہت خوبصورت تھی اور بلیک لائن
کی نظر اس پر پڑ گئی۔ وہ ورجینیا کو دیکھ کر ہنسا اور مجھ
سے مخاطب ہوا میں نے غلط کہا تھا کہ تم کنگلے ہو
جہاں اس قسم کا کوہِ نور ہیرا ہو وہ غریب کا گھر نہیں
ہو سکتا۔ ورجینیا بھی ڈر کے مارے تھر تھر کانپ رہی تھی۔
پھر بلیک لائن نے اپنا گھوڑا آگے بڑھایا اور ورجینیا
کو اٹھا کر گھوڑے پر بٹھا لیا۔ میں آگے بڑھا تو اس نے

مجھے ٹھوکر مار کر گرا دیا اور ورجینیا کو لے کر چلا گیا۔

عنبر نے کہا تم نے قانون کا سہارا کیوں نہ لیا۔

جارج نے غمگین قسم کی مسکراہٹ سے کہا تم بلیک
لائن کے متعلق نہیں جانتے دوست موت کی وادی میں
تو قانون بھی جاتے خوف کھاتا ہے۔ میری فریاد گنبد کی
صدا ثابت ہوئی اور میں آج تک ورجینیا کی صورت کو
ترس گیا ہوں مجھے زندگی سے پیار نہیں لیکن سویٹی کے لیے
جی رہا ہوں۔

عنبر نے کہا مجھے تمہاری داستان سن کر بہت دُکھ ہوا
دوست میں سویٹی کے لیے ورجینیا کو اُن ڈاکوؤں سے
چھین لاؤں گا۔

جارج نے دُکھ کے ساتھ کہا اگر وہ زندہ ہوئی تو۔

عنبر نے کہا موت اور زندگی خدا کے ہاتھ ہے،
لیکن میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اس موت کی وادی
میں قانون جائے نہ جائے میں ضرور جاؤں گا۔ ظلم کے
خلاف جہاد کرنا ہی میرا ایمان ہے صبح سویٹی جب سکول
چلی جائے گی میں یہاں سے روانہ ہو جاؤں گا اس کے
سامنے گیا تو ضد کرے گی اور اس کی معصوم ضد کے
سامنے میرا حوصلہ جواب دے جائے گا۔

جارج نے کہا دوست تم نے پہلے ہی مجھ پر جو
احسان کیا ہے وہی کیا کم ہے۔ میں تمہیں اپنی مصیبت
کی بھینٹ نہیں چڑھانا چاہتا تم تنہا موت کی وادی
کا رخ نہ کرنا تم نے صرف اس کا نام سنا ہے وہاں
تو قدم قدم پر موت کا پہرہ ہے تم جیسے اچھے آدمی کو
زندہ رہنا چاہیے تمہیں وہاں جانے کا مشورہ دینا
خود غرضی ہے۔

عنبر نے کہا تم میری فکر نہ کرو ہمارے سامنے تو
موت بھی بے بس ہو چکی ہے۔

صبح سویٹی بیدار ہوئی تو سب سے پہلے اس نے
اپنے ڈیڈی سے انکل کے متعلق پوچھا۔

عنبر نے کہا بیٹی میں یہاں ہوں میں نے وعدہ کیا
تھا تا اپنی بیٹی سے ملے بغیر نہیں جاؤں گا۔

سویٹی نے کہا انکل ایک وعدہ اور کریں آپ ہمیشہ
ہمارے ساتھ رہیں گے۔

عنبر نے کہا بیٹی مجھے چند روز کے لیے جانا پڑے
گا۔ مجھے امید ہے میرے جانے کے بعد تم اپنے ڈیڈی
کو تنگ نہ کرو گی پھر جب میں لوٹ کے آؤں گا تو
اپنی بیٹی کے لیے ایک بہت اچھی چیز تحفے میں لاؤں گا۔

سویٹی نے کہا اچھا انکل لیکن آیئے گا ضرور چاہے تحفہ نہ
بھی لائیں۔

عنبر نے کہا تحفہ بھی لائیں گے اور خود بھی آئیں گے پھر
سویٹی نے ضد کر کے عنبر کو اپنے ساتھ ناشتہ کروایا اور عنبر
کا ماتھا چوم کر خدا حافظ کہہ کر اپنے ڈیڈی کے ساتھ سکول
چلی گئی عنبر نے یہاں سے نکل کر جارج کے بتائے ہوئے
رستے پر چل دیا جو موت کی وادی کی طرف جاتا تھا۔

O

مڈغاسکر میں جانکی دیوی کی ایک بہت بڑی حویلی تھی۔
بہت سی زمینیں اور جائداد تھی اور پورے گاؤں کی مالک تھی۔
ستیش کو اپنے ساتھ بگھی میں بٹھا کر جانکی نے تمام اپنی جائداد
اور زمینیں دکھائیں اور ہر ایک سے ملوایا اور کہا کہ اس
کا بیٹا مل گیا ہے۔ سب لوگ اس بات سے خوش تھے
کہ مالکن کا بیٹا مل گیا ہے ہر طرح سے مبارک باد دی
کے پیغامات وصول ہو رہے تھے۔ ستیش سے زیادہ دونوں
ٹھگ خوش تھے کہ ان کا تیر ٹھیک نشانے پر بیٹھا ہے۔
ماریا نے اپنا ٹھکانہ ان ہی دونوں ٹھگوں کے کمروں میں بنا
لیا تھا۔ جانکی دیوی کی خوشیاں دیکھ کر ماریا کا دل چاہتا تھا۔

کاش ستیش اس بڑھیا کا اصلی بیٹا ہوتا۔ ماریا حیران تھی آخر
دولت مند اور عقل مند بڑھیا نے اتنی جلدی ستیش کو ا...
بیٹا مان کیسے لیا۔ اور یہی مشورے ٹھگوں میں ہوتے ...
کے صرف اتنی سی بات سے کہ ستیش کے بازو پر چند...
کا نشان موجود ہے بڑھیا نے یقین کر لیا کہ یہ اس کا...
بیٹا ہے۔

چمپت لال نے کہا گنپت لال اب اس چکر کو چھوڑ...
اور بچے جمہورے سے کہو تمام جائداد کا لین دین اور ...
کی چابیاں اس کے ہاتھ آ گئی ہیں کچھ گرو دکشنا تو دے...
سات مہینے سے ایک پھوٹی کوڑی وصول نہیں ہوئی تھ...
مال ملا بھی تو کسی ہمارے ہی استاد نے ہاتھ دکھا دیا۔

ماریا یہ سن کر مسکرا دی۔

گنپت لال نے کہا آج ہی ستیش حویلی سے باہر جا... تھا
تو ذکر کروں گا اور تم بھی تو بڑھیا کو کہو بیٹا اسے ہمدی...
سے ملا ہے کچھ رقم تو دے ہمیں۔

چمپت لال نے کہا تم نے تو میرے مونہہ کی با...
چھین لی میں آج ہی بڑھیا سے بات کروں گا۔

ستیش آج پہلی مرتبہ زمینوں کے لگان کی وصولی ...
لیے نکلا تھا۔

...ڑھیا کو لاوارث اور کمزور جان کر کئی کسانوں نے
...لان کی رقم دبا رکھی تھی۔ ساتھ ہی گنپت لال بھی ہو لیا
...راستے میں جب کسانوں کو پتہ چل گیا کہ بڑھیا کا
...آ گیا ہے اور وہ بزور بازو بھی لگان وصول کرے گا
...سانوں نے پچھلی رقم کی تھیلیاں ستیش کو پیش کرنی شروع
...دیں اور شام ہونے تک ستیش نے کافی رقم جو
...ان دبائے بیٹھے تھے۔ وصول کر لی۔

...رقم کو دیکھ کر گنپت لال کے مونہہ میں پانی آ رہا
...تھا اور اس نے موقع دیکھ کر ستیش سے ذکر کیا کہ
...ہمارا بھی حق ہے ان تھیلیوں میں سے دو چار غائب
...کر لو تو تمہیں کون پوچھنے والا ہے۔

لیکن ستیش نے کہا بڑھیا نہ بھی پوچھے تو استاد پوچھنے
...اوپر تو بیٹھا ہے ذرا مجھے قدم تو جما لینے دو۔ جب ڈوبی
...رقموں کی وصولی کر کے میں دیوی ماں کو دوں گا تو
...پھر مجھ پر بھروسہ ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے وہ مجھے آزما
...رہی ہو گرم گرم کھانے سے مونہہ جل جاتا ہے یہ جواب سن
گنپت لال اپنا سا مونہہ لے کر رہ گیا۔

دوسری طرف بڑھیا کو خوش دیکھ کر چمپت نے کہا۔
دیوی جی اب ستیش بابو گھر آ گئے ہیں لیکن آپ نے ہماری

خدمت کا انعام ابھی تک نہیں دیا حالانکہ ستیش بابو کے
بارے میں بتانے والے ہم ہی لوگ ہیں۔

جانکی نے کہا وہ تو ٹھیک ہے۔ چمپت لال جی تمہیں
تو معلوم ہے میں تجوری کی چابیاں بھی بیٹے کے سپرد کر چکی
ہوں اب تم انعام بھی اسی سے مانگو مجھ بڑھیا کے پاس کیا
رکھا ہے۔

سوکھا جواب سن کر چمپت لال کے تن بدن میں آگ
لگ گئی۔ اس نے دل ہی دل میں کہا کوئی بات نہیں بڑھیا
تجھے کیا پتہ ہے کہ تیرے گھر میں نقب لگانے والا ہمارا ہی
ہاتھ ہے سیدھی انگلی سے گھی نہیں نکلتا تو اسے ٹیڑھی انگلی
سے نکالنا پڑتا ہے۔ رات کو جب دونوں بھائی اپنے کمرے
میں ملے تو گنپت لال نے کہا،

ستیش تو چکنا گھڑا ہے ہاتھ ہی رکھنے نہیں دیتا کہتا ہے
تھوڑا انتظار کرو حالانکہ آج اس نے ڈوبی ہوئی خاصی رقم
وصول کی ہے چاہتا تو ایک دو تھیلیاں ہمارے حوالے کر سکتا
تھا تم سناؤ بڑھیا کیا کہتی ہے۔

چمپت نے جواب دیا کیا کہتی ہے سنو گے تو تمہارے
تن بدن میں بھی آگ لگ جائے گی حرافہ کہتی ہے میں نے
تو تجوری کی چابیاں ستیش کو دے دی ہیں اس سے جو چاہو

لو۔

ماریا نے یہ سب سنا تو اسے بہت خوشی ہوئی۔

گنپت نے کہا تو کیا خیال ہے گھی اگر سیدھی انگلی نہیں
تو ذرا ٹیڑھی کریں۔

چمپت نے کہا ابھی نہیں ستیش کا خیال ٹھیک ہے
تھوڑا انتظار کر ہی لینا چاہیے۔

ماریا نے دل میں کہا بچو تم تو اب ساری زندگی انتظار
کرتے رہو گے۔

اب ماریا نے سوچا چل کر ماں بیٹے کی باتیں بھی سننی
چاہئیں وہ جانکی دیوی کے کمرے کی طرف گئی یہاں جانکی کے
پاس ستیش نے تھیلیاں رکھی ہوئی تھیں اور کھاتے نکال کر
حساب اسے سمجھا رہا تھا۔

جانکی نے کہا اب مجھے کیا بتاتا ہے دولت تیری ہے۔
جی چاہے خرچ کر جہاں جی چاہے رکھ ہاں وہ چمپت
انعام مانگ رہا تھا میں نے کہہ دیا کہ ستیش سے
میں نے چابیاں اس کے سپرد کر دی ہیں۔

وہ ہنسنے لگا اور پھر ماں کی گودی میں لیٹ کر کہنے لگا
لوگ اب بھی مجھے نقلی ستیش ہی سمجھ رہے ہیں
کہہ رہے تھے۔ ایک دو تھیلیاں گرو دکشنا کی ہمیں دے

دو ـــــ!

بڑھیا نے کہا یہ ٹھگ سے زیادہ تو مجھے پاگل لگ
ہیں یہ نہیں سمجھتے میں نے اطمینان کرنے کے بعد ہی چا
ستیش کے حوالے کی ہیں وہ ہمیں اب بھی لاوارث اور
بچہ سمجھ رہے ہیں جسے انہوں نے یتیم خانے سے لاکر
کے مندر میں بٹھا دیا تھا۔

ماریا حیران ہو کر سننے لگی۔

ستیش نے کہا ماں میری سمجھ میں نہیں آتا دھرمندر چا
نے ایسا کیوں کیا۔

جانکی نے کہا وہ تیرے باپ کے زمانے سے ہمارا
منیم تھا تیرے باپ کے مرنے کے بعد اس نے خوب
کیا میں نے جب حساب کتاب دیکھا تو مجھے اس کی بے ایما
کا پتہ چل گیا اور میں نے اسے نکال باہر کیا تو ابھی چھوٹا
اور باہر باغیچے میں کھیل رہا تھا یہ ظالم بدلہ لینے کے لیے
اٹھا کر لے گیا۔

ستیش نے کہا ہاں ماں مجھے خواب کی طرح سے یاد
میں کھیل رہا تھا۔ منیم چاچا نے مجھے مٹھائی دلانے کے
بہانے اپنے ساتھ آنے کو کہا اور پھر مجھے جہاز میں بٹھا کر
گئے۔ پھر نہ جانے ہم کہاں اتر گئے پھر وہاں سے یاد

ایک باغ سے گزر رہے تھے کہ منیم چاچا کو سانپ
ڈس لیا اور میں سانپ کو دیکھ کر ڈر کر روتا ہوا بھاگا
آدمی نے مجھے گود میں اٹھا کر پیار کیا اور پھر لے جا کر
آدمی کے حوالے کر دیا آج پتہ چلتا ہے کہ وہ اناتھ آشرم
۔ وہ اناتھ آشرم والا آدمی بڑا اچھا تھا مجھے پیار سے سندر کہتا
پھر میں اس نام سے مشہور ہو گیا۔ اس آدمی نے مجھے پڑھانا
ع کر دیا میں بڑا ہوتا گیا اور ایک روز یہ دونوں وہاں
جانے اس سے کیا بات ہوئی۔ انہیں میں بابو جی کہتا تھا۔
پھر بابوجی نے کہا بیٹا سندر تیرے بازو پر چندرما کا نشان
نا۔ بابوجی نے یہ نشان چمپت لال کو دکھایا اور مجھے
یہ تیرے چاچا ہیں تجھے تلاش کرتے ہوئے یہاں پہنچ گئے
بڑے بھلے آدمی ہیں۔ تم ان کے ساتھ جاؤ۔

ماریا بڑے غور سے یہ داستان سن رہی تھی۔

پھر ستیش نے کہا میں چمپت لال کے ساتھ چلا گیا پھر
یہ سن کر حیرت ہوئی کہ یہ اچھے لوگ مجھے کسی مالدار
کا نقلی بیٹا بنا کر دولت ہتھیانا چاہتے ہیں اس وقت
مجھے پتہ نہ تھا کہ وہ مال دار عورت خود میری ماتا
ہے لیکن پھر بھی میں نے یہ سوچ رکھا تھا خواہ کچھ بھی
اس بڑھیا کی دولت کو ان ٹھگوں سے ضرور بچاؤں گا۔

بڑھیا نے کہا تیرے دھیان میں میری صورت تھی ...
تو نے پہچان! میں تیری ماں ہوں میں نے صرف ایک
نشانی چندرما والے نشان کی ہی انہیں بتائی تھی باقی نشانیا...
اسی لیے ان کو نہ بتائیں تھیں کہ میرے ساتھ دھوکہ
ہو پھر میں نے تیرے انگ کی ایک ایک نشانی دیکھی او...
کسی شبے کی گنجائش ہی نہیں رہی ادھر تو نے اپنا گھر بھی
پہچان کر اپنے بُت ایک کھلونے کے لیے متعلق مجھ سے
پوچھا جو میں نے سنبھال کر رکھے ہوئے تھے۔

ستیش نے کہا ماں یہ بڑے خطرناک لوگ ہیں میرا
خیال ہے انہیں قانون کے حوالے کروا دوں۔

جانکی نے کہا بیٹا نہیں دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک
پھونک کر پیتا ہے اب میں کسی سے دشمنی کرنی نہیں چاہ...
ایسے خطرناک لوگ مار دھاڑ اور قتل پر اتر آتے ہیں میں
کہتی ہوں اپنی جان کا صدقہ دے کر انہیں رخصت کر دے

ٹھیک ہے ماں اب تم آرام کرو پھر سوچیں گے ان
کے بارے میں۔

ماریا کو یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ ستیش ہی
جانکی کا اصلی بیٹا ہے۔ وہ جوں ہی یہاں سے باہر نکلی
یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ دونوں ٹھگوں نے ماں بیٹے کی

...تیں سن لی ہیں وہ دروازے سے لگے کھڑے تھے۔
...ما سو گئے تو یہ دونوں اپنے کمرے میں آئے اور
...ورہ کرنے لگے کہ آج ہی رات تجوری کو صاف کر
...بھی ہاتھ آتا ہے لے کر یہاں سے رفو چکر ہو جائیں
...کیا معلوم تھا ہم اصلی کو نقلی بنا کر لے آئے ہیں۔

گپت نے کہا اسی لیے کہتے ہیں سب کچھ بھگوان
کے ہاتھ میں ہے اب دیکھ لو ہم نے تو دونوں ہاتھوں سے
...کی دولت سمیٹنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ لیکن بھگوان نے
...ے ہی ہاتھوں اس دولت کو بچانے والا بھیج دیا۔

ہمت نے کہا میرا خیال ہے تجوری میں کافی دولت
...ہے اور تجوری کی چابی ستیش کے سرہانے کے
...ے۔ یہ کام آج ہی کر ڈالو۔

گپت نے کہا ٹھیک ہے ذرا رات اور گذر جانے دو۔
ماریا نے کہا۔ بچو اسی آخری معرکے کے لیے تو میں یہاں
...ئی ہوں میں سارا انتظام کر لوں گی۔

پھر آدھی رات گذر جانے کے بعد دونوں ٹھگ
...ے اور چوری سے جانکی دیوی کے کمرے میں جا گھسے۔
...یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ کمرہ اندر سے بند کرنا
...ک بھول گئے تھے انہیں کیا علم یہ کام ماریا کا تھا۔

پھر وہ اندر داخل ہوئے۔ دونوں نے اپنی جیبوں سے خ
نکال کر ہاتھوں میں پکڑ لیے پھر ایک بڑھیا کے سرہانے
ہو گیا۔

گنپت نے جا کر ستیش کے سرہانے سے چابی نکال کر
تجوری کھولی اور تمام دولت سمیٹ کر ایک بڑی تھیلی میں
بھری۔ جوں ہی وہ پلٹا اس کے جسم سے لگ کر کوئی
گری جس سے دونوں ماں اور بیٹے کی آنکھ کھل گئی۔

چمپت نے خنجر دکھا کر کہا بڑھیا چپ چاپ پڑی ر
ورنہ خنجر دل کے پار کر دوں گا۔

گنپت نے ستیش کو دیکھا جو اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا
اپنا خنجر اٹھا لیا تھا۔

ستیش نے کہا گرو جی یہ کیا۔

گنپت نے کہا چیلے گرو ہمیشہ بڑا ہی ہوتا ہے ہمیں ک
خبر تھی کہ ہم سپنو بیبے کو اٹھا لائے ہیں۔

ستیش نے کہا تم تو خوامخواہ ناراض ہو گئے گرو۔

گنپت نے کہا چیلے ہماری آنکھوں میں دھول نہ جھونک
ہمیں علم ہے نقل اصل ہو گیا ہے اب ہماری راہ سے
ہٹ جا ورنہ اب کے تو ماں سے بچھڑ گیا تو دوسرے
جنم میں ہی ملاقات ہوگی۔

بڑھیا نے کہا ستیش تیری زندگی مجھے اس دولت سے
زیادہ قیمتی ہے لے جانے دے۔

ستیش نے کہا ماں یہ اتنی آسانی سے ہماری دولت نہیں
لے جا سکتے۔ اس میں ہمارے خاندانی ہیرے اور جواہرات بھی
ہیں لاکھوں کی مالیت کے ہیں وہ۔

چمپت نے کہا ستیش اگر تم نے شور مچایا یا کوئی حرکت
کی تو میں تیری ماں کو قتل کر دوں گا۔

ستیش ماں کے سینے پر خنجر دیکھ کر ایک طرف ہو گیا
گنپت تھیلی لے کر باہر جانے لگا لیکن ماریا نے ٹانگ
اڑا دی اور وہ زمین پر گر پڑا تھیلی اس کے ہاتھ سے گر
گئی جسے ماریا نے اٹھا لیا اور گنپت حیران رہ گیا تھیلی کدھر
غائب ہو گئی وہ سمجھا یہ ٹانگ ستیش نے اڑائی ہے۔ وہ
ابھی نہ اٹھا دوسری طرف ماریا نے ایک زوردار مکا
چمپت کے جڑ دیا جو بڑھیا کے سینے پر خنجر لگائے کھڑا تھا
اور وہ دور جا گرا۔ اس دوران میں ستیش نے گنپت پر
چھلانگ لگا دی خنجر گنپت کے ہاتھ سے دور جا گرا اور اب
دونوں میں خنجر اٹھانے کے لیے جدوجہد شروع ہو گئی۔ ستیش
کامل نوجوان تھا اور گنپت کی جوانی ڈھل رہی تھی وہ ستیش
کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا لیکن اپنے تجربے کی بنا

پر وہ ستیش کا ہاتھ خنجر تک نہیں پہنچنے دیتا تھا۔

دوسری طرف جوں ہی غصّے سے چمپت اٹھا ماریا نے اس کے مونہہ پر ایک زور دار ٹھوکر ماری جس سے اس کے دو دانت ٹوٹ گئے اور اس کے مونہہ سے خون کا فوارہ نکل پڑا۔ وہ حیران تھا کہ یہ کون سی غیبی طاقت اس سے مقابلے پر اتر آئی ہے کیوں کہ بڑھیا تو پلنگ پر پڑی تھر تھر کانپ رہی تھی۔

دوسری طرف خنجر ایک دفعہ پھر گنپت کے ہاتھ آگیا تھا اور وہ ستیش سے کہہ رہا تھا تھیلی کہاں غائب کر دی میرے حوالے کر دو ورنہ یہ خنجر تیرے سینے میں اتار دوں گا۔ ستیش خود حیران تھا کہ تھیلی کہاں غائب ہو گئی۔

چمپت نے زمین سے اٹھتے ہوئے کہا، گنپت ہم بازی ہار گئے ہیں کوئی نظر نہ آنے والی طاقت ہمارے خلاف ان کی مدد کر رہی ہے۔ دیکھو اس نے ٹھوکر مار کر میرے دانت توڑ دیئے ہیں۔ ضرور تھیلی بھی اسی نے غائب کی ہے بہتر یہی ہے یہاں سے نکل چلو۔

گنپت نے کہا ایسے تو میں بھی نہیں جاؤں گا۔ اگر یہ دولت ہمارے حصے نہیں آ سکی تو بڑھیا کو بھی زندگی بھر بیٹے کی جدائی برداشت کرنی ہو گی۔ اس نے خنجر سے ستیش

پر وار کرنے کے لیے خنجر اٹھایا ہی تھا کہ ماریا نے اس کے پیٹ میں اپنا گھٹنا مار دیا وہ دہرا ہو گیا تو ماریا نے اس کے مونہہ پر ایک زور دار ٹھوکر رسید کی جو اس کے ناک پر پڑی اور وہ خون میں نہا گیا اور چکر کھا کر زمین پر گرا۔

چمپت نے جو یہ دیکھا تو بھاگنا چاہا مگر ماریا نے اس کے چہرے پر ایک زور دار ہاتھ مارا اور وہ دیوار سے ٹکرایا اور اس کا سر دیوار سے لگا اور پھٹ گیا اور وہ بھی زمین پر جا گرا۔

اب بڑھیا اور ستیش دونوں حیران تھے کہ یہ کون ہے جو نظر نہیں آتا اور اس نے نہ صرف ہماری جان بچا دی ہے بلکہ ہماری دولت بھی ان ٹھگوں سے بچا لی ہے۔

تب بڑھیا نے کہا آپ کون ہیں جنھوں نے ہماری مدد کی ہے آپ نے میرے بیٹے کی جان بچا کر مجھ دکھیا پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔

تب ماریا نے کہا میں ایک روح ہوں ماں جی اور ان ٹھگوں کے پیچھے اس وقت سے ہوں جب [illegible] میں یہ ستیش کو نقلی سمجھ کر اپنے ساتھ ہی کالی کٹ

لے جا رہے تھے وہاں میں نے آپ کو بیٹے کی یاد میں
تڑپتے دیکھا تو مجھے بہت افسوس ہوا کہ یہ ٹھگ ایک
ماں کی ممتا کا ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کی دولت لوٹنا چاہتے
ہیں میں سائے کی طرح ان کے ساتھ رہی ان ٹھگوں نے
بھگوان کا مکٹ بھی پیتل کا بنوایا تھا۔ اس پر سونے کا پانی
چڑھا ہوا تھا اور پھر اس غریب سنار سے بھی دھوکہ
کیا اور مفت میں پیتل کا مکٹ لا کر بھگوان کی مورتی پر
چڑھا دیا۔ لیکن میں نے وہ سکے ان کی جیب سے نکال
لیے تھے جو مکٹ خریدنے کے لیے آپ نے ان کو دیئے تھے
میں نے دیکھ لیا تھا کہ انہوں نے چھپ کر آج ماں بیٹے
کی باتیں سن لی ہیں اور انہیں پتہ چل گیا ہے کہ یہ نقلی
بیٹا نہیں اصلی ہے پھر انہوں نے تجوری سے دولت چرا
لینے کا پروگرام بنایا۔ میں نے سن لیا اور ان کو سزا دینے
کے لیے یہاں آ گئی۔

ماریا نے سونے کے سکے نکال کر بڑھیا کے سامنے رکھ دیئے
اور کہا یہ ہے مکٹ کے لیے دیئے ہوئے سکے پھر تھیلی
سامنے رکھ کر کہا یہ رہی وہ تھیلی۔

پھر ستیش سے کہا تم چاہو تو انہیں صبح قانون کے حوالے
کر دینا کیوں کہ صبح تک تو یہ ہوش میں آنے کے قابل

گئی ہیں۔

بڑھیا نے کہا:

کتنی سندر آواز ہے تیری بیٹی کاش میں تجھے دیکھ
سکتی تو اپنے کلیجے سے لگا لیتی تو نے ایک ماں کا کلیجہ
ٹھنڈا کیا ہے بھگوان تجھے اس کا صلہ دے۔

ستیش نے کہا بہن ہمارے پاس الفاظ نہیں جس سے
آپ کا شکریہ ادا کر سکیں پھر بھی کوئی خدمت ہمارے لائق
ہو تو بتاؤ۔

ماریا نے کہا:

بھائی ہم کسی لالچ یا خدمت کے لیے کسی کی مدد نہیں
کرتے برائی کے خلاف ہمیشہ جہاد کرتے ہیں انسانیت
کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ ظالم کے خلاف ہمیشہ
مظلوم کی مدد کرتے ہیں جس کا صلہ ہمیں انسان سے نہیں
خدا سے ملتا ہے۔ اچھا خدا حافظ میں جا رہی ہوں۔

پھر دونوں ماں بیٹے کو حیرت میں ڈال کر ماریا ان
کے کمرے سے نکل آئی ابھی آدھی رات باقی تھی۔ اس نے
سوچا کیوں نہ ٹھگوں کے کمرے میں گزار دوں صبح یہاں سے
چلی جاؤں گی۔ وہ ٹھگوں کے کمرے میں آئی اور صبح کے انتظار
میں چارپائی پر لیٹ گئی۔

گنیش دیوتا کی محبوبہ

ناگ ہندوستان کے قدیم شہر کاشی کے بلند اور سنہری کلسوں والے مندر دیکھتا ہوا ماریا اور عنبر کی تلاش میں گھوم رہا تھا اس نے سوچا اس شہر میں بھی دیکھ لوں شاید ان میں سے کسی سے ملاقات ہو جائے وہ گھومتا ہوا گنگا ندی کے کنارے کنارے چلا جا رہا تھا۔ جہاں ہندو لوگ اپنے پاپ دھونے کے لیے گنگا کے پانی میں نہا رہے تھے۔ گنگا کے ایک کنارے پر کاشی شہر آباد ہے جہاں بے شمار مندر ہیں اور ہندو لوگ سارا سال اس شہر کی زیارت کو آتے رہتے ہیں۔ شہر سے تھوڑی ہی دور گنگا ندی کے دوسرے کنارے پر ایک پرانا اور شکستہ مندر ہے جو اب غیر آباد ہے یہاں کبھی گنیش دیوتا کی پوجا ہوا کرتی تھی۔ مندر کی عالی شان عمارت میں جگہ جگہ دراڑیں پڑی ہوئی ہیں اور مشرقی حصہ شکستہ ہونے کے باعث گر کر زمین بوس ہو چکا ہے۔ اس مندر کے پاس

شان گھاٹ ہے جہاں ہندو اپنے مُردے جلاتے ہیں پھر ان کی راکھ گنگا میں بہا دیتے ہیں۔ کسی زمانے میں ندر نیا نیا تھا کوئی چار سو سال کی بات ہے تو ناگ وقت کسی سادھو کا اسیر ہو کر یہاں آیا تھا۔ اس یں یہ علاقہ خاصہ آباد تھا جہاں اب مٹی کے اونچے ے کھڑے ہیں یہاں شہر کا بارونق حصہ تھا اور بڑے ر سے گنیش دیوتا کی پوجا ہوا کرتی تھی پھر ایک کے باعث شہر کا یہ حصہ تباہ ہو گیا تو دوسری نے شہر کی تعمیر شروع ہو گئی اور یہ جگہ ویران ہو گئی۔

اگ چار سو سال پرانے زمانے کے تصور میں کھویا ہوا بینڈ باجوں کی آواز سن کر چونک پڑا۔ اس نے مڑ یکھا ایک جلوس شمشان گھاٹ کی طرف آ رہا تھا۔ جہاں ے ہی لکڑیوں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ جب جلوس آ گیا تو ناگ نے دیکھا اس جلوس میں ایک تیرہ سال کی لڑکی دلہن بنی ہوئی ہے۔

اگ نے ایک آدمی سے دریافت کیا ماجرہ کیا ہے۔ اس نے جواب دیا یہ لونڈیا کلاوتی ہے جو دلہن ہے اس کی شادی چار سال کی عمر میں نند کشور

کے لڑکے رام کشور سے ہو چکی تھی۔ ابھی تک بدائی نہیں
ہوئی اگلے سال بدائی ہوئی تھی لیکن اس کا پتی ہیضے میں مبتلا
ہو کر مر گیا ہے۔

ناگ نے کہا تو یہ باجے تاشے اس خوشی میں بجائے
جا رہے ہیں۔

آدمی نے غصے سے کہا تم بھی بڑے بدشو ہی ہو ارے
بھائی یہ لڑکی ستی ہونے آئی ہے آگ میں زندہ جل
مرے گی تاکہ اس کی آتما بھی اس کے پتی کی آتما
مل جائے۔ اور پھر دونوں ایک ساتھ دوسرا جنم لیں۔

ناگ نے دیکھا لڑکی بہت خوب صورت تھی لیکن
اس کے چہرے پر موت کی زردی چھائی ہوئی تھی ابھی
غریب نے جوانی کی دہلیز میں قدم ہی رکھا تھا۔ ابھی ہاتھوں
میں مہندی رچا کر گھونگھٹ نکال کر وہ اپنے سسرال کو
نہ گئی تھی۔ اس کے پتی نے اس کی اور اس نے پتی کی
صورت بھی نہ دیکھی تھی کہ پیغام اجل آ گیا۔ خاوند کا تو
وقت پورا ہو گیا تھا۔ لیکن اس معصوم کو یہ ظالم لوگ
زبردستی زندہ آگ میں جلانے لے آئے تھے۔

اس نے دیکھا پنڈت اشلوک پڑھ رہا تھا اور لڑکی کا
باپ لکڑیوں کے ڈھیر پر گھی ڈال رہا تھا۔

لڑکی اپنی ماں کے سینے سے لپٹی دبی دبی سسکیوں
کے درمیان احتجاج کر رہی تھی۔ ماں مجھے بچا لو ماں میں
نہیں چاہتی۔ ماں میں مرنا نہیں چاہتی۔

ماں بے چاری کا خود بُرا حال تھا اور وہ تسلی دے
بھی رہی تھی بیٹی عزت دار گھرانوں میں یہی دستور چلا آ رہا
ہے ودھوا اگر ستی نہ ہو تو اس کی زندگی موت سے بدتر
ہو جاتی ہے۔ سماج میں وہ اچھی نظر سے نہیں دیکھی جاتی
جیسے جیسے کارروائی آگے بڑھتی جا رہی تھی لڑکی ماں کے سینے
سے لپٹی جا رہی تھی۔

ماں تو سماج کے ڈر سے رو بھی نہیں سکتی تھی۔

ناگ نے سوچا یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ انسان کو زندہ
آگ میں جلا دیا جائے۔ یہ ودھوا ہے جس نے شوہر کے
گھر کی دہلیز کے اندر بھی قدم نہیں رکھا۔ جس غریب نے شوہر
کی شکل بھی نہیں دیکھی۔

لڑکی کا باپ اور دیگر سماج کے معزز آدمی لڑکی کو لینے
آ گئے۔

لڑکی چیخ مار کر ماں سے لپٹ گئی اور پاگلوں کی طرح
ہذیان بکنے لگی میں نہیں مرنا چاہتی میں زندہ رہنا چاہتی
ہوں۔ میں ایسے سماج کو نہیں مانتی جس میں انسان پر جبر

کہ کے اسے زندہ جلا دیا جائے۔ سماج کے معزز ارکان
لڑکی کی اس گستاخی پر پیچ پا ہو رہے تھے اور اس
کے باپ سے کہہ رہے تھے۔

رام سروپ تمہاری لڑکی کے مونہہ میں تو گز بھر کی
زبان ہے اچھا ہوا اس کا پتی مر گیا اور بدائی نہ ہوئی ور
سسرال سے جوتے کھا کر نکالی جاتی۔

باپ کے ماتھے پر شرم سے پسینہ آ رہا تھا۔

ماں بار بار کلاوتی کے مونہہ پر ہاتھ رکھ رہی تھی
رہی سہی کسر پنڈت نے پوری کر دی اور آ کر اعلان کر دیا
اس لڑکی پر کسی بد روح کا سایہ پڑ گیا ہے پنڈت ایک کو
لکڑیوں کے ڈھیر سے اٹھا لایا اور کہہ رہا تھا ابھی اس
بد روح کو اس کے شریر سے اتار دیتا ہوں میرا نام پنڈت
بالک رام ہے، کیا سمجھ رکھا ہے اس بدروح نے پھر اس
نے لڑکی کو مارنا شروع کر دیا۔

لڑکی کی چیخوں سے ناگ کا دل دہل گیا اور اس نے
تہیہ کر لیا خواہ کچھ بھی ہو جائے وہ اس لڑکی کو بچانے کی
ضرور کوشش کرے گا۔

پنڈت نے مار مار کر لڑکی کو بے ہوش کر دیا اور وہ
زمین پر گر پڑی۔

پنڈت نے رام نام کی جے کا نعرہ لگاتے ہوئے فخر
سے کہا دیکھ لو نکال دی نا بدروح۔

ناگ نے دل میں کہا بدبخت بدروح کی جگہ تو نے تو
غریب کی روح نکال دی۔ پھر بے ہوش لڑکی کو اٹھا کر
لکڑیوں کے ڈھیر پر رکھ دیا گیا اور بے ہوش
لڑکی کے اوپر جلدی جلدی اور لکڑیاں چنی جانے لگیں اور
اس کے جسم کو لکڑیوں کے ڈھیر کے نیچے دبا دیا گیا۔

ناگ نے سوچا اگر اب کچھ نہ کیا گیا تو بے ہوشی میں
ہی لڑکی جل مرے گی پھر اس سے پہلے کہ لڑکی کا
لکڑیوں کو آگ دکھائے ناگ ہاتھی بن کر کالی کے مندر
چنگھاڑتا ہوا شمشان میں داخل ہوا۔

پنڈت نے گنیش جی کی جے کا نعرہ لگایا۔

ہاتھی نے سب سے پہلے پنڈت کو اٹھا کر ہوا میں
اچھال دیا۔ اب کیا تھا سب لوگ ڈر کے مارے بھاگ
ہاتھی نے لکڑیوں کے ڈھیر سے لڑکی کو نکالا اور
کر مندر میں چلا گیا۔ اب کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ
وہ یہاں آ سکے سماج کے ٹھیکیدار کہہ رہے تھے ہم
تو ہی سمجھ گئے تھے لڑکی کے جسم میں بدروح نہیں
جی تھے، انہوں نے ہی لڑکی کو سویکار کر لیا ہے۔

پھر وہ لڑکی کے باپ کو مبارک دے رہے تھے رام
تمہاری لڑکی بڑی بھاگیوان ہے جسے دیوتا نے سویکار
اور پھر یہ اندھے اعتقاد کے مالک بے وقوف لوگ
گنیش جی کی جے کے نعرے لگاتے ہوئے واپس
گئے۔

اندر ناگ نے لڑکی کو ایک چبوترے پر لٹا دیا
پھر انسان کے روپ میں آکر اسے ہوش میں لانے
اس کے جسم پر ظالم پنڈت نے مار مار کر زخم بنا
تھے۔ ناگ گنگا سے پانی لایا جس کے چھینٹے لڑکی
مونہہ پر مارے اور بڑی مشکل سے لڑکی کو ہوش
جو ڈری سہمی ہوئی چاروں طرف دیکھ رہی تھی پھر جوں
ناگ پر نظر پڑی اٹھ کر بیٹھ گئی اور کہا کیا میں سورگ
میں آگئی ہوں.... آپ.... آپ.... میرے پتی... نا
نے سوچا اس لڑکی کی حالت خراب ہے اگر اسے کہہ
دیا تو زندہ ہے تو جلائے جانے کے خوف سے اس
دماغ پر بُرا اثر پڑے گا۔ ہو سکتا ہے پاگل ہو جا
اس نے لڑکی کی جان بچانے کے لیے کہہ دیا ہاں
کلاوتی۔ میں.... ہی.... اور کلاوتی نے جھٹ سے
کر گھونگھٹ نکال لیا۔

ک عجیب مصیبت میں پھنس گیا۔
ی گھونگھٹ کی اوٹ سے کن انکھیوں سے دیکھ رہی
ک کو پریشان دیکھ کر کہنے لگی کیا بات ہے
ناتھ یہ کیسی پریشانی ہے کیا داسی پسند نہیں آئی اور
کا گلا یہ بات کرتے ہوئے روند گیا۔
اگ مزید پریشانی میں مبتلا ہو گیا لیکن اس معصوم
کا دل رکھنے کو کہہ دیا نہیں تو کلاوتی تو بہت سندر
میری پریشانی کا کارن کوئی اور ہی بات ہے۔
کلاوتی نے کہا کیا داسی کو نہ بتاؤ گے۔
اگ نے کہا فی الحال تم آرام کرو میں تمہیں سب
بتا دوں گا اور پیچھا چھڑانے کے لیے کہہ دیا تجھے
ک لگی ہو گی میں تیرے لیے کھانے کو لے کر آتا
وں۔ باہر نکل کر ناگ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور
اب گھبراتے کیوں ہو بیٹا یہ ڈھول تو تم نے خود
گلے میں ڈال لیا ہے اب دھیرے دھیرے ہی
حقیقت سے آشنا کرنا ہو گا۔ اس شہر میں تو اس
شادی ممکن نہیں کسی دوسرے شہر ہی جاکر اس کی
دی کسی اچھے سے لڑکے سے کرنی ہو گی تب جاکر تیرا
چھا چھوٹے گا اور وہ سوچتا ہوا بازار کی جانب چلا گیا

کہ کلاوتی کے لیے کھانا لے کر آئے۔ سب لوگ
چکے تھے، لیکن ایک آدمی تھا جو چھپ کر یہ سب
دیکھ رہا تھا اور وہ تھا۔ وہی پنڈت جسے ناگ
اٹھا کر ہوا میں اچھالا تھا۔ اتفاق سے جہاں، وہ گرا
برسوں جلائی جانے والی ارتھیوں کی راکھ اکٹھی ہو چکی
اس لیے اسے چوٹ نہ آئی اور وہ بھاگ کر مندر
جا چھپا۔ پھر جس جگہ ناگ نے کلاوتی کو جا کر
اس کے قریب ہی جالی سے وہ پنڈت سب کچھ
چکا تھا۔

ناگ نے بازار سے جا کر مٹھائی پوریاں وغیرہ
اور دوبارہ مندر کی راہ لی۔ جب وہ مندر میں داخل ہوا
کلاوتی وہاں نہیں تھی۔ ناگ نے سمجھا یہیں کہیں ہوگی وہ چبوتر
کے پاس ہی بیٹھ گیا پھر اچانک کلاوتی کے ٹوٹے ہوئے ہار پر
کی نظر پڑ گئی۔ اس نے سارا مندر چھان مارا لیکن کلاوتی غائب
اور ٹوٹا ہوا ہار گواہی دے رہا تھا کہ اسے کسی نے زبردستی یہاں
سے لے جانے کی کوشش کی ہے اور اسی زور آزمائی میں
کا ہار ٹوٹ گیا ہے۔

○

عنبر اور وائٹ کوبرا

عنبر جارج کے بنائے ہوئے راستے پر چلتا رہا اور
پھر ایک جگہ آ کر اس نے ایک ہوٹل کے باہر بیٹھے
ہوئے آدمی سے جو چائے پی رہا تھا موت کی وادی کا
راستہ دریافت کیا۔

چائے کی پیالی پہلے زور سے چھلکی اور پھر گر کر
الٹ گئی۔ موت کی وادی کا نام سن کر وہ آدمی ایک
طرف بھاگ گیا۔

عنبر حیرت سے دیکھ کر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دور
جا کر اس نے دیکھا ایک آدمی سر پر گھاس کا گٹھا
اٹھائے آ رہا ہے۔

عنبر نے اس سے دریافت کیا بڑے میاں کیا تم
مجھے موت کی وادی کا راستہ بتا سکتے ہو۔ عنبر نے دیکھا
بوڑھے کا سارا بدن کانپ گیا اور وہ گھاس کا گٹھا
پھینک کر بھاگ گیا۔ عنبر کو بڑی حیرت ہوئی آخر اس نام

یں کیا جادو ہے کہ لوگ سن کر ہی بھاگ جاتے
عنبر اسی راستے پر بڑھتا گیا۔ ایک جگہ اس نے دیکھ
زمین پر ایک قوی ہیکل بوڑھا بیٹھا ہے اور اس
اپنے پاؤں کو ٹخنے کے پاس زور سے پکڑ رکھا ہے۔

عنبر نے قریب جا کر ہمدردی سے پوچھا کیا میں
کی کوئی مدد کر سکتا ہوں۔

بوڑھے نے عنبر کو غور سے دیکھا۔

عنبر کو محسوس ہوا یہ بوڑھا کوئی چھٹا ہوا بدمعاش
ہے لیکن پھر بھی وہ اس وقت کسی مصیبت میں تھا
مصیبت میں کسی کے کام آنا نیکی کا کام ہے۔

بوڑھے نے کہا میرے پاؤں پر سانپ نے کاٹ
ہے تم پہلے کوئی چیز زور سے میرے ٹخنے سے او
باندھ دو تا کہ زہر پھیل نہ سکے۔

عنبر نے اپنا رومال نکال کر زور سے بوڑھے کے
پر باندھ دیا۔

بوڑھے نے اطمینان کا سانس لیا اور اپنا خنجر نکال
عنبر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا یہ لو اب ٹخنے کے
زخم لگا کر زہر آلود خون نکال دو۔

عنبر نے جلدی سے خنجر لیا اور پاؤں میں ایک

دھار پھیر کر زخم لگا دیا۔ وہاں سے کالے قسم کا خون
لگا جو زہر کی وجہ سے سرخ سے سیاہ ہو گیا تھا۔ کالا
بہتا رہا لیکن عنبر کو حیرت تھی۔ بوڑھے کو اس زخم کا
سانپ کے کاٹ کھانے کا ذرا سا بھی احساس نہیں تھا۔

عنبر نے پوچھا سانپ کیسا تھا۔؟

بوڑھے نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا خود دیکھو
میں نے اس کا سر کچل دیا ہے۔

عنبر نے دیکھا سانپ کافی زہریلا تھا۔ اور اسے بوڑھے
حوصلے اور بہادری کی داد دینا پڑی۔ اس نے بوڑھے
کہا اس عمر میں آپ کا یہ حوصلہ ہے تو جوانی میں
حال ہو گا۔

بوڑھے نے قہقہہ لگایا اور کہا مجھے کبھی بڑھاپے کا
اس ہی نہیں ہوا۔ جوانی میں صرف طاقت تھی دماغ نہ
لیکن اب تو طاقت کے ساتھ ساتھ دماغ بھی کام
رنے لگا ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں اب میں جوانی
زیادہ طاقت ور ہوں۔

عنبر کو یہ جواب سن کر پھر حیرت ہوئی۔ اب سیاہی
ال خون کی بجائے سرخ خون اس کے زخم سے بہہ
ا تھا۔

بوڑھے نے کہا زہر نکل گیا ہے رومال کھول دو۔
عنبر نے رومال کھول دیا۔
بوڑھے نے زمین سے تیر کمان اٹھایا اور کچھ پرند
جنہیں وہ شکار کر کے لایا تھا اکٹھے کیے اور جا
کی تیاری کرنے لگا۔
عنبر نے کہا کیا آپ مجھے موت کی وادی کا راستہ بتا
گے۔
بوڑھے کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ اور اس نے کہا
لڑکے ابھی تیری عمر موت کی وادی میں جانے والی نہیں
وہاں جا کر کیا لینا ہے تو نے، جہاں ہر طرف موت
موت کا پہرہ ہے۔
عنبر نے کہا میں سمجھا نہیں۔
بوڑھے نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا موت کو وہی
سمجھ سکتے ہیں جو زندگی بھر اس سے آنکھ مچولی کھیلتے ر
ہوں تو ابھی نادان ہے تو نے صرف موت کا نام
سنا ہے اسے دیکھا نہیں۔ اس شہر میں اجنبی ہے۔
عنبر نے کہا ہاں ایسا ہی سمجھ لو۔
بوڑھے نے کہا آ میرے ساتھ یہاں سے قریب
میری ہٹ ہے وہاں چل کر پرندے بھون کر کھائیں

مجھے بتانا تو وہاں کیوں جانا چاہتا ہے بس تیری
کروں گا۔ موت کی وادی، کبھی میرا بھی گھر رہا ہے۔
عنبر نے سوچا یہ نہایت کام کا آدمی ہے پھر اس
بوڑھے کا تھیلا خود اٹھا لیا اور کہا:
چلو وہاں چل کر میں تمہارے زخم پر پٹی بھی باندھ
دوں گا اور پرندے بھوننے میں تمہاری مدد بھی کروں گا۔
عنبر کو بوڑھا لے کر ایک طرف چل دیا جہاں
ایک لکڑی کی ہٹ بنی ہوئی تھی۔ اور اس ہٹ کے
آگے چھوٹا سا صحن جھاڑیوں کی باڑ سے بوڑھے نے بنا
رکھا تھا جہاں مختلف قسم کے پھول کھل رہے تھے۔
لکڑی کی ہٹ پر روغن کیا ہوا تھا اور صحن میں لکڑی
کی ایک میز اور چند کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ہٹ کو دیکھ
کر عنبر کو اندازہ ہو گیا۔ بوڑھا کافی صفائی پسند اور نفیس طبیعت
کا مالک ہے۔
بوڑھا صحن سے گذر کر عنبر کو اندر کمرے میں لے کر
چلا گیا۔
عنبر نے دیکھا ہٹ کو بوڑھے نے بڑے سلیقے سے سجایا
ہوا تھا۔ لکڑی کے فرش پر قالین بچھا ہوا تھا اور نفیس اور
قیمتی لکڑی کا فرنیچر اندر سجا ہوا تھا۔ چھت کے ساتھ ایک فانوس

ٹلک رہا تھا۔

بوڑھے نے سنورا کر کے آواز دی ایک موٹی سی اد
عمر کی عورت اندر داخل ہوئی جو شاید اس بوڑھے کی بیو
تھی۔ بوڑھے نے پرندے اسے دے کر کہا مہمان کے
کھانا تیار کرو اور پہلے مجھے دوائیوں کا تھیلا دے جاؤ میر
پاؤں پر ذرا زخم آ گیا ہے۔

سنورا اندر چلی گئی اور جب واپس آئی تو اس کے
ہاتھ میں ایک تھیلا تھا ہرن کی کھال کا بنا ہوا۔

بوڑھے نے اس کے اندر سے چند ڈبیاں نکالیں او
ساتھ ہی ایک کپڑا بھی پھر عنبر سے کہا جب تک کھانا
ہوتا ہے تم ذرا زخم پر دوائی لگا کر پٹی باندھ دو۔ پھر
نے ایک ڈبیا کھول کر عنبر کے آگے رکھتے ہوئے کہا شکا
آدمی اکثر زخمی ہوتے ہی رہتے ہیں۔

عنبر نے مرہم زخم پر لگایا اور پٹی باندھ دی۔

پھر بوڑھا آرام سے ایک آرام کرسی پر لیٹ گیا او
عنبر سے کہا اب بتاؤ تمہیں موت کی وادی میں کیا کام
عنبر نے اسے تمام کہانی سنائی اور کہا میں جارج او
سوپٹی سے وعدہ کر کے آیا ہوں ورجینیا کو اس بلیک لا
سے چھین کر لے آؤں گا۔

راجے نے اپنی آنکھیں کھولتے ہوئے کہا لڑکے کافی مشکل
… نے اپنے ذمے لے لیا ہے۔ بلیک لائن کس بلا کا نام
… میں ہی جانتا ہوں۔

عنبر نے کہا معلوم ہوتا ہے آپ سے کوئی جھپٹ ہو
… ہے۔

بوڑھے … قہقہہ لگایا اور کہا تمہیں یقین نہیں آئے گا لیکن
… یہ میرے پورے جسم پر ایک سو اسی زخموں کے
… ہیں جو کئی معرکوں میں بلیک لائن کے لگاتے ہوئے ہیں۔
اب عنبر سنبھل کر بیٹھ گیا۔

بوڑھے نے کہا دنیا میں صرف برنارڈ ہی ایک ایسا شخص
… جس سے بلیک لائن کی دشمنی ہے۔ کبھی لوگ مجھے بھی وائٹ
… کے نام سے پکارتے تھے۔

… اکثرت سے پایا جاتا … جو نہایت ہی زہریلا
… شمار ہوتا ہے۔ میں بھی بھیڑیوں کے اس گروہ میں
… کا ہوں اور بلیک لائن کے بعد بہادری میں میرا دوسرا
… تھا۔ اس گروہ میں رہ کر میں نے بھی بڑے ظلم کیے
… اب یاد کرتا ہوں تو شرم سے گردن جھک جاتی ہے
… بھی ایک بھیڑیا ہی تھا ذرا سی بات پر انسان کو قتل

کر دینا میرے لیے معمولی بات تھی ۔ پھر میری زندگی
منظورا داخل ہوئی نادر گلپیر کی لڑکی جس کے خون میں نیکی
شرافت اور معصومیت رچی بسی ہوئی تھی ۔ وہ ایک تاریک
رات تھی اور اس بستی میں ایک نیا قانون کا محافظ آ
تھا جس کی بہادری کی بڑی دھوم تھی اور اسی لیے ا
کو اس خطرناک علاقے میں تبدیل کر کے بھیجا گیا تھا جو
ہمارے لیے ایک چیلنج تھا ۔ کیوں کہ اس نے آتے ہی
ہمارے چند ساتھیوں کے کام میں مداخلت کی تھی جو ہمارے
لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی تھی جوں ہی ہمیں اطلاع
ملی شیرف نے ہمارے چند آدمیوں کو بند کر دیا ہے بلیک
لائن نے مجھ سے کہا اس خطرے کو یہیں روک دو ۔ ور
نیا شیرف یہ سمجھے گا کہ ہم اس کے رعب میں آ گئے
ہیں ۔ جوانی کا زمانہ تھا اور ہم بہادری کے نام پر موت
بھاؤ پوچھتے پھرتے تھے ۔

حکام بالا نے نئے شیرف کے ساتھ ایک پوری پلٹن
سپاہیوں کی بھی مدد کے لیے بھیجی ہوئی تھی اور ان کا ہدف
تھا کہ وہ موت کی وادی میں آ کر ہمیں گرفتار کریں گے
جس کی ہمیں اطلاع مل چکی تھی اور اس لیے بلیک لائن
چاہتا تھا ہم خود جا کر دشمن سے ٹکرا جائیں اور اپنے آدمیو

کو حوالات سے چھڑا لائیں ۔ تمام گروہ نے ہمارے
جانا چاہا لیکن میں نے اور بلیک لائن نے اپنی برتری
کرنے کے لیے سب کو روک دیا اور کہا صرف ہم
ہی جائیں گے اور اس شیرف کو سبق سکھا کر آئیں
دوبارہ موت کی وادی کا نام بھی نہ لے گا ۔ تو وہ ایک
رات تھی جب میں اور بلیک لائن اپنے سیاہ
پر موت کی وادی سے نکل کر شٹیل گراہم شہر میں
جہاں شیرف کا تھانہ تھا اور پھر ہم جوش میں تھانے
دیواروں سے کود کر شیرف کے کمرے تک پہنچے اور
اور طوفان کی طرح دفتر میں داخل ہو کر شیرف کی
دی یہ سب کچھ اتنا غیر متوقع اور اچانک ہوا کے
کو تیاری کا موقعہ بھی نہ مل سکا جس وقت میں
کے کمرے میں توڑ پھوڑ مچا رہا تھا یہاں موجود سپاہی
اکٹھے ہو کر اس کمرے کی طرف دوڑ پڑے اور
لائن کو موقع مل گیا اس نے حوالات کا تالا توڑ کر
ساتھیوں کو آزاد کروا لیا ۔

جب شیرف کو علم ہوا تو اس نے تمام سپاہی
کی طرف بھیج دیئے ۔ جب کہ میں بھی کئی سپاہیوں
کمرے میں اپنی تلوار سے لڑائی میں مصروف تھا ۔ ذرا

سپاہیوں کی بھیڑ میری طرف سے چھٹی تو مجھے فرار کا مو
مل گیا اور میں پچھلی طرف کی کھڑکی کا شیشہ توڑ کر باہر
گیا لیکن شیرف نے پیچھے سے تلوار پھینک کر ماری
میری کمر میں گڑ گئی میں نے سیٹی مار کر اپنے سدھا
ہوئے گھوڑے کو بلایا اور اس پر بیٹھ کر نکل گیا۔ میں
زخمی تھا میں نے دیکھا میرے پیچھے بلیک لائن اور
ساتھی بھی آ رہے ہیں اور ان کے پیچھے سپاہی گھوڑوں
پر سوار مع شیرف چلے آ رہے ہیں۔ میں شدید زخمی تھا
زخم سے کافی خون نکل چکا تھا۔ میں نے محسوس کر لیا
کہ اب زیادہ دیر گھوڑے کی پیٹھ پر نہ بیٹھ سکوں
میں نے اپنا گھوڑا ایک موڑ پر آ کر موت کی وادی
بجائے دوسری طرف موڑ دیا مجھے معلوم تھا سپاہی بلیک
اور ڈاکوؤں کا پیچھا موت کی وادی تک کریں گے اور
وہاں جا کر آخری معرکہ ہو گا لیکن میری ہمت جواب
گئی تھی اور پھر میرا گھوڑا گرجا کے باہر پہنچا ہی تھا
میں نڈھال ہو کر گھوڑے سے گر پڑا۔ فادر گلیمر اس
عبادت میں مصروف تھے میرے گرنے کے بعد گھوڑا
ہو کر ہنہنایا اور فادر گرجا کے ہال سے باہر آئے مجھے
حالت میں دیکھا تو سنورا کو آواز دی جو اس کی بیٹی

پھر مجھے سہارا دے کر اندر لے گئے۔ سنورا اور فادر
نے مجھے پولیس سے چھپا کر کئی روز رکھا اور میرا
کرتے رہے۔ اس دوران میں فادر گلیمر نے مجھے بھیڑیئے
انسان بنا دیا، انہوں نے اپنے کردار سے ثابت کر
کہ بھیڑیئے اور انسان میں کیا فرق ہوتا ہے۔
سنورا نے میری بڑی خدمت کی اور میرے اندر کے
ہوئے انسان کو جگایا مجھے اپنی ذات سے نفرت ہو
میں مٹی میں ملا ہوا ہیرا تھا فادر گلیمر نے مجھے
کے پیل دی اور ڈاکو سے انسان بنا دیا۔ یہاں
کہ اپنی پیاری بیٹی کو میری بیوی بنا کر ساتھ بھیج

عنبر نے کہا واقعی نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں
ریں۔
بوڑھے نے اپنا ذکر شروع رکھتے ہوئے کہا پھر میں نے
م کر لیا کہ برائیوں کے خلاف جہاد کروں گا۔ ظلم کی
از میں آواز ملانے کی بجائے اسے خاموش کر دوں گا۔
یت کو ان بھیڑیوں سے نجات دلا کر دم لوں گا۔
عنبر خاموشی سے سن رہا تھا۔
بوڑھے نے کہا پھر میں ہی بلیک لائن کی راہ کا

جب سے بڑا پتھر بن گیا۔
فادر گلبیر کی سفارش سے مجھے اس علاقے کا شیر[ف]
بنا کر بھیجا گیا۔ بلیک لائن سے کئی معرکے ہوئے
میں نے ان ڈاکوؤں کو موت کی وادی تک محدود کر
رکھ دیا۔ شہر کو اس گندگی سے پاک کر دیا۔ اس
سے آج تک یہاں قانون کی بالا دستی ہے ڈاکو شہ[ر میں]
داخل ہوتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ آج تم نے آکر
جوانی بھی یاد دلا دی ہے اور زخم بھی ہرے کر د[یے]
ہیں تم بہادر آدمی ہو اور تمہیں موت کی آنکھوں
آنکھیں ڈال کر مقابلہ کرنے کی ہمت ہے راستہ
دکھاؤں گا منزل پر پہنچنا تمہارا کام ہے۔ اس دو[ران]
میں سنولا پرندے پکا کر لے آئی اور عنبر کو بھوک
کے باوجود کھانے میں بوڑھے شیرف کا ساتھ دینا پڑا۔

○

دن کے وقت ماریا جانکی دیوی کے گھر سے
ہو گئی وہ شہر میں گھوم پھر کر عنبر اور ناگ کو تلا[ش]
کرتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ بگھیوں کے اڈے
آ گئی اور یہاں سے جانے والے مسافروں کی روا[نگی]

اچانک اس نے دیکھا شہر کی طرف سے ایک
نہایت تیز رفتاری سے آتی ہوئی دکھائی دی۔ راستے
کئی مسافر پیچھے آتے ہوئے بچے کئی شریف آدمیوں
اچھالتی ہوئی ماریا کے قریب سے گذری۔ بگھی کے
وں کے نتھنوں سے جھاگ نکل رہا تھا اور اوپر بیٹھا
ان چابک برسا رہا تھا۔ بگھی کے پردے گرے ہوئے
اور ایسا لگتا تھا کہ یہ بڑی عجلت میں یہاں سے
جانا چاہتے ہیں۔
ماریا نے سوچا ضرور دال میں کالا ہے پھر جب
اس کے پاس سے گذری تو وہ بھاگ کر بگھی پر چڑھ
اور کوچوان کے قریب بیٹھ کر اس نے اندر جھانکا
ایک لڑکی کی مشکلیں کسی ہوئی تھیں اور ایک
چمکدار خنجر لے کر اس کے پاس بیٹھا تھا۔ ماریا
چاپ کوچوان کے قریب ہی بیٹھ گئی۔ بگھی کے
ے ہوا سے باتیں کر رہے تھے لیکن کوچوان پھر
چابک پر چابک برسائے جا رہا تھا۔ اب شہر کافی
رہ گیا تھا اور بگھی جنگل سے گذر رہی تھی پھر جنگل
درمیان جا کر اچانک بگھی ایک کچے راستے پر مڑ
اور دو تین موڑ مڑنے کے بعد ایک شکستہ قدیم

عمارت کے پاس رُک گئی اس عمارت کا زیادہ
کھنڈر میں تبدیل ہو چکا تھا یہ کھنڈر بتا رہے
اپنے وقتوں میں یہ خوب صورت عمارت ہو گی
راستہ یہاں آ کر ختم ہو جاتا تھا۔

آدمی نے لڑکی کو بڑی بے رحمی سے نیچے
لیا اور اسے گھسیٹتا ہوا عمارت کے شمالی حصے کی
لے گیا راستے میں اس عمارت کا صحن پڑتا تھا
بے تکے درخت اُگے ہوئے تھے اور ان کی شا
ایک دوسرے میں اُلجھ کر رہ گئی تھیں کسی زمانے
یہ باغ ہو گا، کیوں کہ یہاں اب بھی شکستہ سا
بنا ہوا تھا جو اب خشک تھا اور یہ باغ پامال ہو
جنگل میں تبدیل ہو چکا تھا۔ باغ سے گذرنے کے بعد
شروع ہوتی تھی یہ ضرور کسی جاگیر دار زمیندار کی حویلی ہو
جس کے آثار بتا رہے تھے کہ اس کے مکین یا تو دنیا
نہیں ہیں یا گردشِ حالات نے انہیں باغ کی طرح پامال
دیا ہے جو اس عمارت کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ آدمی
کو لے کر راہداری سے گذر کر ایک کمرے میں لے آ
کے ایک طرف ایک خوبصورت ستون تھا جس پر اس
کمرے کی چھت کھڑی تھی۔

آدمی نے لڑکی کو لا کر اسی ستون سے باندھ دیا اور
ایک بار پھر باہر نکل گیا۔
ماریا بھی ان کا پیچھا کرتی ہوئی یہاں پہنچ گئی تھی اور
تک اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا۔
لڑکی نے جب دیکھا وہ آدمی باہر گیا ہے۔ اُس نے
کی بندش سے اپنا ایک ہاتھ آزاد کر لیا اور پھر
گریبان سے کوئی سبز رنگ کا چھوٹا پتھر نکال کر اپنے
میں رکھ لیا۔
ماریا سمجھ گئی۔ اس لڑکی نے اپنے گلے میں وہ جگہ
رکھی ہے جہاں زمانہ قدیم میں چور اور ڈاکو سونے
کو مونہہ میں ڈال کر اپنے گلے میں محفوظ کر لیتے تھے
ضرورت پڑنے پر پھر نکال لیتے تھے۔
آدمی کوچوان کی چابک اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوا
اب لڑکی کے چہرے پر پہلے والی گھبراہٹ نہ تھی
ایک اطمینان تھا۔
آدمی نے کہا دیکھو رجنی پارس پتھر میرے حوالے کر دو
تمہارے کپڑوں سے لے کر تمہاری کھال تک کی تلاشی
کر رہوں گا۔ ہم تبت سے تمہارے پیچھے لگے ہوئے
جب تمہارے باپ تبت کے دلائی لامہ نے تمہارے

جہیز میں وہ پارس پتھر دیا تھا۔ تم اور تمہارا خاوند ہم
سے بچتے بچاتے تبت سے برما اور پھر یہاں آ
مگر بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی۔ راستے
تم لوہے سے پارس چھو کر سونا بناتے آئے اور
بیچ بیچ کر عیش کرتے رہے تمہارا خاوند ہمیں جل
کر نکل گیا ہے میرے ساتھی اس کے پیچھے ہیں ا
بھی یہاں پہنچا دیا جائے گا۔ اس چوہا بلی کے کھیل
ہم تنگ آ گئے ہیں اور اب یہ کھیل ختم ہو کر رہ
اس پارس پتھر کے لیے ہم نے تبت کا سفر کیا
معلوم ہوا تھا۔ کہ تبت کے موجودہ دلائی لامہ شالا
کے پاس ان کا خاندانی پارس پتھر موجود ہے جو نسل
چلا آ رہا ہے۔ پھر جب ہم نے ایک رات شال
کی شہ رگ پر خنجر رکھ دیا تو اس نے ہمیں بتا د
اس کی صرف ایک ہی بیٹی تھی اور پارس پتھر میں
اسے جہیز میں دے دیا ہے۔ پھر ہمیں تمہاری اور تمہا
خاوند کی تلاش ہوئی۔ تم دونوں مل تو گئے لیکن تمہا
خاوند بلاشبہ ایک بہادر اور عقل مند آدمی ہے ا
معلوم ہو گیا کہ ہم پارس پتھر کے پیے اس کے پ
لگے ہوئے ہیں۔ وہ ہم سے بچتا بچاتا ہوا یہاں تک

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ تم لوگوں نے ہمیں قدم
پر شکست دی لیکن اس دفعہ جیت کا پانسہ ہماری
ہو گا۔ چپ چاپ بتا دو پتھر کہاں ہے وہ پہلے
ے خاوند کی انگوٹھی میں تھا ہم نے وہ انگوٹھی حاصل
ل ہے لیکن اس میں نگ کی جگہ خالی ہے جس سے
ف ظاہر ہے کہ تم لوگوں نے ہمیں دھوکہ دینے کے
اسے انگوٹھی سے نکال کر کہیں چھپا دیا ہے۔
ماریا کی سمجھ میں تمام کہانی آ گئی۔
دوسری طرف اس آدمی نے لڑکی پر چابک برسانے
ع کر دیئے لیکن لڑکی نے اپنی زبان سختی سے بند
تھی پھر اس بدمعاش نے لڑکی کے گریبان میں
ڈال کر اس کی قمیض پھاڑ کر پھینک دی اور اسی
وہ لڑکی کے جسم سے ایک ایک کر کے سارے
ے نوچ کر پھینکتا رہا۔
معاملہ ماریا کی برداشت سے باہر ہوتا جا رہا تھا۔
اس سے پہلے کہ ماریا کوئی فیصلہ کرے۔
بدمعاش نے ایک زور دار مکا لڑکی کی ٹھوڑی پر جڑ
لڑکی نے بچنے کی کوشش کی اور مکا ٹھوڑی کی بجائے
کی گردن پر لگا اور سبز رنگ کا پتھر اس کے مونہہ

ے نکل کر کمرے کے فرش پر جا پڑا۔ بدمعاش کی
دیکھ کر باچھیں کھل گئیں۔ اس نے آنکھیں پھاڑ کر پارس
پتھر کی طرف دیکھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ پتھر
اٹھائے۔ ماریا نے بڑھ کر وہ پتھر اٹھا لیا۔ بدمعاش کو بڑی
حیرت ہوئی کہ پتھر ایک دفعہ پھر ملتے ملتے رہ گیا
غائب ہو گیا۔ وہ پریشان ہو کر چاروں طرف دیکھنے
اور پھر رجنی کی طرف دیکھ کر کہا پتھر کہاں چلا گیا۔
بھی حیران تھی۔

پھر ماریا نے کہا پارس پتھر میرے پاس ہے۔

بدمعاش نے نظر نہ آنے والی شے کی آواز سن کر
کیا تم کون ہو؟

ماریا نے جواب دیا میں رجنی کی ماں ہوں تم کیا
ہو یہ سینکڑوں سال سے نسل در نسل چلے آنے والے
پارس پتھر جسے ہم نے اپنی بیٹی کو جہیز میں دیا ہے
ان سے چھین لو گے۔ کان کھول کے سن لو میں اب
تک یہ تماشہ دیکھتی رہی لیکن آج تم نے میری بیٹی
جسم پر جس وحشیانہ طریقے سے چابک برسائے ہیں میری
ممتا بے چین ہو گئی اور مجھے اس کی مدد کو آنا پڑا
یہ پتھر بزرگوں کی بخشش ہے اور ہمارے خاندان سے

نہیں جا سکتا۔ اگر تم نے وقتی طور پر کبھی اسے حاصل کر
لیا تو یاد رکھو یہ تمہارے لیے تباہی اور بربادی بن
جائے گا اور تمہارے لالچی گروہ کا ایک آدمی بھی زندہ
نہیں بچے گا میری نصیحت پر عمل کرو اور پارس کا خیال دل
سے نکال دو۔

بدمعاش نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا یہ پتھر تو تمہیں
ہمارے حوالے کرنا ہی ہو گا ورنہ یاد رکھو ہم تیرے داماد اور
بیٹی کے جسم سے کھال اتار کر بھس بھر دیں گے۔

اب ماریا کو انتہائی غصہ آ گیا اور اس نے بدمعاش کو
گریبان سے پکڑ کر ایک مکا اس کے مونہہ پر رسید
کر دیا۔

بدمعاش زمین پر جا گرا اور چابک اس کے ہاتھ سے
ایک طرف گر گئی۔

ماریا نے وہ چابک اٹھا لی اور پھر جی بھر کر اس
بدمعاش کے جسم پر چابک برسائے یہاں تک کے کئی جگہ
سے اس کی کھال بھی اُدھڑ گئی اور بدمعاش موقعہ پا کر
وہاں سے بھاگ گیا۔ ماریا نے رجنی کو کھول دیا۔

رجنی نے کہا میں تمہاری بہت شکر گذار ہوں بہن تم
نے اس آڑے وقت میں میری مدد کی ان بدمعاشوں نے

میرا اور میرے خاوند کا جینا محال کر رکھا ہے ۔ یہ ہم
سے ہمارا پارس پتھر چھین لینا چاہتے ہیں مگر تم نظر
آتی نہیں ہو۔

تم کون ہو کاش میں تم جیسی نیک لڑکی کو دیکھ سکتی۔
ماریا نے کہا بہن تم مجھے دیکھ نہیں سکتیں لیکن میں
تمہاری مدد ضرور کروں گی ۔

رجنی نے کہا اچھی بہن یہ تو بتا دو تم کون ہو ۔
ماریا نے کہا تمہاری ہی عمر کی ایک لڑکی ہوں یوں
سمجھ لو ایک بزرگ کی دعا یا بددعا سے میں غائب ہوں
کسی کو نظر نہیں آتی ۔

رجنی نے کہا تو پھر میری سہیلی بن جاؤ ۔ ان ظالموں
نے ہماری زندگی اجیرن کر دی ہے ہم نے شادی کے
بعد ایک دن بھی چین سے نہیں گذارا اب دیکھو نا
جانے میرا خاوند کہاں چھپا ہوا ہے۔ لیکن یہ ظالم مجھے
یہاں اٹھا لایا ہے اس کے ساتھی میرے خاوند کے پیچھے ہوں
گے اور اب نا جانے ہم دونوں کی کب ملاقات ہو گی
ہم نے کسی کا کیا بگاڑا ہے ۔

ماریا نے کہا یہ انسانیت کے نام پر بدنما داغ ہیں
ایسے لوگ جو بے گناہوں پر ظلم کر کے ان سے زبردستی

ان کی دولت چھین لینا چاہتے ہوں کسی رعایت کے مستحق
نہیں ہوتے مجھے سہیلی کہا ہے تو مجھ پر اعتماد کرو۔ پارس
پتھر میرے پاس تمہاری امانت ہے جب تک یہ لوگ اپنے
انجام تک نہیں پہنچ جاتے اسے میرے پاس ہی رہنے دو۔
رجنی نے کہا مجھے آپ پر اعتماد ہے بہن لیکن ہماری
جان کسی صورت ان بدمعاشوں سے بچاؤ۔

ماریا نے کہا تمہیں ان کے ٹھکانے کا پتہ ہے ۔
رجنی نے کہا ہاں شہر میں ہے یہ بارہ بدمعاشوں کا
ایک گروہ ہے ۔

ماریا نے کہا آؤ میرے ساتھ یہ بارہ کی بجائے سو
بھی ہوں گے تو نپٹ لوں گی ان سے۔ دوسری طرف
وہی بدمعاش مار کھا کر اپنے گروہ کے پاس گیا اور ان
کو ساری کہانی کہہ سنائی کہ پارس پتھر رجنی کی ماں کی
روح کے پاس ہے۔

ان کے سردار ہنٹ نے کہا روح کا علاج بھی ہو
جائے گا تم ابھی جا کر قادر لونگ مین کو لے آؤ اس کی
ساری عمر کالے جادو میں گذری ہے۔ رجنی کا خاوند ہمارے
قبضے میں ہے اور رجنی اسے چھڑانے کے لیے یہاں ضرور
آئے گی پھر لونگ مین اس کی ماں کی روح کو بھی قید کرلے

گا اور اس سے پارس وصول ہو جائے گا۔ اس کے خاوند کی حفاظت کرنا خطرناک آدمی ہے غائب نہ ہو جائے۔ ایک ساتھی نے کہا ہم نے اسے ساتھ والے کمرے میں باندھ رکھا ہے۔ فارمن اور ٹینز دونوں اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔

ہنٹ نے کہا ٹھیک ہے اب وہی ایک مہرہ ہمارے پاس ہے جس کی وجہ سے رجنی یہاں ضرور آئے گی اسے ہمارا ٹھکانہ معلوم ہے۔

O

سانپوں کی بارش

ناگ سوچتا ہوا باہر نکلا تو مالا کا ایک اور موتی پڑا تھا۔ پھر وہ اور آگے بڑھ گیا تھوڑے فاصلے پر ایک اور موتی پڑا تھا۔ اب ناگ کی سمجھ میں آ گیا ہار ٹوٹا نہیں کلاوتی نے خود توڑا ہے اور جس طرف اسے اغوا کر کے لے جایا گیا ہے۔ اس کی نشاندہی موتیوں سے کی ہے گویا اسی طرح موتیوں سے وہ میرے لیے راستہ بناتی گئی ہے۔ ناگ ان ہی موتیوں کا پیچھا کرتا ہوا چلتا گیا کئی بازار پار کرنے اور کئی موڑ مڑنے کے بعد آخری موتی اسے ایک دروازے کے باہر ملا جس کا صاف مقصد تھا کہ اغوا کرنے والا کلاوتی کو اس گھر میں لایا ہے۔ ناگ نے دیکھا دروازہ اندر سے بند تھا۔ وہ لوٹ لگا کر سانپ بن گیا اور دروازے کے ایک سوراخ سے مکان کے اندر داخل ہو گیا۔ اندر ایک صحن تھا جہاں تاریکی چھائی ہوئی تھی اور اس کے اختتام پر ایک کمرہ تھا جہاں روشنی

ہو رہی تھی ناگ سانپ کے روپ میں اس کمرے میں
داخل ہو گیا جہاں باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔
اندر جا کر اس نے دیکھا ایک طرف کلاوتی رو رہی تھی
دوسری طرف اس کا باپ رام سروپ پریشان بیٹھا تھا
جس کے ساتھ وہی پنڈت بیٹھا تھا جسے ناگ نے ہاتھی
بن کر اٹھا کے پھینکا تھا جو چتا کے پاس اشلوک پڑھ رہا
تھا اور ہاتھی کو دیکھ کر اس نے گنیش دیوتا کی جے کا نعرہ
لگایا تھا۔ کلاوتی کے پاس اس کی ماں بیٹھی ہوئی تھی اور
پنڈت کہہ رہا تھا۔ رام سروپ جی میں نے اپنی آنکھوں سے
سب کچھ دیکھا ہے وہ کوئی جادوگر تھا جو گنیش دیوتا کے
روپ میں ہمیں چھل گیا۔ آپ کی سپوتری اس کے پاس بیٹھ
باتیں کر رہی تھی۔

کلجگ ہے کلجگ۔ رام۔ رام۔ ایک ودھوا اور پرائے
مرد سے باتیں کرے، پھٹ جائے یہ دھرتی اور سما جائیں
اس میں ہم، رام سروپ نے کہا کیوں کلاوتی پنڈت جی
سچ کہہ رہے ہیں۔

کلاوتی نے کہا بابو جی وہ میرے پتی دیو تھے۔

مت ماری گئی ہے تیری ماں نے غصے سے کہا جب
سے آئی ہے یہی رٹ لگائے جا رہی ہے اری کلموہی

نے اپنے پتی کو دیکھا ہی کب ہے اور نا ہی اس
بھاگیاشی نے تجھے دیکھا تھا۔ چار سال کی تو تھی اور پانچ
سال کا وہ تھا جب تمہارے پھیرے ہوئے تھے۔

رام سروپ نے کہا اچھی خاصی سماج میں عزت بنی
ہوئی تھی پنڈت جی آپ نے اسے یہاں لا کر میرے لیے
پھر مصیبت کھڑی کر دی ہے۔

پنڈت نے کہا رام رام میں دھرم کا سیوک ہو کر دھرم
کے خلاف کیسے ہوتا دیکھ سکتا تھا۔ یہ پاپ مجھ سے نہ دیکھا
گیا اور اسے یہاں لے آیا۔

رام سروپ نے کہا۔ اب تم کیا کہتے ہو۔

پنڈت نے کہا یہ ودھوا ہے اسے اوش چتا میں جلنا
ہو گا۔

ناگ ایک کونے میں سانپ بنا سب کچھ سن رہا تھا۔
رام سروپ نے ہاتھ جوڑ کر کہا رحم کرو پنڈت جی اس
کا کوئی اور اپائے سوچو میں دھن دولت سے آپ کی سیوا
کرنے کو تیار ہوں۔

پنڈت نے کہا میری نظر میں ایک اپائے ہے۔

رام سروپ نے کہا جلدی بتائیں پنڈت جی۔

پنڈت نے کہا جہاں ہینگ لگے نہ پھٹکری اور رنگ

چونکھا آئے۔

رام سروپ نے کہا اب کہہ بھی چکو پنڈت جی۔

پنڈت نے کہا عزت بچانی ہے تو کنیا دان کر د

رام سروپ نے کہا میں سمجھا نہیں پنڈت جی۔

پنڈت نے کھسیانی ہنسی ہنس کر کہا لو اِتی سی با

بھی سمجھ میں نہیں آئی رام سروپ جی کنیا مجھے دان کر

میں رات کے اندھیرے میں اسے لے کر اس شہر

چلا جاتا ہوں تمہاری عزت بھی بچ جائے گی۔ پھر کر

کانوں کان خبر بھی نہ ہو گی۔

رام سروپ پلنگ سے اُٹھ کر غصے میں کھڑا ہو گیا

کہا شرم کرو پنڈت جی تم تو اس کے باپ کے برا

بھگوان کی سوگند اگر تم برہمن نہ ہوتے تو تمہیں دھکے ما

گھر سے نکال دیتا۔

پنڈت نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا سوچ لو ججمان

نے بھس میں چنگاری ڈال دی تو تمہارا سب کچھ جل

راکھ ہو جائے گا۔ سماج میں دو کوڑی کی عزت بھی نہ

گی اور برادری دوبارہ تمہارا حقہ پانی بند کر دے گی۔

ناگ کا جی چاہ رہا تھا، آگے بڑھ کر اس شیا

پنڈت کے جسم میں اپنا سارا زہر انڈیل دے لیکن اس

پنڈت کے مر جانے سے یہ مسئلہ حل نہ ہو گا۔

لی کی زندگی برباد ہو جائے گی یا تو برادری دوبارہ اسے

میں جلا ڈالے گی یا پھر گھر میں قیدی بن کر تمام

ار دے گی جو کسی طرح بھی ممکن نظر نہیں آتا۔ ناگ

سوچا کوئی بڑا چمتکار دکھانا پڑے گا۔

لاوتی کی ماں نے کہا کلاوتی کا ہاتھ آپ کو پکڑانے

انے سے بہتر ہے کہ ہم اسے چتا میں جلا ڈالیں آپ

آپ کو دھرم کا داس کہتے ہیں مگر آپ جلا دیں دھرم

کے قریب سے بھی نہیں گذرا۔

ڈت نے کہا بس بس دیوی بہت ہو چکا میں چلا اب

تو اور تمہاری برادری میں دھرم کے خلاف کوئی بات

ت نہیں کر سکتا۔ رام رام کرتا ہوا پنڈت گھر سے باہر

تو کلاوتی کی ماں رام سروپ کے پاس آئی اور کہا

ب کیا ہو گا۔

م سروپ نے کہا اگر ہماری جائداد اور کاروبار یہاں

تا تو میں آج ہی رات اپنی بیٹی کو لے کر یہ شہر

جاتا۔ اس کاروبار دھن دولت نے پاؤں میں زنجیر

دی ہے۔ اب تو برادری کے فیصلے کا انتظار کرنا ہو گا

ں نے کہا نا جانے وہ جادوگر کون تھا اس سمیں

یہاں ہوتا تو ہماری مدد کرتا۔
رام سروپ نے کہا سرسوتی تو بھی عجیب بات کر
ہے بیٹی کو بھیڑیئے سے بچا کر شیر کے آگے ڈالنے وا
بات نہ کر اس پاپی سے تو پنڈت لاکھ درجے اچھا
سرسوتی نے کہا اچھا اب جو بھگوان کرے سو ہو
پنچایت کیا فیصلہ کرتی ہے۔
ناگ نے یہاں سے واپس جا کر اسی ویران مند
میں بیٹھ کر اس علاقے کے سردار سانپ کو سگنل د
وہ بے چارہ اپنے بل میں اپنی ناگن کے پاس بیٹھا
سگنل ملتے ہی دوڑا ہوا دیوتا کی خوشبو پر مندر میں چلا
ناگ نے کہا یہاں۔ اس علاقے میں کتنے سانپ ہو
ہیں۔
سردار سانپ نے کہا بے شمار ہیں دیوتا آپ حکم
کریں۔
ناگ نے کہا کل شہر میں رام سروپ کے مکان
مجھے سانپوں کی بارش کرنی ہے۔ میں وہاں انسان
روپ میں موجود ہوں گا اور وہاں پنچایت بیٹھی ہو گی
انہوں نے میری مرضی کے خلاف فیصلہ دیا تو میں نمتیں
زبان میں حکم دوں گا۔ تمام سانپوں کو چھت پر موجود ہونا چا

حکم ملتے ہی وہاں سانپوں کی بارش شروع ہو جانا چاہیے
کسی انسان کو کاٹنا نہیں۔
سانپ نے کہا تو میں ابھی یہ پیغام تمام سانپوں کو
دیتا ہوں اور راتوں رات ہمیں وہاں پہنچ کر چھپ
چاہیے۔
پھر ناگ نے رام سروپ کے مکان کی نشاندہی اس
سانپ کو کروا دی اور وہ یہاں سے چلا گیا۔
دن کے وقت جو چنگاری پنڈت نے بھس میں ڈالی
آگ کی شکل میں بھڑک اٹھی تھی تمام برادری کے بڑے
ت کے ساتھ پنچایت کے پنچوں کو لے کر رام سروپ
گھر پر پہنچ گئے اور رام سروپ سے جواب طلب کر
کہ اس نے ودھوا بیٹی کو چتا سے بچا کر گھر میں کیوں
لیا ہے ہم دھرم کے خلاف کوئی بات نہیں ہونے
گے۔ برادری کے فیصلے کے سامنے سر جھکا دو اور
کو جو ودھوا ہے چتا کی آگ میں جلا دو۔
رام سروپ سر جھکائے ملزموں کی طرح کھڑا تھا کہ ایک
سے ناگ نکل کر انسان کے روپ میں سامنے آگیا
اس نے پنچوں سے کہا کون کہتا ہے یہ ودھوا ہے
اس کا پتی ہوں اور زندہ تمہارے سامنے موجود ہوں۔

سرپنچ نے کہا تم کون ہو۔ اس لڑکی کی شادی تو نند کشور کے لڑکے رام کشور سے ہوئی تھی جو مر چکا ہے۔

ناگ نے کہا وہ شادی چار سال کی عمر میں ہوئی تھی جب کلاوتی بچی تھی اور ناسمجھ تھی۔ جوان تو یہ اب ہوئی ہے کیا میں پوچھ سکتا ہوں اب آپ نے اس سے پوچھا کہ وہ رام کشور کو اپنا پتی مانتی ہے دوسری بات اب جب کہ وہ لڑکا مر چکا ہے آپ ایک ایسی لڑکی سے دوسری شادی کا حق کیوں چھینتے ہیں جس نے اسے دیکھا تک نہیں تھا۔

سرپنچ نے کہا اس کی شادی میں پوری برادری شریک تھی اور پھیرے ہمارے سامنے ہوئے تھے میں پوچھتا ہوں تمہاری شادی میں کون شریک تھا۔

ناگ نے کہا وہ آپ لوگوں سے مہان تھے۔ میری شادی میں شری رام خود، گنیش دیوتا، کالی ماتا اور بھگوان کرشن شامل ہوئے تھے یہ میری پتنی ہے اسے میرے حوالے کر دو۔ ورنہ یاد رکھو دیوتاؤں کا قہر تم پر ٹوٹ پڑے گا۔

پنڈت نے کہا یہ جھوٹا ہے، مکار ہے۔

ناگ نے کہا پنڈت جی اپنی چونچ بند رکھو مجھے سرپنچ

ے بات کرنے دو۔

سرپنچ نے کہا تم جو کچھ کہتے ہو اس کا کوئی گواہ بھی ہے۔

ناگ نے کہا ہاں ہے لیکن اگر میں نے اسے یہاں آنے کے لیے کہا تو وہ خود تو نہ آئے گا گواہوں کو ضرور بھیج دے گا۔

سرپنچ نے کہا تو بلاؤ ان گواہوں کو برادری میں۔

ناگ نے کہا دیوتاؤں کو نہ بلاؤ برادری میں، اسی میں سب کی بھلائی ہے۔

سرپنچ نے کہا یہ تو دیوانہ معلوم ہوتا ہے اور ہمیں خواہ دیوتاؤں سے ڈرا رہا ہے۔

ناگ نے کہا تو تیار ہو جاؤ گواہ آ رہے ہیں۔ ناگ نے اپنی زبان میں سانپوں کو حکم دیا۔ اس کمرے میں اری بارش ہونی چاہیے۔ پھر کیا تھا ہزاروں قسم کے پ چھت سے بارش کی طرح گرنے شروع ہو گئے باقاعدہ چھت سے سانپوں کی بارش شروع ہو گئی، اری برادری کی چیخیں نکل گئیں۔

سرپنچ نے کہا ہمیں یقین آ گیا ہے بھگوان کے لیے سانپوں کو واپس بھیج دو تم جو چاہو گے وہی ہوگا۔

پنڈت نے سرپنچ کے کان میں کچھ کہا اور سرپنچ نے
کہا ہمیں یقین آ گیا ہے تم ہی اس کے پتی ہو لیکن
برادری کے دکھانے کو سوموار کے روز تم یہاں آ جا
پھیرے ہمارے سامنے ہونے چاہئیں ہم کلاوتی کو عزت
ساتھ شریفانہ طریقے سے ڈولی میں بٹھا کر تمہارے
کر دیں گے۔ اب بھگوان کے لیے ان سانپوں کو یہاں
واپس بھیج دو۔

ناگ نے سانپوں کو اپنی زبان میں حکم دیا واپس جا
اور پھر سارے سانپ وہاں سے واپس چلے گئے۔

سرپنچ نے کہا اب تم بھی جاؤ بیٹا سوموار کو بارات
کر آ جانا۔

ناگ وہاں سے چلا آیا اور اب اسے اطمینان تھا
اس چھت نکار کا اچھا ہی نتیجہ نکلے گا لیکن وہ اس بات
پریشان تھا کہ اگر کلاوتی کے پھیرے میرے ساتھ ہو
تو وہ مجھے اپنا پتی مان کر میرے گلے کا ہار بن جائے
پھر میں لاکھ اس سے کہوں کسی سے شادی کر لے وہ
نہ مانے گی یہ بارات والی شرط مان کر میں نے اچھا نہ
کیا۔ اس نے سوچا اسے سوموار سے پہلے ہی کلاوتی کو دا
سے نکال لانا چاہیے پھر اسے سب کچھ سمجھا کر اس کی شاد

کسی دوسرے شہر میں جا کر کر دینی چاہیے۔ وہ واپس اسی
ویران مندر میں آ گیا اور فرش پر لیٹ کر سوچنے لگا۔ اُس
نے دیکھا ایک چمگادڑ اڑتا ہوا آ کر اس پر جھپٹا ناگ
ایک دم اُٹھ کر بیٹھ گیا اور چمگادڑ کو پکڑنا چاہا لیکن چمگادڑ
ہاتھوں سے نکل کر اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ ناگ نے
سوچا کوئی معمولی چمگادڑ ہو گا جس نے پرانے مندر کو اجاڑ
جان کر یہاں اپنا ٹھکانہ بنا لیا ہو گا۔ لیکن اسے محسوس ہوا
کہ چمگادڑ ایک دم آ کر اس کے سر پر بیٹھ گیا ہے اور
بیٹھتے ہی اس نے اپنے پنجے ناگ کے سر میں گاڑ دیئے۔
ناگ کو اپنی طاقت ختم ہوتی نظر آئی اس نے ہاتھ اٹھا کر
چمگادڑ کو سر سے پکڑنا چاہا لیکن ہاتھ اٹھ ہی نہ سکے۔
دوسری طرف چمگادڑ نے پورے طور پر اپنے ناخن سر میں گاڑ
دیئے تھے۔

ناگ نے قدم اُٹھانا چاہا زمین نے پاؤں ہی پکڑ لیے۔

ناگ نے کہا کون ہو تم۔

قہقہے کی آواز سر سے آئی اور چمگادڑ نے کہا، تیری تلاش
میں ساری جوانی پہاڑوں اور جنگلوں میں گذار دی ہے میں
شری کانت جوگی ہوں۔ مجھے دیوتاؤں نے بددعا دے کر
چمگادڑ بنا دیا ہے اب تیرا جسم میری ملکیت ہے۔ یہ میرے

حکم پر چلے گا۔ کیوں کہ دیوتاؤں نے کہا تھا اگر تو کسی ہزاروں
سال پرانے سانپ کے جسم پر اس وقت قبضہ کر لے جب
وہ انسان کے روپ میں ہو تو وہ جسم تیرا غلام ہو جائے
اب تو ناگ نہیں یہ تیرا جسم نہیں تو سٹری کانت جوگی ہے
اور یہ میرا جسم ہے۔ پھر چمگادڑ نے اپنے پنجے زور سے ناگ
کے دماغ میں اتار دیئے اور ناگ کو محسوس ہوا کہ وہ اندھیرے
میں ڈوبتا جا رہا ہے اور پھر تاریکی چھا گئی لیکن یہ کیفیت ناگ
کے دماغ کی تھی جسم اپنی جگہ بھلا چنگا اور تندرست تھا لیکن
اب وہ اپنے آپ کو سٹری کانت جوگی سمجھ رہا تھا۔

دوسری طرف کلاوتی رات کے وقت اپنے گھر میں سوئی ہوئی
تھی اس کے دائیں طرف ماں کی اور بائیں طرف باپ کی چارپائی
تھی۔ پنڈت جو پنڈت سے زیادہ شیطان تھا دیوار پھاند کر
صحن میں داخل ہوا اور رات کی تاریکی کا فائدہ اٹھا کر چھپتا
چھپاتا کلاوتی کے کمرے کی طرف بڑھا اور کلاوتی کی چارپائی
کے قریب جا کر کلاوتی کے مونہہ اور ناک پر مضبوطی سے
ہاتھ رکھ دیا جس سے سانس رک گیا۔ کلاوتی نے بہتیرے
ہاتھ پاؤں مارنے کی کوشش کی لیکن پنڈت اس قصائی کی
طرح جو بکرا ذبح کرتے وقت اپنی پوری گرفت بکرے پر
مضبوط رکھتا ہے نے کلاوتی کو زیادہ ہاتھ پاؤں مارنے نہ

دیئے اور وہ چند سیکنڈ میں بے ہوش ہو گئی۔ پنڈت نے آرام
سے اسے کندھے پر اٹھایا اور دبے پاؤں اس کمرے سے باہر
آیا اور صحن کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا جہاں ایک بگھی تیار
تھی۔ کلاوتی کو اس میں ڈالا اور یہاں سے چلا گیا۔ دن کے وقت
جب کلاوتی کو نہ پاکر اس کی تلاش شروع ہوئی تو ساری برادری
نے رام سروپ کلاوتی کے باپ پر یہ الزام لگا دیا کہ اس نے
اپنی لڑکی کو بھگا دیا ہے اور اس الزام میں پنڈت سب سے
آگے پیش تھا۔ اس نے کلاوتی کو لے جا کر ایک کمرے میں بند کر
دیا تھا اور خود اس لیے ساری برادری میں ان کے خلاف زہر پھیلا
رہا تھا کہ اس پر کسی کو شک نہ ہو۔ دوسرے دن سوموار تھا اور
کلاوتی جو اب اس کمرے میں ہوش میں آ گئی تھی حسرت سے
اس دولہا کا انتظار کر رہی تھی جو سوموار کو بارات لے کر آنے
والا تھا۔

O

موت کی وادی

دوسری طرف عنبر کو برنارڈ نے موت کی وادی کے متعل
سب کچھ سمجھا دیا تھا اور اب وہ تیزی سے گھوڑے پ
موت کی وادی کی طرف چلا جا رہا تھا۔ اسے اب وہ پ
قریب ہی نظر آنے لگے تھے جن کی وادی کا نام موت
وادی تھا پھر جلد ہی ہی ایک بڑا سا پہاڑ پار کر کے وہ
میں اُتر گیا جہاں ایک شفاف پانی کی ندی بہہ رہی
اس نے سوچا چلو اچھا ہوا اب کم از کم گھوڑے
پیاس تو بجھ جائے گی۔ ابھی وہ ندی سے دور ہی تھا
اس نے ایک قوی ہیکل سوار کو دیکھا جو گھوڑے
رہا تھا اور اس نے ندی کے کنارے گھوڑے سے
جانوروں کی طرح سے اوندھے لیٹ کر ندی سے پانی
شروع کر دیا۔

عنبر نے دیکھا قریب ہی جھاڑیوں سے ایک چیتا د
پاؤں اس کی طرف بڑھا۔ عنبر نے بھی اپنا گھوڑا چھوڑ دیا

سرکنڈوں میں چھپتا چھپاتا ٹھیک اس نوجوان کے قریب پہنچ
گیا۔ عنبر نے دیکھا چیتا بھی دبے پاؤں ٹھیک اس آدمی کے قریب ہی ایک ٹیلے
پر نمودار ہوا اور پھر جونہی چیتا نے اس پر چھلانگ لگائی۔ عنبر اس نوجوان کے
سامنے ڈھال بن کر آ گیا۔ جب کہ وہ آدمی بھی گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ عنبر نے چیتے کے
دونوں اگلے پاؤں پکڑ لیے اور وہ چیتے کے ساتھ ہی لڑکھڑاتا ہوا ٹیلے سے نیچے گرتا چلا
گیا۔ اس سوار نے ممنون نگاہوں سے عنبر کو دیکھا جس نے
اس کی جان چیتے سے بچائی تھی اور بڑی بہادری سے چیتے
سے مقابلہ کر رہا تھا۔ دونوں میں زندگی اور موت کی
لڑائی ہو رہی تھی۔ چیتے نے کئی دفعہ اپنے پنجے عنبر کے جسم
پر آزمائے تھے لیکن وہ سوار حیران تھا کہ اسے عنبر کے
جسم پر خون کا کوئی نشان بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ دونوں
گتھم گتھا ہو رہے تھے سوار نے اپنا خنجر نکال رکھا تھا اور
وہ چھپک کر چیتے کو مارنا چاہتا تھا لیکن اسے موقع ہی
نہیں مل رہا تھا۔ اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے دو چیتے آپس
میں لڑ رہے ہوں۔ پھر چیتے نے ایک بھرپور مونہہ عنبر
کے بازو پر مارا اور سوار نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اس
کو اندازہ تھا کہ اس کا محسن ایک بازو سے محروم ہو
جائے گا لیکن جب اس نے آنکھیں کھولیں تو خون چیتے
کے مونہہ سے نکل رہا تھا۔ جس کے دانت ٹوٹ گئے تھے۔
پھر عنبر نے اس کے جبڑے کو پکڑ کر توڑ دیا اور چیتے

کو اٹھا کر پھینک دیا جو تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ اس
کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھ دیا تو عنبر نے مڑ کر
وہ سوار تھا جو اس کے جسم کو ٹٹول کر دیکھ رہا تھا
خراش تک نہ آئی تھی۔

عنبر نے دیکھا چہرے بشرے سے یہ بھی کوئی شخصیت
مالک ہی لگ رہا تھا۔ آنکھوں میں عقابوں کی چمک تھی
چہرے پر ایسے تاثرات تھے جس میں کئی داستانیں چھپی
ہوں۔ ہاتھ فولاد کی طرح سخت اور کندھے مضبوط تھے
کسی چٹان کی طرح چوڑا تھا۔

اس نے عنبر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کیا چیز
تم نوجوان۔

عنبر نے جواب دیا تلوار ہوں سنا ہے اس وادی میں
تلوار کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے فکرِ معاش
ہوں اور اپنی وفاداریاں کسی قدر دان سے وابستہ کرنا چا
ہوں۔

سوار نے قہقہہ لگایا اور کہا خوب تمہیں گفتگو کا
بہت اچھا آتا ہے۔ بلاشبہ اچھی تلوار ہو فکر نہ کرو قدر
مل ہی جائے گا۔ فی الحال آج مجھے میزبانی کا شرف بخشو
آدمی مجھے بے حد پسند ہیں اور پھر تم نے میری جان
بچائی ہے۔

عنبر نے کہا زندگی موت تو خدا کے ہاتھ میں ہے
تو ایک گنہگار بندہ ہوں۔

آدمی نے کہا تمہارا نام کیا ہے۔

عنبر نے جواب دیا مجھے عنبر کے نام سے پکار سکتے
تمہارا نام دوست۔

آدمی پھر ہنسا اور کہا جس نام سے چاہو پکار لو۔
کیسا ہے۔

عنبر نے کہا مجھے بے حد پسند ہے اس لیے کہ
دوستوں کے لیے جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ
کرتا۔

آدمی نے کہا تو پھر مجھے اسی نام سے پکارو تم اچھے
ہو اب آؤ چلیں اور وہ آدمی عنبر کو لے کر
ہٹ میں چلا آیا اس نے ہٹ کے باہر بنے ہوئے
کے ایک ستون سے گھوڑا باندھ دیا اور اس کی پیٹھ
سے خالی کر دی اور کاٹھی اٹھا کر اندر داخل ہو گیا
بھی پیچھے ہی چلا گیا جہاں ایک نہایت خوبصورت
بے ترتیب فرنیچر کو ترتیب سے رکھ رہی تھی،
سے اداسی اور غم جھلک رہا تھا۔ اس نے
کراتے ہوئے کہا:

جلدی واپس آ گئے۔

آدمی نے لاپرواہی سے کہا اپنی مرضی کا مالک ہوں
کسی کا پابند تو نہیں یہ میرے دوست ہیں اور مہمان بھی
ان کے کھانا تیار کرو۔
عورت خاموشی سے چلی گئی۔
عنبر نے کہا یہ خاتون آپ کی بیوی ہے۔
میزبان نے کہا ایسا ہی سمجھ لو، بیٹھو۔
عنبر ایک لکڑی کی کرسی پر بیٹھ گیا پھر میزبان نے کہا
اس سے پہلے کیا کرتے تھے دوست۔
عنبر نے مسکرا کر کہا اپنے ماضی کو چھپاؤں گا نہیں وا
قانون شکن تھا، قاتل بھی ہوں اور مفرور بھی کبھی ایک
پورا گروہ میرے ساتھ تھا لیکن قانون سے ٹکراتے ٹکرا
سب ختم ہو گئے اکیلا رہ گیا۔ دوسری طرف قانون کی
طاقت بڑھتی گئی مجبور ہو کر مفرور ہو گیا۔ قانون کو اب
بھی میری تلاش ہے۔ ہم لوگوں کو علم ہوتا ہے کہ مفرور
قانون شکن لوگوں کو کہاں پناہ مل سکتی ہے اسی لیے میں
کی وادی کا رخ کیا ہے تم میری کیا مدد کر سکتے ہو۔
آدمی نے کہا ذاتی طور پر تو کچھ نہیں لیکن اس وادی
کا حکمران بلیک لائن میرا دوست ہے ایک خط
کر اس کے پاس چلے جانا اچھی تلوار کو وہ ہر قیمت
خرید لیتا ہے لیکن یہ ذہن میں رکھنا اس کی نگاہیں ا

اندر تک جھانک لیتی ہیں کھوٹے کھرے کی اُسے
پہچان ہے وہ جتنا اچھا دوست ہے اتنا ہی خطرناک
ہے اور اس کے دشمن کو موت کے علاوہ کوئی پناہ
دے سکتا۔
عنبر نے کہا بہادر آدمی کی پہچان یہی ہوتی ہے وہ
دوست بھی اچھا اور دشمن بھی خوب ہوتا ہے۔
میزبان نے کہا آج رات یہاں رہو صبح ہی خط
لے کر میرے بتائے ہوئے پتے پر چلے جانا بلیک لائن
سے ملاقات ہو جائے گی تمہیں وہاں ایک سے بڑھ کر
ایک نادر تلوار نظر آئے گی بے کار لوگوں کی بھیڑ اپنے
پاس وہ پسند نہیں کرتا اور اچھے بہادر کو اپنے سے جدا
نہیں کرتا۔ اتنی دیر میں وہی عورت کھانا لے کر آ گئی
عنبر کو بھوک نہ ہونے کے باوجود بھی کھانا ہی پڑا
کے وہ عورت برابر قریب ہی خدمت کے لیے
کھڑی رہی اور کھانے کے بعد جوٹھے برتن اٹھا کر دھونے
چلی گئی۔ کھانے کے دوران کن انکھیوں سے عنبر اس عورت
کو دیکھتا رہا اسے ایسا لگا ایک آتش فشاں کی طرح لاوا اس
عورت کے اندر پک رہا ہے۔ ایک نفرت کا طوفان سینے میں
لیے ہوئے ہے بظاہر تو سطح پرسکون نظر آتی ہے لیکن اندر

طوفان اُٹھ رہے ہیں۔ پھر اپنے میزبان کے کہنے پر عنبر سونے
کے لیے چلا گیا۔ عنبر کو نیند کہاں آتی ہے وہ کروٹیں بدلتا رہا
اور اس نے بغور دیکھا میزبان بظاہر سو رہا ہے اور کبھی کبھی
خراٹوں کی آواز بھی سنائی دینے لگتی ہے لیکن اندر سے وہ
چیتے کی طرح ہوشیار ہے وہ بند آنکھوں سے بھی عنبر کی حرکات
سکنات کا رات بھر مشاہدہ کرتا رہا اور عنبر نے سوچا اس نے
زندگی میں پہلی مرتبہ اتنا ہوشیار اور چوکس آدمی دیکھا ہے۔ عنبر
نے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی طرح اس کے غافل ہونے پر
اس عورت سے ملاقات کرے لیکن اس نے ایک لمحہ بھی ایسا
عنبر کو نہ دیا۔ عنبر دل ہی دل میں اس کی تعریف کیے بغیر نہ
رہ سکا اور پھر دن چڑھ آیا اور جو رات بھر بیدار رہا
تھا، ایک دفعہ پھر جمائی لے کر اُٹھ بیٹھا اور اس عورت کو
حکم دیا۔ مہمان کے لیے ناشتہ تیار کرو۔ پھر میز پر بیٹھ کر
خط لکھ کر عنبر کے حوالے کرتے ہوئے کہا:

ان ٹیلوں کے پار موت کی وادی ہے جہاں ایک لکڑی
کی عمارت بنی ہوئی ہے وہیں چلے جانا کوئی پوچھے تو کہہ
دینا بلیک لائن کے نام اس کے دوست کا خط لایا ہوں
وہ لوگ تمہیں وہاں پہنچا دیں گے جہاں بلیک لائن ہو گا
عنبر نے خط لے کر حفاظت سے رکھا اور اس عورت نے

میز پر ناشتہ لگا دیا جسے زبردستی عنبر کو کھانا پڑا۔ عنبر نے
محسوس کیا وہ عورت بھی اسے کچھ کہنا چاہتی ہے لیکن عنبر
خطرہ مول نہیں لے سکتا تھا کیوں کہ اس کا میزبان ایسا
انسان تھا جو صورت سے دل کا حال پڑھ لیتا تھا۔

عنبر نے ناشتہ ختم کیا اور پھر اپنے میزبان سے اجازت
لی اور موت کی وادی کی طرف روانہ ہو گیا۔ عنبر چند
میلوں کی مسافت کے بعد ان ٹیلوں کو پار کر کے وادی میں
پہنچ گیا سارے راستے اس کے ذہن میں اسی عورت کی
تصویر گھومتی رہی کہیں یہ عورت ہی تو درجینیا نہیں۔ لیکن اسے
بلیک لائن اٹھا کر لے گیا تھا۔ پھر وہ میزبان کے الفاظ
پر غور کرنے لگا جب عنبر نے اس سے پوچھا تھا کیا یہ
تمہاری بیوی ہے تو اس نے بیزاری سے کہا تھا ایسا ہی
سمجھ لو۔ تو کیا یہ اس کی بیوی نہ تھی۔ ایک تیر سنسناتا ہوا
عنبر کے گھوڑے کے قدموں کے قریب زمین میں گڑ گیا۔
گھوڑا ڈر کر بدک گیا اور الف ہو کر ایک طرف کو بھاگا
ابھی عنبر اسے قابو کرنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ رسی
کا ایک پھندا اس کی گردن میں آ کر پڑا اور وہ گھوڑے
سے گر گیا پھر جب عنبر زمین سے اٹھا تو تلواروں کی
درمیان میں کھڑا تھا۔ اس کے گرد جن لوگوں نے گھیرا ڈال

دکھا تھا وہ چہرے اور بشرے سے کوئی اچھے آدمی ن
لگتے تھے۔

ایک نے آگے بڑھتے ہوئے مذاق اڑاتے ہوئے ک
چ چ چ، کہیں چوٹ تو نہیں آئی اور سب نے قہ
لگانے شروع کر دیئے۔

عنبر نے نہایت تحمل سے کہا دوستو میں تم لوگوں
بلند آواز میں قہقہہ لگا سکتا ہوں۔ اگر چاہوں تو یہ قہ
چیخوں میں بدل سکتا ہوں لیکن میں یہاں دشمن بن کر
نہیں مہمان بن کر آیا ہوں اگر تم لوگ بلیک لائن سے
واقف ہو تو مجھے اس تک پہنچا دو پھر اس کے بعد
اگر تم چاہو گے تو میں تمہیں اس سے بھی اچھے تماشے
دکھا دوں گا۔

بلیک لائن کے نام پر سب سنجیدہ ہو گئے۔

پہلے والے آدمی نے دوبارہ سوال کیا۔ تمہیں بلیک
سے کیا کام ہے۔

عنبر نے کہا کیا تمہیں بلیک لائن نے یہ حق دے
رکھا ہے کہ اس کے مہمان سے اس قسم کے سوالات ک

اس آدمی نے اپنے سارے ساتھیوں کی طرف دیکھا
اور پھر کہا یہ موت کی وادی ہے اور یہاں ہمارا قا

چلتا ہے اس لیے یہاں قدم رکھنے والے سے ہم ہر
قسم کے سوالات کر سکتے ہیں بلاشبہ یہاں بلیک لائن کی
حکومت ہے لیکن اس تک پہنچانے سے پہلے ہم اپنی
تسلی ضروری سمجھتے ہیں آخر وہ ہمارا سردار ہے۔

عنبر نے کہا پرکھنے والے تو صورت دیکھ کر ہی سارا
حال جان لیتے ہیں معلوم ہوتا ہے تم میں کوئی پرکھنے
والی آنکھ ہی نہیں۔

آدمی نے کہا تمہاری زبان میں تلوار کی سی تیزی ہے
بہرحال تم ہمارے سردار کے مہمان ہو میرے پیچھے چلے
آؤ۔ اور پھر عنبر کو لے کر وہ آدمی لکڑی کی عمارت کے
اندر داخل ہو گیا جس کا نقشہ برنارڈ بوڑھے نے بتایا تھا
اور ایک طویل راہداری جس کے دونوں طرف کمرے بنے
ہوئے تھے کے اختتام پر جا کر اس نے ایک دروازے
پر دستک دی۔ ایک بھاری اور گرج دار آواز آئی آ جاؤ۔
وہ آدمی عنبر کو لے کر کمرے میں داخل ہوا ایک
قوی الجثہ آدمی ان کی طرف پیٹھ کیے دیوار پر لگے ہوئے
ایک نقشے کو دیکھ رہا تھا اس نے بغیر دیکھے ہی کہا
بیٹھ جاؤ۔

عنبر بیٹھ گیا اور وہ آدمی واپس چلا گیا۔

بلیک لائن نے پھر نقشے پر انگلی پھیرتے ہوئے کہا
کس نے بھیجا ہے تمہیں اس موت کی وادی میں۔
عنبر نے خط نکال کر کہا یہ ایک آپ کے دوست
کا خط ہے پڑھ لیں عنبر نے خط میز پر رکھ دیا۔
آدمی نے مڑ کر عنبر کی طرف دیکھا اور مسکرا دیا۔
عنبر بھی اسے دیکھ کر مسکرا دیا اور کہا تو کیا۔ تو کیا
آپ ہی بلیک لائن ہیں۔
بلیک لائن نے کہا ہاں۔
عنبر نے کہا تو پھر خط لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ دراصل
یہ وہی عنبر کا میزبان ہی تھا جس کی جان اس نے چیتے
سے بچائی تھی۔
بلیک لائن نے مسکراتے ہوئے کہا میں پہلے کھوٹے
اور کھرے کی اچھی طرح پہچان کر لینے کا عادی ہوں۔
تمہیں یاد ہے میں نے کہا تھا بلیک لائن فضول قسم کے
آدمیوں کی بھیڑ اپنے گرد پسند نہیں کرتا اور کام کے آدمی
کو اپنے سے جدا نہیں کرتا۔ میرے گروہ کے آدمی مجھے
ہزاروں آنکھوں والے کے نام سے پکارتے ہیں۔ یقین نہ
ہو تو سب کچھ بتا دوں جو مجھ تک پہنچنے سے پہلے تم پر
بیت چکی ہے۔

عنبر نے کہا مجھے یقین ہے اور آپ واقعی بلیک لائن
ہیں۔ لیکن میں تو آپ کو اس گھر میں چھوڑ کر آیا تھا۔
بلیک لائن نے مسکراتے ہوئے کہا میں کب کہاں ہوتا
ہوں یہ کسی کو علم نہیں ہوتا۔ تم نے راستے میں میرے آدمی
سے کہا تھا پرکھنے والے تو صورت دیکھ کر ہی پہچان جاتے
ہیں معلوم ہوتا ہے تم میں کوئی پرکھنے والی آنکھ ہی نہیں۔
لیکن میں نے تمہارا یہ دعوےٰ غلط ثابت کر دیا ہے تم
مجھ سے پہلے بھی مل چکے ہو اور اس وقت تم نہ پہچان
سکے کہ بلیک لائن میں ہی ہوں۔ میں دعوے سے کہتا ہوں
میرے چہرے سے تم تمام عمر اندازہ نہ لگا سکو گے کہ
میرے اندر کیسے کیسے جوہر موجود ہیں۔ تم فکرِ معاش میں یہاں
آئے ہو تمہیں اتنا ملے گا کہ جھولی بھر جائے گی۔ میں بہادروں
کی قدر کرتا ہوں۔ پھر اس نے سیف کھول کر سونے کے
سکوں کی تھیلیاں باہر نکالیں اور انہیں میز پر الٹ دیا۔
میز پر سکوں کا ڈھیر لگ گیا۔
بلیک لائن نے کہا جتنے سکے تمہیں چاہئیں اٹھا لو
جھولی بھر لو۔
عنبر نے کہا انہیں میری امانت سمجھ کر واپس رکھ لیجئے
کسی مناسب وقت پر لے لوں گا۔

بلیک لائن نے کہا اس عمارت میں بے شمار کمرے
ہیں جو پسند آئے اس میں ٹھکانہ بنا لو فی الحال آرام کرو ضرورت
کے وقت تمہیں طلب کر لیا جائے گا۔

عنبر نے شکریہ ادا کیا اور باہر آ گیا۔

باہر وہی آدمی موجود تھا اس نے مسکراتے ہوئے دوستی
کا ہاتھ بڑھا دیا تو دل صاف ہو گیا۔

آدمی نے کہا میرا نام انتھونی ہے۔

مجھے عنبر کہتے ہیں عنبر نے جواب دیا۔

انتھونی نے کہا آؤ تمہیں تمہارا کمرہ دکھا دوں سفر کرتے ہوئے
آئے ہو آرام کرو۔ پھر انتھونی عنبر کو ایک سجے سجائے کمرے میں
چھوڑ کر چلا گیا جہاں ایک پلنگ، ایک میز، چار کرسیاں، ایک
الماری اور مٹی کے تیل کا ایک لیمپ موجود تھا۔

عنبر نے اس سامان کو سرسری نگاہ سے دیکھا اور پلنگ پر
لیٹ کر آئندہ کے متعلق سوچ بچار کرنے لگا۔ اس نے سوچا بلیک
لائن اگر یہ ہے تو وہ عورت ضرور ورجینا ہی ہو گی لیکن ایک
ایسا آدمی جس نے ایک چہرے پر کئی چہرے سجا رکھے ہیں اور
ہر چیز سے باخبر رہتا ہے ایسے محتاط آدمی کو جل دے کر ورجینا
کو اس کے چنگل سے نکال کر لے جانا آسان کام نہیں ہے
لیکن خواہ کچھ ہی ہو میں ایک دفعہ ضرور اس عورت سے
ملاقات کروں گا۔ وہ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی تھی۔ میرا خیال ہے
وہ ضرور اپنی رہائی ہی کے متعلق کچھ کہنا چاہتی تھی اس کے
چہرے سے اس نفرت کا پتہ چل رہا تھا جو اسے بلیک لائن
سے ہے اگر وہ اس کی بیوی ہوتی تو نفرت کی بجائے شوہر
کے لیے اس کے چہرے سے محبت چھلک رہی ہوتی اور وہ
لائن کی طرح سے خدمت نہ کرتی نظر آتی۔

O

فادر لونگ مین

دوسری طرف رجنی ماریا کو لے کر ان بدمعاشوں کے
کی طرف چل دی ۔ جہاں بدمعاش اس کے خاوند کو پکڑ
تھے ۔ ہنٹ نے حکم دیا اس کو ستون سے باندھ دو اور
کے گلے سے قمیض اتارو تاکہ اس کے ننگے بدن
ہنٹر کے نشانات دیکھ کر رجنی پارس پتھر ہمارے حوالے
دے ۔ چند بدمعاش رجنی کے خاوند گولاسنگھ کو گھسیٹ
لے گئے ۔ اس کی قمیض کو پھاڑ کر گلے سے اتار دیا گیا
ایک مضبوط رسی سے اسے ستون سے باندھ دیا گیا ۔ اس
دوران میں ایک بدمعاش لونگ مین کو لے کر آ گیا ۔

ہنٹ نے کہا فادر لونگ مین تمہارا یہ بیٹا تمہیں
خوش آمدید کہتا ہے ۔

لونگ مین نے خشک سا جواب دیا بیٹے تو تم ا
باپ سے بھی نہیں ہو مطلب کی بات کرو ۔

ہنٹ نے کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا فادر ہم ایک

کے چکر میں پھنس گئے ہیں ۔ اس نے ہماری ایک
چیز اپنے قبضے میں کر لی ہے اور اس سے وہ واپس
ہمارے بس کی بات نہیں کیوں کہ اس کی آواز تو
دیتی ہے اس کا جسم نظر نہیں آتا ۔

لونگ مین نے کہا اس کا معاوضہ مجھے کیا ملے گا ۔

ہنٹ نے کہا جو تم مانگو گے ۔

لونگ مین نے کہا اتنے شریف تم نہیں ہو سودا طے
کر لو ۔

ہنٹ نے کہا پھر تم خود ہی اپنا مطالبہ بتا دو ۔

لونگ مین نے کہا ایک ہزار سونے کے سکے ۔

ہنٹ نے کہا اتنی بڑی رقم میرے خدا لونگ مین تم
نے تو چھرا ہاتھ میں پکڑ لیا ہے ۔

لونگ مین نے کہا بیٹے ہنٹ مجھے معلوم ہے کسی معمولی
کام کے لیے تم مجھے کہاں بلاتے ہو جب تمہاری گردن
پھندے میں پھنس جاتی ہے تو تمہیں میری یاد آتی ہے ۔

ہنٹ نے کہا چلو منظور ہے اسی دوران میں ایک
آدمی رجنی کو لے کر داخل ہوا ۔

ہنٹ نے کہا اچھا ہوا تم خود ہی آ گئیں تمہارا خاوند
ہماری حراست میں ہے اور اس کی جان کی قیمت تم جانتی ہی

ہو مجھے یقین ہے تم اتنی بے وقوف بھی نہیں ہو جو
یہاں چلی آئیں تمہاری وہ حمایتی بھی ساتھ ہی ہو گی
طرح سوچ لو۔ ایک طرف تمہارے خاوند کی زندگی ہے
دوسری طرف وہ معمولی چیز ہے تمہیں دونوں میں سے ایک
کو منتخب کرنا ہو گا۔

ماریا نے کہا ہنٹ وہ چیز میرے پاس ہے اور
تمہاری شہ رگ کے پاس ہوں۔

فادر لونگ مین نے چونک کر آواز کی جانب دیکھ

ماریا نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا یہی سو
میں کرنے آئی ہوں گولاشی کو ہمارے حوالے کرتے ہو
یا میں تمہاری شہ رگ کاٹ کر رکھ دوں۔ ایک طرف
گولاشی ہے اور دوسری طرف تمہاری زندگی تم بھی دونوں
میں سے کسی ایک کا انتخاب کر لو۔

ہنٹ نے فادر لونگ مین کی طرف دیکھ کر کہا۔ اس
کا جواب فادر لونگ مین ہی تمہیں دیں گے۔

لونگ مین نے کہا ہنٹ تم تو کہتے تھے یہ روح
لیکن یہ تو جسم ہے یہ الگ بات ہے کے اس کا دھ
نظر نہیں آتا۔ پھر فادر لونگ مین نے ماریا کو مخاطب
کرتے ہوئے کہا:

لڑکی تم پرائی آگ میں کیوں کودتی ہو جب کہ تمہیں
چیزوں کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

ماریا نے کہا فادر یہی سوال میں تم سے بھی کر سکتی ہوں
تو اس گروہ سے کوئی تعلق نہیں۔

فادر لونگ مین نے جواب دیا اس گروہ سے نہیں
لیکن اس دنیا سے ضرور ہے میں دنیا دار آدمی
اور اپنے خاندان کی کفالت کرتا ہوں لیکن تم تو اس
ٹ سے پاک ہو۔

ماریا نے کہا فادر حق اور انصاف کے لیے ہم نے
زندگی وقف کر رکھی ہے ظالم کے خلاف مظلوم کی
ت کرنا ہمارا ایمان ہے۔

فادر لونگ مین نے کہا۔ نیکی، شرافت حق اور
اف یہ سب کھوٹے سکے اس دنیا کے بازار میں نہیں
ماریا صرف سونے کے سکے درکار ہیں تمہارے مقابلے
کر مجھے دکھ ہو گا لیکن میں مجبور ہوں میں نے اس
کا معاوضہ طے کر لیا ہے۔

ماریا نے کہا اس کا مقصد ہے تم اپنے ضمیر اور
ن کا سودا کر چکے ہو۔ مجھے افسوس ہے فادر اپنی
ات کو نہیں بدل سکتے اور صدیوں سے بدی اور ظلم

کے خلاف جہاد کر رہے ہیں اور جب تک زندگی
گی یہ جہاد کرتے ہی رہیں گے۔
ہنٹ نے کہا فادر لونگ مین ہمارا وقت بہت
ہے جب یہ انکار کر رہی ہے تو تم اپنا کام شروع
فادر لونگ مین نے اپنے گرد ایک حصار کھینچا
اس میں بیٹھ کر آنکھیں بند کر کے پڑھنا شروع کر
سب لوگ اس طرف متوجہ ہو گئے اور ماریا نے
پتھر دوبارہ رجنی کو دے کر اشارہ کیا اسے گلے میں
لو۔ رجنی نے سب کی نظر بچا کر پارس کو دوبارہ
گلے میں محفوظ کر لیا۔
ماریا چپ چاپ رجنی کو اشارہ کر کے اس کے
گولاشی کے پاس گئی اور اس کی رسی کھول دی۔
فادر لونگ مین کوئی جاپ میں مصروف تھا اور
لوگ اس کی طرف متوجہ تھے۔ ماریا نے ان بدمعاشوں
مصروف رکھنے کے لیے ہنٹ اور دیگر بدمعاشوں کو
کرتے ہوئے کہا یہ بڈھا تمہارا وقت ضائع کر رہا ہے
کوئی زبردست ٹھگ لگتا ہے اور تمہارا بھی باپ
آتا ہے کہیں ایسا نہ ہو۔ چوروں کو مور پڑھ جائیں۔
دوران میں رجنی اور گولاشی چپ چاپ دروازے

نکل گئے۔
اریا نے انہیں مزید غصہ دلانے کے لیے کہا یہ بڈھا
اڑ کھود رہا ہے تا اس میں سے چوہا ہی نکلے گا۔
نٹ نے غصے سے کہا چپ رہ کتیا۔
ھر کیا تھا ماریا نے اس کے مونہہ پر ایک مکا
یا اور وہ جا کر فادر لونگ مین کے حصار میں
اور پھر ایسا معلوم ہوا حصار سے کسی طاقت نے
چھت کی طرف اچھال دیا ہو اور وہ زمین پر
کر اپنی ریڑھ کی ہڈی تڑوا بیٹھا۔
اریا نے جب دیکھا رجنی اور اس کا خاوند
کل گئے ہیں اور دیگر بدمعاش اپنے سردار ہنٹ
گرد اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اس نے بھی یہاں سے
انا چاہا لیکن اب دیر ہو چکی تھی۔ اس کے
ایک شیشے کا حصار قائم ہو گیا تھا جسے توڑ
لنے کی کوشش ماریا نے کی لیکن یہ بات
ی طاقت سے باہر تھی۔ پھر اس نے محسوس
کے اس کا قد گھٹ کر گڑیا کے برابر ہو گیا۔
اور وہ ایک بوتل میں بند ہے اور وہ بوتل حصار
فادر لونگ مین کے آگے رکھی ہوئی ہے۔

خزانہ لٹ گیا

عنبر کو موت کی وادی میں آتے تین دن گزر چکے
اور ان تین دنوں میں نہ تو اس سے کوئی کام لیا گیا تھا
بلیک لائن سے اس کی ملاقات ہوئی تھی البتہ دیگر سا
کے ساتھ اس کی ملاقات ہوتی رہتی تھی جنہیں عنبر نے
کی کوشش کی لیکن بلیک لائن اس قدر پر اسرار آدمی تھا
اس کے آدمی اس کے متعلق کچھ بھی نہ جانتے تھے
سے بھی اس کی ملاقات صرف اس وقت ہوتی تھی جب
ان کی ضرورت ہوتی تھی۔

اس بستی میں ضرورت کی ہر چیز دستیاب تھی یہاں با
ایک بازار تھا جس میں دکانیں تھیں۔ جو سامان یہاں لا
فروخت کرتے تھے وہ باہر کے آدمی نہیں بلیک لائن کے
ہی کے آدمی تھے یہاں ہوٹل بھی تھے جہاں منشیات
دستیاب تھیں۔ اور جوا بھی ہوتا تھا۔ گروہ کے لوگ
کے مال میں سے جو حصہ ملتا تھا وہ یہاں ہی خرچ کر
تھے۔ اسی لوٹ کے مال سے منشیات بھی خریدتے تھے
سے جوا کھیلتے تھے۔

لیکن عنبر کو ان تمام چیزوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔
ہاں سوچ کا محور تو صرف ورجینیا تھی جس کے لئے وہ
اں آیا تھا۔

اس کی آنکھوں کے سامنے جارج کا چہرہ تھا وہ غمگین اور
دہ چہرہ جس کی شریک حیات کو یہ ظالم اٹھا کر یہاں
تے تھے اس معصوم بچی کا چہرہ جو ماں کی ممتا سے
ہو چکی تھی اسے یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے سویٹی کہہ
ہو

انکل آپ نے وعدہ کیا ہے جب آپ آئیں گے تو میرے
تعفر نے کہ آئیں گے آپ کب آئیں گے انکل۔ ڈیڈی رات
ی کو یاد کر کے روتے رہتے ہیں انکل۔

اس کا دل چاہتا کہ ابھی بلیک لائن کے کمرے میں جا کے
اس کو جان سے مار دے جو پورے گھر کی بربادی کا
تھا۔

اس نے اس گروہ میں رہ کر ایک عجیب ہی بات محسوس
یہاں ہر آدمی ایک دوسرے کی نگرانی کرتا ہے گویا
لائن نے ہر آدمی کو اعتماد میں لے کر دوسرے کی نگرانی
ر کر رکھا تھا۔ اسی لئے ایک ایک لمحے کی رپورٹ اس
پہنچ جاتی تھی۔ اس کے کمرے میں بغیر اجازت جانے کی

کسی کو بہت نہ ہوتی تھی وہ ایک دوسرے کے متعلق معلوما
لکھ کر بلیک لائن کے کمرے کے دروازے کے نیچے سے اند
پھینک دیتے تھے جو بلیک لائن کی معلومات کا واحد ذریعہ
ان بے وقوفوں کو اس نے علم ہی نہ ہونے دیا تھا کہ وہ سب
ایک دوسرے کی نگرانی کر رہے ہیں۔

عنبر نے محسوس کیا تھا کہ اس کی بھی باقاعدہ نگرانی ہو
ہے اس لئے وہ محتاط ہو گیا تھا اور اس نے اپنی حدود
باہر جانے کی کوشش نہ کی تھی۔ ورنہ اس کا ارادہ تھا کہ
اس عورت سے ملنے کی کوشش کرے جس پر اسے درجہ
ہونے کا شک تھا۔

پھر آخر ایک روز اس اکتاہٹ کا خاتمہ ہو ہی گیا اور ع
کو بلیک لائن کا پیغام مل گیا کہ آج دوپہر ہوٹل میں تمام سا
کے ساتھ ایک اہم مشورے کے لئے بلیک لائن آ رہا ہے
سب ساتھیوں کو وہاں منتظر رہنا چاہئیے۔

لہذا دوسرے ساتھیوں کی طرح عنبر بھی وقت سے پہلے
ہوٹل میں پہنچ گیا۔

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ بلیک لائن بھی آ گیا اور ا
نے کہا۔

میرے آدمی معتبر اطلاع لائے ہیں کہ آج رات یہاں

ری خزانہ منڈغا سکر جا رہا ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے
فی تعداد میں سپاہی ساتھ ہوں گے۔ خزانہ آٹھ سو گھوڑوں
ی بگھی میں ہوگا۔ جو ان سپاہیوں کے درمیان میں ہوگا جبکہ
یس سپاہی اس خزانے کے آگے اور بیس سپاہی اس خزانے
کے پیچھے ہوں گے۔

میں نے منصوبہ بنایا ہے کہ آج کی رات یہ خزانہ جس میں
نے کی اینٹیں بھی شامل ہیں لوٹ لیا جائے۔

یہاں سے کافی دور ایک جنگل ہے جو فیدی ندی کے
رے ہے وہاں تم سب چھپے ہوتے ہو گے جوں ہی خزانے
بگھی کشتیوں کے بنے ہوئے اس پل پر اس طرح پہنچ
ے کہ اس کے آگے والے سپاہی اور پیچھے والے سپاہی
پر ہوں اس پل کو توڑ دیا جائے یعنی کشتیوں کو کھول
جائے۔

اس جگہ پانی کا بہاؤ کافی تیز ہے پھر سپاہی گھوڑوں
ت مع بگھی کے پانی میں ہوں گے اور اسی افراتفری میں
خزانہ لوٹ کے دوبارہ جنگل میں غائب ہو سکتے ہو یہ
ہمارے علاقے سے کافی دور ہے اس طرح ہم پر کوئی
الزام بھی نہ آئے گا۔ اور کافی دولت بھی ہمارے ہاتھ
گی۔

خزانے کی روانگی کو بہت خفیہ رکھا گیا ہے اور اسی لئے
رات کا وقت مقرر کیا گیا ہے لیکن میرے آدمی پھر بھی ا
خبر کو سے اُڑے ہیں۔ ابھی اور اسی وقت تمام متعلقہ سا
اور ہتھیاروں کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور سورج غروب ہونے
سے پہلے وہاں پہنچ کر اپنی کارروائی شروع کر دو۔

پھر اس نے عنبر کو بلایا اور کہا

نوجوان!

آج تمہاری وفاداری اور ذہانت کا امتحان ہے میں اپنے
تمام ساتھی تمہارے حوالے کرتا ہوں یہ تمہارے حکم پر
عمل کریں گے اور تم نے اس مہم کو کیسے سر کرنا ہے یہ
اب تمہارا کام ہے میں ساتھ نہیں جاؤں گا میری جگہ ان کے
سردار تم ہو گے۔

عنبر نے کہا یا سردار میں اس اعتماد کے لئے آپ کا
مشکور ہوں۔

پھر عنبر نے باقاعدہ ساتھیوں کو بٹھا کر ایک پلان بنایا اور اس
کے تحت تمام سامان اٹھا کر کے وہ یہاں سے جنگل کی طرف
روانہ ہو گئے۔

راستے بھر عنبر کو افسوس تھا کہ آج کے جرم میں وہ خود سردار
کی حیثیت سے شامل ہو گا لیکن یہ مجبوری تھی اس کے بغیر

جنیا تک پہنچنا بہت مشکل تھا

اس نے سوچا کوئی بات نہیں اس سے دوگنا خزانہ یہاں سے
لے کر مع ورجنیا کے جاؤں گا۔ اور یہ خزانہ حکومت کی امانت
ہے جسے لوٹانا میرا فرض ہو گا۔

پھر عنبر اور تمام ڈاکو سورج غروب ہونے سے پہلے ہی وہاں
پہنچ گئے۔

عنبر نے ان کو سمجھا دیا کہ جوں ہی خزانہ لے کر آنے والے
ب پہنچیں آدھے ڈاکو پانی کے اندر اندھیرے میں ان
ی بڑی کشتیوں کے ساتھ چپک جائیں۔ اور جن رسوں سے
بندھی ہوئی ہوں ان کو کاٹنے کے لئے نہایت تیز دھار
اپنے پاس رکھیں۔

آدھے ڈاکو باہر جنگل میں چھپے رہیں۔ جوں ہی خزانے کی
ی اور تمام ڈاکو پل پر پہنچ جائیں۔ کشتیوں کے پاس پانی میں
ہوئے ڈاکو رسیاں کاٹ دیں پھر جب کشتیاں کھل کر بہنے
ں اور اپنے ساتھ سپاہیوں کو اور خزانے کو الگ الگ کر
تو باہر چھپے ہوئے ڈاکو جنگل سے نکل کر بگھی والی کشتی کو
کر کنارے پر لے آئیں اور بگھی سمیت خزانہ لے کر چند
لو اسے واپس موت کی وادی کی طرف ہانک لیں اور بقایا
سپاہیوں کا قتل عام کر دیں یا ان کو بھگا دیں یا ڈبو دیں اور

خود واپس لوٹ آئیں۔

سب کی ڈیوٹی لگا کر اور تمام باتیں سمجھا کر عنبر خود خزانہ کا انتظار کرنے لگا۔

پھر اندھیرے میں ان کو گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں اور ایک درخت پر بیٹھے ڈاکو نے اُلّو کی آواز نکال کر تمام ساتھی ڈاکوؤں کو مطلع کر دیا کہ خزانہ آن پہنچا ہے۔ آدھے ڈاکو پانی میں اُتر کر اندھیرے میں کشتیوں کی آڑ میں چھپ گئے۔ اور اپنے خنجر نکال لئے۔ باقی ہتھیاروں سے لیس جنگل میں چھپے رہے۔

پھر تھوڑی ہی دیر کے بعد سپاہی اور خزانے کی بگھی آہستہ رفتاری سے پل پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد پیچھے کے سپاہیوں نے بھی اپنے گھوڑے پل پر ڈال دیئے۔ جب سب ٹھیک پل پر آ گئے تو پانی میں چھپے ڈاکوؤں نے وہ رسے کاٹ دیئے جن سے کشتیاں بندھی ہوئی تھیں۔

پھر اتھاہ پانی کے تیز بہاؤ نے کشتیوں کی ترتیب کو الٹ پلٹ کر دیا جس کشتی پر بگھی تھی اسے پانی کے اندر موجود ڈاکو کنارے پر لے آئے اور اس عرصہ میں جنگل والے ڈاکو بھی نکل آئے۔

دوسری طرف سپاہیوں نے گھوڑے پانی میں اتار کر کشتیوں

الٹا کر دیں اور خزانہ بچانے کے لئے بگھی کی طرف بڑھے جن کو جنگل سے آنے والے ڈاکوؤں نے آن لیا اور کچھ سپاہی تو گھوڑوں سمیت پانی میں بہہ گئے چند ایک کو ڈاکوؤں نے قتل کر دیا اور باقی ایک دوسرے کنارے کی طرف بھاگ گئے جب کہ کچھ ڈاکو بگھی کو خزانے سمیت لے کر موت کی وادی کی طرف چل دیئے۔ جب یہ ڈاکو مع خزانے کے موت کی وادی میں داخل ہوئے تو بلیک لائن نے خود ان کا استقبال کیا اور عنبر کو اس کامیابی پر مبارکباد دی۔

خزانہ ڈاکوؤں نے جو لوہے کے صندوقوں میں بند تھا اُٹھا کر بلیک لائن کے کمرے پہنچا دیا اور خود بقایا رات آرام کی غرض سے اپنے کمروں کو چلے گئے جو زخمی تھے وہ مرہم پٹی میں مصروف ہو گئے۔

عنبر نے سوچا آج کی رات اسے ضرور موقع مل جائے گا کیونکہ یقین تھا اتنا بڑا خزانہ کمرے میں چھوڑ کر بلیک لائن کہیں نہیں جائے گا۔ ڈاکو جو زخمی ہیں وہ آرام کریں گے اور بقایا بھی تھکے ہوئے ہیں وہ بھی آرام کریں گے۔ لیکن عنبر کے تھکنے کا تو سوال ہی نہیں ہوتا تھا۔

اس لئے آدھی رات کے وقت اس نے گھوڑے پر کاٹھی ڈالی اور سیدھا لکڑی کی ہٹ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں اس کی ملاقات

بلیک لائن سے ہوئی تھی۔

وہ تھوڑی دور تو دھیرے دھیرے گھوڑے پر گیا کہ ٹاپوں
کی آواز نہ آئے لیکن اس کے بعد اس نے گھوڑے کو پوری رفتار
سے چھوڑ دیا اور جلدی ہی اس جگہ پہنچ گیا۔

اس نے دیکھا کہ ہٹ میں روشنی ہو رہی تھی وہ گھوڑے کو
باندھ کر صحن میں داخل ہو گیا اور دروازے پر دستک دی۔ تھوڑا
انتظار کیا کوئی جواب نہ آنے پر دوبارہ دستک دی اور پھر دروازہ
کھل گیا۔

عنبر جوں ہی قدم اندر رکھنے لگا اس کے قدم رُک گئے
کیوں کہ اس کے سامنے بلیک لائن کھڑا تھا۔

○

پنڈت کا قتل
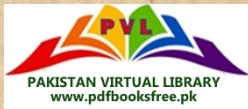
کلاوتی کمرے میں بند اپنے نصیبوں کو رو رہی تھی جو بن کر
بگڑ گئے تھے۔ اس نے کیسے کیسے خواب دیکھے تھے۔ ایک
خوب صورت پتی کے ایک ایسے گھر کے جسے وہ اپنا کہہ
سکے۔ جہاں پھولوں کی سیج پر وہ دلہن بن کر گھونگھٹ نکال
کر بیٹھی ہو۔ ہاتھوں میں مہندی اور مانگ میں سیندور سجائے
شرم سے لجاتی ہوئی کوئی جھکا جھکا سایہ اس کے سامنے
سے پھولوں کی لڑیوں کو ہٹا کر اس کو پیار سے مخاطب کرے
پھر دروازہ کھلا کوئی آہستہ آہستہ اندر داخل ہوا وہ شرم
سے گردن جھکا کر بیٹھ گئی۔

کسی نے اسے ٹھوڑی سے پکڑ کر آہستہ سے اس کا
چہرہ اپنی طرف کر لیا۔

اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں آنے والے کی گرم گرم
سانسیں اس نے اپنے چہرے سے قریب محسوس کیں اور پھر
ان انکھیوں سے اس کی طرف دیکھا۔

اس چھناکے سے اس کے خواب کانچ کے برتنوں کی
طرح ٹوٹ گئے۔ اس کے سامنے جھکا جھکا سایہ نہیں بلکہ

پنڈت کسی سانپ کی طرح سے پھن اُٹھائے اس کے سامنے کھڑا تھا۔ پنڈت نے کہا

بھگوان کی سوگند! ایسا لگتا ہے چندرما اس کوٹھڑی میں آکاش سے اُتر کر آگیا ہے۔

اس منحوس پنڈت نے اس کے ارمانوں کے گلشن کو اپنے ناپاک قدموں تلے کچل کر رکھ دیا تھا

پھر وہ ناگن کی طرح بل کھا کے اٹھی اور حقارت کے ساتھ چنگھاری

کرتم ہو وہ ظالم جس نے میرے ارمانوں کی بستی کو آگ لگا دی ہے۔ تم پنڈت نہیں راکھشس ہو۔ اپرادھی ہو۔ پاپی ہو۔ میرے راستے کی دیوار نہ بنو۔ سیتا کو لنکا میں قید کرنے والے راون یاد رکھو رام لنکا کی اینٹ سے اینٹ بجا دے گا۔

پنڈت نے غصے سے کہا اُن پوتر ناموں کو کیوں اپنے ہونٹوں سے گندہ کرتی ہے۔

بے وقوف وہ رام نہیں مسلمان ہے اور ہندو بن کر تجھے دھوکہ دے رہا ہے۔ میں نے اپنے کانوں سے اس کے منہ سے خدا اور رسول کا نام سُنا تھا اسی لئے تو تیرا دھرم بچانے کے لئے تجھے لے گیا تھا۔

کلاوتی نے نفرت سے کہا یہ الزام تم برادری کے سامنے لگا چکے ہو یہ غلط ہے۔

پنڈت نے کہا غلط نہیں صحیح ہے وہ مسلمان ہے۔ تو جو اپنے پتی کی موت کے بعد کسی غیر مرد مسلمان کی بنتی وہ سیتا نہیں ہو سکتی۔ میں دھرم کا ادنیٰ داس ہو کر تیری نظر میں راون ہوں اور وہ بدمعاش جو ہمارا دھرم بھرشٹ کر رہا ہے وہ رام ہے۔

یاد رکھ کلاوتی! تیرے جیون کی ڈور میرے ہاتھ میں ہے اگر تو سیدھے راستے پر نہ آئی تو اس گھر کی بجائے تیرا ٹھکانہ چتا کی آگ ہو گا۔ ابھی کسی کو کانوں کان خبر نہیں کہاں ہے جب میں نے بھی تیری برادری میں جا کر کہہ دیا کہ میں نے ایک دفعہ پھر اس نادان کنیا کو پکڑ لیا ہے جو کال رہی تھی تو بتا برادری میں تیرا پتا منہ دکھانے کے قابل رہے گا۔

سماج کے لوگ تجھ پر تھوکیں گے اور مجھ جیسے دھرم کے داس دھرم کو خطرے میں دیکھ کر یہی فیصلہ دیں گے کہ کنیا کو اس کے پاپ سمیت چتا کی آگ میں جلا دیا جائے۔

کلاوتی نے بھاگ کوٹھری کے کونے میں مصالحہ پیسنے وال
سل کا بٹہ اٹھا لیا اور کہا
یَں تجھے اس وقت کے لئے زندہ ہی نہیں رکھوں گی
اور پھر اس سے پہلے کہ پنڈت اپنا بچاؤ کرے کلاوتی نے
زور سے وہ بٹہ پنڈت کے سر پہ مارا ۔ پنڈت کا تمام جسم
خون میں نہا گیا ۔
پنڈت نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے کلاوتی کو دیکھا اور
کٹے ہوئے درخت کی طرح زمین پر گر کر ختم ہو گیا ۔
کلاوتی بھاگتی ہوئی گنگا کے کنارے پہنچی ایک ناؤ پار
جا رہی تھی اس میں بیٹھ گئی اور دوسرے کنارے پر بنے
ہوئے اسی شکستہ گنیش جی کے مندر کی طرف ملا تھا ۔ بھاگی
ناگ اسے بٹھا کر مٹھائی لینے گیا تھا ۔
وہ اس طرح تیز تیز بھاگ رہی تھی جیسے کوئی عفریت
اس کے پیچھے پڑا ہو اس کی سانس دھکنی کی طرح چل رہی
تھی اس نے پھولے ہوئے سانس کے ساتھ مندر کی سیڑھیاں
چڑھ کر اندر قدم رکھا اور پھر ایک طویل راہداری پار کر کے
اس جگہ پہنچ گئی ۔
سامنے ناگ بیٹھا ہوا تھا ۔ اس نے بڑے تعجب سے
کلاوتی کو دیکھا ۔

کلاوتی کے دل کی دھڑکنیں تیز سے تیز تر ہو گئیں اور پھر
وہ بھاگ کر ناگ کے قدموں میں ناتھ کہہ کر جا گری اسے
امید تھی کہ ناگ اسے اٹھا کر سینے سے لگا لے گا ۔ وہ
رو رو کر اپنی بپتا بیان کرے گی ۔ وہ آنسو پونچھ کر
تسلیاں دے گا ۔
لیکن اس کی تمام امیدوں پر اوس پڑ گئی جب ناگ نے
انجان بن کر کہا
کون ہو تم ؟
ناگ نے اس کی طرف ایسے دیکھا جیسے زندگی میں اسے
کبھی دیکھا ہی نہ ہو ۔
کلاوتی نے اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے کہا
ناتھ ! مجھ سے دل لگی نہ کرو میں تلوار کی دھار سے
گزر کر تم تک پہنچی ہوں ۔
لیکن ناگ نے پھر اجنبی بن کر کہا
تم سے بھول ہو رہی ہے کینا ! میں وہ نہیں ہوں جو تم
سمجھ رہی ہو ۔ میں نے تو آج تمہیں پہلی مرتبہ دیکھا ہے
کلاوتی کا دل بجھ کر رہ گیا اور اس نے رو دینے والے
انداز میں کہا ۔

کتنے کٹھور ہو ایک دن موت کے منہ سے چھین کر زندگی
دی تھی اور آج زندگی چھین کر موت کے حوالے کر رہے ہو
تم میرے جیون کی نیا کو منجدھار سے نکال کر اس لئے
لائے تھے کہ اسے کنارے پر لا کر ڈبو دو۔

اس پگلی کو کیا خبر تھی کہ اس کے سامنے صرف جسم ہی
کا جانا پہچانا ہے لیکن اب اس جسم پر کسی اور کا قبضہ
ہو چکا ہے۔

ایک سندر ناری کو اس طرح پریشان دیکھ کر شری کانت
جوگی کی نیت بدل گئی۔ اور وہ سمجھ گیا کہ لڑکی کو دھوکہ ہو
ہوا بلکہ یہ مجھے ناگ سمجھ رہی ہے جس پر میں نے قبضہ
جما رکھا ہے۔ یہ ضرور اس کی جوڑی ہے اس نے فوراً
قہقہہ لگایا اور کہا

پگلی ناش ہو گئی میں تو تیرا امتحان لے رہا تھا کہ تمہیں
مجھ سے کتنا پریم ہے۔

پھر جوگی نے باتوں باتوں میں چکمہ بازی سے اس سے
تمام داستان سن لی اور اب اسے معلوم ہو چکا تھا کہ یہ لڑکی
تمام دنیا کو چھوڑ کر چلی آئی ہے اس کے دل میں شیطان آ گیا
اور اس نے کہا

کلاوتی! اب تجھے کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہم آج ہی

شہر چھوڑ کر چلے جائیں گے جہاں ہمارے پیار کے دشمن
نہ ہیں ہم اپنی ایک نئی دنیا بسائیں گے۔

کلاوتی نے کہا

ناتھ! تم نے تو میری منو کامنا پوری کر دی میری بھی یہی
اچھا تھی کہ ہم جتنی جلدی ہو اس شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں۔

جوگی نے کہا

ٹھیک ہے نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہیئے چلو یہاں
سے چلتے ہیں۔

جوگی اور کلاوتی رات کے اندھیرے میں مندر سے نکل کر
ندی کے کنارے کنارے چلتے گئے۔ ایک جگہ ان کو روشنی نظر
آئی قریب جا کر دیکھا تو ایک قافلے نے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا
دونوں بھی اس میں شامل ہو گئے۔ رات دونوں نے اسی قافلے
کے پڑاؤ کے قریب ہی بیٹھ کر گزار دی۔

دوسری طرف اس پنڈت کا دوست جس کی کوٹھڑی میں
—— لا کر اس نے کلاوتی کو رکھا تھا اپنے گاؤں
گیا تھا اور اتفاق سے اسی رات جب وہ لوٹ کر آیا
تو اس نے اپنی کوٹھڑی میں پنڈت کی لاش پڑی دیکھی اور
اس کے قریب ہی فرش پر ایک کنگن بھی ٹوٹا پڑا ملا جس
سے ساری کہانی اس کی سمجھ میں آ گئی

امانے فوراً کوتوال شہر کو جا کر اطلاع دی اور سارا قصہ
کہہ سنایا ساتھ ہی لڑکی کا کنگن بھی پیش کر دیا۔
راتوں رات کلاوتی کے باپ کو بھی گرفتار کر لیا گیا گھر کی تلاشی
لی گئی لیکن لڑکی وہاں موجود نہ تھی۔ پھر چاروں طرف لڑکی
کی تلاش میں پولیس پھیل گئی۔ سارے شہر کی ناکہ بندی کر
دی گئی۔ ادھر رات اسی طرح جوگی اور کلاوتی نے الاؤ کے
قریب گزار دی۔

دن کے وقت قافلہ روانہ ہوا یہ دونوں بھی ساتھ تھے
کہ ابھی قافلہ تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ پولیس نے انہیں گھیر
لیا اور تلاش کرتے کرتے کلاوتی تک آ پہنچے۔

کلاوتی کو یہ خبر بھی نہ تھی کہ اس کا ایک کنگن پنڈت کی
لاش کے پاس گر گیا ہے اور دوسرا اس کے ہاتھ میں ہے پولیس
والوں نے ایک کنگن دیکھ کر کہا

دوسرا کنگن کہاں ہے تمہارا؟

کلاوتی گھبرا گئی

جوگی نے کہا جی راستے میں ٹھوکر لگ گئی تھی تو یہ گر پڑی
تو ایک کنگن ٹوٹ گیا

پولیس کے کوتوال نے پوچھا

تم اس کے کون ہو؟

جوگی نے کہا جی یہ میری پتنی ہے۔

کوتوال نے دونوں کو گرفتار کر لیا اور ٹوٹا ہوا کنگن دکھا
یا

یہ کنگن پنڈت کی لاش کے پاس ہمیں ملا ہے جسے قتل کر
کے بھاگی ہو۔

کلاوتی کو کوئی جواب بن نہ پایا لیکن جوگی نے کہا

یہ انیائے ہے حضور ہم کسی کو نہیں جانتے ہم تو سیدھے
سادے لوگ ہیں

کوتوال نے کہا

تم اپنی چونچ بند رکھو اس کے باپ کو ہم نے پہلے ہی
فتار کر لیا ہے پولیس کو تمام رام کہانی کا علم ہے۔ یہ ایک
ان کی قاتل ہے اور تم پورے سماج کے قاتل ہو، تم نے
بھولی بھالی لڑکی کو فریب دے کر پورے سماج کے
کا لک مل دی ہے تم جیسے پاپی کی سزا اس سے بھی
عنت ہوگی۔

اب جوگی کو اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا اس نے سوچا
ے اس لڑکی سے دھوکہ کیا جبکہ اس سے پہلے میں نے
ر دھوکہ دے کر اس کا جسم حاصل کیا ان دونوں گناہوں
ا مجھے مل رہی ہے۔

پولیس کوتوال نے دونوں کو لے جا کر قید خانے میں بند
کر دیا اور کہا
تم دونوں کو جلدی ہی راجا کے سامنے انصاف کے
لئے پیش کر دیا جائے گا۔ کیوں کہ ایک برہمن کا قتل کوئی
معمولی بات نہیں۔

O

ناگ کٹہرے میں

ناگ اور کلاوتی کو جیل میں بند کر دیا گیا۔ کاشی میں اس
ہنگامے کی وجہ سے ہل چل مچ گئی تھی۔ ایک برہمن پنڈت
کے قتل کا معاملہ تھا اور دوسری طرف ایک ہندو لڑکی اور
مسلمان سے شادی نے فرقہ وارانہ آگ ہر طرف بھڑکا دی تھی
راجہ رام سروپ کے دفتر میں باقاعدہ برہمنوں کا ایک وفد
یہ مطالبہ لے کر پہنچا تھا کہ دھرم کے محافظوں کا اگر قتل
معاف ہو گیا تو اس راج پر دیوتاؤں کا عذاب نازل ہو جائے
گا اور دیوتا کبھی بھی برہما جی کی اولاد کا خون معاف
نہیں کریں گے۔
دوسری طرف پوری ہندو برادری کا مطالبہ تھا کہ ایک ایسے
مسلمان کو جس نے بہکا کر ایک ہندو کنیا سے شادی کر لی
ہے اور جس کے کہنے پر ہی اس کنیا نے ایک مہا پرش برہمن
کا خون کر دیا ہے۔ اسے سخت سزا ضرور دی
جائے۔

تیسری طرف اس شہر سے مسلمان تھے جن کا مطالبہ تھا کہ
سازش صرف مسلمانوں پر ظلم کرنے کا ایک بہانہ ہے اور
ناگ کو آزاد نہ کیا گیا تو پھر اس کے خون کا بدلہ لیا جائے
خواہ اس کے نتائج کچھ بھی ہوں۔ شہر کی فضا کافی حد تک
ہو گئی تھی اور کئی جگہ دونوں فرقوں میں لڑائی جھگڑا
ہو چکا تھا۔

راجا رام سروپ اور اس کا بیٹا وزیر امی چند بہادر
کر بیٹھے اس مقدمے کا حل تلاش کر رہے تھے جس
تینوں پارٹیاں مطمئن ہو جائیں۔

جیل سے فرار ہو جانا تو ناگ کے لئے ایک معمولی بات
لیکن وہ اس وقت ناگ نہیں بلکہ شری کانت تھا اور
شری کانت اپنے چمگادڑ کے روپ کو لے کر یہاں سے
ہو جاتا تو پھر اسے کئی ہزاروں سال والا ناگ کا انسانی
والا جسم ملنا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا پھر اسے تمام عمر چمگادڑ
کر ہی گزارنا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ناگ کا جسم چھوڑنے
لئے تیار نہ تھا۔

کلاوتی سب سے زیادہ پریشان تھی جس کی وجہ سے
اس کی برادری اس کے ماں باپ مصیبت میں پھنسے ہوئے
بلکہ دو قوموں میں بھی ٹھن گئی تھی اور پھر برہمن کے قتل

ہوتے ہوئے اسے ذلیل خوار کر کے رکھ دیا تھا۔ اس
کی وجہ سے راجہ وزیر رانی یہاں تک کہ راج کماری
مکھی اور اس کا خاوند ستیش بھی پریشان تھے۔

آخر وزیر نے رائے دی کہ کسی صورت اس مسلمان مجرم
رات کے وقت بلا کر اس سے معلوم تو کیا جائے کہ آخر ایسا
کیوں ہوا

لہذا آدھی رات کے وقت راجا کا خاص آفیسر راجا کے حکم
ناگ کو جیل سے نکال کر راجا کے کمرہ خاص میں لایا۔
راجا رانی راج کماری اور وزیر موجود تھے جونہی راجا نے
کو دیکھا اس کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی۔

یہ مجرم ناگ تھا اور راجا کو علم تھا کہ ناگ مسلمان ہے لیکن
کا محسن تھا۔ اس نے راج کماری چندر مکھی کی جان
سے بچائی تھی۔ راج کماری چندر مکھی بھاگ کر ناگ سے
لپٹ گئی۔

شری کانت بہت حیران ہوا کہ یہ رشتے ناطے کیسے ہیں
ناگ کے اس دربار سے وابستہ ہیں۔

پھر اس مشکل کا حل خود راجہ ہی نے کر دیا جو ناگ سے
رہا تھا۔

ناگ تم نے راج کماری کی جان جن سے بچا کر جو احسان

ہم پر کیا ہے ہم اسے بھولے نہیں۔ ہمیں افسوس ہے ہم
جانتے تھے کہ مجرم تم ہو۔ اگر تمہیں کوئی ہندو کنیا پسند آ
گئی تھی تو ہم سے کہا ہوتا۔ کلاوتی ایک دوغلا لڑکی
اور پھر اس نے اپنے مذہب کے ایک برہمن کو قتل کر
ہے اور برہمن جو ہمارے مذہب کے محافظ ہوتے
ان کا مطالبہ نظر انداز کرنا اپنے راج کو تباہ کر دینے
برابر ہے۔

دوسری طرف مذہب کی دیوار جو تمہارے اور کلاو
کے درمیان حائل ہے ہم اسے گرا نہیں سکتے۔ ہمارے
کی فرقہ وارانہ فضا بہت خراب ہو جائے گی ہندو ا
مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے
میرے پاس اس کا ایک ہی حل ہے کہ تمہیں جیل سے
دیا جائے۔ جتنی دولت گھوڑا گاڑی اور جو بھی لے جا
لے کر رات کی تاریکی میں یہاں سے چلے جاؤ لیکن ایک
ہندو کنیا کو ہمارے سپرد کر دو تمہارے احسانوں کا بدل
اسی طرح چکا سکتا ہوں۔

شری کانت جو کہ لو تمام حالات کا علم ہو چکا تھا کہ
مسلمان ہے اور وہ خود کو ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ پھر اس
سے کیا ہمدردی ہو سکتی تھی کلاوتی جیسی وہ سینکڑوں

ں دولت سے حاصل کر سکتا تھا۔

اس نے کہا مجھے آپ کی شرط منظور ہے۔ مجھے سونے
سے بھرا ہوا ایک صندوق اور ایک گھوڑا گاڑی دی جائے
یہ شہر چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔

راجا خوش ہو گیا اور اس نے کہا
تمہارے فرار کے جرم میں ہم کئی آدمیوں کو جیل میں
ل دیں گے۔ اور پھر فضا ٹھیک ہونے کے بعد انہیں
ف کر دیں گے۔ رہا کلاوتی کا مسئلہ تو ہم اسے برہمنوں
چھوڑ دیں گے کہ ہندو برادری جو چاہے اس کے
اتھ سلوک کرے۔

ناگ نے کہا مجھے منظور ہے

راجا کے حکم سے اسے سونے سے بھرا صندوق اور
ڑا گاڑی دے کر اس شہر سے نکال دیا گیا۔ لیکن
ات بھر راج کماری چندر مکھی کو نیند نہیں آئی۔
ں کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ ناگ جو بلند کردار
انسان اور بات کا دھنی ہے اور اسے پورا کرنے کے
جان کی بھی پرواہ نہیں کرتا ایسا کر سکتا ہے یہ ناگ
ہیں ہو سکتا جو اپنے پیار کی قیمت وصول کر کے ایک
اور کنیا کو راکھشس لوگوں کے حوالے کر گیا ہے۔ دن

کے وقت یہ بات مشہور ہو گئی کہ مسلمان قیدی رات جیل
سے فرار ہو گیا ہے شہر کی ناکہ بندی کر دی گئی ہے اور
اس جرم میں جیل کے کئی ملازمین کو گرفتار کر لیا گیا
اس بات سے مسلمان تو مطمئن ہو گئے ۔ ہندوؤں اور برہمنوں
نے بھی زیادہ شور نہ مچایا۔ کیوں کہ ان کے مذہب کی
لڑکی اور برہمن کی قاتل تو قانون کی حفاظت میں
ہی تھی۔

دربار عام میں کلاوتی کو پیش کیا گیا اور انصاف کے
لئے راجا نے برہمنوں کو بھی ساتھ بٹھا لیا ہندو لوگوں
کے سرکردہ لیڈر بھی یہاں موجود تھے۔ کلاوتی کو پیش کیا گیا
اور اسے اس کے جرم پڑھ کر سنائے گئے۔

راجا نے حکم دیا کہ اپنی صفائی میں کچھ کہنا ہو تو اس
کو اجازت ہے۔

کلاوتی نے چاروں طرف دربار میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو
دیکھا پھر اس نے کہا

مہاراج!

انصاف کی ڈور اگر منصفوں کے ہاتھ میں ہوتی تو کچھ کہنا
فیصلہ پہلے ہی ہو چکا ہے تو پھر میرے کہنے سننے سے کیا
ہوتا ہے۔ میں نے پنڈت جی کو قتل کیا ہے لیکن یہ کسی

نے نہیں پوچھا کیوں کیا ہے ؟ اور نہ ہی یہ کوئی پوچھنا گوارا
کرے گا ۔ آج میں دربار میں بیٹھے ہوئے مہا پرشوں
سے پوچھتی ہوں

کیا دھرم کے نام پر کسی کی عزت لوٹنا جائز ہے؟
کیا کسی عورت کو اس لئے اپنی عزت کسی برہمن کے
حوالے کر دینی چاہیئے کہ یہ دھرم کے محافظ ہیں؟
میں نے پنڈت سے سے اپنی عزت بچانے کے لئے
انہیں قتل کیا ہے۔

مہا پنڈت نے اٹھ کر کہا

یہ الزام ہے تو دھرم کے محافظوں پر کیچڑ اچھال رہی
ہے۔

کلاوتی نے کہا

میں پہلے ہی کہہ چکی ہوں فیصلہ ہو چکا ہے پھر انصاف
کے نام پر بے انصافی کرتے ہوئے مجھے صفائی کے لئے
کیوں بلایا گیا ہے ۔ ایک بات میں بھرے دربار سے
پوچھتی ہوں

کیا بھگوان جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے ماتھے پر
لکھ کر بھیجتے ہیں کہ یہ بچہ ہندو ہے اور وہ بچہ مسلمان
ہے؟

مہاپنڈت نے کہا

نہیں ایسا نہیں ہے!

کلاوتی نے کہا

یہ دھرم ہمارے انسانوں کے بناتے ہوئے ہیں یعنی سماج کے۔ آدمی پہلے انسان ہوتا ہے پھر ہندو اور مسلمان ہوتا ہے۔ کیا ایک اچھا مسلمان ایک بُرے ہندو سے بہتر انسان نہیں؟

اگر میں اپنے دھرم کے بُرے انسان سے عزت بچا کر کسی دوسرے دھرم کے اچھے انسان کی پناہ میں چلی گئی تو کون سا پاپ کر لیا ہے میں نے؟

یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک لڑکی کی چار سال کی عمر میں شادی کر دی جائے اور پھر جب بڈھائی سے پہلے ہی اس کا پتی مر جائے۔ تو اُسے زندہ ستی ہونے کو کہا جاتا ہے؟ صرف عورت کے لئے قانون کیوں ہے؟ کیا کبھی پتنی کے مرنے کے بعد پتی بھی ستی ہوا ہے؟

مہاپنڈت نے کہا

شاستروں میں جو قانون ہمارے بزرگوں نے بنا دیئے وہ سماج میں رائج ہیں۔

کلاوتی نے جواب دیا اس لئے کہ قانون کے بنانے والے

ہوتے ہیں۔ میری حیثیت میں دھرم کی حیثیت بعد کی ہے پہلا درجہ انسانیت کا ہے اس لئے کہ انسان کو بھگوان نے بنایا ہے اور دھرم کو انسانوں نے۔ اسی لئے میں نے ایک بُرے انسان کو قتل کر کے ایک اچھے انسان کی پناہ لے لی مجھے اور کچھ نہیں کہنا

راجا سے لے کر پرجا اور پنڈتوں تک کے ماتھے پر پسینہ آگیا۔

پھر راجہ نے کہا

اس مقدمے کا تعلق چونکہ دھرم سے ہے اس لئے میں مہا پنڈت جی سے بنتی کروں گا کہ وہ خود ہی اس مقدمے کا فیصلہ کریں۔

مہاپنڈت نے اُٹھ کر حقارت سے کلاوتی کی طرف دیکھا اور کہا

یہ لڑکی اپنے دھرم سے پھر گئی ہے اس نے نہ صرف مقتول پر بلکہ ہمارے بزرگوں پر بھی الزام لگایا ہے۔ شاستروں کو بھی غلط بتایا ہے میں دھرم کے نام پر اس قاتل لڑکی کو ودھوا ہونے کی حیثیت سے چتا میں جلا دینے کی سزا دیتا ہوں۔

چونکہ کل سے دیوالی کے تہوار کی تیاریاں شروع ہو رہی

ہیں اور مہاراج بھی بنارس جا رہے ہیں۔ اس لیئے اس
گمراہ لڑکی کو تہوار کے بعد مہاراج کے واپس آنے پر
سزا دی جائے گی۔

سپاہی کلاوتی کو لے کر جیل میں لے گئے اور ہندو لوگ
اس انصاف کی تعریف کرتے ہوتے اپنے اپنے گھروں کو
لوٹ گئے۔

○

گنیش بن میں ایک یاتری تمام عمر سودی کاروبار اور ہیرا
پھیری میں کافی دولت کما چکا تھا اور اب آخری عمر میں
دور دراز کا سفر کرتے ہوتے کاشی میں گنگا اشنان کے لئے
آرہا تھا۔ اس کے پاس پاپ کی کمائی سے اکھٹی کی ہوئی
دولت سے کئی سونے کے سکے تھے جنہیں وہ پنڈتوں میں
دان کر کے اپنے پاپ بخشوانے آرہا تھا راستے میں
ایک سرائے میں دو چور جو شکار کی تلاش میں پنڈتوں کے
بھیس میں تھے۔

اس مہاجن کی ملاقات ان سے ہو گئی مہاجن کا نام
امرناتھ تھا۔ اس ملاقات کے دوران ہی مہاجن نے پنڈتوں
سے پوچھ لیا۔

مہاراج!

میں کاشی گنگا اشنان کے لئے جا رہا ہوں راستے میں

گنیش بن پڑتا ہے وہاں کوئی خطرہ تو نہیں آپ لوگ تو
یہاں کے ہی رہنے والے ہیں اس لیئے سب کچھ جانتے
ہوں گے!

چوروں نے کہا

مہاراج! ہم بھی کاشی ہی جا رہے ہیں اور ہمارا تعلق
شیو جی کے بڑے مندر سے ہے خطرے کی کوئی بات نہیں
کیا کوئی دھن دولت ساتھ ہے

مہاجن نے ہنستے ہوتے کہا

سیتا پور سے اتنی دور آیا ہوں بھگوان کے چرنوں میں
ارپن کرنے کے لیئے۔ تھوڑا سا سونا ساتھ ہے آپ سے کیا
پردہ آپ تو مہاپرش پنڈت ہیں اسی خیال سے آپ سے
پوچھ لیا ہے۔

دونوں ڈاکو خوش ہو گئے اور ایک دوسرے کی طرف
دیکھا اور پھر کہا

آپ فکر نہ کریں مہاراج! یاتریوں کی رکشا تو خود بھگوان
شیو کرتے ہیں۔ اور ہم تو داس ہیں آپ ہمارے ساتھ
ہی چلیں۔

امرناتھ مہاجن ان دونوں کے اخلاق سے بہت متاثر
ہوا اور ان دونوں چوروں کے ساتھ ہی کاشی کی طرف
روانہ ہو گیا۔

راستے میں گنیش بن پڑتا تھا جو کافی گھنا جنگل تھا اور یہاں چور ڈاکو اکثر یاتریوں اور مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے لیکن مہاجن امرناتھ مطمئن تھا۔ کہ اس کے ساتھ دو پنڈت ہیں میں پاپی ہوں تو کیا ہے شیو بھگوان ان برہمنوں کی طفیل میری حفاظت کریں گے اس غریب کو کیا پتہ تھی کہ بھگوان شیو غریبوں اور بیواؤں کا خون سوش کر اکھٹی کی ہوئی دولت کا نذرانہ قبول نہیں کرتے۔

پھر وہی ہوا راستے میں گنجان جنگل میں جا کر دونوں چوروں نے مہاجن کو قتل کر دیا اور اس کا سونا قبضہ میں لے کر لیا وہ گڑھا کھود کر مہاجن کی لاش چھپانا چاہتے تھے کہ ایک گھوڑا گاڑی کچے راستے پر آتی نظر آتی چور ڈر گئے کہ کہیں کوئی ہم سے بڑا چور ہی نہ ہو لہذا مہاجن کی لاش کو اپنے بستر میں باندھ دیا۔

اس گاڑی کو شری کانت جوگی چلا رہا تھا۔ جس نے ناگ کے جسم پر قبضہ جما رکھا تھا۔ دونوں بناوٹی پنڈت گاڑی دیکھ کر چھپ گئے۔

شری کانت نے ان کے قریب ہی گاڑی روک لی اس کے دل میں تشویش پیدا ہوئی۔ کہ صندوق کھول کر دیکھا ہی نہیں کہ کہیں اس کے ساتھ دھوکہ ہی نہ ہوا ہو

لہذا وہ گاڑی سے اُترا اور اس نے صندوق کو کھول کر دیکھا جو سونے کی اینٹوں سے بھرا ہوا تھا۔

اسی وقت ان دونوں چوروں نے بھی جھانک کر دیکھا اور سونے سے بھرا ہوا صندوق دیکھ کر ان کے منہ میں پانی بھر آیا۔

اب مجبوری یہ تھی کہ ایک نعش پہلے ہی ان کے پاس موجود تھی۔ پھر انہوں نے ایک ترکیب سوچ ہی لی اور اس جگہ سے آگے بڑھ گئے۔

تھوڑا استانے کے بعد جوگی پھر گاڑی پر آ بیٹھا۔ اور اسے ہانک دیا۔

تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ دونوں پنڈت سامنے آ گئے اور ہاتھ جوڑ کر کہا

ہم کاشی سے آئے ہیں اور آگے رام نگر جانا ہے رات کا وقت ہے آپ ہمیں بھی وہاں تک ساتھ لے چلیں۔

جوگی نے سوچا

میں اکیلا تو ہوں ہی چلو یہ بے ضرر پنڈت ہیں سفر بھی آرام سے کٹ جائے گا اور ان دونوں پر احسان بھی ہو جائے گا۔

دونوں جوگی کے ساتھ ہی کوچوان والی جگہ پر بیٹھ گئے

اور اپنا بستر جس میں مہاجن کی نعش تھی اندر رکھ دیا۔ یہاں
انہوں نے باتوں باتوں میں معلوم کر لیا کہ جوگی کیلاش نگر
جا رہا ہے۔

پھر باتوں میں جلدی ہی سفر کٹ گیا اور گاڑی رام نگر
میں داخل ہو گئی۔ یہاں آ کر جوگی نے کہا

دو مترو! رام نگر تو آ گیا میں کسی سرائے میں قیام کروں
گا۔ تمہاری منزل آ گئی ہے اور تم جہاں بھی چاہو جا سکتے
ہو۔

دونوں پنڈتوں نے کہا آپ کی بہت مہربانی۔ آگے کے
سفر کے لئے کسی اور دیالو مہاراج کی بنتی کر لیں گے

جوگی نے کہا آگے جانا ہے تمہاری منزل کون سی ہے
چور چور باتوں ہی باتوں میں معلوم تو کر چکے تھے کہ جوگی کی منزل
کیلاش نگر ہے لہذا انہوں نے کہا

منزل تو ہماری کیلاش نگر ہے۔

جوگی نے کہا

واہ! یہ بھی خوب رہی ارے بھائی میں بھی تو کیلاش نگر
ہی جا رہا ہوں راستے میں ٹھہر ٹھہر کر جانا ہو گا گھوڑے کو
آرام اور چارے پانی کی بھی ضرورت ہے۔

چوروں نے کہا

مہاراج!

ہمیں بھی کوئی جلدی نہیں ہے بس آپ سے دل بل گیا ہے
اس لئے ساتھ اچھا رہے گا اور سفر بھی جلدی ہی کٹ
جائے گا۔

جوگی فوراً ہی راضی ہو گیا۔

یہ تینوں ایک سرائے میں ٹھہر گئے جوگی تو گھوڑے کے
چارے پانی کے بندوبست میں لگ گیا اور دونوں چوروں
نے ایک سازش تیار کر لی۔ یہ دونوں چور استاد شاگرد
تھے۔

استاد نے کہا

چیلے! ایک ترکیب سوجھ گئی ہے ہمیں مہاجن کی لاش
کی بہت فکر تھی کہ اس سے کیسے پیچھا چھوٹے گا اور میں
راستے بھر یہ سوچتا آیا ہوں کہ سونے سے بھرا ہوا صندوق
ہمارا کیسے ہو گا۔

شاگرد نے کہا تو پھر جلدی ہی بتا دو گرو! ورنہ وہ آ
جاتے گا۔

گرو نے کہا

سن بیٹا! اب سونے کے لئے دوسرے قتل کی ضرورت
نہیں پڑے گی۔ ہم اس صندوق سے سونا اپنے بستر میں ڈال

لیں گے۔ پہلے ہی لاش کی وجہ سے بہت بڑا نظر آ رہا ہے
اور لاش کو نکال کر صندوق میں بند کر دیں گے۔ اور یہاں
سے ہو جائیں گے رفو چکر اور یہ دیالو مہاراج مہاجن کے قتل
کے الزام میں پکڑے جائیں گے اور رہ جائیں گے اندر۔ شاگرد
نے کہا

واہ گرو!

مان گئے تمہیں کیا ترکیب سوچی ہے نہ ہینگ لگے نہ پھٹکڑی
اور رنگ چوکھا آئے۔ ورنہ لاش کو ٹھکانے لگانے کے خیال
نے مجھے پریشان کر رکھا تھا۔ تو اب دیر کیا ہے جلدی سے کام
دکھا دو۔

گرو نے کہا

دھیرج بیٹے! گرم گرم کھانے سے منہ جل جاتا ہے یہ کام
ہو گا آدھی رات کو۔ تاکہ ہم فوراً ہی یہاں سے سب کو غافل
پا کر نکل جائیں۔

چیلے نے کہا سوا سولہ آنے ٹھیک ہے۔

اتنی دیر میں جوگی آ گیا اور اس نے کہا

دوستو! میں تو پیٹ پوجا کر آیا ہوں جاؤ تم دونوں بھی
نپٹ آؤ!

دونوں نے بہانہ بنا دیا کہ ہمارا تو پہلے ہی کاشی مندر

ل اور حلوہ کھا کھا کر ہاضمہ خراب ہو گیا ہے اس لئے رات
رنے کا خیال ہے۔

وگی نے کہا! معاف کرنا میں بہت تھکا ہوا ہوں آرام
کا۔

وروں نے کہا

ہاراج! ہم بھی پیدل اتنے چلے ہیں کہ اب آنکھیں بند
ی ہیں۔

جوگی اپنی چادر زمین پر بچھا کر سو گیا اور چوروں نے
سادھ لی۔

ڑی ہی دیر بعد جوگی کے خراٹوں کی آواز کمرے میں
گی لیکن چور محتاط تھے۔ انہوں نے آدھی رات کو
ے چوری کر کے نکلنا تھا اس لئے آدھی رات کا
کر رہے تھے۔

ی رات کے وقت گرو نے باہر نکل کر چکر لگایا سب
و رہے تھے وہ واپس آیا اور چیلے کی مدد سے بستر
جن کی لاش نکالی اور صندوق سے سونا نکال کر
باندھ لیا اور لاش اٹھا کر صندوق میں ڈال کر اسے
یا۔

ر دونوں نے بستر اٹھایا اور اس جگہ آ گئے۔ جہاں جوگی

کی گاڑی اور گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ چیلے نے اپنا بستر گاڑی کے
اندر رکھا اور گرو نے گاڑی میں گھوڑا جوتا۔ اور پھر دونوں یہاں
گھوڑا گاڑی پر بیٹھ کر فرار ہو گئے۔

صبح کے وقت سرائے کا نوکر جو کمرے کی صفائی کر
آیا تو اسے گوشت کے سڑنے کی بو محسوس ہوئی۔ اس
چاروں طرف دیکھا کوئی ایسی چیز نہ تھی سوائے صندوق
جوگی ابھی تک گھوڑے بیچ کر سو رہا تھا۔ نوکر صندوق
پاس گیا تو بُو اس کے اندر سے آ رہی تھی صندوق میں
وغیرہ تو تھا نہیں اس نے چوری سے اس کا ڈھکنا اُٹھا
جو دیکھا تو ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے وہ بھاگا ہوا مالک
پاس گیا اور اسے سارا قصہ کہہ سنایا مالک بھاگم بھاگ راجا
کوتوال کے پاس گیا اور اسے اطلاع دی کہ سرائے میں
مسافر ٹھہرا ہوا ہے جس کے صندوق میں لاش ہے۔

کوتوال سپاہی لے کر موقعہ واردات پر پہنچ گیا اور کمرے
میں داخل ہوا جوگی ابھی تک سویا ہوا تھا کوتوال نے اسے
اور کہا

یہاں ایک قتل کی واردات ہو گئی تھی ہمیں معلوم ہوا ہے
لاش تمہارے صندوق میں ہے۔

جوگی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

مہاراج! میرے صندوق میں لاش کا کیا کام آپ خود ہی
لیں۔

جوں ہی کوتوال نے صندوق کو کھولا جوگی کے پاؤں تلے
زمین نکل گئی۔ صندوق میں سونے کی بجائے ایک لاش پڑی
تھی۔

جوگی نے اپنا ماتھا پیٹ لیا اور کہا

مہاراج میں لٹ گیا اس میں میری عمر بھر کی کمائی تھی وہ
بدمعاش مجھے چھل گئے میرا سونا لے گئے اور لاش صندوق
ڈال گئے۔ وہ دونوں پنڈت تھے۔

کوتوال نے کہا

تم تو چلو بعد میں تمہارے ساتھیوں کو بھی تلاش کر لیں گے
پاہیوں سے کہا

صندوق لے چلو

اب جوگی بہت گھبرایا اور سوچنے لگا پہلے قتل میں تو راجا
سونے سے بھرا ہوا صندوق دے دیا تھا۔ مگر اب میری
نہیں۔

وہ کوتوال کے ساتھ باہر آیا تو گھوڑا اور گاڑی بھی غائب تھی
جوگی نے کہا فریاد ہے مائی باپ وہ چور میری گاڑی اور
بھی لے گئے ہیں۔

کوتوال نے کہا آپ فکر نہ کریں ان کو بھی پکڑ لیں گے۔ لیکن پہلے آپ تو پدھاریں کیوں کہ سرکاری مہمان خانہ آپ کا انتظار کر رہا ہے۔

تھانے میں لا کر کوتوال نے جوگی کو حوالات میں بند کر دیا اور کہا۔

ہم تو کئی مہینوں سے پریشان ہیں۔ دن دہاڑے مسافر لٹ جاتے ہیں اور قتل کر دیئے جاتے ہیں یہ کوئی بیالیسویں لاش ہے۔ گھبرائیں نہیں ابھی اکتالیس لاشوں کا حساب آپ سے اور لینا ہے اگر خیریت چاہتے ہو تو سب کچھ بتا دو اور مان لو تم یہ وارداتیں کئی مہینوں سے کر رہے ہو ورنہ یاد رکھو میرا نام ہاتھی مل ہے۔ جسم پر کھال نام کی کوئی شے نہیں رہے گی۔ تم نے تو ہماری راتوں کی نیند اور دن کا چین خراب کر رکھا ہے اتنی مار پڑے گی کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جائے گا۔ پھر اس نے ایک سپاہی سے کہا کہ ظالم چند کو بلا کر لاؤ ایک قوی الجثہ کالا بھجنگ اور بڑی بڑی مونچھوں والا جلاد نما سپاہی داخل ہوا۔

ہاتھی مل کوتوال نے کہا

ظالم چند!

قاتل گرفتار ہو کر آ گیا ہے سبح جب میں آؤں تو یہ بیالیس خون

مان چکا ہو کہ اس کا کارنامہ ہے۔

ظالم چند نے بھدا سا قہقہہ لگاتے ہوئے کہا

کوتوال جی اگر یہ فولاد کا بھی بنا ہوا ہے تو آپ کوئی فکر نہ کریں۔ ظالم چند اسے پگھلا کر موم بنا دینے کی شکتی رکھتا ہے۔

کوتوال چلا گیا تو ظالم سنگھ نے جوگی سے کہا اپنے بھگوان کو یاد کر سے میں ذرا تیل میں بھیگا ہوا اپنا بید لے آؤں۔

اب جوگی نے سوچا مجھے یہ بتیا ناگ کے سر ڈال کر خود نکل جانا چاہیئے ورنہ اس شکنجے میں پھنس گیا تو پھر چھٹکارا مشکل ہو جائے گا ناگ اگر بچ گیا تو اس کے جسم پر پھر قبضہ جما لوں گا اس وقت تک ان چوروں کا پیچھا کرنا چاہیے پھر جوگی شری کانت نے ناگ کے جسم سے اپنا ناطہ توڑ لیا اور خود اپنے اصلی جسم چمگادڑ میں آ گیا۔ جوں ہی شری کانت نے ناگ کو آزاد کیا ناگ کی طاقت اور یادداشت واپس آ گئی اس نے اپنے آپ کو قید میں دیکھا اور اپنے ذہن پر زور دے کر یاد کیا شری کانت نے چمگادڑ کے روپ میں ہا تمہاری یادداشت واپس آ جائے گی میں نے یعنی شری کانت جو۔ نے تیرے شریر پر قبضہ جما رکھا تھا۔ اب تجھے موت کے حوالے کر کے جا رہا ہوں اگر تو زندہ بچ گیا تو پھر تیرے شریر پر قبضہ جما

لوں گا۔ تو اسے سب کچھ یاد آ گیا اسے وہ مجبور اور بے
لڑکی کلاوتی بھی یاد آ گئی۔ جس کو ظالموں کے پنجے سے چھڑا
وہ جا رہا تھا۔

پھر جوں ہی ظالم سنگھ بیدے کر مونچھوں کو تاؤ دیتا ہوا
حوالات میں آیا ناگ مکھی بن کر نکل چکا تھا جب کہ چمگادڑ
پہلے ہی فرار ہو گئی تھی۔

○

اپنی قبر آپ کھودو

بلیک لائن نے حیرت سے عنبر کی طرف دیکھا اور عنبر
نے بلیک لائن کو۔ اس سے پہلے کہ دونوں ایک دوسرے
سے کوئی سوال کریں انہوں نے بہت سے گھوڑوں کی
ٹاپیں سُنیں جو موت کی وادی میں داخل ہو گئے تھے
دونوں سمجھ گئے کہ یہ دشمن ہیں دوست نہیں۔

بلا شبہ یہ سرکاری پولیس تھی جس کے ایک جیالے سپاہی
نے ایک ڈاکو کے کپڑے پہن کر ان لوگوں کا پیچھا کیا
تھا جب یہ خزانہ لے کر موت کی وادی میں داخل ہو
رہے تھے۔ اور پھر اس نے اپنے گھوڑے کا رُخ شہر کی
طرف موڑ دیا تھا اور احکامِ بالا کو آگاہ کر دیا تھا اور
اب قانون کے محافظ اپنی پوری طاقت لے کر رات ہی کو
موت کی وادی پر ٹوٹ پڑے تھے۔

عنبر کو اپنے یہاں آنے کا جواز مل گیا تھا اور اس
نے کہا

سردار مجھے یہاں پہنچنے میں اس لیے دیر ہو گئی کہ
تیرا پتہ نہ تھا اور کسی ساتھی کو بھی تمہیں تیری تلاش میں
دیر ہو گئی کہ دشمن ہمارے گھر تک پہنچ گیا۔
بلیک لائن نے کہا
اپنا گھوڑا میرے حوالے کر دو میرے پاس وقت نہیں
اور تم اندر سے کاٹھی منگوا کر میرے گھوڑے پر میرے
چلا آ ۔ بعض وقت زیادہ احتیاط بھی انسان کو لے ڈوبتی
مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے کاش میں نے
پہلے ہی اپنے ٹھکانے سے باخبر رکھا ہوتا ۔ میں جا
اور کوشش کروں گا کہ خزانے کو بچانے میں کامیاب ہو
تو بھی جلد ہی چلا آ ۔ پھر بلیک لائن عنبر کے گھوڑے پر
ہی جست میں سوار ہو کر ہوا ہو گیا۔
عنبر نے ٹھنڈی سانس لے کر آسمان کی طرف دیکھا
جوں ہی دروازے میں داخل ہونے لگا ورجینیا کا ٹھی
کھڑی تھی ۔ عنبر نے کہا وقت کم ہے صرف اتنا بتا دو
تمہارا نام کیا ہے۔
ورجینیا نے کہا لونڈی کو کسی بھی نام سے پکار سکتے
تو اپنا نام اپنے ماضی ساتھ ہی چھوڑ آتی ہے
عنبر نے کہا مجھے دشمن نہیں دوست سمجھ کر مجھ پر

نادار
کرو اور صرف اتنا بتا دو کیا تم ہی جارج کی بیوی ورجینیا
جس کی جدائی میں وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا ہے
کیا تم ہی معصوم سوٹی کی ماں ہو جو اب بھی تمہیں یاد کر
کے روتی ہے۔
ورجینیا ضبط کے باوجود سسکیاں لے کر رونے لگی اور
اس نے کہا خدا کے لیے خاموش ہو جاؤ اور میرے زخموں
کو اس طرح نہ کریدو۔ میں ہی وہ بدنصیب ہوں جسے ایک
دم موت نہیں آتی میں لمحے لمحے بعد مرتی ہوں لیکن زندگی
پھر مجھے زندوں میں گھسیٹ لیتی ہے۔ یہ کیسی سزا ہے جو ختم
نہیں ہوتی۔
عنبر نے کہا
صبر سے کام لو ورجینیا میں تمہیں لے جانے کے لیے اپنی
جان ہتھیلی پر رکھ کر یہاں آیا ہوں۔ میں تمہیں اس وقت یہاں
سے لے جا سکتا ہوں لیکن یہ تمہارے حق میں بہتر نہیں۔ بلیک
لائن ایک بہت ضدی اور ظالم آدمی ہے وہ اسے اپنی انا
کا مسئلہ بنا کر تمہیں دوبارہ اغوا کر لائے گا۔ تمہاری آزادی
کے لیے اس کی موت ضروری ہے۔ اگر وہ اس معرکے میں
بچ بھی گیا تو مجھے اس کو ختم کرنا ہو گا۔ اور تمہیں یہ اذیتیں
کچھ دیر کے لیے اور برداشت کرنا ہوں گی اس کی موت

ری زندگی ہے۔ میں جا رہا ہوں شاید پھر جلدی موقعہ نہ
ملے لیکن گھبرانا نہیں میں نے جارج اور سوینی سے وعدہ کیا
ہے کہ تمہیں واپس لے کر آؤں گا۔ اور یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا
وقت کم ہے میں جا رہا ہوں۔

ورجینیا اس عظیم آدمی کو گھوڑے پر دور جاتے ہوئے
دیکھتی رہی۔ جس نے اپنی زندگی اس کی آزادی کے لئے
داؤ پر لگا دی تھی۔ اس کی ڈوبتی ہوئی زندگی کی ناؤ کو
ایک دفعہ پھر کنارہ نظر آنے لگا تھا۔ اور اس کی بے
تابیوں میں اضافہ ہو گیا تھا اسے اپنا خاوند۔ اپنا گھر
اور اپنی پیاری بیٹی ننھی سوینی بہت شدت سے ساتھ یاد
آ رہے تھے۔

پولیس نے ڈاکوؤں کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا کیونکہ
ڈاکوؤں کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ پولیس
اس طرح دبے پاؤں آئے گی کہ انہیں تیاری کا موقعہ
بھی نہ ملے گا۔ لیکن اس کے باوجود ڈاکو نہایت دلیری سے
پولیس کا مقابلہ کر رہے تھے۔

جب بلیک لائن وہاں پہنچا دونوں میں گھمسان کی جنگ
ہو رہی تھی اور تلواروں کی جھنکار سے کان پڑی آواز بھی
سنائی نہ دے رہی تھی۔

بلیک لائن ابن الوقت اور خود غرض آدمی تھا اسے وفادار
ساتھیوں کی بجائے سونے کی ضرورت تھی وہ عمارت کا
چکر کاٹ کر سپاہیوں کی نظر سے بچتا بچاتا عمارت میں
داخل ہوا اور نہایت ہوشیاری سے طویل راہداری طے
کی اور اپنے کمرے میں داخل ہو گیا جہاں سونے کے
صندوق رکھے ہوئے تھے۔

اس نے جلدی سے دروازہ اندر سے بند کر لیا اور
اطمینان کر لینے کے بعد کہ اس کے سوا کوئی دوسرا آدمی
یہاں موجود نہیں فرش سے ایک قالین اٹھایا جہاں ایک
دروازہ بالکل فرش میں پیوست تھا بلیک لائن نے اپنی
جیب سے ایک لمبی چابی نکال کر سوراخ میں ڈال کر گھمائی تو
تالا کھل گیا اور چابی ہینڈل کا کام دینے لگی جسے پکڑ کر
اس نے دروازے کو باہر کھینچ لیا دروازہ کھل گیا اندر
سیڑھیاں تھیں اس نے ایک لمبی رسی اپنے کمرے سے
اٹھائی۔ اور تمام صندوقوں کو ایک ساتھ باندھ کر رسی کے
ذریعے اس تہہ خانے میں اتار دیا پھر سیڑھیوں سے خود
اتر کر اس نے تہہ خانے کا دروازہ بند کر دیا۔ تہہ خانے
کے اندر ایک سرنگ دور جا کر نکلتی تھی۔ تہہ خانے کے
اندر لکڑی کی ایک گاڑی کھڑی تھی۔ بلیک لائن نے

اس پر تمام صندوق رکھے اور انہیں سرنگ کے درواز
تک لے گیا۔

دروانے کا اختتام پہاڑی میں بنے ہوئے ایک غار
ہوتا تھا اس نے تمام صندوق غار میں پہنچا دیئے پھر وہ
سرنگ سے واپس اپنے کمرے میں آیا اور اس نے فرش کو
کرکے اوپر قالین بچھا دیا اور اس پر فرنیچر آراستہ کر دیا
دروازہ کھول کر پھر راہداری سے باہر آیا اور عمارت
باہر نکل گیا۔

اس نے آکر دیکھا بیشتر ڈاکو مارے گئے تھے
صرف چند ایک ہی مزاحمت کر رہے تھے۔ وہ چھپتا ہوا
پھر اس جگہ آیا جہاں بگھی موجود تھی۔ بلیک لائن بگھی میں
ہو گیا۔

عنبر جب یہاں پہنچا تو اس نے دیکھا کہ اندھیرے
سرکاری بگھی آہستہ آہستہ ایک سمت جا رہی ہے

دوسری طرف بقایا ڈاکو گرفتار ہو چکے تھے اور
پولیس ان سے بلیک لائن اور خزانے کے متعلق معلوم کر
تھی اسی وقت بلیک لائن سونے کے صندوق بگھی میں
چکا تھا۔ پھر وہ خود کوچوان کی جگہ بیٹھ گیا اور بگھی کو پہاڑ
کے پُر پیچ راستے پر ڈال دیا۔

دوسری طرف پولیس نے تمام عمارت کا چپہ چپہ چھان مارا
ن خزانے کا پتہ نہ مل سکا۔ ڈاکوؤں نے بتایا کہ ہم نے
م صندوق بلیک لائن کے کمرے میں رکھ دیئے تھے۔ جو
ب وہاں نہیں تھے۔ پولیس بہت پریشان تھی کہ اتنے خفیہ
ن کے باوجود نہ تو وہ خزانہ ہی برآمد کر سکی تھی اور نہ ہی
ب لائن کو گرفتار کر سکے تھے۔ بقایا ڈاکو تو کرائے کے ٹٹو تھے
ں کوئی حیثیت نہ تھی۔

شیرف غصے سے اپنے ہونٹ کاٹ رہا تھا اور اپنی ناکامی
بہت پریشان تھا۔ کہ حکام بالا کو کیا جواب دے گا۔

دوسری طرف بلیک لائن بگھی کو لے کر اب ایک گھنے جنگل
جا پہنچا تھا۔ جو چھپنے کے لئے نہایت موزوں جگہ تھی اس
بگھی کو روک دیا اور خود نیچے اتر آیا پھر اس نے بگھی سے
بیلچہ نما لوہے کی چیز نکالی اور زمین کو کھودنے لگا۔
ڑی ہی دیر بعد اس نے خاصی گہری اور چوڑی جگہ کھود کر
دوق دفن کرنے کے لئے بنا لی تھی پھر جوں ہی اس نے
دوق اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا عنبر مع ملواد کے بگھی
برآمد ہو گیا۔

بلیک لائن نے خوش ہو کے کہا تم!

عنبر نے کہا ہاں! اس امانت کو ہاتھ نہ لگانا بلیک لائن یہ

قومی ملکیت ہے۔

بلیک لائن نے جلدی سے کھدائی والا ہتھیار اُٹھا اور کہا کیا
میں سمجھ لوں کہ تم بغاوت پر آمادہ ہو؟

عنبر نے کہا

بڑی مشکل سے یہ وقت ہاتھ آیا ہے۔ سردار موت کی
وادی تمہارے ساتھیوں کا قبرستان بن چکی ہے۔ اب تم تنہا ہو
اور میں بھی تنہا ہوں مجھے اتنا کمزور نہ سمجھ لو۔

عنبر اگر سونے کے لالچ نے تمہاری وفاداری کو
بدل دیا ہے۔ تو میں تمہیں حصہ بھی دے سکتا ہوں اس شرط
پر کہ پھر دوبارہ مجھے صورت نہ دکھاؤ گے۔

عنبر نے کہا

بے وقوف ہو بلیک لائن! تمہیں اپنی آنکھ پر بڑا بھروسہ تھا
جو کھوٹے اور کھرے کی پہچان کر لیتی ہے۔ تم نے مجھے کسوٹی پر
بھی پرکھ کر دیکھا لیکن پھر بھی مجھے پہچان نہ سکے نہ ہی میں کوئی
ڈاکو ہوں اور نہ ہی قانون شکن ہوں۔ مجھے جہاں کی دولت بھی
عزیز نہیں۔ پہلے میں یہاں ایک چیز صرف تم سے چھیننے کے
لئے آیا تھا اور وہ تھی ایک شریف نیک اور امن پسند شہری کی
بیوی ورجینا! لیکن اب، میرے ضمیر نے دوسری ذمہ داری بھی
میرے کندھوں پر ڈال دی ہے وہ ہے قومی اور ملکی خزانے کو

دوبارہ سرکاری تحویل میں پہنچانا۔

بلیک لائن نے کہا شیر کے منہ کا نوالہ چھیننے آئے ہو۔ تمہاری
جرأت کی داد دیتا ہوں لیکن تمہاری عقل پر ماتم کرنے کو
جی چاہتا ہے۔ کہ تم نے شیر کی طاقت کا اندازہ ہی نہیں
لگایا ہے۔

عنبر نے طنز کی اور کہا

یہ دوسری بے وقوفی کی بات کی ہے تم نے، حالاں کہ تم
میری طاقت کا مظاہرہ دیکھ چکے ہو کہ کس طرح میں نے اس
جوان چیتے کو چیر کر رکھ دیا تھا۔

بلیک لائن نے کہا اس لئے کہ وہ جانور تھا اس میں طاقت
تو تھی عقل نہ تھی۔ لیکن یہاں تمہارا مقابلہ جس درندے سے ہے
اس میں طاقت کے ساتھ عقل بھی شامل ہے۔

عنبر نے کہا تمہاری عقل کا تو میں قائل ہو چکا ہوں دوبہت
کہ تم نے اپنی قبر اپنے ہی ہاتھوں سے تیار کر
لی ہے۔

بلیک لائن نے عنبر کو غافل دیکھ کر بھرپور وار بیلچے کا اس
کے سر پر کر دیا۔ بیلچہ عنبر کے سر پر لگ کر اس طرح اچھل گیا
جیسے کسی فولاد پر ہتھوڑے کی ضرب لگانے سے ہتھوڑا اچھل
جاتا ہے۔

اپنے اس بھرپور وار کو ناکام جاتے دیکھ کر بلیک لائن نے
حیرت سے عنبر کی طرف دیکھا اور جلدی سے اپنی بیلٹ سے خنجر
نکال کر عنبر کے پیٹ میں گھونپ دیا جو گوشت میں اترنے کی
بجائے ٹیڑھا ہوگیا۔

بلیک لائن نے دیکھے بغیر ہی عنبر کے پیٹ میں تین چار
اندھادھند وار کر دیئے۔ اور بالآخر خنجر ٹوٹ کر گر گیا اور عنبر
کے پیٹ پر خراش تک نہ آئی۔

عنبر کو مسکراتا دیکھ کر بلیک لائن نے کہا

تم **کیا** بلا ہو مجھے انسان نہیں لگتے تمہارا جسم گوشت کا
نہیں لوہے کا بنا ہوا لگتا ہے۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں
نے اپنی پوری زندگی میں تم جیسا آدمی نہیں دیکھا مجھے خوشی ہو
گی اگر ہم کسی ایک بات پر متفق ہو جائیں اور دونوں دوست
بن جائیں۔ جہاں تک دوبیا کا تعلق ہے تم اسے لے جا
سکتے ہو لیکن جہاں تک سونے کا تعلق ہے اس میں سے اپنا
حصہ تو لے سکتے ہو لیکن باقی کوئی دوسری تجویز میرے لئے
قابل قبول نہیں۔

عنبر نے کہا۔ بلیک لائن!

زندگی سونے سے زیادہ قیمتی شے ہوتی ہے۔ سونے کے بدلے
نہ گنواؤ۔ اس سونے میں سے ایک رتی بھی نہ لوں گا اور

...یہ امانت ہے اسے واپس کردو۔

بلیک لائن نے جواب دیا

تو مصالحت کی ہر امید ختم ہوگئی۔ میں باوجود سمجھتے ہوئے
کہ تم انسان سے زیادہ مخصوص طاقت کے مالک ہو۔ بزدلوں کی طرح
سونا تمہارے حوالے نہیں کر سکتا مقابلے کے لئے تیار ہو

پھر بلیک لائن نے تابڑ توڑ حملے عنبر پر شروع کر دیئے
عنبر صرف اس کے وار ہی روکتا رہا یہاں تک کہ وہ تھک کر
ہانپنے لگا۔

تب عنبر نے اسے اپنے دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھایا اور
زمین پر دے مارا۔

بلیک لائن کے منہ سے بے چیخ نکل گئی اس کی کمر کی ہڈی ٹوٹ
گئی تھی۔ لیکن بلیک لائن نے زمین پر پڑے پڑے ہی عنبر کی
ٹانگوں کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور کہا

یہ سونا میرا ہے میں تمہیں اسے واپس نہیں لے جانے دوں
گا میں واپس نہیں لے جانے دوں گا۔

عنبر نے ایک ٹھوکر اس کے سر پر ماری۔ بلیک لائن کا بھیجا
باہر آ گیا اور وہ اپنے ہی کھودے ہوئے گڑھے میں جا گرا اور

ختم ہو گیا۔ عنبر نے بیلچے سے گڑھے میں مٹی ڈالتے ہوئے کہا
دوست! میں نے تو تمہاری جان بچانے کی بہت کوشش کی
تھی۔ حالانکہ یہ انصاف کے خلاف بات تھی۔ ظالم پر رحم کرنا
بہت بڑا گناہ ہے اور پھر تم تو کئی انسانوں کے قاتل بھی ہو۔
خدا کے ہاں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں آخر مظلوموں کی آہ رنگ
لا کر رہی۔ اور تم کتے کی موت مارے گئے۔

پھر عنبر نے بگھی پر بیٹھ کر کوچوان کی جگہ سنبھال لی اور
بگھی کو لے کر کوٹھی کے بغلے ہوتے ہوئے اس مکان پر آ کر رکا جہاں
ورجینیا تھی۔

ورجینیا نے کھڑکی سے بگھی رکتی دیکھی تو دروازے پر آ
گئی جہاں عنبر موجود تھا۔

پھر عنبر نے کہا

رہائی مبارک ہو ورجینیا!

بلیک لائٹ کو قبر میں اتار کر آیا ہوں۔ میں نے کہا تھا نا کہ
تمہاری رہائی بلیک لائٹ کی موت کے بعد ہی ممکن ہے آج
وہ ظالم مر گیا ہے جو انسانیت کے نام پر سیاہ داغ تھا وہ
ننگِ قوم اور ننگِ وطن تھا۔ اب تم آزاد ہو بے خوف ہو کر
بگھی میں چلی آؤ۔ تاکہ میں تمہیں معصوم اور پیاری سی بچی سونپ
کر تحفے کے طور پر پیش کر دوں۔ جو ہر روز اپنے انکل کی

راہ دیکھ رہی ہوگی۔ اور تمہیں دیکھ کر جارج کی بے قراری کو بھی
قرار آ جائے گا۔

ورجینیا کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ عنبر نے آنسو پونچھتے ہوئے
کہا

پیاری بہن! خوشی کے موقع پر آنسو نہیں مسکراہٹ اچھی
لگتی ہے۔

ورجینیا نے کہا

بھائی! تم میرے دل کی بے قراری کو محسوس نہیں کر سکتے
میں اب بھی ڈر رہی ہوں کہ زندگی دغا نہ دے جائے اور
میں اپنے خاوند اور بچی کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی نہ مر جاؤں

عنبر نے کہا

اس وہم کو دل سے نکال دو بہن اور خدا پر بھروسہ رکھو
وہ ایک نیک دل انسان اور ایک معصوم بچی کا دل کبھی
نہیں توڑے گا۔

پھر عنبر نے جلدی سے ورجینیا کو بگھی میں سوار کروایا اور
تیزی سے گھوڑوں کی راسیں شہر کی طرف موڑ دیں اور آٹھ گھوڑے
اس بگھی کو لے کر ہوا کی طرح اڑنے لگے راستے میں ورجینیا
نے کہا۔

بھائی! میرا دل بھلا جانے کیوں بیٹھا جا رہا ہے کسی کروٹ

بھی چین نہیں آرہا۔

عنبر نے کہا یہ بے قراری صرف جلد از جلد اپنوں سے ملنے کے لئے ہے بہن۔ جہاں اتنے دن صبر کیا ہے چند گھنٹے اور گزار لو۔

پھر یہ طویل سفر بھی آخر ختم ہو ہی گیا اور عنبر نے کہا کہ بہن پہلے تمہیں گھر پہنچاؤں گا اور پھر یہ امانت احکام بالا کے سپرد کروں گا۔

ورجنیا! تم بگھی میں ہی بیٹھی رہنا پہلے میں گھر جاؤں گا اور پیاری بیٹی سویٹی سے کہوں گا

بیٹے! دیکھ تمہارا انکل آگیا ہے۔ وہ مجھے کہے گی انکل آپ کو اپنا وعدہ یاد ہے میں انجان بن کر کہوں گا

کون سا وعدہ بیٹے!

وہ ناراض ہو کر کہے گی

بھول گئے انکل! آپ نے کہا تھا جب میں واپس آؤں گا تو تمہارے لئے ایک بہت ہی قیمتی تحفہ لاؤں گا۔ میں کہوں گا

ارے۔۔۔۔۔۔

میں تو بھول ہی گیا۔

وہ منہ بسور کر کہے گی جاؤ انکل ہم آپ سے نہیں بولتے۔

پھر میں اسے مناتے ہوئے کہوں گا

ارے پگلی! تمہارا انکل بھلا اپنا وعدہ بھول سکتا ہے تمہارا تحفہ باہر بگھی میں پڑا ہے۔

وہ بھاگ کر بگھی کے پاس آئے گی اور پھر وہ اٹھا کر اندر داخل ہو گی اور پھر تمہیں دیکھ کر ممی کہہ کر۔۔۔۔

بس کریں بھائی کہیں خوشی سے میرے دل کی دھڑکن ہی نہ رک جائے آپ مہربانی کر کے اندر دیر نہ لگا دیں کیوں کہ اب جدائی کی ایک ایک گھڑی میرے لئے قیامت سے کم نہ ہو گی۔

عنبر نے کہا اچھا بابا دیر نہیں لگاؤں گا۔ لو آگیا تمہارا گھر۔ عنبر نے بگھی روک دی اور اُتر کر اندر داخل ہو گیا۔ باغیچے سے گزرنے کے بعد جب وہ دروازے پر پہنچا تو وہاں تالہ لگا ہوا تھا۔

عنبر کا دل دھک سے رہ گیا وہ واپس آیا اور باہر بیٹھے ہوئے ایک آدمی سے پوچھا کہ جارج کہاں ہے؟

اس آدمی نے بتایا کیا بتاؤں صاحب وہ بے چارہ تو ہسپتال میں پڑا ہے۔

عنبر نے کہا کیا ہوا

ورجنیا بھی باہر نکل آئی!

اس آدمی نے بتایا کہ ان کی بچی سکول گئی ہوئی تھی۔ واپسی

پر جارج صاحب کو ذرا دیر ہو گئی تو بچی خود ہی گھر کی طرف
چل دی راستے میں خدا جانے کہاں چلی گئی ۔ جارج صاحب کو
جب پتہ چلا کہ ان کی بچی کھو گئی ہے ۔ انہیں ایسا صدمہ ہوا کہ
دل کا دورہ پڑ گیا ہم لوگ جلدی ہی انہیں بگھی میں ڈال کر
ہسپتال لے گئے۔

ورجینیا چیخ چیخ کر رونے لگی اور کہنے لگی

دیکھا بھیا! میں نہ کہتی تھی ۔ میرا دل اسی لئے بے قرار تھا ۔
ہائے میری بچی میں بھی کتنی بدنصیب ہوں جب خود مصیبت کے
دن گزار کر آئی ہوں تو میری بچی مصیبت میں پڑ گئی ۔

عنبر نے کہا

حوصلہ رکھو بہن! ہم پہلے ہسپتال جارج کے پاس چلتے ہیں میں
تمہیں وہاں چھوڑ کر اور یہ امانت واپس کر کے پھر تمہارے
پاس آ جاؤں گا اور بہن فکر نہ کرو میں بچی کو ضرور تلاش کر کے
لاؤں گا ۔

عنبر نے ایک دفعہ پھر کوچوان کی جگہ سنبھال لی اور بگھی کا
رُخ ہسپتال کی طرف موڑ دیا ۔

دوسری طرف جارج بستر پر پڑا ہوا تھا اور معالج اس کا معائنہ
کرتے ہوئے کہہ رہا تھا ۔

کتنے افسوس کی بات ہے اس وقت اس کے قریب اس کے

رشتہ داروں کو یہاں ہونا چاہیئے تھا لیکن افسوس! شاید اس کا
یہاں کوئی بھی نہیں ہے جو یہاں رہ کر اس کی تیمار داری
کرے ۔

اسی وقت عنبر اور ورجینیا اندر داخل ہوئے ۔

ورجینیا نے جو جارج کو دیکھا چیخ مار کر اس کے اوپر جاگری
اور رونے لگی ۔

عنبر نے معالج سے کہا یہ ان کی بیوی ہے

معالج نے کہا

یہ بچی کے کھو جانے کے صدمے سے اس حالت کو پہنچے ہیں
ان کی بچی ملی یا نہیں ۔

عنبر نے کہا

خدا نے چاہا تو مل جائے گی اگر مل گئی ہوتی تو وہ بھی
ساتھ ہی یہاں آتی ۔

معالج نے کہا

یہ دل کا معاملہ بھی عجیب ہوتا ہے صاحب! آپ ان کو
اس بری حالت میں دیکھ رہے ہیں یہ لمحہ بہ لمحہ موت کے
قریب جا رہے ہیں اب اگر ان کی بچی مل جائے تو آپ
خود دیکھیں گے کہ ان کو تندرست ہونے میں کتنے گھنٹے
لگتے ہیں یہ بہتر ہوا آپ لوگ ان کی نگرانی کے لئے آ گئے ہیں

اچھا میں پھر آؤں گا!

معالج کے جانے کے بعد عنبر نے ورجنیا کو تسلی دی اس کے آنسو پونچھے اور کہا

میں ابھی آتا ہوں اور پھر سوئیٹی کے لئے میں خود بھاگ دوڑ کروں گا مجھے امید ہے خدا مجھے مایوس نہیں کرے گا۔ ایک دن میں پھر اس گھر میں اس معصوم بچی کے قہقہے سنوں گا۔

پھر عنبر سونا واپس کرنے چلا گیا اور ورجنیا جارج کی تیمار داری میں لگ گئے۔

○

ناگ اور کلاوتی کی چتا

دیوالی کا تہوار گزر چکا تھا اور مہاراجہ بنارس سے واپس گئے تھے۔ لہذا رات کے وقت کلاوتی کو جیل میں اطلاع ے دی گئی کہ صبح تمہیں آگ میں جلا دیا جائے گا رات بھر میں بھگوان سے اپنے پاپوں کی معافی مانگ لو۔

دوسری طرف ناگ جیل سے باہر آ کر پرندہ بن کر کاشی کی طرف اڑتا ہوا چل پڑا اور چند گھنٹوں کی تیز پرواز کے بعد راجا کی محل کی چھت سے اوپر جا اترا پھر ناگ بن کر رینگتا ہوا رانی کماری چندر مکھی کی خواب گاہ میں داخل ہو گیا۔ یہاں رانی کماری اور ستیش اس کے خاوند کے درمیان گفتگو ہو رہی تھی۔

وہ یہاں ابھی لئے آیا تھا کہ شہر میں تمام لوگ اسے پہچان گئے تھے اور وہ کسی سے بھی کلاوتی کے متعلق دریافت نہ کر سکتا تھا اس نے سوچا تھا کہ رانی کماری سے اس مظلوم
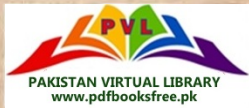
لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل کرے گا اور اسے بتا
گا کہ اس پر کیا بپتا گزر چکی ہے اور اسے اپنی مدد
لیے آمادہ کرے گا۔

وہ سانپ بن کر داخل ہوا تو راج کماری اپنے شوہر
سے ناگ کے بارے میں ہی گفتگو کر رہی تھی۔

وہ کہہ رہی تھی کہ کل بے چاری کلاوتی کو دھرم کی
توہین کرنے اور پنڈت کے قتل کے الزام میں آگ میں
جلا دیا جائے گا۔

ستیش نے راج کماری چندر مکھی سے کہا کہ مجھے ناگ پر
بہت گلہ ہے جو مہاراج سے ایک سونے کے صندوق کے عوض
اپنی پتنی کو بیچ کر چلا گیا اب تقدیر کی ماری کلاوتی کل
ہمیشہ کے لیے جل کر راکھ میں تبدیل ہو جائے گی۔ تم نے
ناگ کی اتنی تعریف کی تھی کہ میں اسے دیوتا ماننے لگا
تھا لیکن اس کی اس حرکت کو دیکھ کر میری نظر میں وہ انسان
بھی نہیں رہا۔

راج کماری نے کہا

میری سمجھ میں خود نہیں آتا کہ اگر ناگ بھیا کو دولت ہی
چاہیے تھی تو وہ میرے بدلے مہاراج سے کافی دولت
انعام میں لے سکتے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے پیار کو کیوں

دیا۔

ناگ سمجھ گیا کہ ساری حرکت اس چمگادڑ کی ہے۔ اب اس
سوچا اگر میں نے اپنی صفائی بیان نہ کی تو ہمیشہ
ماری اور اس کے خاوند کی نظر میں ایک لالچی
سا انسان بن کر رہ جاؤں گا۔ پھر اب جب کہ صبح
ی کو جلایا جا رہا ہے راج کماری کی مدد کے بغیر
ی صورت بھی کلاوتی کو بچانے میں کامیاب نہیں ہو
۔ ناگ نے لوٹ لگائی اور انسان بن گیا پھر اس نے کھانس
دونوں کو اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔

دونوں نے چونک کر اسے دیکھا سامنے ناگ کھڑا تھا۔
ں حیران ہو کر اسے دیکھنے لگے۔

ب ناگ ہی نے اس خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا بہن
مکھی میں تمہارے کمرے میں بغیر اجازت چلے آنے کی
چاہتا ہوں اگر اجازت لینے کی حماقت کرتا تو صبح کلاوتی
ساتھ چتا میں مجھے بھی جلا دیا جاتا۔

دونوں اٹھ کر بیٹھ گئے ناگ نے کہا

میں نے آپ دونوں کی باتیں سن لی ہیں اپنی صفائی میں
یہ ہی کہہ سکتا ہوں کہ جو کچھ ہوا ہے اس میں میرا
نہیں۔

...کار کو بارات لے کر آجاؤ ہم تمہاری
ی کلاوتی سے کر دیں گے اس دن بھی میں نے ہاں اس
کر دی تھی۔ کہ میں سوموار سے پہلے ہی کلاوتی کو اس
گھر سے نکال کر لے جاؤں گا لیکن میری کسی بات کا
تی کو علم نہ تھا۔

پھر جس روز میں کلاوتی کو نکال کر اس شہر سے لے جانے
سوچ رہا تھا۔ ایک جوگی کی بھٹکی ہوئی روح نے مجھے
کر لیا اور میرے دماغ پر قبضہ کر لیا اس طرح کہ
میرا ہی رہا۔ دل اور دماغ اس جوگی کا تھا اس کے
اس مکار جوگی نے سونے کے عوض کلاوتی کو بیچ دیا
وہ سونا بھی اس کے پاس نہ رہا۔

پھر ایک قتل کے الزام میں مجھے پھنسا کر اپنی آتما یعنی
میرے جسم سے نکال کر فرار ہو گیا جب دوبارہ مجھے
آیا اور پتہ چلا کہ میں قتل کے الزام میں پھنس چکا
تو میں وہاں سے فرار ہو گیا آج تمہاری باتوں سے
چلا ہے کہ وہ کلاوتی کے عوض مہاراج سے سونا لے کر
گی ہے۔

راج کماری نے ستیش سے کہا۔ سن لیا آپ نے میں نے
ہی کہا تھا کہ بھائی ناگ ایسا گھٹیا کام کبھی کر ہی

ستیش نے کہا کمال ہے ناگ بھائی آپ کا قصور نہیں تو
کس کا ہے؟ آپ نے خود ہی تو مہاراج سے کلاوتی کا
کر کے سونے سے بھرا صندوق حاصل کیا تھا۔

ناگ نے کہا

تم لوگ حق بجانب ہو جسم بلا شبہ میرا ہی تھا لیکن سو
کا ایک صندوق مجھے نہیں خرید سکتا۔ میں ابھی حکم دوں
دھرتی اپنے اندر کے تمام خزانے میرے قدموں میں
کر دے۔ میں تم دونوں سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ کیوں
راج کماری کو میں اپنی بہن بنا چکا ہے

کلاوتی ایک مظلوم لڑکی ہے۔ اور وہ میری ہمدردی کو
پیار سمجھ کر اپنا پتی بنا چکی ہے۔ حالات ایسے تھے کہ میں
کا دل نہیں توڑ سکتا تھا۔ میرا خیال تھا اُسے ان
سے چھڑا کر کہیں اور لے جاؤں گا اور کسی اچھے سے لڑکے
اس کی شادی کر دوں گا۔

راج کماری نے حیرت سے کہا یہ آپ کیا کہہ رہے
ناگ بھائی۔

ناگ نے کہا بہن یہ بڑا اُلجھا ہوا مسئلہ ہے اگر اسے
تمہیں سمجھاؤں تو بہت وقت درکار ہے لہٰذا میں جو کہہ
ہوں اس پر اعتبار کر لو۔ جس روز اس کی برادری

نہیں سکتا۔ دوسری سب سے اہم بات جو تمہیں بتانے کی
وہ یہ ہے کہ میں انسان نہیں ہوں! دونوں حیرانی سے پلنگ
اتر کر کھڑے ہو گئے۔

ستیش نے کہا آج عجیب سے عجیب تر واقعات ہو رہے
پہلے آپ ناگ نہیں تھے جوگی کی روح آپ کے جسم
تھی۔ اور ناگ بھائی اب آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ ا
ہی نہیں ہیں۔

ناگ نے کہا کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سنتے جائیں
بہت کم ہے۔ میں پانچ ہزار سالہ پرانا ایک مصری سانپ
ہوں۔

ستیش نے چندر لکھی کی طرف دیکھ کر کہا

لیجئے مجھے تو یوں لگتا ہے کہ ناگ بھائی کا دماغ
گیا ہے۔

ناگ نے کہا پہلے سن لو پھر چاہو گے تو تمہیں یقین بھی
دلا دوں گا۔ اسی لئے تو کہا ہے کہ مجھے کلاوتی سے عشق
ہمدردی تھی۔ اور انسانیت کے نام پر اس کی ہمدردی کرنا چا
تھا اور وہ بیگی غلط فہمی کا شکار ہو گئی۔

اب میں صرف اس لئے تم دونوں کے پاس آیا ہوں کہ اس
کی مدد کر دیں اسے لے کر یہاں سے دور چلا جاؤں گا اور

ے سمجھا کر کسی لڑکے سے اس کی شادی کر دوں گا دھن دولت
مجھے لالچ نہیں زمین کے اندر جتنے خزانوں پر سانپ بیٹھے
ں میں ان سب کا دیوتا ہوں پھر تم لوگ ہی بتاؤ کہ مجھے دولت
کیا ضرورت ہے۔

چندر لکھی نے کہا

ناگ بھائی! کلاوتی ا قومی مجرم ہے اگر وہ فرار ہو گئی تو
ارے ملک میں بغاوت ہو ے گی اسی لئے اس پر کڑا پہرہ
ہے۔ میں تو کیا بلکہ مہاراج خود بھی کبھی یہ خطرہ مول
لیں گے۔

ناگ نے کہا

اس کی رہائی کی کوئی اور صورت ہو سکتی ہے۔

ستیش نے کہا ناگ بھائی یہ مقدمہ قومی سطح کا ہے اور
س کا فیصلہ بھی مہاراج کی بجائے مہا پنڈت جی نے کیا ہے
آپ ہی بتائیں ہم لوگ کس طرح اسے رہا کروا سکتے ہیں آپ
کوئی اور صورت بتائیں ہم سے جو مدد بھی ہو سکے گی ضرور
یں گے۔

ناگ نے کافی سوچ بچار کے بعد کہا ایک ترکیب سمجھ میں
ی ہے میں سانپ بن کر کلاوتی کو جیل میں ڈس لیتا ہوں لوگوں
نظر میں وہ مر جائے گی کیا یہ ممکن ہے کہ مرنے کے بعد اس

کے جسم کو جلایا نہ جائے اور وہ کسی صورت بچے [illegible] جائے
اور بعد میں میں اس کے جسم سے زہر چوس کر اس کو دوبارہ
ٹھیک کر لوں گا۔

چندر مکھی نے کہا یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ایک مردہ ہندو
عورت کو جلایا نہیں جائے گا تو اور کیا اسے دفن کیا
جائے گا۔

ناگ نے جھنجلا کر کہا تو یہ بھی ممکن نہیں میں تو ہنگامے
سے بچنا چاہتا تھا لیکن ایسا لگتا ہے کہ ہنگامے کے علاوہ
کوئی بھی چیز ممکن نہیں۔

چندر مکھی نے کہا بھیا! ہم بہت شرمندہ ہیں کہ اس
سلسلہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔

ناگ نے کہا ٹھیک ہے مگر یہ تو بتا دو کہ وہ غریب لڑکی
کہاں ہے میں خود ہی اس سے ملاقات کر لوں گا۔

چندر مکھی نے کہا یہ ممکن ہے آپ ستیش کے ساتھ جائیں
وہ محل کے تہ خانے میں قید ہے۔ تہ خانے کے دروازے
تک یہ آپ کی رہنمائی کر سکتے ہیں اندر جا کر ملاقات کرنا آپ
کا کام ہے۔

ناگ نے کہا ٹھیک ہے لیکن میں ناگ یعنی انسان کی
شکل میں یہاں سے باہر نہیں جا سکتا میں سانپ بن کر

جاؤں گا۔ اور ستیش اس بہانے تہ خانے کے دروازے تک
جا سکتے ہیں کہ پہرے داروں سے کہیں کہ مہاراج نے حکم دیا
ہے کہ میں خود اطمینان کر لوں کہ تہ خانے پر پہرہ ٹھیک ہے
کوئی اپنے فرض سے غفلت تو نہیں کر رہا۔

چندر مکھی نے کہا یہ بالکل ٹھیک ہے تو آپ تیار
ہو جائیں۔

ناگ نے سانپ کا روپ دھار لیا تو ستیش آگے آگے
کئی راہداریاں اور موڑ مڑ کر تہ خانے کے دروازے پر
جا کر رک گیا اور پھر ناگ کو بتانے کے لئے کہا میں صرف
اطمینان کرنے آیا تھا کہ تہ خانے کے دروازے پر کڑا
پہرہ ہے کہ نہیں۔

پہرے دار نے کہا راج کمار اطمینان رکھیں ہمارے ہوتے
ہوئے تو ہوا بھی گزر کر اندر نہیں جا سکتی۔ شیر سنگھ نمک حرام نہیں
نمک حلال ہے۔

ستیش نے کہا ٹھیک ہے

اس نے دیکھا کہ ناگ آہستہ آہستہ تہ خانے کے دروازے
سے اندر جا رہا ہے لہذا اس نے پہرے دار کی توجہ اپنی طرف
رکھنے کے لئے اسے باتوں میں لگا لیا اور کہا

شیر سنگھ ہمیں تم پر پورا بھروسہ ہے مہاراج نے ایسے

ہی تو تمہیں پہرے دار بنا کر یہاں بھیجا ہے۔ انہیں معلوم ہے کہ
شیر سنگھ نمک حلال اور وفا دار ہونے کے علاوہ ایک بہادر
آدمی بھی ہے۔

ناگ اندر جا چکا تھا لہذا ستیش نے کہا

اچھا شیر سنگھ! میرا پورا اطمینان ہو گیا ہے اور اب میں
چلتا ہوں۔

اندر تہ خانے میں صرف ایک چراغ جل رہا تھا جس کی
بیمار روشنی میں ناگ نے دیکھا کہ کلاوتی اپنے گھٹنوں میں
سر دیئے گٹھڑی بنی بیٹھی ہے ناگ نے لوٹ لگائی اور انسان
بن گیا پھر اس کے کان میں سرگوشی کی

کلاوتی!

کلاوتی نے حیرانی سے سر اُٹھا کر اپنی سرخ آنکھوں سے
دیکھا۔ جو رات بھر روتے رہنے کے باعث سرخ ہو گئی تھیں
اور پھر اس سے پیشتر کہ سب کچھ بھول کر اس کے منہ سے خوشی
سے چیخ نکل جائے ناگ نے اس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا
اور کہا

میں آگیا ہوں فکر مت کرنا۔ صبح پھر چتا سے تمہیں بچا لوں
گا فکر نہ کرنا یہ لوگ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

پھر کلاوتی نے رو رو کر اپنی بپتا کا حال سرگوشیوں

میں سنایا اور پوچھا کہ تم کیسے آزاد ہو گئے میں تو سمجھی تھی کہ
ان لوگوں نے تمہیں مار ڈالا ہوگا۔

ناگ نے کہا کلاوتی میں اپنے متعلق تمہیں سب کچھ بتا
دوں گا تو فکر نہ کر فی الحال میں تجھے ان لوگوں سے ایک
دفعہ آزاد کروا لوں۔

کلاوتی نے کہا ناتھ! میں جیون بھر تمہاری داسی بن کر
تمہاری سیوا کرتی رہوں تو بھی تمہارے احسانوں کا بدلہ نہیں چکا
سکتی تم انسان نہیں بھگوان ہو۔

ناگ نے کہا بھئی میں انسان ہوں مجھے انسان ہی رہنے دو
میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ کوئی احسان نہیں ہے بلکہ ہر انسان
کو مظلوم کی مدد کرنی چاہیئے۔ ظلم کے خلاف آواز بلند کرنا بہت
بڑی نیکی ہے۔

پھر رات دبے پاؤں بیت گئی اب ناگ کے لئے سب
سے بڑی مصیبت کلاوتی سے جدا ہونا تھا آخر اس نے کہا کلاوتی
میں ایک بھاری رقم پہرے داروں کو دے کر تم سے ملنے
آیا تھا اب مجھے واپس جانا ہے۔

کلاوتی نے آنسوؤں کے ساتھ اسے الوداع کہا اور سیڑھیوں
تک ناگ کے ساتھ آئی۔

ناگ نے کہا کلاوتی تم واپس چلی جاؤ ورنہ میں تمہاری

صورت دیکھ کر ایک قدم بھی نہیں ہل سکوں گا اور یہاں ہی صبح ہو جائے گی۔

کلاوتی روتے ہوئے لوٹ گئی۔

ناگ نے ٹھنڈی سانس لی اور ایک کونے میں سانپ بن کر باہر رینگ گیا۔

دروازے پر نمک حلال بہادر شیر سنگھ دیوار سے لگا اونگھ رہا تھا۔ ناگ ——— پاس سے گزر گیا اور پھر پرندہ بن کر اُڑتا ہوا محل کے اوپر گنبد پر جا بیٹھا اور صبح کا انتظار کرنے لگا، پھر مندروں میں گھنٹیاں اور ناقوس بجنے لگے۔ اور ہندو لوگ رام نام کا جاپ کرتے ہوئے مندروں میں پوجا پاٹ کے لئے جانا شروع ہو گئے۔

ناگ نے دیکھا دور اُفق سے سرخ رنگ کا سورج طلوع ہو رہا تھا۔ اور اس کی نارنجی کرنوں نے گنگا کے پانی میں آگ لگا دی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ گنگا میں پانی نہیں ہے پگھلا ہوا سونا بہہ رہا ہے اور اس میں بادبان کشتیاں کھلونوں کی طرح تیرتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ موٹے پیٹوں والے پجاری گلے میں مالا ڈالے دھوتیاں باندھے گنگا میں اشنان کر رہے تھے اور باغوں میں کھلے ہوئے رنگ برنگے پھولوں کو دیو داسیاں انہیں دیوتاؤں کے قدموں میں

چڑھانے کیلئے توڑ توڑ کر اپنی ٹوکریاں بھر رہی تھیں۔ مندر کی سیڑھیوں پر بیٹھے سادھوؤں اور جوگیوں کو یاتری مٹھائیاں، حلوہ اور پوریاں دان کرتے ہوئے دیوتاؤں کے درشن کو چلے آ رہے تھے۔ بہت دور سے ناگ کو مسجدوں کے مینار بھی نظر آ رہے تھے جہاں سے ہلکی ہلکی تلاوت کی آوازیں بھی کبھی کبھی ہوا کے جھونکوں کے ساتھ ناگ کو سنائی دیتیں۔

صبح کی ٹھنڈی ہوا نے ناگ کے ذہن اور دماغ کو تر و تازہ کر کے رکھ دیا تھا۔ اور اس کے ذہن کی تمام تھکن دور ہو چکی تھی۔ ناگ نے محل کے صحن کے ایک حصے میں راجا کے جھومتے ہوئے ہاتھیوں کو دیکھا جو بیس کے قریب تھے اور ان سے تھوڑی ہی دور اصطبل تھا جہاں پچاس کے قریب گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔

اب ناگ کے ذہن نے تیزی سے سوچنا شروع کر دیا اور اس کے ذہن میں آخر ایک ترکیب آ ہی گئی وہ اُڑ کر نیچے محل کے باغ میں آ گیا اور اس علاقے کے سانپوں کو سگنل دیا۔ شاہی باغیچے میں کئی سانپوں کا مسکن تھا جو اپنے دیوتا کا سگنل وصول ہوتے ہی اس کی خوشبو محسوس کرتے دوڑے چلے آئے۔

ناگ نے کہا تم اس جگہ کل کتنے سانپ ہو؟

سانپوں میں سے ایک بزرگ سانپ نے کہا دیوتا! شاہی باغ
بہت بڑا ہے ہم یہاں پچاس سانپ ہیں۔
ناگ نے کہا
ٹھیک ہے تم میں سے آدھے فیل خانے میں رہیں اور
آدھے اصطبل میں۔ میں تمام ہاتھیوں کی زنجیریں کھول دوں گا
اور گھوڑوں کو رسیوں سے آزاد کر دوں گا۔ جب میرا سگنل
تمہیں ملے تم ہاتھیوں کو خوف زدہ کر کے میدان کی طرف دھکیل
دینا اور دوسرا گروہ گھوڑوں کو خوف زدہ کر کے بھیڑ کی طرف
ہانک دے۔ باقی میں سب کچھ کر لوں گا تم لوگوں کی صرف
اتنی ہی ڈیوٹی ہے۔ لیکن خیال رکھنا ان سب کو بھیڑ کی طرف
ہی جانا چاہیئے۔

بزرگ سانپ جو اس برادری کا بڑا تھا، نے سر جھکا کر
کہا دیوتا! میں سمجھ گیا آپ چاہتے ہیں یہ بھیڑ میں آکر ایک
افراتفری مچا دیں۔ اور مجمع کے لوگوں کو کچلتے ہوئے بھاگے
دوڑیں پھریں۔

ناگ نے کہا تم نے ٹھیک سمجھ لیا۔ محل کے اندر سامنے والے
میدان میں ایک لڑکی کو یہ لوگ چتا میں جلانا چاہتے ہیں
اور میں اس لڑکی کی جان بچا کر اسے یہاں سے نکال لے

جانا چاہتا ہوں۔

بوڑھے سانپ نے کہا اب ہماری سمجھ میں سب کچھ آگیا ہے
آپ ہماری طرف سے بے فکر ہو جائیں ہم آپ کے حکم
کے منتظر ہوں گے۔ جوں ہی ہمیں سگنل مل گیا ہم اپنا
کام شروع کر دیں گے۔

ناگ نے کہا ٹھیک ہے اب تم لوگ جاؤ۔

سانپ واپس لوٹ گئے۔

محل کے میدان میں لوگ جمع ہو رہے تھے اور اب ہر
طرف دھوپ پھیل گئی تھی۔ میدان کے درمیان میں لکڑیوں
کا ڈھیر لگا کر چتا تیار کی جا رہی تھی۔ ایک طرف شاہی
شامیانے لگائے جا رہے تھے اور ان میں کرسیاں بھی لگائی
جا رہی تھیں۔

تھوڑی ہی دیر بعد ساری تیاری مکمل ہو گئی۔ شامیانے
کے نیچے کرسیوں پر مہا پنڈت اور اس کے چیلے ان کے علاوہ
شہر کے چند معززین بھی آکر بیٹھنے شروع ہو گئے اور دیکھتے
ہی دیکھتے میدان میں چاروں طرف آدمی ہی آدمی نظر آنے
لگے تھے۔

پھر راجا کی آمد کے بگل فضا میں گونجنے شروع ہو گئے
راجا۔ رانی۔ راج کماری۔ ستیش۔ وزیر اور چند درباری محل سے

آکر کرسیوں پر براجمان ہوگئے۔

ایک دروازے سے چند سپاہی کلادتی کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے لے کر داخل ہوئے اور اسے چتا کے قریب لاکر کھڑا کر دیا۔

کلادتی کا رنگ زرد ہو رہا تھا اور لوگ مختلف قسم کی آوازیں کس رہے تھے جس سے وہ گھبرائی ہوئی چاروں طرف ناگ کو تلاش کر رہی تھی چند نوکر ہاتھوں میں تیل کے کنستر لے کر آئے اور انہیں لکڑیوں پر ڈال دیا ایک آدمی جلتی ہوئی مشعل لئے قریب ہی کھڑا تھا۔

پھر مہا پنڈت راجا کی اجازت لے کر اُٹھے

ہجوم نے مہا پنڈت کی جے اور راجا کی جے کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

ناگ نے فیل خانے کے تمام ہاتھیوں کو آزاد کر دیا تھا اور وہ گھوڑوں کو بھی کھول چکا تھا اب اس کا رُخ میدان کی طرف تھا اس نے اپنے منہ کو کپڑے میں چھپا رکھا تھا اور وہ اپنا منہ کپڑے میں چھپائے مہا پنڈت کے پیچھے پیچھے ہی چتا تک آگیا۔

مہا پنڈت نے حکم دیا

لڑکی کی زنجیریں کھول دو۔

سپاہیوں نے تمام زنجیریں کھول دیں اور خود ادب سے ایک طرف کھڑے ہوگئے۔

ادھر ناگ نے سانپوں کو سگنل دے دیا

دوسری طرف پنڈت نے کہا

لڑکی کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں اور اسے چتا پر لٹا دیا جائے۔

مہا پنڈت کے حکم پر عمل ہوا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے چتا پر لٹا دیا گیا۔

کلادتی کا دل ڈوب رہا تھا اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ کیوں کہ اسے ناگ نظر نہیں آ رہا تھا۔

پھر مہا پنڈت نے مشعل ہاتھ میں لی اور چتا کے قریب آگیا۔

ادھر لوگوں نے پنڈت کی جے اور راجا کی جے کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔

پھر ایک دم بھگدڑ مچ گئی راجا کے فیل خانے کے ہاتھی جنہیں ناگ نے آزاد کر دیا ہوا تھا سانپوں سے ڈر کر لوگوں میں جا گھسے تھے۔

دوسری طرف گھوڑے بھی ہجوم کی طرف بھاگے آرہے

تھے جنہیں ناگ نے آزاد کر دیا تھا اور ان گھوڑوں نے ہجوم میں ہر طرف قیامت برپا کر دی تھی لوگ ادھر اُدھر بھاگ رہے تھے۔

اب لوگ ہاتھیوں اور گھوڑوں کے درمیان پھنس کر ان کے غیض وغضب کا شکار ہو رہے تھے اور اس دوران ناگ بھی ہاتھی بن چکا تھا اور اس کا رُخ میدان میں ہجوم کی طرف تھا۔

اس افراتفری میں جب کہ لوگ اپنی اپنی جان بچانے کی کوشش میں اِدھر اُدھر بھاگ رہے تھے ناگ جو ہاتھی بن چکا تھا نے سب سے پہلے مہاپنڈت کو زمین سے اٹھا کر اوپر اچھال دیا تھا اور زمین پر گرنے سے اس کی تمام ہڈیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ اور پھر بھاگتے ہوئے گھوڑوں نے اس کی لاش کو اپنے قدموں تلے روند ڈالا تھا۔

راج کماری چندر مکھی اور ستیش ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہے تھے۔ جب کہ مہاراج اور رانی محل میں اپنے کمرے میں جا چکے تھے۔

پھر ناگ نے چتا سے کلاوتی کو اٹھا لیا اور ایک طرف بھاگ لیا یہاں کسی کو کیا ہوش تھی کہ کون کہاں ہے۔ ناگ کلاوتی کو لے کر محل سے باہر آگیا اور ایک بھاگتے ہوئے گھوڑے

پر قابو پا کر اس پر کلاوتی کو بٹھا لیا اور خود بھی سوار ہو کر جنگل کی طرف چلا گیا۔ اس ہنگامے پر قابو پانے کے لئے فوج کو طلب کر لیا گیا۔ تب جا کر حالات پر قابو پایا جا سکا۔

راجا اور رانی سوچ رہے تھے یہ ضرور اس اپمان کا نتیجہ ہے جو بے چاری کلاوتی پر کیا گیا ہے۔

پرجا سوچ رہی تھی ضرور دیوتا ناراض ہو گئے ہیں۔ لیکن راج کماری چندر مکھی اور اس کا خاوند ستیش جانتے تھے کہ یہ مت کار ناگ کا ہے۔

وزیر اعظم کا قتل

شیرف سر جھکائے احکام بالا کے سامنے بیٹھا تھا اور ا...
اعلیٰ اس پر ناراض ہو رہا تھا کہ تمہیں بر وقت اطلاع ...
گئی اور کافی پولیس فورس بھی تمہارے ساتھ تھی لیکن ...
شرم کی بات ہے کہ تم نہ تو خزانہ ہی واپس لا سکے ہو ا...
نہ ہی بلیک لائن کو گرفتار کر سکے ہو تمہیں شرم سے ڈو...
مرنا چاہیئے۔

شیرف نے سر جھکائے آفیسر سے کہا آپ ٹھیک فرما...
ہیں جناب اس ناکامی کے بعد مجھے جینے کا کوئی حق ...
شیرف نے اپنی تلوار نکالی اور پھر اس سے پیشتر کہ وہ
خود کشی کرے عنبر نے آ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ
کون کہتا ہے کہ آپ ناکام لوٹے ہیں اور پھر کہا کہ قانون
کبھی نہیں ہار سکتا۔ مجرم خواہ کتنا ہی طاقت ور اور بہادر ہو
قانون کی تلوار سے نہیں بچ سکتا۔

سب لوگوں نے حیرانی سے آفیسر کی طرف دیکھا اور آفیسر
نے سوال کیا
تم کون ہو؟
تمہاری باتوں سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ قانون کا محافظ شیرف
نہیں تم ہو۔
عنبر نے کہا
جناب عالی! ہر شریف شہری اور اچھا انسان قانون کا
محافظ ہوتا ہے یہ ضروری نہیں کہ ہر بات صرف قانون کے
کندھوں پر ہی ڈال دی جائے۔ ہر اچھے انسان کو قانون کا
احترام کرنا چاہیئے بلکہ قانون کی مدد بھی کرنی چاہیئے اور میں
نے وہ فرض پورا کیا ہے۔ باہر حکومت کا خزانہ بگھی میں پڑا
ہے اور موت کی وادی کا وہ بلیک لائن بھی اپنے انجام کو
پہنچ گیا ہے اس کی قبر میں نے اسی وادی میں بنا دی ہے
جس پر وہ قانون کی خلاف ورزی کرتا تھا۔
پھر چند سپاہی باہر گئے اور خزانے کے صندوق اٹھا کر اندر
لے آئے۔
آفیسر نے کہا۔
نوجوان! تم نے نہ صرف قانون کا سر بلند کیا ہے بلکہ
مثال قائم کر دی ہے کہ ملک کا ہر شریف شہری قانون

کا محافظ ہوتا ہے ۔ یہ کام صرف پولیس اور فوج کا ہی نہیں
بلکہ ملک کا ہر شریف آدمی امن و امان اور ملک کی عظمت
کا امین ہے ۔

عنبر نے کہا آپ ٹھیک فرماتے ہیں یہ عوام کی بھی ذمہ دا
ہے کہ جرم کے سامنے سر جھکا کر اس کی حوصلہ افزائی کر
کی بجائے اس کے سامنے سینہ سپر ہو جائے اور جب تک
اس کا خاتمہ نہ ہو جائے ۔ اس جہاد کو جاری رکھا جائے
میں نے اپنا فرض پورا کر دیا ہے اب میں آپ لوگوں
اجازت چاہتا ہوں ۔

آفیسر و دیگر حکام نے عنبر کا شکریہ ادا کیا اور کہا
نوجوان بلیک لائن کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے والے کے
لئے حکومت نے باقاعدہ انعام رکھا ہوا ہے وہ رقم تمہارا حق ہے
اسے وصول کر لو تو چلے جانا ۔

عنبر نے کہا
نہیں جناب عالی ! مجھے انعام کی رقم کی اتنی ضرورت
نہیں مجھ سے زیادہ مستحق لوگ بھی موجود ہیں آپ انعام کی
رقم ان سپاہیوں کے لواحقین کو ادا کر دیں جو اس مہم پر شہید
ہوئے ہیں ۔ وہی اس رقم کے صحیح حق دار ہیں میں خوشی سے
اپنا حق ان کے لئے چھوڑ رہا ہوں ۔

آفیسر نے کہا
نوجوان ! ہم تمہارے اس جذبے اور ایثار سے خوش ہوئے
ں جو قابل قدر ہے کاش اس ملک کا ہر نوجوان تمہارے نقش
م پر چل سکے ۔ بہر حال تمہارے کہنے پر یہ رقم ان سپاہیوں
لواحقین کے حوالے کر دی جائے گی جو قانون کی برتری
ے لئے اپنی جان کا نذرانہ دے چکے ہیں اس کے علاوہ کوئی
م بھی پولیس کے سلسلہ میں ہو ہمیں ضرور بتانا تمہاری مدد کر کے
ارے محکمے کو خوشی ہوگی ۔

عنبر نے کہا بہت بہتر اب مجھے اجازت دی جائے ۔

وہاں سے نکل کر عنبر پھر ایک دفعہ ہسپتال پہنچا جہاں جارج
حالت پہلے سے بہتر تھی اور وہ ورجینا کے آ جانے سے
ی طور پر ٹھیک ہو گیا تھا لیکن دونوں میاں بیوی اپنی
ی سویٹی کے لئے پریشان تھے ۔ عنبر کو دیکھ کر جارج نے رو
نے والے انداز میں کہا
عنبر بھائی !
تم نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے میں ورجینا کے لئے
ارا بے حد مشکور ہوں غریب آدمی ہوں آپ کو کیا صلہ
ے سکتا ہوں میرے دل کی ہر دھڑکن دعا بن کر آپ کے
نکلتی ہے مگر افسوس ورجینیا آئی تو سویٹی کھو گئی اس نے

انکل کا انتظار بھی نہیں کیا انکل تو اپنے وعدہ کے مطابق تحفہ ..
کر آیا مگر ... جارج اور ورجینا دونوں رونے لگے۔

عنبر نے کہا

جارج صبر کرو خدا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے وہ مل
مل گئی ہے تو سویٹی بھی مل جائے گی۔

جارج نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا عنبر بھائی!

دکھ تو اس بات کا ہے کہ اب میری حالت ایسی نہیں کہ میں
اسے تلاش کر سکوں۔

عنبر نے کہا

تم فکر کیوں کرتے ہو سویٹی تمہاری بیٹی ضرور ہے لیکن مجھے
وہ معصوم بچی جان سے پیاری ہے۔ تم ایک دفعہ ٹھیک ہو جاؤ
میں ایک دفعہ پھر تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ سویٹی کو ضرور ڈھونڈ
نکالوں گا۔

جارج نے کہا

مجھے تمہارے وعدے پر پورا اعتماد ہے عنبر بھائی تم انسان
نہیں فرشتے ہو۔ اس لئے کہ آج کا انسان تو دوسرے کا گلا
کاٹتا پھرتا ہے اور تم دوسروں کے لئے سر دھڑ کی بازی
لگا دیتے ہو۔

عنبر نے کہا۔ نہیں بھائی میں تو گنہگار انسان ہوں فرشتہ ہونا

تو بڑی بات ہے۔ آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا صحیح انسان
ہونا ہی بڑی بات ہے اب تم آرام کرو اور میں سویٹی
کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ پھر عنبر ہسپتال سے نکل کر باہر
آگیا۔

سویٹی پر کیا بیتی۔ جس روز وہ سکول سے آ رہی تھی اسی
روز ہمسایہ ملک کا وزیر اعظم خیر سگالی کے دورہ پر آیا ہوا
تھا اور آج اس شہر میں آ رہا تھا جہاں کئی تجارتی معاہدوں
پر دستخط ہونے تھے جس سے دونوں ملکوں میں نہ صرف تجارتی
تعلقات قائم ہونے تھے بلکہ یہ دورہ سیاسی اعتبار سے بھی
بڑی اہمیت رکھتا تھا۔ ان دونوں ملکوں کا الحاق ایک تیسرے
ہمسایہ ملک کے مفاد کے خلاف تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ
دونوں ملکوں میں تجارتی تعلقات قائم ہوں کیوں کہ اس سے
ایک اچھی تجارتی منڈی اس کے ہاتھ سے جا رہی تھی اس
سے قبل یہ ملک اس سے تجارتی سامان درآمد کرتا تھا۔
لہذا اس دورے کو نہ صرف ناکام بنانے کے لئے بلکہ ہمیشہ
کے لئے دشمنی پیدا کرنے کے لئے اس ملک نے یہ پروگرام
بنایا کہ خیر سگالی کے دورے پر آئے ہوئے وزیر اعظم کو قتل
کروا دیا جائے۔ اور اس طرح ان دو ملکوں کی دوستی کو دشمنی
میں بدل دیا جائے۔

لہذا اس کام کے لئے غداروں کی خدمات حاصل کی گئیں
جنہیں کثیر سرمایہ مہیا کر کے ان کے ایمان خرید لئے گئے
یہ انتظام کیا گیا کہ جوں ہی وزیر اعظم کا جلوس شہر کی
سڑک سے گزر رہا ہو اسے ہلاک کر دیا جائے۔
اس سلسلے کے تمام انتظامات مکمل کر دیئے گئے وزیر
کی آمد کے سلسلے میں اس ملک کی فوج و محکمہ پولیس
کافی محتاط تھا۔ حفاظتی کام بڑی ہوشیاری سے کئے گئے
پیچھے پیچھے پر پولیس اور فوج کا پہرہ تھا وزیر اعظم
ہلاک کر دینا مشکل ہی نہیں نا ممکن بھی تھا۔ لہذا اس
کام کے لئے قاتلوں کو تیر کمان مہیا کئے گئے
تیر زہر میں بجھے ہوئے تھے اور قاتل ایک روز
پہلے ہی ایک مکان کی بالائی منزل پر پہنچا دیئے
تھے اور ان کو باقاعدہ اس ملک کی وردی بھی مہیا
کی گئی تھی۔ تاکہ قتل کرنے کے بعد اس وردی
آسانی سے یہاں سے نکل جائیں۔ جب کہ سمندر کے کنا
پر ایک کشتی پہلے سے موجود اور تیار کھڑی تھی یہ قاتل
پر واپس آئیں اور فوراً کشتی ان کو نکال کر ملک سے
لے جائے۔ جو وقت اسکول سے چھٹی کا تھا اسی وقت
وزیر اعظم نے یہاں سے گزرنا تھا۔ لہذا یہاں کافی رش

بھاڑ تھی۔
سڑک کے دونوں طرف لوگ وزیر اعظم کو خوش آمدید کہنے
کے لئے پھولوں کے ہار لئے کھڑے تھے۔
سویٹی کو چھٹی ہوئی تو تھوڑی دیر اس نے اپنے باپ
کا انتظار کیا لیکن وہ یہاں کی رونق وغیرہ دیکھ ہی رہی تھی
کہ اسے ایک سہیلی نے بتایا کہ ایک جلوس آنے والا ہے
جہاں آگے گھوڑوں پر پولیس کے سپاہی ہوں گے درمیان
میں شاہی بگھی ہو گی جس میں کوئی بہت بڑا آدمی ہوگا۔
اس کے پیچھے کئی گھوڑ سوار سپاہی رنگ برنگی وردیاں پہنے
ہوں گے۔ سہیلی نے کہا
سویٹی! میرے ابا نے بتایا تھا آؤ ہم بھی چل کر دیکھتے
ہیں۔
سویٹی نے کہا۔ میری ہم بھیڑ میں کیسے دیکھ سکتے ہیں ہمارا قد
تو چھوٹا سا ہے۔
میری نے کہا
ہم کسی عمارت کے اوپر چڑھ کر دیکھیں گے۔
سویٹی آخر بچی ہی تھی دونوں سہیلیاں بھیڑ میں گھس گئیں۔ اسی
وقت آدمیوں کا ایک ریلہ آیا اور دونوں ننھی بچیاں جدا ہو
گئیں۔ پہلے تو سویٹی نے میری کو تلاش کیا اور آوازیں

دیں لیکن نہ جانے وہ آدمیوں کے ریلے میں کہاں پہنچ گئی
تھی۔ آخر سویٹی نے بڑی مشکل سے اس بھیڑ بھاڑ کو پار
کیا اور سب سے پہلے جو عمارت آئی وہ اسی پر چڑھ گئی۔
اتفاق کی بات کہ اسی عمارت کے ایک کمرے میں قاتل جو تعداد
میں دو تھے۔ تیر اور کمان لئے ایک کھڑکی میں پردے کی
اوٹ میں بیٹھے تھے۔ پردے کے علاوہ ان قاتلوں نے
صندوق وغیرہ بھی اپنے سامنے آڑ کے لئے رکھے ہوئے تھے
سویٹی اسی کمرے میں داخل ہوکر سامان وغیرہ کو پار کر کے
کھڑکی کے پاس پہنچ گئی۔

اب قاتلوں اور سویٹی کے درمیان صندوق اور ٹوٹا پرانا
فرنیچر پڑا تھا۔ لیکن سویٹی کو وہ اس کے درمیان
سے نظر آرہے تھے۔ لیکن قاتل اتنے محو تھے کہ انہیں سویٹی
کی آمد کا بالکل ہی علم نہ ہو سکا۔

دراصل بازار میں شوروغل اتنا تھا کہ معمولی سی آہٹ تو
سنائی ہی نہیں دے سکتی تھی۔

یہ کمرہ ایک بڑھیا کا تھا۔ جسے روپے کا لالچ دے کر
انہوں نے راضی کر لیا تھا۔ کہ وہ دو تین دن یہاں مہمان
رہیں گے۔ شہر میں کسی سرائے میں انہیں جگہ نہیں مل سکی
پردیسی ہیں۔

بڑھیا غریب تھی روپے کے لالچ میں مان گئی تھی اس لئے
دروازے کھلے تھے اور بڑھیا باورچی خانے میں کھانا
پکا رہی تھی۔

اس عمارت میں اور بھی کافی لوگ رہتے تھے
قاتلوں نے اس عمارت کو محفوظ سمجھ کر یہاں ٹھکانہ بنایا
تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سویٹی بغیر کسی رکاوٹ کے دروازے سے
اندر آگئی اور کھڑکی میں جا بیٹھی۔

اس نے دونوں آدمیوں کو دیکھ لیا تھا لیکن اس کو کیا علم
تھا کہ یہ لوگ کون ہیں اور کیا کرنے والے ہیں۔

سویٹی نے دور سے دیکھا گھڑسوار پولیس ملکی پرچم لہرائے
چلی آرہی تھی اور ان کے پیچھے ہی بگھی تھی۔ جو آگے بڑھتی
ہوئی اسی عمارت کی طرف آرہی تھی۔ اور بگھی کے پیچھے پھر گھڑ
سوار تھے۔

دوسری طرف قاتلوں نے کمان سنبھال لئے تھے اور ان
پر تیر چڑھا لئے تھے۔

بگھی آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی لوگوں کے نعروں اور پھولوں
کی بارش کے ساتھ ساتھ قریب چلی آرہی تھی۔ لوگ عمارتوں
سے پھولوں کی بارش کر رہے تھے۔

سویٹی خوشی سے یہ منظر دیکھ رہی تھی اور بگھی کے ساتھ

ساتھ اس کی نگاہیں چلی آ رہی تھیں۔

پھر پہلے گھوڑ سوار اس عمارت کے قریب سے گزرے قاتلوں نے کمانیں پوری طاقت سے کھینچ لیں۔

سویٹی کی نگاہیں بگھی کا تعاقب کرتی ہوئیں جوں ہی اس مقام پر پہنچیں۔ یہاں قاتل تیر کمانوں پر نشانہ باندھے بیٹھے تھے اس کی نظر ان پر پڑ گئی اور وہ حیرانی سے بگھی کی بجائے ان قاتلوں کو دیکھنے لگی۔

پھر جوں ہی ان کی کمانوں سے تیر نکلے سویٹی نے دیکھا کہ دونوں تیر ٹھیک وزیر اعظم کے سینے میں لگے اور خون کا فوارہ اس کے سینے سے بہہ نکلا۔

ادھر سویٹی کے منہ سے چیخ نکل گئی

قاتلوں نے حیرت کے ساتھ دیکھا کہ ایک بچی نے یہ سارا منظر دیکھ لیا تھا۔ اور اب ان دونوں کو فرار ہونا تھا۔

نیچے پولیس اور فوج حرکت میں آ گئی تھی ان دونوں نے فوراً فیصلہ کیا کہ اس بچی کا وجود ان دونوں کے لئے خطرے کا باعث ہے پھر ان دونوں میں سے ایک سویٹی کی طرف بڑھا۔

سویٹی خوف کے مارے کانپ گئی اس کا گلا خشک ہو گیا اس نے چیخنا چاہا لیکن آواز نہ نکل سکی اس نے بھاگنا

چاہا زمین نے پاؤں پکڑ لئے۔

قاتل نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں سے اس کا گلا دبا دیا۔

سویٹی بے ہوش ہونے ہی والی تھی کہ بڑھیا آ گئی اور قاتل نے بہانہ بناتے ہوئے کہا۔

جوزف آؤ بچی بے چاری بھیڑ کی وجہ سے خوفزدہ ہے اسے سڑک سے پار پہنچا دیں۔ وہ سویٹی کو لے کر کمرے سے باہر آ گئے خوف کے مارے سویٹی کی آواز بند ہو گئی تھی۔ انہوں نے تیر اور کمان بڑھیا کے صندوق میں چھپا دیئے تھے۔

پھر وہ دونوں سویٹی کو لے کر نیچے اُتر آئے جہاں پولیس اور فوج کے سپاہی عمارتوں پر قاتل کی تلاش میں چڑھنا شروع ہو گئے تھے۔ اور یہی بچی ان کے فرار میں مددگار ثابت ہو رہی تھی کیوں کہ وہ دونوں سپاہیوں کی وردی میں تھے اور جوں ہی ایک افسر نے انہیں روکنا چاہا انہوں نے کہا

یہ معصوم بچی بھیڑ بھاڑ میں پھنسی ہوئی ہے ہم اسے سڑک پار کروانے لے جا رہے ہیں شاید اپنے ماں باپ سے بچھڑ گئی ہے۔

سویٹی نے بہت کوشش کی کہ وہ چیخ چیخ کر کہے کہ یہ
یہ دونوں قاتل ہیں میں نے خود دیکھا ہے ان دونوں نے
ہی تیروں سے جہان کا سینہ چھلنی کیا ہے لیکن قاتلوں
کا خوف اس پر اس طرح طاری تھا کہ آواز ہی حلق سے
نہ نکلتی تھی۔

اس نے بڑی ہمت سے کام لیا اور ایک جگہ وہ بھیڑ
میں ہاتھ چھڑا کر بھاگ گئی۔

قاتلوں نے بھی اس کا پیچھا کیا انہیں ڈر تھا کہ کہیں یہ
سب کچھ بتا ہی نہ دے۔ اور پھر بلی چوہے والا کھیل
شروع ہوگیا۔

سویٹی کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کس سمت جا رہی
ہے۔ وہ قاتلوں سے جان بچا کر بھاگ رہی تھی اور قاتل
اس کے پیچھے تھے۔ آواز اس کے حلق سے نہ نکل رہی
تھی۔ وہ کہیں چھپ جاتی۔ تھوڑی دیر کے لئے قاتل
اسے تلاش کرتے لیکن جب پھر وہ وہاں سے نکلتی تو
قاتل اسے دیکھ کر اس کے پیچھے بھاگ لیتے۔

آخر سویٹی ایک کھڑی ہوئی بگھی میں چھپ گئی۔ قاتلوں
نے تھوڑی دیر تلاش کیا پھر ایک نے کہا

چھوڑو اس بچی کو اور نکلو یہاں سے انہیں ایک خالی

بگھی نظر آئی اور وہ دونوں اس میں بیٹھ گئے۔

سویٹی اندر اس سیٹ کے پیچھے چھپی ہوئی تھی جہاں
وہ دونوں قاتل آ کر بیٹھ گئے تھے پھر ان دونوں نے
کوچوان سے کہا

ہمیں سمندر کے کنارے پہنچا دو اور چند سکے پیشگی اس
کے حوالے کرتے ہوئے کہا ایک سرکاری کام سے پہنچنا ہے
ذرا جلدی کرو۔

کوچوان نے گھوڑوں پر چابک برسایا اور گھوڑے تیزی سے
سفر طے کرنے لگے۔

دونوں آپس میں سرگوشی کر رہے تھے کہ لڑکی کا بچ نکلنا
کہیں ان کے لئے مصیبت نہ بن جائے۔ اب بگھی شہر سے
باہر آ چکی تھی سڑک کافی خراب تھی اور بارش کی وجہ سے
بڑے بڑے گڑھے پڑے ہوئے تھے۔

بگھی سرپٹ جا رہی تھی اور قاتل بار بار کوچوان سے
کہہ رہے تھے

اور تیز چلاؤ

ایک جگہ ایک بڑے گڑھے میں بگھی کا پہیہ آگیا تو ایک
جھٹکے کے ساتھ سویٹی کا سر لوہے کے فریم سے جا کر لگا
اور اس کی چیخ نکل گئی۔

کوچوان نے بگھی کو اُلٹنے سے بچانے کے لئے گھوڑوں کی لگامیں کھینچ لیں اور قاتلوں نے تیزی سے پیچھے دیکھا ۔ سوئیٹی بگھی کے رُکتے ہی پیچھے سے کود کر بھاگ نکلی تھی دونوں قاتلوں نے بھی بگھی سے چھلانگ لگا دی اور اس کے پیچھے ہو لئے ۔

اب یہ لوگ سمندر کے ساحل پر پہنچ چکے تھے جہاں مچھیروں کی تجارتی و سرکاری کشتیاں کافی تعداد میں کنارے پر کھڑی ہوئی تھیں اور یہاں موجود لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے ۔

سوئیٹی ایک بڑی کشتی کی آڑ میں چھپ گئی اور دونوں قاتل اسے تلاش کرنے لگے ۔

ان دونوں کو کشتیوں کے پاس گھومتے دیکھ کر ان کے ساتھی سمجھے شاید اپنی کشتی کی تلاش میں ہیں وہ دو تھے اور دونوں چپ چاپ کشتی سے دور ہی سے انتظار میں بیٹھے تھے ان کو دیکھ کر ان کے قریب آ گئے اور کہا

ہمارے پیچھے چلے آؤ ہم تم دونوں کا ہی انتظار کر رہے ہیں ۔

اس دوران میں سوئیٹی بڑی کشتی کی آڑ سے نکل کر ایک کھڑی ہوئی کشتی کے تہ خانے میں اُتر کر چھپ گئی

پھر یہ چاروں کنارے پر کھڑی کشتی میں آ کر بیٹھ گئے شتی کو تیزی سے دھکیلتے ہوئے سمندر کے گہرے ی میں لے گئے ۔

تھوڑی دیر بعد سوئیٹی نے سوچا کہ خطرہ ٹل گیا ہو گا تہ خانے سے اوپر آ گئی اور اس نے تھوڑا سا سر نکال یکھا اور کانپ کر رہ گئی ۔ اوپر وہ دونوں قاتل اب پولیس وردی اتار کر دوسرے کپڑے پہن رہے تھے ۔ تقدیر پھر ان قاتلوں کی ہی کشتی میں لے آئی تھی جو تیزی سے ر میں چلی جا رہی تھی ۔

بے بسی سے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور پھر ہ خانے میں پڑے ہوئے سامان میں جا چھپی ۔ جہاں پینے انی اور خوراک کا ذخیرہ موجود تھا کچھ ہوش ٹھکانے ہوئے س نے ڈرم سے پانی پیا پھر سامان کی تلاشی لینے پر ے کھانے کا سامان بھی مل گیا بھوک سے اس کی جان جا رہی تھی اس نے تھوڑا بہت کھانا زہر مار کیا پانی اور اسی سامان میں چھپ کر بیٹھ گئی ۔ وہ اپنے ڈیڈی اد کر کے ہوئے ہوئے سسکیاں لیتی رہی اور آخر سوئی ھی نیند آ ہی جاتی ہے اس کی بھی آنکھ لگ گئی ۔

O

دوسری طرف اسکول سے عنبر نے جا کر معلومات حاصل کی تھیں تو پتہ چلا کہ سویٹی اور میری دونوں ساتھ ساتھ اسکول سے گئیں تھیں۔ لیکن دوسرے دن نہ تو میری ہی اسکول آئی تھی اور نہ ہی سویٹی۔

عنبر نے اسکول سے میری کے گھر کا پتہ لیا اور وہ تلاش کرتا ہوا اس کے گھر پہنچ گیا۔ معلوم ہوا کہ میری بیمار ہے عنبر نے میری سے سویٹی کا پوچھا تو اس نے بتایا کہ ہم دونوں جلوس کسی عمارت پر چڑھ کر دیکھنا چاہتی تھیں۔ لیکن بھیڑ میں سویٹی اس سے بچھڑ گئی۔ اور اس کے ہم دونوں کی دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی۔

شہر بھر میں ہلچل مچی ہوئی تھی کیوں کہ وزیر اعظم کا انتقال ہو گیا تھا۔

پولیس نے بڑھیا کے کمرے سے تیر کمان برآمد کر لئے تھے اور بڑھیا سے تفتیش کے دوران پتہ چلا کہ دو سپاہی ایک روز قبل اس کے پاس ٹھہرے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ وہ سرکاری کام سے دوسرے شہر آئے ہیں لیکن سرائے میں کوئی ڈھنگ کا کمرہ نہ ملا۔

انہوں نے معقول معاوضہ دیا اور میں نے انہیں اپنے ہاں مہمان بن کر رہنے کی اجازت دے دی۔ جلوس کے روز جب میں اچانک کمرے میں گئی تو یہ دونوں ایک بچی کو یہ کہہ کر لئے جا رہے تھے کہ بھیڑ میں باپ سے بچھڑ کر یہاں آ گئی ہے ہم اسے سڑک پار کرا دیں۔

بچی بہت خوف زدہ تھی اور اس کے منہ سے کوئی لفظ نہیں نکل رہا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ میں کوئی بات کروں دونوں نیچے اُتر گئے اور پھر لوٹ کر نہیں آئے۔

اب پولیس کو اس لڑکی کی تلاش تھی کیوں کہ اسی نے ان قاتلوں کو دیکھا تھا۔ یہ خبریں تمام شہر میں گشت کر رہی تھیں کہ عینی شاہد کوئی اسکول کی بچی ہے جس سے عنبر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ ضرور سویٹی ہی ہے۔

اب خدا جانے وہ قاتل کہاں چھپے ہوئے ہیں اور کہیں ان ظالموں نے پکڑے جانے کے خوف سے اس معصوم بچی کو قتل تو نہیں کر دیا۔

اب پولیس کے پاس صرف بڑھیا ہی ایک ایسا گواہ تھی جو ان دونوں کو پہچان سکتی تھی۔

لہٰذا شہر بھر کے مشتبہ آدمی پولیس لا کر شناخت کروا چکی تھی لیکن تا حال ان دونوں کا سراغ نہ ملا تھا اور نہ ہی سویٹی کا کچھ پتہ چلا تھا۔

عنبر نے ایک بگھی کرائے پر حاصل کر رکھی تھی اور تمام

شہر شہر میں مارا مارا پھر رہا تھا۔ آخر رات کے وقت
والے نے عنبر سے پوچھا۔

صاحب آپ کسے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔

عنبر نے کہا

دو ایسے آدمیوں کو جو پولیس کی وردی میں ہیں اور ان
ساتھ ایک معصوم بچی بھی ہے۔

بگھی والا ایک دم چونک پڑا۔

عنبر نے کہا۔

ایسا لگتا ہے تم نے ان کو کہیں دیکھا ہے؟

بگھی والے نے ڈرتے ڈرتے کہا

دیکھا ہی نہیں صاحب بلکہ انہوں نے تو کل میری بگھی
سفر کیا تھا۔

عنبر نے کہا۔

بھائی ذرا تفصیل سے بتاؤ۔

کوچوان نے تمام ماجرہ کہہ سنایا اور اس جگہ لا کر عنبر کو
دیا جہاں سے وہ کود کر بچی کے پیچھے بھاگے تھے۔ عنبر کو
کا جو حلیہ بگھی والے نے بتایا تھا اس نے عنبر نے سمجھ لیا
وہ واقعی سونیٹی تھی۔

پھر عنبر اس کا شکریہ ادا کر کے اسی سمت چل پڑا جس سمت

اس کوچوان نے بتایا تھا۔

عنبر ساحل تک پہنچ کر ایک ایک مچھیرے اور دیگر لوگوں سے
لڑکی کا حلیہ بیان کر کے پوچھ رہا تھا کہ اس لڑکی کو کسی نے
دیکھا تو نہیں۔

آخر کافی دوڑ دھوپ کے بعد ایک مچھیرے نے بتایا کہ وہ
اپنی کشتی میں بیٹھا جال درست کر رہا تھا کہ اس نے ایک بچی
کو دیکھا جو ایک بڑی کشتی کی آڑ میں چھپ گئی تھی پھر اس
کے بعد دو سپاہیوں کو دیکھا جو شاید اسی کو تلاش کر رہے تھے۔
میں سمجھا شاید بچی کوئی شرارت کر کے بھاگی ہے لہذا میں
خاموش ہی رہا۔

پھر بچی میرے سامنے ہی بڑی کشتی کی آڑ سے نکل کر
بھاگی اور ایک ساحل پر کھڑی کشتی کے تہ خانے میں جا چھپی
پھر دو آدمی ان سپاہیوں کے پاس آئے اور ان سے جانے کیا
باتیں ہوئیں۔

پھر چاروں اس کشتی میں جا بیٹھے جہاں وہ لڑکی چھپی ہوئی
ہوئی تھی۔ مجھے بہت ہنسی آئی کہ جس کو یہ تلاش کرتے پھر
رہے تھے وہ اسی کشتی میں چھپی ہوئی تھی پھر وہ چاروں کشتی کو
لے کر سمندر میں دور چلے گئے۔

اب عنبر کی سمجھ میں آچکا تھا کہ تقدیر اس غریب کو ظالموں کے

جنگل میں لے گئی ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ انہوں نے راستے میں
پتہ چل جانے پر اسے سمندر میں پھینک دیا ہو۔ پھر عنبر نے اسی
مچھیرے سے بات کی اور سونے کے چند سکے اسے دے کر کہا تم تو
لڑکی اور سپاہیوں کو پہچانتے ہو دوست وہ میری بچی ہے ان سکوں
کے علاوہ بھی بہتیں دوں گا مجھے اسی سمت تیزی سے لے چلو جس سمت
وہ گئے تھے۔

مچھیرے نے کہا میں دس سکے سونے کے روز کے لوں گا اگر منظور
ہے تو آ جاؤ اب جتنے دن چاہو میں تمہارے ساتھ ہوں۔

عنبر نے کہا مجھے منظور ہے۔

پھر عنبر کشتی میں بیٹھ گیا اور مچھیرے نے تیزی سے اسے
پانی میں اتار دیا۔

○
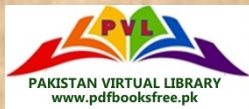
موت کی سرحد

ناگ کلاوتی کو لے کر شہری آبادی کو دور پیچھے چھوڑتا ہوا عام
رستے سے ہٹ کر جنگل کی راہ سے گھوڑے پر تیزی سے جا
رہا تھا۔ گھوڑا کافی مسافت طے کرنے کے بعد تھک چکا
تھا اس کے نتھنوں سے سانس کے ساتھ ساتھ جھاگ بھی
بلبلوں کی شکل میں نکل رہی تھی۔ اور سانس کسی لوہار کی دھکنی
کی طرح چل رہا تھا۔ اس کا جسم پسینے میں بھیگا ہوا تھا۔ اور اب
چال میں وہ پہلے جیسی تیزی بھی نہیں رہی تھی۔

ناگ نے اطمینان کر لینے کے بعد کہ وہ اب شہر سے کافی
دور محفوظ مقام پر پہنچ گیا ہے۔ درختوں کے جھنڈ کے درمیان
تھکے ہوئے گھوڑے کو آرام دینے اور اس کو چرانے کے خیال
سے روک لیا۔

پھر اس نے خود اتر کر کلاوتی کو بھی اتارا اور گھوڑے کی کمر
کاٹھی کے بوجھ سے ہلکی کر دی اور اسے چرنے کے لیے

اُگی ہوئی ہری ہری گھاس پر چھوڑ دیا اور خود درختوں کے
جھنڈ میں ایک بڑے درخت کے تنے سے لگ کر بیٹھ گیا
اور کاٹھی زمین رکھ دی اور پھر اشارے سے کلاوتی کو
بھی بیٹھنے کے لئے کہا۔

کلاوتی نے بیٹھتے ہوئے پہلی بار ٹھنڈا سانس باہر چھوڑتے
ہوئے کہا

ناتھ!

مجھے تو ابھی تک یہ سپنا ہی لگتا ہے یقین ہی نہیں آتا
ہے کہ قسمت مجھ پر اتنی مہربان بھی ہو سکتی ہے کہ مجھے موت
کے منہ سے چھین کر آپ کی باہوں میں سہارا دے دے
گی۔

ناگ نے کہا۔

فی الحال تو یہ حقیقت ہے اور واقعی قسمت تمہارا ساتھ دے
رہی ہے۔ ہم موت کو بہت پیچھے چھوڑ آئے ہیں تمہیں بہت
بھوک لگی ہوگی۔ اگر تھوڑی دیر یہاں انتظار کرو تو میں کہیں سے
تمہارے لئے پھل وغیرہ تلاش کر کے لاؤں۔

کلاوتی نے کہا۔

نہیں ناتھ! میں بھوکی رہ سکتی ہوں اب آپ کو نظروں سے
اوجھل نہ ہونے دوں گی پہلے بھی آپ میرے لئے کھانا

ہی لینے گئے تھے۔

ناگ نے کہا۔

یہ ضروری تو نہیں کہ ہر بار ویسا ہی حادثہ ہو۔ کلاوتی! میں
چاہتا ہوں کہ تم ذرا کھانا وغیرہ کھا لو تو تم سے کچھ باتیں
کروں کیوں کہ میں تمہیں اپنے متعلق بتانا چاہتا ہوں کہ میں
کون ہوں۔

کلاوتی نے کہا۔

آپ کوئی بھی ہیں آپ میرے بھگوان ہیں اور میں آپ
کی داسی ہوں۔

ناگ نے کہا۔

کلاوتی! یہ سب وقتی اور جذباتی باتیں ہیں ہمیں بہرحال حقیقت
کا سامنا کرنا ہے۔ جذبات کے سہارے ہی زندگی بسر نہیں ہو
سکتی۔ تمہاری زندگی میں تو پہلے ہی دُکھ کانٹوں کی طرح بکھرے
ہوئے ہیں اور میں تمہیں مزید کانٹوں میں نہیں دھکیلنا چاہتا
ہوں۔ میں تمہاری دُکھی زندگی میں مزید دُکھوں کا زہر نہیں
گھولنا چاہتا۔

کلاوتی نے ناگ کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

بھگوان کے لئے اگر میں سپنا ہی دیکھ رہی ہوں تو مجھے اسی
میں کھویا رہنے دو یہ خوشی مجھے بڑے مہنگے داموں ملی ہے

کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکالو کہ میرا سپنا آئینے کی طرح سے گر کر ٹوٹ جائے۔ اگر میری تقدیر نے چاند کو میری جھولی میں ڈال ہی دیا ہے تو مجھے یہ یقین نہ دلاؤ کہ یہ چاند نہیں اس کا عکس ہے۔

ناگ کے دل پر ٹھیس سی لگی اس نے سوچا بے چاری دکھی لڑکی نے اگر اپنے دل میں ارمانوں کا محل بنا لیا ہے تو اسے ڈھا دینا گناہ ہے پانی کی سطح پر تیرتے ہوئے بلبلے کو اگر وہ ہیرا سمجھ بیٹھی ہے تو اسے احساس دلا کر اس کا دل توڑنا کہ یہ بلبلا ہے ہیرا ہے اچھی بات نہیں ہے مجھے حقیقت کا کا زہر اسے آہستہ آہستہ پلانا چاہیئے اس طرح کہ جسے اس کا دل و دماغ قبول کر سکے جس دل میں خدا رہتا ہو اسے توڑنا نیکی نہیں ہے۔

پھر اس نے ہنس کر کہا حالات نے تمہیں بہت زیادہ جذباتی بنا دیا ہے کلاوتی۔ خیر کوئی بات نہیں لیکن تمہیں زندگی کا مردانہ وار مقابلہ کرنا ہوگا۔

میرے ساتھ تو تم ہر وقت بندھی رہ نہیں سکتیں کسی وقت تو مجھے کام دھندے کے لئے تمہیں اکیلا چھوڑ کر جانا ہوگا کیوں کہ حقیقت کی دنیا میں رہنے کے لئے انسان کو ایسے وسائل تلاش کرنا ہوتے ہیں جس سے وہ تمام چیزیں حاصل کر سکے جس کی ضرورت

اس دنیا میں رہنے کے لئے ہوتی ہے۔

کلاوتی نے رنجیدہ انداز میں کہا

آپ ٹھیک کہتے ہیں میں ہی پگلی ہوں دراصل پے در پے مصیبتوں نے مجھے سوچنے کے قابل ہی رکھا۔ مجھے کسی بات پر وشواش ہی نہیں ہوتا۔

ایک خوف مجھے ہر وقت اپنے چاروں طرف مکڑی کے جالے کی طرح پھیلا نظر آتا ہے اسی لئے ہر خوشی مجھے سپنا لگتی ہے جو نہ جانے کب ٹوٹ جائے۔

عنبر نے کہا

"اسی لئے تو کہتا ہوں کہ سپنوں کی دنیا سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں آ جاؤ۔

یہ کافی محفوظ جگہ ہے جب تک میں لوٹ کر نہیں آتا تم یہاں رہو یہ عارضی ٹھکانہ ہے پھر ہمیں یہاں سے کہیں اور جا کر مستقل گھر بنانا ہوگا۔

کلاوتی نے کہا

جلدی لوٹ آنا تم نہیں جانتے جب تک تم نہیں آؤ گے میں پریشان رہوں گی جب خوشیاں ملی نہیں تھیں تو ان کے انتظار میں ہر قسم کی تکلیف اور دکھ اٹھاتے ہوئے زیادہ تکلیف نہ ہوتی تھی۔ اب خوشیاں مل گئی ہیں تو جدائی کی ایک ایک

گھڑی کئی کئی سال کی لگتی ہے۔

ناگ نے جاتے ہوئے کہا فکر نہ کرو میں جلدی ہی لوٹ آؤں گا۔

ناگ کے جانے کے بعد کلاوتی دعا میں مصروف ہو گئی اور اس نے کہا

اے بھگوان!

ابھی تو میں جی بھر کے مسکرائی نہیں ہوں اور ابھی تو میں نے خوشی کو صرف محسوس کیا ہے انہیں قائم رکھنا میرے جیون کی ناؤ اگر بھنور سے نکال ہی دی ہے۔ تو اسے کنارے پر لا کر ڈبو نہ دینا۔

دوسری طرف ناگ سرپٹ جا رہا تھا کہ اسے دور بیچ جنگل میں ایک گاڑی کھڑی نظر آئی جس میں گھوڑا نہیں جُتا ہوا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ کسی نے گھوڑے کو کھول کر چرنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔

ناگ بہت حیران ہوا کہ راستے سے ہٹ کر جنگل کے درمیان جو کوئی بھی گاڑی لے کر یہاں آیا ہے کوئی اچھا آدمی نہیں ہو سکتا۔ ورنہ عام راستے کو چھوڑ کر لوگوں کی نظروں میں آئے بغیر اس کچے راستے اور الجھے ہوئے راستے پر گاڑی لانے کا کیا جواز ہو سکتا ہے۔

ناگ نے اپنے آپ کو خطرے سے ٹکرانے کے لئے تیار کرتے ہوئے گھوڑے کی رفتار آہستہ کر دی اور پھر گاڑی کے پاس پہنچ کر گھوڑا روک لیا۔ لیکن یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ گاڑی کے پاس ہی دو پنڈت مرے پڑے تھے۔

اس نے جھانک کر گاڑی میں دیکھا صرف ایک موٹا سا بستر پڑا تھا اور اس کے علاوہ کوئی اور شے وہاں موجود نہ تھی۔

یہ وہی پنڈت تھے جو شری کانت جوگی کو، جس نے ناگ کے جسم پر قبضہ کر رکھا تھا۔ دھوکہ دے کر جھاجن کی لاش اس کے صندوق میں ڈال کر سوتا بستر میں لپیٹ کر اس کی گاڑی میں نو دو گیارہ ہو گئے تھے۔ چونکہ ناگ اس وقت ہوش و حواس میں نہیں تھا اس لئے وہ اس دونوں کو نہ پہچان سکا دونوں لاشوں کے پاس ایک تلوار اور خنجر بھی زمین پر پڑا تھا۔ ناگ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ دونوں لاشوں کے جسم پر کوئی زخم کا نشان نہیں تھا۔ ان کے زرد چہرے بھی یہ بتا رہے تھے کہ دونوں کو زہر دے کر بھی نہیں مارا گیا۔ ورنہ چہرے سیاہ ہو جاتے۔

ناگ نے قریب جا کر ان کے جسموں کا معائنہ کیا تو اس

پر یہ حقیقت واضح ہو گئی کہ دونوں کی شہ رگ سے کسی نے
اپنے دانت گاڑ کر ان کا خون پی لیا تھا۔ اور دانتوں کے
نشانوں سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ یہ کوئی درندہ نہیں بلکہ چھوٹا
سا کوئی جانور ہے۔

پھر جوں ہی ناگ نے لاشوں سے اٹھنا چاہا ایک چمگادڑ نے
اچانک اس پر حملہ کر دیا۔

ناگ نے ذہن پر اسی چمگادڑ کا تصور ابھر آیا جس نے گنیش
کے مندر میں اس پر حملہ کیا تھا اور اپنے پنجے اس کے سر میں
گاڑ دیئے تھے۔ اور وہ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا تھا پھر
جب اس کو ہوش آیا تھا تو وہ جیل خانے میں قتل کے
الزام میں بند تھا۔ ناگ نے جلدی سے دونوں مردہ پنڈتوں کی
تلوار اٹھا لی تھی۔

چمگادڑ ایک درخت پر بیٹھی دوبارہ حملہ کرنے کے لئے
پر تول رہی تھی۔

اب ناگ کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ دونوں پنڈتوں کا خون
اسی منحوس چمگادڑ نے پیا ہے اور یہ چمگادڑ نہیں بلکہ وہی منحوس
جوگی شتری کانت کی روح ہے۔ جو ایک دفعہ پھر مجھے دیکھ کر
میرے جسم پر قبضہ جمانا چاہتی ہے۔

جوں ہی چمگادڑ نے ناگ کو تلوار اٹھاتے ہوئے دیکھا تو
قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

ناگ!

یہ کوشش فضول ہے تم مجھے سو بار بھی قتل کر دو گے
تو میں پھر بھی نہیں مر سکتی یہ چمگادڑ کا جسم پھر ٹھیک ہو جائے
گا کیونکہ یہ دیوتاؤں کا دیا ہوا جسم ہے۔

ناگ نے کہا

اے چمگادڑ تم میرے پیچھے کیوں پڑ گئی ہو؟ میں نے تمہارا
کیا بگاڑا ہے۔

چمگادڑ نے کہا

مجھے افسوس ہے ناگ! زندہ رہنے کا حق ہر کسی کو ہے میں
بھی اس کوشش میں کامیاب ہو گئی تھی جب میں نے تمہارا
جسم قابو میں کر لیا تھا لیکن برا ہو ان پنڈتوں کا جو پنڈتوں
کے روپ میں چور تھے۔

یہ سپاہی بن کر ملے پھر دوست بن کر میرے ساتھ سرائے
میں رہے اور میرے صندوق سے سونا نکال کر اپنے بستر میں
باندھا اور میرے صندوق میں ایک لاش ڈال کر رفو چکر ہو گئے
قانون کے شکنجے سے نکلنے کے لئے مجھے تمہارا جسم آزاد کرنا پڑا
ناگ اب تو سمجھ گیا ہو گا کہ یہ دیوتاؤں کی غلطی ہے جو میری

مجبوری بن گئی ہے۔

دیوتاؤں کی غلطی؟

ناگ نے حیرت سے سوال کیا۔

ہاں! چنگا ڈر نے جواب دیا۔

میں رام ٹیکری کا رہنے والا ہوں میں نے ایک جوگی کی بہت خدمت کی تو اس نے مجھے یہ علم بتا دیا جس سے آدمی اپنا جسم چھوڑ کر اپنی آتما یعنی روح کو جسم سے علیحدہ کر کے جہاں چاہے پھرتا رہے اور جو چاہے کرتا رہے اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔

یہ فن سیکھ لینے کے بعد میں پہاڑوں سے اپنے گاؤں واپس رام ٹیکری آگیا اور ایک کوٹھڑی کرایہ پر لے کر رہنے لگا میں روز رات کو اپنا جسم چھوڑ کر اپنی روح اس سے نکال کر سیر کرتا جہاں جی چاہتا گھومتا پھرتا اور جب جی بھر جاتا واپس اپنے جسم میں آجاتا۔

ناگ غور سے سن رہا تھا لیکن غافل نہ تھا اور تلوار کے دستے پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔

چنگا ڈر کے جسم میں شری کانت جوگی نے اپنی داستان جاری رکھتے ہوئے کہا۔

ایک رات میں اپنے جسم سے نکل کر آسمانوں پر اڑتا پھر رہا

تھا کہ اچانک ایک، بہت مضبوط اور سیاہ ہاتھ نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا۔

میں حیران رہ گیا کہ یہ کون سی آنکھ ہے کہ جس نے میری آتما یعنی روح کو نہ صرف دیکھ لیا بلکہ مجھے اپنی گرفت میں لے لیا۔ لیکن اس وقت تو میں کچھ نہ دیکھ سکا اور جب دیکھنے کے قابل ہوا تو میں نے اپنے آپ کو آسمانوں پر پایا۔ جہاں میرے ساتھ کئی اور روحیں بھی تھیں اور جس گرفت سے ہم آزاد ہوئے تھے میں نے اسے دیکھا کئی گز لمبا سیاہ رنگ اور سیاہ لباس میں نہایت ہی خوفناک شکل کا مالک ایک دیو سامنے کھڑا تھا۔ جس پر نگاہ پڑتے ہی میری روح کانپ کر رہ گئی۔

میں نے فوراً نظر ہٹا کر دوسری سمت دیکھا بادلوں پر ایک دربار لگا ہوا تھا۔ جہاں دیوتا لوگ براجمان تھے اور ایک دیوتا نے ایک بہت بڑی اور موٹی کتاب کھول رکھی تھی جسے وہ پڑھ رہا تھا۔

پھر اس نے کتاب سے نگاہ اٹھا کر میری آتما یعنی میری روح کی طرف دیکھا۔ اور پوچھا۔

تمہارا نام؟

میں نے جواب دیا۔ شری کانت۔

باپ کا نام بھی بتاؤ؟

دیوتا نے کہا۔

میں نے ادب سے جواب دیا

گوپی کرشن۔

دیوتا نے غصے سے اس کالی بلا کی طرف دیکھا اور کہا یم دھور اسے کیوں لے آئے ہو اس نے تو ابھی زمین پر لمبی زندگی گزارنی ہے۔

یم دھور نے غور سے میری طرف دیکھا اور کانپنے لگا پھر ہاتھ جوڑ کر کہا۔

دیوتا!

غلطی ہو گئی۔ دراصل میں جب آسمان پہ آ رہا تھا تو میری مٹھی سے ایک آتما یعنی روح نکل گئی۔ میں نے جلدی سے غوطہ لگایا اور اسے دوبارہ پکڑ لیا لیکن پھر اسے دیکھنے پر پتہ چلا کہ یہ وہ آتما تو نہیں ہے۔ پھر نہ جانے یہ مٹھی میں کیسے آگیا ہے۔

میں نے جھک کر دیوتا سے کہا

دراصل قصور ان کا بھی نہیں ہے میں ہی اپنے جسم کو دھرتی پر چھوڑ کر اپنی آتما کے ساتھ آسمان پر اُڑ رہا تھا۔ انہوں نے اس آتما کی بجائے مجھے پکڑ لیا۔

دیوتا نے غصے سے یم دھور کی طرف دیکھا اور کہا جاؤ اس آتما کو دوبارہ زمین پر چھوڑ کر آؤ۔

یم دھور نے مجھے سیاہ ہاتھ میں پکڑا پھر مجھے اس وقت ہوش آیا جب میں اپنے کمرے میں تھا اور وہاں میرا جسم موجود نہیں تھا۔

میں اور یم دھور حیرت سے دیکھ رہے تھے جب وہاں بیٹھے لوگ کہہ رہے تھے کہ انہوں نے مردہ سمجھ کر میرا جسم چتا میں جلا دیا ہے۔ ہم دونوں انہیں نظر نہیں آ رہے تھے میں سن کر پریشان ہو گیا اور یم دھور سے کہا۔

یہ سب آپ کی غلطی سے ہوا ہے۔

یم دھور نے کہا

مجھے افسوس ہے میں تمہیں تمہارا جسم دوبارہ تو نہیں دے سکتا۔ جسم حاصل کرنے کی صرف ایک ہی صورت ہے۔

میں نے کہا کہ تم یہی کہو گے کہ میں کسی تازہ مردہ جسم میں اپنی آتما یعنی روح داخل کر کے کسی دوسرے جسم کے ساتھ بقایا زندگی گزار لوں۔

یم دھور نے کہا نہیں بے وقوف مردہ جسم تو فوراً ہی سڑنا شروع ہو جائے گا اور تمہاری آتما یعنی روح اسے ترو تازہ نہیں رکھ سکتی۔

غور سے سنو تمہیں ایک ایسے سانپ کو تلاش کرنا ہو گا جو صدیوں پرانا ہے اور اب بھی زندہ ہے کیوں کہ اس سانپ میں یہ طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ جو چاہے بن سکتا ہے

میں نے گھبرا کے کہا کہ وہ کہاں ملے گا۔

یم دھور نے کہا

مرے کیوں جاتے ہو بتا دوں گا۔ پہلے پوری بات غور سے سن لو۔

جب وہ صدیوں پرانا سانپ اپنے آپ کو انسان میں تبدیل کرے تم اس موقعہ کے منتظر رہو اور اسے غافل دیکھ کر اس کے سر پر بیٹھ جاؤ۔ اور پھر اپنے پنجے اس کے دماغ میں گاڑ دو۔

میں نے کہا۔

بھائی یم دھور! میرے پنجے کہاں ہیں۔

یم دھور نے کہا۔

پھر تم نے ٹوک دیا پہلے سن تو لو۔ میں تمہیں ابھی باہر جا کر چمگاڈر کے جسم میں داخل کر دوں گا۔ اور تم رات کی تاریکی میں یہ کام آسانی سے کر سکو گے تم اپنے پنجے اس کے دماغ میں گاڑ کر اپنے من میں کہو گے۔

آج کے بعد تو اپنے دماغ سے پرانی یاد داشت بھلا دے

گا اور صرف یہ یاد رکھے گا کہ تو شری کانت ہے۔ پھر تیرا جسم انسانی جسم میں گم ہو جائے گا اور تیری آتما یعنی روح کو انسانی جسم مل جائے گا۔

ناگ نے کہا۔

اچھی دل چسپ کہانی ہے۔

چمگاڈر نے کہا،

یم دھور نے یہ بھی کہا تھا کہ جب تک تو چمگاڈر رہے گا کوئی چیز تجھے مار نہیں سکتی تو ٹکڑوں میں بھی تبدیل ہو گیا تو دوبارہ تیرا جسم دوبارہ جڑ جائے گا اسی لئے تجھے بتا دیا ہے کہ تو مجھے مار نہیں سکتا اس لئے بہتر یہی ہے کہ اپنا جسم میرے حوالے کر دے۔

ناگ نے کہا۔

شری کانت! اگر قیامت تک بھی مجھے تیرے ٹکڑے کرنے پڑے۔ تو کرتا رہوں گا اب تو میرے جسم پر قبضہ نہیں کر سکتا۔ پہلے میں غفلت میں مارا گیا تھا۔

چمگاڈر نے اچانک ناگ پر حملہ کر دیا۔

آگے کیا ہوا جاننے کے لیے قسط نمبر ۵۱

"ماریا بوتل میں بند ہو گئی" پڑھیے